تحفۃ المسلم
شرح صحیح مسلم (اردو)
جلد دوم
کتاب الطہارۃ۔ کتاب الصلاۃ (حدیث 613 تا 1731)
تالیف
أبو الحسین مسلم بن الحجاج بن مسلم بن ورد بن کرشاذ القشیری النیشاپوری
ترجمہ وفوائد مع شرح ومفردات:
فضیلۃ الشیخ مولانا عبدالعزیز علوی
نظرثانی
حافظ عبدالسلام بن محمد
تخریج الاحادیث
محمد عدنان درویش
تقریظ
مولانا ارشاد الحق اثری
نعمانی کتب خانہ
حق سٹریٹ اردو بازار لاہور
042-37321865

المکتبۃ الرحمانیۃ
۹۹ - جے ماڈل ٹاؤن - لاہور
نمبر ....

تحفۃ المسلم
شرح صحیح مسلم (اردو)
جلد دوم

نام کتاب

تحفۃ المسلم

جلد دوم

شرح صحیح مسلم (اردو)

ابو الحسین مسلم بن الحجاج بن مسلم بن ورد بن کرشاد القشیری النیشاپوری

ترجمہ و فوائد مع شرح و مفردات محدث العصر فضیلۃ الشیخ مولانا عبدالعزیز علوی حفظہ اللہ

نظر ثانی: حافظ عبدالسلام بن محمد حفظہ اللہ

تخریج الاحادیث: محمد عدنان درویش حفظہ اللہ

تقریظ: مولانا ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ

مقدمہ و سوانح: صلاح الدین علی عبدالموجود

ترقیم الاحادیث: فواد عبدالباقی حفظہ اللہ

تاریخ اشاعت: فروری 2017ء

مطبع: علی آصف پرنٹرز لاہور

ناشر: نعمانی کتب خانہ حق سٹریٹ اردو بازار لاہور

NOMANI KUTAB KHANA

Haq Street Urdu Bazar, Lahore-Pakistan Tel: 042-37321865

E-Mail: nomania2000@gmail.com

تحفۃ المسلم

شرح صحیح مسلم (اردو)

ابو الحسین مسلم بن الحجاج بن مسلم بن ورد بن کرشاد القشیری النیشابوری

جلد دوم

کتاب الطہارۃ۔ کتاب الصلاۃ (حدیث 613 تا 1731)

ترجمہ وفوائد مع شرح ومفردات

محدث العصر فضیلۃ الشیخ مولانا عبد العزیز علوی حفظہ اللہ

نظر ثانی
حافظ عبد السلام بن محمد حفظہ اللہ

تخریج الاحادیث
محمد عدنان درویش حفظہ اللہ

تقریظ
مولانا ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ

مقدمہ وسوانح صلاح الدین علی عبد الموجود

ترقیم الاحادیث فواد عبد الباقی حفظہ اللہ

نعمانی کتب خانہ
حق سٹریٹ
اردو بازار لاہور
042-37321865

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرستِ مضامین

(جلد دوم)

حدیث نمبر 613 سے 678 تک

١٩...... بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْاِسْتِنْجَاءِ بِالْيَمِيْنِ

باب ١٩: داہنے ہاتھ سے استنجا کرنے کی ممانعت

[613] ٦٣-(٢٦٧) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ أَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ

عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا يُمْسِكَنَّ أَحَدُكُمْ ذَكَرَهُ بِيَمِينِهِ وَهُوَ يَبُولُ وَلَا يَتَمَسَّحْ مِنَ الْخَلَاءِ بِيَمِينِهِ وَلَا يَتَنَفَّسْ فِي الْإِنَاءِ))

[613]۔ عبداللہ بن ابی قتادہ اپنے باپ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی پیشاب کرتے وقت اپنا ذکر (عضو تناسل) داہنے ہاتھ سے نہ پکڑے اور نہ داہنے ہاتھ سے استنجا کرے اور نہ برتن میں (پانی پیتے وقت) سانس لے۔

[614] ٤٤٦-(...) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ أَنَا وَكِيعٌ عَنْ هِشَامٍ الدَّسْتَوَائِيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ

عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْخَلَاءَ فَلَا يَمَسَّ ذَكَرَهُ بِيَمِينِهِ))

[614]۔ عبداللہ بن ابی قتادہ اپنے باپ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی بیت الخلاء میں داخل ہو تو اپنا عضو مخصوص، اپنے دائیں ہاتھ سے نہ چھوئے (اس کو ہاتھ نہ لگائے)۔

[615] ٦٥-(...) حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ نَا الثَّقَفِيُّ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ

---

[613] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الوضوء، باب: النهي عن الاستنجا باليمين برقم (١٥٣) مطولاً۔ وفي باب: لا يمسك ذكره بيمينه اذا بال برقم (١٥٤) وفي الاشربة، باب: النهي عن التنفس في الاناء برقم (٥٦٣٠) ومسلم في (صحيحه) في الاشربة، باب: كراهية التنفس في نفس الاناء، واستحباب التنفس ثلاثا خارج الاناء برقم (٥٢٥٣) وابوداود في (سننه) في الطهارة، باب: ما جاء في كراهة الاستنجا باليمين برقم (١٥) وقال: حديث حسن صحيح۔ والنسائي في (المجتبى من السنن) في الطهارة، باب: النهي عن مس الذكر باليمين عند الحاجة۔ باب: النهي عن الاستنجا باليمين۔ وابن ماجه في (سننه) في الطهارة وسننها، باب: كراهة مس الذكر باليمين والاستنجا باليمين برقم (٣١٠) بلفظ قريب منه۔ انظر (التحفة) برقم (١٢١٠٥)

[614] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٦١٢)

[615] تقدم تخريجه (٦١٢)

عَـنْ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَهَـى أَنْ يَتَـنَـفَّسَ فِي الْإِنَاءِ وَأَنْ يَمَسَّ ذَكَرَهُ بِيَمِينِهِ وَأَنْ يَسْتَطِيبَ بِيَمِينِهِ

[615]۔حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے منع فرمایا ہے کوئی برتن میں سانس لے، یا یہ کہ اپنے ذکر کو اپنا دایاں ہاتھ لگائے، یا یہ کہ اپنے دائیں ہاتھ سے استنجا کرے۔"

فائدہ:...... پانی پیتے وقت سانس برتن کے اندر نہیں لینا چاہیے بلکہ برتن کو منہ سے دور کر لینا چاہیے۔

٢٠...... بَابُ: التَّيَمُّنِ فِي الطُّهُوْرِ وَغَيْرِهِ

باب ٢٠: طہارت و پاکیزگی وغیرہ میں دائیں طرف سے آغاز کرنا

[616] ٦٦-(٢٦٨)وَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ قَالَ أَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَشْعَثَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مَسْرُوقٍ عَـنْ عَائِشَةَ قَالَتْ إِنْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لَيُحِبُّ التَّيَمُّنَ فِي طُهُورِهِ إِذَا تَطَهَّرَ وَفِي تَرَجُّلِهِ إِذَا تَرَجَّلَ وَفِي انْتِعَالِهِ إِذَا انْتَعَلَ

[616]۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ وضو میں جب وضو فرماتے کنگھی کرنے میں جب کنگھی کرتے اور جوتا پہننے میں جب جوتا پہنتے دائیں طرف سے آغاز کرنا پسند فرماتے تھے۔

مفردات الحدیث ❶ **اَلتَّيَمُّنُ**: دائیں طرف سے آغاز کرنا، اس فعل کا تعلق ہاتھ سے ہو یا پاؤں سے یا جانب سے۔ ❷ **تَرَجُّل**: کنگھی کرنا۔ ❸ **اِنْتِعال**: نعل (جوتا، چپل) سے ہے، جوتا پہننا۔

[617] ٦٧-(. . .) وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ نَا أَبِي قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَشْعَثِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مَسْرُوقٍ

[616] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الوضوء، باب: التمين في الوضوء والغسل برقم (١٦٨) وفي الصلاة، باب: التمين في دخول المسجد وغيره برقم (٤٤٦) وفي الاطعمة، باب: التمين في الاكل وغيره برقم (٥٣٨٠) وفي اللباس، باب يبدا بالنعل اليمين برقم (٥٨٥٤) وفي باب: الترجل والمين فيه برقم (٥٩٢٦) وابوداود في (سننه) في اللباس، باب في الانتعال برقم (٤١٤٠) والترمذي في (جامعه) في الصلاة، ما يستحب من التمين في الطهور برقم (٦٠٨) وقال: هذا حديث حسن صحيح۔ واخرجه النسائي في (المجتبى) ١/ ٧٨ في الطهارة، باب: باى الرجلين يبدا بالغسل وفي الغسل والتميم، باب: التيمن في الطهور ١/ ٢٠٥۔ وفي الزينة، باب التيامن في الترجل ٨/ ١٨٥۔ وابن ماجه في (سننه) في الطهارة وسننها، باب: التيمن في الوضوء برقم (٤٠١) انظر (التحفة) برقم (١٧٦٥٧)

[617] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٦١٥)

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُحِبُّ التَّيَمُّنَ فِي شَأْنِهٖ كُلِّهٖ فِي نَعْلَيْهِ وَتَرَجُّلِهٖ وَطُهُوْرِهٖ

[617]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے تمام کاموں میں دائیں طرف سے ابتدا کرنا پسند فرماتے تھے، اپنے جوتے پہننے میں، اپنی کنگھی کرنے میں اور اپنے وضو کرنے میں۔

فائدہ:...... وہ کام، جن کا تعلق نظافت وطہارت و پاکیزگی سے ہے، اور ان سے حسن ونکھار یا عزت وشرف کا اظہار ہوتا ہے، ان میں عام طور پر آپ دائیں طرف سے آغاز فرماتے تھے، بعض جگہ آپ نے بائیں طرف سے بھی آغاز فرمایا ہے، جیسا کہ جوتا پہلے بایاں اتارتے، مسجد سے پہلے بایاں پاؤں نکالتے، بیت الخلاء میں پہلے بایاں پاؤں داخل فرماتے تھے۔

۲۱...... بَابُ: النَّهْيِ عَنِ التَّخَلِّي فِي الطُّرُقِ وَالظِّلَالِ

باب ۲۱: راستہ اور سایہ میں قضائے حاجت سے ممانعت

[618] ۶۸-(۲۶۹) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ حُجْرٍ جَمِيعًا عَنْ إِسْمٰعِيلَ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ ابْنُ أَيُّوبَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ أَخْبَرَنِي الْعَلَاءُ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((اتَّقُوا اللَّاعِنَيْنِ)) قَالُوا وَمَا اللَّاعِنَانِ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ ((الَّذِي يَتَخَلّٰى فِي طَرِيقِ النَّاسِ أَوْ فِي ظِلِّهِمْ))

[618]۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم لعنت کا باعث بننے والے دو کاموں سے بچو، لوگوں نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول ﷺ! لعنت کا سبب بننے والے دو کام کون سے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ''جو انسان لوگوں کی گزرگاہ یا ان کے سایہ میں قضائے حاجت کرتا ہے (لوگ اس کو برا بھلا کہیں گے)۔''

مفردات الحدیث ❶ اِتَّقُوا اللَّاعِنَيْن: یعنی وہ کام جو لعنت وطعن کا باعث بنتے ہیں، لوگوں کو برا بھلا کہنے پر آمادہ کرتے ہیں یا اس کی دعوت دیتے ہیں، یعنی عادتاً لوگ ایسا کام کرنے والے پر لعنت بھیجتے ہیں۔ ❷ التَّخَلِّي: قضائے حاجت کرنا۔ طَرِيقُ النَّاسِ: لوگوں کی گزرگاہ جس جگہ لوگ آئیں جائیں۔ ❸ فِي ظِلِّهِمْ: ان کے سایہ کی جگہ، جس جگہ لوگ اٹھتے بیٹھتے ہوں، ٹھہریں، پڑاؤ کریں، قیلولہ کریں (ہر سایہ دار جگہ مراد نہیں)

فائدہ:...... لوگ جس راستہ پر چلتے ہوں یا سایہ کی جس جگہ آرام کرنے کے لیے بیٹھتے ہوں، اگر کوئی گنوار اور نادان آدمی وہاں قضائے حاجت کرے گا تو لوگوں کو اس سے اذیت اور تکلیف پہنچے گی جس کے باعث وہ اس کو

[618] اخرجه ابوداود في (سننه) في الطهارة، باب: المواضع التي نهى النبي ﷺ عن البول فيها برقم (۲۵) انظر (التحفة) برقم (۱۳۹۷۸)

برا بھلا کہیں گے اور لعنت کریں گے اس لیے اس حرکت سے بچنا چاہیے، بعض حدیثوں میں ایک تیسری جگہ موارد (پانی کی گھاٹ) جہاں لوگ پانی کے لیے آتے جاتے ہوں، کا ذکر ہے مقصد یہ ہے کہ اگر انسان کو گھر سے باہر قضائے حاجت کرنا ہو تو وہ ایسی جگہ بیٹھے جہاں لوگوں کی آمد ورفت نہ ہو اور لوگوں کے لیے باعث تکلیف نہ بنے۔

۲۲...... بَابُ: اِلْاِسْتِنْجَاءِ بِالْمَاءِ مِنَ التَّبَرُّزِ

باب ۲۲: قضائے حاجت کی صورت میں پانی سے استنجا کرنا

[619] ٦٩-(٢٧٠) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ أَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي مَيْمُونَةَ

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ دَخَلَ حَائِطًا وَتَبِعَهُ غُلَامٌ مَعَهُ مِيضَاةٌ هُوَ أَصْغَرُنَا فَوَضَعَهَا عِنْدَ سِدْرَةٍ فَقَضَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حَاجَتَهُ فَخَرَجَ عَلَيْنَا وَقَدِ اسْتَنْجَى بِالْمَاءِ

[619]۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک باغ میں داخل ہوئے اور آپ کے پیچھے ایک لڑکا بھی چلا گیا، جس کے پاس وضو کا برتن تھا، اور وہ ہم سب سے چھوٹا تھا، تو اس نے اسے ایک بیری کے درخت کے پاس رکھ دیا، رسول اللہ ﷺ نے قضائے حاجت کی اور پانی سے استنجا کر کے ہمارے پاس تشریف لائے۔

مفردات الحدیث ❶ **حائط**: وہ باغ جس کے گرد دیوار ہو۔ ❷ **مِيضَاة**: وضو کرنے کا برتن (وضو کرنے کا آلہ)۔

[620] ٧٠-(٢٧١) وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ وَغُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ ح وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي مَيْمُونَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَدْخُلُ الْخَلَاءَ فَأَحْمِلُ أَنَا وَغُلَامٌ نَحْوِي إِدَاوَةً مِنْ مَّاءٍ وَعَنَزَةً فَيَسْتَنْجِي بِالْمَاءِ

---

[619] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الوضوء، باب: الاستنجا بالماء برقم (١٥٠) وفي باب: من حمل معه الماء لطهور برقم (١٥١) مختصرا۔ وفي باب: حملة العنزة مع الماء في الاستنجا برقم (١٥٢) وفي باب: غسل البول برقم (٢١٧) بنحوه۔ وفي الصلاة، باب: الصلاة الى العنزة برقم (٥٠٠) وابوداود في (سننه) في الطهارة، باب: في الاستنجا بالماء برقم (٤٣) والنسائي في (المجتبى) ١/ ٤٢ في الطهارة، باب: الاستنجا بالماء برقم (٤٥) انظر (التحفة) برقم (١٠٩٤) ٤١٥

[620] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٦١٨)

[620]۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کے لیے خالی جگہ جاتے تو میں اور میرے جیسا لڑکا، پانی کا برتن اور نیزہ اٹھاتے تو آپ پانی سے استنجا کرتے۔

مفردات الحدیث ❶ الخلاء: خالی جگہ، جہاں کوئی نہ ہو۔ ❷ عَنزة: ڈانڈا جس کے نیچے پھل لگا ہو، نیزہ۔

[621] ۷۱۔(. . .) و حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَأَبُو كُرَيْبٍ وَاللَّفْظُ لِزُهَيْرٍ قَالَ نَا إِسْمٰعِيلُ يَعْنِي ابْنَ عُلَيَّةَ حَدَّثَنِي رَوْحُ بْنُ الْقَاسِمِ عَنْ عَطَآءِ بْنِ أَبِي مَيْمُونَةَ

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَتَبَرَّزُ لِحَاجَتِهِ فَآتِيهِ بِالْمَآءِ فَيَغْتَسِلُ

[621]۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قضائے حاجت کے لیے کھلی جگہ تشریف لے جاتے اور میں آپ کے لیے پانی لاتا تو آپ اس سے استنجا کرتے۔

مفردات الحدیث ❶ يتبرز: براز کی کھلی جگہ، جہاں انسان لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہو سکے، یعنی قضائے حاجت کے لیے آپ آبادی سے دور تشریف لے جاتے تھے تاکہ اس حالت میں آپ پر لوگوں کی نظر نہ پڑے۔ ❷ يغتسل به: پانی سے استنجا کی جگہ کو دھوتے، مقصد استنجا کرنا ہے۔

فائدہ:...... قضائے حاجت کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نیزہ ساتھ رکھتے تھے، تاکہ اس کو سامنے گاڑ کر اس پر کپڑا وغیرہ ڈال کر اوٹ کر لی جائے یا اس کو دیکھ کر کوئی ادھر سے گزرنے کا قصد نہ کرے یا اس سے سخت زمین کو نرم کر لیا جائے تاکہ چھینٹے نہ پڑیں، یا اگر کوئی موذی کیڑا مکوڑا سامنے آ جائے اس سے بچاؤ کیا جا سکے یا بوقت ضرورت اس کو سترہ بنایا جا سکے۔ (فتح الباری: ۱/ ۳۳۱)

۲۳...... بَاب: الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ

باب ۲۳: موزوں پر مسح

[622] ۷۲۔(۲۷۲) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَأَبُو كُرَيْبٍ جَمِيعًا عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ ح و حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا أَبُو مُعَاوِيَةَ وَوَكِيعٌ وَاللَّفْظُ لِيَحْيٰى قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ

[621] تقدم تخريجه برقم (٦١٨)

[622] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الصلاة، باب: الصلاة في الخفاف برقم (٣٨٧) بنحوه۔ والترمذي في (جامعه) في الطهارة، باب: في المسح على الخفين برقم (٩٣) بلفظ قريب منه۔ والنسائي في (المجتبى من السنن) ١/ ٨٢ في القبلة باب: الصلاة في الخفين۔ وابن ماجه في (سننه) في الطهارة وسننها، باب: ماجاء في المسح على الخفين برقم (٥٤٣) بنحوه۔ انظر (التحفة) برقم (٣٢٣٥)

عَنْ هَمَّامٍ قَالَ بَالَ جَرِيرٌ ثُمَّ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ فَقِيلَ تَفْعَلُ هٰذَا فَقَالَ نَعَمْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ بَالَ ثُمَّ تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ قَالَ الْأَعْمَشُ قَالَ إِبْرَاهِيمُ كَانَ يُعْجِبُهُمْ هٰذَا الْحَدِيثُ لِأَنَّ إِسْلَامَ جَرِيرٍ كَانَ بَعْدَ نُزُولِ الْمَائِدَةِ

[622]۔ ہمام بیان کرتے ہیں حضرت جریر رضی اللہ عنہ نے پیشاب کیا، پھر وضو کیا اور اپنے موزوں پر مسح کیا، تو ان سے کہا گیا، آپ یہ کام کرتے ہیں؟ تو اس نے جواب دیا: ہاں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، آپ نے پیشاب کیا، پھر وضو کیا اور اپنے موزوں پر مسح کیا، ابراہیم بیان کرتے ہیں لوگوں کو یہ حدیث بہت پسند تھی، کیونکہ جریر رضی اللہ عنہ سورۂ مائدہ کے نازل ہونے کے بعد مسلمان ہوئے تھے۔

فائدہ :...... معلوم ہوتا ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سورۂ مائدہ کی آیت سے پاؤں دھونے کا حکم سمجھتے تھے، اگر وہ اس آیت سے پاؤں پر مسح کا حکم سمجھتے تو انہیں یہ حدیث اتنی زیادہ پسند نہ ہوتی اگر وہ حضرت جریر رضی اللہ عنہ سورۂ مائدہ کے نازل ہونے سے پہلے مسلمان ہو چکے ہوتے تو یہ احتمال پیدا ہو سکتا تھا کہ مسح کا حکم مائدہ کی آیت سے جو دھونے پر دلالت کرتی ہے منسوخ ہو چکا ہے، اس لیے تمام اہل سنت کے نزدیک موزوں پر مسح کرنا جائز ہے، صرف شیعہ اور خارجی اس کے منکر ہیں۔ ان کے نزدیک موزوں پر مسح نہیں ہو سکتا، خارجیوں کے نزدیک پاؤں دھوئے جائیں گے اور شیعہ کے نزدیک پاؤں پر مسح ہوگا۔

[623] (. . .) وحَدَّثَنَاه إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ قَالَا أَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ ح و حَدَّثَنَاه مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ نَا سُفْيَانُ ح و حَدَّثَنَا مِنْجَابُ بْنُ الْحَارِثِ التَّمِيمِيُّ قَالَ أَنَا ابْنُ مُسْهِرٍ كُلُّهُمْ عَنِ الْأَعْمَشِ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ بِمَعْنَى حَدِيثِ أَبِي مُعَاوِيَةَ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ عِيسَى وَسُفْيَانَ قَالَ فَكَانَ أَصْحَابُ عَبْدِاللّٰهِ يُعْجِبُهُمْ هٰذَا الْحَدِيثُ لِأَنَّ إِسْلَامَ جَرِيرٍ كَانَ بَعْدَ نُزُولِ الْمَائِدَةِ

[623]۔ امام صاحب مختلف اساتذہ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ کے شاگردوں کو یہ حدیث بہت پسند تھی، کیونکہ جریر سورۂ مائدہ کے اترنے کے بعد مسلمان ہوئے تھے۔

[624] ٧٣-(٢٧٣) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ قَالَ أَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيقٍ

[623] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٦٢١)

[624] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الوضوء، باب: البول عند صاحبه والتستر بالحائط برقم (٢٢٥) مختصرا وفي باب: البول قائما وقاعدا برقم (٢٢٤) وفي باب البول عند سباطة برقم (٢٢٦) وفي المظالم، باب الوقوف والبول عند سباطة برقم (٢٤٧١) وابو داود في ←

عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَانْتَهٰى إِلٰى سُبَاطَةِ قَوْمٍ فَبَالَ قَائِمًا فَتَنَحَّيْتُ فَقَالَ ادْنُهْ فَدَنَوْتُ حَتّٰى قُمْتُ عِنْدَ عَقِبَيْهِ فَتَوَضَّأَ فَمَسَحَ عَلٰى خُفَّيْهِ

[624]۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا، آپ کچھ لوگوں کے کوڑا پھینکنے کی جگہ پر پہنچے اور کھڑے ہو کر پیشاب کیا، تو میں دور ہٹ گیا، آپ نے فرمایا: ''قریب آ جا۔'' تو میں قریب ہو کر آپ کے پیچھے کھڑا ہو گیا (فراغت کے بعد) آپ نے وضو کیا اور موزوں پر مسح کیا۔

فائدہ......اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے اگر بیٹھنے کے لیے مناسب جگہ نہ ملے اور پیشاب کی ضرورت لاحق ہو جائے تو کھڑے ہو کر پیشاب کیا جا سکتا ہے، کیونکہ بیٹھ کر پیشاب کرنا تہذیب و شائستگی کی علامت ہے اور اس کا تعلق آداب و اخلاق سے ہے، اس لیے کبھی کبھار، ضرورت کے تحت ایسے کرنا جائز ہے، آپ کی عام عادت دور جانے کی تھی اور اس دفعہ آپ دور بھی تشریف نہیں لے گئے اور پردہ کے لیے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو اپنے پیچھے کھڑا کیا۔

[625] ۷۴۔(. . .) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ أَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ كَانَ أَبُو مُوسٰى يُشَدِّدُ فِي الْبَوْلِ وَيَبُولُ فِي قَارُورَةٍ وَيَقُولُ إِنَّ بَنِي إِسْرَائِيلَ كَانَ إِذَا أَصَابَ جِلْدَ أَحَدِهِمْ بَوْلٌ قَرَضَهُ بِالْمَقَارِيضِ فَقَالَ حُذَيْفَةُ لَوَدِدْتُ أَنَّ صَاحِبَكُمْ لَا يُشَدِّدُ هٰذَا التَّشْدِيدَ فَلَقَدْ رَأَيْتُنِي أَنَا وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ نَتَمَاشٰى فَأَتٰى سُبَاطَةً خَلْفَ حَائِطٍ فَقَامَ كَمَا يَقُومُ أَحَدُكُمْ فَبَالَ فَانْتَبَذْتُ مِنْهُ فَأَشَارَ إِلَيَّ فَجِئْتُ فَقُمْتُ عِنْدَ عَقِبِهِ حَتّٰى فَرَغَ

[625]۔ ابو وائل بیان کرتے ہیں حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بول کے سلسلہ میں تشدد کرتے تھے اور بوتل میں بول کرتے تھے۔ اور بیان کرتے کہ بنو اسرائیل کے کسی آدمی کے جسم پر پیشاب لگ جاتا، تو وہ کھال کے اتنے حصے کو قینچی سے کاٹ ڈالتا، تو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا، میں چاہتا ہوں تمہارا استاد اس قدر سختی اختیار نہ کرے، میں نے آپ ﷺ کو دیکھا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جا رہا تھا، آپ ایک دیوار کے پیچھے کوڑے کے ڈھیر پر پہنچے،

←(سننه) في الطهارة، باب: البول قائما برقم (٢٣) والترمذي في (جامعه) في الطهارة، باب: الرخصه في ذلك برقم (١٣) والنسائي في (المجتبى) ١/ ٢٥ في الطهارة، باب: الرخصه في البول في الصحراء قائما وفي باب الرخصه في ترك ذلك۔ وابن ماجه في (سننه) في الطهارة وسننها، باب: ما جاء في البول قائما برقم (٣٠٥) و (٣٠٦) وفي باب: ما جاء في المسح على الخفين برقم (٥٤٤) انظر (التحفة) برقم (٦٢٣)

[625] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٦٢٣)

اور تمہاری طرح جا کر کھڑے ہو گئے اور پیشاب کرنا چاہا، میں آپ سے ہٹ گیا، آپ نے مجھے اشارہ فرمایا تو میں خدمت میں حاضر ہوا، اور آپ کے عقب میں کھڑا ہو گیا، حتیٰ کہ آپ فارغ ہو گئے۔

فائدہ:...... کسی مسئلہ میں تشدد یا انتہاء پسندی مناسب نہیں ہے، اسلام میں انسانی ضرورتوں اور مجبوریوں کا لحاظ رکھا گیا ہے، اس لیے بعض مقامات پر عام عادت کے خلاف، کسی عذر کو ملحوظ رکھ کر سہولت اور رخصت کی گنجائش رکھی گئی ہے اور افراط وتفریط سے بچتے ہوئے میانہ روی کو اختیار کیا گیا ہے۔

[626] ٧٥-(٢٧٤) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا لَيْثٌ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحِ بْنِ الْمُهَاجِرِ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ نَافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الْمُغِيرَةِ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ خَرَجَ لِحَاجَتِهِ فَاتَّبَعَهُ الْمُغِيرَةُ بِإِدَاوَةٍ فِيهَا مَاءٌ فَصَبَّ عَلَيْهِ حِينَ فَرَغَ مِنْ حَاجَتِهِ فَتَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ رُمْحٍ مَكَانَ حِينَ حَتَّى۔

[626]۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ قضائے حاجت کے لیے گئے، میں پانی کا برتن لے کر آپ کے پیچھے گیا، جب حاجت سے فارغ ہوئے تو مغیرہ نے پانی ڈالا اور آپ نے وضو فرمایا اور اپنے موزوں پر مسح کیا، ابن رمح کی روایت حسین کی جگہ "حَتّٰى فَرَغَ" ہے۔

[627] (. . .) وحَدَّثَنَاه مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ نَا عَبْدُالْوَهَّابِ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيدٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ فَغَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ ثُمَّ مَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ

[627] امام صاحب ایک اور سند سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے اپنا چہرہ اور دونوں ہاتھ دھوئے اور اپنے سر کا مسح کیا، پھر موزوں پر مسح کیا۔

---

[626] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الوضوء، باب: الرجل یوصی صاحبه برقم (١٨٢) وفی باب: المسح علی الخفین برقم (٢٠٣) وفی باب: اذا ادخل رجلیه وهما طاهرتان برقم (٢٠٦) وفی المغازی برقم (٤٤٢١) مطولا۔ وفی اللباس، باب: جبة الصوف فی الغزو برقم (٥٧٩٩) مطولا۔ والمولف [مسلم] فی الصلاة، باب: تقدم الجماعة من یصلی بهم اذا تاخر الامام ولم یخافوا مفسدة بالتقدیم برقم (٩٥١) وابوداود فی (سننه) فی الطهارة، باب: المسح علی الخفین برقم (١٤٩ و ١٥١) والنسائی فی (المجتبی) ١/ ٦٢ فی الطهارة، باب: صب الخادم الماء علی الرجل للوضوء۔ وفی ١/ ٦٣ باب: صفة الوضوء غسل اکفین برقم (٨٢) مطولا۔ وفی ١/ ٨٢ باب: المسح علی الخفین وابن ماجه فی (سننه) فی الطهارة وسننها، باب: ما جاء فی المسح علی الخفین برقم (٥٤٥) انظر (التحفة) برقم (١١٥١٤)
[627] تقدم تخریجه فی الحدیث السابق برقم (٦٢٥)

[628] ۷۶۔(. . .)و حدثنا يحيى بن يحيى التميمي قال انا أبو الأحوص عن أشعث عن الأسود بن هلال

عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ بَيْنَا أَنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ إِذْ نَزَلَ فَقَضٰى حَاجَتَهُ ثُمَّ جَآءَ فَصَبَبْتُ عَلَيْهِ مِنْ إِدَاوَةٍ كَانَتْ مَعِي فَتَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلٰى خُفَّيْهِ

[628]۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اسی اثنا میں کہ میں ایک رات رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا، آپ اترے اور قضائے حاجت کی، پھر آئے تو میں نے اس برتن سے جو میرے پاس تھا، آپ کے اعضاء پر پانی ڈالا، آپ نے وضو کیا اور اپنے موزوں پر مسح کیا۔

[629] ۷۷۔(. . .)و حدثنا أبوبكر بن أبي شيبة وأبو كريب قال أبوبكر نا أبومعاوية عن الأعمش عن مسلم عن مسروق

عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي سَفَرٍ فَقَالَ ((يَا مُغِيرَةُ خُذِ الْإِدَاوَةَ)) فَأَخَذْتُهَا ثُمَّ خَرَجْتُ مَعَهُ فَانْطَلَقَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى تَوَارٰى عَنِّي فَقَضٰى حَاجَتَهُ ثُمَّ جَآءَ وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ شَامِيَّةٌ ضَيِّقَةُ الْكُمَّيْنِ فَذَهَبَ يُخْرِجُ يَدَهُ مِنْ كُمِّهَا فَضَاقَتْ عَلَيْهِ فَأَخْرَجَ يَدَهُ مِنْ أَسْفَلِهَا فَصَبَبْتُ عَلَيْهِ فَتَوَضَّأَ وُضُوءَهُ لِلصَّلٰوةِ ثُمَّ مَسَحَ عَلٰى خُفَّيْهِ ثُمَّ صَلّٰى

[629]۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک سفر میں، میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تھا، تو آپ نے فرمایا: اے مغیرہ! پانی کا برتن لو۔" میں نے برتن لے لیا اور آپ کے ساتھ نکلا، رسول اللہ ﷺ چلے، یہاں تک کہ مجھ سے چھپ گئے، اپنی ضرورت پوری کی، پھر آپ واپس آئے اور آپ تنگ آستینوں والا شامی جبہ پہنے ہوئے تھے، تو آپ اس کی آستین سے اپنا ہاتھ نکالنے لگے، وہ اس سے تنگ نکلا (ہاتھ نہ نکل سکا) تو آپ نے اپنے ہاتھ کو نیچے سے نکال لیا، میں نے آپ کے اعضاء پر پانی ڈالا، تو آپ نے نماز والا وضو فرمایا، پھر آپ نے اپنے موزوں پر مسح کیا، پھر نماز پڑھی۔

---

[628] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١١٤٨٨)

[629] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الصلاة، باب: الصلاة في الجبة الشامية برقم (٣٦٣) وفي باب: الصلاة في الخفاف برقم (٣٨٨) مختصرا۔ وفي الجهاد، باب الجبة في السفر والحرب برقم (٢٩١٨) وفي اللباس، باب: من لبس جبة ضيقة الكمين في السفر برقم (٥٧٩٨) والنسائي في (المجتبى) ١/ ٨٢ في الطهارة، باب: المسح على الخفين، وابن ماجه في (سننه) في الطهارة وسننها، باب: الرجل يستعين على وضوئه فيصيب عليه برقم (٣٨٩) انظر (التحفة) برقم (١١٥٢٨)

[630] ۷۸۔(. . .) و حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ جَمِيعًا عَنْ عِيسَى بْنِ يُونُسَ قَالَ إِسْحٰقُ أَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ قَالَ نَا الْأَعْمَشُ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوقٍ

عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لِيَقْضِيَ حَاجَتَهُ فَلَمَّا رَجَعَ تَلَقَّيْتُهُ بِالْإِدَاوَةِ فَصَبَبْتُ عَلَيْهِ فَغَسَلَ يَدَيْهِ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثُمَّ ذَهَبَ لِيَغْسِلَ ذِرَاعَيْهِ فَضَاقَتِ الْجُبَّةُ فَأَخْرَجَهُمَا مِنْ تَحْتِ الْجُبَّةِ فَغَسَلَهُمَا وَمَسَحَ رَأْسَهُ وَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ ثُمَّ صَلّٰى بِنَا

[630]۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ قضائے حاجت کے لیے نکلے، تو جب واپس آئے میں پانی کا برتن لے کر آپ کو ملا، اور آپ کے اعضاء پر پانی ڈالا، آپ نے اپنے دونوں ہاتھ دھوئے پھر چہرہ دھویا، پھر ہاتھ دھونے لگے، تو جبہ تنگ نکلا، تو آپ نے ہاتھ جبہ کے نیچے سے نکال لیے اور ان کو دھویا، سر کا مسح کیا اور اپنے موزوں پر مسح کیا، پھر ہمیں نماز پڑھائی۔

[631] ۷۹۔(. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَ نَا أَبِي قَالَ نَا زَكَرِيَّاءُ عَنْ عَامِرٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الْمُغِيرَةِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ فِي مَسِيرٍ فَقَالَ لِي ((**أَمَعَكَ مَاءٌ**)) قُلْتُ نَعَمْ فَنَزَلَ عَنْ رَاحِلَتِهِ فَمَشٰى حَتّٰى تَوَارٰى فِي سَوَادِ اللَّيْلِ ثُمَّ جَاءَ فَأَفْرَغْتُ عَلَيْهِ مِنَ الْإِدَاوَةِ فَغَسَلَ وَجْهَهُ وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ مِنْ صُوفٍ فَلَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يُخْرِجَ ذِرَاعَيْهِ مِنْهَا حَتّٰى أَخْرَجَهُمَا مِنْ أَسْفَلِ الْجُبَّةِ فَغَسَلَ ذِرَاعَيْهِ وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ ثُمَّ أَهْوَيْتُ لِأَنْزِعَ خُفَّيْهِ فَقَالَ ((**دَعْهُمَا فَإِنِّي أَدْخَلْتُهُمَا طَاهِرَتَيْنِ**)) وَمَسَحَ عَلَيْهِمَا

[631]۔ حضرت عروہ بن مغیرہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ ایک رات، ایک سفر میں، میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تھا، تو آپ نے پوچھا: کیا تیرے پاس پانی ہے؟ میں نے کہا، جی ہاں۔ تو آپ اپنی سواری سے اترے، پھر چل دیے، یہاں تک کہ رات کی سیاہی میں مجھ سے چھپ گئے، پھر واپس آئے، تو میں نے برتن سے آپ پر پانی ڈالا، آپ نے اپنا چہرہ دھویا، اور آپ اون کا جبہ پہنے ہوئے تھے، آپ اس سے (تنگ ہونے کی وجہ سے) اپنے ہاتھ نہ نکال سکے، حتیٰ کہ دونوں ہاتھوں کو جبے کے نیچے سے نکالا، اور اپنے (کہنیوں سمیت) ہاتھ دھوئے اور اپنے سر کا مسح کیا، پھر میں جھکا تا کہ آپ کے موزے اتاروں، تو آپ نے فرمایا: ان کو چھوڑ دیجیے، میں نے دونوں پاؤں دھونے کے بعد پہنے تھے، اور ان پر مسح فرمایا۔

---

[630] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٦٢٨)

[631] تقدم تخريجه برقم (٦٢٥)

فوائد :...... ❶ حضرت مغیرہ بن شعبہ کی روایت سے ثابت ہوتا ہے، بڑا آدمی چھوٹے سے خدمت لے سکتا ہے، اور وہ وضو کا پانی بھی اعضائے وضو پر ڈال سکتا ہے۔ ❷ موزے اس وقت پہننے چاہئیں، جب وضو مکمل ہو چکا ہو، اگر کسی نے دایاں پاؤں دھونے کے بعد موزہ پہن لیا، پھر بایاں پاؤں دھویا اور موزہ پہن لیا، تو یہ فعل درست نہیں ہے۔ امام مالک، شافعی اور احمد رحمہم اللہ کا یہی موقف ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک یہ فعل صحیح ہے اور اس صورت میں موزوں پر مسح کرنا درست ہوگا۔ (شرح نووی: ۱/۱۳۴)

[632] ۸۰۔(. . .) و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ نَا إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ نَا عُمَرُ بْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنِ الشَّعْبِيِّ

عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الْمُغِيرَةِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ وَضَّأَ النَّبِيَّ ﷺ فَتَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلٰى خُفَّيْهِ فَقَالَ لَهُ فَقَالَ ((إِنِّي أَدْخَلْتُهُمَا طَاهِرَتَيْنِ))

[632]۔ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ کو وضو کروایا، آپ نے وضو کیا اور اپنے موزوں پر مسح کیا، مغیرہ نے موزے اتارنے کا اشارہ کیا، تو آپ نے فرمایا: میں نے ان کو پاؤں دھو کر پہنا تھا۔''

۲۴...... بَابُ: الْمَسْحِ عَلَى النَّاصِيَةِ وَالْعِمَامَةِ

باب ۲۴: پیشانی اور پگڑی پر مسح

[633] ۸۱۔(. .)و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بَزِيعٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ يَعْنِي ابْنَ زُرَيْعٍ قَالَ نَا حُمَيْدٌ الطَّوِيلُ قَالَ نَا بَكْرُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ الْمُزَنِيُّ

عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ تَخَلَّفَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَتَخَلَّفْتُ مَعَهُ فَلَمَّا قَضٰى حَاجَتَهُ قَالَ ((أَمَعَكَ مَاءٌ)) فَأَتَيْتُهُ بِمِطْهَرَةٍ فَغَسَلَ كَفَّيْهِ وَوَجْهَهُ ثُمَّ ذَهَبَ يَحْسِرُ عَنْ ذِرَاعَيْهِ فَضَاقَ كُمُّ الْجُبَّةِ فَأَخْرَجَ يَدَهُ مِنْ تَحْتِ الْجُبَّةِ وَأَلْقَى الْجُبَّةَ عَلٰى مَنْكِبَيْهِ وَغَسَلَ ذِرَاعَيْهِ وَمَسَحَ بِنَاصِيَتِهِ وَعَلَى الْعِمَامَةِ وَعَلٰى خُفَّيْهِ ثُمَّ رَكِبَ وَرَكِبْتُ فَانْتَهَيْنَا إِلَى الْقَوْمِ وَقَدْ قَامُوا فِي الصَّلٰوةِ يُصَلِّي بِهِمْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ وَقَدْ رَكَعَ بِهِمْ رَكْعَةً فَلَمَّا أَحَسَّ بِالنَّبِيِّ ﷺ ذَهَبَ يَتَأَخَّرُ فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ فَصَلّٰى بِهِمْ فَلَمَّا سَلَّمَ قَامَ النَّبِيُّ ﷺ وَقُمْتُ فَرَكَعْنَا الرَّكْعَةَ الَّتِي سَبَقَتْنَا

[632] تقدم تخريجه برقم (٦٢٥)

[633] اخرجه مسلم فی (صحيحه) فی الصلاة، باب: تقديم الجماعة من يصلی بهم اذا تاخر ←

[633]۔ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیچھے رہ گئے اور میں بھی آپ کے ساتھ پیچھے رہ گیا، تو جب قضائے حاجت سے فارغ ہوئے، پوچھا: کیا تیرے پاس پانی ہے؟'' تو میں آپ کے پاس وضو کرنے کا برتن لایا، آپ نے اپنے دونوں ہاتھ اور چہرہ دھویا، پھر دونوں باہیں (کلائیاں) کھولنے لگے، تو جبے کی آستین تنگ پڑ گئیں، آپ نے اپنا ہاتھ جبہ کے نیچے سے نکالا اور جبہ کندھوں پر ڈال لیا، اور اپنی دونوں باہیں (کلائیاں) دھوئیں اور اپنی پیشانی اور پگڑی اور موزوں پر مسح کیا، پھر آپ سوار ہوئے اور میں بھی سوار ہوا اور ہم لوگوں کے پاس اس حال میں پہنچے کہ وہ عبدالرحمٰن بن عوف کی اقتدا میں نماز کے لیے کھڑے ہو چکے تھے، اور عبدالرحمٰن نے ایک رکعت پڑھا دی تھی، جب انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کو محسوس کیا، تو پیچھے ہٹنے لگے، آپ نے اسے اشارہ کیا (نماز پوری کرو) تو انہوں نے نماز پڑھا دی، جب سلام پھیرا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے اور میں بھی کھڑا ہو گیا، اور ہم نے وہ رکعت پڑھی جو ہم سے پہلے ہو چکی تھی۔

فوائد :...... ❶ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ پیشانی پر مسح کرنے کے بعد پگڑی کے اوپر مسح کرنا جائز ہے، پگڑی کو اتار کر سر کا مسح کرنا ضروری نہیں ہے۔ امام ابوحنیفہ، امام مالک اور امام شافعی رحمہم اللہ کے نزدیک صرف اکیلی پگڑی امام احمد اور بعض حضرات صرف پگڑی پر مسح کے جواز کے قائل ہیں، مگر حدیث کی بات مقدم ہے۔ سر کے کچھ حصہ پر مسح کرنا چاہیے۔ (شرح نووی: ۱/۱۳۴) ❷ نماز اول وقت میں پڑھنی چاہیے کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نماز کو اول وقت میں شروع کر دیا، آپ کی آمد تک انتظار نہیں کیا۔ (شرح نووی: ۱/۱۳۴) ❸ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد پر پیچھے ہٹ گئے تھے۔ کیونکہ انہوں نے ابھی نماز کا آغاز کیا تھا، لیکن حضرت عبدالرحمٰن پیچھے نہیں ہٹے کیونکہ وہ صبح کی نماز کی ایک رکعت پڑھا چکے تھے۔ اس لیے اگر کبھی ایسی صورت پیش آ جائے تو امام راتب کو ناراض نہیں ہونا چاہیے لیکن مقتدیوں کو بھی بہت جلد بازی سے کام نہیں لینا چاہیے۔

[634] ۸۲۔(. . .) حَدَّثَنَا أُمَيَّةُ بْنُ بِسْطَامَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَا نَا الْمُعْتَمِرُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ حَدَّثَنِي بَكْرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ

عَنِ ابْنِ الْمُغِيرَةِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم مَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ وَمُقَدَّمِ رَأْسِهِ وَعَلَى عِمَامَتِهِ

← الامام ولم ...... برقم (٩٥٢) والنسائی فی (المجتبی من السنن) ١/ ٧٦ فی الطهارة، باب المسح علی العمامة مع الناصية وفی باب: المسح علی الخفين فی السفر۔ انظر (التحفة) برقم (١١٤٩٥)

[634] اخرجه ابوداود فی (سننه) فی الطهارة، باب: المسح علی الخفين برقم (١٥٠) والترمذی فی (جامعه) فی الطهارة، باب: ما جاء فی المسح علی العمامة برقم (١٠٠) وقال: حديث المغيرة بن شعبة حديث حسن صحيح۔ والنسائی فی (المجتبی) ١/ ٧٦ فی الطهارة، باب: المسح علی العمامة مع الناصية۔ انظر (التحفة) برقم (١١٤٩٤)

[634]۔ہمیں امیہ بن بسطام اور محمد بن عبدالاعلیٰ دونوں نے معتمر کے واسطہ سے، اس کے باپ کی بکر بن عبداللہ سے حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے موزوں، اپنے سر کے سامنے کے حصہ اور اپنی پگڑی پر مسح کیا۔

فائدہ :......اس حدیث سے معلوم ہوا، سر کے مسح کا آغاز سر کے سامنے والے حصہ سے کیا جائے گا اور اگر سر پر پگڑی بھی ہو تو سامنے کے حصہ کے ساتھ پگڑی پر مسح کیا جائے گا۔

[635] (. .) و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الا عَـلـى قَالَ نَا الْمُعْتَمِرُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ بَكْرٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنِ ابْنِ الْمُغِيرَةِ

عَنْ أَبِيهِ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ

[635] ہمیں محمد بن عبدالاعلیٰ نے معتمر کے واسطہ سے اس کے باپ کی، بکر سے حسن کی، مغیرہ کے بیٹے سے اس کے باپ کی روایت اوپر کی طرح بیان کی۔

[636] ٨٣۔(. . .) و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ جَمِيعًا عَنْ يَحْيَى الْقَطَّانِ قَالَ ابْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ التَّيْمِيِّ عَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ عَنِ الْحَسَنِ

عَنِ ابْنِ الْمُغِيرَةِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ تَوَضَّا فَمَسَحَ بِنَاصِيَتِهِ وَعَلَى الْعِمَامَةِ وَعَلَى الْخُفَّيْنِ۔

[636]۔حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا، اور اپنی پیشانی اور پگڑی اور موزوں پر مسح کیا۔

[637] ٧٤۔(٢٧٥) و حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ نَا أَبُومُعَاوِيَةَ ح و حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ قَالَ أَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ كِلَاهُمَا عَنِ الْأَعْمَشِ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ،

عَنْ بِلَالٍ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَسَحَ عَلَى الْخُفَّيْنِ وَالْخِمَارِ . وَفِيْ حَدِيْثِ عِيْسٰى: حَدَّثَنِي الْحَكَمُ: حَدَّثَنِي بِلَالٌ:

[637]۔حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے موزوں اور پگڑی پر مسح کیا، عیسیٰ کی حدیث میں عن الحکم اور عن بلال کی جگہ حدثنی الحکم حدثنی بلال ہے۔

[635] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٦٣٣)

[636] تقدم تخريجه (٦٣٣)

[637] اخرجه الترمذي في (جامعه) في الطهارة، باب: ما جاء في المسح على العمامة برقم (١٠١) والنسائي في (المجتبى) في الطهارة، باب: المسح على المعمامة ١/ ٧٥ وابن ماجه في (سننه) في الطهارة، وسننها، باب: ما جاء في المسح على العمامة برقم (٥٦١) انظر (التحفة) برقم (٢٠٤٧)

[638] وَحَدَّثَنِيهِ سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ: حَدَّثَنَا عَلِيٌّ يَعْنِي ابْنَ مُسْهِرٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، بِهٰذَا الْإِسْنَادِ. وَقَالَ فِي الْحَدِيثِ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ.

[638] اور یہی روایت مجھے سوید بن سعید نے علی بن مسہر کے واسطہ سے اعمش کی مذکورہ بالا سند کے ساتھ سنائی، اس میں ان رسول اللہ ﷺ کی بجائے "رأیت رسول الله ﷺ" ہے۔

مفردات الحدیث ✻ اس حدیث میں پگڑی کے لیے عمامہ کی جگہ خمار (اوڑھنی) کا لفظ آیا ہے، کیونکہ پگڑی بھی خمار کی طرح سر کو ڈھانپ لیتی ہے۔ (شرح نووی: ۱/ ۱۳۵)

۲۵...... بَابُ: التَّوْقِيتِ فِي الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ

باب۲۵: موزوں پر مسح کے لیے مدت کی تحدید

[639] ۸۵-(۲۷۶) وحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ قَالَ انا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ انا الثَّوْرِيُّ عَنْ عَمْرِو بْنِ قَيْسٍ الْمُلَائِيِّ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عُتَيْبَةَ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُخَيْمِرَةَ
عَنْ شُرَيْحِ بْنِ هَانِئٍ قَالَ أَتَيْتُ عَائِشَةَ أَسْأَلُهَا عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ فَقَالَتْ عَلَيْكَ بِابْنِ أَبِي طَالِبٍ فَسَلْهُ فَإِنَّهُ كَانَ يُسَافِرُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَسَأَلْنَاهُ فَقَالَ جَعَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ وَلَيَالِيَهُنَّ لِلْمُسَافِرِ وَيَوْمًا وَلَيْلَةً لِلْمُقِيمِ قَالَ وَكَانَ سُفْيَانُ إِذَا ذَكَرَ عَمْرًا أَثْنَى عَلَيْهِ۔

[639]۔ شریح بن ہانی بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس موزوں پر مسح کے بارے میں پوچھنے کی خاطر حاضر ہوا، تو انہوں نے کہا، علی بن ابی طالب کے پاس جاؤ اور ان سے پوچھو، کیونکہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر کیا کرتے تھے، ہم نے ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا، رسول اللہ ﷺ نے مسافر کے لیے تین دن رات اور مقیم کے لیے ایک دن رات مقرر فرمایا۔ عبدالرزاق کہتے ہیں، سفیان (ثوری) جب عمرو کا تذکرہ کرتے تو ان کی تعریف کرتے۔

فوائد:...... ❶ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نام لینے یا ان کا ذکر خیر کرنے میں کوئی انقباض محسوس نہیں کرتی تھیں، اس لیے نبی اکرم ﷺ کی مرض الموت میں جو دو آدمی آپ کو مسجد میں

[638] تقدم

[639] اخرجه النسائى فى (المجتبى) ۱/ ۸٤ فى الطهارة، باب: التوقيت فى المسح على الخفين للمقيم۔ وابن ماجه فى (سننه) فى الطهارة وسننها، باب: ما جاء فى التوقيت فى المسح للمقيم والمسافر برقم (۵۵۲) مطولا۔ انظر (التحفة) برقم (۱۰۱۲٦)

سہارا دے کر لے گئے، ان میں سے ایک کا نام لینا اور دوسرے کا نام نہ لینا اس بنا پر نہیں تھا کہ آپ اس کا نام لینا پسند نہیں کرتی تھیں۔ آگے سراحتاً حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نام آ رہا ہے۔ ❷ اس حدیث سے ثابت ہوا، مدت مسح (موزوں پر) مسافر کے لیے تین دن اور تین رات ہے اور مقیم کے لیے ایک دن اور ایک رات ہے، ہاں غسل کی صورت میں موزے اتارنے ہوں گے، اس لیے امام مالک کی طرف منسوب قول کہ مسح کے لیے کوئی مدت مقرر نہیں، درست نہیں ہے۔ ❸ جب کسی عالم سے کوئی مسئلہ پوچھا جائے اور اس سے بہتر بتانے والا موجود ہو، تو اسے سائل کو اس سے پوچھنے کے لیے کہنا چاہیے۔

[640] (. . .) و حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ قَالَ انَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ عَدِيٍّ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي أُنَيْسَةَ عَنِ الْحَكَمِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهٗ

[640] امام صاحب ایک اور سند سے مذکورہ بالا حدیث بیان کرتے ہیں۔

[641] (. . .) و حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ انَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنِ الْحَكَمِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُخَيْمِرَةَ

عَنْ شُرَيْحِ بْنِ هَانِيءٍ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ فَقَالَتْ ائْتِ عَلِيًّا فَإِنَّهٗ أَعْلَمُ بِذٰلِكَ مِنِّي فَأَتَيْتُ عَلِيًّا فَذَكَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ

[641] شریح بن ہانی بیان کرتے ہیں کہ میں نے موزوں پر مسح کا مسئلہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا، تو انہوں نے کہا، علی رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ کیونکہ وہ یہ مسئلہ مجھ سے زیادہ جانتے ہیں، تو میں علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا، تو انہوں نے مذکورہ بالا مسئلہ، نبی اکرم ﷺ سے بیان فرمایا۔

٢٦...... بَاب: جَوَازِ الصَّلَوَاتِ كُلِّهَا بِوُضُوءٍ وَّاحِدٍ

باب ٢٦: ایک وضو سے سب نمازیں ادا کرنا (یعنی پانچوں نمازوں کا جواز)

[642] ٨٦۔(٢٧٧) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَ نَا أَبِي قَالَ نَا سُفْيَانُ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ ح و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ وَاللَّفْظُ لَهٗ قَالَ نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِي عَلْقَمَةُ بْنُ مَرْثَدٍ

---

[640] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٦٣٧)

[641] تقدم تخريجه برقم (٦٣٧)

[642] اخرجه ابوداود في (سننه) في الطهارة، باب: الرجل يصلي صلوات بوضوء واحد برقم (١٧١) مختصرا۔ والترمذي في (جامعه) في الطهارة، باب: ما جاء انه يصلي الصلوات بوضوء واحد برقم (٦١) والنسائي في (المجتبى من السنن) ١/ ٨٦ في الطهارة، باب: ←

عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى الصَّلَوَاتِ يَوْمَ الْفَتْحِ بِوُضُوءٍ وَّاحِدٍ وَمَسَحَ عَلَى خُفَّيْهِ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ لَقَدْ صَنَعْتَ الْيَوْمَ شَيْئًا لَّمْ تَكُنْ تَصْنَعُهُ قَالَ ((عَمْدًا صَنَعْتُهُ يَا عُمَرُ))

[642]۔ سلیمان بن بریدہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فتح مکہ کے دن سب نمازیں ایک وضو سے پڑھیں اور اپنے موزوں پر مسح کیا، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ سے پوچھا، آپ نے آج ایسا کام کیا، جو آپ نے پہلے کبھی نہیں کیا، تو آپ نے جواب دیا: اے عمر! میں نے عمداً یہ کام کیا ہے۔

فائدہ: ...... اس حدیث سے ثابت ہوا جب تک انسان بے وضو نہ ہو تو وہ متعدد فرائض ونوافل ایک وضو سے ہی ادا کرسکتا ہے اور یہ حدیث آیت مبارکہ: إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوْا وُجُوْهَكُمْ الآية کے منافی نہیں ہے، کیونکہ آیت مبارکہ کا معنی یہ ہے اگر تمہارا وضو نہ ہو اور تم نماز کے لیے اٹھو تو وضو کرلو، تاہم دوسری روایات سے معلوم ہوتا ہے وضو کی موجودگی میں وضو کرلینا، نور علی نور ہے، کیونکہ آپ عام طور پر ہر نماز کے لیے وضو کرتے تھے، اور آیت کا ظاہری تقاضا یہی ہے۔ (شرح نووی: ج/ ۱۳۵)

٢٧...... بَاب: كَرَاهَةِ غَمْسِ الْمُتَوَضِّئِ وَغَيْرِهِ يَدَهُ الْمَشْكُوكُ فِي نَجَاسَتِهَا فِي الْإِنَاءِ قَبْلَ غَسْلِهَا ثَلَاثًا

باب ٢٧: وضو کرنے والے یا دوسرے انسان کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے ہاتھ کو جبکہ اس کے پلید ہونے کا شبہ ہو، تین دفعہ دھوئے بغیر برتن میں ڈالے

[643] ٨٧۔(٢٧٨) و حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ وَحَامِدُ بْنُ عُمَرَ الْبَكْرَاوِيُّ قَالَا نَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ شَقِيقٍ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((إِذَا اسْتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ مِنْ نَّوْمِهِ فَلَا يَغْمِسْ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ حَتّٰى يَغْسِلَهَا ثَلَاثًا فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي أَيْنَ بَاتَتْ يَدُهُ))

[643]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی نیند سے بیدار

← الوضوء لكل صلاة۔ وابن ماجه في (سننه) في الطهارة وسننها، باب: الوضوء لكل صلاة والصلوات كلها بوضوء واحد برقم (٥١٠) مختصراً۔ انظر (التحفة) برقم (١٩٢٨)

[643] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٣٥٦٧)

ہوتو اپنا ہاتھ اس وقت تک برتن میں نہ ڈالے جب تک اسے تین دفعہ دھو نہ لے کیونکہ پتا نہیں ہے اس کے ہاتھ نے کہاں رات گزاری ہے۔''

[644] (. . .) حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ وَأَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ قَالَا نَا وَكِيعٌ ح و حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ نَا أَبُو مُعَاوِيَةَ كِلَاهُمَا عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي رَزِينٍ وَأَبِي صَالِحٍ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ فِي حَدِيثِ أَبِي مُعَاوِيَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَفِي حَدِيثِ وَكِيعٍ قَالَ يَرْفَعُهُ بِمِثْلِهِ

[644] امام صاحب مذکورہ بالا روایت مختلف اساتذہ سے بیان کرتے ہیں۔

[645] (. . .) و حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالُوا ثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ ح و حَدَّثَنِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ كِلَاهُمَا عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ

[645] امام صاحب اپنے مختلف اساتذہ سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جیسی روایت بیان کرتے ہیں۔

[646] ۸۸۔(. . .) و حَدَّثَنِي سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ قَالَ نَا الْحَسَنُ بْنُ أَعْيَنَ قَالَ نَا مَعْقِلٌ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ **((إِذَا اسْتَيْقَظَ أَحَدُكُمْ فَلْيُفْرِغْ عَلَى يَدِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَبْلَ أَنْ يُدْخِلَ يَدَهُ فِي إِنَائِهِ فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي فِيمَ بَاتَتْ يَدُهُ))**

[646]۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی بیدار ہوتو وہ اپنے ہاتھ پر تین دفعہ پانی ڈالے پیشتر اس سے کہ وہ اپنا ہاتھ اپنے برتن میں ڈالے کیونکہ وہ نہیں جانتا اس کے ہاتھ نے کس حالت میں رات گزاری۔

[647] (. . .) و حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ ثَنَا الْمُغِيرَةُ يَعْنِي الْحِزَامِيَّ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ح و حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ نَا عَبْدُ الْأَعْلَى عَنْ هِشَامٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ح

[644] اخرجه ابوداود فی (سننه) فی الطهارة، باب: فی الرجل یدخل یده فی الاناء قبل ان یغسلها برقم (۱۰۳) انظر (التحفه) برقم (۱۲۵۱۶ و ۱۴۶۰۹) ۴۲۸

[645] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۱۴۷۴۲)

[646] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۱۲۲۳۳)

[647] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۱۲۲۲۸ و ۱۳۸۹۷ و ۱۴۰۸۹ و ۱۴۵۳۳)

و حَدَّثَنِی أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ نَا خَالِدٌ يَعْنِي ابْنَ مَخْلَدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ عَنِ الْعَلَاءِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ نَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ح و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ ح و حَدَّثَنَا الْحُلْوَانِيُّ وَابْنُ رَافِعٍ قَالَا نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَا جَمِيعًا أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي زِيَادٌ أَنَّ ثَابِتًا مَوْلَى عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ زَيْدٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ فِي رِوَايَتِهِمْ جَمِيعًا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِهٰذَا الْحَدِيثِ كُلُّهُمْ يَقُولُ حَتَّى يَغْسِلَهَا وَلَمْ يَقُلْ وَاحِدٌ مِّنْهُمْ ثَلَاثًا إِلَّا مَا قَدَّمْنَا مِنْ رِوَايَةِ جَابِرٍ وَابْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ شَقِيقٍ وَأَبِي صَالِحٍ وَأَبِي رَزِينٍ فَإِنَّ فِي حَدِيثِهِمْ ذِكْرَ الثَّلَاثِ

[647] امام صاحب اپنے مختلف اساتذہ سے بیان کرتے ہیں، سب کی روایت میں ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ سے مذکورہ بالا حدیث بیان کی، سب نے کہا یہاں تک کہ ہاتھ کو دھوئے، ان میں سے کسی ایک نے ثلاثا (تین دفعہ) کا تذکرہ نہیں کیا، لیکن جو روایت ہم پہلے جابر، ابن المسیب، ابوسلمہ، عبداللہ بن شقیق، ابو صالح اور ابورزین سے بیان کر چکے ہیں، ان سب کی حدیث میں تین دفعہ کا ذکر موجود ہے۔

فائدہ: ...... ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر انسان سو کر اٹھے تو اسے پانی کے برتن میں ہاتھ نہیں ڈالنا چاہیے جبکہ اسے یہ اندیشہ ہو کہ میرا ہاتھ ایسی جگہ لگ سکتا ہے جہاں ہاتھ لگنے کو انسان طبعی طور پر اچھا نہیں سمجھتا اور اگر کسی جگہ حقیقتاً نجاست لگی ہو اس کو تو ہر صورت میں تین دفعہ دھونا پڑے گا کیونکہ اس جگہ محض اندیشہ اور خطرے کی بنا پر ہاتھ کو تین دفعہ دھونے کا حکم دیا گیا ہے حالانکہ اگر انسان نے پانی سے استنجا کیا ہے تو اعضائے مخصوص پر کوئی ظاہری نجاست نہیں لگی ہوتی اور ڈھیلے سے صفائی کی صورت میں بھی، نجاست کا جرم یا مواد باقی نہیں رہتا، اس کے باوجود ہاتھ کو تین دفعہ دھونا چاہیے اور اس حدیث کو اس سے کوئی غرض نہیں ہے کہ وہ برتن قلیل پانی والا ہو یا کثیر پانی والا، بلکہ اس میں سو کر اٹھنے کے بعد پانی کے استعمال کے لیے ایک ادب وتہذیب کی راہ بتلائی گئی ہے۔

۲۸...... بَاب: حُكْمِ وُلُوغِ الْكَلْبِ

باب ۲۸: کتے کے برتن میں منہ ڈالنے کا حکم

[648] ۸۹-(۲۷۹) و حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ قَالَ نَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ أَخْبَرَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي رَزِينٍ وَأَبِي صَالِحٍ

[648] اخرجه النسائي في (المجتبى من السنن) في الطهارة، باب: الامر باراقة ما في الاناء اذا ←

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِي إِنَاءِ أَحَدِكُمْ فَلْيُرِقْهُ ثُمَّ لِيَغْسِلْهُ سَبْعَ مِرَارٍ))

[648]۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب کتا تم میں سے کسی کے برتن میں منہ ڈال کر پی لے تو اس چیز کو بہا دو پھر برتن کو سات دفعہ دھولو۔

مفردات الحدیث ❶ وَلَغ الكلبُ الاناء یافی الاناء: کتے کا برتن میں منہ ڈال کر چپڑ چپڑ کر کے پانی پینا۔ ❷ فَلْیُرِقْهُ:اس کو بہا دے،اس کو گرا دے۔ اَهْرَاق الماء: پانی گرا دیا۔

[649] (. . .) و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ قَالَ نَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ زَكَرِيَّاءَ عَنِ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ وَلَمْ يَقُلْ فَلْيُرِقْهُ

[649] امام صاحب نے ایک اور سند سے مذکورہ روایت بیان کی۔فلیرقہ الفاظ بیان نہیں کیے۔

[650] ٩٠-(. . .) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِذَا شَرِبَ الْكَلْبُ فِي إِنَاءِ أَحَدِكُمْ فَلْيَغْسِلْهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ

[650]۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کتا تم میں سے کسی کے برتن سے پی لے تو وہ اسے سات دفعہ دھوئے۔''

[651] ٩١-(. . .)و حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ هِشَامِ بْنِ حَسَّانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((طَهُورُ إِنَاءِ أَحَدِكُمْ إِذَا وَلَغَ فِيهِ الْكَلْبُ أَنْ يَغْسِلَهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ أُولَاهُنَّ بِالتُّرَابِ))

[651]۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سنائی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کسی ایک کے برتن کی طہارت جب اس میں کتا منہ ڈال دے یہ ہے کہ وہ اسے سات دفعہ دھوئے، آغاز مٹی سے کرے۔''

← ولغ فیه الكلب ١/ ٥٣- وابن ماجه فی (سننه) فی الطهارة وسننها، وباب: غسل الاناء من ولوغ الكلب برقم (٣٦٣) انظر (التحفة) برقم (١٤٦٠٧)

[649] تقدم تخريجه فی الحديث السابق برقم (٦٤٦)

[650] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الوضوء، باب: الماء الذی يغسل به شعر الانسان برقم (١٧٢) والنسائی فی (المجتبى) فی الطهارة، باب: سؤر الكلب ١/ ٥٢ وابن ماجه فی (سننه) فی الطهارة وسننها، باب غسل الاناء من ولوغ الكلب برقم (٣٦٤) انظر (التحفة) برقم (١٣٧٩٩)

[651] انفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (١٤٥١٠)

[652] ٩٢-(. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ نَا مَعْمَرٌ
عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((**طُهُورُ إِنَاءِ أَحَدِكُمْ إِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِيهِ أَنْ يَغْسِلَهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ**))

[652]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کسی ایک کے برتن کی پاکیزگی جبکہ اس میں کتا منہ ڈال دے یہ ہے کہ وہ اسے سات دفعہ دھوئے۔

[653] ٩٣-(٢٨٠) وحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ نَا أَبِي قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ سَمِعَ مُطَرِّفَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ يُحَدِّثُ
عَنِ ابْنِ الْمُغَفَّلِ قَالَ أَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِقَتْلِ الْكِلَابِ ثُمَّ قَالَ ((**مَا بَالُهُمْ وَبَالُ الْكِلَابِ**)) ثُمَّ رَخَّصَ فِي كَلْبِ الصَّيْدِ وَكَلْبِ الْغَنَمِ وَقَالَ ((**إِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِي الْإِنَاءِ فَاغْسِلُوهُ سَبْعَ مَرَّاتٍ وَعَفِّرُوهُ الثَّامِنَةَ فِي التُّرَابِ**))

[653]۔ حضرت ابن المغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کتوں کو قتل کرنے کا حکم دیا، پھر فرمایا: ان کا کتوں سے کیا ربط و تعلق؟ پھر شکاری کتے اور بکریوں کے لیے کتے کی رخصت دی اور فرمایا: جب کتا برتن میں منہ ڈال دے تو اسے سات مرتبہ دھوو اور آٹھویں بار مٹی سے صاف کرو۔

[654] (. . .) وحَدَّثَنِيهِ يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ الْحَارِثِيُّ قَالَ نَا خَالِدٌ يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ ح و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ ح و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ كُلُّهُمْ عَنْ شُعْبَةَ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ بِمِثْلِهِ غَيْرَ أَنَّ
فِي رِوَايَةِ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ مِنَ الزِّيَادَةِ وَرَخَّصَ فِي كَلْبِ الْغَنَمِ وَالصَّيْدِ وَالزَّرْعِ

---

[652] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٤٧٤٣)

[653] اخرجه مسلم [المولف] فى المساقاة، باب الامر بقتل الكلاب...... برقم (٣٩٩٧ و ٣٩٩٨) وابوداود فى (سننه) فى الطهارة، باب الوضوء بسور الكلب برقم (٧٣) والنسائى فى (المجتبى من السنن) ١/ ٥٤ فى الطهارة، باب: تعفير الاناء الذى ولغ فيه الكلب بالتراب۔ وفى المياه باب: تعفير الاناء بالتراب من ولوغ الكلب فيه ١/ ١٧٧ وابن ماجه فى (سننه) فى الطهارة وسننها، باب: غسل الاناء من ولوغ الكلب برقم (٣٦٥) مختصرا وفى الصيد، باب: قتل الكلاب الا كلب الصيد او زرع برقم (٣٢٠٠ و ٣٢٠١) انظر (التحفة) برقم (٩٦٦٥)

[654] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (٦٥١)

[654] امام صاحب مذکورہ بالا روایت مختلف اساتذہ سے بیان کرتے ہیں۔ یحییٰ بن سعید کی روایت میں اتنا اضافہ ہے کہ آپ نے بکریوں کی حفاظت، شکار اور کھیتی کی رکھوالی کے لیے کتا رکھنے کی اجازت دی، یحییٰ کے سوا زرع (کھیتی) کا ذکر کسی نے نہیں کیا۔

فائدہ:......ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کتا برتن میں منہ ڈال کر کوئی چیز چاٹ لے، پی لے تو اس کو گرا دیا جائے گا، برتن کو پہلی دفعہ مٹی سے مانجھا جائے گا اور پھر سات دفعہ پانی سے دھویا جائے گا۔
عفروه الثامنه بالتراب کا مقصد ہے کہ مٹی سے صفائی کو شمار کرنے سے تعداد آٹھ دفعہ ہو جائے گی، یہ مقصد نہیں ہے کہ پہلے سات دفعہ پانی سے دھو کر، آٹھویں بار مٹی استعمال کرو، کیونکہ اس طرح تو برتن کو بعد میں پھر پانی سے دھونا ہوگا اور تعداد آٹھ سے بڑھ جائے گی اور یہ معنی اولاهن بالتراب کہ آغاز مٹی سے کرو کے بھی منافی ہوگا۔ اور جمہور ائمہ کے نزدیک برتن سات دفعہ دھونا ضروری ہے اور یہ حکم صرف کتے کے جوٹھے کے لیے ہے کیونکہ اس کے جراثیم، انتہائی مہلک ہوتے ہیں، صرف امام ابوحنیفہ تین دفعہ دھونے کو ضروری قرار دیتے ہیں اور اس کے لیے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے فعل کو دلیل بناتے ہیں حالانکہ مرفوع روایت کی موجودگی میں کسی صحابی کا فعل دلیل نہیں بن سکتا، نیز حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سات دفعہ دھونے کا حکم بھی ثابت ہے، لہٰذا ان کا وہی فعل و قول راجح ہوگا، جو ان کی مرفوع روایت کے مطابق ہے اور کتا جمہور کے نزدیک نجس ہے، اس لیے اس کا جوٹھا ناپاک ہے، لوگوں کی سہولت اور آسانی کے لیے حاجت مند لوگوں کو کتا رکھنے کی اجازت دینے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ پاک ہے جیسا کہ امام مالک رحمہ اللہ سے ایک قول طہارت کا نقل کیا جاتا ہے کہ سات دفعہ دھونے کا حکم تعبدی ہے، جس کی حکمت ہماری سمجھ سے بالا ہے، ویسے کتا پاک ہے لیکن بعض مالکی کتے کو نجس العین قرار دیتے ہیں۔

۲۹...... بَاب: النَّهْيِ عَنِ الْبَوْلِ فِي الْمَآءِ الرَّاكِدِ

باب ۲۹ : ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے کی ممانعت

[655] ۹۴-(۲۸۱) و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى وَمُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ قَالَا نَا اللَّيْثُ ح و حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ نَا اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ

عَنْ جَابِرٍ عَنْ رَّسُولِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهٗ نَهٰى أَنْ يُبَالَ فِي الْمَآءِ الرَّاكِدِ

[655]۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کھڑے پانی میں پیشاب کرنے سے منع فرمایا ہے۔

[655] اخرجه النسائي في (المجتبى من السنن) ١/ ٣٤ باب: النهى عن البول فى الماء الراكد- وابن ماجه في (سننه) في الطهارة وسننها، باب: النهى عن البول فى الماء الراكد برقم (٣٤٣) انظر (التحفة) برقم (٢٩١١)

[656] ٩٥ـ(٢٨٢) وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا جَرِيرٌ عَنْ هِشَامٍ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((لَا يَبُولَنَّ أَحَدُكُمْ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ ثُمَّ يَغْتَسِلُ فِيهِ))

[656]۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم سے کوئی ایک ہرگز ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب نہ کرے کہ پھر اس میں نہانے لگے۔

پاکستانی نسخہ میں الدائم (ساکن) سے پہلے الراکد (ٹھہرا ہوا) کا لفظ موجود ہے جو بیروتی نسخہ میں نہیں ہے۔

[657] ٩٦ـ(. . .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ انَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ مُحَمَّدٍ رَّسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا تَبُلْ فِي الْمَاءِ الدَّائِمِ الَّذِي لَا يَجْرِي ثُمَّ تَغْتَسِلُ مِنْهُ))

[657]۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ساکن پانی جو چلتا نہیں ہے، میں پیشاب نہ کرو کہ پھر اس سے نہانے لگو۔

فائدہ:......احادیث مذکورہ بالا سے ثابت ہوتا ہے کہ ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب نہیں کرنا چاہیے، آپ نے ٹھہرے ہوئے پانی کے لیے قلیل یا کثیر مقدار بیان نہیں فرمائی۔ بلا قید فرمایا ہے کہ ساکن پانی میں پیشاب نہ کرو۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ بہتے پانی میں پیشاب کر لیا کرو۔'' چونکہ عام طور پر یہ صورت حال ٹھہرے ہوئے پانی کے سلسلہ میں پیش آتی ہے اس لیے آپ نے اس کی تصریح فرما دی، اس طرح پیشاب برتن میں کرنے کے بعد، اس میں ڈالنا یا پھینک دینا بھی مقصد اور روح شریعت کے منافی ہے، اس لیے یہ بات انتہائی حیران کن ہے جو داود ظاہری کی طرف منسوب کی جاتی ہے کہ ممانعت پیشاب کرنے سے خاص ہے پاخانہ کرنا یا برتن میں پیشاب کر کے کھڑے پانی میں پھینک دینا منع نہیں ہے۔ (شرح نووی:۱/ ۱۳۸)

اس حدیث کا تعلق بھی آداب واخلاق سے ہے اس کے تحت پانی کے قلیل وکثیر ہونے کی بحث چھیڑنا، حدیث کے اصل مقصد کے منافی ہے، اس لیے ٹھہرا ہوا پانی قلیل ہو یا کثیر، ہر دو صورت میں اس میں پیشاب و پاخانہ نہیں کرنا چاہیے، کیونکہ اس پانی سے اس کو نہانے کی ضرورت بھی پیش آ سکتی ہے، پھر کہاں سے نہائے گا۔

امام نووی لکھتے ہیں، اس میں پیشاب کرنا ہر صورت میں منع ہے، نہانا ہو یا نہ۔ (شرح نووی:۱/ ۱۳۸) مقصد تو یہ ہے پانی میں پیشاب کرنا آداب واخلاق کے منافی ہے، راکد ٹھہرے ہوئے کی تخصیص تو محض اس لیے کر دی کہ اگر نہانے

[656] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٤٥١٣)

[657] اخرجه الترمذي في (جامعه) في الطهارة، باب: ما جاء في كراهية البول في الماء الراكد برقم (٦٨) وقال: هذا حديث حسن صحيح۔ انظر (التحفة) برقم (١٤٧٢٢)

کی ضرورت پیش آ جائے تو پھر انسان اس سے کراہت ونفرت محسوس کرے گا۔ اس لیے امام نووی لکھتے ہیں: ''بالاتفاق نہر کے قریب پیشاب کرنا جبکہ پیشاب اس میں جا سکتا ہو ممنوع اور ناپسندیدہ ہے۔'' (شرح نووی: ۱/ ۱۳۸)

۳۰...... بَاب النَّهْيِ عَنِ الْاغْتِسَالِ فِي الْمَآءِ الرَّاكِدِ

باب ۳۰: ٹھہرے پانی میں غسل کرنے کی ممانعت

[658] ۹۷-(۲۸۳) وحَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ وَأَبُو الطَّاهِرِ وَأَحْمَدُ بْنُ عِيسَى جَمِيعًا عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ هَارُونُ ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ الْاَشَجِّ أَنَّ أَبَا السَّائِبِ مَوْلَى هِشَامِ بْنِ زُهْرَةَ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((لَا يَغْتَسِلْ أَحَدُكُمْ فِي الْمَآءِ الدَّآئِمِ وَهُوَ جُنُبٌ)) فَقَالَ كَيْفَ يَفْعَلُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ يَتَنَاوَلُهُ تَنَاوُلًا

[658]۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی ایک ساکن ٹھہرے ہوئے پانی میں نہ نہائے جبکہ وہ جنبی ہو ابو سائب نے پوچھا: اے ابوہریرہ! وہ کیسے نہائے؟ تو انہوں نے جواب دیا، پانی لے کر باہر بیٹھ کر نہائے۔

فائدہ:...... اس حدیث کا تعلق بھی آداب واخلاق سے ہے کہ یہ بات تہذیب وشائستگی جس کی اسلام تعلیم دیتا ہے کے منافی ہے کہ انسان ٹھہرے ہوئے پانی کے اندر بیٹھ کر غسل جنابت کرے، انسان کو اس غرض کے لیے کسی برتن میں الگ پانی لے کر نہانا چاہیے، یا اگر برتن نہ ہو تو اس طرح پانی استعمال کرنا چاہیے کہ وہ دوبارہ اسی پانی میں شامل نہ ہو جائے ظاہر ہے تھوڑے پانی کے اندر بیٹھ کر کوئی نہیں نہائے گا۔ پانی زیادہ ہوگا تو وہ ایسے نہائے گا، اس لیے حدیث میں قلیل وکثیر کی قید نہیں لگائی گئی اور پانی کی قلیل وکثیر تعداد کے بارے میں شوافع اور احناف میں بہت اختلاف ہے، شوافع نے ایک صحیح حدیث کی بنیاد پر دو بڑے مٹکوں سے کم پانی کو قلیل قرار دیا ہے اور زیادہ کو کثیر، احناف کے پاس چونکہ اس مسئلہ کے بارے میں صحیح اور صریح روایت نہیں ہے، اس لیے ان کا ایک مقدار پر اتفاق نہیں ہے، حنابلہ کا موقف امام شافعی والا ہے، امام مالک کے نزدیک قلیل وکثیر مقدار کا اعتبار نہیں ہے، اوصاف ثلاثہ (رنگ، بو اور ذائقہ) میں سے کسی ایک کے بدلنے کی صورت میں (نجاست کے گرنے کی صورت میں) پانی نجس ہوگا، وگرنہ پلید نہیں، محدثین، شوافع یا امام مالک کے موقف کو ترجیح دیتے ہیں۔

[658] اخرجه النسائي في (المجتبى) ۱/ ۱۲٤ في الطهارة، باب: النهي عن اغتسال الجنب في الماء الدائم۔ وابن ماجه في (سننه) في الطهارة وسننها، باب: الجنب فيغمس في الماء الدائم ايجزيه برقم (٦٠٥) انظر (التحفة) برقم (١٤٩٣٦)

۳۱...... بَاب: وُجُوبِ غَسْلِ الْبَوْلِ وَغَيْرِهِ مِنَ النَّجَاسَاتِ إِذَا حَصَلَتْ فِي الْمَسْجِدِ وَأَنَّ الْأَرْضَ تَطْهُرُ بِالْمَاءِ مِنْ غَيْرِ حَاجَةٍ إِلَى حَفْرِهَا

باب ۳۱: مسجد میں پیشاب یا کوئی اور نجاست پڑی ہو تو اس کا دھونا ضروری ہے اور زمین پانی سے پاک ہو جاتی ہے اس کے کھودنے کی ضرورت نہیں ہے

[659] ۹۸۔(۲۸۴) وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ وَهُوَ ابْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ أَعْرَابِيًّا بَالَ فِي الْمَسْجِدِ فَقَامَ إِلَيْهِ بَعْضُ الْقَوْمِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((دَعُوهُ وَلَا تُزْرِمُوهُ)) قَالَ فَلَمَّا فَرَغَ دَعَا بِدَلْوٍ مِنْ مَاءٍ فَصَبَّهُ عَلَيْهِ

[659]۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بدو نے مسجد میں پیشاب کرنا شروع کر دیا، بعض لوگ اس کی طرف اٹھ کر چلے (تا کہ اس کو روک دیں) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اسے چھوڑو، اس کا پیشاب درمیان میں مت روکو، جب وہ فارغ ہو گیا، تو آپ نے پانی کا ڈول منگوایا، اور اسے اس پر ڈال دیا۔

مفردات الحدیث ❊ **لَا تُزْرِمُوهُ**: زرم اور ازرام کا اصل معنی کاٹنا، قطع کرنا ہے، یہاں مقصد ہے، پیشاب درمیان میں قطع نہ کرو، اسے کر لینے دو۔

[660] ۹۹۔(. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْأَنْصَارِيِّ ح و قَالَ يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ جَمِيعًا عَنِ الدَّرَاوَرْدِيِّ قَالَ يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَنَا عَبْدُالْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمَدَنِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَذْكُرُ أَنَّ أَعْرَابِيًّا قَامَ إِلَى نَاحِيَةٍ فِي الْمَسْجِدِ فَبَالَ فِيهَا فَصَاحَ بِهِ النَّاسُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((دَعُوهُ)) فَلَمَّا فَرَغَ أَمَرَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِذَنُوبٍ فَصُبَّ عَلَى بَوْلِهِ

[660]۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بدوی مسجد کے ایک کونہ میں کھڑا ہو کر پیشاب

[659] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الادب، باب: الرفق في الامر كله برقم (٦٠٢٥) والنسائي في (المجتبى من السنن) ١/ ٤٧ في الطهارة، باب: ترك التوقيت في الماء۔ وابن ماجه في (سننه) في الطهارة وسننها، باب الارض يصيبها البول كيف تغسل برقم (٥٢٨) انظر (التحفة) برقم (٢٩٠)

[660] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الوضوء، باب: صب الماء على البول في المسجد برقم (٢٢١) والنسائي في (المجتبى من السنن) في الطهارة، باب: ترك التوقيت في الماء ١/ ٤٨۔ انظر (التحفة) برقم (١٦٥٧)

کرنے لگا، اس پر لوگ چلائے (اس کو آواز دی) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اسے چھوڑو۔'' جب وہ فارغ ہوا، تو آپ نے اس کے بول پر پانی سے بھرے ہوئے ڈول کے ڈالنے کا حکم دیا۔

مفردات الحدیث ❶ صاح به: اس کو آواز دی، پکارا یا ڈانٹا۔ ❷ صَبَّ الْمَاءَ: پانی گرایا، یا ڈالا۔

[661] ۱۰۰-(۲۸۵) حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا عُمَرُ بْنُ يُونُسَ الْحَنَفِيُّ قَالَ نَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَ نَا إِسْحٰقُ بْنُ أَبِي طَلْحَةَ حَدَّثَنِي

أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ وَهُوَ عَمُّ إِسْحٰقَ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ فِي الْمَسْجِدِ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ إِذْ جَاءَ أَعْرَابِيٌّ فَقَامَ يَبُولُ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مَهْ مَهْ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ **((لَا تُزْرِمُوهُ دَعُوهُ))** فَتَرَكُوهُ حَتّٰى بَالَ ثُمَّ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ **((دَعَاهُ** فَقَالَ لَهُ **إِنَّ هٰذِهِ الْمَسَاجِدَ لَا تَصْلُحُ لِشَيْءٍ مِنْ هٰذَا الْبَوْلِ وَلَا الْقَذَرِ إِنَّمَا هِيَ لِذِكْرِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَالصَّلٰوةِ وَقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ))** أَوْ كَمَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فَأَمَرَ رَجُلًا مِّنَ الْقَوْمِ فَجَاءَ بِدَلْوٍ مِّنْ مَاءٍ فَشَنَّهُ عَلَيْهِ۔

[661]۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم مسجد میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اس دوران، اچانک ایک بدوی آیا، اور اس نے کھڑے ہو کر پیشاب کرنا شروع کر دیا، تو رسول اللہ ﷺ کے ساتھیوں نے کہا، رک جا، رک جا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس کا بول درمیان میں مت کاٹو، اسے چھوڑو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اسے چھوڑ دیا، حتیٰ کہ اس نے پیشاب کر لیا، پھر رسول اللہ ﷺ نے اسے بلایا اور فرمایا: یہ مساجد پیشاب یا کسی اور گندگی کے مناسب نہیں، یہ تو بس اللہ تعالیٰ کے ذکر، نماز، تلاوت قرآن کے لیے ہیں یا جو الفاظ رسول اللہ ﷺ نے فرمائے، پھر آپ نے صحابہ میں سے ایک آدمی کو حکم دیا، وہ پانی کا ڈول لایا، اور اسے اس پر بہا دیا۔

فوائد:...... ❶ حدیث سے معلوم ہوا آدمی کا بول پلید ہے اور اگر مسجد ناپاک ہو جائے تو اسے فوراً دھو کر پاک کر لینا چاہیے۔ ❷ ناواقف اور جاہل کے ساتھ نرم رویہ اختیار کرنا چاہیے، نیز دو خرابیوں میں ایک کو اختیار کرتے وقت کم درجہ والی خرابی کو قبول کرنا چاہیے۔ ❸ زمین پر اگر نجاست پڑی ہو تو اس کے ازالہ کے لیے اس پر پانی بہانا کافی ہے، زمین کو کھودنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ❹ دوسری حدیث سے معلوم ہوا، جاہل کو مسئلہ نرمی اور پیار سے سمجھا دینا چاہیے۔ ❺ مساجد بنانے کا اصل مقصد، اللہ کا ذکر، نماز، وعظ و نصیحت دین کی تعلیم اور تلاوت قرآن ہے، اور ان کو ہر اس کام سے بچانا چاہیے، جو مساجد کی عظمت و تقدس کے منافی ہے۔

[661] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۱۸٦)

۳۲...... بَاب :حُكْمِ بَوْلِ الطِّفْلِ الرَّضِيعِ وَكَيْفِيَّةِ غَسْلِهِ

باب ۳۲: شیر خوار بچے کے بول کا حکم اور اس کو دھونے کی کیفیت

[662] ۱۰۱ ـ (۲۸۶) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا نَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ قَالَ نَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُؤْتَى بِالصِّبْيَانِ فَيُبَرِّكُ عَلَيْهِمْ وَيُحَنِّكُهُمْ فَأُتِيَ بِصَبِيٍّ فَبَالَ عَلَيْهِ فَدَعَا بِمَاءٍ فَأَتْبَعَهُ بَوْلَهُ وَلَمْ يَغْسِلْهُ

[662]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس بچوں کو لایا جاتا تھا، آپ ان کے لیے برکت کی دعا فرماتے اور ان کو گھٹی دیتے، آپ کے پاس ایک بچہ لایا گیا، اس نے آپ پر پیشاب کر دیا، تو آپ نے پانی منگوایا، اور اس کے بول پر ڈال دیا، اور اسے دھویا نہیں۔

مفردات الحدیث ❶ **يتبرك عليهم**: ان کے لیے دعا کرتے اور ان پر ہاتھ پھیرتے، برکت کا اصل معنی کثرت اور بڑھوتری ہے۔ ❷ **يحنكهم، تحنيك** کا معنی ہوتا ہے کھجور وغیرہ چبا کر، بچے کے منہ میں تالو پر مل دینا۔ (شرح نووی: ۱/ ۱۳۹)

فائدہ:...... بچے کی پیدائش پر کسی اچھے اور نیک انسان سے گھٹی دلوانی چاہیے، اور اس سے اس کے لیے دعا کروانی چاہیے، اچھے اور نیک لوگوں کو بھی تواضع وانکساری سے کام لیتے ہوئے، بچوں کے ساتھ محبت و پیار کرتے ہوئے ان کو خیر و برکت کی دعا دینے میں حجاب محسوس نہیں کرنا چاہیے، اور بچے کو گھٹی دینی چاہیے، بچے کے پیشاب کا حکم آگے بیان ہوگا۔

[663] ۱۰۲ ـ (. . .) و حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا جَرِيرٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ أُتِيَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِصَبِيٍّ يَرْضَعُ فَبَالَ فِي حَجْرِهِ فَدَعَا بِمَاءٍ فَصَبَّهُ عَلَيْهِ

---

[662] واخرجه مسلم [المولف] في (صحيحه) في الآداب، باب: استحباب تحنيك المولود عند ولادته، وحمله الى صالح يحنكه۔ وجواز تسميته يوم ولادته، واستحباب التسمية بعبد الله ...... الخ برقم (۵۵۸۴) انظر (التحفة) برقم (۱۶۹۹۷)

[663] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۱۶۷۷۵)

[663]۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک شیر خوار بچہ لایا گیا، اس نے آپ کی گود میں پیشاب کر دیا آپ نے پانی منگوا کر اسے اس پر ڈال دیا۔

مفردات الحدیث ❊ ❶ یرضع: دودھ پیتا بچہ۔ ❷ حَجر: گود، جھولی۔

[664] (. . .) وحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ انَا عِيْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَ حَدِيثِ ابْنِ نُمَيْرٍ

[664] امام صاحب ایک اور سند سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

[665] ۱۰۳۔(۲۸۷) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحِ بْنِ الْمُهَاجِرِ قَالَ انَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ

عَنْ أُمِّ قَيْسٍ بِنْتِ مِحْصَنٍ أَنَّهَا أَتَتْ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ بِابْنٍ لَهَا لَمْ يَأْكُلِ الطَّعَامَ فَوَضَعَتْهُ فِي حَجْرِهِ فَبَالَ قَالَ فَلَمْ يَزِدْ عَلٰى أَنْ نَضَحَ بِالْمَاءِ

[665]۔حضرت ام قیس بنت محصن رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ وہ اپنے بچے کو جس نے ابھی کھانا کھانا شروع نہیں کیا تھا لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اسے آپ کی گود میں رکھ دیا، یعنی بٹھا دیا اس نے پیشاب کر دیا، آپ نے پانی چھڑکنے سے زیادہ کچھ نہیں کیا۔

مفردات الحدیث ❊ نضح بالماء: پانی کے چھینٹے مارے، پانی چھڑکا، کہتے ہیں۔ نَضَحَ الْبَيْتَ بالماء گھر میں پانی چھڑکا۔

[666] (. . .) و حَدَّثَنَاه يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ

---

[664] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٧١٣٧)

[665] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الوضوء، باب: بول الصبيان برقم (٢٢٣) والمولف [مسلم] فی السلام، باب: التداوی بالعود الهندی وهو: الكست برقم (٥٧٢٦) وابوداود فی (سننه) فی الطهارة، باب: بول الصبی يصيب الثوب برقم (٣٧٤) والترمذی فی (جامعه) فی الطهارة، باب ما جاء فی نضح بول الغلام قبل ان يطعم برقم (٧١) وابن ماجه فی (سننه) فی الطهارة وسننها، باب: ما جاء فی بول الصبی الذی لم يطعم برقم (٥٢٢) [بلفظ قريب منه برقم] (التحفة) برقم (١٨٣٤٢)

[666] تقدم تخريجه فی الحديث السابق برقم (٦٦٣)

عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ فَدَعَا بِمَآءٍ فَرَشَّهٗ

[666]۔امام صاحب ایک اور استاد سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے پانی منگوایا اور اسے چھڑکا (یعنی نَضَحَ کی جگہ رَشّ کا لفظ ہے)

مفردات الحدیث ✲ رَشَّ الماءَ: پانی چھڑکا، پانی بکھیرا، آسمان پھوار برسائے تو کہتے ہیں رَشَّ السماءُ اور یہی معنی سَنَّ الماءَ کے ہیں۔

[667] ۱۰۴۔(. . .) و حَدَّثَنِيهِ حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ انَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ أَنَّ ابْنَ شِهَابٍ أَخْبَرَهٗ قَالَ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُاللّٰهِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ

أَنَّ أُمَّ قَيْسٍ بِنْتَ مِحْصَنٍ وَكَانَتْ مِنَ الْمُهَاجِرَاتِ الْأُوَلِ اللَّاتِي بَايَعْنَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَهِيَ أُخْتُ عُكَّاشَةَ بْنِ مِحْصَنٍ أَحَدُ بَنِي أَسَدِ بْنِ خُزَيْمَةَ قَالَ أَخْبَرَتْنِي أَنَّهَا أَتَتْ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ بِابْنٍ لَهَا لَمْ يَبْلُغْ أَنْ يَأْكُلَ الطَّعَامَ قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَتْنِي أَنَّ ابْنَهَا ذَاكَ بَالَ فِي حَجْرِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَدَعَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِمَآءٍ فَنَضَحَهٗ عَلٰى ثَوْبِهٖ وَلَمْ يَغْسِلْهُ غَسْلًا .

[667]۔حضرت ام قیس بنت محصن رضی اللہ عنہا (جو سب سے پہلے ہجرت کرنے والی ان عورتوں میں سے ہے، جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی تھی، اور یہ عکاشہ بنت محصن جو بنو اسد بن خزیمہ کے ایک فرد ہیں، کی بہن ہیں) بیان کرتی ہیں کہ میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں اپنا وہ بیٹا لے کر حاضر ہوئی جو ابھی کھانا کھانے کی عمر کو نہیں پہنچا تھا، عبیداللہ کہتے ہیں، اس نے مجھے بتایا میرے اس بیٹے نے رسول اللہ ﷺ کی گود میں بول کر دیا، تو رسول اللہ ﷺ نے پانی منگوایا، اور اسے اپنے کپڑے پر چھڑک دیا اور اسے اچھی طرح دھویا نہیں۔

فوائد:...... ❶ ان احادیث میں صرف ان شیرخوار بچوں کے پیشاب کا ذکر ہے جو کھانا نہیں کھاتے، بچیوں اور ان بچوں کے پیشاب کا ذکر نہیں جو کھانا کھاتے ہیں۔ ❷ ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے شیرخوار بچہ جو کھانا نہیں کھاتا تھا، کے پیشاب پر چھینٹے مارے ہیں، اس کو اچھی طرح دھویا نہیں ہے، لہٰذا ایسے بچے کے پیشاب پر جب وہ کسی کپڑے پر کردے، پانی چھڑک دینا کافی ہے، عام نجاست کی طرح دھونے کی ضرورت نہیں ہے، شیرخوار

[667] تقدم برقم (٦٦٣)

بچوں کے سلسلہ میں ائمہ کو موقف مندرجہ ذیل ہے:

۱:...... شیر خوار بچہ ہو یا بچی دونوں کے پیشاب کو دھونا ضروری ہے، امام ابوحنیفہ اور مالکیہ کا یہی نظریہ ہے۔

۲:...... شیر خوار بچہ ہو یا بچی دونوں کے پیشاب پر چھینٹے مارنا کافی ہے، امام اوزاعی کی رائے یہی ہے اور امام شافعی اور امام مالک کا ایک قول بھی یہی ہے۔

۳:...... شیر خوار بچہ کے بول پر پانی چھڑکنا کافی ہے، اور شیر خوار بچی کے بول کو دھونا پڑے گا، امام احمد، اسحاق اور امام شافعی کا مشہور قول یہی ہے اور شافعی اس قول کو اختیار کرتے ہیں، مذکورہ بالا حدیث سے اس کی تائید ہوتی ہے۔

اگر شیر خوار بچہ روٹی کھانے لگے، تو پھر بالاتفاق اس کے بول کو دھونا ہوگا۔ (صحیح مسلم مع نووی، ج:۱،ص:۱۳۹)

۳۳...... بَاب :حُكْمِ الْمَنِيِّ

باب ۳۳: منی کا حکم

[668] ۱۰۵ ـ(۴۸۸) و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ اَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ خَالِدٍ عَنْ أَبِى مَعْشَرٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ

عَنْ عَلْقَمَةَ وَالْأَسْوَدِ أَنَّ رَجُلًا نَزَلَ بِعَائِشَةَ فَأَصْبَحَ يَغْسِلُ ثَوْبَهُ فَقَالَتْ عَائِشَةُ إِنَّمَا كَانَ يُجْزِئُكَ إِنْ رَأَيْتَهُ أَنْ تَغْسِلَ مَكَانَهُ فَإِنْ لَّمْ تَرَ نَضَحْتَ حَوْلَهُ وَلَقَدْ رَأَيْتُنِي أَفْرُكُهُ مِنْ ثَوْبِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَرْكًا فَيُصَلِّي فِيهِ

[668]۔ علقمہ اور اسود بیان کرتے ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں ایک مہمان ٹھہرا، صبح وہ اپنا کپڑا دھو رہا تھا، تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: تیرے لیے کافی تھا کہ اگر تو نے اسے دیکھا تھا، تو اس کی جگہ کو دھو دیتا اور اگر تو نے اسے نہیں دیکھا، تو اس کے اردگرد پانی چھڑک دیتا، میں نے اپنے آپ کو اس حال میں دیکھا کہ میں منی رسول اللہ ﷺ کے کپڑے سے اچھی طرح کھرچ دیتی (کیونکہ وہ خشک ہو چکی ہوتی تھی)، پھر آپ اس کپڑے میں نماز پڑھتے تھے۔

مفردات الحدیث ✲ **اَفْرُکُه فَرْکًا**: میں اس کو کھرچ دیتی۔ کہا جاتا ہے "**فَرَكَ الشَّئي عن الثوب**" کا معنی

[668] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۱۵۹۴۱)

ہوتا ہے، کسی چیز کو رگڑ یا کھرچ کر کپڑے سے زائل کر دینا، اور یہ تبھی ممکن ہے، جب وہ چیز ایک جگہ جمی ہو۔

فائدہ :...... اس حدیث سے معلوم ہوا اگر منی کپڑے پر لگ جائے تو سارے کپڑے کو دھونا ضروری نہیں ہے، صرف اتنی جگہ دھو ڈالنا جہاں منی لگی ہو کافی ہے، اگر منی نظر نہ آئے محض شک پڑ جائے تو کپڑے پر چھینٹے مار دینا ہی کافی ہے۔

[669] ١٠٦-(...) و حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ قَالَ نَا أَبِي عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ وَهَمَّامٍ

عَنْ عَائِشَةَ فِي الْمَنِيِّ قَالَتْ كُنْتُ أَفْرُكُهُ مِنْ ثَوْبِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ

[669]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا منی کے بارے میں حدیث بیان کرتی ہیں کہ میں اسے رسول اللہ ﷺ کے کپڑے سے کھرچ دیتی تھی۔

[670] ١٠٧(...) عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ فِي حَتِّ الْمَنِيِّ مِنْ ثَوْبِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ نَحْوَ حَدِيثِ خَالِدٍ عَنْ أَبِي مَعْشَرٍ

[670]۔ امام صاحب اپنے مختلف اساتذہ سے روایت بیان کرتے ہیں اور سب سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کے کپڑے سے منی کھرچنے کی روایت سب سے پہلی روایت کی طرح بیان کرتے ہیں۔

[671] (...) و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ نَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ عَائِشَةَ بِنَحْوِ حَدِيثِهِمْ

[671]۔ امام صاحب ایک اور سند سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

[672] ١٠٨-(٦٨٩) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ

---

[669] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٥٩٦٣ و ١٧٦٧٦)

[670] اخرجه النسائی فی (المجتبی فی السنن) فی الطهارة، باب: فرك المنی من الثوب ١/ ١٥٧۔ وابن ماجه فی (سننه) فی الطهارة وسننها، باب: فرك المنی من الثوب برقم (٥٣٩) انظر (التحفة) برقم (١٥٩٧٦ و ١٥٩٩٦) و (١٦٠٠٤)

[671] اخرجه ابوداود فی (سننه) فی الطهارة، باب: المنی یصیب الثوب برقم (٣٧١) بنحوه مطولا۔ والنسائی فی (المجتبی من السنن) ١/ ١٥٦ فی الطهارة، باب: فرك المنی من الثوب۔ وابن ماجه فی الطهارة وسننها وباب: فی فرك المنی من الثوب برقم (٥٣٧) بلفظ قریب منه۔ انظر (التحفة) برقم (١٧٦٧٦)

[672] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الوضوء، باب: غسل المنی وفركه وغسل ما ←

عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ قَالَ سَأَلْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ عَنِ الْمَنِيِّ يُصِيبُ ثَوْبَ الرَّجُلِ أَيَغْسِلُهُ أَمْ يَغْسِلُ الثَّوْبَ فَقَالَ أَخْبَرَتْنِي عَائِشَةُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَغْسِلُ الْمَنِيَّ ثُمَّ يَخْرُجُ إِلَى الصَّلٰوةِ فِي ذٰلِكَ الثَّوْبِ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَى أَثَرِ الْغَسْلِ فِيهِ

[672]۔ عمرو بن میمون رحمہ اللہ کا قول ہے کہ میں نے سلیمان بن یسار سے انسان کے کپڑے کو لگ جانے والی منی کے بارے میں پوچھا کہ کیا انسان اس کو دھوئے گا یا کپڑے کو دھوئے گا؟ تو اس نے کہا، مجھے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ منی دھلواتے، پھر اس کپڑے میں نماز کے لیے تشریف لے جاتے اور مجھے اس میں دھونے کا نشان نظر آ رہا ہوتا۔

[673] (. . .) و حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ قَالَ نَا عَبْدُالْوَاحِدِ يَعْنِي ابْنَ زِيَادٍ ح و حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ وَابْنُ أَبِي زَائِدَةَ كُلُّهُمْ

عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُونٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ أَمَّا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ فَحَدِيثُهُ كَمَا قَالَ ابْنُ بِشْرٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَغْسِلُ الْمَنِيَّ وَأَمَّا ابْنُ الْمُبَارَكِ وَعَبْدُ الْوَاحِدِ فَفِي حَدِيثِهِمَا قَالَتْ كُنْتُ أَغْسِلُهُ مِنْ ثَوْبِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

[673] امام صاحب اپنے مختلف اساتذہ سے روایت کرتے ہیں، ابن ابی زائدہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ منی دھوتے تھے لیکن ابن مبارک اور عبدالواحد کی حدیث میں ہے، عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں اسے نبی اکرم ﷺ کے کپڑے سے دھوتی تھی۔

[674] ۱۰۹۔(۲۹۰) و حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ جَوَّاسٍ الْحَنَفِيُّ أَبُو عَاصِمٍ قَالَ نَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ شَبِيبِ بْنِ غَرْقَدَةَ

← يصيب من المراة برقم (٢٢٩ و ٢٣٠) وباب: اذا غسل الجنابة او غيرها فلم يذهب اثره برقم (٢٣١) و (٢٣٢) وابوداود في (سننه) في الطهارة، باب المني يصيب الثوب برقم (٣٧٣) والترمذي في (جامعه) في الطهارة، باب غسل المني من الثوب برقم (١١٧) مختصرا۔ واخرجه النسائي في (المجتبى) ١/ ١٧١ في الطهارة، باب: غسل المني من الثوب۔ وابن ماجه في (سننه) في الطهارة وسننها، باب: المني يصيب الثوب برقم (٥٣٦) بلفظ قريب منه مطولا۔ انظر (التحفة) برقم (١٦١٣٥)

[673] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٦٧٠)

[674] انفرد به مسلم۔ في (صحيحه) انظر (التحفة) برقم (١٦٢٢٤)

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ شِهَابٍ الْخَوْلَانِيِّ قَالَ كُنْتُ نَازِلًا عَلٰى عَائِشَةَ فَاحْتَلَمْتُ فِي ثَوْبَيَّ فَغَمَسْتُهُمَا فِي الْمَآءِ فَرَأَتْنِي جَارِيَةٌ لِعَائِشَةَ فَأَخْبَرَتْهَا فَبَعَثَتْ إِلَيَّ عَائِشَةُ فَقَالَتْ مَا حَمَلَكَ عَلٰى مَا صَنَعْتَ بِثَوْبَيْكَ قَالَ قُلْتُ رَأَيْتُ مَا يَرَى النَّائِمُ فِي مَنَامِهِ قَالَتْ هَلْ رَأَيْتَ فِيهِمَا شَيْئًا قُلْتُ لَا قَالَتْ فَلَوْ رَأَيْتَ شَيْئًا غَسَلْتَهُ لَقَدْ رَأَيْتُنِي وَإِنِّي لَأَحُكُّهُ مِنْ ثَوْبِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَابِسًا بِظُفُرِي۔

[674]۔ عبداللہ بن شہاب خولانی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا مہمان تھا، مجھے اپنے کپڑوں میں احتلام آ گیا، تو میں نے اپنے دونوں کپڑے پانی میں ڈبو دیئے، مجھے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی ایک کنیز (لونڈی) نے دیکھ لیا، اور انہیں بتا دیا، تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے میری طرف پیغام بھیجا، اور فرمایا: تجھے اپنے کپڑوں کے ساتھ یہ معاملہ کرنے پر کس بات نے ابھارا؟ میں نے جواب دیا، میں نے نیند میں وہ چیز دیکھی جو سونے والا اپنی نیند میں دیکھتا ہے، انہوں نے پوچھا، کیا تمہیں ان میں کچھ نظر آیا؟ میں نے کہا، نہیں انہوں نے فرمایا: اگر تم کچھ دیکھتے تو اسے دھو لیتے، میں نے اپنے آپ کو اس حال میں پایا کہ میں اسے خشک ہونے کی صورت میں اپنے ناخن سے رسول اللہ ﷺ کے کپڑے سے کھرچ دیتی تھی۔

فائدہ:...... ان احادیث سے ثابت ہوتا ہے اگر منی گیلی (تر) ہو تو اسے دھو دیا جائے گا اور اگر خشک ہو تو محض کھرچ دینا ہی کافی ہے، دھونا ضروری نہیں ہے، امام ابوحنیفہ، امام شافعی اور امام احمد کا یہی نظریہ ہے، لیکن امام مالک کے نزدیک منی خشک ہو یا تر ہر صورت میں اسے دھویا جائے گا، لیکن منی کی طہارت یا نجاست کے بارے میں ائمہ میں اختلاف ہے، حضرت علی، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت ابن عمر، حضرت عائشہ، امام شافعی، امام احمد سے صحیح تر، روایت کی رو سے منی پاک ہے، امام ابوحنیفہ اور امام مالک کے نزدیک پلید ہے۔ (شرح نووی: ۱/۱۴۰) ظاہر ہے یہ محض ایک علمی اور فکری بحث ہے، وگرنہ اس کے تر ہونے کی صورت میں اس کے دھونے میں کوئی اختلاف نہیں، اور انسان طبعی طور پر انسانی فضلات اگر کپڑے کو لگے ہوں تو ان سے کراہت محسوس کرتا ہے، وہ ناک کی بینی اور تھوک ہو یا خون اور منی۔

تنبیہ: رسول اللہ ﷺ بشر تھے، اگرچہ افضل البشر اور سید البشر تھے، اور آپ بھی انسان حوائج اور ضروریات کے اس طرح محتاج تھے، جس طرح دوسرے انسان، آپ کھاتے، پیتے تھے، سوتے، جاگتے تھے، پیشاب اور پاخانہ کرتے تھے، آپ کے جسم میں بھی دوسرے انسانوں کی طرح خون گردش کرتا تھا اور آپ کے لیے بھی ان سب چیزوں کے احکام دوسرے انسانوں جیسے تھے، آپ اگر پیشاب، پاخانہ کرتے تھے تو دوسروں کی طرح استنجا کرتے

اور وضو فرماتے، ازواج مطہرات کے پاس جانے کی صورت میں غسل فرماتے، آپ کے جسم کو خون لگ جاتا تو اسے دھوتے، اگر آپ کے یہ سب فضلات پاک تھے، اور یہ آپ کا خاصہ ہے، تو ان اشیاء کے احکام آپ کے لیے الگ کیوں نہیں تھے، احناف کے اصول کے مطابق کثیر الوقوع معاملات کے لیے خبر واحد حجت نہیں ہے، ایسے معاملہ کے لیے حدیث متواتر یا مشہور ہونا ضروری ہے، اس کی بنا پر انہوں نے صحیح احادیث کو بھی نظر انداز کر دیا ہے، اور بہانا یہ پیش کیا ہے کہ یہ عام اصول اور ضابطہ کے خلاف ہے، فضلات کے اخراج کی تو انسان کو عام طور پر ضرورت لاحق ہوتی ہے، اور آپ ہمیشہ کھاتے پیتے اور پیشاب و پاخانہ کرتے تھے، بیویوں کے پاس جاتے تھے، اگر آپ کے یہ فضلات پاک تھے، تو پھر یہ چیز عام اصول اور ضابطہ کے خلاف ہے اس کے لیے حنفی اصول کے مطابق خبر متواتر یا خبر مشہور کی ضرورت ہے، نبی اکرم ﷺ کے فضلات، متبرک اور پاک تھے، تو آپ ان سے چھپ کر کیوں فراغت حاصل کرتے تھے، لوگوں کو ان سے فائدہ اٹھانے دیتے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کو ان کے استعمال سے دنیوی اور اخروی فوائد حاصل ہوتے۔

کتنی حیران کن بات ہے کہ آپ کے پیشاب کی برکت سے، آپ کے گھر کے کنواں کا پانی، مدینہ کے تمام کنووں سے شیریں تھا، لیکن آپ پانی، حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے باغ سے پیتے تھے، اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو محاصرہ کے درمیان وہاں سے پانی میسر نہ آسکا، اور اب وہ کنواں کہاں گیا اور آپ کو مسلمانوں کے لیے میٹھا کنواں خریدنے کی کیوں ضرورت پیش آئی۔

۳۴...... بَاب: نَجَاسَةِ الدَّمِ وَكَيْفِيَّةِ غَسْلِهِ

باب ۳۴: خون کی نجاست اور اس کے دھونے کی کیفیت

[675] ۱۱۰-(۲۹۱) وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا وَكِيعٌ قَالَ نَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ ح و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ قَالَ حَدَّثَتْنِي فَاطِمَةُ عَنْ أَسْمَاءَ قَالَتْ جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ إِحْدَانَا يُصِيبُ ثَوْبَهَا مِنْ دَمِ الْحَيْضَةِ كَيْفَ تَصْنَعُ بِهِ قَالَ ((تَحُتُّهُ ثُمَّ تَقْرُصُهُ بِالْمَاءِ ثُمَّ تَنْضَحُهُ ثُمَّ تُصَلِّي فِيهِ))

[675] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الوضوء، باب: غسل الدم برقم (۲۲۷) بنحوه وفي الحيض، باب: غسل دم المحيض برقم (۳۰۷) بلفظ قريب منه۔ وابوداود في الطهارة، باب: المراة تغسل ثوبها الذي تلبسه في حيضها برقم (۳۶۱ و ۳۶۲) والترمذي في (جامعه) في الطهارة، باب: ما جاء، في غسل دم الحيض من الثوب برقم (۱۳۸) والنسائي في (المجتبى ←

[675]۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور پوچھا ہم میں سے کسی کے کپڑے کو حیض کا خون لگ جاتا ہے تو وہ اس کے بارے میں کیا کرے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے کھرچ ڈالے، پھر پانی ڈال کر اسے (رگڑے) پھر اس پر پانی بہا دے (دھولے) پھر اس میں نماز پڑھ لے۔

مفردات الحدیث ❶ تَحُتُّهُ: اس کو کھرچ ڈالے۔ ❷ تَقْرُصُهُ: اس کو انگلیوں سے ملے، رگڑے ساتھ ساتھ پانی ڈالے تا کہ اس کا جرم اور مادہ زائل ہو جائے۔

[676] (. . .) و حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ نَا ابْنُ نُمَيْرٍ و حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَخْبَرَنِي ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ عَبْدِاللهِ بْنِ سَالِمٍ وَمَالِكُ بْنُ أَنَسٍ وَعَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ كُلُّهُمْ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَ حَدِيثِ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ

[676] امام صاحب ایک اور سند سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

فائدہ :......حیض کا خون پلید ہے اور اس کا دھونا اور صاف کرنا ضروری ہے، اور نجس چیز کو پانی سے دھویا جائے گا، اس کے لیے گنتی (عدد) شرط نہیں ہے، نجس چیز کا ازالہ اور صفائی ضروری ہے۔

٣٥...... بَاب: الدَّلِيلِ عَلَى نَجَاسَةِ الْبَوْلِ وَوُجُوبِ الِاسْتِبْرَاءِ مِنْهُ

باب ٣٥: بول کے نجس ہونے کی دلیل اور اس سے بچاؤ اور تحفظ کا ضروری ہونا

[677] ١١١-(٢٩٢) حَدَّثَنِي أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ وَأَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ وَإِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ إِسْحَقُ أَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ نَا وَكِيعٌ قَالَ نَا الْأَعْمَشُ قَالَ سَمِعْتُ مُجَاهِدًا يُحَدِّثُ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَرَّ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَلَى قَبْرَيْنِ فَقَالَ ((**أَمَا إِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ وَمَا يُعَذَّبَانِ فِي كَبِيرٍ أَمَّا أَحَدُهُمَا فَكَانَ يَمْشِي بِالنَّمِيمَةِ وَأَمَّا الْآخَرُ فَكَانَ لَا يَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِهِ**)) قَالَ فَدَعَا بِعَسِيبٍ رَطْبٍ فَشَقَّهُ بِاثْنَيْنِ ثُمَّ غَرَسَ عَلَى هٰذَا وَاحِدًا وَعَلَى هٰذَا وَاحِدًا ثُمَّ قَالَ ((**لَعَلَّهُ أَنْ يُخَفَّفُ عَنْهُمَا مَا لَمْ يَيْبَسَا**))

←سنن السنن) ١/ ١٥٥ في الطهارة، باب: دم الحيض يصب الجوب۔ واخرجه ابن ماجه في (سننه) في الطهارة وسننها، باب: ما جاء في دم الحيض يصيب الثوب برقم (٦٢٩) بلفظ قريب منه۔ انظر (التحفة) برقم (١٥٧٤٣)

[676] تقدم تخريجه (٦٧٣)

[677] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الوضوء، باب: ما جاء في غسل البول برقم (٢١٨)→

[677]۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا دو قبروں پر گزر ہوا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: "ہاں، ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے، اور کسی ایسی چیز کی بنا پر عذاب نہیں ہو رہا جس سے بچنا دشوار ہو، رہا ان میں سے ایک تو وہ لگائی بجھائی کرتا تھا، اور دوسرا تو وہ اپنے بول سے نہیں بچتا تھا۔" تو آپ ﷺ نے ایک تازہ کھجور کی چھڑی منگوائی اور اس کو چیر کر دو کر دیا، پھر ایک ایک قبر پر گاڑ دیا اور دوسرا، دوسری قبر پر پھر آپ نے فرمایا: امید ہے جب تک یہ دوٹہنیاں سوکھیں گی نہیں، ان کا عذاب ہلکا رہے گا۔"

مفردات الحدیث ❶ **فی کبیر**: اس گناہ کا ترک کرنا، مشکل یا دشوار نہیں تھا، یا ان کے زعم میں وہ بڑا گناہ نہ تھا۔ وہ کبیرہ تو تھا لیکن اکبر الکبائر میں سے نہ تھا۔ (شرح نووی: ۱/ ۱۴۱) قاضی عیاض نے یہی تاویل کی ہے۔ ❷ **نمیمة** : لوگوں کے درمیان فساد و بگاڑ پیدا کرنے کے لیے ان کی باتیں ایک دوسرے تک پہنچانا، یعنی چغلی کرتا پھرنا۔ ❸ **لَا يَسْتَتِرُ** اگلی روایت میں ہے۔ **لَا يَسْتَنْزِهُ**: معنی ہے بچنا، پرہیز کرنا اپنے جسم اور کپڑوں کو اپنے بول سے محفوظ رکھنے کی کوشش کرنا۔ ❹ **عسیب**: کھجور کی شاخ۔ ❺ **رطب**: تر۔

[678] (. . .) حَدَّثَنِيهِ أَحْمَدُ بْنُ يُوسُفَ الْأَزْدِيُّ قَالَ نَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ قَالَ نَا عَبْدُالْوَاحِدِ عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ ((وَكَانَ الْآخَرُ لَا يَسْتَنْزِهُ عَنِ الْبَوْلِ أَوْ مِنَ الْبَوْلِ))

[678] امام صاحب ایک اور سند سے بیان کرتے ہیں جس کے الفاظ یہ ہیں کہ دوسرا لَا يَسْتَنْزِهُ عَنِ البول من البول، بول سے احتیاط اور پرہیز نہیں کرتا تھا۔ پہلی حدیث میں "لَا يَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِه" کا لفظ ہے۔

فوائد :...... ❶ چغلی کھانا اور اپنے پیشاب کے چھینٹوں سے اپنے آپ کو بچانے کی کوشش نہ کرنا، ایسا جرم ہے جو انسان کے لیے عذاب قبر کا باعث بنے گا، اس لیے ہمیں پیشاب وغیرہ نجاست سے اپنے جسم اور

← وفی الجنائز، باب: الجريدة على القبر برقم (١٣٦١) وفی باب: عذاب القبر من الغيبة والبول برقم (١٣٧٨) وفی الادب، باب: الغيبة برقم (٦٠٥٢) وابوداود فی (سننه) فی الطهارة، باب: الاستبراء من البول برقم (٢٠) والترمذی فی (جامعه)) فی الطهارة، باب: ما جاء فی التشديد فی البول برقم (٧٠) والنسائی فی (المجتبى) ١/ ٢٨ـ٢٠ فی الطهارة، باب: التنزه عن البول۔ وفی الجنائز، باب: وضع الجريدة على القبر ١/ ١٠٦ وابن ماجه فی (سننه) فی الطهارة وسننها، باب: فی التشديد فی البول برقم (٣٤٧) انظر (التحفة) برقم (٥٧٤٧)

[678] تقدم تخريجه فی الحديث السابق برقم (٦٧٥)

کپڑوں کو محفوظ رکھنے کی پوری کوشش اور فکر کرنی چاہیے اور چغل خوری کی عادت سے باز رہنے کا اہتمام کرنا چاہیے۔ ❷ کھجور کی تر شاخ کی تسبیح کو مدار تخفیف عذاب بنا کر، بعض حضرات نے قبر کے پاس قرآن مجید کی تلاوت کو مستحب قرار دیا ہے اور یہ بنائے فاسد علی الفاسد ہے، اگر یہی بات ہے تو پھر آپ نے قرآن مجید کی تلاوت کیوں نہیں فرمائی، اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام رحمہم اللہ نے آپ کے اس فعل سے یہ معنی کیوں نہیں اخذ کیا، وہ ہمیشہ اس عمل سے کیوں محروم رہے۔ ❸ بعض حضرات نے اس حدیث سے قبر پر پھولوں اور درخت کی شاخوں کے رکھنے کا جواز نکالا ہے۔ اور دلیل میں حضرت بریدہ اسلمی کا فعل پیش کیا ہے، سوال یہ ہے ''اگر تخفیف عذاب کا باعث شاخ تر کا تسبیح کہنا ہے تو اس کے چیرنے کی کیا ضرورت تھی، چیرنے کے باعث تو وہ جلد خشک ہوگئی، اس صورت میں تو آپ کو ان قبروں پر کوئی پودا لگوانا چاہیے تھا، جو برس ہا برس تک ہرا بھرا رہتا، نیز آپ کا یہ منشاء اور نقطہ نظر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کیوں نہیں سمجھا، اگر آپ کا یہی مقصد تھا کہ تخفیف کا باعث تر شاخ کی تسبیح ہے تو وہ سب ایسا ہی کرتے اور ہر قبر پر شاخ نصب کرتے بلکہ درخت لگواتے اور اس کا اس دور میں عام رواج ہوتا، اس کو صرف حضرت بریدہ اسلمی ہی کیوں سمجھے، اور انہوں نے بھی، اپنی قبر کے اندر دو کھجور کی شاخیں رکھنے کی وصیت، قبر پر گاڑنے کی تلقین نہیں کی، آپ نے تو ایک شاخ کے دو ٹکڑے کیے تھے، اور انہوں نے دو شاخیں رکھوائیں، ایک حنفی اس کی حکمت یہ بیان کرتے ہیں: کھجور کے درخت میں برکت ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو شجرہ طیبہ قرار دیا ہے۔'' یہ تو پھر کھجور کے درخت کا خاصہ ہوا، پھولوں اور عام شاخوں میں یہ برکت کہاں سے آ گئی، آپ نے تو کھجور کی شاخ کے ٹکڑے گاڑے تھے اور وہ بھی صرف دو قبروں پر، اگر یہ عمل عام مسلمانوں کے لیے تخفیف عذاب کا باعث ہے اور مقربین کے لیے، ترقی درجات کا سبب، تو آپ نے دوسرے لوگوں کو اس سے کیوں محروم رکھا، ان کی قبروں پر شاخ کا ٹکڑا نصب کرنے کی تلقین اور ہدایت نہیں فرمائی، اور نہ ہی اس راز کو جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پا سکے، اصل حقیقت یہ ہے کہ آپ نے اللہ تعالیٰ سے ان کے لیے تخفیف عذاب کی دعا فرمائی، تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کو بتایا گیا، کہ آپ ایک ہری کے دو حصے کر کے ان قبروں پر ایک ایک نصب کر دیں، جب تک ان میں تری رہے گی، اس وقت تک ان کے عذاب میں تخفیف کر دی جائے گی، تو توجیہ کی صحت وتائید کے لیے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی صحیح مسلم کے آخر میں آنے والی ایک حدیث موجود ہے، جس میں اس قسم کا ایک اور واقعہ بیان کیا گیا ہے، اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے دریافت کرنے پر آپ نے یہی توجیہ بیان فرمائی ہے۔ (شرح نووی: ۱/ ۱۴۱) ❹ قرآن مجید نے ایک اصول اور ضابطہ بیان فرمایا ہے، لیس للانسان الا ما سعی، انسان کو وہی چیز حاصل ہوتی ہے، جس کے لیے اس نے محنت وکوشش کی ہے، اس ضابطہ سے استنثار کے لیے

حنفی اصول کے مطابق، حدیث متواتر یا مشہور کی ضرورت ہے، خبر واحد سے بھی یہ کام نہیں چلے گا، تو یہ کس قدر تعجب انگیز بات ہے کہ اس تر شاخ کو دلیل بنایا جاتا ہے، یا ضعیف احادیث پیش کی جاتی ہیں۔

تنبیہ : عجیب بات ہے کہ مولانا غلام رسول سعیدی صاحب نے، آخر میں غیر شعوری طور پر یہ لکھ دیا ہے: یہ واقعہ دو مرتبہ ہوا حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے، ان دو قبر والوں کو عذاب ہو رہا تھا، اور اس روایت میں عذاب کا سبب نہیں بیان فرمایا اور اس روایت میں یہ ہے کہ آپ نے ان کی شفاعت کی اور آپ کی شفاعت ان کے حق میں مقبول ہوئی اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت میں یہ بیان ہے کہ ایک چغلی کرتا تھا اور دوسرا پیشاب کے قطروں سے نہیں بچتا تھا اور اس میں شفاعت کا ذکر نہیں ہے۔ (شرح صحیح مسلم: ۱/ ۹۸۸)

ایک عجیب استدلال: بعض حضرات نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے، کہ آپ برزخ کے حالات سے آگاہ ہیں، عذاب، سبب عذاب سے آگاہ ہیں، عذاب دور کر سکتے ہیں، سوال یہ ہے، اگر آپ سب کچھ جانتے تھے، تو پھر اس حدیث کا کیا مطلب ہے: أَنَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِالْبَقِيْعِ فَقَالَ مَنْ دَفَنْتُمُ الْيَوْمَ هٰهُنَا؟ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بقیع سے گزرے اور پوچھا، آج یہاں تم نے کس کو دفن کیا ہے؟ اور بقول بعض اس حدیث کا تعلق اس واقعہ سے جیسا کہ ابن حجر لکھا ہے۔ (فتح الملهم: ١/ ٤٥٥)

اور جو مرد مسجد میں صفائی کرتا تھا وہ فوت ہو گیا آپ کو پتہ نہ چلا، پھر پوچھنے کے بعد پتہ چلا تو آپ نے فرمایا: ''مجھے اس کی قبر سے آگاہ کرو۔''

حدیث نمبر 679 سے 836 تک

٣......كِتَابُ الْحَيْضِ

٣. حیض کا بیان

١...... بَاب: مُبَاشَرَةِ الْحَائِضِ فَوْقَ الْإِزَارِ

باب ١: تہبند کے اوپر حائضہ عورت سے مباشرت

[679] ١ - (٢٩٣) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ إِسْحٰقُ أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ ثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ إِحْدَانَا إِذَا كَانَتْ حَائِضًا أَمَرَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَتَأْتَزِرُ بِإِزَارٍ ثُمَّ يُبَاشِرُهَا

[679]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم میں سے کسی ایک کو حیض آ جاتا تو رسول اللہ ﷺ چادر باندھنے کا حکم دیتے، وہ چادر باندھ لیتی تو پھر آپ اس کے ساتھ لیٹ جاتے۔

مفردات الحدیث ❶ تَأْتَزِرُ: چادر باندھ لیتی، کیونکہ ازار تہبند کو کہتے ہیں۔ ❷ يُبَاشِرُ: جسم کا جسم کے ساتھ ملا لینا، کسی کے ساتھ لیٹ جانا۔

[679] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الحيض، باب: مباشرة الحائض برقم (٣٠٠) بلفظ قريب منه۔ وفي الاعتكاف۔ باب: غسل المعتكف برقم (٢٠٣١) بلفظ قريب منه۔ وابو داود في (سننه) في الطهارة، باب الرجل يصيب منها ما دون الجماع برقم (٢٦٨) والترمذي في (جامعه) في الطهارة، باب: ما جاء في مباشرة الحائض برقم (١٣٢) وقال: حديث عائشة حديث حسن صحيح۔ والنسائي في (المجتبى من السنن) ١/ ١٥١ في الطهارة، باب: مباشرة الحائض۔ وفي الحيض والاستحاضة، باب: مباشرة الحائض (١/ ١٨٩۔ وابن ماجه في (سننه) في الطهارة وسننها، باب: ما للرجل من امراته اذا كانت حائضا برقم (٦٣٦) انظر (التحفة) برقم (١٥٩٨٢)

[680] ٢-(. .) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ ح و حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ وَاللَّفْظُ لَهُ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ أَخْبَرَنَا أَبُو إِسْحٰقَ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ الْأَسْوَدِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ إِحْدَانَا إِذَا كَانَتْ حَائِضًا أَمَرَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ تَأْتَزِرَ فِي فَوْرِ حَيْضَتِهَا ثُمَّ يُبَاشِرُهَا قَالَتْ وَأَيُّكُمْ يَمْلِكُ إِرْبَهُ كَمَا كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَمْلِكُ إِرْبَهُ

[680]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم میں سے کوئی ایک جب حائضہ ہوتی تو آپ اسے حیض کے جوش وکثرت کے دنوں میں تہبند باندھنے کا حکم دیتے، پھر اس کے ساتھ لیٹ جاتے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: تم میں سے کون ہے، جو اپنی ضرورت وخواہش پر اس قدر ضبط اور کنٹرول رکھتا ہو، جس قدر رسول اللہ ﷺ اپنے عضو پر قابو اور قدرت رکھتے تھے۔

مفردات الحدیث

❶ إِرْب: اگر ہمزہ پر زیر اور راء ساکن ہو تو معنی عضو تناسل ہوگا اور اگر ہمزہ اور راء دونوں پر زبر ہو تو معنی خواہش اور شہوت ہوگا۔ ❷ فَوْرٌ: جوش وکثرت، جب خون زیادہ آ رہا ہو۔

[681] ٣-(٢٩٤) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ انا خَالِدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ شَدَّادٍ عَنْ مَيْمُونَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُبَاشِرُ نِسَآئَهُ فَوْقَ الْإِزَارِ وَهُنَّ حُيَّضٌ

[681]۔ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی بیویوں سے، جبکہ وہ حائضہ ہوتیں، تہبند باندھنے کی صورت میں مباشرت کرتے۔

فوائد: ...... ❶ حیض کا اصل معنی سیلان یعنی بہنا ہے، کہتے ہیں حَاضَ الْوَادِيْ: وادی بہہ پڑی اور شرعی طور پر حیض وہ خون ہے، جو عورت کے بالغہ ہونے پر رحم چھوڑتا ہے، اور یہ معلوم ومتعین ایام میں عام طور پر، چھ یا سات دن آتا ہے، لیکن موسم، حالات، خوراک اور مزاج وطبیعت کے اختلاف کی بنا پر یہ بعض عورتوں کو کم یا زیادہ بھی آ جاتا ہے، جب عورت حاملہ ہو جاتی ہے، تو اللہ کے حکم سے یہی خون بچہ کی غذا کا کام دیتا ہے اور عورت کو اس صورت میں حیض نہیں آتا، الا ماشاء اللہ جب وضع حمل ہو جاتا ہے، تو اللہ تعالیٰ کی حکمت بالغہ کے تحت یہی خون، دودھ کی شکل میں بچے کی غذا بنتا ہے، اس لیے عام طور پر، ان ایام رضاعت میں حیض نہیں آتا، اگر حیض آنا شروع

---

[680] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الحيض، باب: مباشرة الحائض برقم (٣٠٢) وابو داود في (سننه) في الطهارة، باب: في الرجل يصيب منها ما دون الجماع برقم (٢٧٣) وابن ماجه في (سننه) في الطهارة، باب: ما للرجل من امراته اذاكانت حائضا برقم (٦٣٥) انظر (التحفة) برقم (١٦٠٠٨)

[681] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الحيض، باب: مباشرة الحائض برقم (٣٠٣) وابو داود في (سننه) في النكاح، باب: في اتيان الحائض ومباشرتها برقم (٢١٦٧) انظر (التحفة) برقم (١٨٠٦١)

ہو جائے تو پھر جلد حمل ٹھہر جاتا ہے۔ ❷ حیض کے دنوں میں عورت سے جماع کرنا، قرآن وحدیث کی رو سے ناجائز ہے، ہاں، اس کے علاوہ ساتھ لیٹنا، یا بوس وکنار جائز ہے، اگر کوئی جہالت اور نادانی کی بنا پر یہ حرکت کر بیٹھا ہے، تو اس پر کوئی کفارہ نہیں ہے، وہ توبہ واستغفار کرے، اگر جان بوجھ کر یہ حرکت کرتا ہے، لیکن اس حرکت کو ناجائز ہی تصور کرتا ہے، حلال نہیں سمجھتا تو اس کے کفارہ کے بارے میں اختلاف ہے، لیکن اس کے گناہ کبیرہ ہونے میں کوئی شک نہیں ہے، اس کے لیے توبہ واستغفار ضروری ہے۔ سنن نسائی کی روایت، ص: ۳۷۰ میں دینار اور نصف دینار صدقہ کرنے کا ذکر ہے۔ اگر انسان کو ساتھ لیٹنے سے یہ خطرہ ہو کہ وہ اپنے اوپر قابو نہیں پا سکے گا اور معاملہ تعلقات کے قیام تک پہنچ جائے گا تو پھر اسے مباشرت یعنی اکٹھے لیٹنے یا بوس وکنار سے پرہیز کرنا چاہیے۔

٢...... بَاب: اَلاضْطِجَاعِ مَعَ الْحَائِضِ فِي لِحَافٍ وَاحِدٍ

باب ۲: حائضہ کے ساتھ ایک لحاف میں لیٹنا

[682] ٤ ـ (٢٩٥) حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ قَالَ انَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ مَخْرَمَةَ ح و حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ وَأَحْمَدُ بْنُ عِيسَى قَالَانَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مَخْرَمَةُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ

مَيْمُونَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَضْطَجِعُ مَعِي وَأَنَا حَائِضٌ وَبَيْنِي وَبَيْنَهُ ثَوْبٌ

[682]۔ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میرے ساتھ جبکہ میں حائضہ ہوتی تو لیٹ جاتے میرے اور آپ کے درمیان کپڑا حائل ہوتا تھا۔

[683] ٥ ـ (٢٩٦) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ نَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ نَا أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ أُمِّ سَلَمَةَ حَدَّثَتْهُ أَنَّ

أُمَّ سَلَمَةَ حَدَّثَتْهَا قَالَتْ بَيْنَمَا أَنَا مُضْطَجِعَةٌ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي الْخَمِيلَةِ إِذْ حِضْتُ فَانْسَلَلْتُ فَأَخَذْتُ ثِيَابَ حِيضَتِي فَقَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((أَنُفِسْتِ)) قُلْتُ نَعَمْ فَدَعَانِي فَاضْطَجَعْتُ مَعَهُ فِي الْخَمِيلَةِ قَالَتْ وَكَانَتْ هِيَ وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَغْتَسِلَانِ فِي الْإِنَاءِ الْوَاحِدِ مِنَ الْجَنَابَةِ

[682] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٨٠٨١)

[683] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الحیض، باب: من سمی النفاس حیضا برقم ←

[683] ۔حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چادر میں لیٹی ہوئی تھی، اس اثنا میں مجھے حیض آ گیا، اور میں کھسک گئی، اور میں نے اپنے حالت حیض والے کپڑے لے لیے، تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا: ''کیا تمہیں حیض آنا شروع ہوگیا ہے۔'' میں نے کہا، جی ہاں، آپ نے مجھے بلایا اور میں آپ کے ساتھ چادر میں لیٹ گئی۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بتایا، میں اور رسول اللہ ﷺ اکٹھے ایک برتن سے غسل جنابت کر لیتے تھے۔

مفردات الحدیث ❶ **خَمِیلہ**: ڈوروں والا کپڑا چادر۔ ❷ **حِیْضَة**: حالت حیض۔ ❸ **نَفِسْتِ**: نفس خون کو کہتے ہیں، اس لیے یہ لفظ حیض اور ولادت دونوں کے خون کے لیے استعمال ہو جاتا ہے۔ یہاں حیض مراد ہے، ولادت کے لیے نفست نون کے ضمہ سے اور حیض کے لیے نون کے فتحہ سے۔

فائدہ: ......حائضہ عورت کے ساتھ، ایک کپڑے میں لیٹنا یا سونا جائز ہے۔ صرف خاص تعلقات قائم کرنا منع ہے۔

٣...... بَاب: جَوَازِ غَسْلِ الْحَائِضِ رَأْسَ زَوْجِهَا وَتَرْجِيلِهِ وَطَهَارَةِ سُؤْرِهَا وَالِاتِّكَاءِ فِي حِجْرِهَا وَقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ فِيهِ

باب ٣: حائضہ عورت کے لیے جائز ہے کہ وہ اپنے خاوند کا سر دھوئے، اسے کنگھی کرے اور اس کا جھوٹا پاک ہے، اس کی گود میں سر رکھنا اور قرآن پڑھنا درست ہے

[684] ٦-(٢٩٧) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا اعْتَكَفَ يُدْنِي إِلَيَّ رَأْسَهُ فَأُرَجِّلُهُ وَكَانَ لَا يَدْخُلُ الْبَيْتَ إِلَّا لِحَاجَةِ الْإِنْسَانِ

[684] ۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ اعتکاف بیٹھتے، تو اپنا سر میرے قریب کر دیتے، میں اس میں کنگھی کر دیتی اور آپ گھر میں سوائے قضائے حاجت کے تشریف نہیں لاتے تھے۔

---

(٢٩٨) وفي باب: النوم مع الحائض وهي في ثيابها برقم (٣٢٢) مطولا۔ وفي باب: من اتخذ ثياب الحيض سوى ثياب الطهر، برقم (٢٣٢) وفي الصوم، باب: القبلة للصائم برقم (١٩٢٩) مطولا۔ والنسائي في (المجتبى من السنن) ١/ ١٤٩۔١٥٠ في الطهارة، باب: مضاجعة الحائض برقم (٢٨٢) وفي الحيض والاستحاضة، باب: مضاجعة الحائض في ثياب حيضتها ١/ ۔١٨٨ انظر (التحفة) برقم (١٨٢٧٠)

[684] اخرجه ابوداود في (سننه) في الصوم، باب: المعتكف يدخل البيت لحاجته برقم (٢٤٦٧ و ٢٤٦٨) انظر (التحفة) برقم (١٧٩٠٨)

[685] ۷۔(...)و حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا لَيْثٌ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ قَالَ أَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ

عَنْ عُرْوَةَ وَعَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ إِنْ كُنْتُ لَأَدْخُلُ الْبَيْتَ لِلْحَاجَةِ وَالْمَرِيضُ فِيهِ فَمَا أَسْأَلُ عَنْهُ إِلَّا وَأَنَا مَارَّةٌ وَإِنْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لَيُدْخِلُ عَلَيَّ رَأْسَهُ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَأُرَجِّلُهُ وَكَانَ لَا يَدْخُلُ الْبَيْتَ إِلَّا لِحَاجَةٍ إِذَا كَانَ مُعْتَكِفًا و قَالَ ابْنُ رُمْحٍ إِذَا كَانُوا مُعْتَكِفِينَ

[685]۔عروہ اور عمرہ بنت عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں قضائے حاجت کے لیے گھر میں داخل ہوتی، اس میں بیمار موجود ہوتا تو میں اس سے گزرتے گزرتے پوچھ لیتی اور رسول اللہ ﷺ مسجد سے میرے پاس (حجرہ) میں سر داخل فرماتے میں اس میں کنگھی کر دیتی، اور آپ جب اعتکاف بیٹھتے تو گھر میں صرف قضائے حاجت کے لیے آتے۔ ابن رمح نے اذا کان معتکفا، (جب آپ اعتکاف بیٹھتے) کی بجائے اذا کانوا معتکفین، جب صحابہ کے ساتھ اعتکاف بیٹھتے، کہا۔

[686] ۸۔(...)و حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ نَوْفَلٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ

عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُخْرِجُ إِلَيَّ رَأْسَهُ مِنَ الْمَسْجِدِ وَهُوَ مُجَاوِرٌ فَأَغْسِلُهُ وَأَنَا حَائِضٌ

[686]۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حالت اعتکاف میں مسجد سے میری طرف سر نکالتے تو میں حیض کی حالت میں اس کو دھو دیتی۔

[687] ۹۔(...)و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ نَا أَبُو خَيْثَمَةَ عَنْ هِشَامٍ قَالَ أَنَا عُرْوَةُ

[685] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الاعتكاف، باب: لا يدخل البيت الا لحاجة برقم (۲۰۲۹) وابو داو في (سننه) في الصوم، باب: المعتكف يدخل البيت لحاجته برقم (۲٤٦٨) والترمذي في (جامعه) في الصوم، باب: المعتكف يخرج لحاجته ام لا برقم (۸۰٤) وقال: هذا حديث حسن صحيح۔ وابن ماجه في (سننه) في الصوم، باب: في المعتكف يعود المريض وبشهد الجنازة برقم (۱۷۷٦) انظر (التحفة) برقم (۱٦٥٧٩ و ۱۷۹۲۱)

[686] اخرجه النسائي في (المجتبى من السنن) في الطهارة، باب: غسل الحائض راس زوجها برقم (۲۷٥) مختصرا۔ انظر (التحفة) برقم (۱٦٣٩٤)

[687] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۱٦۹۰۰)

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُدْنِي إِلَيَّ رَأْسَهُ وَأَنَا فِي حُجْرَتِي فَأُرَجِّلُ رَأْسَهُ وَأَنَا حَائِضٌ

[687]۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ میرے قریب اپنا سر کر دیتے تھے جبکہ میں اپنے حجرہ میں ہوتی تھی اور میں حیض کی حالت میں، آپ کے سر میں کنگھی کر دیتی تھی۔

[688] ۱۰۔(. . .)حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَغْسِلُ رَأْسَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَأَنَا حَائِضٌ

[688]۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں حالت حیض میں رسول اللہ ﷺ کا سر دھو دیتی تھی۔

[689] ۱۱۔(۲۹۸)و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَ يَحْيَى أَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ ثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ ثَابِتِ بْنِ عُبَيْدٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((نَاوِلِينِي الْخُمْرَةَ مِنَ الْمَسْجِدِ)) قَالَتْ فَقُلْتُ إِنِّي حَائِضٌ فَقَالَ ((إِنَّ حَيْضَتَكِ لَيْسَتْ فِي يَدِكِ))

[689]۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا جبکہ آپ مسجد میں تھے، مجھے جائے نماز پکڑا دو، میں نے عرض کیا، میں حائضہ ہوں، آپ نے فرمایا: تیرا حیض، تیرے ہاتھ میں نہیں ہے۔

[690] ۱۲۔(. . .)حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ ثَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ حَجَّاجٍ وَابْنِ أَبِي غَنِيَّةَ عَنْ ثَابِتِ بْنِ عُبَيْدٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ

---

[688] اخرجه البخاري في كتاب المحيض، باب مباشرة الحائض برقم (۳۰۱) واخرجه ايضا في كتاب الاعتكاف، باب غسل المعتكف برقم (۲۰۳۱) واخرجه النسائي في كتاب الطهارة باب غسل الحائض راس زوجها (رقم ۲۷٤) بنحوه واخرجه ايضا في كتاب الحيض والاستحاضة باب: اغتسال الرجل والمراة من نسائه في اناء واحد (۲۳٤) (التحفة) برقم (۱۵۹۹۰)

[689] اخرجه ابو داود في (سننه) في الطهارة، باب: في الحائض تناول من المسجد بر (۲٦۱) والترمذي في (جامعه) في الطهارة، باب: ما جاء في الحائض تتناول الشئي من المسجد برقم (۱۳٤) وقال: حديث عائشة حديث حسن صحيح۔ والنسائي في (المجتبى) في الطهارة، باب: استخدام الحائض۔ ۱/ ۱٤٦۔ وفي الحيض والاستحاضة في باب: استخدام الحائض۔ انظر (التحفة) برقم (۱۷٤٤٦)

[690] تقدم تخريجه برقم (٦۸۷)

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ أَمَرَنِی رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنْ أُنَاوِلَهُ الْخُمْرَةَ مِنَ الْمَسْجِدِ فَقُلْتُ اِنِّی حَائِضٌ فَقَالَ ((تَنَاوَلِيهَا فَإِنَّ الْحَيْضَةَ لَيْسَتْ فِي يَدِكِ))

[690]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے مسجد سے حکم دیا کہ آپ کو جائے نماز پکڑاؤں، میں نے عرض کیا، میں حائضہ ہوں، آپ نے فرمایا: اسے لے آ، حیض تیرے ہاتھ میں نہیں ہے۔

[691] ١٣-(٢٩٩) وحَدَّثَنِی زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَأَبُو كَامِلٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ كُلُّهُمْ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ زُهَيْرٌ نَا يَحْيَى عَنْ يَزِيدَ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ

عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ قَالَ بَيْنَمَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِی الْمَسْجِدِ فَقَالَ ((يَا عَائِشَةُ نَاوِلِينِي الثَّوْبَ)) فَقَالَتْ اِنِّی حَائِضٌ فَقَالَ ((إِنَّ حَيْضَتَكِ لَيْسَتْ فِي يَدِكِ)) فَنَاوَلَتْهُ

[691]۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں موجود تھے، اس اثنا میں آپ نے فرمایا: ''اے عائشہ! مجھے کپڑا پکڑاؤ، تو میں نے کہا، میں حائضہ ہوں، آپ نے فرمایا: ''تیرا حیض، تیرے ہاتھ میں نہیں ہے۔'' تو میں نے آپ کو کپڑا پکڑا دیا۔''

[692] ١٤-(٣٠٠) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِی شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا نَا وَكِيعٌ عَنْ مِسْعَرٍ وَسُفْيَانَ عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ شُرَيْحٍ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَشْرَبُ وَأَنَا حَائِضٌ ثُمَّ أُنَاوِلُهُ النَّبِیَّ ﷺ فَيَضَعُ فَاهُ عَلٰى مَوْضِعِ فِیَّ فَيَشْرَبُ وَأَتَعَرَّقُ الْعَرْقَ وَأَنَا حَائِضٌ ثُمَّ أُنَاوِلُهُ النَّبِیَّ ﷺ فَيَضَعُ فَاهُ عَلٰى مَوْضِعِ فِیَّ وَلَمْ يَذْكُرْ زُهَيْرٌ فَيَشْرَبُ

[692]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں حیض کی حالت میں پانی پی کر، نبی اکرم ﷺ کو پکڑا دیتی، تو

---

[691] اخرجه النسائی فی (المجتبی من السنن) ١/ ١٩٢ فی الحیض، باب: استخدام الحائض۔ انظر (التحفة) برقم (١٣٤٤٣)

[692] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الطهارة، باب: فی مؤاکلة الحائض ومجامعتها برقم (٢٥٩) والنسائی فی (المجتبی) ١/ ٥٦ فی الطهارة، باب سؤر الحائض۔ وفی ١/ ١٩٠ باب مؤاکلة الحائض والشرب من سؤرها۔ وفی باب: الانتفاع بفضل الحائض ١/ ١٩٠۔ وفی المیاه۔ باب سؤر الحائض ١/ ١٧٨ وفی کتاب الحیض والاستحاضة، باب: مواکلة الحائض والشرب من سؤرها ١/ ١٩٠۔ وفی باب: الانتفاع بفضل الحائض ١/ ١٩٠ وابن ماجه فی (سننه) فی الطهارة، وسننها، باب: ما جاء فی مواکلة الحائض و سؤرها برقم (٦٤٣) انظر (التحفة) برقم (١٦١٤٥)

آپ اپنا منہ، میرے منہ کی جگہ پر رکھ کر پانی پیتے، اور میں ہڈی سے گوشت چونڈتی جبکہ میں حائضہ ہوتی، پھر اسے نبی اکرم ﷺ کو دے دیتی تو آپ میرے منہ والی جگہ پر اپنا منہ رکھتے، زہیر نے فیشرب کا لفظ نہیں بیان کیا۔

مفردات الحدیث ✻ عرق: ہڈی جس پر کچھ گوشت ہو۔

[693] ۱۵۔(۳۰۱) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ أَنَا دَاوُدُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْمَكِّيُّ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أُمِّهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَتَّكِئُ فِي حِجْرِي وَأَنَا حَائِضٌ فَيَقْرَأُ الْقُرْآنَ۔

[693]۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ میری گود میں ٹیک لگاتے، جبکہ میں حائضہ ہوتی اور آپ قرآن پڑھتے۔

[694] ۱۶۔(۳۰۲) وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَ نَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ

عَنْ أَنَسٍ أَنَّ الْيَهُودَ كَانُوا إِذَا حَاضَتِ الْمَرْأَةُ فِيهِمْ لَمْ يُؤَاكِلُوهَا وَلَمْ يُجَامِعُوهُنَّ فِي الْبُيُوتِ فَسَأَلَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ قُلْ هُوَ أَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي الْمَحِيضِ إِلٰى آخِرِ الْآيَةِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((**اصْنَعُوا كُلَّ شَيْءٍ إِلَّا النِّكَاحَ**)) فَبَلَغَ ذٰلِكَ الْيَهُودَ فَقَالُوا مَا يُرِيدُ هٰذَا الرَّجُلُ أَنْ يَدَعَ مِنْ أَمْرِنَا شَيْئًا إِلَّا خَالَفَنَا فِيهِ فَجَآءَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ وَعَبَّادُ بْنُ بِشْرٍ فَقَالَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ الْيَهُودَ تَقُولُ كَذَا وَكَذَا فَلَا نُجَامِعُهُنَّ فَتَغَيَّرَ وَجْهُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى ظَنَنَّا أَنْ قَدْ وَجَدَ عَلَيْهِمَا فَخَرَجَا فَاسْتَقْبَلَهُمَا هَدِيَّةٌ مِنْ لَبَنٍ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَأَرْسَلَ فِي آثَارِهِمَا فَسَقَاهُمَا فَعَرَفَا أَنْ لَمْ يَجِدْ عَلَيْهِمَا

[693] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الحيض، باب: قراءة الرجل في حجر امراته وهي حائض برقم (۲۸۷) بلفظ قريب منه- وفي التوحيد، باب: قول النبي ﷺ: (الماهر بالقرآن مع سفرة الكرام البررة، وزينوا القرآن باصواتكم) برقم (۷۵٤۹) بنحوه- وابو داود في (سننه) في الطهارة، باب: في مواكلة الحائض ومجامعتها برقم (۲٦۰) والنسائي في (المجتبى من السنن) في الطهارة، باب: في الذي يقرا القرآن وراسه في حجر امراته وهي حائض ۱/ ۱٤۷- وفي الحيض والاستحاضة، باب الرجل يقرا القرآن وراسه في حجر امراته وهي حائض ۱/ ۱٤۹- وابن ماجه في (سننه) في الطهارة وسننها، باب الحائض تتناول شئ من المسجد برقم (٦۳٤) انظر (التحفة) برقم (۱۷۸۵۸)

[694] اخرجه ابوداود في كتاب: الطهارة، باب: في مواكلة الحائض ومجامعتها برقم (۲۵۸) ←

[694]۔حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہودی جب ان کی کوئی عورت حائضہ ہوتی، تو وہ نہ اس کے ساتھ کھانا کھاتے اور نہ ان کے ساتھ گھروں میں اکٹھے رہتے، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے آپ سے اس کے بارے میں پوچھا، اس پر اللہ تعالیٰ نے آیت اتاری ''یہ آپ سے حیض کے بارے میں سوال کرتے ہیں، آپ فرما دیجئے حیض پلیدی ہے، تو حیض کے دنوں میں ان سے الگ رہو۔'' آخر تک (سورۃ بقرہ: ۲۲۲) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جماع کے سوا (ہر چیز) سب کچھ کرو۔'' یہودیوں تک یہ بات پہنچی تو کہنے لگے، یہ شخص ہر بات میں ہماری مخالفت کرنا چاہتا ہے (یہ سن کر) اسید بن حضیر اور عباد بن بشر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! یہود ایسا ایسا کہتے ہیں، تو کیا ہم ان سے جماع بھی نہ کریں؟ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کا رنگ بدل گیا، حتیٰ کہ ہم نے سمجھا کہ آپ دونوں پر ناراض ہوگئے ہیں، تو وہ دونوں نکل گئے، آگے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے دودھ کا تحفہ آ رہا تھا، آپ نے ان کے پیچھے ایلچی بھیجا (اور ان کو بلوا کر) دونوں کو دودھ پلایا، تو وہ سمجھ گئے، آپ ان پر ناراض نہیں ہیں۔

فوائد:...... ❶ معتکف مسجد سے ضرورت کے تحت، ہاتھ، پیر یا سر نکال سکتا ہے۔ ❷ اگر مسجد میں قضائے حاجت کا انتظام نہ ہو اور باہر دور جانا پڑتا ہو گھر قریب ہو تو قضائے حاجت کے لیے گھر جا سکتا ہے۔ ❸ راستہ سے گزرتے گزرتے بیمار کی بیمار پرسی کر سکتا ہے۔ ❹ عورت کا حیض کی حالت میں سارا جسم پلید نہیں ہو جاتا، اس لیے وہ گھر کا کام، کاج کر سکتی ہے، خاوند کا سر دھو کر اس میں کنگھی کر سکتی ہے، مسجد سے باہر کھڑے ہو کر، مسجد میں کھڑے ہوئے محرم کو کوئی چیز پکڑا سکتی ہے۔ ❺ حائضہ کی گود میں سر رکھ کر، قرآن مجید کی تلاوت اور ذکر واذکار کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ ❻ بیوی سے محبت و پیار کے اظہار کے لیے اس کے کھانے پینے کی جگہ سے کھایا پیا جا سکتا ہے۔ اور اس کا حیض کی صورت میں منہ پلید نہیں ہوتا۔ ❼ خاص تعلقات کے سوا، میاں بیوی کے باقی معاملات حیض سے متاثر نہیں ہوتے۔ ❽ اہل کتاب کی مخالفت شرعی حدود کے اندر رہتے ہوئے ہوگی، مخالفت کے جوش میں شرعی حدود سے تجاوز نہیں کیا جائے گا۔

فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ: کا مقصد تعلقات زن وشوہر سے اجتناب کرنا ہے، ان سے بالکل الگ تھلگ ہو جانا مراد نہیں ہے کہ انسان بیوی کے ساتھ اٹھ بیٹھ بھی نہ سکے اور نہ اس کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا کھا سکے اور کمرے الگ الگ ہو جائیں۔

➜ وفی النکاح، باب: اتیان الحائض ومباشرتها برقم (۲۱٦٥) والترمذی فی (جامعه) فی تفسیر القرآن، باب: ومن سورة البقرة برقم (۲۹۷۷ و ۲۹۷۸) والنسائی فی (المجتبی من السنن) ۱/ ۱۵۲ فی الطهارة، باب: تاویل قول الله عزوجل: ﴿ویسالونك عن المحیض﴾ وفی الحیض والاستحاضة، باب: ما ینال من الحائض ۱/ ۱۸۷ وابن ماجه فی (سننه) فی الطهارة وسننها، باب: ما جاء فی مواکلة الحائض وسورها برقم (٦٤٤) بنحوه۔ انظر (التحفة) برقم (۳۰۸)

۴...... بَاب: الْمَذْيِ

باب ٤: مذی کا حکم

[695] ١٧ ـ(٣٠٣) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا وَكِيعٌ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ وَهُشَيْمٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُنْذِرِ بْنِ يَعْلَى وَيُكْنَى أَبَا يَعْلَى عَنِ ابْنِ الْحَنَفِيَّةِ

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ كُنْتُ رَجُلًا مَذَّاءً وَكُنْتُ أَسْتَحْيِي أَنْ أَسْأَلَ النَّبِيَّ ﷺ لِمَكَانِ ابْنَتِهِ فَأَمَرْتُ الْمِقْدَادَ بْنَ الْأَسْوَدِ فَسَأَلَهُ فَقَالَ ((يَغْسِلُ ذَكَرَهُ وَيَتَوَضَّأُ))

[695]۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے بہت مذی آتی تھی، اور میں آپ کی لخت جگر کے اپنی بیوی ہونے کے باعث، آپ سے براہ راست پوچھنے سے شرماتا تھا، تو میں نے مقداد بن اسود کو کہا، اس نے آپ سے پوچھا، تو آپ نے فرمایا: (اس میں مبتلا آدمی) ''اپنا عضو مخصوص دھولے اور وضو کر لے۔''

مفردات الحدیث ☆ **مذی** وہ سفید اور باریک (پتلا) مادہ جو بیوی سے ملاعبت ہنسی مذاق کرتے وقت بعض دفعہ غیر شعوری طور پر ہی نکل جاتا ہے۔

[696] ١٨ ـ(...) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ الْحَارِثِيُّ قَالَ نَا خَالِدٌ يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ قَالَ نَا شُعْبَةُ أَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ قَالَ سَمِعْتُ مُنْذِرًا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ

عَنْ عَلِيٍّ أَنَّهُ قَالَ اسْتَحْيَيْتُ أَنْ أَسْأَلَ النَّبِيَّ ﷺ عَنِ الْمَذْيِ مِنْ أَجْلِ فَاطِمَةَ فَأَمَرْتُ الْمِقْدَادَ فَسَأَلَهُ فَقَالَ مِنْهُ الْوُضُوءُ

[696]۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ میں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے باعث نبی اکرم ﷺ سے مذی کے بارے میں پوچھنے سے شرم محسوس کی، تو میں نے مقداد کو کہا، اس نے آپ سے پوچھا، آپ نے فرمایا: ''اس سے وضو کرنا ہوگا۔''

[697] ١٩ ـ(...) وحَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ وَأَحْمَدُ بْنُ عِيسَى قَالَا نَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي مَخْرَمَةُ بْنُ بُكَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ

---

[695] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی العلم، باب: من استحيا فاغيره السوال برقم (١٣٢) وفی الوضوء، باب: من لم ير الوضوء الا من المخرجين من القبل والدبر برقم (١٧٨) والنسائی فی (المجتبى من السنن) ١/ ١٩٧ فی الطهارة، باب: ما ينقض الوضوء وما لا ينقض الوضوء من المذی۔ انظر (التحفة) برقم (١٠٢٦٤)

[696] تقدم تخريجه فی الحديث السابق برقم (٦٩٣)

[697] اخرجه النسائی فی (المجتبى من السنن) ١/ ٢١٤ـ٢١٥ فی الغسل والتيمم، باب: ←

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ أَرْسَلْنَا الْمِقْدَادَ بْنَ الْأَسْوَدِ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَسَأَلَهُ عَنِ الْمَذْيِ يَخْرُجُ مِنَ الْإِنْسَانِ كَيْفَ يَفْعَلُ بِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((تَوَضَّأْ وَانْضَحْ فَرْجَكَ))

[697]۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے مقداد بن اسود کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیجا، تو اس نے آپ سے انسان سے نکلنے والی مذی کے بارے میں پوچھا کہ وہ اس کا کیا کرے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''وضو کر اور شرم گاہ کو دھو لے۔''

فوائد:...... ❶ سسرال والوں سے بیوی سے استمتاع کی باتیں کرنا مناسب نہیں ہے اور جب براہ راست گفتگو کرنے میں کوئی مانع موجود ہو، تو بات بالواسطہ ہو سکتی ہے اور دوسروں کے ذریعہ فتویٰ یا مسئلہ پوچھا جا سکتا ہے۔
❷ مذی سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور مذی نکلنے کی صورت میں عضو مخصوص کو دھو لینا کافی ہے، اس کے لیے غسل کرنے کی ضرورت نہیں ہے، بول و براز سے استنجا کے لیے پتھر یا ڈھیلا کافی ہے، لیکن مذی نکلنے کی صورت میں پانی کا استعمال ضروری ہے۔

٥...... بَابُ: غَسْلِ الْوَجْهِ وَالْيَدَيْنِ إِذَا اسْتَيْقَظَ مِنَ النَّوْمِ

باب ٥: نیند سے بیدار ہو کر چہرہ اور دونوں ہاتھ دھونا

[698] ١٩۔(. . .) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا نَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ كُرَيْبٍ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَامَ مِنَ اللَّيْلِ فَقَضَى حَاجَتَهُ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ ثُمَّ نَامَ

[698]۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ رات کو اٹھے اور قضائے حاجت کی، پھر اپنا چہرہ اور دونوں ہاتھ دھوئے، پھر سو گئے۔

فائدہ:...... رات کو انسان اگر بہت جلد بیدار ہو جائے، تو وہ دوبارہ سو سکتا ہے، جن حضرات نے اس کو مکروہ قرار

← الوضوء من المذی۔ انظر (التحفة) برقم (١٠١٩٥)

[698] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الدعوات، باب الدعاء اذا انتبه من الليل برقم (٦٣١٦) والمؤلف [مسلم] فی صلاة المسافرين وقصرها، باب: الدعاء فی صلاة الليل وقيامه برقم (١٧٨) و (١٨٨ و ١٨٩) وابو داود فی (سننه) فی الادب، باب: النوم علی طهارة برقم (٥٠٤٣) والنسائی فی (المجتبی من السنن) ١/ ٢١٨ فی التطبيق، باب: الدعاء فی السجود۔ وابن ماجه فی (سننه) فی الطهارة وسننها، باب: وضوء النوم برقم (٥٠٨) انظر (التحفة) برقم (٦٣٥٢)

دیا ہے ان کا مقصد یہ ہے کہ دوبارہ سو جانے کی صورت میں یہ خطرہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے رات کے معمولات اور صبح کی نماز سے محروم ہو سکتا ہے، اس لیے اس کو نہیں سونا چاہیے، اگر یہ اندیشہ نہ ہو تو پھر سو سکتا ہے۔

٦...... بَاب: جَوَازِ نَوْمِ الْجُنُبِ وَاسْتِحْبَابِ الْوُضُوءِ لَهُ وَغَسْلِ الْفَرْجِ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَأْكُلَ أَوْ يَشْرَبَ أَوْ يَنَامَ أَوْ يُجَامِعَ

باب ٦: جنبی کے لیے سونا جائز ہے لیکن اگر وہ کھانا، پینا، سونا یا دوبارہ تعلقات قائم کرنا چاہتا ہے تو بہتر یہ ہے وہ شرم گاہ کو دھو کر وضو کر لے

[699] ٢١-(٣٠٥) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ قَالَا أَنَا اللَّيْثُ ح و حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا لَيْثٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَنَامَ وَهُوَ جُنُبٌ تَوَضَّأَ وُضُوءَهُ لِلصَّلٰوةِ قَبْلَ أَنْ يَنَامَ

[699]- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب جنابت کی حالت میں سونا چاہتے، تو سونے سے پہلے نماز والا وضو فرما لیتے۔

[700] ٢٢-(. . .) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا ابْنُ عُلَيَّةَ وَوَكِيعٌ وَغُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا كَانَ جُنُبًا فَأَرَادَ أَنْ يَأْكُلَ أَوْ يَنَامَ تَوَضَّأَ وُضُوءَهُ لِلصَّلٰوةِ

[700]- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب جنبی ہوتے اور کھانے یا سونے کا ارادہ فرماتے، تو نماز والا وضو فرماتے۔

[699] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الطهارة، باب: الجنب یاکل برقم (٢٢٢ و ٢٢٣) والنسائی فی (المجتبی من السنن) ١/ ١٣٩ فی الطهارة، باب: اقتصار الجنب علی غسل یدیه اذا اراد ان یاکل- وفی باب اقتصار الجنب علی غسل یدیه اذا اراد ان یاکل ١/ ١٣٩ وفی باب: وضوء الجنب اذا اراد ان ینام- وابن ماجه فی (سننه) فی الطهارة وسننها، باب: من قال: یجزیه غسل یدیه مختصرا برقم (٥٩٣) وفی باب: من قال: لا ینام الجنب حتی یتوضاء وضوء للصلاة برقم (٥٨٤) انظر (التحفة) برقم (١٧٧٦٩)

[700] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الطهارة، باب: من قال: یتوضاء الجنب برقم (٢٢٤) ←

[701] (. . .)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا جَمِیعًا نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ح و حَدَّثَنَا عُبَیْدُاللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ قَالَا نَا أَبِی قَالَانَا شُعْبَةُ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ قَالَ ابْنُ الْمُثَنّٰی فِی حَدِیْثِهٖ حَدَّثَنَا الْحَکَمُ سَمِعْتُ إِبْرَاهِیمَ یُحَدِّثُ

[701]۔امام صاحب مذکورہ بالا روایت اپنے مختلف اساتذہ سے بیان کرتے ہیں۔

[702] ۲۳۔(۳۰۶)و حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ أَبِی بَکْرٍ الْمُقَدَّمِیُّ وَزُهَیْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَانَا یَحْیٰی وَهُوَ ابْنُ سَعِیدٍ عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ ح و حَدَّثَنَا أَبُوبَکْرِ بْنُ أَبِی شَیْبَةَ وَابْنُ نُمَیْرٍ وَاللَّفْظُ لَهُمَا قَالَ ابْنُ نُمَیْرٍ نَا أَبِی وَقَالَ أَبُوبَکْرٍ نَا أَبُوأُسَامَةَ قَالَانَا عُبَیْدُاللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ قَالَ یَا رَسُولَ اللّٰهِ أَیَرْقُدُ أَحَدُنَا وَهُوَ جُنُبٌ قَالَ **((نَعَمْ إِذَا تَوَضَّأَ))**

[702]۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا، اے اللہ کے رسول! کیا ہم میں سے کوئی جنابت کی حالت میں سوسکتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ”ہاں، جب وہ وضو کرلے۔“

[703] ۲۴۔(. . .)و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ عَنِ ابْنِ جُرَیْجٍ أَخْبَرَنِی نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ عُمَرَ اسْتَفْتَی النَّبِیَّ ﷺ فَقَالَ هَلْ یَنَامُ أَحَدُنَا وَهُوَ جُنُبٌ قَالَ **((نَعَمْ لِیَتَوَضَّأْ ثُمَّ لِیَنَمْ حَتّٰی یَغْتَسِلَ إِذَا شَآءَ))**

[703]۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا: ”ہاں، وہ وضو کرلے پھر سو جائے تاکہ پھر اٹھ کر جب چاہے غسل کرلے۔

[704] ۲۵۔(. . .)و حَدَّثَنِی یَحْیَی بْنُ یَحْیٰی قَالَ قَرَأْتُ عَلٰی مَالِكٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ دِینَارٍ

← والنسائی فی (المجتبی من السنن) فی الطهارة، باب وضوء الجنب اذا اراد ان یاکل ۱/ ۱۳۹۔ وابن ماجه فی (سننه) فی الطهارة وسننها، باب: فی الجنب یاکل ویشرب برقم (۵۹۱) وفی باب: المندیل بعد الوضوء وبعد الغسل برقم (۴۶۷) انظر (التحفة) برقم (۱۵۹۲۶)

[701]تقدم تخریجه فی الحدیث السابق برقم (۶۹۸)

[702] اخرجه النسائی فی (المجتبی من السنن) فی الطهارة، باب: وضوء الجنب اذا اراد ان ینام ۱/ ۱۳۹۔ والترمذی فی (جامعه) فی الطهارة، باب: ما جاء فی الوضوء للجنب اذا اراد ان ینام برقم (۱۲۰) وقال: حدیث عمر احسن شئی فی هذا الباب واصح۔ انظر (تحفة الاشراف) برقم (۷۸۴۵ و ۷۹۷۳ ، ۸۱۷۸ و ۱۰۵۵۲)

[703] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۷۷۸۱۱)

[704] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الغسل، باب: الجنب یتوضا ثم ینام برقم (۲۹۰) ←

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ ذَكَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ تُصِيبُهُ جَنَابَةٌ مِنَ اللَّيْلِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((تَوَضَّأْ وَاغْسِلْ ذَكَرَكَ ثُمَّ نَمْ))

[704]۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کو بتایا کہ وہ رات کو جنابت سے دو چار ہو جاتے ہیں، تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں فرمایا: ''اپنا عضو مخصوص دھو کر، وضو کر کے سو جاؤ۔''

[705] ٢٦۔(٣٠٧)حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا لَيْثٌ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي قَيْسٍ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ وِتْرِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ قُلْتُ كَيْفَ كَانَ يَصْنَعُ فِي الْجَنَابَةِ أَكَانَ يَغْتَسِلُ قَبْلَ أَنْ يَنَامَ أَمْ يَنَامُ قَبْلَ أَنْ يَغْتَسِلَ قَالَتْ كُلُّ ذٰلِكَ قَدْ كَانَ يَفْعَلُ رُبَّمَا اغْتَسَلَ فَنَامَ وَرُبَّمَا تَوَضَّأَ فَنَامَ قُلْتُ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي جَعَلَ فِي الْأَمْرِ سَعَةً

[705]۔عبداللہ بن ابی قیس بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کے وتر کے بارے میں پوچھا، اس کے بارے میں حدیث بیان کی، پھر میں نے پوچھا، آپ جنات کی صورت میں کیا کرتے تھے؟ کیا سونے سے پہلے غسل فرماتے تھے یا غسل سے پہلے سو جاتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا، دونوں طرح کر لیتے تھے، بسا اوقات نہا کر سوتے اور بسا اوقات وضو فرما کر سو جاتے، میں نے کہا، اللہ تعالیٰ کا شکر ہے، جس نے دین میں وسعت رکھی ہے۔

[706] (. . . .)و حَدَّثَنِيهِ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ ح و حَدَّثَنِيهِ هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ جَمِيعًا

عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

← وابو داود فی (سننه) فی الطهارة، باب: فی الجنب ینام برقم (٢٢١) والنسائی فی (المجتبی من السنن) ١/ ١٣٩ فی الطهارة، باب: وضوء الجنب وغسل ذكره اذا اراد ان ینام۔ انظر (التحفة) برقم (٧٢٢٤)

[705] اخرجه ابوداود فی (سننه) فی الصلاة، باب: فی وقت الوتر برقم (١٤٣٧) والترمذی فی (جامعه) فی الصلاة، باب: ما جاء فی قراة اللیل برقم (٤٤٩) مختصرا وقال: حسن صحیح غریب۔ وفی فضائل القرآن، باب: ما جاء كیف كان قراة النبی ﷺ برقم (٢٢٩٤) وقال: حدیث حسن غریب من هذا الوجه۔ انظر (التحفة) برقم (١٦٢٧٩)

[706] تقدم تخریجه فی الحدیث السابق (٧٠٣)

[706]۔امام صاحب مذکورہ روایت ایک اور سند سے بیان کرتے ہیں۔

[707] ۲۷۔(۳۰۸)وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ ح و حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ انَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ ح و حَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ وَابْنُ نُمَيْرٍ قَالَانَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْفَزَارِيُّ كُلُّهُمْ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ

عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِذَا أَتَى أَحَدُكُمْ أَهْلَهُ ثُمَّ أَرَادَ أَنْ يَعُودَ فَلْيَتَوَضَّأْ)) زَادَ أَبُو بَكْرٍ فِي حَدِيثِهِ بَيْنَهُمَا وُضُوءً وَقَالَ ثُمَّ أَرَادَ أَنْ يُعَاوِدَ

[707]۔حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی نے بیوی سے تعلقات قائم کر لیے، پھر دوبارہ تعلقات قائم کرنا چاہے تو وہ وضو کر لے، ابوبکر نے اپنی حدیث میں یہ اضافہ کیا، ان کے درمیان وضو کر لے، اور کہا پھر دوبارہ یہی ارادہ کیا۔(دوسروں نے يَعُودُ کہا اور اس نے يُعَاوِدُ کہا)

[708] ۲۸۔(۳۰۹)وحَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ أَبِي شُعَيْبٍ الْحَرَّانِيُّ قَالَ نَا مِسْكِينٌ يَعْنِي ابْنَ بُكَيْرٍ الْحَذَّاءَ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ

عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَطُوفُ عَلَى نِسَائِهِ بِغُسْلٍ وَاحِدٍ

[708]۔حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ اپنی تمام بیویوں کے پاس جاتے اور آخر میں ایک غسل فرما لیتے۔

فوائد:...... ❶ مذکورہ بالا احادیث سے معلوم ہوا کہ جنابت کی صورت میں فوری طور پر غسل کرنا ضروری نہیں ہے، کھانا، پینا، سونا اور تعلقات قائم کرنا، غسل سے پہلے درست ہے، ائمہ اربعہ اور جمہور کے نزدیک امور مذکورہ سے پہلے وضو کر لینا بہتر ہے، اور وضو کے بغیر خلاف ادب وتہذیب یعنی مکروہ تنزیہی ہے، لیکن ابن حبیب مالکی اور داود ظاہری کے نزدیک وضو کرنا لازم ہے۔ ❷ ایک سے زائد بیویوں کی صورت میں اگر انسان کسی رات ایک سے زائد بیویوں کے پاس یکے بعد دیگرے جائے، تو درمیان میں نہانا ضروری نہیں ہے، اسی طرح ایک بیوی کے پاس دوبارہ جانے کے لیے نہانا ضروری نہیں ہے، درمیان میں وضو کر لینا بہتر ہے۔

[707] اخرجه ابو داود في (سننه) في الطهارة، باب: الوضوء لمن اراد ان يعود برقم (٢٢٠) والترمذي في (جامعه) في الطهارة، باب: ما جاء في الجنب اذا اراد ان يعود توضا برقم (١٤١) وقال: حديث ابي سعيد حسن صحيح۔ والنسائي في (المجتبى من السنن) في الطهارة، باب: في الجنب اذا اراد ان يعود ١/ ١٤٠۔ وابن ماجه في (سننه) في الطهارة وسننها، باب: في الجنب اذا اراد العود توضا برقم (٥٨٧) انظر (التحفة) برقم (٤٢٥٠)

[708] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٦٤٠)

۷...... بَاب وُجُوبِ الْغَسْلِ عَلَى الْمَرْأَةِ بِخُرُوجِ الْمَنِيِّ مِنْهَا

باب ۷: عورت کی منی (احتلام) نکلنے کی صورت میں اس پر نہانا لازم ہے

[709] ۲۹-(۳۱۰)و حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا عُمَرُ بْنُ يُونُسَ الْحَنَفِيُّ قَالَ نَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَ قَالَ إِسْحَقُ بْنُ أَبِي طَلْحَةَ حَدَّثَنِي

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ جَائَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ وَهِيَ جَدَّةُ إِسْحٰقَ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ لَهُ وَعَائِشَةُ عِنْدَهُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ الْمَرْأَةُ تَرٰى مَا يَرَى الرَّجُلُ فِي الْمَنَامِ فَتَرٰى مِنْ نَفْسِهَا مَا يَرَى الرَّجُلُ مِنْ نَفْسِهِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ يَا أُمَّ سُلَيْمٍ فَضَحْتِ النِّسَآءَ تَرِبَتْ يَمِينُكِ فَقَالَ لِعَائِشَةَ ((**بَلْ أَنْتِ فَتَرِبَتْ يَمِينُكِ نَعَمْ فَلْتَغْتَسِلْ يَا أُمَّ سُلَيْمٍ إِذَا رَأَتْ ذَالِكِ**)).

[709]۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ام سلیم (جو اسحاق کی دادی ہیں) رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی، اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی موجودگی میں آپ سے پوچھا، اے اللہ کے رسول! عورت نیند میں وہی چیز دیکھتی ہے جو مرد اپنے بارے میں دیکھتا ہے (تو وہ کیا کرے) تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا، اے ام سلیم! تو نے عورتوں کو رسوا کر دیا، تیرا دایاں ہاتھ خاک آلود ہو تو آپ نے فرمایا: بلکہ تیرا ہاتھ خاک آلود ہو، ہاں اے ام سلیم! جب وہ یہ منظر دیکھے تو غسل کرے۔

مفردات الحدیث ❶ **فَضَحْتِ النِسَاءَ**: (تو نے ایسی بات کر کے جس کے اظہار میں شرم محسوس کی جاتی ہے) انہیں رسوا کر دیا ہے، کیونکہ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے، ان کے اندر، مرد کے پاس جانے کی شدید خواہش ہے۔ ❷ **تَرِبَتْ يَمِينُكِ**: عربی محاورہ کی رو سے یہ کلمہ ایسے وقت بولتے ہیں جب کسی کی بات پسند نہ ہو، یا اس پر ناراض اور ناگواری کا اظہار کرنا مقصود ہو یا اس بات کا انکار اور اس پر زجر و توبیخ کرنی ہو یا حیرت و تعجب کا اظہار مقصود ہو، لفظی معنی یا بددعا مقصود نہیں ہوتی، اس لیے آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے لیے انہیں الفاظ کو استعمال فرمایا، کہ تیری بات قابل انکار ہے، اس نے تو ایک ایسا دینی مسئلہ پوچھا ہے، جو پوچھنا ہی چاہیے تھا۔

فائدہ:...... جس طرح احتلام کی صورت میں مرد کے لیے غسل لازم ہے، اگر کبھی عورت کو احتلام ہو جائے تو اسے بھی نہانا پڑے گا، محض مخصوص جگہ کے دھونے اور وضو کرنے پر کفایت نہیں کر سکے گی۔

[710] ۳۰-(۳۱۱)حَدَّثَنَا عَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ قَالَ نَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ نَا سَعِيدٌ

[709] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۱۸۷)

[710] اخرجه النسائی فی (المجتبى من السنن) فی الطهارة، باب: غسل المراة ترى فی منامها←

عَنْ قَتَادَةَ أَنَّ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حَدَّثَهُمْ أَنَّ أُمَّ سُلَيْمٍ حَدَّثَتْ أَنَّهَا سَأَلَتْ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْمَرْأَةِ تَرٰى فِي مَنَامِهَا مَا يَرَى الرَّجُلُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ **((إِذَا رَأَتْ ذٰلِكِ الْمَرْأَةُ فَلْتَغْتَسِلْ))** فَقَالَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ وَاسْتَحْيَيْتُ مِنْ ذٰلِكَ قَالَتْ وَهَلْ يَكُونُ هٰذَا فَقَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ **((نَعَمْ فَمِنْ أَيْنَ يَكُونُ الشَّبَهُ إِنَّ مَاءَ الرَّجُلِ غَلِيظٌ أَبْيَضُ وَمَاءَ الْمَرْأَةِ رَقِيقٌ أَصْفَرُ فَمِنْ أَيِّهِمَا عَلَا أَوْ سَبَقَ يَكُونُ مِنْهُ الشَّبَهُ))**

[710]۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ام سلیم نے بتایا، اس نے نبی اکرم ﷺ سے ایسی عورت کے بارے میں پوچھا، جو نیند میں وہی چیز دیکھتی ہے جو مرد دیکھتا ہے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب وہ یہ صورت دیکھے تو غسل کرے۔ام سلیم نے بتایا، میں اس پر شرما گئی، پوچھا کیا ایسا ہو سکتا ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''ہاں، تو مشابہت کیسے پیدا ہو جاتی ہے، مرد کا پانی گاڑھا سفید ہوتا ہے اور عورت کا پانی پتلا اور زرد ہوتا ہے، تو جس کا بھی غالب آ جائے یا رحم میں پہلے چلا جائے، بچہ اس کے مشابہ ہوتا ہے۔

[711] ۳۱۔(۳۱۲)حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ رُشَيْدٍ قَالَ نَا صَالِحُ بْنُ عُمَرَ قَالَ نَا أَبُو مَالِكٍ الْأَشْجَعِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ سَأَلَتِ امْرَأَةٌ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الْمَرْأَةِ تَرٰى فِي مَنَامِهَا مَا يَرَى الرَّجُلُ فِي مَنَامِهِ فَقَالَ **((إِذَا كَانَ مِنْهَا مَا يَكُونُ مِنَ الرَّجُلِ فَلْتَغْتَسِلْ))**

[711]۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت نے رسول اللہ ﷺ سے اس عورت کے بارے میں پوچھا جو نیند میں وہی چیز دیکھتی ہے جو مرد اپنی نیند میں دیکھتا ہے تو آپ نے فرمایا: ''جب اس کو وہ صورت پیش آئے جو مرد کو پیش آتی ہے تو وہ غسل کرے۔''

[712] ۳۲۔(۳۱۳)وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ قَالَ انَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ

← ما يرى الرجل- مختصرا (۱/ ۱۱۲- وفي باب: الفصل بين ماء الرجل وماء المراة ۱/ ۱۱۵-۱۱۶- وابن ماجه في (سننه) في الطهارة وسننها، باب: في المراة ترى في منامها ما يرى الرجل برقم (۶۰۱) انظر (التحفة) برقم (۱۱۸۱)

[711] انفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (۸۰۶)

[712] اخرجه البخاري في (صحيحه) في العلم، باب: الحياء في العلم برقم (۱۳۰) وفي الغسل، باب: اذا احتلمت المراة برقم (۲۸۲) وفي احاديث الانبياء برقم (۳۳۲۸) وفي الادب، باب التبسم والضحك برقم (۶۰۹۱) وفي باب: ما لا يستحيا من الحق للفقه في ←

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ جَائَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ يَارَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ فَهَلْ عَلَى الْمَرْأَةِ مِنْ غُسْلٍ إِذَا احْتَلَمَتْ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((نَعَمْ إِذَا رَأَتِ الْمَآءَ)) فَقَالَتْ أُمُّ سَلَمَةَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَتَحْتَلِمُ الْمَرْأَةُ فَقَالَ ((تَرِبَتْ يَدَاكِ فَبِمَ يُشْبِهُهَا وَلَدُهَا))

[712]۔حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ام سلیم رضی اللہ عنہا، نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی، اور عرض کیا اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ حق کے بیان کرنے میں حیا محسوس نہیں کرتا، تو کیا جب عورت کو احتلام ہو جائے، تو وہ نہائے گی؟ تو رسو اللہ ﷺ نے فرمایا: ہاں، جب منی کا پانی دیکھے، تو ام سلمہ نے پوچھا، اے اللہ کے رسول! عورت کو بھی احتلام ہو جاتا ہے؟ آپ نے فرمایا، تیرا دیاں ہاتھ خاک آلود، اس کا بچہ اس کے مشابہ کیسے ہو جاتا ہے۔''

[713] (. . .)حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَانَا وَكِيعٌ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ نَا سُفْيَانُ جَمِيعًا

عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَ مَعْنَاهُ وَزَادَ قَالَتْ قُلْتُ فَضَحْتِ النِّسَآءَ

[713]۔امام صاحب ایک اور سند سے روایت کرتے ہیں، اس میں یہ اضافہ ہے۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا، تو نے عورتوں کو رسوا کر دیا۔

[714] (٣١٤)و حَدَّثَنَا عَبْدُالْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي حَدَّثَنِي عُقَيْلُ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّهُ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ

أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ أُمَّ سُلَيْمٍ أُمَّ بَنِي أَبِي طَلْحَةَ دَخَلَتْ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِمَعْنَى حَدِيثِ هِشَامٍ غَيْرَ أَنَّ فِيهِ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ لَهَا أُفٍّ لَكِ أَتَرَى الْمَرْأَةُ ذٰلِكِ

← الدين برقم (٦١٢١) باختصار۔ والترمذی فی (جامعه) فی الطهارة، باب: ما جاء فی المراة تری فی المنام مثل ما یری الرجل برقم (١٢٢) بلفظ قریب منه وقال: هذا حدیث حسن صحیح۔ وابن ماجه فی (سننه) فی الطهارة وسننها، باب: فی المراة تری فی منامها ما یری الرجل برقم (٦٠٠) انظر (التحفة) برقم (١٨٢٦٤)

[713] تقدم تخریجه فی الحدیث السابق برقم (٧١٠)

[714] اخرجه ابوداود فی (سننه) فی الطهارة، باب: فی المراة ما یری الرجل برقم (٢٣٧) والنسائی فی (المجتبی من السنن) فی الطهارة، باب: غسل المراة تری فی منامها ما یری الرجل برقم (١/ ١١٢) انظر (التحفة) برقم (١٦٦٢٧)

[714]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ام سلیم (ابوطلحہ کی اولاد کی ماں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی، آگے ہشام کی روایت جیسی روایت سنائی، ہاں اتنا فرق ہے کہ عروہ نے کہا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا، تجھ پر افسوس، کیا عورت کو بھی یہ نظر آتا ہے؟

[715] ۳۳۔(. . .)حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى الرَّازِيُّ وَسَهْلُ بْنُ عُثْمَانَ وَأَبُو كُرَيْبٍ وَاللَّفْظُ لِأَبِي كُرَيْبٍ قَالَ سَهْلٌ نَا وَقَالَ الْآخَرَانِ أَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُصْعَبِ بْنِ شَيْبَةَ عَنْ مُسَافِعِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ امْرَأَةً قَالَتْ لِرَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم هَلْ تَغْتَسِلُ الْمَرْأَةُ إِذَا احْتَلَمَتْ وَأَبْصَرَتِ الْمَاءَ فَقَالَ ((نَعَمْ)) فَقَالَتْ لَهَا عَائِشَةُ تَرِبَتْ يَدَاكِ وَأُلَّتْ قَالَتْ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم **((دَعِيهَا وَهَلْ يَكُونُ الشَّبَهُ إِلَّا مِنْ قِبَلِ ذٰلِكِ إِذَا عَلَا مَاؤُهَا مَاءَ الرَّجُلِ أَشْبَهَ الْوَلَدُ أَخْوَالَهُ وَإِذَا عَلَا مَاءُ الرَّجُلِ مَاءَهَا أَشْبَهَ أَعْمَامَهُ))**

[715] حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا، کیا عورت کو جب احتلام ہو جائے اور وہ منی دیکھے، تو غسل کرے؟ آپ نے فرمایا، ہاں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس عورت سے کہا، تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں اور انہیں زخم پہنچے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس عورت سے کہو، اسے چھوڑ، مشابہت تو اس بنا پر ہوتی ہے جب اس کا پانی مرد کے پانی پر غالب آ جاتا ہے، تو بچہ اپنے ماموؤں کے مشابہ ہوتا ہے، اور جب مرد کا پانی غالب آتا ہے تو بچہ اپنے چچاؤں کے مشابہ ہوتا ہے۔

مفردات الحدیث ✻ **اُلَّت**: اسے الّہ یعنی نیزہ لگے، زخمی ہو۔

فائدہ: ...... بچہ مرد اور عورت دونوں کے نطفہ کے امتزاج (آمیزش) سے پیدا ہوتا ہے، اور مشابہت کا انحصار کثرت وغلبہ پر ہے، جس کا مادہ غالب ہوگا، دوسرے کو اپنے اندر دبائے گا، بچہ اس کے مشابہ ہوگا۔

٨...... بَاب: بَيَانِ صِفَةِ مَنِيِّ الرَّجُلِ وَالْمَرْأَةِ وَأَنَّ الْوَلَدَ مَخْلُوقٌ مِنْ مَّائِهِمَا

باب ٨: مرد اور عورت کی منی کی کیفیت ہے اور یہ کہ بچہ دونوں کے پانی کے ملاپ سے پیدا ہوتا ہے

[716] ٣٤۔(٣١٥)حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ قَالَ نَا أَبُو تَوْبَةَ وَهُوَ الرَّبِيعُ بْنُ نَافِعٍ قَالَ نَا

[715] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٦٧٥٦)

[716] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٢١٠٦)

مُعَاوِيَةُ يَعْنِي ابْنَ سَلَّامٍ عَنْ زَيْدٍ يَعْنِي أَخَاهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَلَّامٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو أَسْمَاءَ الرَّحَبِيُّ عَنْ ثَوْبَانَ مَوْلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ حَدَّثَهُ قَالَ كُنْتُ قَائِمًا عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَجَاءَ حِبْرٌ مِنْ أَحْبَارِ الْيَهُودِ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ فَدَفَعْتُهُ دَفْعَةً كَادَ يُصْرَعُ مِنْهَا فَقَالَ لِمَ تَدْفَعُنِي فَقُلْتُ أَلَا تَقُولُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَقَالَ الْيَهُودِيُّ إِنَّمَا نَدْعُوهُ بِاسْمِهِ الَّذِي سَمَّاهُ بِهِ أَهْلُهُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ **((إِنَّ اسْمِي مُحَمَّدٌ الَّذِي سَمَّانِي بِهِ أَهْلِي))** فَقَالَ الْيَهُودِيُّ جِئْتُ أَسْأَلُكَ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ **((أَيَنْفَعُكَ شَيْءٌ إِنْ حَدَّثْتُكَ))** قَالَ أَسْمَعُ بِأُذُنَيَّ فَنَكَتَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِعُودٍ مَعَهُ فَقَالَ سَلْ فَقَالَ الْيَهُودِيُّ أَيْنَ يَكُونُ النَّاسُ يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ وَالسَّمٰوَاتُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ **((هُمْ فِي الظُّلْمَةِ دُونَ الْجِسْرِ))** قَالَ فَمَنْ أَوَّلُ النَّاسِ إِجَازَةً قَالَ **((فُقَرَاءُ الْمُهَاجِرِينَ))** قَالَ الْيَهُودِيُّ فَمَا تُحْفَتُهُمْ حِينَ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ **((قَالَ زِيَادَةُ كَبِدِ النُّونِ))** قَالَ فَمَا غِذَاؤُهُمْ عَلَى أَثَرِهَا قَالَ **((يُنْحَرُ لَهُمْ ثَوْرُ الْجَنَّةِ الَّذِي كَانَ يَأْكُلُ مِنْ أَطْرَافِهَا))** قَالَ فَمَا شَرَابُهُمْ عَلَيْهِ قَالَ مِنْ عَيْنٍ فِيهَا تُسَمّٰى سَلْسَبِيلًا قَالَ صَدَقْتَ قَالَ وَجِئْتُ أَسْأَلُكَ عَنْ شَيْءٍ لَا يَعْلَمُهُ أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ إِلَّا نَبِيٌّ أَوْ رَجُلٌ أَوْ رَجُلَانِ قَالَ **((يَنْفَعُكَ إِنْ حَدَّثْتُكَ))** قَالَ أَسْمَعُ بِأُذُنَيَّ قَالَ جِئْتُ أَسْأَلُكَ عَنِ الْوَلَدِ قَالَ **((مَاءُ الرَّجُلِ أَبْيَضُ وَمَاءُ الْمَرْأَةِ أَصْفَرُ فَإِذَا اجْتَمَعَا فَعَلَا مَنِيُّ الرَّجُلِ مَنِيَّ الْمَرْأَةِ أَذْكَرَا بِإِذْنِ اللّٰهِ وَإِذَا عَلَا مَنِيُّ الْمَرْأَةِ مَنِيَّ الرَّجُلِ آنَثَا بِإِذْنِ اللّٰهِ))** قَالَ الْيَهُودِيُّ لَقَدْ صَدَقْتَ وَإِنَّكَ لَنَبِيٌّ ثُمَّ انْصَرَفَ فَذَهَبَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ **((لَقَدْ سَأَلَنِي هٰذَا عَنِ الَّذِي سَأَلَنِي عَنْهُ وَمَا لِي عِلْمٌ بِشَيْءٍ مِنْهُ حَتّٰى أَتَانِيَ اللّٰهُ بِهِ))**

[716]۔ نبی اکرم ﷺ کے مولیٰ ثوبان سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس کھڑا ہوا تھا تو ایک یہودی عالم، آپ کے پاس آیا اور کہا السلام علیک، اے محمد! میں نے اس کو اس قدر زور سے دھکا دیا کہ وہ گرتے گرتے بچا تو اس نے کہا، مجھے دھکا کیوں دیتے ہو؟ میں نے کہا تو اے اللہ کے رسول! کیوں نہیں کہتا؟ یہودی نے کہا، ہم تو آپ کو اس نام سے پکارتے ہیں، جو اس کا اس کے گھر والوں نے رکھا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے

فرمایا، میرا نام محمد ہے، جو میرے گھر والوں نے رکھا ہے، یہودی بولا، میں آپ سے پوچھنے آیا ہوں، رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا: کیا اگر میں تمہیں کچھ بتاؤں تو تجھے اس سے فائدہ ہوگا؟'' اس نے کہا، میں اپنے دونوں کانوں سے سنوں گا (یعنی توجہ سے سنوں گا) تو رسول اللہ ﷺ نے ایک چھڑی سے جو آپ کے پاس تھی، زمین پر لکیر کھینچی اور فرمایا: پوچھ، یہودی نے کہا، جب زمین و آسمان دوسری زمین اور آسمانوں سے بدل دیئے جائیں گے تو لوگ اس وقت کہاں ہوں گے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ پل صراط سے قریب اندھیرے میں ہوں گے۔'' اس نے کہا، سب سے پہلے کون لوگ گزریں گے؟ آپ نے کہا ''فقیر مہاجرین'' یہودی نے کہا، ان کو کیا تحفہ ملے گا جب وہ جنت میں داخل ہوں گے؟ آپ نے فرمایا: ''مچھلی کے جگر کا ٹکڑا'' اس نے کہا، اس کے بعد ان کی خوراک کیا ہوگی؟ آپ نے فرمایا: ان کے لیے جنت کا وہ بیل ذبح کیا جائے گا، جو اس کے اطراف میں چرتا تھا۔ اس نے کہا، اس کے بعد ان کا مشروب کیا ہوگا؟ آپ نے فرمایا: جنت کا چشمہ، جس کا نام ''سلسبیل'' ہے۔ (سے پئیں گے) اس نے کہا، آپ نے سچ فرمایا، پھر کہا، میں آپ سے ایک ایسی چیز کے بارے میں پوچھنے آیا ہوں، جسے اہل زمین سے نبی یا ایک دو آدمیوں کے سوا کوئی نہیں جانتا، آپ نے فرمایا، ''اگر میں نے تمہیں بتا دیا تو تجھے فائدہ ہوگا؟'' اس نے کہا؟ غور سے سنوں گا، اس نے کہا، میں آپ سے اولاد کے بارے میں پوچھنے آیا ہوں؟ آپ نے فرمایا: مرد کا پانی (منی) سفید ہوتا ہے اور عورت کا پانی زرد، جب دونوں مل جاتے ہیں، اور مرد کا پانی عورت کی منی پر غالب آ جاتا ہے تو وہ اللہ کے حکم سے مذکر پیدا ہوتا ہے، اور جب عورت کی منی، مرد کی منی پر غالب آتی ہے تو وہ اللہ کے حکم سے مونث بنتی ہے۔'' یہودی نے کہا، آپ نے واقعی صحیح فرمایا، اور آپ نبی ہیں پھر واپس پلٹ کر چلا گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس نے مجھ سے ایسی چیز کے بارے سوال کیا کہ میں سوال کے وقت اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتا تھا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کے بارے میں بتایا۔

[717] (. . .) وحَدَّثَنِيهِ عَبْدُاللهِ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ قَالَ انَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ حَدَّثَنَا عَنْ مُعَاوِيَةُ بْنُ سَلَّامٍ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ بِمِثْلِهِ غَيْرَ اَنَّهُ قَالَ كُنْتُ قَاعِدًا عِنْدَ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَقَالَ زَائِدَةُ كَبِدِ النُّونِ وَقَالَ أَذْكَرَ وَآنَثَ وَلَمْ يَقُلْ أَذْكَرَا وَآنَثَا

[717]۔ یہی روایت مجھے عبداللہ بن عبدالرحمٰن دارمی نے یحییٰ بن حسان کے واسطہ سے معاویہ بن سلام کی مذکورہ بالا سند سے اس طرح سنائی، صرف اتنا فرق ہے کہ اوپر والی روایت میں قائماً (کھڑا تھا) ہے اور اس میں قاعداً

[717] انفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (٢١٠٦)

(بیٹھا تھا) اوپر لفظ (زیادہ) اور یہاں زائدہ ہے اور یہاں اذکر اور آنثا کی جگہ ذکر و آنث ہے، معنی ایک ہی ہے۔ اذکرا، اذکر مذکر ہونا۔ آنثا، آنث، مونث ہونا۔

فوائد :...... ❶ اگر سائل کی نیت مسئلہ کی حقیقت کو سمجھنا ہو، محض سوال برائے سوال یا مقصد برآری نہ ہو تو بات سمجھنے میں کوئی دقت پیش نہیں آتی، جیسا کہ یہودی، سوالات کے نتیجہ میں اصل حقیقت کو سمجھ گیا، لیکن اگر نیت میں فتور ہو تو پھر بات سمجھ نہیں آتی کوئی نہ کوئی راہ فرار تلاش کر لی جاتی ہے، جیسا کہ اس حدیث میں صریح الفاظ میں کہ مالیعلم بشئی منه، حتی آتانی الله به، مجھے سوالات کے وقت، ان کے جوابات معلوم نہیں تھے، اللہ تعالیٰ نے بتا دیئے۔ جس سے معلوم ہوا، آپ کو علم الغیب نہیں ہے، ہاں ضرورت کی ہر چیز سے موقع اور محل پر اللہ تعالیٰ آگاہ فرماتا ہے، لیکن بعض فضلاء اس کا معنی یہ کرتے ہیں، میں ان کی طرف متوجہ نہیں تھا، پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے ان چیزوں کی طرف متوجہ کر دیا۔ اگر مقصد سمجھنا ہو تو اس معنوی تعریف کی ضرورت ہی نہیں ہے۔
❷ حساب وکتاب کے وقت موجودہ آسمان و زمین بدل جائیں گے، اور ان کی جگہ نئے آسمان و زمین کا ظہور ہوگا۔ اور اس وقت لوگ پل صراط کے قریب کھڑے ہوں گے، اس لیے قرب کی بنا پر بعض حدیثوں میں "علی جسر جهنم یا علی متن جهنم" کے الفاظ آئے ہیں۔ ❸ پانی کا رحم میں پہلے بھیجنا، تذکیر و تانیث کا سبب بنتا ہے، اور غلبہ و کثرت، مشابہت کا۔ ❹ فقراء و مہاجرین کو جنت میں پہلے جانے کا شرف حاصل ہوگا، حالانکہ عثمان اور عبدالرحمٰن بن عوف جیسے اغنیاء درجہ اور مرتبہ میں ان سے بلند و بالا اور افضل ہیں، مقصد صرف یہ ہے کہ جن دیندار اور مومن لوگوں کے پاس مال و دولت کم ہے، ان کے حساب وکتاب پر وقت کم لگے گا، اور اس سے جلد فارغ ہو جائیں گے۔

٩...... بَاب: صِفَةِ غُسْلِ الْجَنَابَةِ

باب ٩: غسل جنابت کی کیفیت

[718] ٣٥-(٣١٦) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ قَالَ انَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ يَبْدَأُ فَيَغْسِلُ يَدَيْهِ ثُمَّ يُفْرِغُ بِيَمِينِهِ عَلَى شِمَالِهِ فَيَغْسِلُ فَرْجَهُ ثُمَّ يَتَوَضَّأُ وُضُوئَهُ لِلصَّلٰوةِ ثُمَّ يَأْخُذُ الْمَاءَ فَيُدْخِلُ أَصَابِعَهُ فِي أُصُولِ الشَّعْرِ حَتَّى إِذَا رَأَى أَنْ قَدِ اسْتَبْرَأَ حَفَنَ عَلَى رَأْسِهِ ثَلَاثَ حَفَنَاتٍ ثُمَّ أَفَاضَ عَلَى سَائِرِ جَسَدِهِ ثُمَّ غَسَلَ رِجْلَيْهِ

[718] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٦٩٠١)

[718]۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غسل جنابت فرماتے تو پہلے اپنے ہاتھ دھوتے، پھر دائیں ہاتھ سے پانی ڈال کر بائیں ہاتھ سے اپنی شرم گاہ دھوتے، پھر نماز والا وضو فرماتے۔ پھر پانی لے کر انگلیوں کو بالوں کی جڑوں میں داخل کر کے، ان کو دھوتے، جب آپ سمجھتے کہ بال تر ہو گئے ہیں تو اپنے سر پر دونوں ہاتھوں سے تین چلو ڈالتے۔ پھر سارے جسم پر پانی بہاتے، پھر اپنے دونوں پاؤں دھو لیتے۔

مفردات الحدیث ❶ **استبراء**: تمام بالوں کو تر کر دیا، ❷ **حفن**، دونوں ہاتھوں سے پانی لیا، ❸ **حفنات، حفنه** کی جمع ہے۔ لَپ۔

[719] (. . .)و حَدَّثَنَاه قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَانَا جَرِيرٌ ح و حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ نَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ ح و حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ كُلُّهُمْ

عَنْ هِشَامٍ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِهِمْ غَسْلُ الرِّجْلَيْنِ

[719]۔امام صاحب مذکورہ بالا حدیث اپنے مختلف اساتذہ سے بیان کرتے ہیں، لیکن ان کی روایت میں پاؤں دھونے کا ذکر نہیں ہے۔

[720] ٣٦۔(. . .)و حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا وَكِيعٌ قَالَ نَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ فَبَدَأَ فَغَسَلَ كَفَّيْهِ ثَلَاثًا ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ أَبِي مُعَاوِيَةَ وَلَمْ يَذْكُرْ غَسْلَ الرِّجْلَيْنِ

[720]۔ہمیں ابوبکر بن ابی شیبہ نے وکیع کے واسطہ سے ہشام کی اپنے باپ سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت سنائی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل جنابت فرمایا، پہلے اپنی ہتھیلیوں کو تین دفعہ دھویا، پھر ابو معاویہ کی طرح حدیث بیان کی، لیکن پاؤں دھونے کا تذکرہ نہیں کیا۔

[721] (. . .)و حَدَّثَنَاه عَمْرٌو النَّاقِدُ قَالَ نَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو وَقَالَ نَا زَائِدَةُ عَنْ هِشَامٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ بَدَأَ فَغَسَلَ يَدَيْهِ قَبْلَ أَنْ يُدْخِلَ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ ثُمَّ تَوَضَّأَ مِثْلَ وُضُوئِهِ لِلصَّلٰوةِ

---

[719] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٦٧٧٣ و ١٧٠١٢)

[720] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٧٢٧٤)

[721] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٦٨٩٤)

[721]۔سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب غسل جنابت فرماتے، برتن میں داخل کرنے سے پہلے اپنے دونوں ہاتھ دھوتے، پھر اپنے نماز کے وضو کی طرح وضو فرماتے۔

[722] ۳۷۔(۳۱۷)و حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ قَالَ نَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ قَالَ نَا الْأَعْمَشُ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ حَدَّثَتْنِي خَالَتِي مَيْمُونَةُ قَالَتْ أَدْنَيْتُ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ غُسْلَهُ مِنَ الْجَنَابَةِ فَغَسَلَ كَفَّيْهِ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا ثُمَّ أَدْخَلَ يَدَهُ فِي الْإِنَاءِ ثُمَّ أَفْرَغَ بِهِ عَلَى فَرْجِهِ وَغَسَلَهُ بِشِمَالِهِ ثُمَّ ضَرَبَ بِشِمَالِهِ الْأَرْضَ فَدَلَكَهَا دَلْكًا شَدِيدًا ثُمَّ تَوَضَّأَ وُضُوءَهُ لِلصَّلٰوةِ ثُمَّ أَفْرَغَ عَلَى رَأْسِهِ ثَلَاثَ حَفَنَاتٍ مِلْءَ كَفِّهِ ثُمَّ غَسَلَ سَائِرَ جَسَدِهِ ثُمَّ تَنَحَّى عَنْ مَقَامِهِ ذٰلِكَ فَغَسَلَ رِجْلَيْهِ ثُمَّ أَتَيْتُهُ بِالْمِنْدِيلِ فَرَدَّهُ

[722]۔سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے میری خالہ میمونہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے غسل جنابت کے لیے پانی آپ کے قریب رکھا تو آپ نے اپنی دونوں ہتھیلیوں کو دو یا تین دفعہ دھویا، پھر اپنا ہاتھ برتن میں داخل کیا اور اس کے ذریعہ اپنی شرم گاہ پر پانی ڈالا اور اسے اپنے بائیں ہاتھ کے ساتھ دھویا، پھر اپنے بائیں ہاتھ کو زمین پر مار کر اچھی طرح رگڑا اور اپنا نماز والا وضو فرمایا، پھر اپنا چلو بھر کر سر پر تین لپ پانی ڈالا، پھر اپنے سارے جسم کو دھویا، پھر اپنی اس جگہ سے ہٹ گئے، اور اپنے دونوں پیر دھوئے، پھر میں آپ کے پاس تولیہ لائی، اور آپ نے اسے واپس کر دیا۔

[722] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الغسل، باب مسح الید بالتراب لتکون انقی برقم (۲۶۰) وفی باب الوضوء قبل الغسل برقم (۲۴۹) وفی باب: الغسل مرة واحده برقم (۲۵۷) ومختصرا۔ وفی باب المضمضمة والاستنشاق فی الجنابة برقم (۲۵۹) بنحوه۔ وفی باب تفریق الغسل برقم (۲۶۵) وفی باب: من افرغ بیمینه علی شماله فی الغسل برقم (۲۶۶) وفی باب: من توضاه فی الجنابة ثم غسل سائر جسده ولم یعد غسل مواضع الوضوء مرة اخری برقم (۲۷۴) بنحوه وفی باب: نفض الیدین من الغسل عن الجنابة برقم (۲۷۶) وفی باب: تستر فی الغسل عند الناس (۲۸۱) بنحوه۔ مختصرا۔ والمولف [مسلم] فی الحیض، باب: تستر المغتسل بثوب ونحوه برقم (۷۶۵) وابو داود فی (سننه) فی الطهارة، باب: فی الغسل من الجنابة برقم (۲۴۵) مطولا۔ والترمذی فی (جامعه) فی الطهارة، باب: ما جاء فی الغسل من الجنابة وقال: هذا حدیث حسن صحیح برقم (۱۰۳)۔ مختصرا بنحوه۔ والنسائی فی (المجتبی من السنن) ۱/ ۱۳۷۔۱۳۸ فی ←

[723] (. . .)و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ وَالْأَشَجُّ وَإِسْحٰقُ كُلُّهُمْ عَنْ وَكِيعٍ ح و حَدَّثَنَاه يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ كِلَاهُمَا عَنِ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِهِمَا إِفْرَاغُ ثَلَاثِ حَفَنَاتٍ عَلَى الرَّأْسِ وَفِي حَدِيثِ وَكِيعٍ وَصْفُ الْوُضُوءِ كُلِّهٖ يَذْكُرُ الْمَضْمَضَةَ وَالِاسْتِنْشَاقَ فِيهِ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِ أَبِي مُعَاوِيَةَ ذِكْرُ الْمِنْدِيلِ

[723]۔(وکیع اور ابومعاویہ) نے اعمش کی مذکورہ بالا سند سے حدیث سنائی، لیکن ان دونوں کی حدیث میں سر پر تین لپ ڈالنے کا ذکر نہیں ہے اور وکیع کی حدیث میں پورے وضو کی کیفیت کا بیان ہے، اور اس میں کلی اور ناک میں پانی ڈالنے کا ذکر ہے، اور ابومعاویہ کی حدیث میں تولیہ کا ذکر نہیں ہے۔

[724] ۳۸۔(. . .)وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ إِدْرِيسَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ سَالِمٍ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَيْمُونَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أُتِيَ بِمِنْدِيلٍ فَلَمْ يَمَسَّهُ وَجَعَلَ يَقُولُ بِالْمَاءِ هٰكَذَا يَعْنِي يَنْفُضُهُ

[724]۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کی روایت سنائی کہ نبی اکرم ﷺ کے پاس تولیہ لایا گیا۔ تو آپ نے نہیں لیا، اور اس طرح پانی کو جھاڑنے لگے، يقول، يفعل کو معنی میں ہے، ينفضه کا معنی ہے، آپ نے اسے جھاڑا۔

[725] ۳۹۔(۳۱۸)وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى الْعَنَزِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو عَاصِمٍ عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ عَنِ الْقَاسِمِ

← الطهارة، باب: غسل الرجلين في غير المكان الذي يغتسل فيه۔ وفي الغسل والتيمم، باب: ازالة الجنب الاذى عنه قبل افاضة الماء عليه ۱/ ۲۰۴ وفي باب: مسح اليد بالارض بعد غسل الفرج وفي باب: الاستتار عند الغسل، وابن ماجه في (سننه) في الطهارة وسننها، باب: المنديل بعد الوضوء وبعد الغسل برقم (٤٦٧) باختصار۔ انظر (التحفة) برقم (١٨٠٦٤)

[723] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٧٢٠)

[724] تقدم تخريجه برقم (٧٢٠)

[725] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الغسل، باب: من بداء بالحلاب او الطيب عند الغسل برقم (٢٥٨) وابو داود في (سننه) في الطهارة، باب: في الغسل من الجنابة برقم ←

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ دَعَا بِشَيْءٍ نَحْوَ الْحِلَابِ فَأَخَذَ بِكَفِّهِ بَدَأَ بِشِقِّ رَأْسِهِ الْأَيْمَنِ ثُمَّ الْأَيْسَرِ ثُمَّ أَخَذَ بِكَفَّيْهِ فَقَالَ بِهِمَا عَلَى رَأْسِهِ

[725]۔سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب غسل جنابت فرماتے تو دودھ دوہنے جتنا برتن منگواتے، چلو سے پانی لیتے اور سر کے دائیں حصہ سے آغاز فرماتے، پھر بائیں طرف پانی ڈالتے پھر لپ بھر کر دونوں ہاتھوں سے سر پر پانی ڈالتے۔

فائدہ:......احادیث مذکورہ بالا کی روشنی میں غسل جنابت کا طریقہ، اگر پانی برتن میں ہو اور اس میں ہاتھ ڈالنے کی ضرورت ہو تو پھر برتن میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے انہیں تین دفعہ دھویا جائے گا، پھر بدن کے جس حصہ پر منی لگی ہو اسے دھویا جائے گا، پانی دائیں ہاتھ سے ڈالیں گے اور شرم گاہ کو دھونے کے لیے بایاں ہاتھ استعمال کریں گے۔ پھر بائیں ہاتھ کو مٹی پر اچھی طرح رگڑ کر صاف کریں گے، یا صابن سے دھولیں گے، پھر نماز والا مکمل وضو کریں گے۔ پاؤں وضو کے ساتھ دھولیں گے، پھر آخر میں ضرورت کے تحت دوبارہ دھولیں گے یا ان کا دھونا مؤخر کرلیں گے۔ پھر تین لپ پانی سر پر ڈالیں گے، ایک دائیں جانب، دوسرا بائیں جانب، اور دوسرا سر پر، اور بالوں کو انگلیوں کے ذریعہ اچھی طرح تر کریں گے (اور اس کے ساتھ داڑھی کے بال بھی اچھی طرح تر کرنے چاہئیں) اور پھر پورے جسم کو اچھی طرح دھوئیں گے، غسل سے فراغت کے بعد، جسم سے پانی کو جھاڑا جائے گا، اور اس سے معلوم ہوتا ہے۔ تولیہ کے استعمال میں بھی کوئی حرج نہیں ہے، لیکن استعمال ضروری نہیں ہے۔

١٠...... بَاب: اَلْقَدْرِ الْمُسْتَحَبِّ مِنَ الْمَاءِ فِي غُسْلِ الْجَنَابَةِ وَغُسْلِ الرَّجُلِ وَالْمَرْأَةِ فِي إِنَاءٍ وَّاحِدٍ فِي حَالَةٍ وَّاحِدَةٍ وَّغُسْلِ أَحَدِهِمَا بِفَضْلِ الْآخَرِ

باب ١٠: غسل جنابت کے لیے پانی کی مستحب مقدار، مرد وعورت کا ایک برتن سے اکٹھے غسل کرنا اور میاں بیوی کا ایک دوسرے کے بچے ہوئے پانی سے نہانا

[726] ٤٠-(٣١٩)وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَغْتَسِلُ مِنْ إِنَاءٍ هُوَ الْفَرَقُ مِنَ الْجَنَابَةِ

[726]۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک فرق کے برتن سے غسل جنابت فرمایا کرتے تھے۔

←(٢٤٠) والنسائي في (المجتبى من السنن) ١/ ٢٠٦-٢٠٧ في الغسل والتيمم، باب: استبراء البشرة في الغسل من الجنابة۔ انظر (التحفة) برقم (١٧٤٤٧)

[726] اخرجه ابوداود في (سننه) في الطهارة، باب: في مقدار الماء الذي يجزى في الغسل برقم (٢٣٨) انظر (التحفة) برقم (١٦٥٩٩)

مفردات الحدیث ☆ فرق: تین صاع۔

[727] ٤١۔(. . .)حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ ثَنَا لَيْثٌ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ رُمْحٍ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ ح و حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالُوا ثَنَا سُفْيَانُ كِلَاهُمَا عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَغْتَسِلُ فِي الْقَدَحِ وَهُوَ الْفَرَقُ وَكُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَهُوَ فِي الْإِنَاءِ الْوَاحِدِ وَفِي حَدِيثِ سُفْيَانَ مِنْ إِنَاءٍ وَّاحِدٍ قَالَ قُتَيْبَةُ قَالَ سُفْيَانُ وَالْفَرَقُ ثَلَاثَةُ آصُعٍ۔

[727]۔سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک پیالہ سے جو ایک فرق کی مقدار کا تھا غسل فرماتے، میں اور آپ ایک برتن سے غسل کرتے تھے،سفیان کی حدیث میں الاناء الواحد کی بجائے اناء واحد ہے۔قتیبہ نے کہا،سفیان نے بتایا،فرق تین صاع کا ہوتا ہے۔صاع میں پانی کی مقدار زیادہ ہوتی ہے اور غلہ کی کم،اس لیے بعض نے پانی کے تین صاع کی مقدار ساڑھے تیرہ لیٹر نکالی ہے،غلہ کی مقدار ایک صاع ۵ رطل اور ثلث رطل اور پانی کی مقدار ۸ رطل ہے۔

[728] ٤٢۔(٣٢٠)و حَدَّثَنِي عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ حَفْصٍ

عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى عَائِشَةَ أَنَا وَأَخُوهَا مِنَ الرَّضَاعَةِ فَسَأَلَهَا عَنْ غُسْلِ النَّبِيِّ ﷺ مِنَ الْجَنَابَةِ فَدَعَتْ بِإِنَاءٍ قَدْرِ الصَّاعِ فَاغْتَسَلَتْ وَبَيْنَنَا وَبَيْنَهَا سِتْرٌ وَأَفْرَغَتْ عَلٰى رَأْسِهَا ثَلَاثًا قَالَ وَكَانَ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ ﷺ يَأْخُذْنَ مِنْ رُءُوسِهِنَّ حَتّٰى تَكُونَ كَالْوَفْرَةِ

[728]۔حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ میں اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا رضاعی بھائی، ان کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اس نے ان سے نبی اکرم ﷺ کے غسل جنابت کے بارے میں سوال کیا؟ تو انہوں

[727] ٤١۔(. . .)ابن ماجه في (سننه) في الطهارة وسننها، باب: الرجل والمراة يغتسلان في اناء واحد برقم (٣٧٦) انظر (التحفة) برقم (١٦٤٤٩)

[728] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الغسل، باب: الغسل بالصاع ونحوه برقم (٢٥١) والنسائي في الطهارة، باب: ذكر القدر الذي يكتفى به الرجل من الماء للغسل ١/ ٢٠٨۔ انظر (التحفة) برقم (١٧٧٩٢)

نے ایک صاع کے بقدر برتن منگوایا، اور اس سے غسل کیا، ہمارے اور ان کے درمیان پردہ حائل تھا۔ اور اپنے سر پر تین دفعہ پانی ڈالا، ابوسلمہ نے بتایا کہ نبی اکرم ﷺ کی بیویاں اپنے سر کے بالوں کو وفرۃ کی طرح بنا لیتی تھیں۔

مفردات الحدیث ❶ يَأْخُذْنَ رُؤُسَهُنَّ: اپنے سر کے بال وفرہ کی طرح بنا لیتیں، عورتیں جب غسل کرتی ہیں اگر ان کے بال کھلے ہوں تو وہ ان کو اکٹھا کر کے، سر یا گدی پر رکھ لیتی ہیں، تاکہ جسم پر پانی بہانا آسان ہو جائے، اگر بال کھلے ہوں اور پشت پر پڑ رہے ہوں تو ان کے نیچے سے جسم کو دھونا دقت اور کلفت کا باعث بنتا ہے، اس لیے اخذ کا معنی پکڑنا ہے، کاٹنا نہیں ہے۔ ❷ وفرۃ: عام اہل لغت کے نزدیک کانوں تک کے بال اور امام اصمعی کے نزدیک کندھوں پر پڑنے والے بال کو کہتے ہیں۔

فائدہ :......حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے رضاعی بھائی عبداللہ بن یزید اور رضاعی بھانجے ابوسلمہ کو غسل کر کے دکھایا، تاکہ انہیں غسل کے لیے پانی کی مقدار اور غسل کی کیفیت دونوں کا علم ہو سکے، نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ محرم کے لیے عورت کے بدن کا اوپر والا حصہ دیکھنا جائز ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے سر کے دھونے کا طریقہ دکھلایا تھا اور باقی بدن مستور تھا۔ ابوسلمہ کو حضرت عائشہ کی بہن ام کلثوم نے دودھ پلایا تھا۔ (فتح الملہم ج۱ ص۴۷۲)

[729] ٤٣ـ(٣٢١) حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ قَالَ نَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي مَخْرَمَةُ بْنُ بُكَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا اغْتَسَلَ بَدَأَ بِيَمِينِهِ فَصَبَّ عَلَيْهَا مِنَ الْمَآءِ فَغَسَلَهَا ثُمَّ صَبَّ الْمَآءَ عَلَى الْأَذَى الَّذِي بِهِ بِيَمِينِهِ وَغَسَلَ عَنْهُ بِشِمَالِهِ حَتّٰى إِذَا فَرَغَ مِنْ ذٰلِكَ صَبَّ عَلٰى رَأْسِهِ قَالَتْ عَائِشَةُ كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ إِنَآءٍ وَّاحِدٍ وَّنَحْنُ جُنُبَانِ

[729]۔ ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا، جب رسول اللہ ﷺ غسل فرماتے تو دائیں ہاتھ سے آغاز فرماتے، اس پر پانی ڈال کر اسے دھوتے، پھر جہاں منی لگی ہوتی، اسے دائیں ہاتھ سے پانی ڈال کر، بائیں ہاتھ سے دھوتے، جب اس سے فارغ ہو جاتے تو سر پر پانی ڈالتے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ میں اور رسول اللہ ﷺ ایک برتن سے نہاتے، جبکہ ہم دونوں جنبی ہوتے۔

فائدہ :......میاں بیوی کا ایک برتن سے اکٹھے نہانا بالاتفاق جائز ہے، غسل کا مکمل طریقہ اوپر گزر چکا ہے۔

[730] ٤٤ـ(. . .) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ نَا شَبَابَةُ قَالَ نَا لَيْثٌ عَنْ يَزِيدَ عَنْ عِرَاكٍ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ وَكَانَتْ تَحْتَ الْمُنْذِرِ بْنِ الزُّبَيْرِ

[729] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٧٧٠٠)
[730] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٧٨٣٤)

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا كَانَتْ تَغْتَسِلُ هِيَ وَالنَّبِيُّ ﷺ فِي إِنَاءٍ وَاحِدٍ يَسَعُ ثَلَاثَةَ أَمْدَادٍ أَوْ قَرِيبًا مِنْ ذٰلِكَ

[730]۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ وہ (عائشہ) اور نبی اکرم ﷺ ایک برتن سے غسل کرتے، جس میں تین مد یا اس کے قریب پانی آتا تھا۔

فائدہ:......ایک مد میں پانی دو رطل آتا ہے، جو ایک صاع کا چوتھائی ہے، اس طرح پانی ایک لیٹر سے کچھ زائد ہوگا، اور تین مد میں ساڑھے تین لیٹر سے کم پانی ہوگا، اس سے معلوم ہوا کہ آپ نے بعض دفعہ تین صاع کی بجائے تین مد پانی پر گزارہ فرمایا ہے یا اس صورت میں اکٹھے غسل نہیں فرمایا ہوگا، بلکہ برتن کے چھوٹا ہونے کی وجہ سے یکے بعد دیگرے غسل کیا ہوگا، اور بقول بعض مد یہاں صاع کے معنی میں ہے۔

[731] ٤٥۔(. . .)حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ قَالَ انَا أَفْلَحُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَرَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ تَخْتَلِفُ أَيْدِينَا فِيهِ مِنَ الْجَنَابَةِ

[731]۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں اور رسول اللہ ﷺ غسل جنابت ایک برتن سے کرتے اور اس سے ہمارے ہاتھ باری باری پانی لیتے۔

[732] ٤٧۔(٣٢٣)و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ انَا أَبُو خَيْثَمَةَ عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ عَنْ مُعَاذَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَرَسُولُ اللهِ ﷺ مِنْ إِنَاءٍ بَيْنِي وَبَيْنَهُ وَاحِدٍ فَيُبَادِرُنِي حَتّٰى أَقُولَ دَعْ لِي دَعْ لِي قَالَتْ وَهُمَا جُنُبَانِ۔

[732]۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں اور رسول اللہ ﷺ ایک برتن سے غسل کرتے، جو میرے اور آپ کے درمیان ہوتا، آپ مجھ سے پہلے پانی لیتے حتیٰ کہ میں عرض کرتی، میرے لیے چھوڑیے۔ میرے لیے چھوڑیے، اور ہم دونوں جنبی ہوتے تھے۔

[731] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الغسل، باب: هل يدخل الجنب يده في الاناء قبل ان يغسلها اذا لم يكن على يده قذر غير الجنابة برقم (٢٦١)

[732] اخرجه النسائي في (المجتبى من السنن) في الطهارة، باب: ذكر النهي عن الاغتسال بفضل الجنب ١/ ١٢٨۔ وفي كتاب الغسل والتيمم، باب: الرخصة في ذلك ١/ ٢٠٢ انظر (التحفة) برقم (١٧٩٦٩)

[733] ٤٧-(٣٢٢)و حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ أَبِي الشَّعْثَاءِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَخْبَرَتْنِي

مَيْمُونَةُ أَنَّهَا كَانَتْ تَغْتَسِلُ هِيَ وَالنَّبِيُّ ﷺ فِي إِنَاءٍ وَاحِدٍ۔

[733]۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے نقل کرتے ہیں کہ وہ اور نبی اکرم ﷺ ایک برتن سے نہاتے تھے۔

[734] ٤٨-(٣٢٣)و حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَمُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ إِسْحٰقُ أَنَا وَقَالَ ابْنُ حَاتِمٍ نَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ قَالَ انَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ قَالَ أَكْبَرُ عِلْمِي وَالَّذِي يَخْطِرُ عَلَى بَالِي أَنَّ أَبَا الشَّعْثَاءِ أَخْبَرَنِي

أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَغْتَسِلُ بِفَضْلِ مَيْمُونَةَ

[734]۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میمونہ رضی اللہ عنہا کے بچے ہوئے پانی سے نہاتے تھے۔

فائدہ:...... اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مرد، عورت کے غسل سے بچے ہوئے پانی سے غسل کر سکتا ہے۔

امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور جمہور علماء رحمہم اللہ کا یہی نظریہ ہے۔

امام احمد اور داود ظاہری کے نزدیک، عورت کے بچے ہوئے پانی سے، جبکہ اس نے اکیلے غسل کیا ہو۔ مرد کے لیے غسل کرنا درست نہیں ہے، امام احمد کا ایک قول، دوسرے ائمہ کے موافق ہے، صحیح احادیث کا تقاضا یہی ہے کہ غسل کرنا درست ہے، الا یہ کہ عورت غسل کرتے وقت حزم واحتیاط سے کام نہ لیتی ہو اور مستعمل پانی، برتن میں گراتی ہو تو ایسی صورت میں انسان طبعی طور پر، ایسے پانی کے استعمال سے کراہت محسوس کرتا ہے۔

[735] ٤٩-(٣٢٤)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ نَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ نَا أَبُوسَلَمَةَ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ أَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ أُمِّ سَلَمَةَ حَدَّثَتْهُ

[733] اخرجه الترمذي في (جامعه) في الطهارة، باب: ما جاء في وضوء الرجل والمراة من اناء واحد برقم (٦٢) وقال: حديث حسن صحيح۔ والنسائي في (المجتبى من السنن) في الطهارة، باب: ذكر اغتسال الرجل والمراة من نسائه من اناء واحد (١/ ١٢٩۔ وابن ماجه في (سننه) في الطهارة وسننها، باب: الرجل والمراة يغتسلان من اناء واحد برقم (٣٧٧) انظر (التحفة) برقم (١٨٠٦٧)

[734] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الغسل، باب: الغسل بالصاع ونحوه برقم (٢٥٣) انظر (التحفة) برقم (٥٣٨٠)

[735] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الحيض، باب: النوم مع الحائض وهي في ثيابها برقم (٣٢٢) مطولا وفي الصوم، باب: القبلة للصائم برقم (١٩٢٩) مطولا۔ وابن ماجه في (سننه) في الطهارة وسننها، باب: الرجل والمراة يغتسلان من اناء واحد برقم (٣٨٠) انظر (التحفة) برقم (١٨٢٧١)

أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ حَدَّثَتْهَا قَالَتْ كَانَتْ هِيَ وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَغْتَسِلَانِ فِي الْإِنَاءِ الْوَاحِدِ مِنَ الْجَنَابَةِ

[735]۔حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ وہ اور رسول اللہ ﷺ ایک برتن سے غسل جنابت کرتے تھے۔

[736] ۵۰۔(۳۲۵)حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ نَا أَبِي ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ نَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ يَعْنِي ابْنَ مَهْدِيٍّ قَالَانَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ جَبْرٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَساً يَقُوْلُ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَغْتَسِلُ بِخَمْسِ مَكَاكِيكَ وَيَتَوَضَّأُ بِمَكُّوكٍ و قَالَ ابْنُ الْمُثَنّٰى بِخَمْسِ مَكَاكِيَّ

[736]۔حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ۵ مکوک سے غسل فرماتے اور ایک مکوک سے وضوفرماتے۔ابن مثنیٰ نے مکاکیک کی جگہ مکا کی لفظ بولا،مکوک کا وزن ایک مد سے زیادہ ہے۔

فائدہ:......مختلف روایات میں نہانے کے پانی اور وضو کے پانی کے لیے،مختلف اوقات میں،مختلف برتنوں کا ذکر آیا ہے،جس سے معلوم ہوتا ہے،ضرورت اور احوال وظروف کے مطابق،پانی میں کمی وبیشی ہوسکتی ہے۔بلا ضرورت پانی کا زیادہ استعمال درست نہیں ہے،امام نووی نے مکوک سے مراد مد لیا ہے۔کیونکہ اگلی روایت میں یہ آرہا ہے کہ آپ مد سے وضو کرتے اور ایک صاع سے پانچ مد تک غسل فرماتے۔

[737] ۵۱۔(. . .)حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا وَكِيعٌ عَنْ مِسْعَرٍ عَنِ ابْنِ جَبْرٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَتَوَضَّأُ بِالْمُدِّ وَيَغْتَسِلُ بِالصَّاعِ إِلَى خَمْسَةِ أَمْدَادٍ

[737]۔حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ ایک مد سے وضو کرتے اور ایک صاع سے پانچ مد تک سے غسل کرتے۔

---

[736] اخرجه البخاري في (صحيحة) في الوضوء، باب: الوضوء بالمد برقم (۲۰۱) وابو داود في (سننه) في الطهارة، باب: ما يجزي من الماء في الوضوء برقم (۹۵) بمعناه۔ والترمذي في (جامعه) في الصلاة، باب: قدر ما يجزى من الماء في الوضوء برقم (۶۰۹) تعليقا۔ والنسائي في (المجتبى من السنن) ۱/ ۱۲۷ في الطهارة، باب: القدر الذي يكتفي به الرجل من الماء للغسل۔ وفي المياه، باب: القدر الذي يكتفي به الانسان من الماء للوضوء والغسل برقم (۳۴۴) انظر (التحفة) برقم (۹۶۳)

[737] تقدم تخريجه في الحديث السابق (۷۳۴)

[738] ٥٢-(٣٢٦)و حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ وَعَمْرُو مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ كِلَاهُمَا عَنْ بِشْرِ بْنِ الْمُفَضَّلِ قَالَ أَبُو كَامِلٍ نَا بِشْرٌ قَالَ نَا أَبُو رَيْحَانَةَ

عَنْ سَفِينَةَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُغَسِّلُهُ الصَّاعُ مِنَ الْمَاءِ مِنَ الْجَنَابَةِ وَيُوَضِّئُهُ الْمُدُّ

[738]۔حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک صاع پانی سے غسل فرما لیتے اور ایک مد سے وضو کر لیتے۔

[739] ٥٣-(. . .)و حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا ابْنُ عُلَيَّةَ ح و حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ نَا إِسْمٰعِيلُ عَنْ أَبِي رَيْحَانَةَ

عَنْ سَفِينَةَ قَالَ أَبُوبَكْرٍ صَاحِبِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَغْتَسِلُ بِالصَّاعِ وَيَتَطَهَّرُ بِالْمُدِّ وَفِي حَدِيثِ ابْنِ حُجْرٍ أَوْ قَالَ وَيُطَهِّرُهُ الْمُدُّ قال وقد كان كبر وما كنت اثق بحديثه

[739]۔حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک صاع پانی سے غسل فرماتے اور ایک مد پانی سے وضو فرما لیتے۔ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا، یتطھر بالمد کہا یا یطھرہ المد کہا، ابوریحانہ نے کہا، سفینہ رضی اللہ عنہ عمر رسیدہ ہو گئے تھے، اس لیے مجھے ان کی حدیث پر اعتماد و وثوق نہیں ہے۔

فائدہ:...... امام مسلم رحمہ اللہ نے آخری حدیث، دوسری حدیثوں کے موافق مطابق ہونے کی بنا پر پیش کی ہے، اگرچہ راوی نے اس پر انفرادی حیثیت سے عدم اعتماد کا اظہار کیا ہے۔اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ امام مسلم نے ابو ریحانہ کے سفینہ صحابی پر بڑھاپے کی وجہ سے اعتماد نہ کرنے کو درست نہیں سمجھا۔

١١...... بَاب: اسْتِحْبَابِ إِفَاضَةِ الْمَآءِ عَلَى الرَّأْسِ وَغَيْرِهِ ثَلَاثًا

باب ۱۱: سر اور دوسرے جسم پر تین دفعہ پانی بہانا پسندیدہ عمل ہے

[740] ٥٤-(٣٢٧)حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا يَحْيَى أَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ نَا أَبُوالْأَحْوَصِ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ صُرَدٍ

[738] اخرجه الترمذي في (جامعه) في الطهارة، باب: في الوضوء بالمد برقم (٥٦) وقال: حديث سفينة حديث حسن صحيح۔ وابن ماجه في (سننه) في الطهاره وسننها، باب: ما جاء في مقدار الماء للوضوء والغسل من الجنابة برقم (٢٦٧) انظر (التحفة) برقم (٤٤٧٩)

[739] تقدم تخريجه في الحديث السابق (٧٣٦)

[740] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الغسل، باب: من افاض على راسه ثلاثا۔ برقم ←

عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ تَمَارَوْا فِي الْغُسْلِ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ أَمَّا أَنَا فَإِنِّي أَغْسِلُ رَأْسِي كَذَا وَكَذَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ **((أَمَّا أَنَا فَإِنِّي أُفِيضُ عَلَى رَأْسِي ثَلَاثَ أَكُفٍّ))**

[740]۔ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے غسل کے بارے میں جھگڑا کیا، بعض نے کہا، میں تو بس اتنی اتنی دفعہ سر دھو لیتا ہوں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میں تو سر پر تین چلو ڈالتا ہوں۔"

مفردات الحدیث ✲ تَمَارَوا: باہمی اختلاف اور جھگڑا کیا۔ أکف، کف کی جمع ہے، ہتھیلی کو کہتے ہیں اور یہاں مراد چلو ہے۔

[741] ٥٥۔(. . .)و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ صُرَدٍ

عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ ذُكِرَ عِنْدَهُ الْغُسْلُ مِنَ الْجَنَابَةِ فَقَالَ **((أَمَّا أَنَا فَأُفْرِغُ عَلَى رَأْسِي ثَلَاثًا))**

[741]۔ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ کے سامنے غسل جنابت کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا: "میں تو سر پر تین دفعہ پانی ڈالتا ہوں۔"

[742] ٥٦۔(٣٢٨)و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَإِسْمٰعِيلُ بْنُ سَالِمٍ قَالَ أَنَا هُشَيْمٌ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ أَنَّ وَفْدَ ثَقِيفٍ سَأَلُوا النَّبِيَّ ﷺ فَقَالُوا إِنَّ أَرْضَنَا أَرْضٌ بَارِدَةٌ فَكَيْفَ بِالْغُسْلِ فَقَالَ **((أَمَّا أَنَا فَأُفْرِغُ عَلَى رَأْسِي ثَلَاثًا))** قَالَ ابْنُ سَالِمٍ فِي رِوَايَتِهِ ثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ أَنَا أَبُو بِشْرٍ وَقَالَ إِنَّ وَفْدَ ثَقِيفٍ قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ

← (٢٥٤) مختصرا۔ وابو داود في (سننه) في الطهارة، باب: في الغسل من الجنابة برقم (٢٣٩) والنسائي في (المجتبى من السنن) ١/ ١٣٥ في الطهارة، باب: ذكر ما يكفي الجنب من افاضة الماء على راسه ١/ ٢٠٧ وفي الغسل والتيمم، باب: ما يكفي الجنب من افاضة الماء على راسه ١/ ٢٧٩۔ وابن ماجه في (سننه) في الطهارة وسننها، باب في الغسل من الجنابة برقم (٥٧٠) مختصرا۔ انظر (التحفة) برقم (٣١٨٦)

[741] تقدم تخريجه في الحديث السابق (٧٣٨)

[742] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٢٢٨٩)

[744]۔حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں عورت ہونے کے ناطے سے سر کے بال گوندتی ہوں تو کیا غسل جنابت کے لیے ان کو کھولوں؟ آپ نے فرمایا، نہیں، تیرے لیے بس اتنا کافی ہے کہ اپنے سر پر تین چلو بھر کر پانی ڈالو، پھر اپنے جسم پر پانی بہالو تو تم پاک ہو جاؤ گی۔

فائدہ:......سر کے بالوں کی جڑوں تک اگر پانی پہنچ جائے تو پھر گوندے ہوئے بالوں کو کھولنا ضروری نہیں ہے، جمہور فقہاء کا یہی موقف ہے، امام نخعی کے نزدیک ہر حالت میں بال کھولنے ہوں گے، حسن بصری اور طاؤس کے نزدیک غسل حیض کے لیے بال کھولنا ضروری ہیں، غسل جنابت کے لیے ضروری نہیں۔

[745] (. . .) و حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ قَالَ نَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ و حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ أَنَا الثَّوْرِيُّ

عَنْ أَيُّوبَ بْنِ مُوسَى فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ وَفِي حَدِيثِ عَبْدِالرَّزَّاقِ فَأَنْقُضُهُ لِلْحَيْضَةِ وَالْجَنَابَةِ فَقَالَ لَا ثُمَّ ذَكَرَ بِمَعْنَى حَدِيثِ ابْنِ عُيَيْنَةَ

[745]۔امام صاحب ایک دوسری سند سے روایت کرتے ہیں اور عبدالرزاق کی حدیث میں ہے، کیا میں حیض وجنابت کے لیے بالوں کو کھولوں؟ تو آپ نے فرمایا، نہیں آگے مذکورہ بالا روایت ہے۔

[746] (. .) و حَدَّثَنِيهِ أَحْمَدُ الدَّارِمِيُّ قَالَ نَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ عَدِيٍّ قَالَ نَا يَزِيدُ يَعْنِي ابْنَ زُرَيْعٍ عَنْ رَوْحِ بْنِ الْقَاسِمِ قَالَ نَا

أَيُّوبُ بْنُ مُوسَى بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ أَفَأَحُلُّهُ فَأَغْسِلُهُ مِنَ الْجَنَابَةِ وَلَمْ يَذْكُرِ الْحَيْضَةَ

[746]۔امام صاحب ایک دوسری سند سے روایت کرتے ہیں کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا، کیا میں انہیں کھول کر غسل جنابت کروں؟ حیض کا تذکرہ نہیں کیا۔

[747] ٥٩-(٣٣١) و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُلَيَّةَ قَالَ يَحْيَى أَنَا إِسْمٰعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ بَلَغَ

← برقم (٢٥١) والترمذی فی (جامعه) فی الطهارة، باب: هل تنقض المراة شعرها عند الغسل برقم (١٠٥) وقال: حديث حسن صحيح۔ والنسائی فی (المجتبى من السنن) ١/ ١٣١ فی الطهارة، باب ذكر ترك المراة نقض شعر راسها عند اغتسالها من الجنابة۔ وابن ماجه فی (سننه) فی الطهارة وسننها، باب: ما جاء فی غسل النساء من الجنابة برقم (٦٠٣) بنحوه۔ انظر (التحفة) برقم (١٨١٧٢)

[745] تقدم تخريجه فی الحديث السابق (٧٤٢)

[746] تقدم تخريجه فی الحديث السابق (٧٤٢)

[747] اخرجه النسائی فی (المجتبى من السنن) فی الغسل، باب: ترك المراة نقض راسها عند←

[744]۔حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں عورت ہونے کے ناطے سے سر کے بال گوندتی ہوں تو کیا غسل جنابت کے لیے ان کو کھولوں؟ آپ نے فرمایا،نہیں، تیرے لیے بس اتنا کافی ہے کہ اپنے سر پر تین چلو بھر کر پانی ڈالو، پھر اپنے جسم پر پانی بہا لو تو تم پاک ہو جاؤ گی۔

فائدہ:......سر کے بالوں کی جڑوں تک اگر پانی پہنچ جائے تو پھر گوندے ہوئے بالوں کو کھولنا ضروری نہیں ہے، جمہور فقہاء کا یہی موقف ہے، امام نخعی کے نزدیک ہر حالت میں بال کھولنے ہوں گے، حسن بصری اور طاؤس کے نزدیک غسل حیض کے لیے بال کھولنا ضروری ہیں، غسل جنابت کے لیے ضروری نہیں۔

[745] (. . .)و حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ قَالَ نَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ و حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ أَنَا الثَّوْرِيُّ

عَنْ أَيُّوبَ بْنِ مُوسٰى فِيْ هٰذَا الْإِسْنَادِ وَفِي حَدِيثِ عَبْدِالرَّزَّاقِ فَأَنْقُضُهُ لِلْحَيْضَةِ وَالْجَنَابَةِ فَقَالَ لَا ثُمَّ ذَكَرَ بِمَعْنٰى حَدِيثِ ابْنِ عُيَيْنَةَ

[745]۔امام صاحب ایک دوسری سند سے روایت کرتے ہیں اور عبدالرزاق کی حدیث میں ہے، کیا میں حیض وجنابت کے لیے بالوں کو کھولوں؟ تو آپ نے فرمایا،نہیں آگے مذکورہ بالا روایت ہے۔

[746] (. . .)و حَدَّثَنِيهِ أَحْمَدُ الدَّارِمِيُّ قَالَ نَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ عَدِيٍّ قَالَ نَا يَزِيدُ يَعْنِي ابْنَ زُرَيْعٍ عَنْ رَوْحِ بْنِ الْقَاسِمِ قَالَ نَا

أَيُّوبُ بْنُ مُوسٰى بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ أَفَأَحُلُّهُ فَأَغْسِلُهُ مِنَ الْجَنَابَةِ وَلَمْ يَذْكُرِ الْحَيْضَةَ

[746]۔امام صاحب ایک دوسری سند سے روایت کرتے ہیں کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا، کیا میں انہیں کھول کر غسل جنابت کروں؟ حیض کا تذکرہ نہیں کیا۔

[747] ٥٩-(٣٣١)و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُلَيَّةَ قَالَ يَحْيٰى أَنَا إِسْمٰعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ بَلَغَ

← برقم (٢٥١) والترمذی فی (جامعه) فی الطهارة، باب: هل تنقض المراة شعرها عند الغسل برقم (١٠٥) وقال: حديث حسن صحيح۔ والنسائی فی (المجتبى من السنن) ١/ ١٣١ فی الطهارة، باب ذكر ترك المراة نقض شعر راسها عند اغتسالها من الجنابة۔ وابن ماجه فی (سننه) فی الطهارة وسننها، باب: ما جاء فی غسل النساء من الجنابة برقم (٦٠٣) بنحوه۔ انظر (التحفة) برقم (١٨١٧٢)

[745] تقدم تخريجه فی الحديث السابق (٧٤٢)

[746] تقدم تخريجه فی الحديث السابق (٧٤٢)

[747] اخرجه النسائی فی (المجتبى من السنن) فی الغسل، باب: ترك المراة نقض راسها عند ←

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَأْمُرُ النِّسَآءَ إِذَا اغْتَسَلْنَ أَنْ يَنْقُضْنَ رُؤُسَهُنَّ فَقَالَتْ يَا عَجَبًا لِابْنِ عُمَرَ هٰذَا يَأْمُرُ النِّسَآءَ إِذَا اغْتَسَلْنَ أَنْ يَنْقُضْنَ رُؤُسَهُنَّ أَفَلَا يَأْمُرُهُنَّ أَنْ يَحْلِقْنَ رُؤُسَهُنَّ لَقَدْ كُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ وَلَا أَزِيدُ عَلٰى أَنْ أُفْرِغَ عَلٰى رَأْسِي ثَلَاثَ إِفْرَاغَاتٍ

[747]۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو یہ بات پہنچی کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما، عورتوں کو یہ حکم دیتے ہیں کہ وہ غسل کرتے وقت سر کے بال کھولا کریں تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا، ابن عمر کے اس حکم پر تعجب ہے۔ وہ عورتوں کو حکم دیتے ہیں کہ وہ جب غسل کریں تو سر کے بال کھولیں، انہیں حکم کیوں نہیں دیتے کہ وہ اپنے سر کے بال منڈوالیں، میں اور رسول اللہ ﷺ ایک ہی برتن سے غسل کرتے تھے، اور میں اس سے زائد کچھ نہیں کرتی تھی کہ اپنے سر پر تین دفعہ پانی ڈال لیتی۔

نوٹ:...... بیروتی نسخہ میں سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ ہے اور پاکستانی نسخہ میں سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ہے اور یہی صحیح ہے۔

فائدہ:...... سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا خیال تھا کہ بال کھولے بغیر، بال اچھی طرح نہیں دھلتے، جبکہ بالوں کا تر ہونا ضروری ہے۔ اور انہیں ام سلمہ اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کا علم نہیں تھا، یا وہ یہ حکم استحباب واحتیاط کے طور پر دیتے ہوں گے۔

۱۳...... بَاب: اسْتِحْبَابِ اسْتِعْمَالِ الْمُغْتَسِلَةِ مِنَ الْحَيْضِ فِرْصَةً مِنْ مِسْكٍ فِي مَوْضِعِ الدَّمِ

باب ۱۳: غسل حیض کرنے والی عورت کے لیے مستحب ہے کہ وہ خون کی جگہ پر خوشبو میں معطر کپڑا یا روئی استعمال کرے

[748] ٦٠-(٣٣٢) حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ النَّاقِدُ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ عَمْرٌو ثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مَنْصُورِ بْنِ صَفِيَّةَ عَنْ أُمِّهِ

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَأَلَتِ امْرَأَةٌ النَّبِيَّ ﷺ كَيْفَ تَغْتَسِلُ مِنْ حَيْضَتِهَا قَالَ فَذَكَرَتْ أَنَّهُ عَلَّمَهَا كَيْفَ تَغْتَسِلُ ثُمَّ تَأْخُذُ فِرْصَةً مِنْ مِسْكٍ فَتَطَهَّرُ بِهَا قَالَتْ كَيْفَ أَتَطَهَّرُ بِهَا قَالَ ((تَطَهَّرِي بِهَا سُبْحَانَ اللّٰهِ)) وَاسْتَتَرَ وَأَشَارَ لَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ بِيَدِهِ عَلٰى وَجْهِهِ

→ الاغتسال برقم بنحوه ١/ ٢٠٣- وابن ماجه في (سننه) في الطهارة وسننها، باب: ما جاء في غسل النساء من الجنابة برقم (٦٠٤) انظر (التحفة) برقم (١٦٣٢٤)

[748] اخرجه النسائي في (المجتبى من السنن) في الحيض، باب: ذلك المراة نفسها اذا تطهرت من الحيض وكيف تغتسل وتاخذ فرصة ممسكة فتتبع اثر الدم برقم (٣١٤) وفي باب: ←

قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ وَاجْتَذَبْتُهَا إِلَيَّ وَعَرَفْتُ مَا أَرَادَ النَّبِيُّ ﷺ فَقُلْتُ تَتَبَّعِي بِهَا أَثَرَ الدَّمِ و قَالَ ابْنُ أَبِي عُمَرَ فِي رِوَايَتِهِ فَقُلْتُ تَتَبَّعِي بِهَا آثَارَ الدَّمِ

[748]۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں ایک عورت نے نبی اکرم ﷺ سے پوچھا، وہ غسل حیض کیسے کرے؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ آپ نے اسے غسل کا طریقہ سکھایا، پھر فرمایا: غسل کے بعد وہ ایک مشک سے معطر کپڑا لے کر اس سے پاکیزگی حاصل کرے، عورت نے پوچھا، میں اس سے کیسے پاکیزگی حاصل کروں؟ آپ نے فرمایا: سبحان اللہ! اس سے طہارت حاصل کر، اور آپ نے حیا سے چہرہ چھپا لیا۔ (سفیان نے ہمیں ہاتھ کے اشارے سے منہ چھپا کر دکھایا) عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے اس عورت کو اپنی طرف کھینچ لیا، اور میں نبی اکرم ﷺ کی مراد کو سمجھ گئی تھی تو میں نے کہا، اس معطر کپڑے کو خون کے نشان پر لگا کر صاف کر، ابن ابی عمرو کی روایت میں اثر الدم کی جگہ آثار الدم ہے۔

فائدہ:......آپ نے سبحان اللہ! اس لیے فرمایا کہ وہ ایک واضح اور کھلی بات کو بھی سمجھ نہیں رہی تھی، اور آپ شرم وحیا کی بنا پر شرم گاہ کا نام لینا نہیں چاہتے تھے۔

[749] (...)و حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الدَّارِمِيُّ قَالَ نَا حَبَّانُ قَالَ نَا وُهَيْبٌ قَالَ نَا مَنْصُورٌ عَنْ أُمِّهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ امْرَأَةً سَأَلَتِ النَّبِيَّ ﷺ كَيْفَ أَغْتَسِلُ عِنْدَ الطُّهْرِ فَقَالَ خُذِي فِرْصَةً مُمَسَّكَةً فَتَوَضَّئِي بِهَا ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ سُفْيَانَ

[749]۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت نے نبی اکرم ﷺ سے پوچھا کہ میں پاکیزگی کے حصول کے وقت غسل کیسے کروں؟ تو آپ نے فرمایا: (خوشبو وکستوری) سے معطر ٹکڑا لے کر اس سے طہارت حاصل کر، پھر سفیان کی طرح روایت بیان کی۔

[750] ٦١۔(...)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْمُهَاجِرِ قَالَ سَمِعْتُ صَفِيَّةَ تُحَدِّثُ

← غسل المحيض برقم (٣١٥) وفى الاعتصام بالكتاب والسنة، باب: الاحكام التى تعرف بالدلائل برقم (٧٣٥٧) والنسائى فى (المجتبى من السنن) فى الطهارة، باب: ذكر العمل فى الغسل من الحيض برقم (٢٥١) ١/ ١٣٥ و ١٣٦، ١٣٧۔ وفى الغسل والتيمم، باب: العمل فى الغسل من الحيض برقم (٤٢٥) انظر (التحفة) برقم (١٧٨٥٩)

[749] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (٧٤٦)

[750] اخرجه ابوداود فى (سننه) فى الطهارة، باب: الاغتسال من الحيض برقم (٣١٤ و ٣١٥ ←

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ أَسْمَاءَ سَأَلَتِ النَّبِيَّ ﷺ عَنْ غُسْلِ الْمَحِيضِ فَقَالَ ((تَأْخُذُ إِحْدَاكُنَّ مَائَهَا وَسِدْرَتَهَا فَتَطَهَّرُ فَتُحْسِنُ الطُّهُورَ ثُمَّ تَصُبُّ عَلَى رَأْسِهَا فَتَدْلُكُهُ دَلْكًا شَدِيدًا حَتَّى تَبْلُغَ شُؤُونَ رَأْسِهَا ثُمَّ تَصُبُّ عَلَيْهَا الْمَاءَ ثُمَّ تَأْخُذُ فِرْصَةً مُمَسَّكَةً فَتَطَهَّرُ بِهَا)) فَقَالَتْ أَسْمَاءُ وَكَيْفَ تَطَهَّرُ بِهَا فَقَالَ ((سُبْحَانَ اللّٰهِ تَطَهَّرِينَ بِهَا)) فَقَالَتْ عَائِشَةُ كَأَنَّهَا تُخْفِي ذٰلِكَ تَتَبَّعِينَ أَثَرَ الدَّمِ وَسَأَلَتْهُ عَنْ غُسْلِ الْجَنَابَةِ فَقَالَ ((تَأْخُذُ مَاءً فَتَطَهَّرُ فَتُحْسِنُ الطُّهُورَ أَوْ تُبْلِغُ الطُّهُورَ ثُمَّ تَصُبُّ عَلَى رَأْسِهَا فَتَدْلُكُهُ حَتَّى تَبْلُغَ شُؤُونَ رَأْسِهَا ثُمَّ تُفِيضُ عَلَيْهَا الْمَاءَ)) فَقَالَتْ عَائِشَةُ نِعْمَ النِّسَاءُ نِسَاءُ الْأَنْصَارِ لَمْ يَكُنْ يَمْنَعُهُنَّ الْحَيَاءُ أَنْ يَتَفَقَّهْنَ فِي الدِّينِ

[750]۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ اسماء رضی اللہ عنہا نے نبی اکرم ﷺ سے غسل حیض کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا: تم سے ہر ایک اپنا پانی اور بیری کے پتے لے کر اچھی طرح طہارت کرے (خون کو اچھی طرح صاف کرے) پھر سر پر پانی ڈال کر اس کو اچھی طرح ملے، یہاں تک کہ پانی بالوں کی جڑوں تک پہنچ جائے، پھر اپنے اوپر پانی ڈالے، پھر کستوری سے معطر کپڑے کا ٹکڑا لے کر، اس سے صفائی کرے (خون کی جگہ پر خوشبو لگائے) تو اسماء نے پوچھا، اس سے پاکیزگی کیسے حاصل کرے؟ آپ نے فرمایا: سبحان اللہ! اس سے پاکیزگی حاصل کر، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے (آہستگی) سے کہا خون کے نشان پر لگا کر، اور اس نے آپ سے غسل جنابت کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا، پانی لے کر اس سے اچھی طرح مکمل طور پر وضو کرے، پھر سر پر پانی ڈال کر اسے ملے، حتیٰ کہ سر کے بالوں کی جڑوں تک پانی پہنچ جائے، پھر اپنے جسم پر پانی ڈالے تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا، انصار کی عورتیں کس قدر اچھی ہیں کہ حیا وشرم انہیں دین کی سوجھ بوجھ حاصل کرنے سے نہیں روکتی۔

[751] (. . .) وحَدَّثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ نَا أَبِي قَالَ نَا شُعْبَةُ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ وَقَالَ قَالَ ((سُبْحَانَ اللّٰهِ تَطَهَّرِي بِهَا)) وَاسْتَتَرَ

[751]۔امام صاحب ایک دوسری سند سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: سبحان اللہ! اس سے پاکیزگی حاصل کر اور آپ نے چہرہ چھپا لیا۔

و ٣١٦) وابن ماجه في (سننه) في الطهارة وسننها، باب: في الحائض كيف تغتسل برقم (٦٤٢) انظر (التحفة) برقم (١٤٨٤٧)

[751] تقدم في الحديث (٧٤٨)

[752] (. . .) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ كِلاهُمَا عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ مُهَاجِرٍ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَتْ أَسْمَآءُ بِنْتُ شَكَلٍ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ كَيْفَ تَغْتَسِلُ إِحْدَانَا إِذَا طَهُرَتْ مِنَ الْحَيْضِ وَسَاقَ الْحَدِيثَ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ غُسْلَ الْجَنَابَةِ

[752]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اسماء بنت شکل رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! جب ہم میں سے کوئی عورت غسل حیض کرے (حیض سے پاکیزگی حاصل کرنے کے لیے) تو کیسے نہائے؟ اور اوپر والی حدیث بیان کی اور اس میں غسل جنابت کا تذکرہ نہیں کیا۔

مفردات الحدیث ❶ **فِرْصَةً**: روئی کا گالا یا کپڑے کا ٹکڑا۔ ❷ **مسك**: کستوری۔ ❸ **آثار الدم**: خون کے اثرات مقصود شرم گاہ ہے، کہ کستوری سے معطر روئی کا گالا یا کپڑا سے مخصوص جگہ کو معطر کر لے۔
❹ **مُمَسَّكَة**: کستوری سے معطر۔ ❺ **شئون راسها**: سر کے بالوں کی جڑیں۔

فائدہ:...... جب عورت حیض سے فراغت کے بعد غسل کرے تو پوری طرح نظافت اور پاکیزگی کے لیے خون کی بو کو ختم کرنے کے لیے کستوری استعمال کرے یا جو خوشبو بھی میسر ہو اس کو استعمال کر لے، اور جمہور کے نزدیک نفاس کا حکم بھی حیض والا ہے، نیز خوشبو کا استعمال بہتر اور پسندیدہ عمل ہے، فرض و واجب نہیں۔

۱۴...... بَابُ: الْمُسْتَحَاضَةِ وَغُسْلِهَا وَصَلٰوتِهَا

باب ۱٤: مستحاضہ کا غسل اور اس کی نماز

[753] ٦٢۔(٣٣٣) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُوكُرَيْبٍ قَالَا نَا وَكِيعٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَآءَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ أَبِي حُبَيْشٍ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللهِ إِنِّي امْرَأَةٌ أُسْتَحَاضُ فَلَا أَطْهُرُ أَفَأَدَعُ الصَّلٰوةَ فَقَالَ ((**لَا إِنَّمَا ذٰلِكَ عِرْقٌ وَّلَيْسَ بِالْحَيْضَةِ فَإِذَا أَقْبَلَتْ الْحَيْضَةُ فَدَعِي الصَّلٰوةَ وَإِذَا أَدْبَرَتْ فَاغْسِلِي عَنْكِ الدَّمَ وَصَلِّي**))

[752] تقدم فی الحدیث (٧٤٨)

[753] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الوضوء، باب: غسل الدم برقم (٢٢٨) والترمذی فی (جامعه) فی الطهارة، باب: ما جاء فی المستحاجة برقم (١٢٥) والنسائی فی (المجتبى من السنن) فی الحیض والاستحاضة، باب ذکر الاقراء ١/ ١٨٤۔ وابن ماجه فی (سننه) فی الطهارة وسننها، باب: ما جاء فی المستحاضة التی قد عدت ایام اقرائها قبل ان یستمر الدم برقم (٦٢١) انظر (التحفة) برقم (١٧٢٥٩)

[753]۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فاطمہ بنت ابی حبیش نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہا، اے اللہ کے رسول ﷺ! میں ایک ایسی عورت ہوں، جسے استحاضہ آتا ہے، اس لیے میں پاک نہیں ہو سکتی تو کیا میں نماز چھوڑ سکتی ہوں؟ آپ نے فرمایا: نہیں۔ یہ تو بس ایک رگ کا خون ہے، حیض نہیں ہے۔ لہٰذا جب حیض شروع ہو تو نماز چھوڑ دو، اور جب بند ہو جائے تو اپنے سے خون دھو کر نماز پڑھ لو۔''

مستحاضہ: اس عورت کو کہتے ہیں، جس کو استحاضہ آتا ہو، اور استحاضہ وہ خون ہے جو ایک رگ سے (جس کو عاذل کہتے ہیں) نکلتا ہے، اور یہ رگ رحم کے منہ کے قریب ہوتی ہے اور یہ حیض کے دنوں کے سوا ہوتا ہے۔ استحاضہ کا حکم طہر والا ہے، عورت ان دنوں میں پاکیزہ ہی متصور ہوتی ہے، اس لیے نماز ترک نہیں کر سکتی۔ اور ادبار حیض سے مقصد حیض کا رک جانا اور بند ہو جانا ہے۔

[754] (. . .) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ اَنَا عَبْدُالْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ ح و حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا جَرِيرٌ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ نَا أَبِي ح و حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ كُلُّهُمْ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ بِمِثْلِ حَدِيثِ وَكِيعٍ وَإِسْنَادِهِ وَفِي حَدِيثِ قُتَيْبَةَ عَنْ جَرِيرٍ جَاءَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ أَبِي حُبَيْشِ بْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ بْنِ أَسَدٍ وَهِيَ امْرَأَةٌ مِنَّا قَالَ وَفِي حَدِيثِ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ زِيَادَةُ حَرْفٍ تَرَكْنَا ذِكْرَهُ

[754]۔امام صاحب ایک اور سند سے مذکورہ بالا حدیث بیان کرتے ہیں جس میں ہے: فاطمہ بنت ابی حبیش بن عبدالمطلب بن اسد آئی جو ہمارے خاندان سے ہے، امام مسلم نے کہا، حماد بن زید کی حدیث میں ایک کلمہ زائد ہے، جو ہم نے چھوڑ دیا ہے۔

نوٹ:...... سند میں ابو حبیش کا باپ عبدالمطلب بیان کیا گیا ہے جب کہ وہ مطلب ہے، اور جو لفظ امام مسلم نے ترک کر دیا ہے، وہ ہے اغسلي عنك الدم ، کے بعد توضیء ، اور اس لفظ میں امام مسلم کے خیال میں حماد منفرد ہے، اس لیے امام صاحب نے اسے چھوڑ دیا۔ حالانکہ حماد کے علاوہ دوسرے راویوں نے بھی یہ لفظ ہشام سے بیان کیا ہے اس لیے امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں یہ لفظ حماد کے علاوہ راوی سے روایت کیے ہیں۔

[755] ٦٣-(٣٣٤) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا لَيْثٌ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ قَالَ انَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ

---

[754] انفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (١٦٧٧٤ و ١٦٩٩٥)

[755] اخرجه ابو داود فى (سننه) فى الطهارة، باب: من قال: اذا اقبلت الحيضة تدع الصلاة←

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ اسْتَفْتَتْ أُمُّ حَبِيبَةَ بِنْتُ جَحْشٍ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ إِنِّي أُسْتَحَاضُ فَقَالَ ((إِنَّمَا ذٰلِكَ عِرْقٌ فَاغْتَسِلِي ثُمَّ صَلِّي)) فَكَانَتْ تَغْتَسِلُ عِنْدَ كُلِّ صَلٰوةٍ قَالَ اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ لَمْ يَذْكُرْ ابْنُ شِهَابٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَمَرَ أُمَّ حَبِيبَةَ بِنْتَ جَحْشٍ أَنْ تَغْتَسِلَ عِنْدَ كُلِّ صَلٰوةٍ وَلٰكِنَّهُ شَيْءٌ فَعَلَتْهُ هِيَ و قَالَ ابْنُ رُمْحٍ فِي رِوَايَتِهِ ابْنَةُ جَحْشٍ وَلَمْ يَذْكُرْ أُمَّ حَبِيبَةَ

[755]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ام حبیبہ بنت جحش رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا، اے اللہ کے رسول! مجھے استحاضہ آتا رہتا ہے تو آپ نے فرمایا، یہ تو ایک رگ کا خون ہے، لہٰذا (حیض سے) نہا کر نماز پڑھ۔'' تو وہ ہر نماز کے لیے غسل کرتی تھیں، لیث بن سعد نے کہا، ابن شہاب نے یہ بیان نہیں کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ام حبیبہ بنت جحش کو ہر نماز کے لیے نہانے کا حکم دیا تھا۔ یہ کام وہ اپنے طور پر کرتی تھیں، ابن رمح کی روایت میں ام حبیبہ بنت جحش کی جگہ صرف ابنة جحش آیا ہے۔

[756] ٦٤۔(. . .)و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْمُرَادِيُّ قَالَ نَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ وَعَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ

عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ بِنْتَ جَحْشٍ خَتَنَةَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَتَحْتَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ اسْتُحِيضَتْ سَبْعَ سِنِينَ فَاسْتَفْتَتْ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فِي ذٰلِكَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِنَّ هٰذِهِ لَيْسَتْ بِالْحَيْضَةِ وَلٰكِنَّ هٰذَا عِرْقٌ فَاغْتَسِلِي وَصَلِّي)) قَالَتْ عَائِشَةُ فَكَانَتْ تَغْتَسِلُ فِي مِرْكَنٍ فِي حُجْرَةِ أُخْتِهَا زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ حَتّٰى تَعْلُوَ حُمْرَةُ الدَّمِ الْمَآءَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَحَدَّثْتُ بِذٰلِكَ أَبَا بَكْرِ بْنَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ فَقَالَ يَرْحَمُ اللّٰهُ هِنْدًا لَوْ سَمِعَتْ بِهٰذِهِ الْفُتْيَا وَاللّٰهِ إِنْ كَانَتْ لَتَبْكِي لِأَنَّهَا كَانَتْ لَا تُصَلِّي

← برقم (٢٩٠) والترمذي في (جامعه) في الطهارة، باب: ما جاء في المستحاضة انها تغتسل عند كل صلاة برقم (١٢٩) والنسائي في (المجتبى من السنن) ١/ ١١٦ في الطهارة، باب: ذكر الاغتسال من الحيض وفي الحيض والاستحاضة، باب: ذكر الاستحاضة واقبال الدم وادباره ١/ ١٨١ انظر (التحفة) برقم (١٦٥٨٣)

[756] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الحيض، باب: عرق الاستحاضة برقم (٣٢٧) وابو داود في (سننه) في الطهارة، باب: من قال: اذا اقبلت الحيضة تدع الصلاة برقم (٢٨٥)۔ ←

[756]۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ام حبیبہ بنت جحش (جو رسول اللہ ﷺ کی سالی اور عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کی بیوی ہے) کو سات سال استحاضہ آتا رہا۔ اس نے رسول اللہ ﷺ سے اس کے بارے میں پوچھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ حیض نہیں ہے، یہ تو ایک رگ کا خون ہے، لہٰذا غسل کر اور نماز پڑھ۔'' حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا، وہ اپنی بہن زینب بنت جحش کے کمرہ میں ایک ٹب میں غسل کرتیں تو خون کی سرخی پانی کے اوپر آ جاتی۔ ابن شہاب کہتے ہیں، میں نے یہ حدیث ابوبکر بن عبدالرحمن بن حارث بن ہشام کو سنائی تو اس نے کہا: اللہ تعالیٰ ہند پر رحم فرمائے، کاش وہ یہ فرمان سن لیتی، اللہ کی قسم وہ رویا کرتی تھی، کیونکہ وہ اس حالت میں نماز نہیں پڑھتی تھی۔

[757] (. . .)و حَدَّثَنِي أَبُو عِمْرَانَ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ زِيَادٍ قَالَ أَنَا إِبْرَاهِيمُ يَعْنِي ابْنَ سَعْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَتْ أُمُّ حَبِيبَةَ بِنْتُ جَحْشٍ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَكَانَتْ اسْتُحِيضَتْ سَبْعَ سِنِينَ بِمِثْلِ حَدِيثِ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ إِلٰى قَوْلِهِ تَعْلُو حُمْرَةُ الدَّمِ الْمَاءَ وَلَمْ يَذْكُرْ مَا بَعْدَهُ

[757]۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ام حبیبہ بنت جحش رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور اسے سات سال استحاضہ آتا رہا ہے، یہ روایت مذکورہ بالا روایت کی طرح ہے، اور صرف خون کی سرخی پانی کے اوپر آ جاتی ہے تک ہے، اس کے بعد والا حصہ بیان نہیں کیا گیا۔

[758] (. . .)و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عَمْرَةَ

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ ابْنَةَ جَحْشٍ كَانَتْ تُسْتَحَاضُ سَبْعَ سِنِينَ بِنَحْوِ حَدِيثِهِمْ

[758]۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ابنۃ جحش (جحش کی بیٹی) کو سات سال استحاضہ آتا رہا ہے آگے مذکورہ روایت بیان کی۔

← والنسائي في (المجتبى من السنن) ١/ ١١٧۔١١٨ في الطهارة، باب: ذكر الاغتسال من الحيض۔ وابن ماجه في (سننه) في الطهارة وسننها، باب: ما جاء في المستحاضة اذا اختلط عليها الدم فلم تقف على ايام حيضها برقم (٦٢٦) مطولاً۔ انظر (التحفة) برقم (١٦٥١٦ و ١٧٩٢٢)

[757] تقدم تخريجه في الحديث السابق (٧٥٤)

[758] تقدم برقم (٧٥٤)

[759] ٦٥-(. . .) و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ قَالَ انَا اللَّيْثُ ح و حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا لَيْثٌ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ جَعْفَرٍ عَنْ عِرَاكٍ عَنْ عُرْوَةَ

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ إِنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ سَأَلَتْ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الدَّمِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ رَأَيْتُ مِرْكَنَهَا مَلْآنَ دَمًا فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((**امْكُثِي قَدْرَ مَا كَانَتْ تَحْبِسُكِ حَيْضَتُكِ ثُمَّ اغْتَسِلِي وَصَلِّي**))

[759]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ام حبیبہ نے رسول اللہ ﷺ سے خون کے بارے میں سوال کیا؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا، میں نے اس کا ٹب خون سے بھرا دیکھا تو رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا: **تمھیں پہلے جس قدر حیض آ تا تھا، اتنے دن رکی رہ، پھر نہا لے اور نماز پڑھ۔**"

[760] ٦٦-(. . .) حَدَّثَنِي مُوسَى بْنُ قُرَيْشٍ التَّمِيمِيُّ قَالَ نَا إِسْحٰقُ بْنُ بَكْرِ بْنِ مُضَرَ حَدَّثَنِي أَبِي حَدَّثَنِي جَعْفَرُ بْنُ رَبِيعَةَ عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ

عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا قَالَتْ إِنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ بِنْتَ جَحْشٍ الَّتِي كَانَتْ تَحْتَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ شَكَتْ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ الدَّمَ فَقَالَ لَهَا ((**امْكُثِي قَدْرَ مَا كَانَتْ تَحْبِسُكِ حَيْضَتُكِ ثُمَّ اغْتَسِلِي**)) فَكَانَتْ تَغْتَسِلُ عِنْدَ كُلِّ صَلٰوةٍ

[760]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ام حبیبہ بنت جحش (جو عبدالرحمٰن بن عوف کی منکوحہ تھی) نے رسول اللہ ﷺ سے خون (استحاضہ) کی شکایت کی تو آپ نے اسے فرمایا: "تم جس قدر حیض کے دنوں میں رکتی تھی، اتنے دن ٹھہر، پھر نہا لے تو وہ ہر نماز کے لیے نہایا کرتی تھی۔

فائدہ:...... **مستحاضہ عورت کا خون چونکہ اوقات مخصوصہ کا پابند نہیں ہوتا، اس لیے اس کا حکم حیض سے الگ ہے۔ اور مستحاضہ کی مختلف اقسام ہیں: (۱) وہ مستحاضہ جسے پہلے صرف حیض آتا تھا، کچھ عرصہ کے بعد استحاضہ شروع ہو گیا، اس لیے اس کو اپنے حیض کے ایام کا پتہ ہے کہ مجھے اتنے دن حیض آتا تھا، اس کو معتادہ کہتے ہیں، اس کا حکم یہ ہے کہ اسے پہلے جتنے دن حیض آتا تھا، اتنے دن حیض کے شمار ہوں گے اور بعد والے دن استحاضہ کے ہوں گے۔**

[759] تقدم برقم (٧٥٤)

[760] اخرجه ابو داود في (سننه) في الطهارة، باب: في المراة المستحاضة، ومن قال: تدع الصلاة في عدة الايام التي كانت تحيض برقم (٢٧٩) والنسائي في (المجتبى من السنن) رقم (٢٠٦) في الطهارة، باب: ذكر الاغتسال من الحيض۔ انظر (التحفة) برقم (١٦٣٧٠)

(۲) مبتدأة: جس کو شروع ہی سے استحاضہ آنا شروع ہوگیا، اگر یہ حیض اور استحاضہ کے خون میں امتیاز کر سکتی ہے کیونکہ حیض کا خون سیاہ اور انتہائی بدبودار ہوتا ہے، استحاضہ کی یہ صورت نہیں تو پھر اس کو ممیزہ قرار دیا جائے گا، جتنے دن وہ حیض سمجھے وہ حیض ہوگا اور باقی استحاضہ بشرطیکہ وہ کم از کم مدت حیض سے کم نہ ہو، جو شوافع کے نزدیک ایک دن رات ہے اور احناف کے ہاں، تین دن رات، اور حیض کی اکثر مدت سے زائد نہ ہوں، جو ائمہ ثلاثہ کے نزدیک پندرہ دن ہے اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک دس دن۔ (۳) اگر مستحاضہ کی عادت بھی نہ ہو، اور وہ ممیزہ بھی نہ ہو تو پھر اس کو کم از کم مدت حیض کی پابندی کرنی ہوگی۔

اگر ایک عورت معتادہ ہی ہے اور ممیزہ بھی تو اس کے بارے میں ائمہ کا اختلاف ہے۔

احناف کے نزدیک عادت کا اعتبار ہے اور مالکیہ کے نزدیک تمیز کا۔ شافعی اور احمد کے نزدیک دونوں کو ملحوظ رکھنا ہوگا، اگر دونوں میں تعارض ہو تو شافعی کے نزدیک تمیز کا اعتبار ہوگا، اور امام احمد کے نزدیک عادت کا۔

مستحاضہ کے لیے غسل:

اس سلسلہ میں، جمہور ائمہ کا موقف یہ ہے کہ (۱) وہ حیض کے خاتمہ پر غسل کرے گی، اور اس کے بعد ہر نماز کے لیے وضو کرے گی، شوافع کے نزدیک نماز کے لیے جو وضو نماز کے وقت میں کیا گیا ہے، اس سے صرف ایک فرض نماز پڑھی جا سکے گی وہ ادا ہو یا قضا فرض کے ساتھ نوافل پڑھنے پر کوئی پابندی نہیں، احناف کے نزدیک نماز کے وقت وضو کیا جائے گا۔ اور اس کے ساتھ فرض نماز کے ساتھ فوت شدہ نمازوں کی قضائی بھی دی جا سکے گی۔ امام مالک کے نزدیک وضو کرنے کے بعد محض استحاضہ کے خون سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ جب تک کوئی اور سبب حدث پیدا نہ ہو۔

(۲) عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما اور عطاء بن ابی رباح کے نزدیک ہر نماز کے لیے غسل ضروری ہے۔

(۳) ہر روز غسل ضروری ہے، ابن مسیب اور حسن بصری کے نزدیک روزانہ ظہر کے وقت غسل کرے۔

(۴) بعض حضرات کے نزدیک دو نمازیں اکٹھی پڑھے اور ان کے لیے غسل کرے۔

جمہور کا موقف درست ہے، علاج معالجہ یا احتیاط و استحباب کی صورت میں اگر عورت کو مشقت و کلفت نہ ہو تو ہر نماز کے لیے غسل کر سکتی ہے، ہر نماز کے لیے غسل لازم نہیں ہے۔

۱۵...... بَاب وُجُوبِ قَضَاءِ الصَّوْمِ عَلَى الْحَائِضِ دُونَ الصَّلٰوةِ

باب ۱۵: حائضہ کے لیے روزے کی قضا ہے، نماز کی نہیں

[761] ۶۷-(۳۳۵) حَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ قَالَ نَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ مُعَاذَةَ ح و حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ يَزِيدَ الرِّشْكِ

---

[761] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الحیض، باب: لا تقضی الحائض الصلاة برقم ←

عَنْ مُعَاذَةَ أَنَّ امْرَأَةً سَأَلَتْ عَائِشَةَ فَقَالَتْ أَتَقْضِي إِحْدَانَا الصَّلٰوةَ أَيَّامَ مَحِيضِهَا فَقَالَتْ عَائِشَةُ أَحَرُورِيَّةٌ أَنْتِ قَدْ كَانَتْ إِحْدَانَا تَحِيضُ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ لَا تُؤْمَرُ بِقَضَاءٍ۔

[761]۔ حضرت معاذہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ ہمیں حیض کے دنوں کی نماز کی قضائی دینی ہوگی؟ تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: کیا تو حروریہ سے تعلق رکھتی ہے؟ ہمیں رسول اللہ ﷺ کے دور میں حیض آ تا تھا، اس کے باوجود کسی کو قضاء کا حکم نہیں دیا گیا۔

فائدہ:...... ائمہ دین کا احادیث کی روشنی میں، اس بات پر اتفاق ہے کہ حیض والی عورت روزہ کی قضائی دے گی اور یہی حکم نفاس کا ہے، لیکن نماز کی قضاء نہیں ہے، صرف خوارج کا یہ نظریہ ہے کہ نماز کی بھی قضائی دے گی، اس لیے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس عورت سے کہا، کیا تو حروریہ سے تعلق رکھتی ہے، خارجیوں کا ظہور چونکہ حروراء نامی بستی سے ہوا تھا، جو کوفہ سے دو میل کے فاصلہ پر واقع تھی۔ اس لیے خارجیوں کو حروری بھی کہتے ہیں۔

[762] ٦٨۔(. . .) و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ يَزِيدَ قَالَ سَمِعْتُ

عَنْ مُعَاذَةَ أَنَّهَا سَأَلَتْ عَائِشَةَ أَتَقْضِي الْحَائِضُ الصَّلٰوةَ فَقَالَتْ عَائِشَةُ أَحَرُورِيَّةٌ أَنْتِ قَدْ كُنَّ نِسَاءُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَحِضْنَ أَفَأَمَرَهُنَّ أَنْ يَجْزِينَ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ يَعْنِي يَقْضِينَ

[762]۔ معاذہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا، کیا حائضہ نماز کی قضائی دے گی؟ تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا، کیا تو حروریہ سے ہے؟ رسول اللہ ﷺ کی ازواج کو حیض آ تا تھا، کیا آپ نے ان کو قضائی کا حکم دیا تھا؟ محمد بن جعفر نے کہا، یجزین کا معنی یقضین (قضائی دینا) ہے۔

← (٣٢١) وابو داود فی (سننه) فی الطهارة، باب: فی الحائض لا تقضی الصلاة برقم (٢٦٢ و ٢٦٣) والترمذی فی (جامعه) فی الطهارة، باب: ما جاء فی الحائض انها لا تقضی الصلاة برقم (١٣٠) والنسائی فی (المجتبى من السنن) فی الحيض، باب سقوط الصلاة عن الحائض ١/ ١٩١-١٩٢۔ وفی الصيام، باب: وضع الصيام عن الحائض ٤/ ١٦٤۔ وابن ماجه فی (سننه) فی الطهارة وسننها، باب: الحائض برقم (٦٣١) انظر (التحفة) برقم (١٧٩٦٤)

[762] تقدم تخريجه فی الحديث السابق (٧٥٩)

[763] ٦٩-(. . .)و حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ انا عَبْدُالرَّزَّاقِ أَنَا مَعْمَرٌ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ مُعَاذَةَ قَالَتْ سَأَلْتُ عَائِشَةَ فَقُلْتُ مَا بَالُ الْحَائِضِ تَقْضِي الصَّوْمَ وَلَا تَقْضِي الصَّلٰوةَ فَقَالَتْ أَحَرُورِيَّةٌ أَنْتِ قُلْتُ لَسْتُ بِحَرُورِيَّةٍ وَلٰكِنِّي أَسْأَلُ قَالَتْ كَانَ يُصِيبُنَا ذٰلِكَ فَنُؤْمَرُ بِقَضَاءِ الصَّوْمِ وَلَا نُؤْمَرُ بِقَضَاءِ الصَّلٰوةِ

[763]۔معاذہ بیان کرتی ہیں کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا، کہ کیا وجہ ہے حائضہ روزہ کی قضائی دیتی ہے اور نماز کی قضائی نہیں دیتی؟ تو انہوں نے پوچھا، کیا تو حروریہ سے ہے؟ میں نے کہا، میرا حروریہ سے تعلق نہیں ہے، میں تو صرف پوچھنا چاہتی ہوں۔ تو انہوں نے جواب دیا، ہمیں بھی حیض آتا تھا تو ہمیں روزہ کی قضائی کا حکم دیا جاتا تھا، نماز کی قضائی کا نہیں۔

فائدہ:...... کسی مسئلہ کا حکم کیا ہے، اس کا اصل دارومدار قرآن وسنت کی نصوص پر ہے، اس کی حکمت اور مصلحت یا فلاسفی کیا ہے، اس کا بتانا یا جاننا ضروری نہیں ہے، کیونکہ اس کے بارے میں مختلف آراء ہوسکتی ہیں، اس لیے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب میں صرف یہ کہا کہ ہمیں روزہ کی قضا کا حکم ملا ہے، نماز کی قضاء کا حکم نہیں ملا، ائمہ دین عام طور پر اس فرق کی وجہ یا علت یہ بیان کرتے ہیں نمازیں ہر روز پڑھنی ہوتی ہیں، اس لیے ان کی قضا وحرج اور تنگی کا باعث ہے، جبکہ روزے صرف ایک ماہ میں رکھنے ہوتے ہیں، باقی گیارہ مہینے روزے فرض نہیں ہیں، اس لیے ان کی قضائی کسی دن بھی دی جاسکتی ہے۔ اس لیے یہ مشقت یا کلفت کا باعث نہیں ہے۔ اگرچہ اس پر یہ اعتراض ہوسکتا ہے کہ نماز اپنے پورے وقت کا استیعاب نہیں کرتی، اس لیے ایک وقت میں کئی نمازیں پڑھی جا سکتی ہیں اور روزہ پورے دن کا رکھنا ہوتا ہے، اس لیے ایک دن میں ایک سے زائد روزہ رکھنا ممکن نہیں ہے۔ نماز کے لیے طہارت ضروری ہے اور حیض ونفاس میں عورت پاکیزگی حاصل نہیں کرسکتی اس لیے اس پر نماز فرض نہیں ہے تو قضائی کیسے فرض ہوسکتی ہے اور روزہ کے لیے طہارت شرط نہیں ہے اس لیے حائضہ روزہ فرض سے تخفیف و آسانی کے لیے اس پر ادا کی بجائے قضا لازم ہے۔

١٦...... بَاب: تَسَتُّرِ الْمُغْتَسِلِ بِثَوْبٍ وَنَحْوِهِ

باب ١٦: غسل کرنے والے کا کپڑے وغیرہ سے پردہ کرنا

[764] ٧٠-(٣٣٦)و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ أَبِي النَّضْرِ أَنَّ أَبَا مُرَّةَ مَوْلٰى أُمِّ هَانِيءٍ بِنْتِ أَبِي طَالِبٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ

[763] تقدم تخريجه برقم (٧٥٩)

[764] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الغسل، باب: التستر عند الناس برقم (٢٨٠) وفي ←

أُمَّ هَانِیءٍ بِنْتَ أَبِی طَالِبٍ تَقُولُ ذَهَبْتُ إِلَی رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ عَامَ الْفَتْحِ فَوَجَدْتُهُ يَغْتَسِلُ وَفَاطِمَةُ ابْنَتُهُ تَسْتُرُهُ بِثَوْبٍ۔

[764]۔ حضرت ام ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں فتح مکہ کے سال رسول اللہ ﷺ کے پاس گئی، میں نے آپ کو غسل کرتے ہوئے پایا، اور آپ کی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ کو ایک کپڑے سے پردہ کیے ہوئے تھی۔

فائدہ:...... اگر انسان گھر میں کپڑا باندھ کر نہا رہا ہو تو پھر بھی بہتر ہے کہ دوسروں سے اوٹ میں نہائے۔

[765] ۷۱۔(. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحِ بْنِ الْمُهَاجِرِ قَالَ انَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِی حَبِيبٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِی هِنْدٍ أَنَّ أَبَا مُرَّةَ مَوْلٰی عَقِيلٍ حَدَّثَهُ أَنَّ

عَنْ أُمِّ هَانِیءٍ بِنْتَ أَبِی طَالِبٍ حَدَّثَتْهُ أَنَّهُ لَمَّا كَانَ عَامُ الْفَتْحِ أَتَتْ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ بِأَعْلٰی مَكَّةَ قَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِلٰی غُسْلِهِ فَسَتَرَتْ عَلَيْهِ فَاطِمَةُ ثُمَّ أَخَذَ ثَوْبَهُ فَالْتَحَفَ بِهٖ ثُمَّ صَلّٰی ثَمَانَ رَكَعَاتٍ سُبْحَةَ الضُّحٰی

[765]۔ حضرت ام ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ وہ فتح مکہ والے سال، مکہ کے بلند حصہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی، رسول اللہ ﷺ نہانے کے لیے اٹھے تو فاطمہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو پردہ کی آڑ کی، پھر آپ نے اپنا کپڑا لے کر اپنے گرد لپیٹا، پھر چاشت کے آٹھ نفل ادا فرمائے۔ سبحة الضحی، چاشت کے نفل، چاشت کی نماز۔

[766] ۷۲۔(. . .) وحَدَّثَنَاهُ أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ نَا أَبُو أُسَامَةَ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ كَثِيرٍ

← الصلاة، باب: الصلاة فی الثوب الواحد ملتحفا به برقم (٣٥٧) وفی الجزية والموادعة، باب: امان النساء وجوارهن برقم (٣١٧١) وفی الادب، باب: ما جاء فی زعموا برقم (٦١٥٨) و المولف [مسلم] فی صلاة المسافرين وقصرها، باب: استحباب صلاة الضحی وان اقلها ركعتان واكملها ثمان ركعات واوسطها اربع ركعات او ست والحث علی المحافظة عليها برقم (١٦٦٦) والترمذی فی (جامعه) فی الاستئذان، باب: ما جاء فی مرحبا برقم (٢٧٤٣) وفی السير، باب: ما جاء فی امان العبد والمراة برقم (١٥٧٩) والنسائی فی (المجتبی من السنن) فی الطهارة باب: ذكر الاستتار عند الاغتسال (١٢٦/١) وابن ماجه فی (سننه) فی الطهارة وسننها، باب: المنديل بعد الوضوء وبعد الغسل برقم (٤٦٥) انظر (التحفة) برقم (١٨٠١٨)

[765] تقدم تخريجه فی الحديث السابق برقم (٧٦٢)

[766] تقدم برقم (٧٦٢)

عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِنْدٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ فَسَتَرَتْهُ ابْنَتُهُ فَاطِمَةُ بِثَوْبِهِ فَلَمَّا اغْتَسَلَ أَخَذَهُ فَالْتَحَفَ بِهِ ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى ثَمَانَ سَجَدَاتٍ وَذٰلِكَ ضُحًى

[766]۔ امام صاحب ایک اور سند سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں جس میں یہ ہے تو آپ کی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو کپڑے کی اوٹ مہیا کی، غسل کے بعد آپ نے وہ کپڑا لے کر اپنے گرد لپیٹ لیا، پھر نماز کے لیے کھڑے ہوئے اور آٹھ رکعتیں پڑھیں، اور یہ چاشت کا وقت تھا۔

فائدہ:...... سجدات سجدہ رکعت کا اہم حصہ اور جز ہے، اس لیے رکعت کو سجدہ سے تعبیر کیا گیا ہے۔

[767] ۷۳۔(۳۳۸) حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ قَالَ انَا مُوسَى الْقَارِءُ قَالَ نَا زَائِدَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

عَنْ مَيْمُونَةَ قَالَتْ وَضَعْتُ لِلنَّبِيِّ ﷺ مَاءً وَسَتَرْتُهُ فَاغْتَسَلَ

[767]۔ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کے (غسل کے) لیے پانی رکھا اور آپ کو پردہ کیا تو آپ نے غسل فرمایا۔

۱۷...... بَاب: تَحْرِيمِ النَّظَرِ إِلَى الْعَوْرَاتِ

باب ۱۷: دوسرے کی شرم گاہ دیکھنے کی ممانعت

[768] ۷٤۔(۳۳۸) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ عُثْمَانَ قَالَ أَخْبَرَنِي زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ

عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ **((لَا يَنْظُرُ الرَّجُلُ إِلَى عَوْرَةِ الرَّجُلِ وَلَا الْمَرْأَةُ إِلَى عَوْرَةِ الْمَرْأَةِ وَلَا يُفْضِي الرَّجُلُ إِلَى الرَّجُلِ فِي ثَوْبٍ وَّاحِدٍ وَّلَا تُفْضِي الْمَرْأَةُ إِلَى الْمَرْأَةِ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ))**

[768]۔ عبدالرحمن بن ابی سعید اپنے باپ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مرد کسی مرد

[767] تقدم تخريجه برقم (۷۲۰) مطولا۔

[768] ابو داود في (سننه) في الحمام، باب: ما جاء في التعرى برقم (٤٠١٨) والترمذي في (جامعه) في الادب، باب: في كراهية مباشرة الرجال الرجال والمراة المراة برقم (۲۷۹۳) وقال: هذا حديث حسن غريب صحيح۔ وابن ماجه في (سننه) في الطهارة وسننها، باب: النهي ان يرى عورة اخيه برقم (٦٦١) انظر (التحفة) برقم (٤١١٥)

کی شرم گاہ کو نہ دیکھے اور عورت کسی عورت کی شرم گاہ کو نہ دیکھے اور نہ کوئی مرد برہنہ ہو کر دوسرے برہنہ مرد کے ساتھ ایک کپڑے میں لیٹے اور نہ کوئی ننگی عورت، دوسری ننگی عورت کے ساتھ ایک کپڑے میں لیٹے۔

[769] (. .) و حَدَّثَنِيهِ هَارُونُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ قَالَ أنَا الضَّحَّاكُ بْنُ عُثْمَانَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَا مَكَانَ عَوْرَةِ عُرْيَةِ الرَّجُلِ وَعُرْيَةِ الْمَرْأَةِ

[769]۔صاحب مذکورہ روایت اور اساتذہ سے بیان کرتے ہیں دونوں نے عورۃ کے لفظ کی جگہ عریۃ الرجل او عریۃ المرأۃ کہا۔

مفردات الحدیث ✼ عریۃ کے عین پر پیش اور زبر دونوں آ سکتے ہیں، اور را ساکن ہوگی یا اس کو عین کے پیش، را کی زبر اور یا مشدد پڑھ کر تصغیر بنائیں گے، معنی برہنہ اور ننگا ہونا ہے۔

فائدہ :...... امت کے نزدیک بالاتفاق، مرد کا مرد یا اجنبی عورت کی شرم گاہ اور عورت کے لیے عورت اور اجنبی مرد کی شرم گاہ دیکھنا حرام ہے، لیکن میاں بیوی ایک دوسرے کے سامنے برہنہ ہو سکتے ہیں۔

محرم مرد کے لیے عورت کا ناف سے اوپر اور گھٹنے سے نیچے والا حصہ عورت نہیں، اور اجنبی مرد کے لیے تمام بدن عورت ہے، اس طرح عورت کے لیے اجنبی مرد کو دیکھنا درست نہیں ہے، کسی واقعی حاجت وضرورت کے وقت دیکھنا، جبکہ بنظر شہوت نہ ہو جائز ہوگا، اس بنا پر میاں بیوی کے سوا کسی کے لیے ایک دوسرے کے ساتھ برہنہ لیٹنا جائز نہیں۔

۱۸...... بَاب: جَوَازِ الِاغْتِسَالِ عُرْيَانًا فِي الْخَلْوَةِ

باب ۱۸: تنہائی میں برہنہ نہانا جائز ہے

[770] ۷۵۔(۳۳۹) و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ أنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ مُحَمَّدٍ رَّسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((كَانَتْ بَنُو إِسْرَآئِيلَ يَغْتَسِلُونَ عُرَاةً يَنْظُرُ بَعْضُهُمْ إِلٰى سَوْأَةِ بَعْضٍ وَكَانَ مُوسٰى عَلَيْهِ السَّلَام يَغْتَسِلُ وَحْدَهُ فَقَالُوا وَاللّٰهِ مَا يَمْنَعُ مُوسٰى أَنْ يَّغْتَسِلَ مَعَنَا إِلَّا أَنَّهُ آدَرُ قَالَ فَذَهَبَ مَرَّةً يَغْتَسِلُ فَوَضَعَ ثَوْبَهُ عَلٰى حَجَرٍ فَفَرَّ الْحَجَرُ بِثَوْبِهِ قَالَ فَجَمَحَ مُوسٰى بِإِثْرِهِ يَقُولُ ثَوْبِي حَجَرُ ثَوْبِي حَجَرُ حَتّٰى نَظَرَتْ بَنُو إِسْرَآئِيلَ إِلٰى سَوْأَةِ مُوسٰى قَالُوا وَاللّٰهِ مَا بِمُوسٰى مِنْ

[769] تقدم تخریجه فی الحدیث السابق (۷٦٦)

[770] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الغسل، باب: من اغتسل عریانا وحده فی الخلوة، ومن تستر فالتستر افضل برقم (۲۷۸) والمولف [مسلم] فی الفضائل، باب: من فضائل موسی علیه السلام برقم (٦۹۸) انظر (التحفة) برقم (۱٤۷۰۸)

بَأْسٍ فَقَامَ الْحَجَرُ حَتّٰى نُظِرَ إِلَيْهِ قَالَ فَأَخَذَ ثَوْبَهُ فَطَفِقَ بِالْحَجَرِ ضَرْبًا)) قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ وَاللّٰهِ إِنَّهُ بِالْحَجَرِ نَدَبٌ سِتَّةٌ أَوْ سَبْعَةٌ ضَرْبُ مُوسٰى بِالْحَجَرِ

[770]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں آپ نے فرمایا: ''بنو اسرائیل برہنہ نہاتے تھے، ایک دوسرے کی شرم گاہ کو دیکھ رہے ہوتے، اور موسیٰ علیہ السلام اکیلے نہاتے، اسرائیلی کہنے لگے، اللہ کی قسم! موسیٰ علیہ السلام ہمارے ساتھ محض اس بنا پر نہیں نہاتے کہ ان کو ہرنیا کی بیماری ہے، آپ نے فرمایا: موسیٰ علیہ السلام ایک دفعہ نہانے لگے تو اپنے کپڑے ایک پتھر پر رکھ دیئے پتھر آپ کے کپڑے لے کر بھاگ کھڑا ہوا، اور موسیٰ علیہ السلام اس کے پیچھے (سرپٹ) زور سے دوڑ پڑے، اور فرمانے لگے، اے پتھر میرے کپڑے، اے پتھر میرے کپڑے دو، یہاں تک کہ بنو اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام کے قابل ستر حصہ کو دیکھ لیا، اور کہنے لگے، اللہ کی قسم! موسیٰ علیہ السلام کو تو کوئی بیماری لاحق نہیں ہے، جب موسیٰ علیہ السلام کا سراپا دیکھ لیا گیا تو پتھر ٹھہر گیا، موسیٰ علیہ السلام نے اپنے کپڑے پہنے اور پتھر کو مارنا شروع کر دیا۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا، اللہ کی قسم! موسیٰ علیہ السلام کے پتھر کو مارنے سے اس پر چھ یا سات نشان پڑ گئے۔

مفردات الحدیث ❶ **سوءة:** شرم گاہ۔ آدر: جس کے خصیتین پھولے ہوں۔ ❷ **جمح:** سرپٹ دوڑا۔ ❸ **نَدَبٌ:** نشان۔

فوائد :...... ❶ انسان تنہائی میں برہنہ ہو کر غسل کر سکتا ہے، اگرچہ بہتر یہی ہے، کپڑا باندھ کر نہائے، کیونکہ کوئی اچانک آ سکتا ہے، اگر غسل خانہ وغیرہ ہو جہاں کسی کے آنے کا خطرہ نہ ہو تو پھر کوئی حرج نہیں۔

❷ انبیاء علیہم السلام اپنی سیرت اور صورت دونوں اعتبار سے کامل ترین فرد ہوتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ ان کو عیوب ونقائص سے پاک رکھتا ہے اور انبیاء علیہم السلام بشر ہونے کی بنا پر انسانی جذبات سے متصف ہوتے ہیں، اس لیے موسیٰ علیہ السلام نے غصہ میں آ کر پتھر پر ضربیں لگائیں، اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی عزت وآبرو کی براءت کی خاطر پتھر میں خود بخود دوڑنے کی اہلیت پیدا کر دی، جیسا کہ اس کے حکم سے زمین، اپنے محور پر حرکت کر رہی ہے۔

۱۹...... بَاب: اِلْاِعْتِنَاءِ بِحِفْظِ الْعَوْرَةِ

باب ۱۹: شرم گاہ کی حفاظت پر توجہ دینا

[771] ۷۶-(۳۴۰) وحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ مَيْمُونٍ جَمِيعًا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ بَكْرٍ قَالَ أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ ح و حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَاللَّفْظُ لَهُمَا قَالَ إِسْحٰقُ أَخْبَرَنَا وَقَالَ ابْنُ رَافِعٍ نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ أَنَّهُ سَمِعَ

[771] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الحج، باب: فضل مكة وبنيانها وقوله تعالى: ﴿واذ ←

جَابِرِ بْنَ عَبْدِاللهِ يَقُوْلُ لَمَّا بُنِيَتْ الْكَعْبَةُ ذَهَبَ النَّبِيُّ ﷺ وَعَبَّاسٌ يَنْقُلَانِ حِجَارَةً فَقَالَ الْعَبَّاسُ لِلنَّبِيِّ ﷺ اجْعَلْ إِزَارَكَ عَلَى عَاتِقِكَ مِنَ الْحِجَارَةِ فَفَعَلَ فَخَرَّ إِلَى الْأَرْضِ وَطَمَحَتْ عَيْنَاهُ إِلَى السَّمَاءِ ثُمَّ قَامَ فَقَالَ إِزَارِي إِزَارِي فَشَدَّ عَلَيْهِ إِزَارَهُ قَالَ ابْنُ رَافِعٍ فِي رِوَايَتِهِ عَلَى رَقَبَتِكَ وَلَمْ يَقُلْ عَلَى عَاتِقِكَ

[771]۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، جب کعبہ تعمیر کیا گیا تو عباس رضی اللہ عنہ اور رسول اللہ ﷺ پتھر لانے لگے تو عباس رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ سے کہا، پتھروں سے حفاظت کے لیے اپنا تہبند اٹھا کر کندھے پر رکھ لیجیے تو آپ نے ایسا کرلیا، اس پر آپ زمین پر گر گئے اور آپ کی آنکھیں آسمان کی طرف لگ گئی' پھر آپ اٹھے اور کہا میرا تہبند، میرا تہبند تو آپ کا تہبند باندھ دیا گیا یا آپ نے اپنا تہبند باندھ لیا، ابن رافع کی روایت میں علی عاتقك (اپنے کندھے پر) کے بجائے علی رقبتك (اپنی گردن پر) کے الفاظ ہیں۔

فائدہ...... انسان کو دوسروں کے سامنے اپنا ستر نہیں کھولنا چاہیے، نبی اکرم ﷺ نے نبوت سے پہلے ہی اپنی طبعی شرم وحیا کی بنا پر چچا کے حکم سے اپنا تہبند کھول تو لیا، لیکن فوراً بے ہوش ہو کر گر پڑے، اور آپ کو اس کام سے روک دیا گیا کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء کو نبوت سے پہلے ہی غلط کاموں سے محفوظ فرماتا ہے، اس وقت آپ بقول زہری بلوغت کو نہیں پہنچے تھے، بقول بعض اس وقت آپ کی عمر پندرہ سال، بقول بعض پچیس اور بقول ابن اسحاق پینتیس سال تھی۔

[772] ۷۷۔(. . .)وحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ قَالَ نَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ إِسْحٰقَ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ قَالَ سَمِعْتُ

جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللهِ يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَنْقُلُ مَعَهُمُ الْحِجَارَةَ لِلْكَعْبَةِ وَعَلَيْهِ إِزَارُهُ فَقَالَ لَهُ الْعَبَّاسُ عَمُّهُ يَا ابْنَ أَخِي لَوْ حَلَلْتَ إِزَارَكَ فَجَعَلْتَهُ عَلَى مَنْكِبِكَ دُونَ الْحِجَارَةِ قَالَ فَحَلَّهُ فَجَعَلَهُ عَلَى مَنْكِبِهِ فَسَقَطَ مَغْشِيًّا عَلَيْهِ قَالَ فَمَا رُئِيَ بَعْدَ ذٰلِكَ الْيَوْمِ عُرْيَانًا

← جعلنا البيت مثابة للناس وامنا واتخذوا من مقام ابراهيم مصلى وعهدنا الى ابراهيم واسماعيل﴾...... الآية ...... برقم (١٥٨٢) وفي المناقب، باب بنيان الكعبة ...... برقم (٣٨٢٩) انظر (التحفة) برقم (٢٥٥٥)

[772] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الصلاة، باب: كراهية التعري في الصلاة وغيرها برقم (٣٦٤) انظر (التحفة) برقم (٢٥١٩)

[772]۔حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کعبہ کی تعمیر کے لیے قریش کے ساتھ پتھر نقل کر رہے تھے، اور آپ تہبند باندھے ہوئے تھے تو آپ کو آپ کے چچا عباس رضی اللہ عنہ نے کہا، اے بھتیجے! اے کاش آپ اپنا تہبند کھول لیں، تہبند کھول کر پتھروں سے بچاؤ کے لیے اپنے کندھے پر رکھ لیں تو آپ نے اسے کھول کر اپنے کندھے پر رکھ لیا، اس پر آپ غشی کھا کر گر گئے، اس دن کے بعد کبھی آپ کو ننگے نہیں دیکھا گیا۔

[773] ٧٨۔(٣٤١)حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى الْأُمَوِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ نَا عُثْمَانُ بْنُ حَكِيمِ بْنِ عَبَّادِ بْنِ حُنَيْفٍ الْأَنْصَارِيُّ أَخْبَرَنِي أَبُو أُمَامَةَ بْنُ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ

عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَ أَقْبَلْتُ بِحَجَرٍ اَحْمِلُهُ ثَقِيلٍ وَعَلَيَّ إِزَارٌ خَفِيفٌ قَالَ فَانْحَلَّ إِزَارِي وَمَعِيَ الْحَجَرُ لَمْ أَسْتَطِعْ أَنْ اَضَعَهُ حَتّٰى بَلَغْتُ بِهِ اِلٰى مَوْضِعِهِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((ارْجِعْ إِلٰى ثَوْبِكَ فَخُذْهُ وَلَا تَمْشُوا عُرَاةً))

[773]۔حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں بھاری پتھر اٹھائے ہوئے آگے بڑھا، اور میں ہلکا سا تہبند باندھے ہوئے تھا تو میرا پتھر اٹھائے ہوئے تہبند کھل گیا، اور میں اس کو اس کی جگہ پر رکھے بغیر باندھ نہ سکا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنے کپڑے کی طرف لوٹ کر اس کو اٹھاؤ اور ننگے نہ چلا کرو۔''

٢٠...... بَاب: مَا يُسْتَتَرُ بِهِ لِقَضَآءِ الْحَاجَةِ

باب ٢٠: قضائے حاجت کے لیے کیسے پردہ کیا جائے گا؟

[774] ٧٩۔(٣٤٢)حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ وَعَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْمَاءَ الضُّبَعِيُّ قَالَانَا مَهْدِيٌّ وَهُوَ ابْنُ مَيْمُونٍ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي يَعْقُوبَ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ سَعْدٍ مَوْلَى الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ أَرْدَفَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ خَلْفَهُ فَأَسَرَّ إِلَيَّ حَدِيثًا لَا أُحَدِّثُ بِهِ أَحَدًا مِنَ النَّاسِ وَكَانَ أَحَبَّ مَا اسْتَتَرَ بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لِحَاجَتِهِ هَدَفٌ أَوْ حَائِشُ نَخْلٍ قَالَ ابْنُ أَسْمَاءَ فِي حَدِيثِهِ يَعْنِي حَائِطَ نَخْلٍ

[773] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الحمام، باب: ما جاء فی التعری برقم (٤٠١٦) انظر (التحفة) برقم (١١٢٦٦)

[774] اخرجه مسلم [المولف] فی فضائل الصحابة، باب: فضائل عبدالله بن جعفر رضی الله عنهما برقم (٦٢٢) وابو داود فی (سننه) فی الجهاد، باب: ما یومر به من القیام علی الدوات والبهائم برقم (٢٥٤٩) وابن ماجه فی (سننه) فی الطهارة، الارتیاد للغائط والبول برقم (٣٤٠) مختصرا۔ انظر (التحفة) برقم (٥٢١٥)

[774]۔حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اپنے پیچھے سوار کر لیا اور پھر مجھے ایک راز کی بات بتائی، جو میں کسی انسان کو نہیں بتاؤں گا، اور آپ کو قضائے حاجت کے لیے، محبوب ترین اوٹ ٹیلہ یا کھجور کا باغ تھا، ابن اسماء نے اپنی حدیث میں حائط نخل کا معنی نخلستان کیا، ہدف (ٹیلہ)۔

فائدہ:...... قضائے حاجت کے لیے باپردہ جگہ کا انتخاب کرنا چاہیے، تا کہ ستر عورت ہو سکے۔

٢١...... بَابُ بَيَانِ اَنَّ الْجِمَاعِ كَانَ فِيْ اَوَّلَ الْاِسْلَامِ لَا يُوْجِبُ الْغُسْلَ اِلَّا اَنْ يُّنْزِلَ الْمَنِيُّ وَبَيَانَ نَسْخِهٖ وَ اَنَّ الْغُسْلَ يَجِبُ بِالْجِمَاعِ

باب ٢١: پاکستانی نسخہ کی رو سے ترجمہ: آغاز اسلام میں، جب تک منی نہ نکلتی جماع کرنے سے غسل لازم نہیں تھا، اس حکم کے نسخ کا بیان اور غسل جماع سے لازم ہو جاتا ہے'' عربی نسخہ میں ان احادیث کو دو بابوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے، پہلا باب ہے باب ٢١ غسل منی کے نکلنے سے واجب ہوتا ہے

[775] ٨٠۔(٣٤٣)و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَيَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ حُجْرٍ قَالَ يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَنَا وَقَالَ الْآخَرُونَ نَا إِسْمٰعِيلُ وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شَرِيكٍ يَعْنِي ابْنَ أَبِي نَمِرٍ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ الِاثْنَيْنِ اِلَى قُبَآءَ حَتّٰى إِذَا كُنَّا فِي بَنِي سَالِمٍ وَقَفَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى بَابِ عِتْبَانَ فَصَرَخَ بِهٖ فَخَرَجَ يَجُرُّ إِزَارَهٗ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((أَعْجَلْنَا الرَّجُلَ)) فَقَالَ عِتْبَانُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَرَأَيْتَ الرَّجُلَ يُعْجَلُ عَنِ امْرَأَتِهٖ وَلَمْ يُمْنِ مَاذَا عَلَيْهِ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِنَّمَا الْمَآءُ مِنَ الْمَآءِ))

[775]۔عبدالرحمٰن بن ابی سعید خدری اپنے باپ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ میں سوموار کے دن رسول اللہ ﷺ کے ساتھ قبا گیا، جب ہم بنو سالم کے محلّہ میں پہنچے تو رسول اللہ ﷺ عتبان کے دروازے پر رک گئے اور اسے آواز دی، وہ اپنا تہبند گھسیٹتے ہوئے نکلے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ہم نے اس انسان کو جلد بازی میں مبتلا کیا۔''

[775] انفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (٤١٢٢)

تو عتبان نے پوچھا، اے اللہ کے رسول ﷺ! بتائیے، اگر انسان بیوی سے جلدی الگ کر دیا جائے اور منی نہ نکلے تو اسے کیا کرنا چاہیے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، پانی، پانی سے واجب ہوتا ہے، غسل منی نکلنے سے واجب ہوتا ہے۔"

[776] ٨١-(. . .)حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ ثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَهُ أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ حَدَّثَهُ

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ ((إِنَّمَا الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ))

[776]۔حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا پانی پانی سے واجب ہوتا ہے۔

[777] ٨٢-(٣٤٤)حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ قَالَ نَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ نَا أَبِي قَالَ نَا

عَنْ أَبِي الْعَلَاءِ بْنِ الشِّخِّيرِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَنْسَخُ حَدِيثُهُ بَعْضُهُ بَعْضًا كَمَا يَنْسَخُ الْقُرْآنُ بَعْضُهُ

[777]۔ابو العلاء بن شخیر بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ کی حدیث ایک دوسرے کو منسوخ کرتی جس طرح قرآن کا بعض حصہ بعض کو منسوخ کرتا ہے۔

[778] ٨٣-(٣٤٥)حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ ذَكْوَانَ

عَنْ أَبِي سَعِيدِنِ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ مَرَّ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْأَنْصَارِ فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ فَخَرَجَ وَرَأْسُهُ يَقْطُرُ فَقَالَ ((**لَعَلَّنَا أَعْجَلْنَاكَ**)) قَالَ نَعَمْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ ((**إِذَا أُعْجِلْتَ أَوْ أُقْحِطْتَ فَلَا غُسْلَ عَلَيْكَ وَعَلَيْكَ الْوُضُوءُ**)) و قَالَ ابْنُ بَشَّارٍ إِذَا أُعْجِلْتَ أَوْ أُقْحِطْتَ

---

[776] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الطهارة، باب: فی الاكسال برقم (٢١٧) انظر (التحفة) برقم (٤٤٢٤)

[777] انفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (١٩٥٤٩)

[778] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الوضوء، باب: من لم ير الوضوء الا من المخرجين من القبل والدبر، وقول الله تعالى: ﴿او جاء احد منكم من الغائط﴾ برقم (١٨٠) مختصرا- وابن ماجه فی (سننه) فی الطهارة، وسننها، باب: الماء من الماء برقم (٦٠٦) انظر (التحفة) برقم (٣٩٩٩)

[778]۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک انصاری انسان کے امکان سے گزرے تو اسے بلوایا، وہ اس حال میں نکلا کہ اس کے سر سے پانی گر رہا تھا تو آپ نے فرمایا: شاید ہم نے تجھے جلدی کرنے پر مجبور کر دیا۔'' اس نے کہا، ہاں! اے اللہ کے رسول! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تمھیں جلدی کرنی پڑے یا انزال نہ ہو سکے تو تم پر غسل لازم نہیں ہے، اور وضو ضروری ہے۔

[779] ٨٤۔(٣٤٦) حَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ قَالَ نَا حَمَّادٌ قَالَ نَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ ح و حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ نَا أَبُو مُعَاوِيَةَ قَالَ نَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ أَبِي أَيُّوبَ عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الرَّجُلِ يُصِيبُ مِنَ الْمَرْأَةِ ثُمَّ يُكْسِلُ فَقَالَ ((**يَغْسِلُ مَا اَصَابَهُ مِنَ الْمَرْأَةِ ثُمَّ يَتَوَضَّأُ وَيُصَلِّيْ**))

[779]۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے، اس انسان کے بارے پوچھا، جو اپنی بیوی کے پاس جاتا ہے، پھر اسے انزال نہیں ہوتا؟ تو آپ نے فرمایا: ''بیوی سے اسے جو کچھ لگ جائے، اس کو دھولے، پھر وضو کر کے نماز پڑھ لے۔''

مفردات الحدیث ✲ **اقحاط:** اور **اکسال** دونوں سے مراد عدم انزال ہے۔

[780] ٧٥۔(. .) و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنِ الْمَلِيِّ يَعْنِي بِقَوْلِهِ الْمَلِيِّ عَنِ الْمَلِيِّ أَبُو أَيُّوبَ

عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهُ قَالَ فِي الرَّجُلِ يَأْتِي اَهْلَهُ ثُمَّ لَا يُنْزِلُ قَالَ ((**يَغْسِلُ ذَكَرَهُ وَيَتَوَضَّأُ**))

[780]۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے اس انسان کے بارے میں جو اپنی بیوی کے پاس جاتا ہے، انزال نہیں ہوتا۔ فرمایا: وہ اپنے آلہ (عضو) کو دھولے اور وضو کرے۔'' (ملی کا لفظ دونوں حضرات پر اعتماد اور وثوق کے اظہار لیے استعمال کیا گیا ہے)۔

[779] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الغسل، باب: غسل ما يصيب من فرج المراة برقم (٢٩٣) بنحوه۔ انظر (التحفة) برقم (١٢) (٣٤٧٧)

[780] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٧٧٧)

[781] ٨٦-(٣٤٧) و حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا نَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ ح و حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ ذَكْوَانَ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ أَنَّ عَطَاءَ بْنَ يَسَارٍ أَخْبَرَهُ

أَنَّ زَيْدَ بْنَ خَالِدٍ الْجُهَنِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَأَلَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ قَالَ قُلْتُ أَرَأَيْتَ إِذَا جَامَعَ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ وَلَمْ يُمْنِ قَالَ عُثْمَانُ يَتَوَضَّأُ كَمَا ((**يَتَوَضَّأُ لِلصَّلٰوةِ وَيَغْسِلُ ذَكَرَهُ**)) قَالَ عُثْمَانُ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ

[781]۔ حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عثمان بن عفان سے پوچھا، بتایئے، جب انسان اپنی بیوی سے صحبت کرے اور انزال نہ ہو تو کیا کرے؟ عثمان نے جواب دیا، نماز کے وضو کی طرح وضو کرے اور اپنے عضو کو دھولے، عثمان نے بتایا، میں نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے۔

[782] (. . .) وحَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي عَنِ الْحُسَيْنِ قَالَ يَحْيَى وَأَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ أَخْبَرَهُ

أَنَّ أَبَا أَيُّوبَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ ذٰلِكَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

[782]۔ امام صاحب مذکورہ بالا روایت حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں۔

نوٹ: ...... حافظ ابن حجر نے لکھا ہے: اخبرنی ابوسلمہ کا معطوف علیہ مقدر ہے، یعنی اخبرنی بکذا واخبرنی بکذا، گویا یہ مسئلہ ابوایوب رضی اللہ عنہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے سنا اور رسول اللہ ﷺ سے بلا واسطہ بھی سنا۔ تمام روایات مذکورہ بالا میں اوائل اسلام کا حکم بیان کیا گیا ہے، بعد میں سہولت اور تخفیف ختم ہوگئی، آئندہ باب میں غسل کرنے کی روایات آ رہی ہیں۔ (فتح الملہم ج ۱ ص ۴۸۵)

۲۲...... بَابُ: نَسْخِ الْمَاءِ مِنَ الْمَاءِ وَوُجُوبِ الْغُسْلِ بِالْتِقَاءِ الْخِتَانَيْنِ

باب ۲۲: پانی، پانی سے (غسل، انزال سے) منسوخ ہے اور مرد و عورت کا عضو ملنے سے غسل ضروری ہو جاتا ہے

[783] ٨٧-(٣٤٨) و حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَأَبُو غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ ح و حَدَّثَنَاه مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى

---

[781] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الوضوء، باب: من لم یر الوضوء الا من المخرجین من القبل والدبر، وقول الله تعالی: ﴿او جاء احد منکم من الغائط﴾ برقم (١٧٩) وفی الغسل، باب: غسل ما یصیب من فرج المراة برقم (٢٩٢) انظر (التحفة) برقم (٩٨٠١)

[782] تقدم تخریجه برقم (٧٧٧)

[783] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الغسل، باب: اذا التقی الختانان برقم (٢٩١) وابو ←

وَابْنُ بَشَّارٍ قَالُوا حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ وَمَطَرٌ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِي رَافِعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((إِذَا جَلَسَ بَيْنَ شُعَبِهَا الْأَرْبَعِ ثُمَّ جَهَدَهَا فَقَدْ وَجَبَ عَلَيْهِ الْغُسْلُ)) وَفِي حَدِيثِ مَطَرٍ وَإِنْ لَّمْ يُنْزِلْ قَالَ زُهَيْرٌ مِنْ بَيْنِهِمْ ((بَيْنَ شُعَبِهَا الْأَرْبَعِ))

[783]۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا، کہ جب مرد عورت کی چار شاخوں کے درمیان بیٹھے پھر اس کو تھکا دے، یا بھرپور کوشش و محنت کرے تو اس پر غسل واجب ہو جاتا ہے مطر کی حدیث میں یہ اضافہ ہے کہ اگر چہ انزال نہ ہو، اور زہیر نے شعب کی جگہ اشعب کہا۔

مفردات الحدیث ❶ **شعب** شعبه کی جمع ہے۔ ❷ **جلوس بين الشعب،** کا مقصد: مرد کے عضو تناسل کا عورت کی اندام نہانی میں داخل ہو جانا ہے۔ اور ❸ **جهدها** کا مقصد، میاں بیوی کا تعلقات زن وشو کو شروع کر دینا ہے۔

[784] (. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَبَّادِ بْنِ جَبَلَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَدِيٍّ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنِي وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ كِلَاهُمَا عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ شُعْبَةَ ثُمَّ اجْتَهَدَ وَلَمْ يَقُلْ وَإِنْ لَّمْ يُنْزِلْ

[784]۔فرق یہ ہے کہ شعبہ کی اس روایت میں ثم جهدها کی جگہ ثم اجتهد محنت و کوشش کرتا ہے اور ان لم ينزل (اگر چہ انزال نہ ہو) کا لفظ نہیں ہے۔

[785] ۸۸۔(۳۴۹) و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى نَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ نَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ قَالَ نَا حُمَيْدُ بْنُ هِلَالٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ نَا عَبْدُ الْأَعْلَى وَهٰذَا حَدِيثُهُ قَالَ نَا هِشَامٌ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ قَالَ وَلَا أَعْلَمُهُ إِلَّا عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسٰى قَالَ اخْتَلَفَ فِي ذٰلِكَ رَهْطٌ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّونَ لَا يَجِبُ الْغُسْلُ إِلَّا مِنَ الدَّفْقِ أَوْ مِنَ الْمَاءِ وَقَالَ الْمُهَاجِرُونَ بَلْ إِذَا خَالَطَ فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ قَالَ قَالَ أَبُو مُوسٰى فَأَنَا أَشْفِيكُمْ مِنْ ذٰلِكَ فَقُمْتُ فَاسْتَأْذَنْتُ

← داود في (سننه) في الطهارة، باب: في الاكسال برقم (۲۱۶) والنسائي في (المجتبى) ۱/ ۱۱۰۔۱۱۲ في الطهارة، باب: وجوب الغسل اذا التقى الختانان۔ وابن ماجه في (سننه) في الطهارة وسننها، باب: ما جاء في وجوب الغسل اذا التقى الختانان برقم (۶۱۰) انظر (التحفة) برقم (۱۴۶۵۹)

[784] تقدم تخرجه في الحديث السابق (۷۸۱)

[785] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۱۶۲۷۷)

عَلَى عَائِشَةَ فَأُذِنَ لِي فَقُلْتُ لَهَا يَا أُمَّاهْ أَوْ يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أَسْأَلَكِ عَنْ شَيْءٍ وَإِنِّي أَسْتَحْيِيكِ فَقَالَتْ لَا تَسْتَحْيِي أَنْ تَسْأَلَنِي عَمَّا كُنْتَ سَائِلًا عَنْهُ أُمَّكَ الَّتِي وَلَدَتْكَ فَإِنَّمَا أَنَا أُمُّكَ قُلْتُ فَمَا يُوجِبُ الْغُسْلَ قَالَتْ عَلَى الْخَبِيرِ سَقَطْتَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((إِذَا جَلَسَ بَيْنَ شُعَبِهَا الْأَرْبَعِ وَمَسَّ الْخِتَانُ الْخِتَانَ فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ))

[785]۔حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، کہ اس مسئلہ میں مہاجرین اور انصار کے ایک گروہ کا اختلاف ہوا، انصاریوں نے کہا، غسل اس صورت میں فرض ہوتا ہے، جب منی ٹپک کر نکلے یا انزال ہو اور مہاجروں نے کہا، جب مرد، عورت سے صحبت کرے تو غسل واجب ہو جاتا ہے، ابوموسیٰ نے کہا، میں اس مسئلہ میں تمہاری تسلی کیے دیتا ہوں تو میں اٹھا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے باریابی کی اجازت طلب کی، مجھے اجازت دے دی گئی تو میں نے کہا، اے امی جان! یا اے مومنوں کی ماں میں آپ سے ایک مسئلہ پوچھنا چاہتا ہوں، اور مجھے آپ سے شرم بھی آ رہی ہے تو انہوں نے کہا جو بات تم اپنی حقیقی ماں جس کے پیٹ سے تم پیدا ہوئے ہو سے پوچھ سکتے ہو، وہ مجھ سے پوچھنے سے شرم نہ کرو، کیونکہ میں بھی تمہاری ماں ہوں، میں نے پوچھا، غسل کس صورت میں واجب ہوتا ہے؟ انہوں نے کہا تو نے واقف کار سے ہی پوچھا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب مرد عورت کے چاروں کونوں میں بیٹھ جائے، اور ختنے کی جگہ ختنے کی جگہ سے مس کر لے (ذکر، فرج میں داخل ہو جائے) تو غسل واجب ہو گیا۔

مفردات الحدیث ✲ **على الخير سقطت،** محاورہ ہے، جس کا معنی ہوتا ہے، مسئلہ حقیقت سے جو آگاہ ہے تو نے اس سے پوچھا **مس الختان الختان** (کنایہ ہے میاں بیوی کی صحبت اور تعلقات سے، محض چھونا مراد نہیں)۔

[786] ٨٩۔(٣٥٠) حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مَعْرُوفٍ وَهَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ قَالَا نَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عِيَاضُ بْنُ عَبْدِاللَّهِ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللَّهِ عَنْ أُمِّ كُلْثُومٍ

عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ إِنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ عَنِ الرَّجُلِ يُجَامِعُ أَهْلَهُ ثُمَّ يُكْسِلُ هَلْ عَلَيْهِمَا الْغُسْلُ وَعَائِشَةُ جَالِسَةٌ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ((إِنِّي لَأَفْعَلُ ذَلِكَ أَنَا وَهَذِهِ ثُمَّ نَغْتَسِلُ))

[786]۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم ﷺ کی بیوی بیان کرتی ہیں کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے ایسے انسان کے بارے میں پوچھا، جو اپنی بیوی سے صحبت کرتا ہے، پھر انزال نہیں ہوتا، کیا ان پر غسل ہے؟ اور عائشہ رضی اللہ عنہا بھی

[786] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٧٩٨٣)

وہاں بیٹھی ہوئی تھیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں اور یہ (دونوں) یہ کام کرتے ہیں، پھر ہم دونوں نہاتے ہیں۔''

فوائد: ...... ❶ شرعی مصلحت اور ضرورت کے تحت مسئلہ کی وضاحت کے لیے بیوی کی موجودگی میں، یا ماں سے ایسی گفتگو اور سوال جائز ہے، جو عام حالات میں شرم وحیا اور عار کا باعث بنتا ہے، اس لیے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے، عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ سوال کیوں کیا، یا اس آدمی نے عائشہ رضی اللہ عنہا کی موجودگی میں یہ سوال کیوں کیا اور آپ نے اس انداز سے جواب کیوں دیا، وہ وقت شریعت دین کے نزول اور بیان وتوضیح کا تھا، اگر ان مسائل کے پوچھنے میں شرم وحیاء کو حائل کیا جاتا تو ان مسائل کا ہمیں کس طرح علم ہوتا؟ اور ہم دوسروں کو کس طرح بتا سکتے؟ اور ان کی تسلی وتشفی کر پاتے؟ ❷ تمام امت کا اجماع ہے کہ میاں بیوی جب باہمی صحبت کریں اگرچہ انزال نہ بھی ہو تو غسل کرنا لازمی ہے حتیٰ کہ علماء کا اس بات پر اتفاق ہے اگر کوئی انسان ناجائز حرکت کا ارتکاب کرتے ہوئے، جرم وگناہ کا مرتکب ہو اور کسی جانور، مرد، بچہ، زندہ ہو یا مردہ، بالغ ہو یا نابالغ، اپنا عضو اس کے عضو میں داخل کر دیتا ہے۔ انزال ہو یا نہ، انسان ہونے کی صورت میں دونوں پر غسل لازم ہوگا، معصوم، بچہ، بچی کو بھی نہلایا جائے گا۔ اور اس کے لیے انسان کے پورے عضو کا داخل ہونا بھی شرط نہیں ہے، بلکہ حشفہ (سپاری) کا داخل ہونا کافی ہے۔ حتیٰ کہ صحیح بات یہ ہے کہ کپڑا لپیٹ کر، حرکت کرے تو تب بھی غسل لازم ہوگا، اس حرکت کا جرم اور قابل گرفت وتعزیر ہونا اپنی جگہ ہے۔

٢٣...... بَاب: الْوُضُوءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ

باب ٢٣: آگ پر پکی چیز (کھانے) سے وضو کرنا

[787] ٩٠-(٣٥١) وحَدَّثَنَا عَبْدُالْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عَبْدُالْمَلِكِ بْنُ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ أَنَّ خَارِجَةَ بْنَ زَيْدٍ الْأَنْصَارِيَّ أَخْبَرَهُ

أَنَّ أَبَاهُ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((**الْوُضُوءُ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ**))

[787]۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے فرماتے ہوئے سنا، ''آگ سے پکی چیز (کھانے کے بعد) وضو کرو۔''

---

[787] اخرجه النسائي في (المجتبى) في الطهارة، باب: الوضوء مما غيرت النار ١/ ١٠٧۔ انظر (التحفة) برقم (٣٧٠٤)

[788] (٣٥٢) قَالَ ابْنُ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ إِبْرَاهِيمَ بْنِ قَارِظٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ وَجَدَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَتَوَضَّأُ عَلَى الْمَسْجِدِ فَقَالَ إِنَّمَا أَتَوَضَّأُ مِنْ أَثْوَارِ أَقِطٍ أَكَلْتُهَا لِأَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((تَوَضَّؤُوا مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ))

[788]۔عبداللہ بن ابراہیم بن قارظ کی روایت بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو مسجد میں وضو کرتے ہوئے پایا تو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بتایا، میں تو پنیر کے ٹکڑے کھانے سے وضو کر رہا ہوں کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرما رہے تھے، آگ پر پکی چیز سے وضو کرو۔

مفردات الحدیث ❶ **اثوار**: ثور کی جمع، ٹکڑے۔ ❷ **اَقِط**: پنیر۔

[789] (٣٥٣) قَالَ ابْنُ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ وَأَنَا أُحَدِّثُهُ هٰذَا الْحَدِيثَ أَنَّهُ سَأَلَ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ عَنِ الْوُضُوءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ فَقَالَ عُرْوَةُ سَمِعْتُ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ تَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((تَوَضَّؤُوا مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ))

[789]۔ابن شہاب نے کہا، مجھے سعید بن خالد بن عمرو بن عثمان نے بتایا جبکہ میں اسے یہ حدیث سنا رہا تھا، کہ اس نے عروہ بن زبیر سے آگ پر پکی چیز سے وضو کرنے کے بارے میں سوال کیا؟ تو عروہ نے کہا، میں نے ام المومنین عائشہ سے سنا، انہوں نے بتایا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آگ پر پکی چیز سے وضو کرو۔

٢٤...... بَابُ نَسْخِ الْوُضُوءِ مِمَّا مَسَّتِ النَّارُ

باب ٢٤: آگ پر پکی چیز سے وضو کرنا منسوخ ہو چکا ہے

[790] ٩١۔(٣٥٤) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ قَالَ نَا مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَكَلَ كَتِفَ شَاةٍ ثُمَّ ((صَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ))

[788] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٣٥٥٣)

[789] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٦٣٤٣)

[790] اخرجه ابن ماجه فی (سننه) فی الطهارة وسننها، باب: الرخصة فی ذلك برقم (٤٩٠) وهو طريق محمد بن علی۔ واما طريق زهير بن حرب فقد انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٦٤٤٦)

[790]۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بکری کے شانے کا گوشت کھایا، پھر نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔

[791] (۔۔۔)و حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ أَخْبَرَنِي وَهْبُ بْنُ كَيْسَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ح و حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِاللهِ بْنِ عَبَّاسٍ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ح و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ أَكَلَ عَرْقًا أَوْ لَحْمًا ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ وَلَمْ يَمَسَّ مَاءً

[791]۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہڈی پر لگا گوشت یا صرف گوشت کھایا پھر نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا اور نہ پانی کو ہاتھ لگایا۔

مفردات الحدیث ❋ **عرق: ہڈی جس پر تھوڑا سا گوشت ہو۔**

[792] ۹۲۔(۳۵۵)و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ قَالَ نَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ نَا الزُّهْرِيُّ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ أُمَيَّةَ الضَّمْرِيِّ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ رَأَى رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَحْتَزُّ مِنْ كَتِفٍ يَأْكُلُ مِنْهَا ثُمَّ صَلَّى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ

[792]۔جعفر بن عمرو بن امیہ ضمری اپنے باپ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کو دستی کا گوشت چھری سے کاٹ کر کھاتے ہوئے دیکھا، پھر آپ نے نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔

مفردات الحدیث ❋ **یحتز: وہ چھری سے کاٹ رہے تھے، چھری کو سکین اس لیے کہتے ہیں کہ وہ مذبوح چیز کی حرکت کو ختم کر دیتی ہے۔**

---

[791] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الوضوء، باب: من لم یتوضا من لحم الشاة والسویق برقم (۲۰۸) وفی الاذان، باب: اذا دعی الامام الی الصلاة وبیده ما یاکل برقم (۶۷۵) وفی الجهاد، باب: ما یذکر فی السکین برقم (۲۹۲۳) وفی الاطعمة، باب: قطع اللحم بالسکین برقم (۵۴۰۸) وفی باب: شاة مسموطة والکتف والجنب برقم (۵۴۲۲) وفی باب: اذا حضر العشاء فلا یعجل عن عشائه برقم (۵۴۶۲) والترمذی فی (جامعه) فی الاطعمة، باب: ما جاء عن النبی ﷺ من الرخصه فی قطع اللحم بالسکین برقم (۱۸۳۶) وقال: هذا حدیث حسن صحیح۔ وابن ماجه فی (سننه) فی الطهارة، باب: الرخصة فی ذلك برقم (۴۹۰) انظر (التحفة) برقم (۱۰۷۰۰)

[792] تقدم تخریجه فی الحدیث السابق برقم (۷۹۰)

[793] ۹۳-(. .)حَدَّثَنِی أَحْمَدُ بْنُ عِیْسٰی قَالَ نَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِی عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَنْ عَمْرِو بْنِ أُمَیَّةَ الضَّمْرِیِّ عَنْ أَبِیهِ قَالَ رَأَیْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ یَحْتَزُّ مِنْ کَتِفِ شَاةٍ فَأَکَلَ مِنْهَا فَدُعِیَ إِلَی الصَّلٰوةِ فَقَامَ وَطَرَحَ السِّکِّیْنَ وَصَلّٰی وَلَمْ یَتَوَضَّأْ

[793]۔جعفر بن عمرو بن امیہ ضمری اپنے باپ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو چھری سے بکری کی دستی کاٹتے دیکھا، آپ نے اس سے کھایا، پھر آپ کو نماز کے لیے بلایا گیا، آپ اٹھے، چھری پھینک دی، نماز پڑھی اور وضونہیں کیا۔

[794] قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: وَحَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ ، عَنْ أَبِيهِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ بِذٰلِكَ .

[794]۔ابن شہاب نے کہا مجھے علی بن عبداللہ بن عباس نے اپنے باپ سے رسول اللہ ﷺ کا یہی فعل نقل کیا۔

[795] (۳۵۶)قَالَ عَمْرٌو وَحَدَّثَنِی بُکَیْرُ بْنُ الْاَشَجِّ عَنْ کُرَیْبٍ مَوْلَی ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَیْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِیِّ ﷺ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ أَکَلَ عِنْدَهَا کَتِفًا ثُمَّ صَلّٰی وَلَمْ یَتَوَضَّأْ

[795]۔ نبی اکرم ﷺ کی زوجہ میمونہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ان کے ہاں دستی کا گوشت کھایا، پھر نماز پڑھی اور وضونہیں کیا۔

[796] (. .)قَالَ عَمْرٌو حَدَّثَنِی جَعْفَرُ بْنُ رَبِیعَةَ عَنْ یَعْقُوبَ بْنِ الْاَشَجِّ عَنْ کُرَیْبٍ مَوْلَی ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مَیْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِیِّ ﷺ بِذٰلِكَ

[796]۔عمرو نے کہا، مجھے جعفر بن ربیعہ نے یعقوب بن اشج سے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے مولی کریب سے، نبی اکرم ﷺ کی زوجہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے مذکورہ بالا روایت سنائی۔

[793] تقدم تخریجه برقم (۷۸۹)

[794] تقدم

[795] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الوضوء، باب: من مضمض من السویق ولم یتوضاء برقم (۲۱۰) انظر (التحفة) برقم (۱۸۰۸۰)

[796] تقدم تخریجه برقم (۷۹۰)

[797] ٩٤ ـ(٣٥٧)قَالَ عَمْرٌو وَحَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي هِلَالٍ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ عَنْ أَبِي غَطَفَانَ

عَنْ أَبِي رَافِعٍ قَالَ أَشْهَدُ لَكُنْتُ أَشْوِي لِرَسُولِ اللهِ ﷺ بَطْنَ الشَّاةِ ثُمَّ صَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ

[797]۔ حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے لیے بکری کی کلیجی وغیرہ بھونتا تھا (آپ اسے کھاتے) پھر نماز پڑھتے اور وضو نہ کرتے تھے۔

مفردات الحدیث ❶ اشوی: میں بھونتا تھا۔ ❷ بطن الشاۃ: بکری کے پیٹ کی اشیاء (کلیجی، جگر، اوجھڑی)۔

[798] ٩٥ ـ(٣٥٨)حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا لَيْثٌ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِاللهِ بْنِ عَبْدِاللهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ شَرِبَ لَبَنًا ثُمَّ دَعَا بِمَاءٍ فَتَمَضْمَضَ وَقَالَ إِنَّ لَهُ دَسَمًا

[798]۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دودھ نوش فرمایا، پھر پانی طلب کیا اور کلی کی اور فرمایا: اس میں چکناہٹ ہے۔

[799] (. .)وحَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ عِيسٰى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ وَأَخْبَرَنِي عَمْرٌو ح و حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ ح و حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنِي يُونُسُ كُلُّهُمْ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِإِسْنَادِ عُقَيْلٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ مِثْلَهُ

[799]۔ امام صاحب مذکورہ بالا روایت مختلف اساتذہ سے بیان کرتے ہیں۔

[797] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٢٠٣١)

[798] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الوضوء، باب: هل يمضمض من اللبن برقم (٢١١) وفي الاشربة، باب: شراب اللبن برقم (٥٦٠٩) وابو داود في (سننه) في الطهارة، باب: في الوضوء من اللبن برقم (١٩٦) والترمذي في (جامعه) في الطهارة، باب: في المضمضة من اللبن برقم (٨٩) وقال: حديث حسن صحيح۔ والنسائي في (المجتبى من السنن) ١/ ١٠٩ في الطهارة، باب: المضمضة من اللبن۔ وابن ماجه في (سننه) في الطهارة وسننها، باب: المضمضة من شرب اللبن برقم (٤٩٨) بلفظ قريب منه۔ انظر (التحفة) برقم (٥٨٣٣)

[799] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٧٩٦)

[800] ٩٦-(٣٥٩) وحَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ نَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَآءٍ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ جَمَعَ عَلَيْهِ ثِيَابَهُ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّلٰوةِ فَأُتِيَ بِهَدِيَّةِ خُبْزٍ وَّلَحْمٍ فَأَكَلَ ثَلَاثَ لُقَمٍ ثُمَّ صَلَّى بِالنَّاسِ وَمَا مَسَّ مَآءً۔

[800]۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے کپڑے پہنے، پھر نماز کے لیے نکلے تو آپ کو روٹی اور گوشت کا تحفہ پیش کیا گیا، آپ نے تین لقمے تناول فرمائے، پھر لوگوں کو نماز پڑھائی اور پانی کو ہاتھ نہیں لگایا۔

فوائد: ...... ❶ امام مسلم پہلے ان روایات کو لائے ہیں، جن سے ثابت ہوتا ہے کہ آگ پر پکی ہوئی چیز کے کھانے سے وضو کرنا پڑتا ہے، اس کے بعد وہ احادیث لائے ہیں، جن سے ثابت ہوتا ہے کہ آگ پر پکی چیز کھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا، اس اسلوب اور انداز سے معلوم ہوتا ہے کہ امام مسلم کے نزدیک پہلی قسم کی روایات منسوخ ہیں، اس لیے، عربی نسخہ میں دونوں قسم کی احادیث پر الگ الگ باب قائم کیے گئے ہیں، اگرچہ برصغیر کے نسخوں میں، دونوں قسم کی احادیث پر، الوضوء مما مست النار، کا باب قائم کیا گیا ہے اور وضو کے حکم کی صراحت نہیں کی گئی۔ ❷ جمہور سلف وخلف، صحابہ وتابعین اور ائمہ اربعہ کا قول یہی ہے کہ آگ پر پکے کھانے کے استعمال سے وضو نہیں ٹوٹتا، لیکن بعض تابعین، عمر بن عبدالعزیز، زہری، حسن بصری، اور ابو قلابہ کا نظریہ یہ ہے کہ اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، صحیح نظریہ، جمہور کا ہے، کیونکہ خلفائے راشدین کا عمل اس کا مؤید ہے، اور حضرت جابر کی حدیث نسخ پر صراحتاً دلالت کرتی ہے۔ ❸ کھانے کے بعد نماز والے وضو کی ضرورت نہیں ہے، لیکن ہاتھ اور منہ کی صفائی کے لیے بہتر ہے کہ کھانے سے پہلے اور بعد میں ہاتھ، منہ دھو لیے جائیں، کیونکہ کھانا کھانے کے بعد ہاتھ منہ کھانے سے متاثر ہوتے ہیں اور آپ نے دودھ کی چکناہٹ کی بنا پر کلی کی ہے، آج کل کھانے چکناہٹ سے بھرپور ہوتے ہیں۔

[801] (. . .) وحَدَّثَنَاه أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ نَا أَبُو أُسَامَةَ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ كَثِيرٍ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَطَآءٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِمَعْنَى حَدِيثِ ابْنِ حَلْحَلَةَ وَفِيهِ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ شَهِدَ ذٰلِكَ مِنَ النَّبِيِّ ﷺ وَقَالَ صَلَّى وَلَمْ يَقُلْ بِالنَّاسِ

[800] انفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (٦٤٤٦)

[801] انفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (٦٤٤٦)

[801]۔محمد بن عمرو بن عطاء بیان کرتے ہیں میں ابن عباس کے ساتھ تھا پھر اوپر والی حدیث بیان کی اور اس میں ہے کہ ابن عباس نے نبی اکرم ﷺ کو یہ کام کرتے دیکھا اور کہا آپ نے نماز پڑھی یہ نہیں کہا لوگوں کو نماز پڑھائی۔

٢٥...... بَاب: الْوُضُوءِ مِنْ لُّحُومِ الْإِبِلِ

باب ٢٥: اونٹ کے گوشت سے وضو

[802] ٩٧۔(٣٦٠)حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ فُضَيْلُ بْنُ حُسَيْنٍ الْجَحْدَرِيُّ قَالَ نَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَوْهَبٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي ثَوْرٍ

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَأَتَوَضَّأُ مِنْ لُّحُومِ الْغَنَمِ قَالَ ((**إِنْ شِئْتَ فَتَوَضَّأْ وَإِنْ شِئْتَ فَلَا تَوَضَّأْ**)) قَالَ أَتَوَضَّأُ مِنْ لُّحُومِ الْإِبِلِ قَالَ ((**نَعَمْ فَتَوَضَّأْ مِنْ لُّحُومِ الْإِبِلِ**)) قَالَ أُصَلِّيْ فِي مَرَابِضِ الْغَنَمِ قَالَ((**نَعَمْ**)) قَالَ أُصَلِّيْ فِي مَبَارِكِ الْإِبِلِ قَالَ ((**لَا**))

[802]۔حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا، کیا میں بکری کے گوشت سے وضو کروں؟ آپ نے فرمایا: تیری مرضی ہے، چاہو تو وضو کر لو اور چاہو تو وضو نہ کرو۔" اس نے پوچھا: اونٹ کے گوشت سے وضو کروں؟ آپ نے فرمایا: ہاں، اونٹ کے گوشت کے کھانے کے بعد وضو کر، اس نے پوچھا، کیا بکریوں کے باڑے میں نماز پڑھ لوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ اس نے پوچھا: اونٹوں کے بٹھانے کی جگہ پڑھ لوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں۔"

[803] (..)حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ نَا زَائِدَةُ عَنْ سِمَاكٍ ح و حَدَّثَنِي الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّاءَ قَالَ نَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ مُوسٰى عَنْ شَيْبَانَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَوْهَبٍ وَأَشْعَثَ بْنِ أَبِي الشَّعْثَاءِ كُلُّهُمْ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي ثَوْرٍ

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ حَدِيثِ أَبِي كَامِلٍ عَنْ أَبِي عَوَانَةَ

---

[802] اخرجه ابن ماجه فى (سننه) فى الطهارة وسننها، باب: ما جاء فى الوضوء من لحوم الابل برقم (٤٩٥) مختصرا۔ انظر (التحفة) برقم (٢١٣١)

[803] تقدم تخريجه فى الحديث السابق (٨٠٠)

[803]۔امام صاحب اپنے مختلف اساتذہ سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

مفردات الحدیث ❶ مرابض، مربض کی جمع ہے، بکریوں کا باڑہ۔ ❷ مبارك، مبرك کی جمع ہے، اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ، اونٹوں کا باڑہ۔

فوائد :...... ❶ جمہور صحابہ و تابعین اور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک، اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا، احمد بن حنبل، اسحاق بن راھویہ، ابن خزیمہ اور محدثین کے نزدیک اونٹ کے گوشت سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور یہی حق ہے اس کے گوشت کی تاثیر، دوسرے گوشتوں سے جدا ہے۔ ❷ اونٹ ایک زبردست، طاقتور اور شریر حیوان ہے، جس کے لات مارنے کا خطرہ لاحق رہتا ہے، اس لیے ایسی صورت میں جبکہ اس سے خطرہ ہو، اس کے قریب نماز نہیں پڑھنی چاہیے، اس سے فاصلہ پر جہاں خطرہ نہ ہو، نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے، جیسا کہ دوسری روایات سے ثابت ہے۔

۲۶...... باب: الدَّلِيلِ عَلَى اَنَّ مَنْ تَيَقَّنَ الطَّهَارَةَ ثُمَّ شَكَّ فِي الْحَدَثِ فَلَهُ اَنْ يُّصَلِّيَ بِطَهَارَتِهِ تِلْكَ

باب ۲۶: یقینی طہارت کے بعد بے وضو ہو جانے کے شک کی صورت میں پہلی یقینی طہارت ہی سے نماز پڑھ لی جائے گی

[804] ۹۸-(۳۶۱) وحَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ ح و حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ عَمْرٌو حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ

عَنْ سَعِيدٍ وَعَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ عَنْ عَمِّهِ شُكِيَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ الرَّجُلُ يُخَيَّلُ إِلَيْهِ اَنَّهُ يَجِدُ الشَّيْءَ فِي الصَّلَاةِ قَالَ ((لَا يَنْصَرِفُ حَتّٰى يَسْمَعَ صَوْتًا أَوْ يَجِدَ رِيحًا)) قَالَ أَبُو بَكْرٍ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ فِي رِوَايَتِهِمَا هُوَ عَبْدُاللهِ بْنُ زَيْدٍ

[804] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الوضوء، باب: لا يتوضأ من الشك حتى يستيقن برقم (۱۳۷) وفي باب: من لم ير الوضوء، الا من المخرجين من القبل والدبر برقم (۱۷۷) مختصرا- وفي البيوع، باب: من لم ير الوساوس ونحوها من الشبهات برقم (۲۰۵۶) وابو داود في (سننه) في الطهارة، باب: اذا شك في الحديث برقم (۱۷۶) والنسائي في (المجتبى من السنن) ۱/ ۹۹ في الطهارة، باب الوضوء من الريح- وابن ماجه في (سننه) في الطهارة وسننها، باب: لا وضوء الا من حدث برقم (۵۱۳) انظر (التحفة) برقم (۵۲۹٦)

[804]۔سعید اور عباد بن تمیم اپنے چچا سے روایت سناتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ سے ایک انسان کی شکایت کی کہ اسے نماز میں یہ خیال آتا ہے کہ وضوٹوٹ گیا ہے، آپ نے فرمایا: ''اس وقت تک نماز نہ توڑے، جب تک اسے (ہوا نکلنے کی) آواز سنائی نہ دے یا اسے بدبو محسوس نہ ہو۔''

ابوبکر اور زہیر بن حرب نے اپنی روایت میں عباد بن تمیم کے چچا کا نام عبداللہ بن زید بتایا۔

[805] ٩٩-(٣٦٢)و حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا جَرِيرٌ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِذَا وَجَدَ أَحَدُكُمْ فِي بَطْنِهِ شَيْئًا فَأَشْكَلَ عَلَيْهِ أَخَرَجَ مِنْهُ شَيْءٌ أَمْ لَا فَلَا يَخْرُجَنَّ مِنَ الْمَسْجِدِ حَتّٰى يَسْمَعَ صَوْتًا أَوْ يَجِدَ رِيحًا))

[805]۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کسی ایک کو اپنے پیٹ میں گڑبڑ محسوس ہو اور اسے اشتباہ پیدا ہو جائے کہ اس کے پیٹ سے کچھ نکلا ہے یا نہیں تو ہرگز اس وقت تک مسجد سے نہ نکلے، جب تک ریح کی آواز یا بدبو محسوس نہ کرے۔

فائدہ:......اس حدیث سے یہ اصول اور ضابطہ نکلتا ہے کہ لا یزول الیقین بالشك، کہ یقین، شک سے زائل نہیں ہوتا، اور ہر چیز اپنے اصل پر قائم اور برقرار رہے گی، جب تک اس کے خلاف یقین حاصل نہیں ہوتا۔ اس لیے جمہور ائمہ کا موقف یہی ہے کہ وضو اس وقت تک نہیں ٹوٹے گا، جب تک اس کا یقین حاصل نہ ہو۔ ہاں، امام مالک سے دو قول منقول ہیں: (١) شک سے ہر حالت میں (نماز کے اندر اور نماز سے باہر) وضو ٹوٹ جائے گا۔ (٢) اگر نماز شروع نہ کی ہو تو شک سے وضو ٹوٹ جائے گا، لیکن جمہور کا موقف حدیث کے مطابق ہے۔

٢٧...... بَاب: طَهَارَةِ جُلُودِ الْمَيْتَةِ بِالدِّبَاغِ

باب ٢٧: مردار جانور کے چمڑے کے رنگنے سے پاک ہو جانا

[806] ١٠٠-(٣٦٣)و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَجَدَ شَاةً مَيْتَةً أُعْطِيَتْهَا مَوْلَاةٌ لِمَيْمُونَةَ مِنَ الصَّدَقَةِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((هَلَّا انْتَفَعْتُمْ بِجِلْدِهَا قَالُوا إِنَّهَا مَيْتَةٌ فَقَالَ إِنَّمَا حَرُمَ أَكْلُهَا))

[805] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٢٦٠٣)

[806] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الزكاة، باب: الصدقة على موالي ازواج النبي ﷺ برقم (١٤٩٢) وفي البيوع، باب جلود الميتة قبل ان تدبغ برقم (٢٢٢١) مختصرا۔ وفي ←

[806]۔ ہمیں یحییٰ بن یحییٰ، ابوبکر بن ابی شیبہ، عمرو ناقد اور ابن ابی عمر سب نے، ابن عیینہ سے روایت سنائی، یحییٰ نے کہا، ہمیں سفیان بن عیینہ نے زہری سے، عبیداللہ بن عبداللہ کی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسی بکری مردہ پائی جو حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی آزاد کردہ، لونڈی کو صدقہ میں دی گئی، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم نے اس کے چمڑا سے فائدہ کیوں نہیں اٹھایا، انھوں نے کہا یہ مردہ ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا بس اس کا کھانا حرام ہے۔"

ابوبکر اور ابن ابی عمر نے اپنی روایت میں عن ابن عباس، عن میمونہ کہا (روایت ابن عباس کی بجائے میمونہ کی طرف منسوب کی)

فائدہ:...... اس حدیث سے معلوم ہوا، حلال جانور اگر مر جائے تو اس کا چمڑا رنگنے سے پاک ہو جاتا ہے۔

[807] ١٠١-(. . .) وحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ قَالَا نَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِاللهِ بْنِ عُتْبَةَ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ تُصُدِّقَ عَلٰى مَوْلَاةٍ لِمَيْمُونَةَ بِشَاةٍ فَمَاتَتْ فَمَرَّ بِهَا رَسُولُ اللهِ ﷺ فَقَالَ ((**هَلَّا أَخَذْتُمْ إِهَابَهَا فَدَبَغْتُمُوهُ فَانْتَفَعْتُمْ بِهِ فَقَالُوا إِنَّهَا مَيْتَةٌ فَقَالَ إِنَّمَا حَرُمَ أَكْلُهَا**))

[807]۔ مجھے ابو طاہر اور حرملہ نے ابن وہب کے واسطہ سے یونس کی ابن شہاب سے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ کی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت سنائی کہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی آزاد کردہ لونڈی کو ایک بکری صدقہ میں ملی تھی، وہ مرگئی تو رسول اللہ ﷺ اس کے پاس سے گزرے تو آپ نے فرمایا: تم نے اس کا چمڑہ کیوں نہیں اتارا تو تم اسے رنگ لیتے اور اس سے تم فائدہ اٹھا لیتے، انہوں نے کہا: وہ مردہ ہے تو آپ نے فرمایا: بس اس کا کھانا حرام ہے۔"

[808] (. . .) حَدَّثَنَا حَسَنٌ الْحُلْوَانِيُّ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ جَمِيعًا عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ صَالِحٍ

عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ بِنَحْوِ رِوَايَةِ يُونُسَ

← الذبائح والصيد۔ باب: جلود الميتة برقم (٥٥٣١) وابو داود فی (سننه) فی اللباس، باب: فی اهب الميتة برقم (٤١٢٠ و ٤١٢١) والنسائی فی (المجتبی من السنن) فی کتاب الفرع والعشيرة، باب: جلود الميتة ٧/ ١٧٢ ـ انظر (التحفة) برقم (٥٨٣٩)

[807] تقدم تخريجه فی الحديث السابق (٨٠٤)

[808] تقدم برقم (٨٠٤)

[808]۔حسن حلوانی اور عبد بن حمید نے یعقوب بن ابراہیم بن سعد سے، اپنے باپ کی صالح سے، ابن شہاب کی مذکورہ بالا سند سے، یونس کی حدیث کے مفہوم والی روایت سنائی۔

[809] ۱۰۲۔(. . .)و حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِی عُمَرَ وَعَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الزُّهْرِیُّ وَاللَّفْظُ لِابْنِ أَبِی عُمَرَ قَالَا نَا سُفْیَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عَطَآءٍ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ مَرَّ بِشَاةٍ مَطْرُوحَةٍ أُعْطِیَتْهَا مَوْلَاةٌ لِمَیْمُونَةَ مِنَ الصَّدَقَةِ فَقَالَ النَّبِیُّ ﷺ ((أَلَّا أَخَذُوا إِهَابَهَا فَدَبَغُوهُ فَانْتَفَعُوا بِهِ))

[809]۔ہمیں ابن ابی عمر اور عبداللہ بن محمد زہری نے (الفاظ ابن ابی عمر کے ہیں) سفیان کے واسطہ سے عمرو کی عطاء سے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت سنائی کہ رسول اللہ ﷺ ایک مردہ پڑی ہوئی بکری کے پاس سے گزرے، جو میمونہ رضی اللہ عنہا کی باندی کو بطور صدقہ دی گئی تھی۔تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: انہوں نے اس کے چمڑے کو کیوں نہیں اتارا؟ وہ اس کو رنگ لیتے اور فائدہ اٹھا لیتے۔

[810] ۱۰۳۔(۳٦٤)حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ النَّوْفَلِیُّ قَالَ نَا أَبُو عَاصِمٍ قَالَ نَا ابْنُ جُرَیْجٍ أَخْبَرَنِی عَمْرُو بْنُ دِینَارٍ أَخْبَرَنِی عَطَآءٌ مُنْذُ حِینٍ قَالَ أَخْبَرَنِی

ابْنُ عَبَّاسٍ أَنَّ مَیْمُونَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ دَاجِنَةً كَانَتْ لِبَعْضِ نِسَآءِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَمَاتَتْ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((أَلَّا أَخَذْتُمْ إِهَابَهَا فَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ)).

[810]۔حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی کسی زوجہ کی گھر میں پلنے والی بکری مرگئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم نے اس کا چمڑا اتار کر، اس سے فائدہ کیوں نہیں اٹھالیا؟''

[811] ۱۰٤۔(۳٦٥)حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِی شَیْبَةَ قَالَ نَا عَبْدُالرَّحِیمِ بْنُ سُلَیْمَانَ عَنْ عَبْدِالْمَلِكِ بْنِ أَبِی سُلَیْمَانَ عَنْ عَطَآءٍ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ مَرَّ بِشَاةٍ لِمَوْلَاةٍ لِمَیْمُونَةَ فَقَالَ ((أَلَّا انْتَفَعْتُمْ بِإِهَابِهَا))

[809] اخرجه النسائی فی (الفرع والعشیرة) باب: جلود المیتة ۷/ ۱۷۲۔۱۷۳۔ انظر (التحفة) برقم (۵۹٤۷)

[810] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی اللباس، فی اهب المیتة برقم (٤۱۲۰) والنسائی فی (المجتبی) فی الفرع والعشیرة، باب جلود المیتة۔ وابن ماجه فی (سننه) فی اللباس، باب: لبس جلود المیتة اذا دبغت برقم (۳٦۱۰) بنحوه۔ انظر (التحفة) برقم (۱۸۰٦٦ و ۵۸۳۹)

[811] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۵۹۱۱)

[811]۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میمونہ رضی اللہ عنہا کی باندی کی (مردہ) بکری کے پاس سے گزرے تو آپ نے فرمایا، تم نے اس کے چمڑے سے فائدہ کیوں نہیں اٹھایا؟''

[812] ١٠٥ ۔(٣٦٦)حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ انَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ أَنَّ عَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ وَعْلَةَ

أَخْبَرَهُ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((إِذَا دُبِغَ الْإِهَابُ فَقَدْ طَهُرَ))

[812]۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے فرمایا: جب چمڑے کو رنگ لیا گیا تو وہ پاک ہوگیا۔

[813] (. . .)وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ قَالَانَا ابْنُ عُيَيْنَةَ ح وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ ح و حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ

وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ جَمِيعًا عَنْ وَكِيعٍ عَنْ سُفْيَانَ كُلُّهُمْ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ وَعْلَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ يَعْنِي حَدِيثَ يَحْيَى بْنِ يَحْيَى

[813]۔ امام صاحب اپنے مختلف اساتذہ سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

[814] ١٠٦ ۔(. . .)حَدَّثَنِي إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ وَأَبُوبَكْرِ بْنُ إِسْحٰقَ قَالَ أَبُوبَكْرٍ نَا وَقَالَ ابْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ الرَّبِيعِ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ حَدَّثَهُ قَالَ رَأَيْتُ عَلَى ابْنِ وَعْلَةَ السَّبَإِيِّ فَرْوًا فَمَسِسْتُهُ فَقَالَ مَا لَكَ تَمَسُّهُ قَدْ سَأَلْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ قُلْتُ إِنَّا نَكُونُ بِالْمَغْرِبِ وَمَعَنَا الْبَرْبَرُ وَالْمَجُوسُ نُؤْتَى بِالْكَبْشِ قَدْ ذَبَحُوهُ وَنَحْنُ لَا نَأْكُلُ ذَبَائِحَهُمْ وَيَأْتُونَا بِالسِّقَاءِ يَجْعَلُونَ فِيهِ الْوَدَكَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَدْ سَأَلْنَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ ((دِبَاغُهُ طَهُورُهُ))

[812] اخرجه ابوداود فی (سننه) فی اللباس، باب: فی اهب المیتة برقم (٤١٢٣) والترمذی فی (جامعه) فی اللباس، باب: ما جاء فی جلود المیتة اذا دبغت برقم (١٧٢٨) والنسائی فی (المجتبی من السنن) ٨/ ١٧٣ فی الفرع والعشیرة، باب جلود المیتة ٧/ ١٧٣ وابن ماجه فی (سننه) فی اللباس، باب: لبس جلود المیتة اذا دبغت برقم (٣٦٠٩) انظر (التحفة) برقم (٥٨٢٢)

[813] تقدم تخریجه فی الحدیث السابق (٨١٠)

[814] تقدم برقم (٨١٠)

[814]۔ ابو الخیر سے روایت ہے کہ میں نے علی بن وعلہ سبائی کو ایک پوستین (چمڑے کا کوٹ) پہنے ہوئے دیکھا، میں نے اس کو چھوا تو اس نے کہا، اس کو کیوں چھوتے ہو؟ میں نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا تھا، ہم مغرب میں رہتے ہیں، اور ہمارے ساتھ بربر اور مجوسی رہتے ہیں، ہمارے پاس مینڈھا لایا جاتا ہے، جسے انہوں نے ذبح کیا ہوتا ہے اور ہم ان کے ذبیحہ کیے ہوئے جانور نہیں کھاتے، وہ ہمارے پاس مشکیزہ لاتے ہیں، جس میں وہ چربی ڈالتے ہیں تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جواب دیا، ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے بارے میں پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کو رنگنا، اس کو پاک کر دیتا ہے۔''

[815] ۱۰۷۔(. . .)و حَدَّثَنِي إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ وَأَبُوبَكْرِ بْنُ إِسْحٰقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الرَّبِيعِ قَالَ انَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ حَدَّثَهُ قَالَ

حَدَّثَنِي ابْنُ وَعْلَةَ السَّبَإِيُّ قَالَ سَأَلْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ قُلْتُ إِنَّا نَكُونُ بِالْمَغْرِبِ فَيَأْتِينَا الْمَجُوسُ بِالْأَسْقِيَةِ فِيهَا الْمَاءُ وَالْوَدَكُ فَقَالَ اشْرَبْ فَقُلْتُ أَرَأْيٌ تَرَاهُ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((دِبَاغُهُ طَهُورُهُ))

[815]۔ ابن وعلہ سبائی سے روایت ہے کہ میں نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا، ہم مغرب میں رہتے ہیں تو ہمارے پاس مجوسی پانی اور چربی کے مشکیزے لاتے ہیں تو انہوں نے کہا، پی لیا کرو، میں نے پوچھا، کیا آپ اپنی رائے سے بتا رہے ہیں؟ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جواب دیا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: اس کو رنگنا اس کو پاک کر دیتا ہے۔

مفردات الحدیث ❶ **اسقیہ: سقاء،** کی جمع ہے۔ چمڑے کے مشکیزہ کو کہتے ہیں۔ ❷ **دباغت:** ہر اس چیز سے جائز ہے جو کھال کی رطوبت کو خشک کر کے، اس کی بدبو کو زائل کر دے، اور کھال سڑنے گلنے سے محفوظ ہو جائے۔

فائدہ :...... احادیث مذکورہ بالا میں صرف جائز حیوانات کا یا مجوسیوں کے مشکیزوں کا تذکرہ ہے، حلال جانور کی کھال کے دباغت سے پاک ہونے میں کوئی اختلاف نہیں، حلت وحرمت سے قطع نظر، عمومی طور پر ائمہ کے مختلف نظریات ہیں: (۱) امام شافعی کے نزدیک، سور اور کتے کے سوا ہر ایک مردہ جانور کی کھال، اندر اور باہر سے پاک ہو جاتی ہے، اس لیے اس میں خشک اور تر ہر قسم کی چیز رکھی جا سکتی ہے۔ (۲) امام مالک اور امام احمد رحمہما اللہ کا مشہور قول یہ ہے دباغت سے کسی مردہ جانور کی کھال پاک نہیں ہوتی۔ حضرت عمر اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف یہی قول منسوب ہے۔ (۳) امام اوزاعی، ابن المبارک اور اسحق بن راہویہ کا نظریہ یہ ہے کہ صرف حلال جانور کی

[815] تقدم برقم (۸۱۰)

کھال رنگنے سے پاک ہوتی ہے، حرام جانور کی کھال پاک نہیں ہوتی۔ (۴) امام ابوحنیفہ کے نزدیک خنزیر کے سوا ہر مردار جانور کی کھال رنگنے سے پاک ہو جاتی ہے۔ (۵) امام مالک کا دوسرا قول یہ ہے، رنگنے سے سب کھالیں پاک ہو جاتی ہیں، مگر صرف باہر سے، اندر سے نہیں، اس لیے ان میں کوئی تر چیز نہیں ڈالی جا سکتی۔ (۶) ہر جانور کی کھال، اندر اور باہر سے رنگنے سے پاک ہو جاتی ہے، امام ابو یوسف اور داؤد ظاہری کا یہی موقف ہے۔ (۷) بلا رنگے ہوئے ہی مردہ جانور کی کھال سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے، امام زہری اور بعض شافعیوں کا یہی نظریہ ہے۔

۲۸...... بَابُ التَّيَمُّمِ

باب ۲۸: تیمّم کا بیان

[816] ۱۰۸۔(۳۶۷) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ حَتّٰى إِذَا كُنَّا بِالْبَيْدَاءِ أَوْ بِذَاتِ الْجَيْشِ انْقَطَعَ عِقْدٌ لِي فَأَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الْتِمَاسِهِ وَأَقَامَ النَّاسُ مَعَهُ وَلَيْسُوا عَلَى مَاءٍ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ فَأَتَى النَّاسُ إِلٰى أَبِي بَكْرٍ فَقَالُوا أَلَا تَرٰى إِلٰى مَا صَنَعَتْ عَائِشَةُ أَقَامَتْ بِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَبِالنَّاسِ مَعَهُ وَلَيْسُوا عَلَى مَاءٍ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَاضِعٌ رَأْسَهُ عَلَى فَخِذِي قَدْ نَامَ فَقَالَ حَبَسْتِ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَالنَّاسَ وَلَيْسُوا عَلَى مَاءٍ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ قَالَتْ فَعَاتَبَنِي أَبُو بَكْرٍ وَقَالَ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَقُولَ وَجَعَلَ يَطْعُنُ بِيَدِهِ فِي خَاصِرَتِي فَلَا يَمْنَعُنِي مِنَ التَّحَرُّكِ إِلَّا مَكَانُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ عَلَى فَخِذِي فَنَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى أَصْبَحَ عَلَى غَيْرِ مَاءٍ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ آيَةَ التَّيَمُّمِ فَتَيَمَّمُوا فَقَالَ أُسَيْدُ بْنُ الْحُضَيْرِ وَهُوَ أَحَدُ النُّقَبَاءِ مَا هِيَ بِأَوَّلِ بَرَكَتِكُمْ يَا آلَ أَبِي بَكْرٍ فَقَالَتْ عَائِشَةُ فَبَعَثْنَا الْبَعِيرَ الَّذِي كُنْتُ عَلَيْهِ فَوَجَدْنَا الْعِقْدَ تَحْتَهُ۔

[816] اخرجه البخاري في (صحيحه) في التيمم، باب ۱ برقم (۳۳۴) وفي فضائل الصحابة، باب: قول النبي ﷺ (لو كنت متخذا خليلا برقم (۳۶۷۲) وفي التفسير، باب: ﴿فلم تجدوا ماء فتيمموا صعيدا طيبا﴾ برقم (۴۶۰۷) وفي الحدود، باب: من ادب اهله غير دون السلطان برقم (۶۸۴۴) مختصراً۔ وفي النكاح، باب: قول الرجل لصاحبه: هل اعرستم الليلة برقم (۵۲۵۰) والنسائي في (المجتبى من السنن) في الطهارة، باب: بدء التيمم۔ انظر (التحفة) برقم (۱۷۵۱۹)

[816]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کسی سفر میں نکلے جب ہم مقام بیداء یا ذات الجیش پر پہنچے تو میرا ہار ٹوٹ کر گر گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تلاش کی خاطر ٹھہر گئے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی آپ کے ساتھ رک گئے، اس جگہ پانی نہ تھا، اور لوگوں کے پاس بھی (پہلے سے) موجود نہ تھا۔ لوگ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، اور کہا، کیا آپ کو پتہ نہیں، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کیا کیا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھ لوگوں کو روک رکھا ہے، نہ اس جگہ پانی ہے اور نہ ہی لوگوں کے پاس پانی موجود ہے، ابوبکر اس حالت میں تشریف لائے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری ران پر سر رکھ کر سو چکے تھے، اور کہا تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں کو روک رکھا ہے جبکہ یہاں پانی نہیں ہے اور لوگوں کے پاس بھی پانی نہیں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، ابوبکر نے مجھے ڈانٹا اور جو کچھ اللہ کو منظور تھا کہا، اور اپنے ہاتھ سے میری کوکھ میں کچوکے لگانے لگے، اور مجھے صرف اس چیز نے حرکت کرنے سے روکے رکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر میری ران پر رکھا ہوا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پانی کے بغیر ہی صبح تک سوئے رہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے تیمّم کی آیت اتاری تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے تیمّم کیا۔ اسید بن حضیر جو نقباء میں سے ہیں، نے کہا اے ابوبکر کی اولاد! یہ آپ کی پہلی برکت نہیں ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا، ہم نے اس اونٹ کو جس پر میں سوار تھی اٹھایا تو ہمیں اس کے نیچے سے ہار مل گیا۔

مفردات الحدیث ❊ ❶ **نقباء**، **نقیب** کی جمع ہے، ذمہ دار، نگران و محافظ۔ ❷ **عقد**: ہار۔

[817] ۱۰۹۔(..) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا أَبُو أُسَامَةَ ح و حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ نَا أَبُو أُسَامَةَ وَابْنُ بِشْرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا اسْتَعَارَتْ مِنْ أَسْمَآءَ قِلَادَةً فَهَلَكَتْ فَأَرْسَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ نَاسًا مِنْ أَصْحَابِهِ فِي طَلَبِهَا فَأَدْرَكَتْهُمُ الصَّلٰوةُ فَصَلَّوْا بِغَيْرِ وُضُوءٍ فَلَمَّا أَتَوُا النَّبِيَّ ﷺ شَكَوْا ذٰلِكَ إِلَيْهِ فَنَزَلَتْ آيَةُ التَّيَمُّمِ فَقَالَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ جَزَاكِ اللّٰهُ خَيْرًا فَوَاللّٰهِ مَا نَزَلَ بِكِ أَمْرٌ قَطُّ إِلَّا جَعَلَ اللّٰهُ لَكِ مِنْهُ مَخْرَجًا وَّجَعَلَ لِلْمُسْلِمِينَ فِيهِ بَرَكَةً

[817]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کہ اس نے اسماء رضی اللہ عنہا سے عاریۃً ہار لیا، اور وہ ضائع ہو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کچھ ساتھیوں کو اس کی تلاش کی خاطر بھیجا، انہیں نماز کے وقت نے آلیا تو انہوں نے بغیر وضو کے نماز پڑھ

[817] اخرجه البخاري في (صحيحه) في النكاح، باب: استعارة الثياب للعروس وغيرها برقم (٥١٦٤) وفي فضائل الصحابة، فضل عائشة رضي الله عنها برقم (٣٧٧٣) وابن ماجه في (سننه) في الطهارة وسننها، باب: ما جاء في السبب برقم (٥٦٨) انظر (التحفة) برقم (١٦٨٠٢ و ١٧١٨٨)

لی، اور جب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اس بات کی شکایت کی، اس پر تیمّم کی آیت اتری تو اسید بن حضیر نے کہا، (اے عائشہ!) اللہ آپ کو بہترین جزا دے، اللہ کی قسم! آپ کسی پریشانی میں مبتلا ہوتی ہیں تو اللہ تعالیٰ آپ کے لیے اس سے نکلنے کی سبیل راہ پیدا کر دیتا ہے، اور وہ چیز مسلمانوں کے لیے باعث برکت بنتی ہے۔

فوائد:...... ❶ اس حدیث سے ثابت ہے اگر کسی انسان کو پانی اور مٹی دونوں میسر نہ ہوں تو وہ بلا وضو نماز پڑھ لے اور اس مسئلہ میں ائمہ کا اختلاف ہے۔ امام احمد، امام شافعی اور اکثر محدثین کا خیال یہ ہے کہ بلا وضو نماز پڑھ لے، پھر جب پانی مل جائے تو امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک نماز دوبارہ پڑھنی ہوگی۔ امام احمد، مزنی، سحنون اور ابن منذر کے نزدیک نماز دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ امام بخاری کا رجحان بھی اسی طرف ہے اور حدیث کا تقاضا بھی یہی ہے کیونکہ آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اعادہ کرنے کا حکم نہیں دیا۔ (۲) امام مالک اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک نماز پڑھنا ضروری ہے (بقول شوکانی) پھر امام مالک کے نزدیک اعادہ نہیں ہے اور ابوحنیفہ کے نزدیک اعادہ ضروری ہے لیکن بقول مولانا شبیر احمد عثمانی امام مالک کے نزدیک نماز نہیں پڑھے گا، اور قضائی بھی نہیں دے گا، جیسا کہ حائضہ کا حکم ہے اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک نماز نہیں پڑھے گا لیکن قضائی ضروری ہے اور صاحبین کے نزدیک نماز نہیں پڑھے گا، محض نمازیوں کی مشابہت اختیار کرے گا، پھر قضائی ضروری ہوگی۔ (۳) بلا وضو وقت پر نماز پڑھنا مستحب ہے اور بعد میں قضائی لازم بھی ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو فاقد الطہورین اس لیے قرار دیا گیا ہے کہ پانی موجود نہیں تھا اور تیمم کا حکم ابھی نازل نہیں ہوا تھا، اس لیے انہوں نے بلا وضو نماز پڑھ لی اور بعد میں آ کر آپ کو بتا دیا۔ ❷ آپ نے اسید بن حضیر کو ہار کی تلاش کے لیے بھیجا، ہار نہ ملا تو وہ واپس آ گئے۔ صبح جب کوچ کے لیے اونٹ اٹھایا تو انہیں وہاں سے ہار مل گیا۔ ❸ سفر میں پانی نہ ملے تو تیمم کرنا جائز ہے۔

[818] ۱۱۰۔(۳٦٨) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ جَمِيعًا عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ قَالَ أَبُوبَكْرٍ حَدَّثَنَا أَبُومُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ

عَنْ شَقِيقٍ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا مَّعَ عَبْدِاللّٰهِ وَأَبِي مُوْسٰى فَقَالَ أَبُو مُوْسٰى يَا أَبَا عَبْدِالرَّحْمٰنِ أَرَأَيْتَ لَوْ أَنَّ رَجُلًا أَجْنَبَ فَلَمْ يَجِدِ الْمَآءَ شَهْرًا كَيْفَ يَصْنَعُ بِالصَّلٰوةِ

[818] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی التیمم، باب: اذا خاف الجنب علی نفسه المرض او الموت او خاف العطش تیمم برقم (٣٤٥) و (٣٤٦ و ٣٤٧) وابو داود فی (سننه) فی الطهارة، باب: التیمم برقم (٣٢١) والنسائی فی (المجتبی من السنن) ١/ ١٧٠-١٧١ فی الطهارة، باب: تیمم الجنب۔ انظر (التحفة) برقم (١٠٣٦٠)

فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ لَا يَتَيَمَّمُ وَإِنْ لَمْ يَجِدِ الْمَاءَ شَهْرًا فَقَالَ أَبُو مُوسٰى فَكَيْفَ بِهٰذِهِ الْآيَةِ فِي سُورَةِ الْمَائِدَةِ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ لَوْ رُخِّصَ لَهُمْ فِي هٰذِهِ الْآيَةِ لَأَوْشَكَ إِذَا بَرَدَ عَلَيْهِمُ الْمَاءُ أَنْ يَتَيَمَّمُوا بِالصَّعِيدِ فَقَالَ أَبُو مُوسٰى لِعَبْدِاللّٰهِ أَلَمْ تَسْمَعْ قَوْلَ عَمَّارٍ بَعَثَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي حَاجَةٍ فَأَجْنَبْتُ فَلَمْ أَجِدِ الْمَاءَ فَتَمَرَّغْتُ فِي الصَّعِيدِ كَمَا تَمَرَّغُ الدَّابَّةُ ثُمَّ أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ إِنَّمَا ((كَانَ يَكْفِيكَ أَنْ تَقُولَ بِيَدَيْكَ هٰكَذَا)) ثُمَّ ضَرَبَ بِيَدَيْهِ الْأَرْضَ ضَرْبَةً وَاحِدَةً ثُمَّ مَسَحَ الشِّمَالَ عَلَى الْيَمِينِ وَظَاهِرَ كَفَّيْهِ وَوَجْهَهُ فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ أَوَلَمْ تَرَ عُمَرَ لَمْ يَقْنَعْ بِقَوْلِ عَمَّارٍ

[818]۔ شقیق سے روایت ہے کہ میں عبداللہ اور ابوموسیٰ کی خدمت میں حاضر تھا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے ابوعبدالرحمٰن سے پوچھا، بتائیے، اگر انسان جنبی ہو جائے اور ایک ماہ تک اسے پانی نہ ملے تو وہ تیمّم نہ کرے؟ تو نماز کا کیا کرے؟ اس پر عبداللہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا، وہ تیمّم نہ کرے، اگرچہ اسے ایک ماہ تک پانی نہ ملے تو اس پر ابوموسیٰ نے کہا تو سورۃ مائدہ کی اس آیت کا کیا مطلب، ''اگر تم پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی سے تیمّم کرو۔'' اس پر عبداللہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا، اگر انہیں اس آیت کی بنا پر رخصت دے دی جائے تو خطرہ ہے، جب انہیں پانی ٹھنڈا محسوس ہوگا تو وہ مٹی سے تیمّم کر لیں گے تو ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ، نے عبداللہ رضی اللہ عنہ سے کہا، کیا آپ نے عمار رضی اللہ عنہ کی یہ بات نہیں سنی کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے ایک ضرورت کے لیے بھیجا، میں جنبی ہوگیا، اور مجھے پانی نہ ملا تو میں، چوپائے کی طرح زمین پر لوٹ پوٹ ہوا (اور نماز پڑھ لی) پھر میں نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا اور آپ سے اس کا تذکرہ کیا تو آپ نے فرمایا: تیرے لیے بس اپنے دونوں ہاتھوں سے اس طرح کرنا کافی تھا۔'' پھر اپنے دونوں ہاتھ ایک ہی دفعہ زمین پر مارے، پھر بائیں ہاتھ کو دائیں پر اور اپنی دونوں ہتھیلیوں کی پشت پر اور اپنے چہرے پر ملا تو عبداللہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا، کیا تمہیں معلوم نہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ نے عمار کے قول پر قناعت واطمینان کا اظہار نہیں کیا۔

فوائد:...... ❶ اس حدیث سے معلوم ہوا اگر پانی نہ ملے تو غسل جنابت کی جگہ وہی تیمّم کافی ہوگا، جو وضو کے قائم مقام ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں کو ایک دفعہ مٹی پر مارا جائے گا اور اگر ان پر تنکے لگ جائیں، یا مٹی زیادہ لگ جائے تو ان پر پھونک مار کر، منہ اور دونوں ہاتھوں پر کلائی تک مسح کر لیں گے اور اس سے نماز پڑھ لیں گے۔ ❷ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے قول پر قناعت نہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے کہا تھا، آپ بھی اس سفر میں میرے ساتھ تھے اور آپ کے سامنے یہ واقعہ پیش آیا تھا لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ واقعہ

یاد نہیں تھا، اس لیے انہوں نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو حدیث بیان کرنے سے نہیں روکا، صرف اپنی موجودگی کا انکار کیا، امام احمد، امام اسحاق اور محدثین کا موقف اس روایت کے مطابق ہے اور یہی صحیح اور مختار ہے۔ ❸ جنابت کی صورت میں اگر پانی نہ ملے تو تیمم کر کے نماز پڑھنے پر امت کا اجماع ہے، حضرت عمر اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سدذریعہ کے طور پر، جنابت کی صورت میں تیمم کی اجازت نہیں دیتے تا کہ لوگ اس رخصت سے غلط فائدہ نہ اٹھائیں، وگرنہ حضرت عمر، حضرت عمار رضی اللہ عنہما اور دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم کو ان احادیث کے بیان کرنے سے روک دیتے۔

[819] ١١١۔(. . .)و حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ قَالَ نَا عَبْدُالْوَاحِدِ قَالَ نَا الْأَعْمَشُ

عَنْ شَقِيقٍ قَالَ قَالَ أَبُو مُوْسَى لِعَبْدِاللّٰهِ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِقِصَّتِهِ نَحْوَ حَدِيثِ أَبِي مُعَاوِيَةَ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((**إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيكَ أَنْ تَقُولَ هٰكَذَا**)) وَضَرَبَ بِيَدَيْهِ إِلَى الْأَرْضِ فَنَفَضَ يَدَيْهِ فَمَسَحَ وَجْهَهُ وَكَفَّيْهِ

[819]۔ شقیق سے روایت ہے کہ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے عبداللہ سے پوچھا، پھر اوپر والی حدیث واقعہ سمیت بیان کی اتنا فرق ہے، اس میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تیرے لیے اس طرح کرنا ہی کافی تھا، اور دونوں ہاتھ زمین پر مارے اور اپنے دونوں ہاتھ جھاڑے اور اپنے چہرے اور ہتھیلیوں پر مسح کیا۔

[820] ١١٢۔(. . .)حَدَّثَنِي عَبْدُاللّٰهِ بْنُ هَاشِمٍ الْعَبْدِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى يَعْنِي ابْنَ سَعِيدٍ الْقَطَّانَ عَنْ شُعْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِي الْحَكَمُ عَنْ ذَرٍّ

عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبْزٰى عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَجُلًا أَتٰى عُمَرَ فَقَالَ إِنِّي أَجْنَبْتُ فَلَمْ أَجِدْ مَاءً فَقَالَ لَا تُصَلِّ فَقَالَ عَمَّارٌ أَمَا تَذْكُرُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ أَنَا وَأَنْتَ فِي سَرِيَّةٍ فَأَجْنَبْنَا فَلَمْ نَجِدْ مَاءً فَأَمَّا أَنْتَ فَلَمْ تُصَلِّ وَأَمَّا أَنَا فَتَمَعَّكْتُ فِي التُّرَابِ وَصَلَّيْتُ

[819] تقدم فی الحدیث السابق برقم (٨١٦)

[820] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی التیمم، باب: المتیمم هل ینفخ فیهما برقم (٣٣٨) مختصرا۔ وفی باب: التیمم للوجه الکفین برقم (٣٣٩ و ٣٤٠ و ٣٤١ و ٣٤٢ و ٣٤٣) وابو داود فی (سننه) فی الطهارة، باب: التیمم برقم (٣٢٢ و ٣٢٣ و ٣٢٤ و ٣٢٥ و ٣٢٦ و ٣٢٧ و ٣٢٨) والترمذی فی (جامعه) فی الطهارة، باب: ما جاء فی التیمم (١٤٤) والنسائی فی (المجتبی من السنن) فی الطهارة، باب التیمم فی الحضر وفی باب: نوع آخر من التیمم والنفخ فی الیدین ١/ ٦٨ و ١/ ١٦٩ وابن ماجه فی (سننه) فی الطهارة وسننها، باب: ما جاء فی التیمم ضربة واحدة برقم (٥٦٩) انظر (التحفة) برقم (١٠٣٦٢)

فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((إِنَّمَا كَانَ يَكْفِيكَ أَنْ تَضْرِبَ بِيَدَيْكَ الْأَرْضَ ثُمَّ تَنْفُخَ ثُمَّ تَمْسَحَ بِهِمَا وَجْهَكَ وَكَفَّيْكَ)) فَقَالَ عُمَرُ اتَّقِ اللّٰهَ يَا عَمَّارُ قَالَ إِنْ شِئْتَ لَمْ أُحَدِّثْ بِهِ قَالَ الْحَكَمُ وَحَدَّثَنِيهِ ابْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ اَبْزٰى عَنْ أَبِيهِ مِثْلَ حَدِيثِ ذَرٍّ قَالَ وَحَدَّثَنِي سَلَمَةُ عَنْ ذَرٍّ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ الَّذِي ذَكَرَ الْحَكَمُ فَقَالَ عُمَرُ نُوَلِّيكَ مَا تَوَلَّيْتَ

[820]۔سعید بن عبدالرحمٰن بن ابزیٰ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، اور پوچھا، میں جنبی ہوگیا اور پانی نہ ملا تو انہوں نے جواب دیا، نماز نہ پڑھ تو عمار نے کہا، اے امیرالمومنین! کیا آپ کو یاد نہیں، جب میں اور آپ ایک جنگی پارٹی کے ساتھ تھے تو ہم جنبی ہو گئے، اور ہمیں پانی نہ ملا تو آپ نے نماز نہ پڑھی اور میں مٹی میں لوٹ پوٹ ہوگیا، اور نماز پڑھ لی تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تیرے لیے بس اتنا ہی کافی تھا کہ تم اپنے دونوں ہاتھ زمین پر مارتے، پھران میں پھونک مار کر، ان دونوں سے اپنے چہرے سے اور اپنی ہتھیلیوں کا مسح کر لیتے۔'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا، اے عمار! اللہ سے ڈر، عمار نے جواب دیا، اگر آپ چاہتے ہیں تو میں یہ واقعہ بیان نہیں کرتا، حکم نے کہا یہی روایت مجھے ابن عبدالرحمٰن بن ابزیٰ نے اپنے باپ سے، ذر کی حدیث کی طرح سنائی، راوی نے کہا اور مجھے سلمہ نے ذر سے حکم والی سند سے بتایا کہ حضرت عمر نے کہا، آپ جس چیز کے والی (ذمہ دار) بنتے ہیں، ہم اس کو تیرے سپرد کرتے ہیں (تم اپنے اعتماد پر یہ روایت بیان کر سکتے ہو)

[821] ۱۱۳۔(. . .) وحَدَّثَنِي إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ انا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ قال انا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ قَالَ سَمِعْتُ ذَرًّا

عَنِ ابْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ اَبْزٰى قَالَ قَالَ الْحَكَمُ وَقَدْ سَمِعْتُهُ مِنَ ابْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ اَبْزٰى عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَجُلًا اَتٰى عُمَرَ فَقَالَ اِنِّي أَجْنَبْتُ فَلَمْ أَجِدْ مَاءً وَسَاقَ الْحَدِيثَ وَزَادَ فِيهِ قَالَ عَمَّارٌ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِنْ شِئْتَ لِمَا جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيَّ مِنْ حَقِّكَ لَا أُحَدِّثُ بِهِ أَحَدًا وَّلَمْ يَذْكُرْ حَدَّثَنِي سَلَمَةُ عَنْ ذَرٍّ

[821]۔ابن عبدالرحمٰن بن ابزیٰ اپنے باپ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور پوچھا، میں جنبی ہوگیا اور مجھے پانی نہ ملا، اور مذکورہ بالا حدیث بیان کی اور اس میں یہ اضافہ کیا، عمار رضی اللہ عنہ نے کہا، اے امیرالمومنین! اگر آپ چاہیں کیونکہ اللہ نے مجھ پر آپ کا حق رکھا ہے، میں یہ حدیث کسی کو نہ سناؤں گا، لیکن اس میں مجھے سلمہ نے ذر سے سنایا، والا ٹکڑا نہیں بیان کیا۔

[821] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٨١٨)

[822] ١١٤ـ(٣٦٩)قَالَ مُسْلِم وَرَوَى اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ هُرْمُزَ عَنْ عُمَيْرٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُولُ أَقْبَلْتُ أَنَا وَعَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ يَسَارٍ مَوْلَى مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ حَتّٰى دَخَلْنَا عَلٰى أَبِي الْجَهْمِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ الصِّمَّةِ الْأَنْصَارِيِّ فَقَالَ أَبُو الْجَهْمِ أَقْبَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ نَحْوِ بِئْرِ جَمَلٍ فَلَقِيَهُ رَجُلٌ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلَيْهِ حَتّٰى أَقْبَلَ عَلَى الْجِدَارِ فَمَسَحَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ ثُمَّ رَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ

[822]۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے آزاد کردہ غلام بیان کرتے ہیں کہ میں اور عبدالرحمٰن بن یسار جو نبی اکرم ﷺ کی زوجہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے مولیٰ ہیں، ابوالجہم بن حارث بن صمہ انصاری کے پاس پہنچے تو ابوجہم نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ بئر جمل نامی جگہ سے تشریف لائے تو آپ کو ایک آدمی ملا، اس نے آپ کو سلام کہا تو آپ نے اس کے سلام کا جواب نہ دیا، حتیٰ کہ آپ ایک دیوار کی طرف بڑھے، اور آپ نے اپنے چہرے اور دونوں ہاتھوں پر مسح کیا، پھر اس کے سلام کا جواب دیا۔

فوائد: ...... ❶ امام مسلم نے یہاں، اپنے اور لیث بن سعد کے درمیان والے راوی کا نام نہیں لیا، اس لیے اس روایت کو معلق قرار دیا گیا ہے۔ امام بخاری نے یہ روایت یحییٰ بن بکیر عن اللیث بیان کی ہے، امام نووی کے بقول مسلم میں بارہ یا چودہ معلق روایات ہیں۔ ❷ امام مسلم رحمہ اللہ نے حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے مولیٰ کا نام عبدالرحمٰن بن یسار بیان کیا ہے جبکہ دوسرے ائمہ (بخاری، ابوداؤد، نسائی وغیرہم) نے اس کا نام عبداللہ بن یسار بتایا ہے۔ ❸ امام مسلم نے یہ روایت ابوالجہم انصاری سے روایت کی ہے، جبکہ امام بخاری نے اس کا نام ابوالجہیم لیا ہے اور یہی درست ہے۔ ❹ بلا اجازت کچی دیوار پر مسح کرنا درست ہے، ہاتھ مارنے سے دیوار کو نقصان نہیں پہنچتا، اور کچی دیوار سے تیمم کرنا صحیح ہے۔ ❺ ضرورت کے تحت اگر پانی موجود نہ ہو، اور فوری ضرورت ہو تو تیمم کرنا حضر میں بھی جائز ہے، نیز اس حدیث سے معلوم ہوا، آپ سلام کا جواب بھی طہارت کی حالت میں دینا بہتر خیال فرماتے تھے۔

[823] ١١٥ـ(٣٧٠)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَ نَا أَبِي قَالَ نَا سُفْيَانُ عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ نَافِعٍ

[822] اخرجه البخاري في (صحيحة) في التيمم، باب: التيمم في الحضر اذا لم يجد الماء وخاف فوت الصلاة برقم (٣٣٧) وابو داود في (سننه) في الطهارة، باب: التيمم في الحضر برقم (٣٢٩) والنسائي في (المجتبى) في الباب: التيمم في الحضر برقم ١/ ١٦٤ـ انظر (التحفة) برقم (١١٨٨٥)

[823] اخرجه ابو داود في (سننه) في الطهارة، باب: ايرد السلام وهو يبول برقم (١٦) ←

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَجُلًا مَرَّ وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَبُولُ فَسَلَّمَ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ

[823]۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص گزرا، جبکہ رسول اللہ ﷺ پیشاب کر رہے تھے تو اس نے سلام کہا، آپ نے اسے سلام کا جواب نہ دیا۔

فائدہ: ...... دوسری روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے پیشاب سے فراغت کے بعد سلام کہا تھا، لیکن آپ نے عدم طہارت کی بنا پر جواب نہیں دیا، بول و براز کی حالت میں سلام کہنا اور اس کا جواب دینا، آداب واخلاق کے منافی ہے، امام ابوحنیفہ کے نزدیک موذن، نمازی، قاری اور خطیب سلام کے جواب دینے کا پابند نہیں، دل میں جواب دے لے۔ امام محمد کے نزدیک فراغت کے بعد جواب دے۔ اور امام ابو یوسف کے نزدیک جواب نہیں دے گا۔

۲۹...... بَابٌ: الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ الْمُسْلِمَ لَا يَنْجُسُ

باب ۲۹: مسلمان کے پلید نہ ہونے کی دلیل

[824] (۳۷۱) حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا يَحْيَى يَعْنِي ابْنَ سَعِيدٍ قَالَ حُمَيْدٌ ثَنَا ح و حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيلِ قَالَ حَدَّثَنَا بَكْرُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ أَبِي رَافِعٍ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ لَقِيَهُ النَّبِيُّ ﷺ فِي طَرِيقٍ مِنْ طُرُقِ الْمَدِينَةِ وَهُوَ جُنُبٌ فَانْسَلَّ فَذَهَبَ فَاغْتَسَلَ فَتَفَقَّدَهُ النَّبِيُّ ﷺ فَلَمَّا جَاءَهُ قَالَ ((أَيْنَ كُنْتَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ)) قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ لَقِيتَنِي وَأَنَا جُنُبٌ فَكَرِهْتُ أَنْ أُجَالِسَكَ حَتَّى أَغْتَسِلَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((سُبْحَانَ اللّٰهِ إِنَّ الْمُؤْمِنَ لَا يَنْجُسُ))

← والترمذي في (جامعه) في الطهارة، باب: كراهية رد السلام غير متوضى برقم (۹۰) وقال: هذا حديث حسن صحيح۔ وفي الاستئذان برقم؟ والنسائي في (المجتبى من السنن) في الطهارة، باب: السلام على من يبول ۱/ ۳۵۔۳۶۔ وابن ماجه في (سننه) في الطهارة وسننها، باب: الرجل يسلم وهو يبول برقم (۳۵۳) انظر (التحفة) برقم (۷۶۹۰۶)

[824] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الغسل، باب: عرق الجنب، وان المسلم لا ينجس برقم (۲۸۳) وفي باب: الجنب يخرج ويمشي في السوق وغيره برقم (۲۸۵) بنحوه مختصرا۔ وابو داود في (سننه) في الطهارة، باب: في الجنب يصافح برقم (۲۳۱) والترمذي في (جامعه) ←

[824]۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اسے جنابت کی حالت میں رسول اللہ ﷺ مدینہ کے راستوں میں سے کسی راستہ پر ملے اور وہ کھسک کر چلے گئے اور غسل کیا تو نبی اکرم ﷺ نے اسے تلاش کیا، جب وہ آپ کی خدمت میں آئے تو آپ نے فرمایا، اے ابوہریرہ! تم کہاں تھے؟ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول ﷺ! جب آپ سے میری ملاقات ہوئی تو میں جنابت کی حالت میں تھا، اس لیے غسل کیے بغیر آپ کے پاس بیٹھنا میں نے ناپسند کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سبحان اللہ! مومن نجس پلید نہیں ہوتا۔

[825] ۱۱۶۔(۳۷۲) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُوكُرَيْبٍ قَالَانَا وَكِيعٌ عَنْ مِسْعَرٍ عَنْ وَاصِلٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ

عَنْ حُذَيْفَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ لَقِيَهُ وَهُوَ جُنُبٌ فَحَادَ عَنْهُ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ كُنْتُ جُنُبًا قَالَ إِنَّ الْمُسْلِمَ لَا يَنْجَسُ

[825]۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اسے ملے، جبکہ وہ جنبی تھا، وہ آپ سے الگ ہوگیا اور غسل کیا، پھر آ کر عرض کیا میں جنبی تھا۔ آپ نے فرمایا: ''مسلمان پلید نہیں ہوتا۔''

فائدہ: ...... جنابت، ایک حکمی نجاست ہے، حقیقی نجاست نہیں ہے، اس لیے جنابت کی صورت میں، انسان کا جسم پلید نہیں ہوتا۔ کافر کی نجاست بھی اعتقادی اور باطنی نجاست ہے، ظاہری طور پر وہ نجس نہیں ہوتا۔

۳۰...... بَاب: ذِكْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى فِي حَالِ الْجَنَابَةِ وَغَيْرِهَا

باب ۳۰: جنابت وغیرہا کی صورت میں اللہ کا ذکر کرنا

[826] ۱۱۷۔(۳۷۳) حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسٰى قَالَا نَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ خَالِدِ بْنِ سَلَمَةَ عَنِ الْبَهِيِّ عَنْ عُرْوَةَ

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَذْكُرُ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ أَحْيَانِهِ

← في الطهارة، باب: ما جاء في مصافحة الجنب برقم (۱۲۱) بنحوه۔ واخرجه النسائي في (المجتبى من السنن) في الطهارة، باب: مماسة الجنب ومجالسته ۱/ ۱۴۵۔۱۴۶۔ وابن ماجه في (سننه) في الطهارة وسننها، باب: مصافحة برقم (۵۳۴) انظر (التحفة) برقم (۱۴۶۴۸)

[825] اخرجه ابو داود في (سننه) في الطهارة، باب: في الجنب يصافح برقم (۲۳۰) والنسائي في (المجتبى) في الطهارة، باب: مماسة الجنب ومجالسته ۱/ ۱۲۸۔ وابن ماجه في (سننه) في الطهارة وسننها، باب: مصافحة الجنب برقم (۵۳۵) بلفظ قريب منه مطولا۔ انظر (التحفة) برقم (۳۳۳۹)

[826] اخرجه ابوداود في (سننه) في الطهارة، باب: في الرجل يذكر الله تعالى على غير طهر

[826]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ تمام اوقات میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے تھے۔

فائدہ :...... اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ زندگی کے تمام حالات میں اللہ کو یاد فرماتے تھے، کھاتے، پیتے سوتے، جاگتے، مسجد میں داخل اور خارج ہوتے۔ بیت الخلاء میں داخل اور خارج ہوتے، اس طرح ہر حالت میں اللہ کو یاد فرماتے، اس حدیث سے یہ بھی استدلال کیا گیا ہے کہ آپ ضرورت کے وقت بے وضو بھی اللہ کا ذکر فرماتے تھے، لیکن جس طرح بیت الخلاء میں بیٹھ کر یا جماع کی حالت میں ذکر واذکار درست نہیں ہے، یا ان حالات میں قرآن مجید کی تلاوت نہیں ہو سکتی، اسی طرح جنابت اور حیض کی حالت میں قرآن کی تلاوت درست نہیں ہے۔ جمہور ائمہ کا یہی موقف ہے اور یہی درست ہے، وگرنہ اگر کل احیان کے عموم کی رو سے، حیض اور جنابت میں قرآن پڑھنا درست ہے تو پھر بیت الخلاء اور جماع کی حالت میں بھی جائز ہونا چاہیے، وہ بھی کل احیان میں داخل ہیں، جبکہ حدیث کا اصل مقصد زندگی کے ہر مرحلہ اور ہر موڑ پر اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا مقصود ہے ہر حالت اور ہر وقت مراد نہیں ہے اگر ہر حالت اور ہر وقت مراد ہے تو آپ نے پیشاب کرنے کے بعد سلام کا جواب کیوں نہ دیا؟

٣١.. بَاب جَوَازِ أَكْلِ الْمُحْدِثِ الطَّعَامَ وَأَنَّهُ لَا كَرَاهَةَ فِي ذٰلِكَ وَأَنَّ الْوُضُوءَ لَيْسَ عَلَى الْفَوْرِ

باب ٣١: بے وضو کھانا کھانا بلا کراہت جائز ہے اور وضو کا فوری طور پر کرنا لازم نہیں ہے

[827] ١١٨ ـ (٣٧٤) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ وَأَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ قَالَ يَحْيٰى أَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ وَقَالَ أَبُو الرَّبِيعِ نَا حَمَّادٌ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ مِنَ الْخَلَاءِ فَأُتِيَ بِطَعَامٍ فَذَكَرُوا لَهُ الْوُضُوءَ فَقَالَ ((أُرِيدُ أَنْ أُصَلِّيَ فَأَتَوَضَّأَ))

[827]۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ بیت الخلاء سے نکلے تو آپ کے سامنے کھانا پیش کیا گیا، لوگوں نے آپ سے وضو کا تذکرہ کیا، آپ نے فرمایا: ”کیا میں نماز پڑھنا چاہتا ہوں کہ وضو کروں؟“

فائدہ :...... بالاتفاق وضو کے بغیر کھانا پینا اور ذکر واذکار کرنا اور زبانی تلاوت کرنا جائز ہے، یہی حدیث اس کی دلیل ہے۔

برقم (١٨) والترمذی فی (جامعه) فی الدعوات، باب: ما جاء فی ان دعوة المسلم مستجابة برقم (٣٣٨٤) وقال: هذا حديث غريب لا نعرفه الا من حديث يحيى بن زكريا بن زائدة۔ وابن ماجه فی (سننه) فی الطهارة وسننها، باب: ذكر الله عزوجل على الخلاء والخاتم فی الخلاء برقم (٣٠٢) انظر (التحفة) برقم (١٦٣١١)

[827] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٥٦٥٩)

[828] ۱۱۹۔(. . .)و حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ

سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ ﷺ فَجَاءَ مِنَ الْغَائِطِ وَأُتِيَ بِطَعَامٍ فَقِيلَ لَهُ أَلَا تَوَضَّأُ فَقَالَ ((لِمَ أَأُصَلِّي فَأَتَوَضَّأَ))

[828]۔حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے پاس تھے، آپ قضائے حاجت کے بعد آئے اور آپ کو کھانا پیش کیا گیا اور آپ سے پوچھا گیا کیا آپ وضو نہیں فرمائیں گے؟ تو آپ نے پوچھا، کیوں؟ کیا میں نماز پڑھنے لگا ہوں کہ وضو کروں؟''

[829] ۱۲۰۔(. . .)وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ الطَّائِفِيُّ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ مَوْلَى آلِ السَّائِبِ أَنَّهُ سَمِعَ

عَبْدَ اللهِ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ ذَهَبَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِلَى الْغَائِطِ فَلَمَّا جَاءَ قُدِّمَ لَهُ طَعَامٌ فَقِيلَ يَا رَسُولَ اللهِ أَلَا تَوَضَّأُ قَالَ ((لِمَ أَلِلصَّلٰوةِ))

[829]۔حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ قضائے حاجت کے لیے تشریف لے گئے تو جب واپس آئے آپ کے حضور کھانا پیش کیا گیا، اور کہا گیا اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا آپ وضو نہیں فرمائیں گے؟ آپ نے جواب دیا: ''کس وجہ؟ کیا نماز کے لیے؟''

[830] ۱۲۱۔(. . .)و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَبَّادِ بْنِ جَبَلَةَ قَالَ نَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ نَا سَعِيدُ بْنُ حُوَيْرِثٍ أَنَّهُ سَمِعَ

ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَضَى حَاجَتَهُ مِنَ الْخَلَاءِ فَقُرِّبَ إِلَيْهِ طَعَامٌ فَأَكَلَ وَلَمْ يَمَسَّ مَاءً قَالَ وَزَادَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قِيلَ لَهُ إِنَّكَ لَمْ تَوَضَّأْ قَالَ((مَا أَرَدْتُ صَلٰوةً فَأَتَوَضَّأَ))وَزَعَمَ عَمْرٌو أَنَّهُ سَمِعَ مِنْ سَعِيدِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ

[830]۔حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے بیت الخلاء والی ضرورت پوری کی تو آپ کے قریب کھانا لایا گیا، آپ نے کھانا تناول فرمایا اور پانی کو ہاتھ تک نہیں لگایا اور ابن جریج کا قول ہے کہ مجھے عمرو بن

[828] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٨٢٥)
[829] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٥٦٥٩)
[830] تقدم تخريجه برقم (٨٢٥)

دینار نے سعید بن حویرث سے یہ چیز زائد بتائی کہ نبی اکرم ﷺ سے عرض کیا گیا، آپ نے وضو نہیں فرمایا؟ آپ نے جواب دیا: میں نے نماز پڑھنے کا ارادہ نہیں کیا، کہ وضو کروں'' اور عمرو کا قول ہے اس نے سعید بن حویرث سے سنا ہے۔

۳۲...... بَاب: مَا يَقُولُ إِذَا أَرَادَ دُخُولَ الْخَلَاءِ

باب ۳۲: جب بیت الخلاء میں جانے کا ارادہ ہو تو انسان کونسی دعا پڑھے گا؟

[831] ۱۲۲ ـ(۳۷۵)حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ انَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ وَقَالَ يَحْيَى أَيْضًا أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ كِلَاهُمَا عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ

عَنْ أَنَسٍ فِي حَدِيثِ حَمَّادٍ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ وَفِي حَدِيثِ هُشَيْمٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا دَخَلَ الْكَنِيفَ قَالَ اَللّٰهُمَّ إِنِّي ((أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ))

[831]۔حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حماد کے الفاظ ہیں: كان رسول الله ﷺ اذا دخل الخلاء ، رسول اللہ ﷺ جب بیت الخلاء میں داخل ہوتے، اور ہشیم کے الفاظ ہیں: ان رسول الله ﷺ اذا دخل الكنيف ، بے شک رسول اللہ ﷺ جب بیت الخلاء میں داخل ہوتے تھے تو فرماتے: اللهم انى اعوذبك من الخبث والخبائث ، اے اللہ! میں مذکر اور مؤنث جنات سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔''

مفردات الحدیث ❶ **کنیف:** ٹائلٹ، لیٹرین۔ **خُبُث:** خبيث کی جمع ہے، جن، شیطان یا گندی اور نجس حرکت، قول ہو یا فعل۔ ❷ **خبائث:** خبيثة کی جمع ہے، مؤنث شیطان، اس سے مراد معاصی اور افعال مذمومہ بھی ہوتے ہیں۔

فائدہ :...... پیشاب و پاخانہ کی جگہیں، ناپاک اور نجس ہوتی ہیں، اس لیے مذکر و مؤنث شیاطین ان جگہوں میں آتے جاتے رہتے ہیں، اس لیے قضائے حاجت سے پہلے یہ دعا پڑھ لینی چاہیے تا کہ انسان اس تکلیف دہ مخلوق سے محفوظ رہے، حدیث کا اصل مقصد یہی ہے اگر چہ لفظ کے عموم کے اعتبار سے نجاستوں اور معاصی سے پناہ مانگنا بھی ضمنی طور پر اس میں داخل ہو سکتا ہے۔

[832] (. . .) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ وَهُوَ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ ((أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ))

[831] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۱۰٦٤)

[832] اخرجه النسائى فى (المجتبى من السنن) فى الطهارة ، باب: ما يقول الرجل اذا دخل ←

[832]۔ہمیں ابوبکر بن ابی شیبہ اور زہیر بن حرب دونوں نے اسماعیل (جو علیہ کا بیٹا ہے) کے واسطہ سے عبدالعزیز سے اوپر والی سند سے روایت بیان کی اور دعا کے یہ الفاظ بیان کیے: اعوذ بالله من الخبث والخبائث۔

٣٣...... بَاب: الدَّلِيلِ عَلَى أَنَّ نَوْمَ الْجَالِسِ لَا يَنْقُضُ الْوُضُوءَ

باب ۳۳: بیٹھے بیٹھے سونے والے کی نیند سے وضو نہیں ٹوٹتا

[833] ١٢٣ ـ(٣٧٦) حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا إِسْمٰعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ ح و حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ قَالَ ثَنَا عَبْدُالْوَارِثِ كِلَاهُمَا عَنْ عَبْدِالْعَزِيزِ

عَنْ أَنَسٍ قَالَ أُقِيمَتِ الصَّلٰوةُ وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ نَجِيٌّ لِرَجُلٍ وَفِي حَدِيثِ عَبْدِالْوَارِثِ وَنَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ يُنَاجِي الرَّجُلَ فَمَا قَامَ إِلَى الصَّلٰوةِ حَتّٰى نَامَ الْقَوْمُ۔

[833]۔حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نماز کے لیے تکبیر کہہ دی گئی اور رسول اللہ ﷺ ایک انسان سے سرگوشی میں مصروف تھے اور عبدالوارث کی روایت میں نجی الرجل کی بجائے یناجی الرجل ہے، ایک انسان سے آہستہ آہستہ بات چیت فرما رہے تھے تو آپ نماز کے لیے تشریف نہیں لائے حتیٰ کہ لوگ سو گئے۔

[834] ١٢٤ ـ(. . .) حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ قَالَ نَا أَبِي قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِالْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ سَمِعَ

أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ أُقِيمَتِ الصَّلٰوةُ وَالنَّبِيُّ ﷺ يُنَاجِي رَجُلًا فَلَمْ يَزَلْ يُنَاجِيهِ حَتّٰى نَامَ أَصْحَابُهُ ثُمَّ جَاءَ فَصَلّٰى بِهِمْ

[834]۔حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نماز کے لیے تکبیر کہہ دی گئی جبکہ رسول اللہ ﷺ ایک آدمی سے سرگوشی فرما رہے تھے اور آپ سرگوشی فرماتے رہے، یہاں تک کہ آپ کے ساتھی سو گئے، پھر آپ نے آکر نماز پڑھائی۔

فائدہ:......نماز کے انتظار میں اگر انسان بیٹھا بیٹھا سو جائے اور نیند اس قدر گہری نہ ہو کہ انسان کو وضو ٹوٹنے کا پتہ ہی نہ چلے، ان کا ادراک بدستور قائم ہو، جس سے ہوا خارج ہونے کا پتہ چل جائے تو پھر وضو نہیں ٹوٹے گا،

← الخلاء ١/ ٢٠ـ وابن ماجه في (سننه) في الطهارة وسننها، باب: ما يقول الرجل اذا دخل الخلاء برقم (٢٩٨) انظر (التحفة) برقم (٩٩٧)

[833] اخرجه النسائي في (المجتبى من السنن) باب الامامة، باب: الامام تعرض له الحاجة بعد الاقامة۔ ٢/ ١٧٥ انظر (التحفة) (١٠٠٣)

[834] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الاستئذان، باب: طول النجوى برقم (٦١٩٢) انظر (التحفة) برقم (١٠٢٣)

اگر حواس معطل ہو جائیں اور گہری نیند کی بنا پر ادراک وشعور قائم نہ رہے تو نیند مظنہ ہے وضو ٹوٹنے کا، اس لیے یوں سمجھا جائے گا کہ وضو ٹوٹ گیا ہے۔

[835] ۱۲۵۔(...) و حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ الْحَارِثِيُّ قَالَ نَا خَالِدٌ وَهُوَ ابْنُ الْحَارِثِ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ

أَنَسٍ يَقُوْلُ كَانَ أَصْحَابُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَنَامُونَ ثُمَّ يُصَلُّونَ وَلَا يَتَوَضَّؤُنَ قَالَ قُلْتُ سَمِعْتَهُ مِنْ أَنَسٍ قَالَ إِي وَاللّٰهِ

[835]۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ سو جاتے تھے، پھر وضو کیے بغیر نماز پڑھ لیتے، میں نے قتادہ سے پوچھا، آپ نے یہ حدیث انس رضی اللہ عنہ سے سنی ہے؟ اس نے کہا، ہاں، اللہ کی قسم!

[836] ۱۲۶۔(...) حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ صَخْرٍ الدَّارِمِيُّ قَالَ نَا حَبَّانُ قَالَ نَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ

عَنْ أَنَسٍ أَنَّهُ قَالَ أُقِيمَتْ صَلٰوةُ الْعِشَآءِ فَقَالَ رَجُلٌ لِي حَاجَةٌ فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ يُنَاجِيهِ حَتّٰى نَامَ الْقَوْمُ أَوْ بَعْضُ الْقَوْمِ ثُمَّ صَلُّوْا

[836]۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عشاء کی نماز کے لیے اقامت کہہ دی گئی تو ایک آدمی نے (رسول اللہ ﷺ سے) کہا، مجھے ایک ضرورت ہے، آپ کھڑے ہو کر اس سے سرگوشی کرنے لگے حتیٰ کہ لوگ سو گئے یا کچھ لوگ سو گئے، پھر سب نے نماز پڑھی۔

فائدہ ...... احادیث کا مقصد یہ ہے کہ نیند سے وضو نہیں ٹوٹتا، لیکن نیند اگر گہری ہو تو ہوا کے خارج ہو جانے کا احتمال ہے، اس لیے نیند وضو ٹوٹنے کا محل اور موقع ہے، اس لیے اس کا انحصار انسان کے حواس پر ہے، اگر یہ خطرہ اور اندیشہ ہو کہ ہوا خارج ہو گئی ہے لیکن گہری نیند ہونے کی بنا پر پتہ نہیں چلا تو وضو ٹوٹ جائے گا۔ اگر یہ خطرہ نہ ہو، بلا سبب وقرینہ محض شک وشبہ ہو تو وضو نہیں ٹوٹے گا۔

[835] اخرجه الترمذی فی (جامعه) فی الطهارة، باب: ما جاء فی الوضوء من النوم برقم (۷۸) انظر (التحفة) برقم (۱۲۷۱)

[836] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الطهارة، باب: فی الوضوء من النوم برقم (۲۰۱) انظر (التحفة) برقم (۳۲۱)

حدیث نمبر 837 سے 1160 تک

۴...... كِتَابُ الصَّلَاةِ

٤. نماز کا بیان

۱...... بَابُ: بَدْءُ الْأَذَانِ

باب ۱: اذان کی ابتدا

[837] ۱-(۳۷۷) حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ قَالَ أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَا أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ ح حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ نَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ مَوْلَى ابْنِ عُمَرَ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ: كَانَ الْمُسْلِمُونَ حِينَ قَدِمُوا الْمَدِينَةَ يَجْتَمِعُونَ فَيَتَحَيَّنُونَ الصَّلَوَاتِ وَلَيْسَ يُنَادِي بِهَا أَحَدٌ فَتَكَلَّمُوا يَوْمًا فِي ذٰلِكَ فَقَالَ بَعْضُهُمُ اتَّخِذُوا نَاقُوسًا مِثْلَ نَاقُوسِ النَّصَارٰى وَقَالَ بَعْضُهُمْ قَرْنًا مِثْلَ قَرْنِ الْيَهُودِ فَقَالَ عُمَرُ أَوَلَا تَبْعَثُونَ رَجُلًا يُنَادِي بِالصَّلٰوةِ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((يَا بِلَالُ قُمْ فَنَادِ بِالصَّلٰوةِ))

[837]۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے بتایا کہ جب مسلمان مدینہ آئے تو وہ اکٹھے ہو جاتے اور نمازوں کے وقت کا اندازہ کر لیتے، اس کے لیے کوئی پکارتا نہیں تھا، ایک دن انہوں نے اس کے بارے میں گفتگو کی تو بعض نے کہا، عیسائیوں کے ناقوس جیسا ایک ناقوس بنا لو، اور بعض نے کہا، یہود کے قرن جیسا قرن بنا لو، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا تم ایک آدمی ہی کیوں مقرر نہیں کر لیتے جو نماز کے لیے منادی کرے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے بلال! اٹھو اور نماز کے لیے بلاؤ۔

---

[837] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الاذان برقم (٦٠٤) والترمذی فی (جامعه) فی الصلاة، باب: ما جاء فی بدء الاذان برقم (١٩٠) ٢/ ١٤٣ و ١٤٤ والنسائی فی (المجتبی من السنن) فی الاذان، باب: بدء الاذان۔ انظر (التحفة) برقم (٧٧٧٥)

مفردات الحدیث ❶ آذان: آ گاہ کرنا، اطلاع دینا۔ یتحینون: وقت کا اندازہ لگاتے۔ ❷ الصلاۃ: (۱) اکثر اہل علم (اہل عربیت ہوں یا فقہاء) کے نزدیک اس کا معنی دعا ہے، کیونکہ نماز دعا پر مشتمل ہے۔ (۲) کلمہ شہادت کے بعد دین میں نماز کا دوسرا درجہ ہے، گویا دین میں دوسرے نمبر پر ہے۔ اس لیے اس کو صلوٰۃ کا نام دیا گیا ہے جیسا کہ گھوڑ دوڑ میں دوسرے نمبر پر آنے والے گھوڑے کو مصلی کہتے ہیں۔ (۳) یہ صلوین سے ماخوذ ہے، یہ وہ دو ہڈیاں ہیں (سرین میں) جو رکوع و سجود میں حرکت کرتی ہیں۔ (۴) صلوۃ کا معنی رحمت ہے، کیونکہ رحمت الٰہی کا سبب ہے، اس کا اصل معنی اقبال علی الشئی، کسی چیز کی طرف پوری طرح متوجہ ہونا، کیونکہ انسان کی پوری توجہ اللہ تعالیٰ کی طرف مبذول ہوتی ہے۔ ❸ ناقوس: عیسائی بڑی لکڑی پر چھوٹی لکڑی مار کر، نماز کا اعلان کرتے تھے۔ ❹ قرن: نرسنگا، جو یہودی بجاتے تھے۔

فائدہ:...... اس حدیث میں اذان کی صرف ابتدائی صورت بیان کی گئی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مشورہ سے نماز کے لیے الصلاۃ جامعۃ کے الفاظ سے اطلاع دی جاتی تھی بعد میں حضرت عبداللہ بن زید بن عبدربہ کو خواب میں موجودہ اذان سکھائی گئی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بھی اسی قسم کا خواب نظر آیا، اور حضور کی خدمت میں پیش کیا گیا، حضرت بلال کی آواز بلند تھی، اس لیے ان کو مؤذن مقرر کر دیا گیا، بعض حضرات نے ضعیف احادیث کے سہارا پر یہ دعویٰ کیا ہے کہ آپ کو آسمانوں پر لے جا کر اذان کے کلمات سنوائے گئے یا شب معراج میں آپ کو اذان کی وحی کی گئی، اور آپ نے حضرت بلال کو اذان سکھا دی، مگر سوال یہ ہے کہ معراج کا واقعہ تو مکہ مکرمہ میں پیش آ چکا تھا، اگر اس وقت آپ نے بلال رضی اللہ عنہ کو اذان سکھا دی تھی تو پھر ہجرت کے بعد باہمی مشورہ کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ اور ابتدائی شکل میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مشورہ سے اعلان کرنے پر عمل کیوں ہوا؟

۲...... باب: الامر بشفع الاذان وایتار الاقامة

باب ۲: اذان کے کلمات دو دو مرتبہ اور تکبیر اکہری کہنے کا حکم

[838] ۲۔(۳۷۸) حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ نَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ ح و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ أَنَا إِسْمٰعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ جَمِيعًا عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ

[838] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الاذان، باب: بدء الاذان برقم (٦٠٣) وفي باب الاذان مثنى مثنى برقم (٦٠٥ و ٦٠٦) مطولا۔ وفي باب: الاقامة واحدة الى قوله: (قد قامت الصلاة) برقم (٦٠٧) وفي احاديث الانبياء، باب: ما ذكر عن اسرائيل برقم (٣٤٥٧) وابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: في الاقامة برقم (٥٠٨ و ٥٠٩) والترمذي في (جامعه) في الصلاة، باب: ما جاء في افراد الاقامة برقم (١٩٣) والنسائي في (المجتبى من السنن) في الاذان، باب تثنية الاذان ٢/ ٣ وابن ماجه في (سننه) في الاذان والسنة فيها، باب: افراد الاقامة برقم (٧٢٩ و ٧٣٠) انظر (التحفة) برقم (٩٤٣)

عَنْ أَنَسٍ قَالَ أُمِرَ بِلَالٌ أَنْ يَّشْفَعَ الْأَذَانَ وَيُوتِرَ الْإِقَامَةَ زَادَ يَحْيٰى فِي حَدِيْثِهٖ عَنِ ابْنِ عُلَيَّةَ فَحَدَّثْتُ بِهٖ أَيُّوبَ فَقَالَ إِلَّا الْإِقَامَةَ

[838] ۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بلال کو حکم دیا گیا کہ وہ اذان کے کلمات دو دو دفعہ کہیں اور اقامت (تکبیر) میں ایک ایک بار، یحیٰ نے اپنی روایت میں، ابن عطیہ سے یہ اضافہ بیان کیا کہ میں نے یہ روایت، ایوب کو سنائی تو اس نے کہا قد قامت الصلوٰۃ کے سوا (کیونکہ یہ الفاظ دو دفعہ کہنے ہوتے ہیں)

[839] ٣۔(. . .) و حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ قَالَ اَنَا عَبْدُالْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ قَالَ نَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ ذَكَرُوا أَنْ يُّعْلِمُوا وَقْتَ الصَّلٰوةِ بِشَيْءٍ يَّعْرِفُونَهٗ فَذَكَرُوا أَنْ يُّنَوِّرُوا نَارًا أَوْ يَضْرِبُوا نَاقُوسًا فَأُمِرَ بِلَالٌ أَنْ يَّشْفَعَ الْأَذَانَ وَيُوتِرَ الْإِقَامَةَ

[839] ۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نمازیوں کی تعداد بڑھ گئی تو انہوں نے آپس میں اس مسئلہ پر گفتگو کی کہ کسی ایسی چیز کے ذریعہ نماز کے وقت کا اعلان کریں، جس کو لوگ پہچان لیا کریں (تاکہ نماز کے لیے بروقت آسکیں) تو انہوں نے اس چیز کا بھی ذکر کیا کہ آگ روشن کریں یا ناقوس بجائیں، آخر کار بلال کو حکم دیا گیا کہ وہ اذان میں کلمات دو دو دفعہ کہیں اور اقامت میں ایک ایک دفعہ۔

فائدہ :......اس حدیث میں انتہائی اختصار سے کام لیا گیا ہے، کیونکہ مخاطب واقعہ کی پوری تفصیل سے آگاہ تھے، بلال کو یہ حکم عبداللہ بن زید بن عبدربہ کے خواب کے بعد دیا گیا ہے اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کی تمام روایات میں اذان کے کلمات میں دو دو دفعہ اور اقامت میں ایک ایک دفعہ کہنے کا حکم دیا گیا ہے اور اہل حدیث کا اس پر عمل ہے۔

[840] ٤۔(. . .) و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ نَا بَهْزٌ قَالَ نَا وُهَيْبٌ

عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ لَمَّا كَثُرَ النَّاسُ ذَكَرُوا أَنْ يُّعْلِمُوا بِمِثْلِ حَدِيثِ الثَّقَفِيِّ غَيْرَ أَنَّهٗ قَالَ أَنْ يورووا نارا

[840] ۔ امام صاحب اور ایک سند سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں کہ جب نمازیوں کی تعداد بڑھ گئی تو انہوں کے باہمی اعلان کرنے کے بارے میں گفتگو کی، فرق صرف اس قدر ہے کہ اس روایت میں ینوروا نارًا، (آگ روشن کریں) کی جگہ یوروا نارا (آگ جلائیں) ہے۔

---

[839] تقدم في الحديث السابق برقم (٨٣٦)

[840] تقدم برقم (٨٣٦)

[841] ٥ ـ (. . .) و حَدَّثَنِي عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيرِيُّ قَالَ نَا عَبْدُالْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ وَعَبْدُالْوَهَّابِ بْنُ عَبْدِالْمَجِيدِ قَالَانَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ

عَنْ أَنَسٍ قَالَ أُمِرَ بِلَالٌ أَنْ يَّشْفَعَ الْأَذَانَ وَيُوتِرَ الْإِقَامَةَ

[841]۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا گیا، کہ اذان میں کلمات دو دو دفعہ کہے اور اقامت میں ایک ایک دفعہ۔

فائدہ:......کلماتِ تکبیر کے بارے میں جمہور علماء، امام شافعی، امام احمد اور محدثین کا قول یہی ہے کہ تکبیر کے کلمات گیارہ ہیں، اللّٰہ اکبر ، اللّٰہ اکبر ، اشھد ان لا الہ الا اللّٰہ ، اشھد ان محمدا رسول اللہ ، حی علی الصلوٰۃ ، حی علی الفلاح ، قد قامت الصلوۃ ، قد قامت الصلوٰۃ ، اللہ اکبر اللہ اکبر ، لا الہ الا اللہ۔ امام مالک کے نزدیک تکبیر کے کلمات دس ہیں کیونکہ وہ قد قامت الصلوٰۃ کو بھی ایک ہی دفعہ قرار دیتے ہیں۔ امام ابوحنیفہ کے نزدیک تکبیر بھی اذان ہی کی طرح ہے اور اس میں قد قامت الصلوٰۃ کا دو دفعہ اضافہ ہے۔ اس لیے کلمات تکبیر سترہ ہیں، اور امام نووی نے اس کو شاذ مذہب قرار دیا ہے۔

٣...... بَاب: صِفَةِ الْأَذَانِ

باب ٣: اذان کی ہیئت وکیفیت

[842] ٦ ـ (٣٧٩) حَدَّثَنِي أَبُو غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ مَالِكُ بْنُ عَبْدِالْوَاحِدِ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَبُوغَسَّانَ نَا مُعَاذٌ وَقَالَ إِسْحٰقُ أَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ صَاحِبِ الدَّسْتَوَائِيِّ و حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ عَامِرٍ الْأَحْوَلِ عَنْ مَكْحُولٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مُحَيْرِيزٍ

عَنْ أَبِي مَحْذُورَةَ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ عَلَّمَهُ هٰذَا الْأَذَانَ اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰهِ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا

---

[841] تقدم برقم (٨٣٦)

[842] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: كيف الاذان برقم (٥٠٠) و (٥٠١) (٥٠٣ و ٥٠٥) والترمذی فی (جامعه) فی الصلاة، باب: ما جاء فی الترجيع فی الاذان برقم (١٩١) وفی باب: ما جاء فی الترجيع فی الاذان برقم (١٩٢) والنسائی فی (المجتبى من السنن) فی الاذان، باب: خفض الصوت فی الترجيع فی الاذان ٢/ ٣ـ٤ وفی ٢/ ٤ باب: كم الاذان من كلمة وفی ١/ ٥ باب: كيف الاذان۔ وفی باب: الاذان فی السفر ١/ ٧۔ وابن ماجه فی (سننه) فی الاذان والسنة فيها، باب: الترجيع بالاذان برقم (٧٠٨) مطولا و (٧٠٩) انظر (التحفة) برقم (١٢١٦٩)

رَسُولُ اللّٰهِ ثُمَّ يَعُودُ فَيَقُولُ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مَرَّتَيْنِ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰهِ مَرَّتَيْنِ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ مَرَّتَيْنِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ مَرَّتَيْنِ زَادَ إِسْحٰقُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ

[842]۔حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ اذان سکھائی: الله اکبر ، الله اکبر ، اشهد ان لا اله الا الله ، اشهد ان لا اله الا الله ، اشهد ان محمدا رسول الله ، اشهد ان محمدا رسول الله ، پھرلوٹ کر مؤذن دوبارہ کہے: اشهد ان لا اله الا الله ، اشهد ان لا اله الا الله ، اشهد ان محمدا رسول الله ، اشهد ان محمدا رسول الله ، حی علی الصلوٰة ، دودفعہ ، حی علی الفلاح ، دودفعہ نماز کی طرف آ ؤ، کامیابی وکامرانی کی طرف آ ؤ، اسحاق نے اضافہ کیا۔ الله اکبر الله اکبر ، لا اله الا الله۔

مفردات الحدیث ❶ **حَيَّ**: آؤ، حاضر ہو۔ ❷ **الفلاح**: نجات وکامیابی یا بقاء ودوام۔

فائدہ: ......ابومحذورہ کی روایت میں، اذان میں ترجیع ہے، کہ کلمات شہادت پہلے دو دو دفعہ آہستہ کہیں گے پھر ان کا اعادہ کرتے ہوئے بلند آواز سے کہیں گے، امام مالک، امام شافعی، امام احمد اور محدثین رحمہم اللہ کا یہی موقف ہے۔ اور یہ روایت عبداللہ بن زید کی اذان کے بہت بعد ۸ ہجری میں سکھائی گئی، اس لیے حرمین میں اس پر عمل ہے، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ ترجیع کے قائل نہیں۔ مسلم کی اس حدیث میں الله اکبر ، الله اکبر دودفعہ آیا ہے۔ اس لیے امام مالک رحمہ اللہ اذان کے شروع میں اللہ اکبر اللہ اکبر دو دفعہ کہنے کے ہی قائل ہیں، لیکن بقول قاضی عیاض صحیح مسلم کے بعض نسخوں میں اللہ اکبر چار مرتبہ کہنا لکھا ہوا ہے، بعض دوسری کتابوں میں بھی ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں اللہ اکبر چار دفعہ آیا ہے، اس لیے امام ابوحنیفہ، امام شافعی اور امام احمد اور محدثین کا مسلک یہ ہے کہ اذان کے شروع میں اللہ اکبر چار دفعہ کہا جائے گا، اگرچہ امام خطابی نے یہ تاویل کی ہے کہ اللہ اکبر، اللہ اکبر دونوں کو ملا کر ایک ہی سانس میں کہیں گے، اس لیے یہ ایک کلمہ ہوا تو اللہ اکبر بھی اس طرح دو دفعہ ہوا، احناف نے ابومحذورہ کی اذان کی تاویل کی ہے، چونکہ وہ کافر تھے، اس لیے ان کے دل میں کلمات شہادت راسخ کرنے کے لیے ان سے یہ کلمات تکرار کے ساتھ کہلائے گئے، لیکن سوال یہ ہے کہ وہ مکہ معظمہ میں ہمیشہ ترجیع کے ساتھ اذان دیتے رہے، آپ نے ان کو منع کیوں نہیں فرمایا، نیز کسی صحابی کو بھی یہ پتہ نہ چل سکا کہ آپ نے یہ کلمات، کلمات شہادت کے راسخ کرنے کے لیے دوبارہ کہلوائے تھے، یہ اذان کا حصہ نہیں ہیں، وہ آخر تک اسی طرح اذان کہتے رہے، کسی صحابی نے بھی ان کو اس کی طرف توجہ نہیں دلائی، باقی رہی یہ بات کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ مدینہ میں بلا ترجیع اذان

دیتے تھے، اس کی وجہ یہ ہے کہ اس طرح اذان بھی درست ہے، اس لیے اس پر اعتراض کیوں کیا جاتا۔ اور ان کی تکبیر بھی اکہری تھی، جیسا کہ صحیح روایت سے ثابت ہے، ان کی تکبیر کو کیوں نظر انداز کیا جاتا ہے اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایات میں تو اکہری تکبیر کہنے کا حکم موجود ہے، اور یہ حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی نے دیا تھا۔

۴......بَاب: اَسْتِحْبَابِ اتِّخَاذِ مُؤَذِّنَيْنِ لِلْمَسْجِدِ الْوَاحِدِ

باب ٤: ایک مسجد کے لیے دو موذن رکھنا پسندیدہ ہے

[843] ۷۔(۳۸۰) حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ نَا أَبِي قَالَ ثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ

عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مُؤَذِّنَانِ بِلَالٌ وَابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ الْاَعْمٰى

[843]۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو موذن تھے، بلال اور نابینا ام مکتوم کا بیٹا۔

[844] (. . .) وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا عَنْ الْقَاسِمِ عَنْ عَآئِشَةَ مِثْلَهُ

[844]۔ امام صاحب مذکورہ بالا روایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کرتے ہیں۔

۵......بَاب: جَوَازِ أَذَانِ الْاَعْمٰى إِذَا كَانَ مَعَهُ بَصِيرٌ

باب ٥: اندھے کے ساتھ جب بینا ہو تو اس کا اذان دینا جائز ہے

[845] ۸۔(۳۸۱) حَدَّثَنِي أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ الْهَمْدَانِيُّ قَالَ نَا خَالِدٌ يَعْنِي ابْنَ مَخْلَدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ نَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ كَانَ ابْنُ أُمِّ مَكْتُومٍ يُؤَذِّنُ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ اَعْمٰى

[845]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ام مکتوم کا بیٹا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اذان دیتا تھا اور وہ نابینا تھا۔

---

[843] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۸۰۰۶)

[844] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الاذان، باب: الاذان قبل الفجر برقم (۶۲۲ و ۶۲۳) وفی الصوم، باب: قول النبی ﷺ (لا یمنعنکم من سحورکم اذان بلال) برقم (۱۹۱۸ و ۱۹۱۹) والمولف [مسلم] فی الصیام، باب بیان ان الدخول فی الصوم یحصل بطلوع الفجر، وانه له الاکل وغیره حتی یطلع الفجر، وبیان صفة الفجر الذی تتعلق به الاحکام من الدخول فی الصوم ودخول وقت صلاة الصبح وغیر ذلك برقم (۲۵۳٤) والنسائی فی (المجتبی من السنن) فی الاذان، باب: هل یوذنان جمیعا او فرادی۔ انظر (التحفة) برقم (۱۷۵۳۵)

[845] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۱۷۱۹٤)۔

[846] (. . .) وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْمُرَادِيُّ قَالَ نَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ

عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِاللّٰهِ وَسَعِيدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ هِشَامٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

[846]۔ امام صاحب ایک اور سند سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

فائدہ:......اذان کے لیے اوقات مقرر ہوتے ہیں، اور نابینا اپنے طور پر معلوم نہیں کرسکتا، اس لیے اگر اس کو کوئی وقت بتانے والا موجود ہو یا آج کل اندھوں کے لیے گھڑیاں نکل چکی ہیں ان کو وہ سن سکتا ہو تو وہ اذان کہہ سکتا ہے۔

٦...... بَاب: الْإِمْسَاكِ عَنِ الْإِغَارَةِ عَلٰى قَوْمٍ فِي دَارِ الْكُفْرِ إِذَا سُمِعَ فِيهِمُ الْأَذَانُ

باب ٦: دارالکفر کے لوگوں سے اذان سننے کی صورت میں حملہ کرنے سے رک جانا

[847] ٩-(٣٨٢) حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا يَحْيَى يَعْنِي ابْنَ سَعِيدٍ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ قَالَ نَا ثَابِتٌ

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُغِيرُ إِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ وَكَانَ يَسْتَمِعُ الْأَذَانَ فَإِنْ سَمِعَ أَذَانًا أَمْسَكَ وَإِلَّا أَغَارَ فَسَمِعَ رَجُلًا يَقُولُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((عَلَى الْفِطْرَةِ)) ثُمَّ قَالَ ((أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ)) فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ خَرَجْتَ مِنَ النَّارِ فَنَظَرُوا فَإِذَا هُوَ رَاعِي مِعْزًى

[847]۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ (دشمن پر) طلوع فجر کے وقت حملہ کرتے تھے اور اذان کی آواز پر کان لگائے رکھتے تھے، اگر آپ اذان سن لیتے تو حملہ کرنے سے رک جاتے، ورنہ حملہ کر دیتے، آپ نے ایک آدمی کو کہتے ہوئے سنا، اللہ اکبر، اللہ اکبر تو آپ نے فرمایا: یہ فطرت اسلام پر ہے۔ پھر اس نے کہا: اشهد ان لا اله الا الله ، اشهد ان لا اله الا الله تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تو آگ سے آزاد ہو گیا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس شخص کو دیکھا تو وہ بکریوں کا چرواہا تھا۔

فائدہ:......کسی گاؤں یا بستی سے اذان کی آواز آنا، اس کے باشندوں کے مسلمان ہونے کی دلیل ہے، اس لیے اس بستی پر حملہ نہیں کیا جائے گا، چرواہے کا اللہ کی واحدانیت کی گواہی دینا، اس کے مسلمان ہونے کی دلیل ہے۔ اس گواہی

[846] اخرجه ابوداود في (سننه) في الصلاة، باب: الاذان للاعمى برقم (٥٣٥) انظر (التحفة) برقم (١٦٩٠٧)

[847] اخرجه ابو داود في (سننه) في الجهاد، باب: في دعاء المشركين برقم (٢٦٣٤) والترمذي في (جامعه) في السير، باب: ما جاء في وصيته ﷺ في القتال برقم (١٦١٨) انظر (التحفة) برقم (٣١٢)

پر آپ نے اس کو آگ سے نجات پانے کی خبر دی، اس کا آپ کے عالم الغیب ہونے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

۷…… بَاب: اسْتِحْبَابِ الْقَوْلِ مِثْلِ قَوْلِ الْمُؤَذِّنِ لِمَنْ سَمِعَهُ ثُمَّ يُصَلِّي عَلَى النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ يَسْأَلُ اللّٰهَ لَهُ الْوَسِيلَةَ

باب ۷: اذان سن کر، اذان دینے والے کے کلمات ہی کہنا مستحب ہے، پھر رسول اللہ ﷺ پر درود پڑھے گا، پھر آپ کے لیے وسیلہ کی درخواست کرے گا

[848] ۱۰-(۳۸۲) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ

عَنْ أَبِيْ سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((إِذَا سَمِعْتُمُ النِّدَآءَ فَقُولُوا مِثْلَ مَا يَقُولُ الْمُؤَذِّنُ))

[848]- ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم اذان سنو تو جو کلمات مؤذن کہتا ہے وہی تم کہو۔"

[849] ۱۱-(۳۸۴) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْمُرَادِيُّ قَالَ نَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ حَيْوَةَ وَسَعِيدِ بْنِ أَبِي أَيُّوبَ وَغَيْرِهِمَا عَنْ كَعْبِ بْنِ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ جُبَيْرٍ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ ((إِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ فَقُولُوا مِثْلَ مَا يَقُولُ ثُمَّ صَلُّوا عَلَيَّ فَإِنَّهُ مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلٰوةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا ثُمَّ سَلُوا اللّٰهَ لِيَ الْوَسِيلَةَ فَإِنَّهَا مَنْزِلَةٌ فِي الْجَنَّةِ لَا تَنْبَغِي إِلَّا لِعَبْدٍ مِّنْ عِبَادِ اللّٰهِ وَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَنَا هُوَ فَمَنْ سَأَلَ اللّٰهَ لِيَ الْوَسِيلَةَ حَلَّتْ لَهُ الشَّفَاعَةُ))

[848] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الاذان، باب: ما يقول: اذا سمع المنادی برقم (٦١١) وابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: ما يقول اذا سمع الموذن برقم (٥٢٢) والترمذی فی (جامعه) فی الصلاة، باب: ما جاء فی ما يقول الرجل اذا اذن الموذن برقم (٢٠٨) والنسائی فی (المجتبی من السنن) فی الاذان، باب: القول مثل ما يقول الموذن ٢/ ٢٣- وابن ماجه فی (سننه) فی الاذان والسنة فيها، باب: مايقال: اذا اذن الموذن برقم (٧٢٠) انظر (التحفة) برقم (٤١٥٠)

[849] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: ما يقول اذا سمع الموذن برقم (٥٢٣) ←

[849] ۔حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: جب تم مؤذن سے اذان سنو تو مؤذن کے کلمات کو تم بھی کہو، پھر مجھ پر درود بھیجو، کیونکہ جو مجھ پر ایک دفعہ درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے، پھر اللہ تعالیٰ سے میرے بلند مقام کی درخواست کرو، کیونکہ وہ جنت کا ایک ایسا بلند مقام ہے، جو اللہ کے بندوں میں سے صرف ایک بندے کو ہی مل سکے گا، اور مجھے امید ہے وہ میں ہوں گا تو جس نے میرے لیے وسیلہ کی دعا کی، اس کو میری سفارش حاصل ہوگی۔

مفردات الحدیث ❶ صَلُّوا عَلَيَّ: میرے لیے اللہ کے حضور دعا کرو، اور اس کے کلمات وہی ہیں جو آپ نے سکھائے ہیں۔ ❷ اَلْوَسِيْلَة: کسی تک پہنچنے کا ذریعہ واسطہ، جس چیز سے اللہ کا تقرب حاصل ہو، اس مقام تک پہنچنے والے کو اللہ کا انتہائی قرب حاصل ہوگا، اس لیے اس اعلیٰ اور بلند مقام کو وسیلہ کا نام دیا گیا ہے۔
❸ حَلَّتْ لَهُ الشَّفَاعَةُ: وہ سفارش کا حقدار ہوگا، اس کے لیے سفارش ثابت ہوگی۔

[850] ۱۲-(۳۸۵) حَدَّثَنِي إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ أَنَا جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ جَهْضَمٍ الثَّقَفِيُّ قَالَ نَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غَزِيَّةَ عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ إِسَافٍ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِذَا قَالَ الْمُؤَذِّنُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ فَقَالَ أَحَدُكُمْ اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ ثُمَّ قَالَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ قَالَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ثُمَّ قَالَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰهِ قَالَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰهِ ثُمَّ قَالَ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ قَالَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ ثُمَّ قَالَ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ قَالَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ قَالَ اَللّٰهُ أَكْبَرُ اَللّٰهُ أَكْبَرُ ثُمَّ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مِنْ قَلْبِهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ))

[850] ۔حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب موذن اللہ اکبر، اللہ اکبر کہے تو تم میں سے کوئی ایک اللہ اکبر، اللہ اکبر، کہے پھر موذن اشہد ان لا الہ الا اللہ، کہے تو وہ بھی اشہد ان لا الہ الا اللہ، کہے، پھر مؤذن اشہد ان محمدا رسول اللہ، کہے تو وہ بھی اشہد ان محمدا رسول اللہ، کہے، پھر مؤذن حی علی الصلوٰۃ، کہے تو وہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ،

← والترمذی فی (جامعه) فی المناقب، باب: فضل النبی ﷺ برقم (۳۶۱٤) والنسائی فی (المجتبی من السنن) فی الاذان، باب: الصلاة علی النبی ﷺ بعد الاذان ۳/ ۲۲۵۔ انظر (التحفة) برقم (۸۸۷۱)

[850] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: ما یقول اذا سمع الموذن برقم (۵۲۷) انظر (التحفة) برقم (۱۰٤۷۵)

کہے۔ پھر مؤذن حی علی الفلاح، کہے تو وہ لا حول و لا قوۃ الا باللہ، کہے۔ پھر مؤذن اللہ اکبر اللہ اکبر کہے، تو وہ اللہ اکبر اللہ اکبر، کہے۔ پھر مؤذن لا الہ الا اللہ، کہے تو وہ لا الہ الا اللہ، کہے اور یہ کہنا دل سے ہو تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔

فوائد:...... ❶ اذان کے دو پہلو ہیں، ایک حیثیت سے وہ نماز باجماعت کا اعلان اور بلاوا ہے۔ اس حیثیت سے ہر مسلمان کا فریضہ ہے کہ وہ اذان سنتے ہی نماز میں شرکت کی تیاری اور اہتمام کرے اور بروقت مسجد میں پہنچ کر جماعت میں شریک ہو، اذان کی دوسری حیثیت یہ ہے کہ وہ ایمان کی دعوت و پکار اور دین حق کا منشور ہے، اور اس حیثیت کا تقاضا یہ ہے کہ ہر مسلمان اذان سنتے ہی اس ایمانی دعوت کے ہر جزو اور ہر بول کی اور دین حق کے اس منشور کی ہر دفعہ کی اپنے دل کی گہرائی اور زبان سے تصدیق کرے اور مؤذن کے ساتھ ان کلمات کو کہے، اس طرح مسلمان آبادی ہر اذان کے وقت اپنے ایمانی عہد و میثاق اور دین حق کے منشور پر عمل پیرا ہونے کے عہد کی تجدید کرے۔ ❷ ان احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ سامع، اذان سن کر مؤذن والے کلمات بھی دہرا سکتا ہے اور حی علی الصلاۃ، حی علی الفلاح کے جواب میں لا حول و لا قوۃ الا باللہ بھی کہہ سکتا ہے، دونوں طرح جواب دینا درست ہے۔ اور بقول بعض دونوں کو جمع بھی کیا جا سکتا ہے۔

[851] ۱۳-(۳۸۶) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ قَالَ أَنَا اللَّيْثُ عَنِ الْحُكَيْمِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ قَيْسٍ الْقُرَشِيِّ ح وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا اللَّيْثُ عَنِ الْحُكَيْمِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ

عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَنْ رَّسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ ((مَنْ قَالَ حِينَ يَسْمَعُ الْمُؤَذِّنَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ رَضِيتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِمُحَمَّدٍ رَسُولًا وَّبِالْإِسْلَامِ دِينًا غُفِرَ لَهُ ذَنْبُهُ)) قَالَ ابْنُ رُمْحٍ فِي رِوَايَتِهِ مَنْ قَالَ حِينَ يَسْمَعُ الْمُؤَذِّنَ وَأَنَا أَشْهَدُ وَلَمْ يَذْكُرْ قُتَيْبَةُ قَوْلَهُ وَأَنَا

[851]۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے روایت سنائی کہ آپ نے فرمایا: ''جس نے مؤذن کی اذان سننے کے وقت کہا، اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ، میں گواہی دیتا ہوں،

[851] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: ما یقول: اذا سمع الموذن برقم (۵۲۵) والترمذی فی (جامعه) فی الصلاة، باب: ما جاء ما یقول الرجل اذا اذن الموذن فی الدعاء برقم (۲۱۰) والنسائی فی (المجتبی من السنن) فی الاذان، باب: الدعاء عند الاذان۔ ۳/ ۲۶۔ وابن ماجه فی (سننه) فی الاذان والسنة فیها، باب: ما یقال اذا اذن الموذن برقم (۷۲۱) انظر (التحفة) برقم (۳۸۷۷)

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ یگانہ ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ، اور میں شہادت دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ رَضِیْتُ بِاللّٰہِ رَبًّا وبمحمدٍ رسولا وبالاسلام دینًا، میں اللہ کو رب مان کر اور محمد ﷺ کو رسول مان کر اور اسلام کو دستور زندگی مان کر راضی اور مطمئن ہوں۔ غفر لہ ذنبہ تو اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ ابن رمح نے اپنی روایت میں کہا، من قال حین یَسْمَعُ الْمُوذِّنَ، جس نے مؤذن سے اذان سنتے وقت کہا: وانا اشھد، میں بھی شہادت دیتا ہوں، اور قتیبہ نے سامع کے لیے وانا کا لفظ بیان نہیں کیا۔

فائدہ :...... اذان کے ساتھ، اذان کے کلمات کہے جائیں گے یہ اور دوسری دعا اذان کے بعد پڑھی جائے گی، اور ابن رمح کے الفاظ وانا اشھد سے معلوم ہوتا ہے کہ کلمات شہادت کے ساتھ، اس کو پڑھا جا سکتا ہے۔ ایک استدلال اور اوراس کا جواب، احادیث میں، اذان سن کر، مؤذن کے کلمات کہنے کا ذکر ہے۔ یاحی علی الصلاۃ اور حی علی الفلاح کی جگہ لا حَوْلَ ولا قُوَّةَ الا باللّٰہ، کا اور پھر سامع کا حکم ہے کہ وہ اذان کے بعد نبی اکرم ﷺ پر درود بھیجے، لیکن بعض حضرات نے فقہی کتب کے حوالہ سے لکھا ہے کہ پہلی مرتبہ اشھد ان محمد ارسول اللہ سن کر قرت عینی بك یا رسول اللہ، کہنا مستحب ہے، علامہ شامی نے رد المحتار: ۱/۲۹۳ (مکتبہ ماجدیہ کوئٹہ) میں اس کی تائید میں ایک حدیث نقل کی ہے، جو المقاصد الحسنہ للسخاوی کے حوالہ سے ہے، اور پھر جراحی کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ: لم یصح فی المرفوع من کل ھذا شئی، جب حدیث ہی صحیح نہیں تو تائید کیسے ہوگی، اور المقاصد الحسنہ دار الکتاب العربی ص ۴۵۰ میں ایک اور حدیث ہے، علامہ ابن عابدین والی روایت موجود ہی نہیں ہے۔ اور ملا علی قاری نے جو بات، سخاوی کی عبارت کے بعد کہی ہے، وہ درست نہیں ہے۔

ایک متعصب حنفی فاضل، عبدالفتاح ابوغدہ، ملا علی قاری رحمہ اللہ کی ایک دوسری کتاب المصنوع فی معرفۃ الحدیث الموضوع مکتبہ المطبوعات الاسلامیہ بحلب ص ۱۶۹ حاشیہ نمبر ۲ پر علامہ قاری کی عبارت: ((واذا ثبت رفعہ الی الصدیق، فیکفی العمل بہ لقولہ علیہ السلام علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین)) پر انتہائی تعجب کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں: فکان تعقبہ لا معنی لہ الا الخطاء، اذ لم یصح اسنادہ الی ابی بکر، کہ اس تعاقب کی غلطی کے سوا کوئی حیثیت نہیں ہے، کیونکہ ابوبکر کی طرف اس کی نسبت ہی صحیح نہیں ہے اور ابوغدہ نے طحاوی کے استدلال کے بارے میں لکھا ہے: ھو کلام مردود بما قالہ الحفاظ، اور ملا علی قاری کے بارے میں لکھا ہے: یطیب لہ فی کثیر من التعقبات حب استدراك ولو بتاویل بعید لا یقوم علیہ دلیل، کہ وہ محض استدراک کے شوق میں بلا دلیل، تاویل بعید سے کام لیتے ہیں۔ (ص ۱۷۰) اور علامہ الصباغ نے الموضوعات الکبریٰ کے حاشیہ

۳۱۶ پر لکھا ہے: كيف يقول المولف اذا ثبت وقد ذكر قبل قليل انه لا يصح؟ مؤلف نے اذا ثبت (جبکہ ثابت ہے) کیسے کہہ دیا، حالانکہ وہ تھوڑا سا پہلے خود کہہ چکے ہیں یہ صحیح نہیں ہے اور بقول امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کتاب الفردوس میں، احادیث موضوعہ یعنی من گھڑت احادیث بہت ہیں۔ (منہاج السنہ: ۳/ ۱۷)

اور حدیث میں سامع کو درود پڑھنے کا حکم ہے اور وہ بھی اذان کے جواب کے بعد، اور ظاہر ہے سامع اذان کا جواب آہستہ دیتا ہے اور درود بھی آہستہ پڑھتا ہے، لیکن بعض حضرات نے اس حکم میں مؤذن کو بھی شامل کر لیا ہے۔ اور پھر مؤذن کے لیے اذان سے پہلے اور اذان کے بعد بلند آواز سے درود پڑھنا ثابت کیا ہے۔

اور طرفہ تماشہ یہ ہے کہ اس حقیقت کا اعتراف کیا ہے علامہ سخاوی اور علامہ علائی کی عبارت سے یہ واضح ہو گیا کہ اذان کے بعد صلاۃ وسلام آٹھویں صدی ہجری میں سلطان صلاح الدین ابو المظفر کے حکم سے پڑھنا شروع کیا گیا، اور چودھویں صدی کے اخیر سے پانچوں نمازوں کی اذان سے پہلے یا بعد میں صلاۃ وسلام پڑھا جاتا ہے۔"

(شرح صحیح مسلم اردو: ۱/ ۱۰۹۳، علامہ غلام رسول سعیدی)

سوال یہ ہے اگر یہ خیر کا کام، ہے جیسا کہ اللہ کے کلام وَافْعَلُوا الْخَيْرَ سے اس کو ثابت کیا گیا ہے، تو اس خیر کا پتہ ۷۸۱ ہجری تک کسی صحابی، تابعی یا محدث وامام کو کیوں نہ چل سکا، اور پھر اس کا علم بھی ہوا تو ایک بادشاہ کو، درود وسلام ایک عمل مطلوب ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت وعقیدت کا ایک تقاضا اور علامت ہے، سوال اس مخصوص کیفیت وہیئت کا ہے، جس کا ثبوت دین میں نہیں اور اس کے بارے میں قول فیصل، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے، جس کو خود علامہ سعیدی نے نقل کیا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پہلو میں بیٹھے ہوئے آدمی کو چھینک آئی تو اس نے کہا: الحمد لله والسلام على رسول الله تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا، میں بھی کہتا ہوں، شکر کا حقدار اللہ ہے اور سلامتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہے، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھینک کے جواب میں اس طرح تعلیم نہیں دی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں تعلیم دی ہے کہ ہم کہیں الحمد لله على كل حال۔

اس کے بعد علامہ سعیدی لکھتے ہیں، اس شخص نے جو چھینک کے بعد الحمد لله والسلام على رسول الله، کہا تو اس کی وجہ یہ نہیں تھی کہ وہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا تھا اور نہ یہ بات تھی کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض کی بنا پر اس کو چھینک کے بعد درود شریف پڑھنے سے منع کر رہے تھے، ان کا مطلب صرف اتنا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو عبادات جس طرح مشروع اور مقرر فرمائی ہیں ان کو کسی ترمیم اور اضافہ کے بغیر ادا کرنا اتباع رسول اور جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ وابستگی ہے اور اپنی رائے سے ان میں کسی سابقہ اور لاحقہ کا اضافہ کرنا بہرحال لائق ستائش نہیں۔ (شرح صحیح مسلم اردو، ۱/ ۱۰۹۵)

اور اس سے پہلے یہ تسلیم کر چکے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے مدینہ منورہ میں دس سال اذان دی جاتی رہی۔ خلفائے راشدین کے دور میں تیس سال اذان دی جاتی رہی اور سو سال تک عہد صحابہ وتابعین میں اذان دی جاتی

رہی اور کسی دور میں بھی اذان سے پہلے یا بعد فصل کر کے جہراً درود شریف نہیں پڑھا گیا۔ اور آٹھ صدیوں تک مسلمان اس طریقہ سے اذان دیتے رہے۔ (۱/۱۰۹۴)

سوال یہ ہے کہ اب اس میں ترمیم واضافہ کی کیوں ضرورت پیش آ گئی ہے اگر اسی طرح نیکی کے نام سے دین میں اضافہ کی اجازت دے دی جائے تو یہ کام کہیں رکنے کا نام نہیں لے گا، اور کل بدعة ضلالة کا معنی مطلب ہی ختم ہو جائے گا، کیونکہ ہر بدعت نیکی کے نام سے ایجاد کی جاتی ہے، کوئی کہہ سکتا ہے، اذان کہنا دین کا شعار ہے اور دین کے منشور کا اعلان ہے، نماز جمعہ کے لیے، اجتماع کی خاطر اذان دی جاتی ہے اور عیدین میں اس سے بڑا اجتماع ہوتا ہے، لہٰذا اس کے لیے اذان کہنے میں کیا حرج ہے؟ قرآن پڑھنا نیکی کا عمل ہے، لہٰذا سری نمازوں میں بلند قراءت کرنے میں کیا حرج ہے؟ درود شریف پڑھنا پسندیدہ کام ہے تو اس کو نماز کے قیام یا رکوع یا سجدہ میں پڑھنے میں کیا حرج ہے؟ نماز دین کا ستون ہے اور بہت افضل عمل ہے، لہٰذا شام کی رکعات چار اور فجر کی بھی چار کرنے میں کیا حرج ہے؟ آپ نے کب کہا، مغرب کی چار رکعات نہ بنانا، یا فجر میں اضافہ نہ کرنا، اس طرح نیکی کے نام سے جو چاہو اضافہ کرتے جاؤ، اور بطور دلیل کہہ دو، اللہ کا فرمان ہے: **وَافْعَلُوا الْخَيْرَ** نیکی کے کام کرو، خلاصہ کلام یہ ہے کہ دین اس کا نام ہے جو کام آپ نے جیسے کیا ہے اس کو ویسے ہی کیا جائے اس میں اپنی طرف سے کمی وبیشی نہ کی جائے یا کسی عمل کے لیے اپنی طرف سے کوئی مخصوص کیفیت اور شکل ایجاد نہ کی جائے۔

٨......بَاب: فَضْلِ الْأَذَانِ وَهَرَبِ الشَّيْطَانِ عِنْدَ سَمَاعِهِ

باب ٨: اذان کی فضیلت اور شیطان کا اذان سن کر بھاگ کھڑے ہونا

[852] ١٤ـ(٣٨٧) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَ نَا عَبْدَةُ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ يَحْيٰى عَنْ عَمِّهِ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ فَجَاءَهُ الْمُؤَذِّنُ يَدْعُوهُ إِلَى الصَّلٰوةِ فَقَالَ مُعَاوِيَةُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((**الْمُؤَذِّنُونَ أَطْوَلُ النَّاسِ أَعْنَاقًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ**))

[852]۔ طلحہ بن یحییٰ اپنے چچا سے نقل کرتے ہیں کہ میں معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کے پاس تھا، ان کے پاس مؤذن آیا اور ان کو نماز کے لیے بلایا تو معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: قیامت کے دن مؤذنوں کی گردنیں سب لوگوں سے لمبی ہوں گی۔

فائدہ ......مؤذن کو اذان کے لیے بہت مستعد اور چوکس ہونا پڑتا ہے، اور سب لوگ اذان سن کر ہی نماز کا

[852] اخرجه ابن ماجه في الاذان والسنة فيها، باب: ما يقال: اذا اذن المؤذن برقم (٧٢٥) انظر (التحفة) برقم (١١٤٣٥)

اہتمام کرتے ہیں، اس لیے قیامت کو اسے یہ شرف اور اعزاز حاصل ہوگا کہ وہ سب سے ممتاز اور منفرد نظر آئے گا، یا کثرت اجر وثواب کی بنا پر اس کی گردن بلند ہوگی، تاکہ میدانِ حشر کے پسینہ سے اس کا چہرہ محفوظ رہے۔

[853] (. . .) وَ حَدَّثَنِيهِ إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ أَنَا أَبُو عَامِرٍ قَالَ نَا سُفْيَانُ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ يَحْيٰى عَنْ عِيسَى بْنِ طَلْحَةَ قَالَ سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِمِثْلِهِ

[853]۔ امام صاحب ایک اور سند سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

[854] ١٥۔(٣٨٨) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ إِسْحٰقُ أَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ نَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ

عَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ ((**إِنَّ الشَّيْطَانَ إِذَا سَمِعَ النِّدَآءَ بِالصَّلٰوةِ ذَهَبَ حَتّٰى يَكُونَ مَكَانَ الرَّوْحَآءِ**)) قَالَ سُلَيْمَانُ فَسَأَلْتُهُ عَنِ ((الرَّوْحَآءِ)) فَقَالَ هِيَ مِنَ الْمَدِينَةِ سِتَّةٌ وَّثَلَاثُونَ مِيلًا

[854]۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: شیطان جب نماز کے لیے اذان سنتا ہے تو مقام روحاء تک بھاگ جاتا ہے، سلیمان (اعمش) کہتے ہیں میں نے اپنے استاد سے روحاء کے بارے میں پوچھا؟ تو انہوں نے بتایا یہ مدینہ سے چھتیس میل کے فاصلہ پر ہے۔

[855] (. . .) وَحَدَّثَنَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا نَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ

[855]۔ ہمیں یہی روایت ابوبکر بن ابی شیبہ اور ابوکریب دونوں نے ابومعاویہ کے واسطہ سے اعمش کی مذکورہ بالا سند سے سنائی۔

[856] ١٦۔(٣٨٩) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَاللَّفْظُ لِقُتَيْبَةَ قَالَ إِسْحٰقُ أَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ نَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((**إِنَّ الشَّيْطَانَ إِذَا سَمِعَ النِّدَآءَ بِالصَّلٰوةِ أَحَالَ لَهُ ضُرَاطٌ حَتّٰى لَا يَسْمَعَ صَوْتَهُ فَإِذَا سَكَتَ رَجَعَ فَوَسْوَسَ فَإِذَا سَمِعَ الْإِقَامَةَ ذَهَبَ حَتّٰى لَا يَسْمَعَ صَوْتَهُ فَإِذَا سَكَتَ رَجَعَ فَوَسْوَسَ**))

[853] تقدم فی الحديث السابق (٨٥٠)

[854] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٢٣١٤)

[855] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٢٣١٤)

[856] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٢٣٤٤)

[856]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''شیطان جب نماز کے لیے پکار سنتا ہے تو زور سے ہوا خارج کرتا ہوا بھاگتا ہے، تاکہ مؤذن کی آواز نہ سنائی دے، جب مؤذن چپ ہو جاتا ہے تو واپس آ جاتا ہے اور (نمازیوں کے دلوں میں) وسوسہ پیدا کرتا ہے۔ تو جب تکبیر سنتا ہے تو پھر بھاگتا ہے تاکہ اس کی آواز سنائی نہ دے، جب وہ خاموش ہو جاتا ہے واپس آ جاتا ہے، اور لوگوں کے دلوں میں وسوسہ پیدا کرتا ہے۔

مفردات الحدیث ❶ احــال: بھاگ کھڑا ہوتا ہے۔ ❷ ضُــرَاطٌ: گوز، بلند آواز سے دبر سے ہوا خارج کرنا ہے۔

فائدہ:...... اذان چونکہ دین حق کا خلاصہ اور نچوڑ ہے، اس لیے اس کو آپ نے دعوت تامہ (مکمل دعوت) کا نام دیا ہے، اور شیطان کو دین حق سے چڑ اور عناد ہے، اس لیے اس کا سننا ناگواری کا باعث ہے، اس لیے وہ تکبیر اور اذان دونوں کے سننے کا روادار نہیں، اور اس کے لیے ان کا سننا انتہائی پریشانی اور اضطراب کا باعث ہے، اس پریشانی کے عالم میں بھاگ کھڑا ہوتا ہے اور دور تک چلا جاتا ہے۔

[857] ١٧ـ(. . .) حَدَّثَنِي عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ بَيَانٍ الْوَاسِطِيُّ قَالَ نَا خَالِدٌ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا أَذَّنَ الْمُؤَذِّنَ أَدْبَرَ الشَّيْطَانُ وَلَهُ حُصَاصٌ

[857]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب مؤذن اذان دیتا ہے، شیطان پیٹھ پھیر کر سرپٹ دوڑتا ہے یا گوز مارتا ہوا جاتا ہے۔

مفردات الحدیث حُصَاصٌ: گوز مارنا، یا تیز بھاگنا۔

[858] ١٨ـ(. . .) حَدَّثَنِي أُمَيَّةُ بْنُ بِسْطَامَ قَالَ نَا يَزِيدُ يَعْنِي ابْنَ زُرَيْعٍ قَالَ نَا رَوْحٌ

عَنْ سُهَيْلٍ قَالَ أَرْسَلَنِي أَبِي إِلَى بَنِي حَارِثَةَ قَالَ وَمَعِي غُلَامٌ لَنَا أَوْ صَاحِبٌ لَنَا فَنَادَاهُ مُنَادٍ مِّنْ حَائِطٍ بِاسْمِهِ قَالَ وَأَشْرَفَ الَّذِي مَعِي عَلَى الْحَائِطِ فَلَمْ يَرَ شَيْئًا فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِأَبِي فَقَالَ لَوْ شَعَرْتُ أَنَّكَ تَلْقَ هٰذَا لَمْ أُرْسِلْكَ وَلٰكِنْ إِذَا سَمِعْتَ صَوْتًا فَنَادِ بِالصَّلٰوةِ فَإِنِّي سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ عَنْ رَّسُولِ اللّٰهِ أَنَّهُ قَالَ ((إِنَّ الشَّيْطَانَ إِذَا نُودِيَ بِالصَّلٰوةِ وَلّٰى وَلَهُ حُصَاصٌ))

[857] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٢٦٣٢)
[858] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٢٦٤٤)

[858]۔ حضرت سہیل سے روایت ہے کہ مجھے میرے باپ نے بنو حارثہ کی طرف بھیجا اور میرے ساتھ ہمارا ایک لڑکا بھی تھا یا ہمارا دوست تھا، اس کو کسی آواز دینے والے نے باغ کے احاطہ سے اس کا نام لے کر آواز دی، اور میرے ساتھی نے احاطہ کے اندر جھانکا تو اسے کچھ نظر نہ آیا، میں نے یہ واقعہ اپنے والد کو بتایا تو اس نے کہا، اگر مجھے معلوم ہوتا تم اس واقعہ سے دو چار ہو گے تو میں تمہیں نہ بھیجتا، لیکن آئندہ تم اگر ایسی آواز سنو تو نماز والی اذان دینا کیونکہ میں نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سنی ہے، آپ نے فرمایا: جب نماز کے لیے پکارا جاتا ہے تو شیطان گوز مارتا ہوا، پیٹھ پھیر کر بھاگ کھڑا ہوتا ہے۔

فائدہ :...... ابو صالح نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے یہ استدلال کیا ہے کہ اگر کسی کو جن کی آواز سنائی دے تو وہ اذان دے، اس سے بعض حضرات نے یہ نکالا ہے، اگر کسی گھر والوں کو جن تنگ کریں تو وہ اذان دیں، بہر حال یہ استنباط ہے کوئی مسنون چیز نہیں ہے۔

[859] ۱۹۔(. . .) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا الْمُغِيرَةُ يَعْنِي الْحِزَامِيَّ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((إِذَا نُودِيَ لِلصَّلٰوةِ أَدْبَرَ الشَّيْطٰنُ لَهُ ضُرَاطٌ حَتّٰى لَا يَسْمَعَ التَّأْذِينَ فَإِذَا قُضِيَ التَّأْذِينُ أَقْبَلَ حَتّٰى إِذَا ثُوِّبَ بِالصَّلٰوةِ أَدْبَرَ حَتّٰى إِذَا قُضِيَ التَّثْوِيبُ أَقْبَلَ حَتّٰى يَخْطُرَ بَيْنَ الْمَرْءِ وَنَفْسِهِ يَقُولُ لَهُ اذْكُرْ كَذَا وَاذْكُرْ كَذَا لِمَا لَمْ يَكُنْ يَذْكُرُ مِنْ قَبْلُ حَتّٰى يَظَلَّ الرَّجُلُ مَا يَدْرِي كَمْ صَلّٰى))

[859]۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب نماز کے لیے اذان دی جاتی ہے، شیطان گوز مارتا ہوا، پیٹھ پھیر کر بھاگ کھڑا ہوتا ہے، تا کہ اذان سنائی نہ دے تو جب اذان پوری ہو جاتی ہے، آ جاتا ہے، حتیٰ کہ جب نماز کے لیے تکبیر کہی جاتی ہے بھاگ جاتا ہے، پھر جب تکبیر ختم ہو جاتی ہے، پھر آ جاتا ہے، حتیٰ کہ انسان اور اس کے دل کے درمیان گزرتا ہے اور اسے کہتا ہے فلاں چیز یاد کر، فلاں چیز یاد کر، حالانکہ وہ چیزیں اسے پہلے یاد نہیں ہوتیں، حتیٰ کہ آدمی کی یہ حالت ہو جاتی ہے کہ اس کو پتہ نہیں چلتا اس نے کتنی رکعتیں پڑھیں؟

مفردات الحدیث: ① ثُوِّبَ: تثویب کا مقصد اقامت ہے، کیونکہ ثاب کا معنی لوٹنا ہوتا ہے۔ ② مؤذن: اذان کے بعد دوبارہ نماز کی طرف بلاتا ہے۔ اس لیے تکبیر کو تثویب کہتے ہیں۔ ③ يَخْطُرُ: اگر طا پر زیر پڑھیں تو

[859] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۱۳۸۹۸)

معنی ہوگا، وسوسہ ڈالنا اگر ''طا'' پر پیش پڑھیں تو معنی ہوگا، گزرنا۔ یعنی انسان اور اس کے دل کے درمیان حائل ہوتا ہے، تاکہ اس کو اصل مقصود سے، دوسری چیز مشغول کر دے۔

[860] ۲۰-(...) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ نَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ ((حَتّٰى يَظَلَّ الرَّجُلُ إِنْ يَدْرِي كَيْفَ صَلّٰى))

[860]- امام صاحب نے ایک اور سند سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی نبی اکرم ﷺ سے مذکورہ بالا روایت نقل کی ہے، صرف اتنا فرق ہے کہ اس میں مَايَدْرِيْ كَمْ صَلّٰى؟ کی بجائے اِنْ يَدْرِيْ كَيْفَ صَلّٰى ہے کہ وہ نہیں جانتا کیسے نماز پڑھے۔

فائدہ: ...... جب امام نماز کے لیے آ جائے تو اس کو دیکھ کر کھڑے ہونا چاہیے تاکہ تکبیر کی تکمیل تک صفیں درست ہو جائیں۔

۹...... بَابُ: اسْتِحْبَابِ رَفْعِ الْيَدَيْنِ حَذْوَ الْمَنْكِبَيْنِ مَعَ تَكْبِيرَةِ الْإِحْرَامِ وَالرُّكُوعِ وَفِي الرَّفْعِ مِنَ الرُّكُوعِ وَأَنَّهُ لَا يَفْعَلُهُ إِذَا رَفَعَ مِنَ السُّجُودِ

باب ۹: تکبیر تحریمہ، رکوع میں جاتے اور رکوع سے اٹھتے وقت کندھوں کے برابر ہاتھ اٹھانا مستحب ہے اور واقعہ یہ سجدہ سے اٹھتے وقت ہاتھ نہیں اٹھائے جائیں گے

[861] ۲۱-(۳۹۰) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ وَسَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَابْنُ نُمَيْرٍ كُلُّهُمْ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ وَاللَّفْظُ لِيَحْيٰى قَالَ نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ

عَنْ عمر رضی اللہ عنہ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِيَ مَنْكِبَيْهِ وَقَبْلَ أَنْ يَّرْكَعَ وَإِذَا رَفَعَ مِنَ الرُّكُوعِ وَلَا يَرْفَعُهُمَا بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ

[860] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٤٧٤٥)

[861] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: رفع اليدين فی الصلاة برقم (٧٢١) والترمذی فی (جامعه) فی الصلاة، باب: ما جاء فی رفع اليدين عند الركوع برقم (٢٥٥) والنسائی فی (المجتبی من السنن) فی الافتتاح، باب: رفع اليدين للركوع حذاء المنكبين ٢/ ١١٨٢۔ وابن ماجه فی (سننه) فی اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: رفع اليدين اذا ركع واذا رفع راسه من الركوع برقم (٨٥٨) انظر (التحفة) برقم (٦٨١٦)

[861]۔حضرت سالم اپنے باپ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، جب آپ نماز کی ابتدا فرماتے اپنے دونوں ہاتھ کندھوں کے برابر تک اٹھاتے اور رکوع سے پہلے بھی اور جب رکوع سے سر اٹھاتے اور سجدوں کے درمیان ہاتھ نہیں اٹھاتے تھے۔

[862] ۲۲۔(. . .) وَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ أَنَّ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا قَامَ لِلصَّلٰوةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى تَكُونَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ ثُمَّ كَبَّرَ فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ فَإِذَا رَفَعَ مِنَ الرُّكُوعِ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ وَلَا يَفْعَلُهُ حِينَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ مِنَ السُّجُودِ

[862]۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے، اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے کندھوں کے برابر تک اٹھاتے، پھر اللہ اکبر کہتے، تو جب رکوع کرنا چاہتے، پھر ایسا ہی کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو ایسا ہی کرتے اور سجدہ سے اپنا سر اٹھاتے وقت ایسا نہیں کرتے تھے۔

[863] ۲۳۔(. . .) حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ نَا حُجَيْنٌ وَهُوَ ابْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ نَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ ح وَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ قُهْزَاذَ قَالَ نَا سَلَمَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ أَنَا عَبْدُاللّٰهِ قَالَ أَنَا يُونُسُ كِلَاهُمَا

عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ كَمَا قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا قَامَ لِلصَّلٰوةِ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى تَكُونَا حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ ثُمَّ كَبَّرَ

[863]۔امام صاحب اپنے دو اور اساتذہ سے بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے دونوں کندھوں کے برابر اٹھاتے اور پھر تکبیر کہتے۔

[864] ۲٤۔(۳۹۱) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ أَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ خَالِدٍ

[862] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٦٨٧٥)

[863] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الاذان، باب: رفع اليدين واذا ركع، واذا رفع برقم (٧٣٦) والنسائی فی (المجتبى من السنن) ١/ ١٢١۔ ١٢٢ فی الافتتاح، باب رفع اليدين قبل التكبير۔ انظر (التحفة) برقم (٦٩٧٩)

[864] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الاذان، باب: رفع اليدين واذا ركع واذا رفع برقم (٧٣٧) انظر (التحفة) برقم (١١١٨٧)

عَنْ أَبِي قِلَابَةَ أَنَّهُ رَاٰى مَالِكَ بْنَ الْحُوَيْرِثِ إِذَا صَلّٰى كَبَّرَ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ رَفَعَ يَدَيْهِ فَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ رَفَعَ يَدَيْهِ وَحَدَّثَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَفْعَلُ هٰكَذَا

[864]۔ ابو قلابہ سے روایت ہے کہ انہوں نے مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کو دیکھا، جب وہ نماز شروع کرتے، اللہ اکبر کہتے پھر اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے، اور جب رکوع کرنا چاہتے، اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے اور جب رکوع سے اپنا سر اٹھاتے اپنے دونوں ہاتھ اٹھاتے، اور بتاتے رسول اللہ ﷺ ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

[865] ٢٥۔(. . .) حَدَّثَنِي أَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ قَالَ نَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ نَصْرِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا كَبَّرَ رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا أُذُنَيْهِ وَإِذَا رَكَعَ رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ فَقَالَ ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ)) فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ

[865]۔ حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب اللہ اکبر کہتے اپنے دونوں ہاتھوں کو کانوں کے برابر تک اٹھاتے، اور جب رکوع کرتے اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے دونوں کانوں کے برابر تک اٹھاتے، اور جب رکوع سے اپنا سر اٹھاتے تو سمع اللہ لمن حمدہ کہتے اور ایسا ہی کرتے۔

[866] ٢٦۔(. . .) وَحَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ نَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ أَنَّهُ رَاٰى نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ حَتّٰى يُحَاذِيَ بِهِمَا فُرُوعَ أُذُنَيْهِ

[866]۔ امام صاحب ایک اور سند سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا، اور بتایا حتیٰ کہ دونوں ہاتھ اپنے دونوں کانوں کی لو تک اٹھاتے۔

فوائد :...... ❶ **تکبیر تحریمہ کے ساتھ رفع یدین کی تینوں صورتیں جائز ہیں، ہاتھ پہلے اٹھائے، بعد میں اللہ اکبر،**

[865] اخرجه ابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: من ذكر انه يرفع يديه اذا قام من اثنتين برقم (٧٤٥) والنسائي في (المجتبى من السنن) في الافتتاح، باب: رفع اليدين حيال الاذنين برقم ٢/ ١٢٣۔ وفي باب: رفع اليدين للركوع حذاء فروع الاذنين ٢/ ١٨٢ وفي باب: التطبيق، باب: رفع اليدين حذو فروع الاذنين عند الرفع من الركوع ٢/ ١٩٤۔ وفي باب: رفع اليدين للسجود ٢/ ٢٠٥۔٢٠٦۔ وفي باب: رفع اليدين عند الرفع من السجدة الاولى ١١٤٢۔ وابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: رفع اليدين اذا ركع واذا رفع راسه من الركوع برقم (٨٠٩) بنحوه۔ انظر (التحفة) برقم (١١١٨٤)

[866] تقدم في الحديث السابق تخريجه برقم (٨٦٣)

اللہ اکبر پہلے کہے پھر رفع یدین کرے، دونوں کام اکٹھے کرے۔ ❷ رفع یدین میں ہاتھ اس طرح اٹھائے جائیں، کہ انگلیوں کے سرے کانوں تک پہنچ جائیں، اور انگوٹھے کانوں کی لوتک رہیں۔ ❸ جمہور ائمہ، امام شافعی، امام محمد اور ایک قول کی رو سے امام مالک اور تمام محدثین کے نزدیک ان تین مقامات پر رفع یدین سنت ہے۔

١٠...... بَاب: إِثْبَاتِ التَّكْبِيرِ فِي كُلِّ خَفْضٍ وَّرَفْعٍ فِي الصَّلٰوةِ إِلَّا رَفْعَهُ مِنَ الرُّكُوعِ فَيَقُولُ فِيهِ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ

باب١٠: نماز میں جھکتے اور اٹھتے وقت ہر جگہ تکبیر کہی جائے گی، مگر رکوع سے اٹھتے وقت سمع اللہ لمن حمدہ، کہا جائے گا

[867] ٢٧۔(٣٩٢) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ يُصَلِّيْ لَهُمْ فَيُكَبِّرُ كُلَّمَا خَفَضَ وَرَفَعَ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ وَاللّٰهِ إِنِّيْ لَأَشْبَهُكُمْ صَلٰوةً بِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ

[867]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہمیں نماز پڑھاتے، ہر بار جب جھکتے، اور اٹھتے تو اللہ اکبر کہتے، جب انہوں نے نماز سے فراغت حاصل کی تو انہوں کہا، اللہ کی قسم! میری نماز تم سب سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کی نماز سے مشابہت رکھتی ہے۔

[868] ٢٨۔(. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ نَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ أَنَّهُ سَمِعَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلٰوةِ يُكَبِّرُ حِينَ يَقُومُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَرْكَعُ ثُمَّ يَقُولُ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ حِينَ يَرْفَعُ صُلْبَهُ مِنَ الرُّكُوعِ ثُمَّ يَقُولُ وَهُوَ قَائِمٌ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَهْوِي سَاجِدًا ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَرْفَعُ

---

[867] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الاذان، باب: اتمام التكبير فی الركوع برقم (٧٨٥) والنسائی فی (المجتبى من السنن) ٢/ ٢٣٥ فی التطبيق، باب: التكبير للنهوض۔ انظر (التحفة) برقم (١٥٢٤٧)

[868] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الاذان، باب: التكبير اذا قام من السجود برقم (٧٨٩) وابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: افتتاح الصلاة برقم (٧٣٨) والنسائی فی (المجتبى من السنن) فی التطبيق، باب التكبير للسجود ٢/ ٢٣٣۔ انظر (التحفة) برقم (١٤٨٦٢)

رَأْسَهُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَسْجُدُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَرْفَعُ رَأْسَهُ ثُمَّ يَفْعَلُ مِثْلَ ذٰلِكَ فِي الصَّلٰوةِ كُلِّهَا حَتّٰى يَقْضِيَهَا وَيُكَبِّرُ حِينَ يَقُومُ مِنَ الْمَثْنٰى بَعْدَ الْجُلُوسِ ثُمَّ يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ إِنِّي لَأَشْبَهُكُمْ صَلٰوةً بِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ

[868]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو کھڑے ہوتے وقت تکبیر کہتے، پھر رکوع کرتے وقت تکبیر کہتے، پھر جب رکوع سے پشت اٹھاتے تو اس وقت سمع اللہ لمن حمدہ کہتے، پھر کھڑے ہونے کی حالت میں ربنا ولك الحمد کہتے، پھر جب سجدہ کے لیے جھکتے تو تکبیر کہتے، پھر جب (سجدہ) سے اپنا سر اٹھاتے تو تکبیر کہتے، پھر دوسرا سجدہ کرتے وقت تکبیر کہتے، پھر جب سجدہ سے اپنا سر اٹھاتے تو تکبیر کہتے، پھر پوری نماز میں اسی طرح کرتے، یہاں تک کہ اس کو ادا کر لیتے، پھر جب دوسری رکعت کے لیے بیٹھنے کے بعد اٹھتے تو تکبیر کہتے، پھر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے میری نماز تم سب سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کی نماز کے مشابہ ہے۔

[869] ٢٩۔(. . .) حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ نَا حُجَيْنٌ قَالَ نَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي أَبُوبَكْرِ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بن الْحَارِثِ أَنَّهُ سَمِعَ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا قَامَ إِلَى الصَّلٰوةِ يُكَبِّرُ حِينَ يَقُومُ بِمِثْلِ حَدِيثِ ابْنِ جُرَيْجٍ وَلَمْ يَذْكُرْ قَوْلَ أَبِي هُرَيْرَةَ إِنِّي أَشْبَهُكُمْ صَلٰوةً بِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ

[869]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے، تکبیر کہتے، ابن جریج کی حدیث کی طرح بیان کیا۔ اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا یہ قول کہ میری نماز تم سب سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کی نماز کے مشابہ ہے، بیان نہیں کیا۔

[870] ٣٠۔(. . .) وَحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ أَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي

عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَاهُرَيْرَةَ كَانَ حِينَ يَسْتَخْلِفُهُ مَرْوَانُ عَلَى الْمَدِينَةِ إِذَا قَامَ لِلصَّلٰوةِ الْمَكْتُوبَةِ كَبَّرَ فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ ابْنِ جُرَيْجٍ وَفِي حَدِيثِهِ فَإِذَا قَضَاهَا وَسَلَّمَ أَقْبَلَ عَلٰى أَهْلِ الْمَسْجِدِ فَقَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنِّي لَأَشْبَهُكُمْ صَلٰوةً بِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ

[869] تقدم فی الحدیث السابق (٨٦٦)

[870] اخرجه النسائی فی (المجتبی من السنن) فی الافتتاح، باب التکبیر للرکوع ٢/ ١٨١-١٨٢۔ انظر (التحفة) برقم (١٥٣٢٦)

[870]۔ ابو سلمہ بن عبدالرحمن بیان کرتے ہیں کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو جب مروان اپنا جانشین بنا کر جاتا تو جب وہ فرض نماز کے لیے کھڑے ہوتے تکبیر کہتے، جب وہ نماز ادا کر لیتے اور سلام پھیرتے تو اہل مسجد کی طرف متوجہ ہو کر فرماتے، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، میں تم سب سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کے مشابہ نماز پڑھتا ہوں۔

[871] ٣١۔(. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِهْرَانَ الرَّازِيُّ قَالَ نَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ نَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ

عَنْ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ يُكَبِّرُ فِي الصَّلٰوةِ كُلَّمَا رَفَعَ وَوَضَعَ فَقُلْنَا يَا أَبَا هُرَيْرَةَ مَا هٰذَا التَّكْبِيرُ فَقَالَ إِنَّهَا لَصَلٰوةُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ

[871]۔ ابو سلمہ سے روایت ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نماز میں جب بھی اٹھتے اور جھکتے تکبیر کہتے، ہم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا، یہ تکبیر کیسی ہے؟ انہوں نے جواب دیا، یہ یقیناً رسول اللہ ﷺ کی نماز ہے۔

[872] ٣٢۔(. . .) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا يَعْقُوبُ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ كَانَ يُكَبِّرُ كُلَّمَا خَفَضَ وَرَفَعَ وَيُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ

[872]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جب بھی (نماز میں) جھکتے اور اٹھتے تکبیر کہتے اور بتاتے، رسول اللہ ﷺ ایسا ہی کرتے تھے۔

[873] ٣٣۔(٣٩٣) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى وَخَلَفُ بْنُ هِشَامٍ جَمِيعًا عَنْ حَمَّادٍ قَالَ يَحْيٰى أَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ غَيْلَانَ

عَنْ مُطَرِّفٍ قَالَ صَلَّيْتُ أَنَا وَعِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ خَلْفَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ وَكَانَ إِذَا سَجَدَ كَبَّرَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ كَبَّرَ وَإِذَا نَهَضَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ كَبَّرَ فَلَمَّا انْصَرَفْنَا مِنَ

[871] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٥٣٩٦)

[872] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٢٧٧٦)

[873] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الاذان، باب: اتمام التكبير فی السجود برقم (٧٨٦) وفی باب: يكبر وهو ينهض من السجدتين برقم (٨٢٦) وابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب تمام التكبير برقم (٨٣٥) والنسائی فی (المجتبی من السنن) ٢/ ٢٠٤۔٢٠٥۔ فی التطبيق، باب: التكبير للسجود وفی السهو، باب: التكبير اذا قام من الركعتين ٣/ ١٢۔ انظر (التحفة) برقم (١٠٨٤٨)

الصَّلٰوةِ قَالَ أَخَذَ عِمْرَانُ بِيَدِي ثُمَّ قَالَ لَقَدْ صَلّٰى بِنَا هٰذَا صَلٰوةَ مُحَمَّدٍ ﷺ أَوْ قَالَ قَدْ ذَكَّرَنِي هٰذَا صَلٰوةَ مُحَمَّدٍ ﷺ

[873]۔حضرت مطرف بیان کرتے ہیں کہ میں نے اور عمران بن حصین رضی اللہ عنہما نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی اقتدا میں نماز پڑھی، جب وہ سجدہ کرتے اللہ اکبر کہتے اور جب اپنا سر اٹھاتے اللہ اکبر کہتے، اور جب دوسری رکعت سے کھڑے ہوتے تکبیر کہتے، جب ہم نماز سے فارغ ہوئے تو عمران رضی اللہ عنہ نے میرا ہاتھ پکڑ کر کہا، انہوں نے ہمیں محمد ﷺ والی نماز پڑھائی ہے یا یہ کہا انہوں نے مجھے محمد ﷺ والی نماز یاد کرا دی ہے۔

فوائد ...... ❶ امام مالک، ابوحنیفہ، شافعی اور احمد کے نزدیک تکبیر تحریمہ واجب، فرض ہے، اور باقی تکبیریں بھی ان کے نزدیک واجب (فرض) ہیں اور باقی کے نزدیک سنت، اور امام اوزاعی اور حسن بصری رحمہما اللہ وغیرہما کے نزدیک سب تکبیرات سنت ہیں، صحیح احادیث کا تقاضا تو یہی ہے کہ سب تکبیرات کو واجب کہا جائے۔ ❷ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ۲۸ سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سمع اللہ لمن حمدہ کے بعد قومہ میں دعا پڑھتے تھے اور اس کو منفردا (تنہا) نماز پڑھنے پر محمول کرنا، تاویل بعید ہے۔ اس لیے امام شافعی کا موقف صحیح ہے کہ امام ہو یا منفرد یا مقتدی، تسمیع کے بعد دعائیہ کلمات پڑھے گا، یہ موقف درست نہیں ہے کہ امام صرف سمع اللہ کہے گا، اور مقتدی صرف دعائیہ کلمات کہے گا، اور اس کے لیے اذا قال الامام سمع الله لمن حمده فَقُولُوْا ربنا لك الحمد، سے استدلال درست نہیں ہے، اس کا مقصد تو یہ ہے کہ دعائیہ کلمات، تسمیع کے بعد کہے جائیں گے، استدلال کی ضرورت تو وہاں ہوتی ہے، جہاں صراحت نہ ہو، ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں صراحت ہے، یہ تو ایسے ہی ہے کوئی کہے اذا قال الامام غير المغضوب عليهم ولا الضالين فقولوا آمين، کہ امام آمین نہیں کہے گا۔

۱۱...... بَابٌ: وُجُوبِ قِرَاءَةِ الْفَاتِحَةِ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ وَّاَنَّهُ إِذَا لَمْ يُحْسِنِ الْفَاتِحَةَ وَلَا اَمْكَنَهُ تَعَلُّمَهَا قَرَأَ مَا تَيَسَّرَ لَهُ مِنْ غَيْرِهَا

باب ۱۱: ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ پڑھنا فرض ہے اور اگر سورۃ فاتحہ اچھی طرح نہ پڑھ سکتا ہو اور نہ ہی اس کے لیے اس کا سیکھنا ممکن ہو تو سورۃ فاتحہ کے سوا جو پڑھنا ممکن ہو، پڑھ لے

[874] ۳۴-(۳۹۴) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ جَمِيعًا عَنْ سُفْيَانَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ ثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مَحْمُودِ بْنِ الرَّبِيعِ

[874] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الاذان، باب: وجوب القراة للامام والماموم في ←

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ ((لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ))

[874]۔حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اس شخص کی کوئی نماز نہیں ہوتی، جس نے فاتحہ الکتاب نہ پڑھی۔

فائدہ :...... یہ روایت اس بات کی صریح دلیل ہے کہ فاتحہ کے بغیر کسی کی امام ہو یا منفرد یا مقتدی کی کوئی نماز سری ہو یا جہری، فرضی ہو یا نفلی نہیں ہوتی۔ اور ہر رکعت نماز ہے، اس لیے نماز کی تمام رکعات میں سورہ فاتحہ پڑھنا ضروری ہے۔

[875] ٣٥۔(...) حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ قَالَ نَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ ح وَ حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ أَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مَحْمُودُ بْنُ الرَّبِيعِ

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْتَرِئْ بِأُمِّ الْقُرْآنِ))

[875]۔عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے ام القرآن نہ پڑھی اس کی کوئی نماز نہیں۔

[876] ٣٦۔(...) حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ قَالَ نَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ نَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ

عَنْ مَحْمُودَ بْنَ الرَّبِيعِ الَّذِي مَجَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي وَجْهِهِ مِنْ بِئْرِهِمْ أَخْبَرَهُ أَنَّ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((لَا صَلٰوةَ لِمَنْ لَّمْ يَقْرَأْ بِأُمِّ الْقُرْآنِ))

[876]۔حضرت محمود بن ربیع رضی اللہ عنہ جس کے چہرہ پر رسول اللہ ﷺ نے ان کے کنویں سے کلی کی تھی، نے اسے عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے ام القرآن نہ پڑھی اس کی کوئی نماز نہیں۔

← الصلوات كلها في الحضر والسفر، وما يجهر منها وما يخافت برقم (٧٥٦) وابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: من ترك القراة في صلاته بفاتحة الكتاب برقم (٨٢٢) والترمذي في (جامعه) في الصلاة، باب: ما جاء في انه لا صلاة الا بفاتحة الكتاب برقم (٢٤٧) والنسائي في (المجتبى من السنن) ٢/ ١٣٨ في الافتتاح، باب: ايجاد قراة فاتحة الكتاب في الصلاة۔ وابن ماجاه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: القراة خلف الامام برقم (٨٣٧) انظر (التحفة) برقم (٥١١٠)

[875] تقدم في الحديث السابق (٨٧٢)

[876] تقدم برقم برقم (٨٧٢)

[877] ٣٧-(. . .)وحَدَّثَنَاهُ إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ أَنَا عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ وَزَادَ فَصَاعِدًا

[877] - امام صاحب نے مذکورہ بالا روایت ایک اور سند سے بیان کی اور اس میں اتنا اضافہ کیا، پس اس سے زائد۔

فائدہ:...... مقتدی جہری قراءت کے وقت صرف فاتحہ پڑھے گا، اور امام ومنفرد زائد پڑھیں گے، اور جن رکعتوں میں قراءت بلند نہیں اور سری نمازیں، ان میں مقتدی بھی زائد قراءت کر سکے گا۔

[878] ٣٨-(٣٩٥)حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ قَالَ أَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الْعَلَاءِ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((**مَنْ صَلّٰى صَلٰوةً لَمْ يَقْرَأْ فِيهَا بِأُمِّ الْقُرْآنِ فَهِيَ خِدَاجٌ**)) ثَلَاثًا غَيْرُ تَمَامٍ فَقِيلَ لِأَبِي هُرَيْرَةَ إِنَّا نَكُونُ وَرَاءَ الْإِمَامِ فَقَالَ اقْرَأْ بِهَا فِي نَفْسِكَ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((**قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ قَسَمْتُ الصَّلٰوةَ بَيْنِي وَبَيْنَ عَبْدِي نِصْفَيْنِ وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ فَإِذَا قَالَ الْعَبْدُ**)) الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ حَمِدَنِي عَبْدِي وَإِذَا قَالَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ أَثْنَى عَلَيَّ عَبْدِي وَإِذَا قَالَ مَالِكِ يَوْمِ الدِّينِ ((**قَالَ مَجَّدَنِي عَبْدِي وَقَالَ مَرَّةً فَوَّضَ إِلَيَّ عَبْدِي فَإِذَا**)) قَالَ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ ((**قَالَ هٰذَا بَيْنِي وَبَيْنَ عَبْدِي وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ فَإِذَا قَالَ**)) اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ ((**قَالَ هٰذَا لِعَبْدِي وَلِعَبْدِي مَا سَأَلَ**)) قَالَ سُفْيَانُ حَدَّثَنِي بِهِ الْعَلَاءُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ يَعْقُوبَ دَخَلْتُ عَلَيْهِ وَهُوَ مَرِيضٌ فِي بَيْتِهِ فَسَأَلْتُهُ أَنَا عَنْهُ

[878] - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جس نے کوئی نماز پڑھی اور اس میں ام القرآن نہ پڑھی تو وہ ادھوری اور ناقص ہے کامل نہیں ہے، تین مرتبہ فرمایا: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا، ہم امام کے پیچھے ہوتے ہیں تو انہوں نے جواب دیا اس کو آہستہ پڑھ لو، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ فرماتے ہوئے سنا، اللہ کا فرمان ہے، میں نے نماز اپنے اور اپنے بندے کے درمیان آدھی آدھی تقسیم کی ہے، اور میرا بندہ

[877] تقدم برقم (٨٧٢)

[878] انفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (١٤٠٢١)

جو مانگے گا اس کو ملے گا، جب انسان اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رب العالمین ، (شکر وثنا کا حقدار کائنات کا آقا ہے) کہتا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرے بندے نے میری تعریف اور شکریہ ادا کیا، اور جب وہ الرحمن الرحیم ، (انتہائی مہربان، بار بار رحم کرنے والا) کہتا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرے بندے نے میری ثنا بیان کی۔ جب وہ مالك یوم الدِّیْن ، (حساب وکتاب کا مالک) کہتا ہے، اللہ فرماتا ہے میرے بندے نے میری بزرگی بیان کی۔ اور بعض دفعہ (راوی نے کہا): بندے نے معاملات میرے سپرد کر دیئے یا اپنے آپ کو میرے حوالہ کیا، جب انسان کہتا ہے، ایاك نعبدو ایاك نستعین ، (ہم تیری ہی بندگی کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، یہ میرے اور میرے بندے کے درمیان ہے اور میرے بندے کو جو اس نے مانگا ملے گا، اور جب وہ کہتا ہے، اھدنا الصراط المستقیم ، صراط الذین انعمت علیھم ، غیر المغضوب علیھم ولا الضالین ، ہمیں راہ راست پر چلائے رکھ۔ ان لوگوں کی راہ جن پر تو نے انعام فرمایا، جو ان میں سے نہیں جن پر غضب ہوا اور نہ وہ گمراہ ہیں۔ اللہ فرماتا ہے، یہ میرے بندے کے لیے ہے اور میرے بندے کو ملے گا، جو اس نے مانگا۔ سفیان کہتے ہیں مجھے یہ روایت، علاء بن عبدالرحمٰن بن یعقوب نے سنائی، وہ اپنے گھر میں بیمار تھے، میں ان کے پاس گیا، اور میں نے ان سے، اس حدیث کے بارے میں درخواست کی۔

فائدہ:...... سورۂ فاتحہ، پورے قرآن مجید کا نچوڑ اور خلاصہ ہے، بلکہ اس کی اصل اور بنیاد ہے، اس بنا پر اس کو نماز کی ہر رکعت میں مقرر کیا گیا ہے اور اس کو صلاۃ (نماز) کے نام سے تعبیر کیا گیا ہے، اس کے بغیر نماز ادھوری اور ناقص ہے، اور اس بچے کی طرح ہے، جو اپنے اصل وقت سے پہلے ہی پیدا ہو جائے کہتے ہیں خدجت الدابۃ ، خداجا ، جانور نے ادھورا بچہ گرا دیا، اور اکثر ائمہ لغت نے خداج کا معنی نقصان کیا ہے۔

[879] ۳۹۔(. . .) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَاالسَّائِبِ مَوْلٰى هِشَامِ بْنِ زُهْرَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ

[879] اخرجه ابوداود فی (سننه) فی الصلاة ، باب: من ترك القراة فی صلاته بفاتحة الكتاب برقم (۸۲۱) والترمذی فی (جامعه)) فی التفسیر ، باب: ومن سورت فاتحة الكتاب برقم (۲۹۵۳) والنسائی فی (المجتبی من السنن) فی الافتتاح ، باب: ترك قراة ﴿بسم الله الرحمن الرحیم﴾ فی فاتحة الكتاب ۲/ ۱۳۵۔۱۳۶۔ وابن ماجه فی (سننه) فی اقامة الصلاة والسنة فیها ، باب: القراة خلف الامام ۲/ ۱۰۳۔ انظر (التحفة) برقم (۱٤۹۳۵)

[879] ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے کوئی نماز پڑھی اور اس میں ام القرآن نہ پڑھی، آگے مذکورہ بالا روایت بیان کی۔ دونوں کی روایت میں ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: میں نے نماز اپنے اور اپنے بندے کے درمیان آدھی آدھی تقسیم کر لی ہے، اس کا آدھا حصہ میرے لیے ہے اور آدھا میرے بندے کے لیے۔

[880] ٤٠-(. . .) وَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي الْعَلَاءُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ يَعْقُوبَ أَنَّ أَبَا السَّائِبِ مَوْلٰى بَنِي عَبْدِاللّٰهِ بْنِ هِشَامِ بْنِ زُهْرَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ صَلّٰى صَلٰوةً فَلَمْ يَقْرَأْ فِيهَا بِأُمِّ الْقُرْآنِ)) بِمِثْلِ حَدِيثِ سُفْيَانَ وَفِي حَدِيثِهِمَا ((قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ قَسَمْتُ الصَّلٰوةَ بَيْنِي وَبَيْنَ عَبْدِي نِصْفَيْنِ فَنِصْفُهَا لِي وَنِصْفُهَا لِعَبْدِي))

[880] ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے نماز پڑھی اور اس میں ام القرآن نہ پڑھی آگے سفیان کی حدیث کی طرح ہے۔ اور دونوں کی حدیث میں ہے اللہ کا فرمان ہے" میں نے نماز اپنے اور بندے کے درمیان آدھی آدھی تقسیم کر دی ہے اس کا آدھا حصہ میرے لیے اور آدھا حصہ میرے بندے کے لیے۔

[881] ٤١-(. . .) حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ جَعْفَرٍ الْمَعْقِرِيُّ قَالَ نَا النَّضْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ نَا أَبُو أُوَيْسٍ قَالَ أَخْبَرَنِي الْعَلَاءُ مِنْ أَبِيهِ وَمِنْ أَبِي السَّائِبِ وَكَانَا جَلِيسَيْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَا قَالَ عَنْ أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ صَلّٰى صَلٰوةً لَمْ يَقْرَأْ فِيهَا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ فَهِيَ خِدَاجٌ يَقُولُهَا ثَلَاثًا بِمِثْلِ حَدِيثِهِمْ))

[881] ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے کوئی نماز، فاتحہ الکتاب کے بغیر پڑھی تو وہ نامکمل ہے، آپ نے تین دفعہ یہ جملہ فرمایا، (فھی خداج) مذکورہ بالا حدیث کی طرح ہے۔

[882] ٤٢-(٣٩٦) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَ نَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ حَبِيبِ بْنِ الشَّهِيدِ قَالَ سَمِعْتُ عَنْ عَطَاءٍ

[880] تقدم في الحديث السابق (٨٧٧)

[881] تقدم برقم (٨٧٧)

[882] انفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (١٤١٧٠)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((لَا صَلٰوةَ إِلَّا بِقِرَآئَةٍ)) قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَمَا أَعْلَنَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَعْلَنَّاهُ لَكُمْ وَمَا أَخْفَاهُ أَخْفَيْنَاهُ لَكُمْ

[882]۔ علاء اور ابو سائب جو حضرت ابو ہریرہ کے ہم نشین تھے ابو ہریرہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قراءت کے بغیر کوئی نماز نہیں ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا، جس نماز کو رسول اللہ ﷺ نے بلند قراءت سے پڑھا ہم نے بھی اس میں قراءت بلند پڑھی اور جو نماز آپ نے آہستہ قراءت سے پڑھی، ہم نے بھی تمہارے لیے اس کی قراءت آہستہ کی (قراءت کو مخفی رکھا)۔

فائدہ:...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے قول سے معلوم ہوتا ہے، فاتحہ پڑھے بغیر چارہ نہیں ہے، اور اس سے زائد پڑھنا اجر وثواب اور فضیلت کا باعث ہے، اگر چہ نماز صرف فاتحہ ہی سے ہو جائے گی۔

[883] ٤٣۔(...) حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَاللَّفْظُ لِعَمْرٍو قَالَا نَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ قَالَ

أَبُو هُرَيْرَةَ فِي كُلِّ الصَّلٰوةِ يَقْرَأُ فَمَا أَسْمَعَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَسْمَعْنَاكُمْ وَمَا أَخْفَى مِنَّا أَخْفَيْنَا مِنْكُمْ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ أَرَأَيْتَ إِنْ لَّمْ أَزِدْ عَلٰى أُمِّ الْقُرْآنِ فَقَالَ إِنْ زِدْتَ عَلَيْهَا فَهُوَ خَيْرٌ وَإِنِ انْتَهَيْتَ إِلَيْهَا أَجْزَأَتْ عَنْكَ

[883]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہر نماز میں قراءت ہے تو جو قراءت نبی اکرم ﷺ نے ہمیں سنائی، ہم تمہیں سناتے ہیں اور جو ہم سے پوشیدہ رکھی، ہم اسے تم سے چھپاتے ہیں، ایک آدمی نے سوال کیا اگر میں ام الکتاب سے زائد نہ پڑھوں تو انہوں نے جواب دیا (یعنی آہستہ پڑھتے ہیں) اور جس نے ام الکتاب پڑھ لی تو وہ اس کے لیے کافی ہے، اور جس نے اس سے زائد پڑھا تو وہ بہتر ہے۔

[884] ٤٤۔(...) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ أَنَا يَزِيدُ يَعْنِي ابْنَ زُرَيْعٍ عَنْ حَبِيبٍ الْمُعَلِّمِ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ قَالَ

أَبُو هُرَيْرَةَ فِي كُلِّ صَلٰوةٍ قِرَآئَةٌ فَمَا أَسْمَعَنَا النَّبِيُّ ﷺ أَسْمَعْنَاكُمْ وَمَا أَخْفَى مِنَّا أَخْفَيْنَاهُ مِنْكُمْ وَمَنْ قَرَأَ بِأُمِّ الْكِتَابِ فَقَدْ أَجْزَأَتْ عَنْهُ وَمَنْ زَادَ فَهُوَ أَفْضَلُ

[884]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہر نماز کے لیے قراءت ہے جو نبی کریم ﷺ نے ہم کو سنایا یا

[883] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الاذان، باب: القراة فی الفجر برقم (٧٧٢) والنسائی فی (المجتبی من السنن) فی الافتتاح، باب: قراة النهار ٢/ ١٦٣۔ انظر (التحفة) برقم (١٤١٩٠)

[884] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٤١٧١)

ہم نے تم کو سنایا جو ہم نے پوشیدہ رکھا ہم نے اس کو تم سے چھپایا اور جس نے ام الکتاب پڑھ لی تو وہ اس کے لیے کافی ہوگی اور جس نے اضافہ کیا تو وہ بہتر ہے۔

[885] ٤٥-(٣٩٧) حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ ثَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَدَخَلَ رَجُلٌ فَصَلَّى ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَرَدَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ ((ارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ)) فَرَجَعَ الرَّجُلُ فَصَلَّى كَمَا كَانَ صَلَّى ثُمَّ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ((وَعَلَيْكَ السَّلَامُ)) ثُمَّ قَالَ ((ارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ حَتّٰى)) فَعَلَ ذٰلِكَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ فَقَالَ الرَّجُلُ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا أُحْسِنُ غَيْرَ هٰذَا عَلِّمْنِي قَالَ ((إِذَا قُمْتَ إِلَى الصَّلٰوةِ فَكَبِّرْ ثُمَّ اقْرَأْ مَا تَيَسَّرَ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ ثُمَّ ارْكَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ رَاكِعًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَعْتَدِلَ قَائِمًا ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ جَالِسًا ثُمَّ افْعَلْ ذٰلِكَ فِي صَلٰوتِكَ كُلِّهَا))

[885] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف لائے، تو ایک آدمی داخل ہوا اور نماز پڑھی، پھر آ کر آپ کو سلام عرض کیا، رسول اللہ ﷺ نے اس کے سلام کا جواب دیا اور فرمایا: واپس جا کر نماز پڑھ، کیونکہ تیری نماز نہیں ہوئی، اس آدمی نے واپس جا کر نماز پڑھی جیسے پہلے پڑھی تھی، پھر نبی اکرم ﷺ کے پاس آ کر سلام عرض کیا تو آپ نے فرمایا: وعلیك السلام، پھر فرمایا: واپس جا کر نماز پڑھ کیونکہ تو نے نماز نہیں پڑھی، اس طرح آپ نے تین دفعہ کیا تو اس آدمی نے عرض کیا، اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے، میں اس سے بہتر نہیں پڑھ سکتا، آپ سکھا دیجئے۔ آپ نے فرمایا: جب نماز کے لیے کھڑے ہو تو اللہ اکبر کہو، پھر جو قرآن آسانی سے پڑھ سکتے ہو، اس کو پڑھو، پھر اچھی طرح اطمینان کے ساتھ رکوع کرو، پھر

[885] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الاذان، باب: وجوب القراة للامام والماموم في الصلوات كلها في الحضر والسفر وما يجهر فيها وما تخافت برقم (٧٥٧) وفي الاستئذان، باب: من رد فقال: عليك السلام برقم (٦٢٥٢) وفي الاذان باب: امر النبي ﷺ الذي لا يتم ركوعه بالاعادة برقم (٧٩٣) وابو داود في (سننه) في الصلاة، باب صلاة من لا يقيم صلبه في الركوع والسجود برقم (٨٥٦) والترمذي في (جامعه) في الصلاة، باب: ما جاء في وصف الصلاة برقم (٣٠٣) والنسائي في (المجتبى من السنن) ٢/ ١٢٤-١٢٥ في الافتتاح، باب: فرض التكبيرة الاولى برقم (٨٨٣) انظر (التحفة) برقم (١٤٣٠٤)

رکوع سے سیدھے اچھی طرح اٹھو، پھر اچھی طرح اطمینان سے سجدہ کرو، پھر سجدہ سے اٹھ کر اطمینان سے بیٹھ جاؤ پھر اپنی پوری نماز میں اسی طرح کرو۔

فوائد ...... ❶ آپ نے نماز میں کوتاہی کرنے والے کو فرمایا، قرآن کا جو حصہ تم آسانی سے پڑھ سکتے ہو پڑھ لو۔ اور سورۂ فاتحہ قرآن مجید کا سب سے آسان حصہ ہے، جو عام طور پر ہر نمازی کو یاد ہوتا ہے، اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس روایت کے تحت تصریح کی ہے کہ امام احمد، اور ابن حبان نے اس کی جگہ ثم اقرء بام القرآن ثم اقرء بما شئت، (پھر ام القرآن پڑھ پھر جو چاہے پڑھ) کے الفاظ بیان کیے ہیں، جو اس بات کی صریح دلیل ہیں کہ ما تیسر سے مراد سورۃ فاتحہ ہے۔ ❷ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز کے تمام ارکان، ٹھہر ٹھہر کر، اطمینان کے ساتھ ادا کرنا لازم ہے، اس کو تعدیل ارکان کہتے ہیں، جو تمام ائمہ کے نزدیک فرض ہے، امام ابو یوسف بھی اس کے قائل ہیں۔

لیکن امام ابو حنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک تعدیل ارکان واجب ہے، جو فرض سے کم درجہ ہے، لیکن یہ بات حدیث کے خلاف ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ آپ ﷺ کے حکم کو فرض یا واجب کا اصطلاحی نام جو بھی دیں، وہ ایسا لازم کہ اس کی مخالفت یا اس کا وزن کم کرنے کے لیے ہلکی اصطلاح گھڑنے سے اس کی حیثیت دین اسلام میں کم نہیں ہو سکتی، بلکہ اسی طرح ضروری ہے جس طرح کے قرآن کا حکم ضروری ہوتا ہے، کیونکہ قرآن اور حدیث کا حکم وحی الٰہی ہے، تدبروا وتفهموا (زاہد)

[886] ٤٦-(. . .) حدثنا ابو بكر بن ابي شيبة: حدثنا ابو اسامة وعبد الله بن نمير، ح: وحدثنا ابن نمير: حدثنا ابي قالا: حدثنا عبيد الله عن سعيد بن ابى سعيد

عَنْ أَبِى هُرَيْرَةَ أَنَّ رَجُلًا دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَصَلّٰى وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي نَاحِيَةٍ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِمِثْلِ هٰذِهِ الْقِصَّةِ ((وَزَادَ فِيهِ إِذَا قُمْتَ إِلَى الصَّلٰوةِ فَأَسْبِغِ الْوُضُوءَ ثُمَّ اسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ فَكَبِّرْ))

---

[886] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الاستئذان باب: من رد فقال: عليك السلام برقم (٦٢٥١) وفي الايمان والنذور، باب: اذا حنث ناسيا في الايمان برقم (٦٦٦٧) مطولا۔ وابو داود في (سننه) في الصلاة، باب قول: النبي ﷺ: (كل صلاة لا يتمها صاحبها تتم من تطوعه) برقم (٨٦٥) والترمذي في (جامعه) في الاستئذان، باب: ما جاء كيف رد السلام برقم (٢٦٩٢) وقال: هذا حديث حسن۔ وابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: اتمام الصلاة برقم (١٠٦٠) وفي الادب، باب: رد السلام برقم (٢٦٩٢) وقال: هذا حديث ←

[886] ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے مسجد میں داخل ہو کر نماز پڑھی اور رسول اللہ ﷺ ایک گوشہ میں تشریف فرما تھے، پھر اوپر والے واقعہ کے ساتھ حدیث بیان کی، اور اس میں یہ اضافہ کیا، جب تم نماز کے لیے کھڑے ہو تو مکمل وضو کرو پھر قبلہ رخ ہو کر تکبیر کہو۔

١٢...... بَاب: نَهْيِ الْمَأْمُومِ عَنْ جَهْرِهِ بِالْقِرَائَةِ خَلْفَ إِمَامِهِ

باب ١٢: مقتدی کو امام کے پیچھے بلند آواز سے قراءت کرنے کی ممانعت

[887] ٤٧ ـ (٣٩٨) حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ كِلَاهُمَا عَنْ أَبِي عَوَانَةَ قَالَ سَعِيدٌ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفَى

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ صَلٰوةَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ فَقَالَ أَيُّكُمْ قَرَأَ خَلْفِي بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى فَقَالَ رَجُلٌ أَنَا وَلَمْ أُرِدْ بِهَا إِلَّا الْخَيْرَ قَالَ ((قَدْ عَلِمْتُ أَنَّ بَعْضَكُمْ خَالَجَنِيهَا))

[887] ۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے ظہر یا عصر کی نماز پڑھائی، اور پوچھا، تم میں سے کس نے میرے پیچھے سورۃ سبح اسم ربك الاعلی پڑھی تو ایک آدمی نے جواب دیا، میں نے اور اس سے میرا مقصد صرف خیر ہی تھا، آپ نے فرمایا: میں نے جانا، تم میں سے کوئی میرے ساتھ قراءت میں الجھ رہا ہے۔

فائدہ:...... اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ مقتدی کو امام کے پیچھے بلند آواز سے قراءت نہیں کرنی چاہیے، کیونکہ اس طرح امام کے لیے قراءت کرنے میں دقت پیدا ہوتی ہے، اور بعض سری نمازوں (ظہر، عصر) میں بھی آپ کے پیچھے فاتحہ کے بعد کوئی سورت بلند آواز میں پڑھ لیتے تھے، اس لیے آپ نے فاتحہ کے بعد والی قراءت پر اعتراض کیا، اور آہستہ پڑھنے کا حکم دیا، جس سے معلوم ہوا سری نمازوں میں فاتحہ کے بعد بھی کوئی سورت آہستہ پڑھی جائے گی، جہری نمازوں (رکعتوں) میں فاتحہ کے سوا کوئی قراءت نہیں ہے، الا یہ کہ مقتدی، امام سے اس قدر فاصلہ پر ہو کہ وہاں تک قراءت کی آواز نہ پہنچ رہی ہو تو پھر وہ فاتحہ کے بعد بھی قراءت کرے گا، لیکن یہ قراءت آہستہ ہو گی۔

← حسن۔ واخرجه ابن ماجه فی (سننه) فی اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: اتمام الصلاة برقم (١٠٦٠) وفی الادب، باب: رد السلام برقم (٣٦٩٥) انظر (التحفة) برقم (١٢٩٨٣)

[887] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: من رای القراة اذا لم يجهر الامام بقرأته برقم (٨٢٨ و ٨٢٩) والنسائی فی (المجتبی من السنن) فی الافتتاح، باب: ترك القراة خلف الامام فيما لم يجهر فيه ٢/ ١٤٠ انظر (التحفة) برقم (١٠٨٢٥)

[888] ٤٨-(. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَ ابْنُ بَشَّارٍ قَالَا نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ زُرَارَةَ بْنَ اَوْفَى يُحَدِّثُ

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ صَلَّى الظُّهْرَ فَجَعَلَ رَجُلٌ يَقْرَأُ خَلْفَهُ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ أَيُّكُمْ قَرَأَ أَوْ ((أَيُّكُمُ الْقَارِئُ)) فَقَالَ رَجُلٌ أَنَا فَقَالَ ((قَدْ ظَنَنْتُ أَنَّ بَعْضَكُمْ خَالَجَنِيهَا))

[888]۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ظہر کی نماز پڑھائی، ایک آدمی نے آپ کے پیچھے سبح اسم ربك الاعلی پڑھنی شروع کر دی، جب آپ نے سلام پھیرا تو فرمایا: تم میں سے کسی نے پڑھا یا تم میں سے قراءت کرنے والا کون ہے؟ ایک آدمی نے کہا، میں ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: میں سمجھ رہا تھا تم میں سے کوئی میرے ساتھ الجھ رہا ہے۔

[889] ٤٩-(. . .) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا إِسْمٰعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ ح وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ كِلَاهُمَا عَنِ ابْنِ أَبِي عَرُوبَةَ

عَنْ قَتَادَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ صَلَّى الظُّهْرَ ((وَقَالَ قَدْ عَلِمْتُ أَنَّ بَعْضَكُمْ خَالَجَنِيهَا))

[889]۔ امام صاحب ایک اور سند سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ظہر کی نماز پڑھائی اور فرمایا: میں نے جان لیا تم میں سے کوئی میرے ساتھ قراءت میں الجھ رہا ہے۔

فائدہ:...... امام کے پیچھے اگر قرأت بلند آواز سے کی جائے تو قراءتوں کا باہمی ٹکراؤ ہوگا، اور امام کی قرأت میں خلل پیدا ہوگا، اگر قرأت آہستہ ہو تو الجھاؤ اور ٹکراؤ کی صورت پیدا نہیں ہوتی، اس لیے مقتدی تمام نمازوں میں قراءت آہستہ کرے گا، امام کی جہری قراءت کے وقت صرف فاتحہ پڑھے گا، اور جب امام بلند قراءت نہ کر رہا ہو تو جتنا قرآن پڑھنا ممکن ہو پڑھ لے گا۔

۱۳...... بَاب: حُجَّةِ مَنْ قَالَ لَا يُجْهَرُ بِالْبَسْمَلَةِ

باب ۱۳: ان لوگوں کی دلیل جو کہتے ہیں بسم اللہ بلند آواز سے نہیں پڑھی جائے گی

[890] ٥٠-(٣٩٩) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ كِلَاهُمَا عَنْ غُنْدَرٍ قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ

[888] تقدم تخریجه فی الحدیث السابق برقم (٨٨٥)

[889] تقدم فی الحدیث السابق (٨٨٥)

[890] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الاذان، باب: ما یقول بعد التکبیر برقم (٤٧٣) ←

عَنْ أَنَسٍ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ فَلَمْ أَسْمَعْ أَحَدًا مِّنْهُمْ يَقْرَأُ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

[890]۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ ابو بکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کے ساتھ نماز پڑھی، میں نے ان میں سے کسی سے بلند آواز میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی قرأت نہیں سنی۔

فائدہ:...... اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور خلفائے راشدین، عام طور پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم آہستہ آواز سے پڑھتے تھے، شوافع نے اس حدیث کے مختلف معانی بیان کیے گئے ہیں، اس لیے امام نووی نے لکھا ہے کہ امام شافعی اور جمہور سلف کے نزدیک بسملہ سورۂ فاتحہ کا جز ہے، اس لیے جب سورۂ فاتحہ بلند آواز سے پڑھی جاتی ہے تو اس کو بھی بلند آواز سے پڑھنا چاہیے، اور سنن دارقطنی اور سنن بیہقی کی روایت ہے: قال رسول اللہ ﷺ اذا قراء تم الحمد لله فاقرؤ بسم الله الرحمن الرحيم، (الحدیث) لیکن اس روایت میں بسملہ کا فاتحہ کا جزو ہونا ثابت ہوتا ہے اور بلند آواز سے قرأت کرنا ثابت نہیں ہوتا۔ اس لیے صحیح بات یہی ہے کہ اس کو دونوں طرح پڑھنا صحیح ہے۔ (اس مختصر میں دلائل دینے کی گنجائش نہیں ہے) تفصیل کے لیے مولانا میر سیالکوٹی کی واضح البیان دیکھئے۔

[891] ٥١-(. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ نَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ نَا شُعْبَةُ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ وَزَادَ قَالَ

شُعْبَةُ فَقُلْتُ لِقَتَادَةَ أَسَمِعْتَهُ مِنْ أَنَسٍ قَالَ نَعَمْ وَنَحْنُ سَأَلْنَاهُ عَنْهُ

[891]۔ امام صاحب ایک اور سند سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں اس میں یہ اضافہ ہے کہ شعبہ نے کہا، میں نے قتادہ سے پوچھا کیا آپ نے یہ روایت انس رضی اللہ عنہ سے سنی ہے؟ اس نے کہا ہاں، ہم نے ان سے اس کے بارے میں پوچھا تھا۔

فائدہ:...... قتادہ چونکہ مدلس راوی ہے، اس لیے شبہ پیدا ہوا کہ شاید اس نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے براہ راست یہ روایت نہ سنی ہو، سماع کی تصریح کے بعد یہ شبہ رفع ہو گیا۔

← والنسائي في (المجتبى من السنن) ٢/ ١٣٥ في الافتتاح، باب: ترك الجهر ﴿بسم الله الرحمن الرحيم﴾ انظر (التحفة) برقم (١٢٥٧) و (١٢١٨)

[891] تقدم في الحديث السابق (٨٨٨)

[892] ٥٢ـ(. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِهْرَانَ الرَّازِيُّ قَالَ نَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ نَا الْأَوْزَاعِيُّ

عَنْ عَبْدَةَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ كَانَ يَجْهَرُ بِهٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ يَقُولُ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ تَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ عَنْ قَتَادَةَ أَنَّهُ كَتَبَ إِلَى الْأَوْزَاعِيِّ يُخْبِرُهُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ حَدَّثَهُ قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ النَّبِيِّ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ رضی اللہ عنہم فَكَانُوا يَسْتَفْتِحُونَ بِالْحَمْدِ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا يَذْكُرُونَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ فِي أَوَّلِ قِرَاءَةٍ وَلَا فِي آخِرِهَا

[892]۔حضرت عبدہ سے روایت ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ یہ کلمات بلند آواز سے پڑھتے تھے، سبحانك اللهم وبحمدك وتبارك اسمك وتعالى جدك ولا اله غيرك ، (اے اللہ تو اپنی حمد وتوصیف کے ساتھ، پاکیزگی وتقدیس سے متصف ہے، تیرا نام ہی بابرکت ہے اور تیری عظمت و بزرگی بلند وبالا ہے، تیرے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں)۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے قتادہ کو بتایا کہ میں نے نبی اکرم ﷺ، ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کے پیچھے نماز پڑھی ہے، وہ نماز کا آغاز الحمد للہ رب العالمین سے کرتے تھے، وہ قرأت کے شروع میں اور نہ ہی آخر میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھتے تھے۔

فائدہ:......الحمد للہ رب العالمین، سورۂ فاتحہ کا نام ہے تو مقصد یہ ہوا کہ وہ قرأت کا آغاز سورۂ فاتحہ سے کرتے تھے، اور بسم اللہ سورۂ فاتحہ کا جزو ہے، راوی نے چونکہ الحمد للہ رب العالمین کو، سورۃ کا نام کی بجائے، آیت سمجھ لیا، اس لیے یہ کہہ دیا کہ وہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہیں پڑھتے تھے۔ (تفصیل کے لیے مولانا میر سیالکوٹی رحمہ اللہ کی واضح البیان دیکھئے)

[893] (. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِهْرَانَ قَالَ نَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي إِسْحٰقُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَذْكُرُ ذٰلِكَ

[893]۔امام صاحب ایک اور سند سے مذکورہ بالا حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت بیان کرتے ہیں۔

---

[892] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٠٥٩٨)

[893] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٧٨)

۱۴...... بَاب: حُجَّةِ مَنْ قَالَ الْبَسْمَلَةُ آيَةٌ مِّنْ أَوَّلِ كُلِّ سُورَةٍ سِوٰى بَرَآئَةٍ

باب ١٤: ان لوگوں کی دلیل جن کے نزدیک، بسملہ، سورۂ براءت کے سوا ہر سورۃ کا جزو ہے

[894] ٥٣-(. . .) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ قَالَ نَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ قَالَ نَا الْمُخْتَارُ بْنُ فُلْفُلٍ

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ ح وَ حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ نَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الْمُخْتَارِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ بَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ بَيْنَ أَظْهُرِنَا إِذَ اَغْفٰى إِغْفَائَةً ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ مُتَبَسِّمًا فَقُلْنَا مَا أَضْحَكَكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ ((نَزَلَتْ عَلَيَّ آنِفًا سُورَةٌ)) فَقَرَأَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ ثُمَّ قَالَ ((أَتَدْرُونَ مَا الْكَوْثَرُ)) فَقُلْنَا اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ ((فَإِنَّهُ نَهْرٌ وَعَدَنِيهِ رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ عَلَيْهِ خَيْرٌ كَثِيرٌ وَّهُوَ حَوْضٌ تَرِدُ عَلَيْهِ أُمَّتِي يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اٰنِيَتُهُ عَدَدُ النُّجُومِ فَيُخْتَلَجُ الْعَبْدُ مِنْهُمْ فَأَقُولُ رَبِّ إِنَّهُ مِنْ أُمَّتِي فَيَقُولُ مَا تَدْرِي مَا أَحْدَثَتْ بَعْدَكَ زَادَ ابْنُ حُجْرٍ فِي حَدِيثِهِ بَيْنَ أَظْهُرِنَا فِي الْمَسْجِدِ وَقَالَ مَا أَحْدَثَ بَعْدَكَ))

[894]۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس اثنا میں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان تھے، آپ پر اچانک ایک جھپکی طاری ہوئی، پھر آپ نے مسکراتے ہوئے اپنا سر اٹھایا تو ہم نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ کیوں مسکرا رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ابھی مجھ پر ایک سورت نازل کی گئی ہے۔ اور آپ نے پڑھا: بسم الله الرحمن الرحيم، انا اعطينك الكوثر، فصل لربك وانحر، ان شانئك هو الابتر. ''اللہ کے نام سے جو انتہائی مہربان اور ہمیشہ رحم کرنے والا ہے، بلا شبہ ہم نے آپ کو کوثر عطا کیا، لہٰذا اپنے رب کے لیے نماز پڑھیے اور قربانی کیجئے۔ یقیناً آپ کا دشمن ہی دم بریدہ ہے۔'' پھر آپ نے پوچھا: کیا تم جانتے ہو کوثر کیا ہے؟ تو ہم نے عرض کیا، اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''وہ ایک

[894] اخرجه المولف [مسلم] في (الفضائل، باب: اثبات حوض نبينا ﷺ وصفاته برقم (٥٩٥٢) وابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: من لم ير الجهر بسم الله الرحمن الرحيم برقم (٧٨٤) وفي السنة، باب: في الحوض برقم (٤٧٤٧) مختصرا۔ والنسائي في (المجتبى من السنن) في الافتتاح، باب قراة ﴿بسم الله الرحمن الرحيم﴾ ٢/ ١٣٣-١٣٤۔ انظر (التحفة) برقم (١٥٧٥)

نہر ہے، جس کا میرے رب عزوجل نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے، اس میں بہت ہی خیر ہے اور وہ ایک حوض ہے، جس پر قیامت کے دن میری امت پانی پینے کے لیے آئے گی، اس کے برتن، ستاروں کی تعداد کے برابر ہیں تو ان میں سے ایک شخص کو اچک لیا جائے گا تو میں عرض کروں گا، اے میرے آقا، یہ میری امت کا فرد ہے تو مجھے جواب دیا جائے گا، آپ نہیں جانتے ان لوگوں نے آپ کے بعد کیا کیا نئے کام نکالے تھے، ابن حجر نے اپنی حدیث میں اتنا اضافہ کیا آپ مسجد میں ہمارے درمیان تھے اور احدثوا بعدك کی جگہ احدث بعدك کہا۔

مفردات الحدیث ❶ بین اظهرنا: ہمارے اندر، ہم میں۔ ❷ اغفی اغفاءۃ: جھپکی اور اونگھ کا طاری ہونا۔ ❸ شانئك: تیرا دشمن، تجھ سے بغض وعناد رکھنے والا۔ ❹ الابتر: دم کٹا، جس کی نسل نہ چلے۔ ہر خیر و برکت سے محروم۔ ❺ یختلج: چھینا جائے گا، الگ کیا جائے گا۔ ❻ احدث: دین میں نئی بات نکالنا، کوئی واقعہ یا جرم کر گزرنا۔

فوائد :...... ❶ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ بسم اللہ ہر سورۃ کا حصہ اور جز ہے، جسے آپ ہر سورۃ سے پہلے پڑھتے تھے، اور سورۃ براءت کا استثناء ایک الگ دلیل کی بنا پر ہے، اور اسی بنا پر ہر سورۃ کے شروع میں اس کو مصحف میں لکھا گیا ہے، اور سورۃ اقرا کی ابتدا کی آیات جو سب سے پہلی وحی ہیں، ان میں یہی تعلیم دی گئی کہ اقرأ باسم ربك: اپنے رب کے نام سے قرأت کا آغاز کیجئے، اور اس کے شروع میں بسم اللہ موجود ہے۔ اس لیے یہ کہنا کہ اگر بسملہ ہر سورت کا جزو ہوتی تو اقرا کے شروع میں نازل ہوتی، درست نہیں ہے کیونکہ اگر یہ اس سے پہلے نازل نہیں ہوئی تھی تو اس سے پہلے لکھ کیسے دی گئی؟ ❷ اس حدیث سے علم غیب کا رسول اللہ ﷺ کے لیے اثبات، بلا محل ہے۔ نیز ایک حقیقت کو تسلیم کر کے ہیر پھیر سے دوسری بات کہنا، علم کے منافی بات ہے، جب یہ تسلیم ہے کہ ”مطلقاً عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے، ہر چند کو رسول اللہ ﷺ کو عطاء الٰہی سے علم غیب حاصل ہے لیکن مطلقاً یہ نہیں کہنا چاہیے کہ رسول اللہ ﷺ کو غیب کا علم ہے، بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ آپ غیب پر مطلع ہیں، یا آپ پر غیب ظاہر کیا گیا ہے، یا آپ کو علم غیب عطا کیا گیا ہے۔ (شرح صحیح مسلم، سعیدی صاحب: ۱/۱۱۶۰) بلکہ اس سے اوپر، یہاں تک لکھا گیا ہے عام مسلمانوں، اولیاء اللہ، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ہر شخص کو اس کے ظرف کے مطابق غیب کا علم ہے اور رسول اللہ ﷺ کو تمام مخلوقات سے زیادہ غیب کا علم ہے۔ تو امت کو اس بحث ومسئلہ میں کیوں الجھایا جاتا ہے کہ آپ کو عالم الغیب نہ ماننے والا گستاخ و بے ادب ہے اور کافر ہے، امت کا کونسا فرد ہے، جو اس کا انکار کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو جس چیز کا علم دیا وہ آپ کو حاصل ہوگیا، جس چیز سے آگاہ نہ کیا، آپ خود آگاہ نہ ہو سکے، جس کی صریح دلیل، اس حدیث کے اندر انك لا تدری ما احدثوا بعدك، کی صورت میں موجود ہے۔

[895] (. . .) حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ أَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ مُخْتَارِ بْنِ فُلْفُلٍ قَالَ سَمِعْتُ انَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ اَغْفَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِغْفَاءَةً بِنَحْوِ حَدِيثِ ابْنِ مُسْهِرٍ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ ((نَهْرٌ وَعَدَنِيهِ رَبِّي عَزَّ وَجَلَّ فِي الْجَنَّةِ عَلَيْهِ حَوْضٌ)) وَلَمْ يَذْكُرْ ((آنِيَتُهُ عَدَدُ النُّجُومِ))

[895]۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر کچھ اونگھ طاری ہوئی، جیسا کہ ابن مسہر کی روایت میں گزر چکا ہے، اور اس میں یہ بھی ہے ایک نہر ہے جس کا میرے رب نے میرے ساتھ وعدہ کیا ہے، یہ جنت میں ہے اور اس پر حوض ہے، اس میں برتنوں کے ستاروں کی تعداد میں ہونے کا ذکر نہیں ہے۔

۱۵...... بَاب: وَضْعِ يَدِهِ الْيُمْنٰى عَلَى الْيُسْرٰى بَعْدَ تَكْبِيرَةِ الْإِحْرَامِ تَحْتَ صَدْرِهٖ فَوْقَ سُرَّتِهٖ وَوَضْعُهُمَا عَلَى الْأَرْضِ حَذْوَ مَنْكِبَيْهِ

باب ۱۵: تکبیر تحریمہ کے بعد دایاں ہاتھ بائیں پر سینے کے نیچے اور ناف کے اوپر رکھا جائے گا اور (سجدہ میں) دونوں ہاتھ زمین پر کندھوں کے برابر ہوں گے

[896] ۵۴۔(۴۰۱) حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا عَفَّانُ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ جُحَادَةَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ وَائِلٍ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ وَمَوْلًى لَهُمْ أَنَّهُمَا حَدَّثَاهُ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ رَفَعَ يَدَيْهِ حِينَ دَخَلَ فِي الصَّلٰوةِ كَبَّرَ وَصَفَ هَمَّامٌ حِيَالَ أُذُنَيْهِ ثُمَّ الْتَحَفَ بِثَوْبِهٖ ثُمَّ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلَى الْيُسْرٰى فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ أَخْرَجَ يَدَيْهِ مِنَ الثَّوْبِ ثُمَّ رَفَعَهُمَا ثُمَّ كَبَّرَ فَرَكَعَ فَلَمَّا قَالَ ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ)) رَفَعَ يَدَيْهِ فَلَمَّا سَجَدَ سَجَدَ بَيْنَ كَفَّيْهِ

[896]۔ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا، آپ نے نماز میں داخل ہوتے وقت اپنے دونوں ہاتھ بلند کیے تکبیر کہی (ہمام نے بیان کیا، کانوں کے برابر تک بلند کیے) پھر اپنا کپڑا اوڑھ لیا پھر اپنا دایاں ہاتھ بائیں پر رکھا تو جب رکوع کرنا چاہا، اپنے دونوں ہاتھ کپڑے سے نکالے پھر ان کو بلند کیا، پھر تکبیر کہی اور رکوع کیا، جب سمع اللہ لمن حمدہ کہا، اپنے ہاتھ بلند کیے، اور جب سجدہ کیا، اپنی دونوں ہتھیلیوں کے درمیان سجدہ کیا۔

---

[895] تقدم برقم (۸۹۲)

[896] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۱۱۷۷۴ و ۱۱۷۹۰)

فائدہ :...... اس حدیث سے دائیں ہاتھ کا بائیں پر رکھنا، یعنی ہاتھ باندھنا ثابت ہوتا ہے، اور ہاتھ کہاں رکھے، یہ صراحتاً ثابت نہیں ہوتا اگر ہاتھ کہنیوں کے برابر باندھے جائیں تو پھر سینہ کے نیچے اور ناف سے بہت اوپر آتے ہیں اور یہ گویا ایک طبعی اور فطری طریقہ ہے اور امام نووی نے اس کے مطابق باب باندھا ہے۔ شوافع کا یہی موقف ہے، مالکی عام طور پر موطا کی روایت کے برعکس ہاتھ نہیں باندھتے اور احناف حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جس روایت سے زیر ناف ہاتھ باندھنے کا استدلال کرتے ہیں وہ محدثین کے نزدیک ضعیف ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فصل لربك وانحر کی جو تفسیر کی ہے، اس کے خلاف ہے، اگرچہ یہ قول بھی ضعیف ہے۔ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ اور حضرت طاؤس کی مرسل روایت اور مختلف صحابہ کے تفسیری اقوال کو سامنے رکھا جائے تو صحیح بات یہ ہے کہ ہاتھ سینے کے اوپر باندھے جائیں گے۔ حضرت وائل بن حجر کی ابن خزیمہ سے وضع یدہ الیمنی علی یدہ الیسری علی صدرہ اور مسند احمد میں حضرت قبیصہ بن ہلب کی روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یضع یدہ علی صدرہ اور وائل بن حجر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے آخری دور میں مسلمان ہوتے ہیں۔

١٦...... بَاب: التَّشَهُّدِ فِي الصَّلٰوةِ

باب ١٦: نماز میں تشہد

[897] ٥٥ـ(٤٠٢) حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَعُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ إِسْحٰقُ أَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ نَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ كُنَّا نَقُولُ فِي الصَّلٰوةِ خَلْفَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ اَلسَّلَامُ عَلَى اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلٰى فُلَانٍ فَقَالَ لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ ((إِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّلَامُ فَإِذَا قَعَدَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلٰوةِ فَلْيَقُلِ التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِينَ فَإِذَا قَالَهَا أَصَابَتْ كُلَّ عَبْدٍ لِلّٰهِ صَالِحٍ فِي السَّمَآءِ وَالْأَرْضِ أَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ ثُمَّ يَتَخَيَّرُ مِنَ الْمَسْأَلَةِ مَا شَآءَ))

[897]۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نماز میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے یہ کہتے تھے، السلام علی

[897] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الدعوات، باب: الدعاء في الصلاة برقم (٦٣٣٨) والنسائي في (المجتبى في السنن) في التطبيق، باب: كيف الشهد الاول ٢/ ٢٤٠ وفي السهو، بـاب: ايجاب التشهد ٣/ ٤٠ مطولا ـ وابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: ما جاء في التشهد برقم (٨٩٩) انظر (التحفة) برقم (٩٢٤٢) و (٩٢٩٦)

اللہ، اللہ پر سلامتی ہو، السلام علی فلان، فلاں پر سلامتی ہو تو ہمیں رسول اللہ ﷺ نے ایک دن فرمایا: اللہ خود سلامتی ہے۔ (ہر عیب وکمزوری سے پاک) لہٰذا جب تم میں سے کوئی نماز میں تشہد کے لیے بیٹھے تو یوں کہے: التحیات للہ والصلوٰۃ والطیبات السلام علیك ایھا النبی ورحمة الله و برکاته، السلام علینا وعلی عباد الله الصالحین، جب یہ کلمات کہے گا تو ہر نیک بندہ کو یہ دعا پہنچے گی، آسمان میں ہو یا زمین میں (پھر کہے) اشھد ان لا اله الا الله واشھد ان محمدا عبده ورسوله، پھر جو چاہے دعا کرے۔

مفردات الحدیث ❶ **التحیات:** تحیہ کی جمع ہے، اس کے مختلف معانی آتے ہیں، بادشاہی، بقاء ودوام، زندگی اور عظمت وبزرگی۔ ❷ **صلوٰت:** نمازیں، دعائیں، رحمت۔ ❸ **الطیّبات:** پاکیزہ بول، گویا ان تمام چیزوں کا حقدار اور سزاوار اللہ تعالیٰ ہے اور اس کے لائق ہیں، اس طرح تشہد کے کلمات کا معنی یہ ہوگا، ہر قسم کی قولی، بدنی اور مالی عبادتیں، اللہ کے لیے مخصوص ہیں، اے نبی آپ پر اللہ کی طرف سے سلامتی، رحمت اور برکات نازل ہوں، ہمیں اور اللہ کے نیک بندوں کو سلامتی حاصل ہو، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت اور بندگی کے لائق نہیں، اور میں شہادت دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔

[898] ٥٦-(. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ ثُمَّ يَتَخَيَّرُ فِي الْمَسْأَلَةِ مَا شَآءَ

[898]۔ امام صاحب نے ایک اور سند اوپر والی روایت بیان کی اور آخری کلمات اس کے بعد جو چاہے دعا مانگے، بیان نہیں کیے۔

[899] ٥٧-(. . .) حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ نَا حُسَيْنٌ الْجُعْفِيُّ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ مَنْصُورٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَ حَدِيثِهِمَا وَذَكَرَ فِي الْحَدِيثِ ثُمَّ لْيَتَخَيَّرْ بَعْدُ مِنَ الْمَسْأَلَةِ مَا شَآءَ أَوْ مَا أَحَبَّ

[899]۔ امام صاحب ایک اور سند سے مذکورہ روایت بیان کی اور آخری کلام میں ماشاء کی جگہ ما شاء اور ما احب بیان کیا۔

[900] ٥٨-(. . .) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ أَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيقٍ

[898] تقدم تخریجه فی الحدیث السابق (٨٩٥)

[899] تقدم برقم (٨٩٥)

[900] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الاذان، باب: التشهد فی الآخرة برقم (٨٣١) مطولا۔ وفی باب: ما یتخیر من الدعاء بعد التشهد برقم (٨٥٣) مطولا۔ ایضا۔ وفیالاستئذان، ←

عَـنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ كُنَّا إِذَا جَلَسْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي الصَّلٰوةِ بِمِثْلِ حَدِيثِ مَنْصُورٍ وَقَالَ ((ثُمَّ يَتَخَيَّرُ بَعْدُ مِنَ الدُّعَآءِ))

[900]۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ہم نماز میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ بیٹھتے، آگے منصور کی روایت کی طرح بیان کیا اور آخر میں کہا، ثم یتخیر بعد، من الدعاء، بعد میں دعا کا انتخاب کر لے۔

[901] ۵۹۔(...) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ انَا أَبُو نُعَيْمٍ قَالَ نَا سُلَيْمَانُ قَالَ سَمِعْتُ مُجَاهِدًا يَقُولُ حَدَّثَنِي عَبْدُاللّٰهِ بْنُ سَخْبَرَةَ قَالَ سَمِعْتُ

ابْـنَ مَسْـعُـوْدٍ يَقُولُ عَلَّمَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ التَّشَهُّـدَ كَـفِّـى بَيْنَ كَفَّيْهِ كَمَا يُعَلِّمُنِي السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ فَاقْتَصَّ التَّشَهُّدَ بِمِثْلِ مَا اقْتَصُّوا

[901]۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے تشہد اس صورت میں سکھایا کہ میری ہتھیلی آپ کی دونوں ہتھیلیوں کے درمیان تھی، جیسا کہ آپ مجھے قرآنی سورت کی تعلیم دیتے تھے، اور تشہد مذکورہ راویوں کی طرح بیان کیا۔

[902] ۶۰۔(۴۰۳)حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا لَيْثٌ ح وَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحِ بْنِ الْمُهَاجِرِ قَالَ نَا اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ وَعَنْ طَاوُسٍ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُعَلِّمُنَا التَّشَهُّدَ كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ فَكَانَ يَقُولُ ((**التَّحِيَّاتُ الْمُبَارَكَاتُ الصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ لِلّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ**

← بـاب السلام اسم من اسماء الله تعالى برقم (۶۲۳۰) وفى الدعوات، باب: الدعاء فى الصلاة برقم (۶۳۲۸) مطولا۔ وفى التوحيد، باب: قول الله تعالى: ﴿السلام المومن﴾ بـرقـم (۷۳۸۱) وابو داود فى (سننه) فى الصلاة، باب: التشهد برقم (۹۶۸) والنسائى فى (الـمـجتبـى) فى التطبيق، باب: كيف التشهد ۲/ ۲۳۹۔ وفى السهو، باب: ايجاب التشهد برقم (۳/ ۴۰ مطولا۔ وباب: كيف التشهد ۳/ ۴۱ وفى باب: تخيير الدعاء بعد الصلاة على الـنبى ﷺ ۳/ ۱۵۰۔۱۵۱ وابن ماجه فى (سننه) فى اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: ما جاء فى التشهد برقم (۸۹۹) مطولا۔ انظر (التحفة) برقم (۹۲۴۲ و ۹۲۴۵ و ۹۲۹۶ و ۹۳۱۴)

[901] اخـرجه البخارى فى (صحيحه) فى الاستئذان، باب: الاخذ باليد برقم (۶۲۶۵) والنسائى فى (المجتبى) ۲/ ۲۴۱ فى التطبيق، باب: كيف التشهد الاول۔ انظر (التحفة) برقم (۹۳۳۸)

[902] اخرجه ابو داود فى (سننه) فى الصلاة، باب: التشهد برقم (۹۷۴) والترمذى ←

وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِينَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰهِ)) وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ رُمْحٍ كَمَا يُعَلِّمُنَا الْقُرْآنَ

[902]۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں تشہد اس طرح سکھاتے تھے، جیسے ہمیں قرآن کی کوئی سورت سکھاتے تھے، آپ فرماتے تھے: التحیات المبارکات، ادب وتعظیم کے سارے خیر و برکت والے کلمات اللہ کے لیے مخصوص ہیں، یا وہی ان کا حقدار ہے تمام عبادات، تمام صدقات اللہ ہی کے واسطے ہیں، تم پر سلام ہو اے نبی! اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں، سلام ہو ہم پر اور اللہ کے سب نیک بندوں پر، میں گواہی دیتا ہوں اللہ کے سوا کوئی عبادت اور بندگی کے لائق نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور ابن رمح کی حدیث میں یعلمنا السورۃ من القرآن کی بجائے کما یعلمنا القرآن ہے۔

[903] ٦١-(..) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ قَالَ نَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ طَاوُسٍ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يُعَلِّمُنَا التَّشَهُّدَ كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ

[903]۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں تشہد قرآن کی سورت کی طرح ہی سکھاتے تھے۔

[904] ٦٢-(٤٠٤) حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَّقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَأَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ الْأُمَوِيُّ وَاللَّفْظُ لِأَبِي كَامِلٍ قَالُوا نَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ يُونُسَ بْنِ جُبَيْرٍ

عَنْ حِطَّانَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ الرَّقَاشِيِّ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ صَلٰوةً فَلَمَّا كَانَ عِنْدَ الْقَعْدَةِ قَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ أُقِرَّتِ الصَّلٰوةُ بِالْبِرِّ وَالزَّكٰوةِ فَلَمَّا قَضٰى أَبُو

← في (جامعه) في الصلاة، برقم (٢٩٠) والنسائي في (المجتبى) ٢/ ٢٤٢ في التطبيق، باب: نوع آخر من التشهد۔ وابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: ما جاء في التشهد برقم (٩٠٠) انظر (التحفة) برقم (٥٧٥٠)

[903] تقدم تخريجه في الحديث السابق (٩٠٠)

[904] اخرجه ابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: التشهد برقم (٩٧٢) و (٩٧٣) والنسائي ←

مُوسَى الصَّلٰوةَ وَسَلَّمَ انْصَرَفَ فَقَالَ أَيُّكُمُ الْقَائِلُ كَلِمَةَ كَذَا وَكَذَا قَالَ فَأَرَمَّ الْقَوْمُ ثُمَّ قَالَ أَيُّكُمُ الْقَائِلُ كَلِمَةَ كَذَا وَكَذَا فَأَرَمَّ الْقَوْمُ فَقَالَ لَعَلَّكَ يَا حِطَّانُ قُلْتَهَا قَالَ مَا قُلْتُهَا وَلَقَدْ رَهِبْتُ أَنْ تَبْكَعَنِي بِهَا فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ أَنَا قُلْتُهَا وَلَمْ أُرِدْ بِهَا إِلَّا الْخَيْرَ فَقَالَ أَبُو مُوسٰى مَا تَعْلَمُونَ كَيْفَ تَقُولُونَ فِي صَلٰوتِكُمْ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ خَطَبَنَا فَبَيَّنَ لَنَا سُنَّتَنَا وَعَلَّمَنَا صَلٰوتَنَا فَقَالَ ((إِذَا صَلَّيْتُمْ فَأَقِيمُوا صُفُوفَكُمْ ثُمَّ لِيَؤُمَّكُمْ أَحَدُكُمْ فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوا وَإِذَا قَالَ)) غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ ((فَقُولُوا آمِينَ يُجِبْكُمُ اللّٰهُ فَإِذَا كَبَّرَ وَرَكَعَ فَكَبِّرُوا وَارْكَعُوا فَإِنَّ الْإِمَامَ يَرْكَعُ قَبْلَكُمْ وَيَرْفَعُ قَبْلَكُمْ)) فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((فَتِلْكَ بِتِلْكَ وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُولُوا اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ يَسْمَعُ اللّٰهُ لَكُمْ فَإِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى قَالَ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّهِ ﷺ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ وَإِذَا كَبَّرَ وَسَجَدَ فَكَبِّرُوا وَاسْجُدُوا فَإِنَّ الْإِمَامَ يَسْجُدُ قَبْلَكُمْ وَيَرْفَعُ قَبْلَكُمْ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَتِلْكَ بِتِلْكَ وَإِذَا كَانَ عِنْدَ الْقَعْدَةِ فَلْيَكُنْ مِنْ أَوَّلِ قَوْلِ أَحَدِكُمُ التَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِينَ أَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ))

[904]۔حطان بن عبداللہ رقاشی بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک نماز ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی معیت میں پڑھی تو جب بیٹھنے کا وقت آیا، ایک شخص نے کہا، نماز نیکی اور زکاۃ کے ساتھ ملائی گئی ہے، جب ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے نماز پوری کر لی اور سلام پھیر کر منہ موڑا تو پوچھا، یہ یہ کلمہ تم میں سے کس نے کہا؟ سب لوگ چپ رہے انہوں نے پھر پوچھا، تم میں سے کس نے یہ یہ بات کہی؟ تو لوگ پھر چپ رہے تو انہوں نے کہا، اے حطان! شاید تو نے یہ کلمہ کہا

← فی (المجتبی) فی التطبیق، باب: قوله: ولك الحمد ٢/ ١٩٧ وباب: نوع آخر من التشهد ٢/ ٢٤٢۔ وفی السهو، باب: نوع آخر من التشهد ٣/ ٤٢۔ وفی الامامة، باب: مبادرة الامام ٢/ ٩٦۔٩٧۔ وابن ماجه فی (سننه) فی: اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: ما جاء فی التشهد برقم (٩٠١) مختصرا۔ وفی باب: اذا قرأ الامام فانصتوا برقم (٨٤٧) انظر (التحفة) برقم (٨٩٨٧)

ہے؟ میں نے کہا، میں نے نہیں کہا، مجھے خوف تھا کہ آپ مجھے اس کے سبب سرزنش کریں گے تو لوگوں میں سے ایک آدمی نے کہا، میں نے یہ کلمہ کہا ہے، اور میں نے اس سے صرف خیر کا ہی ارادہ کیا ہے تو ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا، کیا تم جانتے نہیں ہو، تمہیں اپنی نماز میں کیا کہنا چاہیے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ دیا اور ہمارے لیے، ہمارا طریقہ واضح کیا اور ہمیں ہماری نماز سکھائی، آپ نے فرمایا: جب تم نماز کے لیے کھڑے ہوتو اپنی صفوں کو سیدھا کرو، پھر تم میں سے ایک تمہاری امامت کرائے، جب وہ تکبیر کہہ چکے تو تم تکبیر کہو اور جب وہ غیر المغضوب علیھم ولا الضالین کہے تو تم آمین کہو، اللہ تمہاری دعا قبول فرمائے گا، وہ تمہیں شرف قبولیت بخشے گا، اور جب وہ تکبیر کہے اور رکوع کرے تو تم تکبیر کہہ کر رکوع کرو اور امام تم سے پہلے رکوع میں جاتا ہے اور تم سے پہلے اٹھتا ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ تقدیم وتاخیر سے برابر ہوگیا۔ اور جب امام سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم اللھم ربنا لك الحمد کہو، اے اللہ، ہمارے رب تو ہی حمد کا حق دار ہے۔ اللہ تمہاری دعا سنے گا، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے فرمایا ہے: ''اللہ تعالیٰ نے جس نے اس کی حمد وتعریف کی، سن لی۔ اور جب امام اللہ اکبر کہہ کر سجدہ کرے تو تم اللہ اکبر کہو اور سجدہ کرو، کیونکہ امام تم سے پہلے سجدہ میں جاتا ہے اور تم سے پہلے سجدہ سے اٹھتا ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قبل وبعد (تقدیم وتاخیر) سے کام برابر ہوگیا، (امام نے سجدہ پہلے کیا، پہلے اٹھا، تم نے سجدہ بعد میں کہا، بعد میں اٹھے) اور جب بیٹھنے کا وقت آئے تو تم اس سے آغاز کرو'' قولی، بدنی اور مالی عبادتیں، اللہ ہی کے لیے ہیں، سلامتی ہو، اے نبی! آپ پر اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں، سلام ہو ہم پر اور اللہ کے سب نیک بندوں پر، میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت اور بندگی کے لائق نہیں اور میں اس کی بھی شہادت دیتا ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے بندے اور پیغمبر (فرستادہ) ہیں۔

[905] ٦٣۔(. . . .) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ ثَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ نَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ ح و حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ قَالَ نَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ نَا أَبِي ح و حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحٰقَ قَالَ أَبُوبَكْرِ ابْنُ أُخْتِ أَبِي النَّضْرِ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ فَقَالَ مُسْلِمٌ تُرِيدُ أَحْفَظَ مِنْ سُلَيْمَانَ فَقَالَ لَهُ أَبُو بَكْرٍ فَحَدِيثُ

[905] تقدم تخريجه (٩٠٠)

أَبِي هُرَيْرَةَ فَقَالَ هُوَ صَحِيحٌ يَعْنِي وَإِذَا قَرَأَ فَأَنْصِتُوا فَقَالَ هُوَ عِنْدِي صَحِيحٌ فَقَالَ لِمَ لَمْ تَضَعْهُ هَا هُنَا قَالَ لَيْسَ كُلُّ شَيْءٍ عِنْدِي صَحِيحٍ وَضَعْتُهُ هَا هُنَا إِنَّمَا وَضَعْتُ هَا هُنَا مَا أَجْمَعُوا عَلَيْهِ

[905]۔ امام نے مختلف اساتذہ سے مذکورہ بالا روایت بیان کی اور اس میں یہ اضافہ بیان کیا۔ کہ جب امام پڑھے تو تم خاموش رہو، اور ان میں سے کسی کی حدیث میں یہ الفاظ نہیں ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کی زبان سے کہلوایا ہے، سمع اللہ لمن حمدہ، صرف ابو کامل اکیلا ہی ابو عوانہ سے یہ الفاظ نقل کرتا ہے۔ ابو اسحاق کہتے ہیں، ابونضر کے بھانجے، ابوبکر نے اس حدیث پر بحث کی تو امام مسلم نے جواب دیا آپ کو سلیمان سے زیادہ حافظ مطلوب ہے، (یعنی سلیمان حفظ و ضبط میں پختہ ہے، اس لیے اس کا اضافہ مقبول ہے) تو ابوبکر نے امام مسلم سے پوچھا، ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث اذا قرأ فانصتوا، جب امام قراءت تم خاموش رہو، کیسی ہے؟ امام صاحب نے جواب دیا، وہ صحیح ہے اور میں اس کو صحیح سمجھتا ہوں تو ابوبکر نے پوچھا تو آپ نے اسے اپنی کتاب میں کیوں نہیں بیان کیا؟ امام صاحب نے جواب دیا، ہر وہ حدیث جو میرے نزدیک صحیح ہے، میں نے اس کو یہاں نقل نہیں کیا، یہاں تو میں نے ان ہی احادیث کو بیان کیا ہے، جن کی صحت پر سب کا اتفاق ہے۔

فوائد :...... ❶ اذا قراء فانصتوا: جب امام پڑھے تم خاموش رہو، کا تعلق سورۃ فاتحہ کے بعد والی قراءت سے ہے، کیونکہ سورۃ فاتحہ کے بغیر تو نماز نہیں ہوتی، اس طرح دونوں حدیثوں پر عمل ہو جاتا ہے کہ مقتدی جہری نمازوں میں جب امام قراءت کرتا ہے تو اس کے پیچھے صرف فاتحہ چپکے چپکے پڑھے گا، اور بعد والی قراءت پوری توجہ سے سنے گا، خود نہیں پڑھے گا، اور سری نمازوں میں چونکہ قراءت بلند نہیں ہوتی، اس لیے امام کی قراءت سننے کا احتمال نہیں ہوتا، اس لیے وہاں مقتدی اپنی قراءت کرے گا۔ ❷ امام مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث اذا قراء فانصتوا کو صحیح تسلیم کیا ہے، لیکن چونکہ اس کی صحت پر اتفاق نہیں، اس لیے اس کو صحیح مسلم میں درج نہیں کیا، جس سے معلوم ہوا، امام مسلم، اپنی صحیح میں صرف ان روایات کو بیان کرتے ہیں، جو تمام ائمہ محدثین کے مسلمہ قواعد وضوابط کے مطابق صحیح ہیں اور اس لحاظ سے ان سب کی صحت پر سب کا اتفاق ہونا چاہیے۔ ❸ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے الفاظ اذا قراء فانصتوا: اور اسی طرح سلیمان کی حدیث کے ان الفاظ کی صحت کے بارے میں ائمہ حدیث میں اختلاف ہے امام ابوداؤد بجستانی، یحییٰ بن معین، ابوحاتم رازی، دارقطنی اور ابوعلی نیشاپوری، ان الفاظ کو درست قرار نہیں دیتے، ان کے نزدیک (ھذہ اللفظة غیر محفوظة) قتادہ کے تمام شاگرد، ان الفاظ میں، سلیمان تیمی کی مخالفت کرتے ہیں۔ ❹ تشہد کے کلمات مختلف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے معمولی سے لفظی اختلاف کے ساتھ

بیان کیے ہیں، امام مسلم نے ابن مسعود، ابن عباس اور ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہم سے تشہد نقل کیا ہے، حضرت عمر، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے الفاظ نقل نہیں کیے۔ اپنی جگہ تمام ہی صحیح ہیں، اور کسی کو بھی پڑھا جا سکتا ہے، افضل کے بارے میں ائمہ میں اختلاف ہے، امام ابوحنیفہ، امام احمد اور اہل حدیث اور جمہور فقہاء کے نزدیک ابن مسعود والا تشہد افضل ہے کیونکہ سب سے زیادہ صحیح ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ اور بعض مالکیوں کے نزدیک، ابن عباس رضی اللہ عنہما والا تشہد افضل ہے اور امام مالک کے نزدیک حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر موقوف تشہد افضل ہے کیونکہ انہوں نے یہ تشہد منبر پر سکھایا تھا، لیکن ظاہر ہے موقوف کو مرفوع پر ترجیح نہیں دی جا سکتی۔

امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک پہلے قعدہ میں تشہد پڑھنا سنت ہے اور سلام والا تشہد واجب ہے، جمہور محدثین کے نزدیک دونوں ہی واجب ہیں، امام احمد پہلے کو واجب اور دوسرے کو فرض قرار دیتے ہیں۔ امام ابوحنیفہ اور امام مالک اور جمہور فقہاء رحمہم اللہ کے نزدیک دونوں سنت ہیں۔

[906] ٦٤-(. . .) حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ قَتَادَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ فِي الْحَدِيثِ ((فَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ قَضٰى عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّهِ ﷺ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ))

[906] - امام صاحب نے ایک اور سند سے مذکورہ بالا روایت بیان کی ہے اور اس کے یہ الفاظ بیان کیے: فان الله عز وجل قضى على لسان نبيه ﷺ، (اوپر کی روایت میں قضی کی بجائے قال کا لفظ گزرا ہے)۔

تنبیہ: ......بعض حضرات نے السلام علیك ایها النبی ، سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ آپ صلاۃ وسلام دور ونزدیک سے سنتے ہیں اور اس کے لیے مختلف علماء وفقہاء کے اقوال نقل کیے ہیں، جن سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آپ یہ کلمات سنتے ہیں، ان کا صرف یہ مقصد ہے کہ انسان کو پوری طرح حضور قلب اور توجہ سے یہ کلمات کہنے چاہیے: کانه یحی الله ویسلم علی النبی ، گویا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عبادت کا ہدیہ پیش کر رہا ہے اور نبی ﷺ کے حضور سلام عرض کر رہا ہے، استدلال کرتے وقت فقہاء کے قول کان: (گویا کہ) کو نظر انداز کر دیا گیا ہے، اور نہ ہی کسی نے یہ کہا ہے کہ آپ ان کلمات کو سنتے ہیں۔ اس لیے یہ کہنا رسول اللہ ﷺ کے لیے الصلوۃ والسلام علیك یا رسول الله ، کہنا جائز ہے رسول اللہ ﷺ دور ونزدیک سے سلام پڑھنے والوں کا سلام یکساں سنتے ہیں، نعرہ رسالت، یا رسول اللہ لگانا جائز ہے، محض سینہ زوری ہے جس کی کوئی اساس وبنیاد یا دلیل نہیں ہے۔

[906] تقدم تخريجه (٩٠٢)

یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے، خود حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جن کو آپ نے تشہد کے یہ کلمات سکھائے تھے، وہ فرماتے ہیں کہ تشہد میں السلام علیك ایها النبی ، ہم نبی اکرم ﷺ کی حیات طیبہ میں اس وقت کہا کرتے تھے، جب آپ بین ظهر اننا ہمارے درمیان ہوتے تھے، فلما قبض ، جب آپ قبض کر لیے گئے، (ہم سے جدا ہو گئے) قلنا السلام علی النبی (ﷺ) تو ہم السلام علی النبی کہنے لگے۔ (بخاری شریف ۲/ باب الاخذ بالیدین) اگر آپ کی زندگی اور وفات کے بعد کوئی فرق نہیں تھا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ''یا'' کو کیوں حذف کر دیا تھا۔
مزید برآں یہ تو دعائیہ کلمات میں جو ہم آپ کے لیے، اپنے لیے اور اللہ کے سب نیک بندوں کے لیے اللہ کے حضور درخواست پیش کرتے ہیں، کیا سب بندے ہماری یہ دعا سنتے ہیں، اور آپ نے چونکہ یہ کلمات خود سکھائے ہیں اور بڑے اہتمام سے سکھائے ہیں، اس لیے ہم آپ کے سکھائے ہوئے کلمات کی پابندی کرتے ہیں کیونکہ آپ کے دعائیہ کلمات میں جو تاثیر اور برکت ہے، اس کا تقاضا یہی ہے، آپ کے کلمات کو جوں کا توں ہی رکھا جائے، اس لیے ہم یا کو حذف نہیں کرتے، اگرچہ ابن مسعود کی حدیث کی روشنی میں، حذف کرنا جائز ہے۔

۱۷...... بَاب: الصَّلٰوةِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ بَعْدَ التَّشَهُّدِ

باب ۱۷: تشہد کے بعد نبی ﷺ پر درود بھیجنا

[907] ٦٥-(٤٠٥) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ نُعَيْمِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ الْمُجْمِرِ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ الْأَنْصَارِيَّ وَعَبْدُاللّٰهِ بْنُ زَيْدٍ هُوَ الَّذِي كَانَ أُرِيَ النِّدَآءَ بِالصَّلٰوةِ أَخْبَرَهُ

عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ أَتَانَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَنَحْنُ فِي مَجْلِسِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ فَقَالَ لَهُ بَشِيرُ بْنُ سَعْدٍ أَمَرَنَا اللّٰهُ تَعَالٰى أَنْ نُصَلِّيَ عَلَيْكَ يَارَسُولَ اللّٰهِ فَكَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْكَ قَالَ فَسَكَتَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى تَمَنَّيْنَا أَنَّهُ لَمْ يَسْأَلْهُ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((قُولُوا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيمَ فِي الْعَالَمِينَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ وَالسَّلَامُ كَمَا قَدْ عَلِمْتُمْ))

[907]۔ حضرت محمد بن عبداللہ بن زید انصاری رضی اللہ عنہ (عبداللہ بن زید انصاری وہی ہیں جن کو نماز کے لیے اذان خواب میں دکھائی گئی) ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف

[907] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: الصلاة على النبی ﷺ بعد التشهد برقم (٩٨٠) و ←

لائے، جبکہ ہم سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے، آپ سے بشیر بن سعد رضی اللہ عنہ نے پوچھا، اللہ تعالیٰ نے ہمیں آپ پر درود بھیجنے کا حکم دیا ہے، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! تو ہم آپ پر کیسے درود بھیجیں؟ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خاموشی اختیار کی حتیٰ کہ ہم نے تمنا کی، اے کاش! اس نے آپ سے یہ سوال نہ کیا ہوتا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، یوں کہو: اللهم صل على محمد وعلى آل محمد، كما صليت على آل ابراهيم، وبارك على محمد وعلى آل محمد كما باركت على آل ابراهيم في العالمين، انك حميد مجيد، والسلام كما قد علمتم . اے اللہ! اپنی رحمت اور عنایت فرما، محمد اور آپ کے گھر والوں پر جیسے کہ تو نے عنایت اور رحمت فرمائی ابراہیم کے گھر والوں پر اور محمد اور محمد کے گھر والوں پر برکت نازل فرما جیسا کہ تو نے ابراہیم کے گھر والوں پر، تمام جہانوں میں برکت نازل فرمائی، بے شک تو حمد و ستائش کے لائق اور عظمت و بزرگی والا ہے۔ اور سلام کو تو تم جان ہی چکے ہو۔

[908] ٦٦-(٤٠٦)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنّٰى قَالَا نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ قَالَ سَمِعْتُ

ابْنَ أَبِي لَيْلٰى قَالَ لَقِيَنِي كَعْبُ بْنُ عُجْرَةَ فَقَالَ أَلَا أُهْدِي لَكَ هَدِيَّةً خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْنَا قَدْ عَرَفْنَا كَيْفَ نُسَلِّمُ عَلَيْكَ فَكَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْكَ قَالَ ((قُولُوا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ))

[908]۔ ابن ابی لیلیٰ سے روایت ہے کہ مجھے حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ ملے اور کہنے لگے، کیا میں تمہیں ایک تحفہ نہ دوں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے تو ہم نے عرض کیا، یہ تو ہم نے جان لیا، ہم آپ پر سلام کیسے بھیجیں تو ہم آپ پر درود کیسے بھیجیں؟ آپ نے فرمایا: یوں کہا کرو: ''اے اللہ اپنی خاص عنایت اور رحمت

←(٩٨١) والترمذی فی (جامعه) فی تفسیر القرآن، باب: ومن سورت الاحزاب برقم (٣٢٢٠) والنسائی فی (المجتبی) ٣/ ٤٥ فی السهو، باب: الامر بالصلاة على النبی ﷺ۔ انظر (التحفة) برقم (١٠٠٠٧)

[908] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی احادیث الانبیاء برقم (٣٣٧٠) وفی التفسیر، باب: ﴿ان الله وملائكته يصلون على النبی، يا ايها الذين آمنوا صلوا عليه وسلموا تسليما﴾ برقم (٤٧٩٧) وفی الدعوات، باب: الصلاة على النبی ﷺ برقم (٦٣٥٧) وابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: الصلاة على النبی ﷺ بعد التشهد برقم (٩٧٦ و ٩٧٧) والترمذ فی (جامعه) فی الصلاة، باب: ما جاء فی صفة الصلاة على النبی ﷺ (برقم (٤٨٣) والنسائی فی (المجتبی من →

فرما، محمد (ﷺ) پر محمد کے گھر والوں پر جیسے کہ تو نے عنایت ورحمت فرمائی، ابراہیم علیہ السلام کے گھر والوں پر تو حمد وستائش کے سزاوار اور عظمت و بزرگی والا ہے اے اللہ! خاص برکتیں نازل فرما، حضرت محمد علیہ السلام پر اور آپ کے گھر والوں پر جیسے کہ تو نے برکتیں نازل فرمائیں، ابراہیم علیہ السلام کے گھر والوں پر تو حمد وستائش کے لائق اور بزرگی والا ہے۔

[909] ٦٧۔(. . .) حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَانَا وَكِيعٌ

عَنْ شُعْبَةَ وَمِسْعَرٍ عَنِ الْحَكَمِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِ مِسْعَرٍ أَلَا أُهْدِي لَكَ هَدِيَّةً

[909]۔ امام صاحب ایک اور سند سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں لیکن اس میں ایک راوی کی حدیث میں یہ جملہ نہیں ہے، کیا میں تمہیں ایک تحفہ نہ دوں۔

[910] ٦٨۔(. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكَّارٍ قال نا إِسْمٰعِيلُ بْنُ زَكَرِيَّاءَ عَنِ الْأَعْمَشِ وَعَنْ مِسْعَرٍ وَعَنْ مَالِكِ بْنِ مِغْوَلٍ كُلُّهُمْ

عَنِ الْحَكَمِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّلَمْ يَقُلْ اَللّٰهُمَّ

[910]۔ امام صاحب نے ایک اور سند سے مذکورہ بالا روایت بیان کی ہے، صرف اتنا فرق ہے۔ اس نے بارك على محمد سے اللهم نہیں ہے۔

[911] ٦٩۔(٤٠٧) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَ نَا رَوْحٌ وَعَبْدُاللّٰهِ بْنُ نَافِعٍ ح و حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ انا رَوْحٌ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ أَخْبَرَنِي

أَبُو حُمَيْدٍ السَّاعِدِيُّ أَنَّهُمْ ((قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ كَيْفَ نُصَلِّيْ عَلَيْكَ قَالَ قُولُوا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى أَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى أَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ))

← السنن) باب: السهو، ٣/ ٤٧۔٤٨۔ وابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب الصلاة على النبي ﷺ برقم (٩٠٤) انظر (التحفة) برقم (١١١١٣)

[909] تقدم تخريجه برقم (٩٠٧)

[910] تقدم برقم (٩٠٧)

[911] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الانبياء برقم (٣٣٦٩) وفي الدعوات، باب: هل يصلى على غير النبي ﷺ برقم (٦٣٦٠) وابو داود في (سننه) في الصلاة، باب الصلاة على النبي ﷺ بعد التشهد برقم (٩٧٩) والنسائي في (المجتبى من السنن) في اقامة الصلاة والسنة ←

[911] ۔حضرت ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا، اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم آپ پر صلوٰۃ کیسے بھیجیں؟ آپ نے فرمایا: یوں کہو: اے اللہ! رحمت وعنایت فرما محمد ﷺ آپ کی بیویوں اور آپ کی اولاد پر جیسے کہ تو نے رحمت وعنایت فرمائی، ابراہیم علیہ السلام کے گھرانے پر اور برکتیں نازل فرما، محمد ﷺ پر اور آپ کی بیویوں اور آپ کی اولاد پر جیسے کہ تو نے برکتیں نازل فرمائی ہیں، ابراہیم علیہ السلام کے گھر والوں پر، بے شک تو حمد کے لائق اور بزرگ ہے۔''

[912] ٧٠-(٤٠٨)حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ حُجْرٍ قَالُوا نَا إِسْمٰعِيلُ وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ عَنِ الْعَلَاءِ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ وَاحِدَةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ عَشْرًا))

[912] ۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص مجھ پر ایک دفعہ درود بھیجے گا، اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا۔

فوائد :...... ❶ اللہ کے بعد مسلمانوں پر سب سے زیادہ احسان نبی اکرم ﷺ کا ہے، جن کے ذریعہ امت محمدیہ کو ایمان کی دولت ملی اور کامل ضابطہ حیات نصیب ہوا تو جس طرح اللہ تعالیٰ خالق و مالک اور کائنات کا مدبر و منتظم ہونے کی بنا پر، عبادت اور حمد و تسبیح کا حق دار ہے، اس طرح، آپ کا ہم پر حق ہے کہ ہم آپ پر درود وسلام بھیج کر، آپ کے لیے اللہ تعالیٰ کی مزید رحمت ورافت اور رفع درجات کی دعا کریں۔ اور یہ درحقیقت آپ کی بارگاہ میں عقیدت ومحبت کا ہدیہ، وفاداری ونیاز کیشی کا نذرانہ اور ممنونیت وسپاس گزاری کا اعتراف ہے، ورنہ ظاہر ہے، آپ کو ہماری ان دعاؤں کی کیا احتیاج ہے، اور ہم جیسے فقیروں اور مسکینوں کے ہدیوں اور تحائف کی کیا ضرورت ہے بلکہ اس دعا گوئی اور اظہار اطاعت کیشی کا سب سے بڑا فائدہ تو خود ہم کو پہنچتا ہے، ایک طرف ہمارا ایمانی رابطہ مستحکم ہوتا ہے تو دوسری طرف ہمیں ایک دفعہ کے مخلصانہ درود کے صلہ میں، اللہ تعالیٰ کی کم از کم دس رحمتیں حاصل ہوتی ہیں۔ اور ہمیں اپنی اوقات معلوم ہوتی ہے کہ اگر آپ جیسی مقدس ومحترم ہستی، اللہ کی رحمت وسلامتی کی محتاج ہے اور آپ کا حق اور مقام عالی بس یہی ہے کہ آپ کے واسطے رحمت وسلامتی کی دعائیں کی جائیں، رحمت وسلامتی آپ کے ہاتھ میں نہیں ہے، اور جب آپ کے ہاتھ میں نہیں تو پھر کسی اور مخلوق یا انسان کے ہاتھ

← فيها، باب: الصلاة على النبي ﷺ ٢/ ١٣٥۔ انظر (التحفة) برقم (١١٨٩٦)

[912]اخرجه ابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: في الاستغفار برقم (١٥٣٠) والترمذي في (جامعه) في الصلاة، باب: ما جاء في فضل الصلاة على النبي ﷺ برقم (٤٨٥) والنسائي في (المجتبى من السنن) في السهو، باب الفضل في الصلاة على النبي ﷺ ٣/ ٥٠۔ انظر (التحفة) برقم (١٣٩٧٤)

میں بھی نہیں ہے۔ کیونکہ ساری مخلوق میں آپ کا مقام سب سے بالا اور برتر ہے، ہر انسان اللہ کی رحمت وسلامتی کا محتاج ہے، اور اس کے بغیر کسی ہستی اور مخلوق سے یہ حاصل نہیں ہو سکتی، اس لیے کوئی اس کا شریک وسہیم بھی نہیں ہے۔ ❷ آل کا مفہوم: عربی زبان اور قرآن وحدیث کے محاورہ کی رو سے کسی شخص کے آل ان کو کہا جاتا ہے، جو اس کے ساتھ خصوصی تعلق وربط رکھتے ہوں، خواہ یہ تعلق نسب اور رشتہ کا ہو یا رفاقت، معیت اور عقیدت ومحبت کا یا اس کی اتباع واطاعت کا، قرآن مجید میں آل ابراہیم، آل عمران اور آل فرعون سے اس کا اظہار ہوتا ہے۔ ❸ قرآن مجید میں ہمیں آپ ﷺ پر درود وسلام بھیجنے کا حکم دیا گیا ہے، لیکن اس میں نماز یا غیر نماز کا تذکرہ نہیں ہے، جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ کی حمد وتسبیح کا حکم ہے، لیکن نماز یا غیر نماز کا تذکرہ نہیں ہے، رسول اکرم ﷺ نے نور نبوت کی روشنی میں، حمد وتسبیح کا خاص محل نماز میں بیان فرمایا ہے، اس طرح صلاۃ وسلام کے حکم کی تعمیل کا خاص محل وموقع نماز کے تشہد وقعود کو قرار دیا ہے، لیکن جیسا کہ تسبیح وتحمید، نماز کے ساتھ خاص نہیں ہے، اسی طرح درود وسلام بھی نماز کے ساتھ خاص نہیں ہے آگے پیچھے بھی مطلوب ہے۔ ❹ آخری قعدہ میں درود شریف کے پڑھنے کے بارے میں ائمہ کا اختلاف ہے، حضرت عمر، ابن عمر، امام شافعی اور امام احمد کے نزدیک درود پڑھنا فرض ہے، اس کے بغیر نماز نہیں ہوگی، امام ابوحنیفہ، امام مالک اور جمہور علماء کے نزدیک درود پڑھنا سنت ہے، اگر کسی نے نہ پڑھا تو نماز ہو جائے گی چونکہ سورۂ احزاب میں، آپ کے لیے صلاۃ وسلام بھیجنے کا حکم ہے اور اس کا خاص موقع ومحل نماز ہے، اس لیے کم از کم نماز میں تو فرض ہونا چاہیے۔ ❺ آپ پر درود کو حضرت ابراہیم علیہ السلام پر درود بھیجنے سے تشبیہ دی گئی ہے، اس پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ ادنیٰ کو اعلیٰ سے تشبیہ دی جاتی ہے، اس سے معلوم ہوا کہ ابراہیم علیہ السلام اور آل ابراہیم پر درود، آپ اور آپ کی آل پر درود سے قوی ہے۔ علماء نے اس کے مختلف جواب دیئے ہیں، آسان جواب یہ ہے کہ تشبیہ صرف نزول رحمت میں ہے، اس کی کیفیت کا لحاظ نہیں ہے، ایک چیز میں ایک صفت معروف اور مشہور ہوتی ہے تو دوسری چیز کو اگرچہ، اس میں یہ صفت زائد اور قوی ہو، پہلی چیز سے تشبیہ دے دی جاتی ہے، حالانکہ اس پر یہ صفت کم ہوتی ہے، جیسا کہ کوئی انسان صفت جود وسخا میں کس قدر بڑھ جائے، اس کو تشبیہ حاتم کے ساتھ ہی دیں گے، اس طرح اللہ کے نور، کو قرآن مجید میں ایک خصوصی قسم کے چراغ کے ساتھ دی گئی ہے، حالانکہ چہ نسبت خاک رابعالم پاک، لیکن چونکہ انسانوں میں اس قسم کے چراغ کی روشنی معروف ومشہور تھی، اس لیے اس کے ساتھ تشبیہ دے دی گئی، اور کما میں کیفیت کا لحاظ نہیں ہوتا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے كتب عليكم الصيام كما كتب على الذين من قبلكم تو کیا ہمارے روزوں اور پہلی امتوں کے روزوں کی کیفیت میں یکسانیت ہے؟ ❻ امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور جمہور فقہاء رحمہم اللہ کا قول یہ ہے کہ غیر انبیاء علیہم السلام پر استقلالاً درود بھیجنا درست نہیں ہے، مثلاً ابوبکر علیہ الصلاۃ یا عمر علیہ الصلاۃ کہنا درست نہیں۔ اور امام جوینی کا خیال ہے، سلام کا بھی یہی حکم ہے، اور اس کے جواز کے لیے سورۂ توبہ کی آیت، صل عليهم ان صلاتك سكن لهم ، ياهو الذى يصلى عليكم

وملائکتہ.... استدلال کرنا درست نہیں ہے، کیونکہ ان آیات میں یہ لفظ لغوی معنی میں استعمال ہوا ہے اور کسی کے نام کے ساتھ استعمال کی صورت میں، یہ اصطلاحی معنی میں ہوگا، اور اصطلاحی رو سے یہ انبیاء کے ساتھ خاص ہے، اس طرح ملاقات کے سلام سے علیہ السلام کے جواز کے لیے استدلال کرنا درست نہیں ہے، ورنہ السلام علینا وعلی عباد الله الصالحین، کے تحت اور هو الذی یصلی علیکم کی رو سے، صلوٰۃ وسلام ہر انسان کے لیے عام ہو جائے گا، اور اس کی وہ تعظیم وتوقیر قائم نہیں رہے گی، جو انبیاء علیہم السلام کے ساتھ مخصوص ہونے کی صورت میں، ان الفاظ کو حاصل ہے، اس لیے صلاۃ وسلام کا لفظ انبیاء کے لیے، رضی اللہ عنہم کا لفظ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے استعمال کرنا چاہیے، اگر لغوی معنی کو ملحوظ رکھیں تو پھر ان کا استعمال ہر نیک انسان کے لیے عام ہو جائے گا اور ان کی معنویت ہی ختم ہو جائے گی، ہاں بالطبع ان کا استعمال جائز ہوگا، مثلاً اللهم صل وسلم علی محمد وآل محمد واصحابه وازواجه وذريته انك حميد مجيد.

١٨...... بَابُ: التَّسْمِيعِ وَالتَّحْمِيدِ وَالتَّأْمِينِ

باب ١٨: سمع اللہ لمن حمدہ، ربنا لک الحمد اور آمین کہنا

[913] ٧١-(٤٠٩) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ ((إِذَا قَالَ الْإِمَامُ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُولُوا اللَّهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ قَوْلُهُ قَوْلَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ))

[913]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب امام سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم، اللهم ربنا لك الحمد، اے اللہ! ہمارے آقا تو ہی حمد وتوصیف کا حق دار ہے۔ کہو کیونکہ جس کا بقول فرشتوں کے قول کے موافق ہوگیا، اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

فائدہ:...... نماز باجماعت کی صورت میں رکوع سے اٹھتے وقت، جب امام سمع الله لمن حمده (اللہ نے سنی اس بندہ کی جس نے اس کی حمد کی) کہتا ہے تو اللہ کے فرشتے اللهم ربنا لك الحمد، فرشتے بھی یہ کلمات کہتے ہیں اس لیے مقتدیوں کو بھی آپ نے اس پر موقع پر یہی کلمہ کہنے کا حکم دیا ہے اور فرمایا ہے کہ جن لوگوں

[913] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الاذان، باب فضل اللهم لك الحمد برقم (٧٩٦) وفی بدء الخلق، باب: اذا قال: احدکم: آمین، والملائكة فی السماء توافقت یا حداهما الاخری غفرله ما تقدم من ذنبه برقم (٣٢٢٨) وابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: ما یقول اذا رفع راسه من الرکوع برقم (٨٤٨) والترمذی فی (جامعه) فی الصلاة، برقم (٢٦٧) والنسائی فی (المجتبی من السنن) ٢/ ١٩٦ فی التطبیق، باب: قوله: ربنا ولك الحمد۔ انظر (التحفة) برقم (١٢٥٦٨)

کا یہ کلمہ فرشتوں کے کلمہ کے مطابق ہوگا، اس کلمہ کی برکت سے اس کے پچھلے چھوٹے گناہ معاف ہو جائیں گے، موافق اور مطابق ہونے کا مقصد یہ معلوم ہوتا ہے رکوع سے اٹھنے کے فوراً بعد یہ کلمات کہے جائیں گے، تاکہ فرشتوں کے بالکل ساتھ ہوں، آگے پیچھے نہ ہوں۔

[914] (. . .) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا يَعْقُوبُ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمَعْنٰى حَدِيثِ سُمَيٍّ

[914] امام صاحب ایک اور سند سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

[915] ٧٢-(٤١٠)حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شَهَابٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّهُمَا أَخْبَرَاهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((إِذَا أَمَّنَ الْإِمَامُ فَأَمِّنُوا فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ تَأْمِينُهُ تَأْمِينَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ)) قَالَ ابْنُ شِهَابٍ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((آمِين))

[915]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس وقت امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو، کیونکہ جس کی آمین فرشتوں کی آمین کے موافق ہوگی اس کے گزشتہ قصور معاف کر دیئے جائیں گے، ابن شہاب نے کہا، رسول اللہ ﷺ بھی آمین کہتے تھے۔

فائدہ :...... جب امام سورۂ فاتحہ ختم کر کے آمین کہے تو مقتدیوں کو بھی اس وقت آمین کہنی چاہیے، کیونکہ اللہ کے فرشتے بھی اس وقت آمین کہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا فیصلہ یہ ہے کہ جو بندے آمین میں فرشتوں کی موافقت کریں گے ان کے سابقہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

[916] ٧٣-(. . .) وَحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَخْبَرَنِي ابْنُ الْمُسَيَّبِ وَأَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ، بِمِثْلِ حَدِيثِ مَالِكٍ، وَلَمْ يَذْكُرْ قَوْلَ ابْنِ شِهَابٍ.

[916]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، مالک کی روایت کی طرح حدیث بیان کی اور ابن شہاب کا قول بیان نہیں کیا۔

---

[914] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٢٧٧١)

[915] تقدم

[916] تقدم

[917] ٧٤-(. . .) حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسَ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((إِذَا قَالَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلٰوةِ آمِينَ وَالْمَلَائِكَةُ فِي السَّمَاءِ آمِينَ فَوَافَقَ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرٰى غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ))

[917]۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم سے کوئی نماز میں آمین کہتا ہے تو فرشتے آسمان پر آمین کہتے ہیں اور اگر ایک دوسرے کے آمین موافق ہوتی ہے تو اس کے پچھلے گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں۔

[918] ٧٥-(. . .) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ قَالَ نَا الْمُغِيرَةُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((إِذَا قَالَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلٰوةِ آمِينَ وَالْمَلَائِكَةُ فِي السَّمَاءِ آمِينَ فَوَافَقَ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرٰى غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ))

[918]۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم سے کوئی آمین کہتا ہے اور فرشتے آسمان میں آمین کہتے ہیں اور ایک آمین دوسری کے موافق ہوتی ہے تو اس کے پچھلے گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں۔

[919] (. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ نَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ

[919]۔امام صاحب ایک اور سند سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

[920] ٧٦-(. . .) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا يَعْقُوبُ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((إِذَا قَالَ الْقَارِئُ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ فَقَالَ مَنْ خَلْفَهُ آمِينَ فَوَافَقَ قَوْلُهُ قَوْلَ أَهْلِ السَّمَاءِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ))

---

[917] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الاذان، باب: جهر الامام بالتامين برقم (٧٨٠) وابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: التامين وراء الامام برقم (٩٣٦) والترمذی فی (جامعه) فی الصلاة، باب: ما جاء فی فضل التامين برقم (٢٥٠) والنسائی فی (المجتبى) فی الافتتاح، باب: جهر الامام بآمين ١/ ١٤٤۔ انظر (التحفة) برقم (١٣٢٣٠ و ١٥٢٤٢)

[918] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٤٧٥٣)

[919] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٤٧٥١)

[920] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٢٧٧٧)

[920]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جب قاری (پڑھنے والا امام) غیر المغضوب علیهم ولا الضالین پڑھتا ہے اور مقتدی آمین کہتا ہے اور اس کا کہنا آسمان والوں کے کہنے کے موافق ہوتا ہے تو اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

فائدہ :...... امام جب سورۃ فاتحہ ختم کرتا ہے، یعنی غیر المغضوب علیهم ولا الضالین کہہ لیتا ہے تو اس وقت امام اور فرشتے آمین کہتے ہیں اور مقتدی کو بھی بلا توقف اس وقت آمین کہنی چاہیے، سری نماز میں بالاتفاق امام، مقتدی اور منفرد کو آہستہ آمین کہنا چاہیے، اور جہری نمازوں میں آمین امام اور مقتدی دونوں کو بلند آواز سے کہنا چاہیے، امام شافعی، امام احمد اور محدثین کا یہی موقف ہے اور یہی حق ہے۔ امام مالک کے نزدیک امام جہری نماز میں آمین نہیں کہے گا، امام ابوحنیفہ کے نزدیک امام اور مقتدی دونوں آمین آہستہ کہیں گے، امام مالک کا ایک قول یہی ہے۔

١٩...... بَاب: ائْتِمَامِ الْمَأْمُومِ بِالْإِمَامِ

باب ۱۹: مقتدی کا امام کی اقتدا کرنا

[921] ٧٧ـ(٤١١) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَأَبُو كُرَيْبٍ جَمِيعًا عَنْ سُفْيَانَ قَالَ أَبُوبَكْرٍ نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَا بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ سَقَطَ النَّبِيُّ ﷺ عَنْ فَرَسٍ فَجُحِشَ شِقُّهُ الْأَيْمَنُ فَدَخَلْنَا عَلَيْهِ نَعُودُهُ فَحَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَصَلَّى بِنَا قَاعِدًا فَصَلَّيْنَا وَرَآءَهُ قُعُودًا فَلَمَّا قَضَى الصَّلٰوةَ قَالَ ((إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوا وَإِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوا وَإِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوا وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُولُوا رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ وَإِذَا صَلَّى قَاعِدًا فَصَلُّوا قُعُودًا أَجْمَعُونَ))

[921]۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ گھوڑے سے گر گئے تو آپ کا دایاں پہلو چھل گیا، ہم آپ کی عیادت کے لیے آپ کے پاس حاضر ہوئے تو نماز کا وقت ہو گیا، آپ نے ہمیں بیٹھ کر نماز پڑھائی اور ہم نے بھی آپ کے پیچھے بیٹھ کر نماز ادا کی، جب آپ نے نماز پوری پڑھا دی تو فرمایا: امام اس لیے مقرر کیا گیا ہے تاکہ اس کی اقتدا (پیروی) کی جائے تو جب وہ تکبیر کہہ لے تو تم تکبیر کہو اور جب وہ سجدہ کرے تو تم بھی سجدہ کرو اور جب وہ اٹھے تو تم بھی اٹھو، اور جب وہ سمع الله لمن حمده کہے تو تم ربنا ولك الحمد، کہو اور جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھائے تو تم سب بیٹھ کر نماز پڑھو۔

[921] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الاذان، باب: يهوى بالتكبير حين يسجد برقم (٨٠٥)←

[922] ۷۸۔(...) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا لَيْثٌ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ قَالَ انَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ
عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ خَرَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ فَرَسٍ فَجُحِشَ فَصَلَّى لَنَا قَاعِدًا ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَهُ
[922]۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ گھوڑے سے گر گئے تو چھل گئے اور ہمیں بیٹھ کر نماز پڑھائی، آگے سابقہ حدیث ہے۔

[923] ۷۹۔(...) حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَ انَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ صُرِعَ عَنْ فَرَسٍ فَجُحِشَ شِقُّهُ الْأَيْمَنُ بِنَحْوِ حَدِيثِهِمَا وَزَادَ ((فَإِذَا صَلَّى قَائِمًا فَصَلُّوا قِيَامًا))
[923]۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ گھوڑے سے گر پڑے تو آپ کا دایاں پہلو چھل گیا، آگے مذکورہ بالا روایت ہے اور اس میں اتنا اضافہ ہے، جب امام کھڑا ہو کر نماز پڑھائے تو تم بھی کھڑے ہو کر نماز پڑھو۔

[924] ۸۰۔(...) حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ نَا مَعْنُ بْنُ عِيسَى عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ رَكِبَ فَرَسًا فَصُرِعَ عَنْهُ فَجُحِشَ شِقُّهُ الْأَيْمَنُ بِنَحْوِ حَدِيثِهِمْ وَفِيهِ ((إِذَا صَلَّى قَائِمًا فَصَلُّوا قِيَامًا))
[924]۔حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ گھوڑے پر سوار ہوئے اور اس سے گر پڑے، اس سے آپ کا دایاں پہلو چھل گیا، آگے مذکورہ بالا روایت ہے، اور اس میں بھی یہ ہے جب وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھائے تو تم بھی کھڑے ہو کر نماز پڑھو۔

← والنسائی فی (المجتبی من السنن) ۲/ ۸۲۔۸۳۔ وفی الامامة، باب: استخلاف الامام اذا غاب۔ وابن ماجه فی (سننه) فی اقامة الصلاة والسنة فیها، باب: ما جاء فی انما جعل الامام لیوتم به برقم (۱۲۳۸) انظر (التحفة) برقم (۱۸۵)
[922] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الاذان، باب: ایجاب التکبیر وافتتاح الصلاة برقم (۷۳۳) والترمذی فی (جامعه) فی الصلاة، باب: ما جاء اذا صلی الامام قاعدا فصلوا قعودا برقم (۳۶۱) وقال: حدیث حسن صحیح۔ انظر (التحفة) برقم (۱۵۲۳)
[923] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی تقصیر الصلاة، باب صلاة القاعد برقم (۱۱۱٤) انظر (التحفة) برقم (۱۵٦۰)
[924] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الاذان، باب: انما جعل الامام لیوتم به برقم (٦۸۹) ←

[925] ٨١ـ(. . .) حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ انَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ انَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي أَنَسٌ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سَقَطَ مِنْ فَرَسِهِ فَجُحِشَ شِقُّهُ الْأَيْمَنُ وَسَاقَ الْحَدِيثَ وَلَيْسَ فِيهِ زِيَادَةُ يُونُسَ وَمَالِكٍ

[925]۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ اپنے گھوڑے سے گر پڑے، جس سے آپ کی دائیں جانب چھل گئی، آگے سابقہ حدیث بیان کی، اس میں یونس اور مالک والا اضافہ نہیں ہے۔

[926] ٨٢ـ(٣١٢) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اشْتَكَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَدَخَلَ عَلَيْهِ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِهِ يَعُودُونَهُ فَصَلّٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ جَالِسًا فَصَلُّوا بِصَلٰوتِهِ قِيَامًا فَأَشَارَ إِلَيْهِمْ أَنْ اجْلِسُوا فَجَلَسُوا فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ ((**إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ فَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوا وَإِذَا رَفَعَ فَارْفَعُوا وَإِذَا صَلّٰى جَالِسًا فَصَلُّوا جُلُوسًا**))

[926]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بیمار پڑ گئے، آپ کے کچھ ساتھی آپ کی بیمار پرسی کے لیے حاضر ہوئے، رسول اللہ ﷺ نے بیٹھ کر نماز شروع کی اور انہوں نے آپ کی اقتدا میں کھڑے ہو کر نماز پڑھنی شروع کی آپ نے انہیں بیٹھنے کا اشارہ کیا تو وہ بیٹھ گئے، جب آپ نماز سے فارغ ہو گئے تو آپ نے فرمایا: امام اسی لیے بنایا جاتا ہے کہ اس کی اقتدا کی جائے، جب وہ رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو اور جب وہ رکوع سے اٹھے تو تم بھی اٹھو، اور جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھائے تو تم بھی بیٹھ کر نماز پڑھو۔

[927] ٨٣ـ(. . .) حَدَّثَنَا أَبُوالرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ قَالَ نَا حَمَّادٌ يَعْنِي ابْنَ زَيْدٍ ح و حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُوكُرَيْبٍ قَالَا نَا ابْنُ نُمَيْرٍ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ نَا أَبِي جَمِيعًا عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ

← وابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: الامام يصلي من قعود برقم (٦٠١) والنسائي في (المجتبى من السنن) ٢/ ٩٨ في الامامة، باب: الائتمام بالامام يصلي قاعدا۔ انظر (التحفة) برقم (١٥٢٩)

[925] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٥٤٢)

[926] اخرجه ابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: ما جاء في انما جعل الامام ليوتم به برقم (١٢٣٧) انظر (التحفة) برقم (١٧٠٦٧)

[927] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٦٩٩٢)

[927]۔امام صاحب اپنے مختلف اساتذہ سے مذکورہ بالا حدیث بیان کرتے ہیں۔

[928] ۸۳۔(. . .) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا لَيْثٌ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ قَالَ انا اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ

عَنْ جَابِرٍ أَنَّهُ قَالَ اشْتَكَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَصَلَّيْنَا وَرَآءَهُ وَهُوَ قَاعِدٌ وَأَبُوبَكْرٍ يُسْمِعُ النَّاسَ تَكْبِيرَهُ فَالْتَفَتَ إِلَيْنَا فَرَآنَا قِيَامًا فَأَشَارَ إِلَيْنَا فَقَعَدْنَا فَصَلَّيْنَا بِصَلٰوتِهِ قُعُودًا فَلَمَّا سَلَّمَ قَالَ((إِنْ كِدْتُمْ آنِفًا لَتَفْعَلُونَ فِعْلَ فَارِسَ وَالرُّومِ يَقُومُونَ عَلٰى مُلُوكِهِمْ وَهُمْ قُعُودٌ فَلَا تَفْعَلُوا ائْتَمُّوا بِأَئِمَّتِكُمْ إِنْ صَلّٰى قَائِمًا فَصَلُّوا قِيَامًا وَإِنْ صَلّٰى قَاعِدًا فَصَلُّوا قُعُودًا))

[928]۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بیمار پڑ گئے، اور ہم نے آپ کی اقتدا میں نماز پڑھی، اور آپ بیٹھے ہوئے تھے، اور ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کی تکبیر لوگوں کو سنا رہے تھے، آپ نے ہماری طرف توجہ فرمائی اور ہمیں کھڑے ہوئے دیکھا تو آپ نے ہمیں اشارہ فرمایا، جس سے ہم بیٹھ گئے اور ہم نے آپ کی اقتدا میں بیٹھ کر نماز پڑھی، جب آپ نے سلام پھیرا فرمایا: تم ابھی وہ کام کرنا چاہتے تھے، جو فارسی اور رومی کرتے ہیں، وہ اپنے بادشاہوں کے حضور ان کے بیٹھے ہونے کی صورت میں کھڑے ہوتے ہیں، ایسا نہ کیا کرو، اپنے ائمہ کی اقتدا کرو، اگر وہ کھڑا ہو کر نماز پڑھائیں تو تم بھی کھڑے ہو کر نماز پڑھو اور اگر وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم بھی بیٹھ کر نماز پڑھو۔

[929] ۸۵۔(. . .) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ انا حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الرُّؤَاسِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ

عَنْ جَابِرٍ قَالَ صَلّٰى بِنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَأَبُو بَكْرٍ خَلْفَهُ فَإِذَا كَبَّرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ كَبَّرَ أَبُو بَكْرٍ لِيُسْمِعَنَا ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ اللَّيْثِ

[929]۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں جماعت کروائی اور ابوبکر آپ کے پیچھے تھے، جب رسول اللہ ﷺ تکبیر کہتے ابوبکر بھی (بطور مکبّر) تکبیر کہتے تاکہ ہمیں سنائیں، آگے مذکورہ بالا روایت بیان کی۔

[928] اخرجه ابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: الامام يصلي من قعود برقم (٦٠٦) والنسائي في (المجتبى) في السهو، باب: الرخصة في الالتفات في الصلاة يمينا وشمالا ٣/ ٩۔ وابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: ما جاء في انما جعل الامام ليوتم به برقم (١٢٤٠) انظر (التحفة) برقم (٢٩٠٦)

[929] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الامامة، باب: الائتمام بمن ياتم بالامام برقم (٧٩٧) انظر (التحفة) (٢٨٧٦)

[930] ٨٦-(٤١٤) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا الْمُغِيرَةُ يَعْنِى الْحِزَامِىَّ عَنْ أَبِى الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ

عَنْ أَبِى هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((إِنَّمَا الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ فَلَا تَخْتَلِفُوا عَلَيْهِ فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوا وَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوا وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُولُوا اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ وَإِذَا سَجَدَ فَاسْجُدُوا وَإِذَا صَلَّى جَالِسًا فَصَلُّوا جُلُوسًا أَجْمَعُونَ))

[930]۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، امام تو اقتدا کے لیے ہے، اس لیے اس کی مخالفت نہ کرو، لہٰذا جب وہ تکبیر کہے تو تم بھی تکبیر کہو اور جب وہ رکوع کرے تو تم بھی رکوع کرو اور جب وہ سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو پھر تم اللھم ربنا لك الحمد ، کہو۔ اور جب وہ سجدہ کرے تو تم بھی سجدہ کرو اور جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم سب بھی بیٹھ کر نماز پڑھو۔

[931] (. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ نَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِى هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِىِّ ﷺ بِمِثْلِهِ

[931] امام کا ایک اور سند سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

فوائد :...... ❶ رکوع کے بعد، قومہ میں ربنا لک الحمد اور ربنا ولک الحمد دونوں طرح کہنا صحیح ہے، کیونکہ آپ سے دونوں طرح ثابت ہے۔ ❷ امام کی اقتدا (پیروی) مقتدی کے لیے لازم ہے، نماز کے تمام ارکان اجزاء، تکبیر، رکوع، قومہ، سجدہ، قعدہ اور سلام میں مقتدیوں کو امام کے پیچھے رہنا چاہیے، کسی چیز میں بھی سبقت کرنا جائز نہیں ہے، اگر امام سے سلام میں سبقت کرے گا، (عمداً) تو نماز نہیں ہوگی۔ ❸ امام کی پیروی یا اقتدا کا تعلق ظاہری ارکان سے ہے، جیسا کہ آپ نے لا تختلفوا ، (اس کی مخالفت نہ کرو) کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا: فاذا كبر فكبروا واذا ركع فاركعوا ، نیت کے اختلاف کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے کیونکہ وہ محسوس ہونے والی چیز نہیں ہے، اس لیے فرض نماز، نفل پڑھنے والے کے پیچھے جائز ہے، جیسے نفل، فرض پڑھنے والے کے پیچھے جائز ہے اس طرح عصر پڑھنے والے کے پیچھے ظہر پڑھنا جائز ہے۔ ❹ بیماری اور عذر کی صورت میں بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز ہے، اور کسی ضرورت کے تحت نماز میں اشارہ کرنا بھی درست ہے۔ ❺ امام اگر بیٹھ کر

[930] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٣٨٩٩)

[931] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الاذان ، باب: اقامة الصف من تمام الصلاة برقم (٧٢٢) انظر (التحفة) برقم (١٤٧٠٥)

نماز پڑھائے تو مقتدیوں کو کیا کرنا چاہیے، اس کے بارے میں ائمہ میں اختلاف ہے۔ امام مالک اور امام محمد کے نزدیک جالس کو امام نہیں بنایا جا سکتا، یہ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ خاص ہے، کہ آپ بیٹھ کر بھی امام بن سکتے تھے، باقی ائمہ کے نزدیک بیٹھنے والا امام بن سکتا ہے، امام شافعی، امام ابوحنیفہ، ابو یوسف اور اوزاعی کے نزدیک مقتدی کھڑے ہو کر نماز پڑھیں گے، کیونکہ آپ کا آخری طرز عمل یہی تھا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ کی اقتدا میں کھڑے ہو کر نماز پڑھی تھی جبکہ آپ بیٹھے تھے، امام احمد کے نزدیک امام اگر نماز کی ابتدا بیٹھ کر کرے تو مقتدی بھی بیٹھ کر نماز پڑھیں گے اور اگر وہ نماز کی ابتدا کھڑے ہو کر کرے تو نماز کھڑے ہو کر پڑھی جائے گی، اگرچہ بعد میں امام بیٹھ ہی جائے، مرض الموت کی نماز کا آغاز، ابوبکر نے کیا تھا، اور وہ کھڑے تھے، بعد میں آپ تشریف لائے اس لیے مقتدی کھڑے ہو کر ہی نماز پڑھتے رہے۔ ابن المنذر، ابن خزیمہ اور ابن حبان کا موقف بھی یہی ہے۔

٢٠...... بَابُ: النَّهْيِ عَنْ مُبَادَرَةِ الْإِمَامِ بِالتَّكْبِيرِ وَغَيْرِهِ

باب ٢٠: تکبیر وغیرہ میں امام سے سبقت لے جانا ناجائز ہے

[932] ٨٧-(٤١٥) حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَابْنُ خَشْرَمٍ قَالَ أَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ قَالَ نَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي صَالِحٍ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُعَلِّمُنَا يَقُولُ ((لَا تُبَادِرُوا الْإِمَامَ إِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوا وَإِذَا قَالَ وَلَا الضَّآلِّيْنَ فَقُولُوا آمِينَ وَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوا وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُولُوا اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ))

[932]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں تعلیم دیتے تھے کہ امام سے سبقت (جلدی) نہ کرو، جب وہ تکبیر کہے تو تم تکبیر کہو، اور جب وہ "ولا الضالین" کہے تو تم آمین کہو، اور جب وہ رکوع کرے تو تم رکوع کرو اور جب وہ سمع الله لمن حمده کہے تو تم اللهم ربنا لك الحمد کہو۔

[933] (. . .) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا عَبْدُالْعَزِيزِ يَعْنِي الدَّرَاوَرْدِيَّ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِنَحْوِهِ إِلَّا قَوْلَهُ وَلَا الضَّآلِّيْنَ فَقُولُوا آمِينَ وَزَادَ ((وَلَا تَرْفَعُوا قَبْلَهُ))

[932] انفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (١٢٤٤٩)

[933] انفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (١٢٧١٠ و ١٢٧١١)

[933]۔امام صاحب ایک اور سند سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں مگر یہ قول کہ جب وہ ولا الضالین کہے تو تم آمین کہو بیان نہیں کیا، اور اتنا اضافہ کیا اور اس سے پہلے سر نہ اٹھاؤ۔

فوائد:...... ائمہ اربعہ کے نزدیک بالاتفاق تکبیر تحریمہ میں اگر مقتدی، امام سے سبقت کرے گا تو اس کی نماز نہیں ہوگی۔ نیز ائمہ ثلاثہ اور صاحبین کے نزدیک مقارنت بھی درست نہیں ہے اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک مقارنت جائز ہے۔ امام کی اقتدا کا تقاضا یہ ہے کہ مقتدی تمام حالات نماز میں امام کی متابعت کرے، اس کے پیچھے پیچھے رہے۔ کس حالت اور فعل میں بھی امام کے ساتھ مقارنت (ساتھ ساتھ رہنا) یا اس سے مبادرت ومسابقت وسبقت اور جلدی کرنا) اور اس کی مخالفت نہ کرے۔

[934] ٨٨-(٤١٦) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ ح و حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ نَا أَبِي قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ يَعْلَى وَهُوَ ابْنُ عَطَاءٍ سَمِعَ أَبَا عَلْقَمَةَ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((إِنَّمَا الْإِمَامُ جُنَّةٌ فَإِذَا صَلَّى قَاعِدًا فَصَلُّوا قُعُودًا وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُولُوا اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ فَإِذَا وَافَقَ قَوْلُ أَهْلِ الْأَرْضِ قَوْلَ أَهْلِ السَّمَآءِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ))

[934]۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''امام تو بس ڈھال ہے، لہٰذا جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم بھی بیٹھ کر نماز پڑھو، اور جب وہ سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو تم اللھم ربنا لك الحمد کہو، کیونکہ جب زمین والوں کا بول، آسمان والوں کے بول کے موافق ہوگا تو اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ ((إِنَّمَا جُعِلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ فَإِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا وَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوا وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُولُوا اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ وَإِذَا صَلَّى قَائِمًا فَصَلُّوا قِيَامًا وَإِذَا صَلَّى قَاعِدًا فَصَلُّوْا قُعُودًا أَجْمَعُوْنَ))

[935] ٨٩-(٤١٧) حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ قَالَ نَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ حَيْوَةَ أَنَّ أَبَا يُوْنُسَ مَوْلَى أَبِي هُرَيْرَةَ حَدَّثَهُ قَالَ سَمِعْتُ

---

[934] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٥٤٥٠)
[935] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٥٤٦٩)

[935] ۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''امام صرف اس لیے مقرر کیا گیا ہے کہ اس کی اقتدا (پیروی) کی جائے تو جب وہ تکبیر کہے تو تم تکبیر کہو، اور جب وہ سمع الله لمن حمده کہے تو تم اللهم ربنا لك الحمد کہو اور جب وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھے تو تم کھڑے ہو کر نماز پڑھو، اور جب وہ بیٹھ کر نماز پڑھے تو تم سب بیٹھ کر نماز پڑھو۔''

۲۱...... بَاب: اسْتِخْلَافِ الْإِمَامِ إِذَا عَرَضَ لَهُ عُذْرٌ مِّنْ مَرَضٍ وَسَفَرٍ وَغَيْرِهِمَا مَنْ يُّصَلِّيْ بِالنَّاسِ وَأَنَّ مَنْ صَلَّى خَلْفَ إِمَامٍ جَالِسٍ لِعَجْزِهِ عَنِ الْقِيَامِ لَزِمَهُ الْقِيَامُ إِذَا قَدَرَ عَلَيْهِ وَنَسْخُ الْقُعُودِ خَلْفَ الْقَاعِدِ فِي حَقِّ مَنْ قَدَرَ عَلَى الْقِيَامِ

باب ۲۱: جب مرض، سفر یا کسی اور وجہ سے امام کو عذر پیش آ جائے تو اس کا لوگوں کو نماز پڑھانے کے لیے کسی کو اپنا جانشین (خلیفہ) بنانا اور جو امام کے قیام سے عاجز ہونے کی بنا پر اس کی بیٹھنے کی صورت میں اس کی اقتدا کرے گا، وہ کھڑا ہو کر نماز پڑھے گا، اور بیٹھ کر نماز پڑھانے والے کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی طاقت رکھنے والے کے لیے بیٹھ کر نماز پڑھنا منسوخ ہے

[936] ۹۰-(٤١٨) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ يُونُسَ قَالَ نَا زَائِدَةُ قَالَ نَا مُوسَى بْنُ أَبِي عَائِشَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى عَائِشَةَ فَقُلْتُ لَهَا أَلَا تُحَدِّثِيْنِي عَنْ مَرَضِ رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَتْ بَلَى ثَقُلَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ ((أَصَلَّى النَّاسُ)) قُلْنَا لَا وَهُمْ يَنْتَظِرُونَكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ ((ضَعُوا لِي مَآءً فِي الْمِخْضَبِ)) فَفَعَلْنَا فَاغْتَسَلَ ثُمَّ ذَهَبَ لِيَنُوءَ فَأُغْمِيَ عَلَيْهِ ثُمَّ أَفَاقَ فَقَالَ ((أَصَلَّى النَّاسُ)) قُلْنَا لَا وَهُمْ يَنْتَظِرُونَكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَقَالَ ((ضَعُوا لِي مَآءً فِي الْمِخْضَبِ)) فَفَعَلْنَا فَاغْتَسَلَ ثُمَّ ذَهَبَ لِيَنُوءَ فَأُغْمِيَ عَلَيْهِ ثُمَّ أَفَاقَ فَقَالَ ((أَصَلَّى النَّاسُ)) قُلْنَا لَا وَهُمْ يَنْتَظِرُونَكَ يَارَسُولَ اللّٰهِ فَقَالَ ((ضَعُوا لِي مَآءً فِي الْمِخْضَبِ)) فَفَعَلْنَا فَاغْتَسَلَ ثُمَّ ذَهَبَ لِيَنُوءَ فَأُغْمِيَ عَلَيْهِ ثُمَّ أَفَاقَ فَقَالَ ((أَصَلَّى النَّاسُ)) فَقُلْنَا لَا وَهُمْ يَنْتَظِرُونَكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَتْ وَالنَّاسُ

---

[936] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الاذان، باب: انما جعل الامام ليوتم به برقم (٦٨٧) والنسائي في (المجتبى من السنن) باب الامامة، باب: الائتمام بالامام يصلي قاعدا ٢/ ١٠١۔ انظر (التحفة) برقم (٥٨٦٠ و ١٦٣١٧)

عُكُوفٌ فِي الْمَسْجِدِ يَنْتَظِرُونَ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ لِصَلٰوةِ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ قَالَتْ فَأَرْسَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلٰى أَبِي بَكْرٍ أَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ فَأَتَاهُ الرَّسُولُ فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَأْمُرُكَ أَنْ تُصَلِّيَ بِالنَّاسِ فَقَالَ أَبُوبَكْرٍ وَكَانَ رَجُلًا رَقِيقًا يَا عُمَرُ صَلِّ بِالنَّاسِ قَالَ فَقَالَ عُمَرُ أَنْتَ أَحَقُّ بِذٰلِكَ قَالَتْ فَصَلّٰى بِهِمْ أَبُو بَكْرٍ تِلْكَ الْأَيَّامَ ثُمَّ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ وَجَدَ مِنْ نَفْسِهِ خِفَّةً فَخَرَجَ بَيْنَ رَجُلَيْنِ أَحَدُهُمَا الْعَبَّاسُ لِصَلٰوةِ الظُّهْرِ وَأَبُو بَكْرٍ يُصَلِّي بِالنَّاسِ فَلَمَّا رَآهُ أَبُوبَكْرٍ ذَهَبَ لِيَتَأَخَّرَ فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ لَا يَتَأَخَّرَ وَقَالَ لَهُمَا ((**أَجْلِسَانِي إِلٰى جَنْبِهِ**)) فَأَجْلَسَاهُ إِلٰى جَنْبِ أَبِي بَكْرٍ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ يُصَلِّي وَهُوَ قَائِمٌ بِصَلٰوةِ النَّبِيِّ ﷺ وَالنَّاسُ يُصَلُّونَ بِصَلٰوةِ أَبِي بَكْرٍ وَالنَّبِيُّ ﷺ قَاعِدٌ قَالَ عُبَيْدُاللَّهِ فَدَخَلْتُ عَلٰى عَبْدِاللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ فَقُلْتُ لَهُ أَلَا أَعْرِضُ عَلَيْكَ مَا حَدَّثَتْنِي عَائِشَةُ عَنْ مَرَضِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ هَاتِ فَعَرَضْتُ حَدِيثَهَا عَلَيْهِ فَمَا أَنْكَرَ مِنْهُ شَيْئًا غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ أَسَمَّتْ لَكَ الرَّجُلَ الَّذِي كَانَ مَعَ الْعَبَّاسِ قُلْتُ لَا قَالَ هُوَ عَلِيٌّ

[936]۔عبیداللہ بن عبداللہ سے روایت ہے کہ میں عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا کیا آپ مجھے رسول اللہ ﷺ کی بیماری کے بارے میں نہیں بتائیں گی؟ انہوں نے جواب دیا، کیوں نہیں! نبی اکرم ﷺ بیمار ہوگئے تو آپ نے پوچھا، کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے؟ ہم نے عرض کیا نہیں، اے اللہ کے رسول ﷺ! وہ آپ کا انتظار کر رہے ہیں، آپ نے فرمایا: ''میرے لیے لگن (ٹب) میں پانی رکھو۔'' ہم نے پانی رکھا تو آپ نے غسل فرمالیا، پھر اٹھنے لگے تو آپ پر بے ہوشی طاری ہوگئی، پھر آپ ہوش میں آئے تو آپ نے پوچھا: کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی؟ ہم نے کہا، نہیں، اے اللہ کے رسول ﷺ! وہ آپ کے منتظر ہیں تو آپ نے فرمایا: ''میرے لیے پانی کا ٹب رکھو۔'' ہم نے پانی رکھا تو آپ نے غسل فرمایا، پھر آپ اٹھنے لگے تو آپ پر غشی طاری ہوگئی، پھر ہوش میں آئے تو پوچھا: کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے؟ ہم نے کہا نہیں، وہ آپ کا انتظار کر رہے ہیں تو آپ نے فرمایا: میرے لیے پانی کا ٹب رکھو۔ ہم نے ایسا کیا تو آپ نے غسل فرمایا، پھر اٹھنے لگے تو بے ہوش ہوگئے، پھر ہوش میں آئے تو پوچھا، کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی؟ تو ہم نے کہا نہیں، وہ اے اللہ کے رسول ﷺ!

آپ کا انتظار کر رہے ہیں، عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا، لوگ مسجد میں بیٹھے ہوئے عشاء کی نماز کے لیے آپ کا انتظار کر رہے تھے، عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف پیغام بھیجا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں، پیغامبر ان کے پاس آ کر کہنے لگا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو حکم دے رہے ہیں، آپ لوگوں کو نماز پڑھائیں تو ابوبکر نے کہا، کیونکہ وہ بہت نرم دل تھے، اے عمر! لوگوں کو نماز پڑھاؤ تو عمر نے جواب دیا، آپ ہی اس کے زیادہ حق دار ہیں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا، اس پر ابوبکر نے ان دنوں جماعت کرائی، پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ افاقہ محسوس کیا (مزاج میں آسانی پائی) تو دو مردوں کا سہارا لے کر جن میں ایک عباس رضی اللہ عنہ تھے، نماز ظہر کے لیے نکلے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز پڑھا رہے تھے تو جب ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ کو دیکھا، پیچھے ہٹنے لگے تو انہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ کیا کہ پیچھے نہ ہٹو، آپ نے ان دونوں سے فرمایا: مجھے ان کے پہلو میں بٹھا دو تو ان دونوں نے آپ کو ابوبکر کے پہلو میں بٹھا دیا، راوی نے کہا، ابوبکر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا میں نماز پڑھنے لگے اور لوگ ابوبکر کی نماز کی اقتدا کر رہے تھے، اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے، عبیداللہ نے بتایا پھر میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوا، اور ان سے عرض کیا، کیا میں آپ کو وہ حدیث نہ سناؤں، جو مجھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری کے بارے میں سنائی ہے؟ انہوں نے کہا: سناؤ تو میں نے ان پر عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث پیش کی، انہوں نے اس میں کسی چیز پر اعتراض نہیں کیا، یا کسی بات کا انکار نہیں کیا، ہاں اتنا کہا کیا عائشہ رضی اللہ عنہا نے تمہیں اس آدمی کا نام بتایا جو عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے؟ میں نے کہا، نہیں تو انہوں نے کہا، وہ علی رضی اللہ عنہ تھے۔

مفردات الحدیث ① **مِخْضَب**: لگن، ٹب۔ ② **لِيَنُوءَ**: تاکہ اٹھیں، کھڑے ہوں۔ ③ **أُغْمِيَ عليه**، آپ پر غشی طاری ہوگئی۔ ④ **عُكُوف**، عاکف کی جمع ہے، ٹھہرے ہوئے، رکے ہوئے یعنی بیٹھے ہوئے تھے۔

[937] (۹۱-...) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ رَافِعٍ قَالَا نَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ انا مَعْمَرٌ قَالَ قَالَ الزُّهْرِيُّ وَأَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ أَوَّلُ مَا اشْتَكَى رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فِي بَيْتِ مَيْمُونَةَ فَاسْتَأْذَنَ

[937] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الوضوء، باب: الغسل والوضوء في المخضب والقدح والخشب والحجارة برقم (١٩٨) وفي الاذان، باب: حد المريض ان يشهد الجماعة برقم (٦٦٥) وفي الهبة، باب: هبة الرجل لامراته والمراة لزوجها برقم (٢٥٨٨) وفي فرض الخمس، باب: ما جاء في بيوت ازواج النبي ﷺ وما نسب من البيوت اليهن، وقول ←

أَزْوَاجَهُ أَنْ يُمَرَّضَ فِي بَيْتِهَا وَأَذِنَّ لَهُ قَالَتْ فَخَرَجَ وَيَدٌ لَهُ عَلَى الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ وَيَدٌ لَهُ عَلَى رَجُلٍ آخَرَ وَهُوَ يَخُطُّ بِرِجْلَيْهِ فِي الْأَرْضِ فَقَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ فَحَدَّثْتُ بِهِ ابْنَ عَبَّاسٍ فَقَالَ أَتَدْرِي مَنِ الرَّجُلُ الَّذِي لَمْ تُسَمِّ عَائِشَةُ هُوَ عَلِيٌّ

[937]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی بیماری کا آغاز میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر سے ہوا، اور آپ نے اپنی ازواج مطہرات سے میرے گھر میں تیمار داری کروانے کی اجازت طلب کی (میرے گھر میں ایام مرض گزارنے کی اجازت چاہی) اور ازواج نے اجازت دے دی، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بتاتی ہیں، آپ اس حال میں گھر سے نکلے کہ آپ کا ایک ہاتھ فضل بن عباس پر اور دوسرا ایک دوسرے آدمی پر تھا، اور آپ کے پاؤں زمین پر خط (لکیر) کھینچ رہے تھے (پیر زمین پر گھسیٹ رہے تھے) عبیداللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے یہ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کو سنائی تو انہوں نے پوچھا، کیا تم جانتے ہو وہ آدمی جس کا عائشہ رضی اللہ عنہا نے نام نہیں لیا، کون تھا؟ وہ علی رضی اللہ عنہ تھے۔

[938] ٩٢-(. . .) حَدَّثَنِي عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ

عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ لَمَّا ثَقُلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَاشْتَدَّ بِهِ وَجَعُهُ اسْتَأْذَنَ أَزْوَاجَهُ أَنْ يُمَرَّضَ فِي بَيْتِي فَأَذِنَّ لَهُ فَخَرَجَ بَيْنَ رَجُلَيْنِ تَخُطُّ رِجْلَاهُ فِي الْأَرْضِ بَيْنَ عَبَّاسِ بْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ وَبَيْنَ رَجُلٍ آخَرَ قَالَ عُبَيْدُاللّٰهِ فَأَخْبَرْتُ عَبْدَاللّٰهِ بِالَّذِي قَالَتْ عَائِشَةُ فَقَالَ لِي عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ هَلْ تَدْرِي مَنِ الرَّجُلُ الْآخَرُ الَّذِي لَمْ تُسَمِّ عَائِشَةُ قَالَ قُلْتُ لَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هُوَ عَلِيٌّ

[938]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم ﷺ کی بیوی سے روایت ہے کہ جب نبی اکرم ﷺ بیمار ہو گئے اور آپ کی بیماری شدت اختیار کر گئی تو آپ نے اپنی بیویوں سے میرے گھر میں ایام علالت گزارنے کی اجازت طلب

←الله تعالى: ﴿وقرن في بيوتكن﴾ ﴿لا تدخلوا بيوت النبي الا ان يوذن لكم﴾ برقم (٣٠٩٩) وفي المغازي، باب: مرض النبي ﷺ ووفاته برقم (٤٤٤٢) وفي الطب، باب (٢٢) برقم (٥٧١٤) وابن ماجه في (سننه) في الجنائز، باب: ما جاء في ذكر مرض رسول الله ﷺ برقم (١٦١٨) انظر (التحفة) برقم (١٦٣٠٩)

[938] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٩٣٦)

کی، انہوں نے اجازت دے دی تو آپ دو آدمیوں کے سہارے اس حال میں نکلے کہ آپ کے دونوں پیر زمین سے رگڑ کھا رہے تھے، آپ ﷺ اور ایک دوسرے آدمی کے درمیان تھے، حدیث کے راوی عبیداللہ کہتے ہیں، عائشہ رضی اللہ عنہا نے جو کچھ بتایا تھا، میں نے اس کا تذکرہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کیا تو انہوں نے پوچھا کیا تم اس آدمی کو جانتے ہو، جس کا نام عائشہ رضی اللہ عنہا نے نہیں لیا؟ میں نے کہا نہیں۔ انہوں نے بتایا، وہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھے۔

فوائد :...... ❶ حدیث میں آپ کے پے در پے بے ہوش ہو جانے کا تذکرہ ہے، جس کا سبب درد و مرض کی شدت تھا، جیسا کہ حدیث ۹۲ میں ہے کہ اشتدبه وجعه، آپ کا درد شدید ہو گیا، اور بیماری نبوت کے منافی نہیں ہے، ہاں انبیاء علیہم السلام کو ایسے مرض لاحق نہیں ہوتے جو ان کی شان کے منافی ہوں، جیسے جنون و دیوانگی، آپ اخیر عمر میں درد سر اور بے ہوشی کے مرض میں مبتلا ہوئے اور اسی بیماری کے دوران اپنے خالق و مالک سے جا ملے، جس کا مقصد آپ کے اجر و ثواب اور درجہ و مرتبہ کو بڑھانا تھا، اور یہ بتانا تھا کہ صحت و تندرستی اور شفایابی اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے، رسول کے قبضہ میں نہیں ہے، جس کی دعا اور لعاب دہن سے حضرت ابوبکر کی زہر آلود ایڑی کو شفا ملی، حضرت علی رضی اللہ عنہ کا آشوب چشم ٹھیک ہوا، حضرت قتادہ بن نعمان کی آنکھ کا ڈیلا روشن ہوا، اللہ تعالیٰ کی رضا اور مشیت کے بغیر اپنا مرض دور نہ کر سکا، کیونکہ شفا آپ کے اختیار میں نہ تھی۔ ❷ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بیماری کی شدت کے باوجود آپ کا انتظار کیا، اور آپ نے بار بار غسل کر کے مسجد میں جانے کی خواہش کا اظہار فرمایا جس سے ثابت ہوا اگر مریض مسجد میں آ سکتا ہو تو اسے جماعت میں شریک ہونا چاہیے اور امام کے آنے کی امید ہو تو اس کا انتظار کرنا چاہیے، اور عذر کی صورت میں کسی دوسرے کو امام بنایا جا سکتا ہے۔ ❸ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رقیق القلب ہونے کی بنا پر حضرت عمر کو امامت کے لیے کہا، لیکن حضرت عمر نے کہا، آپ ہی امامت کے زیادہ حقدار ہیں، آپ کی فضیلت و برتری کی بنا پر ہی نبی اکرم ﷺ نے ابوبکر کا انتخاب فرمایا تھا، جس سے معلوم ہوا آپ رضی اللہ عنہ تمام صحابہ سے افضل ہیں، عمر رضی اللہ عنہ نے اس وجہ سے امامت نہیں کرائی، اور اس بنا پر ابوبکر رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کے بعد خلیفہ چن لیے گئے۔ ❹ نبی اکرم ﷺ کی آمد پر حضرت ابوبکر آپ کی تعظیم و توقیر کی خاطر پیچھے ہٹنے لگے تو آپ نے اشارہ سے روک دیا، جس سے معلوم ہوا اگر اصل امام آ جائے تو تکبیر تحریمہ سے پہلے، دوسرا امام مصلّٰی سے پیچھے ہٹ سکتا ہے، لیکن اس حدیث سے یہ استدلال درست نہیں ہے کہ نماز میں آپ کے خیال میں مستغرق ہو جانا درست ہے، امامت کے لیے آپ کو آگے کرنا اور چیز ہے اور آپ کا تصور و خیال نماز میں باندھنا الگ چیز ہے۔ ❺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت علی کا نام اس لیے نہیں لیا، کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ساتھ والا آدمی بدلتا رہا ہے کبھی فضل بن عباس نے سہارا دیا، کبھی اسامہ بن زید نے اور کبھی حضرت علی نے، یہ کہنا درست نہیں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت علی کا نام لینا نہیں چاہتی

تھی یا ان کا ذکر خیر کرنے سے گریزاں تھیں، پیچھے یہ بات گزر چکی ہے کہ ایک سائل کو مسئلہ پوچھنے کے لیے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس علی کا نام لے کر بھیجا تھا کہ وہ یہ مسئلہ بہتر بتا سکتے ہیں، مسئلہ بتانے کی اہلیت رکھنا خیر نہیں ہے؟ ❻ آپ کے لیے باری کے مطابق ہر بیوی کے پاس رہنا لازم نہیں تھا، اس کے باوجود آپ نے باری کا خیال رکھا اور اس کی پابندی کی حتیٰ کہ بیماری کی حالت میں بھی ایک جگہ رہنے کے لیے ان سے اجازت چاہی۔

[939] ٩٣-(. . .) حَدَّثَنَا عَبْدُالْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُاللهِ بْنُ عَبْدِاللهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ لَقَدْ رَاجَعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ فِي ذٰلِكَ وَمَا حَمَلَنِي عَلٰى كَثْرَةِ مُرَاجَعَتِهِ إِلَّا أَنَّهُ لَمْ يَقَعْ فِي قَلْبِي أَنْ يُحِبَّ النَّاسُ بَعْدَهُ رَجُلًا قَامَ مَقَامَهُ أَبَدًا وَإِلَّا أَنِّي كُنْتُ أَرٰى أَنَّهُ لَنْ يَقُومَ مَقَامَهُ أَحَدٌ إِلَّا تَشَاءَمَ النَّاسُ بِهِ فَأَرَدْتُ أَنْ يَعْدِلَ ذٰلِكَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ أَبِي بَكْرٍ

[939]۔ نبی اکرم ﷺ کی زوجہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے اس معاملہ (ایام مرض میں ابوبکر کو امام بنانے کے معاملہ) میں رسول اللہ ﷺ سے (بار بار پوچھا) اور میں بار بار آپ سے صرف اس بنا پر پوچھ رہی تھی کیونکہ میرا دل یہ نہیں مانتا تھا کہ لوگ کبھی اس شخص سے محبت کریں گے جو آپ کا قائم مقام ہوگا، آپ کی جگہ پر کھڑا ہوگا، کیونکہ میرا خیال یہ تھا کہ جو شخص آپ کی جگہ پر کھڑا ہوگا لوگ اس سے بدشگونی لیں گے، اس لیے میں چاہتی تھی کہ رسول اللہ ﷺ امامت کو ابوبکر سے پھیر دیں (کسی اور کو امام مقرر کریں)۔

[940] ٩٤-(. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ رَافِعٍ قَالَ عَبْدٌ أَنَا وَقَالَ ابْنُ رَافِعٍ نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ أَنَا مَعْمَرٌ قَالَ الزُّهْرِيُّ وَأَخْبَرَنِي حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِاللهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا دَخَلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بَيْتِي قَالَ ((**مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ**)) قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ رَقِيقٌ إِذَا قَرَأَ الْقُرْآنَ لَا يَمْلِكُ دَمْعَهُ فَلَوْ أَمَرْتَ غَيْرَ أَبِي بَكْرٍ قَالَتْ وَاللهِ مَا بِي إِلَّا كَرَاهِيَةُ أَنْ يَتَشَاءَمَ النَّاسُ بِأَوَّلِ مَنْ يَقُومُ

[939] اخرجه البخاري في (صحيحه) في المغازي، باب: مرض النبي ﷺ ووفاته برقم (٤٤٤٥) انظر (التحفة) برقم (١٦٣١٢)

[940] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٦٠٦١)

فِي مَقَامِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَتْ فَرَاجَعْتُهُ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا فَقَالَ ((لِيُصَلِّ بِالنَّاسِ أَبُو بَكْرٍ فَإِنَّكُنَّ صَوَاحِبُ يُوسُفَ))

[940]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ میرے گھر تشریف لے آئے، آپ نے فرمایا: ''ابوبکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔'' تو میں نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول ﷺ! ابوبکر نرم دل ہیں، جب وہ قرآن پڑھتے ہیں تو اپنے آنسوؤں پر قابو نہیں پا سکتے، اے کاش! آپ ابوبکر کے سوا کسی اور کو حکم فرمائیں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: اللہ کی قسم میرا اس سے صرف یہ مقصد تھا کہ لوگ جو شخص سب سے پہلے آپ کی جگہ کھڑا ہوگا اس سے بدفالی پکڑتے ہوئے اس کو ناپسند کریں گے۔ (اس لیے ابوبکر اس سے بچ جائیں) اس لیے میں نے دو یا تین دفعہ اپنی بات پیش کی تو آپ نے فرمایا: ابوبکر ہی لوگوں کو نماز پڑھائیں، تم تو یوسف علیہ السلام کے ساتھ معاملہ کرنے والی عورتیں ہو۔''

[941] ۹۵۔(. . .) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا أَبُومُعَاوِيَةَ وَوَكِيعٌ ح و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ انَا أَبُومُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا ثَقُلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ جَآءَ بِلَالٌ يُؤْذِنُهُ بِالصَّلٰوةِ فَقَالَ ((مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ)) قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ أَسِيفٌ وَإِنَّهُ مَتٰى يَقُمْ مَقَامَكَ لَا يُسْمِعُ النَّاسَ فَلَوْ أَمَرْتَ عُمَرَ فَقَالَ ((مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ)) قَالَتْ فَقُلْتُ لِحَفْصَةَ قُولِي لَهُ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ أَسِيفٌ وَإِنَّهُ مَتٰى يَقُمْ مَقَامَكَ لَا يُسْمِعُ النَّاسَ فَلَوْ أَمَرْتَ عُمَرَ فَقَالَتْ لَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِنَّكُنَّ لَأَنْتُنَّ صَوَاحِبُ يُوسُفَ مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ)) قَالَتْ فَأَمَرُوا أَبَا بَكْرٍ يُصَلِّي بِالنَّاسِ قَالَتْ فَلَمَّا دَخَلَ فِي الصَّلٰوةِ وَجَدَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ نَفْسِهِ خِفَّةً فَقَامَ يُهَادٰى بَيْنَ رَجُلَيْنِ وَرِجْلَاهُ تَخُطَّانِ فِي الْأَرْضِ قَالَتْ فَلَمَّا دَخَلَ الْمَسْجِدَ سَمِعَ أَبُو بَكْرٍ حِسَّهُ ذَهَبَ

[941] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الاذان، باب: حد المريض ان يشهد الجماعة برقم (٦٦٤) وفي باب: من اسمع الناس تكبير الامام برقم (٧١٢ و ٧١٣) وابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: ما جاء في صلاة رسول الله ﷺ في مرضة برقم (١٢٣٢) انظر (التحفة) برقم (١٥٩٤٥)

يَتَأَخَّرُ فَأَوْمَأَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قُمْ مَكَانَكَ فَجَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى جَلَسَ عَنْ يَسَارِ أَبِيْ بَكْرٍ قَالَتْ فَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ جَالِسًا وَأَبُو بَكْرٍ قَائِمًا يَقْتَدِي أَبُو بَكْرٍ بِصَلٰوةِ النَّبِيِّ ﷺ وَيَقْتَدِي النَّاسُ بِصَلَاةِ أَبِيْ بَكْرٍ

[941] ۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کی طبیعت بوجھل ہوگئی، (آپ بیمار ہوگئے) تو بلال رضی اللہ عنہ آپ کو نماز کی اطلاع دینے کے لیے حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا: ''ابوبکر کو کہو وہ نماز پڑھائیں۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! ابوبکر غمگین انسان ہیں اور وہ جب آپ کی جگہ پر کھڑے ہوں گے، لوگوں کو قراءت نہیں سنا سکیں گے، اے کاش! آپ عمر کو حکم دیں تو آپ نے فرمایا: ابوبکر کو کہو، لوگوں کو نماز پڑھائیں۔تو میں نے حفصہ رضی اللہ عنہا سے کہا، تم نبی اکرم ﷺ کو کہو، ابوبکر غمگین انسان ہے اور جب وہ آپ کی جگہ پر کھڑا ہوں گے، لوگوں کو قرأت نہیں سنا سکیں گے تو اگر آپ عمر کو حکم دیں تو بہتر ہوگا؟ آپ نے فرمایا: تم یوسف علیہ السلام سے معاملہ کرنے والی عورتوں کی طرح ہو، ابوبکر کو کہو لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ جب ابوبکر نماز پڑھانے لگے تو رسول اللہ ﷺ نے مرض میں کچھ تخفیف محسوس کی تو آپ اٹھے، دو آدمی آپ کو سہارا دے رہے تھے، اور آپ کے پاؤں زمین پر نشان بنا رہے تھے، اسی طرح آپ مسجد میں داخل ہوگئے، جب ابوبکر نے آپ کی آہٹ محسوس کی، ابوبکر پیچھے ہٹنے لگے تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں اشارہ سے روکا، پھر رسول اللہ ﷺ آگے بڑھے اور ابوبکر کی بائیں جانب بیٹھ گئے تو ابوبکر کھڑے ہوکر نماز پڑھتے رہے، اور رسول اللہ ﷺ بیٹھ کر نماز پڑھاتے رہے، ابوبکر رسول اللہ ﷺ کی نماز کی اقتدا کر رہے تھے اور لوگ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مقتدی تھے۔

فوائد:...... ❶ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آپ کی بیماری کے ایام میں سترہ (۱۷) نمازوں میں امامت کی ہے، اور بقول علامہ عینی، آپ نے تین دفعہ ابوبکر کی اقتدا میں نماز پڑھی ہے، اور سنن ومسانید کی روایت کے مطابق آپ نے آخری نماز (سوموار کی فجر) ابوبکر کی اقتدا میں ادا کی، آپ دوسری رکعت میں شریک ہوئے اور ایک رکعت بعد میں ادا کی، لیکن یہ روایات متفق علیہ روایت کے منافی ہیں۔حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت جو آگے آرہی ہے، وہ اس بات کی صریح دلیل ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے آخری نماز ابوبکر کی اقتدا میں ادا نہیں کی۔ ❷ آپ ﷺ کا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بائیں جانب بیٹھنا اس بات کی دلیل ہے کہ آپ امام تھے، یہ ہفتہ یا اتوار کی ظہر کی نماز تھی، اس سے معلوم ہوتا ہے نماز میں مکبّر بنانا جائز ہے۔ ❸ انتن صواحب یوسف: انتن سے اگر صرف عائشہ رضی اللہ عنہا مراد ہوں تو پھر صواحب سے مراد مشہور قول کے مطابق زلیخا ہوگی، اور مقصد یہ ہوگا، جس طرح زلیخا نے بظاہر عورتوں کی

دعوت، ان کے اکرام وتوقیر کے لیے کی تھی اور اصل مقصد یہ تھا کہ وہ یوسف علیہ السلام کا نظارہ کر لیں اور عشق ومحبت میں اسے معذور سمجھیں، اسی طرح عائشہ رضی اللہ عنہا نے اظہار تو اس بات کا کیا کہ ابوبکر رنجیدہ وغمگین اور نرم دل ہیں، کثرت بکاء کی بنا پر مقتدیوں کو قرأت نہیں سنا سکیں گے اور اصل مقصد یہ تھا کہ وہ آپ کی جگہ کھڑے ہو کر بدشگونی اور نحوست کا نشانہ بن کر لوگوں کی نظروں سے گر نہ جائیں۔

اور اگر انتن سے مراد حفصہ اور عائشہ رضی اللہ عنہما ہوں تو صواحب سے مراد وہ عورتیں ہوں گی، جن کو زلیخا نے دعوت پر بلایا تھا، جن کے بارے میں حضرت یوسف نے فرمایا تھا: الا تصرف عنی کید ھن، اصب علیھن، اگر تو ان کے چرتر کو مجھ سے دفع نہ کردے گا تو میں ان کی بات کی طرف مائل ہو جاؤں گا۔

کہ بقول ابن عبدالسلام، عورتیں بظاہر امرأۃ العزیز کو زجر وتوبیخ کر رہی تھیں اور درحقیقت وہ خود ان پر فریفتہ ہو چکی تھیں اور ان کو اپنی طرف مائل کرنا چاہتی تھیں، گویا ظاہر وباطن میں فرق تھا۔ کیونکہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے بھی بظاہر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے الفاظ دہرائے تھے لیکن ان کا اصلی مقصد یہ تھا کہ اسی طرح میرے باپ کو آپ کی جانشینی کا شرف وامتیاز حاصل ہوگا، اور وہ اس تقدم وفضیلت کی بنا پر، امامت کبری کے بھی حقدار ٹھہریں گے، جو آپ کا امامت نماز میں جانشین ہوگا، وہی امامت حکمرانی میں بھی آپ کی جگہ لے گا، اور یہ مقصد بھی ہو سکتا ہے کہ تم ان عورتوں کی طرح اصرار کر رہی ہو اور مجھے میرے اس ارادہ سے ہٹانا چاہتی ہو کہ امام ابوبکر بنیں۔

[942] ٩٦-(. . .) حَدَّثَنَا مِنْجَابُ بْنُ الْحَارِثِ التَّمِيمِيُّ قَالَ انَا ابْنُ مُسْهِرٍ ح و حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ كِلَاهُمَا

عَنِ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ وَفِي حَدِيثِهِمَا لَمَّا مَرِضَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَرَضَهُ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ وَفِي حَدِيثِ ابْنِ مُسْهِرٍ فَأُتِيَ بِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى أُجْلِسَ إِلٰى جَنْبِهِ وَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي بِالنَّاسِ وَأَبُوبَكْرٍ يُسْمِعُهُمُ التَّكْبِيرَ وَفِي حَدِيثِ عِيسٰى فَجَلَسَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ وَأَبُو بَكْرٍ إِلٰى جَنْبِهِ وَأَبُو بَكْرٍ يُسْمِعُ النَّاسَ

[942] - امام صاحب ایک اور سند سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ مرض الموت کی بیماری میں مبتلا ہوئے، ابن مسہر کہتے ہیں تو رسول اللہ ﷺ کو لایا گیا حتیٰ کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پہلو میں بٹھا دیا گیا، رسول اللہ ﷺ لوگوں کو جماعت کرانے لگے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ ان کو تکبیر سنانے لگے اور عیسیٰ کی روایت میں ہے تو رسول اللہ ﷺ بیٹھ کر نماز پڑھانے لگے اور ابوبکر آپ کے پہلو میں تھے اور لوگوں کو تکبیر سنا رہے تھے۔

[942] تقدم تخریجه برقم (٩٤٠)

[943] ٩٧-(. . .) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا أَبُومُعَاوِيَةَ وَوَكِيعٌ ح و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ انَا أَبُومُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ

عَنْ عَائِشَةَ ﷞ قَالَتْ أَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَبَا بَكْرٍ أَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ فِي مَرَضِهِ فَكَانَ يُصَلِّي بِهِمْ قَالَ عُرْوَةُ فَوَجَدَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ نَفْسِهِ خِفَّةً فَخَرَجَ وَإِذَا أَبُو بَكْرٍ يَؤُمُّ النَّاسَ فَلَمَّا رَآهُ أَبُو بَكْرٍ اسْتَأْخَرَ فَأَشَارَ إِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَيْ كَمَا أَنْتَ فَجَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حِذَاءَ أَبِي بَكْرٍ إِلَى جَنْبِهِ فَكَانَ أَبُوْ بَكْرٍ يُصَلِّيْ بِصَلَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَالنَّاسُ يُصَلُّوْنَ بِصَلَاةِ أَبِي بَكْرٍ۔

[943] ۔حضرت عائشہ ﷞ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیماری میں ابوبکر ﷜ کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں تو وہ ان کو جماعت کرانے لگے، عروہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے اپنے آپ کو آرام میں محسوس کیا تو آپ باہر تشریف لائے، ابوبکر اس وقت جماعت کروا رہے تھے، جب ابوبکر نے آپ کو دیکھا تو پیچھے ہٹنے لگے تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں اشارہ فرمایا، اپنی حالت پر رہو، رسول اللہ ﷺ ابوبکر کے برابر ان کے پہلو میں بیٹھ گئے تو ابوبکر نماز میں رسول اللہ ﷺ کی اقتدا کرنے لگے، اور لوگ ابوبکر کی اقتدا میں نماز پڑھ رہے تھے۔

[944] ٩٨-(٤١٩) حَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ وَحَسَنٌ الْحُلْوَانِيُّ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ عَبْدٌ أَخْبَرَنِي وَقَالَ الْآخَرَانِ نَا يَعْقُوبُ وَهُوَ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ و قَالَ نَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي

أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ كَانَ يُصَلِّيْ لَهُمْ فِي وَجَعِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيْهِ حَتَّى إِذَا كَانَ يَوْمُ الِاثْنَيْنِ وَهُمْ صُفُوفٌ فِي الصَّلٰوةِ كَشَفَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ سِتْرَ الْحُجْرَةِ فَنَظَرَ إِلَيْنَا وَهُوَ قَائِمٌ كَأَنَّ وَجْهَهُ وَرَقَةُ مُصْحَفٍ ثُمَّ تَبَسَّمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ضَاحِكًا قَالَ فَبُهِتْنَا وَنَحْنُ فِي الصَّلٰوةِ مِنْ فَرَحٍ بِخُرُوجِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَنَكَصَ أَبُو بَكْرٍ عَلَى عَقِبَيْهِ لِيَصِلَ الصَّفَّ وَظَنَّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ خَارِجٌ لِلصَّلٰوةِ فَأَشَارَ

[943] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الاذان، باب: من قام الى جنب الامام لعلة برقم (٦٨٣) وابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: ما جاء في صلاة رسول الله ﷺ في مرضه برقم (١٢٣٣) انظر (التحفة) برقم (١٦٩٧٩)

[944] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٥١٠)

إِلَيْهِمْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِيَدِهِ أَنْ أَتِمُّوا صَلٰوتَكُمْ قَالَ ثُمَّ دَخَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَأَرْخَى السِّتْرَ قَالَ فَتُوُفِّيَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ يَوْمِهِ ذٰلِكَ

[944] ۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی بیماری میں جس میں آپ نے وفات پائی، ابوبکر جماعت کراتے تھے، حتیٰ کہ جب سوموار کا دن آ پہنچا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم صفوں میں نماز پڑھ رہے تھے، رسول اللہ ﷺ نے حجرے کا پردہ اٹھایا، پھر کھڑے ہو کر ہماری طرف دیکھا گویا کہ آپ کا رخ انور (حسن وجمال اور صفائی میں) مصحف کا ورق تھا۔ پھر آپ مسکرا کر ہنسنے لگے۔ ہم نبی اکرم ﷺ کے نکلنے کی خوشی میں مبہوت ہو گئے حالانکہ ہم نماز میں تھے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ الٹے پاؤں لوٹ کر صف میں شریک ہونا چاہتے تھے، انہوں نے خیال کیا کہ نبی اکرم ﷺ نماز کے لیے تشریف لا رہے ہیں تو نبی اکرم ﷺ نے اپنے ہاتھ کے اشارہ سے، صحابہ کرام کو اپنی نماز مکمل کرنے کے لیے کہا، پھر رسول اللہ ﷺ واپس حجرہ میں داخل ہو گئے اور پردہ لٹکا دیا، اور اسی دن رسول اللہ ﷺ وفات پا گئے۔

[945] ۹۹۔(. . .) وحَدَّثَنِيهِ عَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَنَسٍ قَالَ آخِرُ نَظْرَةٍ نَظَرْتُهَا إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ كَشْفُ السِّتَارَةِ يَوْمَ الِاثْنَيْنِ بِهٰذِهِ الْقِصَّةِ وَحَدِيثُ صَالِحٍ أَتَمُّ وَأَشْبَعُ

[945] ۔حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آخری بار جو میں نے رسول اللہ ﷺ کی طرف دیکھا، سوموار کے دن آپ نے حجرہ کا پردہ اٹھایا، اوپر والا واقعہ بیان کیا۔ صالح کی حدیث کامل اور سیر حاصل ہے۔

فائدہ :......حضرت انس رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ کی طرف نماز میں توجہ اور مشغولیت کو بُھِتْنَا سے تعبیر کیا ہے اور بخاری شریف میں اس کی جگہ فهممنا ان نفتتن من الفرح برؤية النبی ﷺ، کے الفاظ ہیں کہ ہمیں اتنی خوشی ہوئی کہ خطرہ پیدا ہو گیا کہ کہیں ہم سب آپ کو دیکھتے ہی مشغول نہ ہو جائیں اور نماز کی طرف توجہ نہ رہے۔ آپ کے دیدار اور رویت میں مشغول ہو کر، نماز کی طرف سے توجہ کے ہٹ جانے کو فتنہ سے تعبیر کیا ہے تو اگر ''صراط مستقیم'' جو شاہ اسماعیل شہید کی نہیں ہے بلکہ امام احمد شہید کے ملفوظات ہیں میں اگر آپ کے تصور کو یا کسی شیخ کے تصور کو لانے سے، اس بنا پر روکا گیا ہے کہ اس سے نماز سے توجہ ہٹ جاتی ہے اور گاؤ خر سے کوئی عقیدت ومحبت

[945] اخرجه النسائی فی (المجتبی من السنن) فی الجنائز، باب: الموت یوم الاثنین ۳/ ۱۸۳۰۔ وابن ماجه فی (سننه) فی الجنائز باب: ما جاء فی مرض رسول الله ﷺ برقم (۱۶۲٤) انظر (التحفة) برقم (۱٤۸۷)

کا رشتہ نہیں ہوتا کہ انسان ان میں محو ہو کر نماز سے غافل ہو جائے، اس لیے یہ کیونکر قابل اعتراض ہو سکتا ہے۔
حالانکہ ان حضرات کا اپنا موقف یہ ہے: لو نظر المصلی الی المصحف وقرء منه فسدت صلوته لا الی فرج امرأة بشهوة، اگر نماز میں قرآن دیکھ کر پڑھے تو نماز فاسد ہو جائے گی، لیکن اگر عورت کی شرمگاہ جنسی جذبہ کے ساتھ دیکھے تو نماز فاسد نہیں ہوگی۔ (الاشباہ والنظائر ابن نجیم)
اگر قرآن دیکھنے سے خشوع وخضوع متاثر ہوتا ہے اور نماز فاسد ہو جاتی ہے تو کیا آپ کے تصور سے نماز پر اثر نہیں پڑے گا، اور شاید عورت کی شرمگاہ جنسی جذبے سے دیکھنا، ان حضرات کے نزدیک انسان کو متاثر نہیں کرتا اور اگر گاؤخر کے ساتھ، آپ کا تذکرہ نامناسب ہے تو قرآن کے ساتھ فرج مراۃ کا تذکرہ توہین آمیز کیوں نہیں؟

[946] (. . .) و حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ جَمِيعًا عَنْ عَبْدِالرَّزَّاقِ قَالَ ا نَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِی أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ الِاثْنَيْنِ بِنَحْوِ حَدِيثِهِمَا

[946]۔ امام صاحب ایک اور سند سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

[947] ۱۰۰۔(. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَهَارُونُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ قَالَا نَا عَبْدُالصَّمَدِ قَالَ سَمِعْتُ أَبِی يُحَدِّثُ قَالَ نَا عَبْدُالْعَزِيزِ

عَنْ أَنَسٍ قَالَ لَمْ يَخْرُجْ إِلَيْنَا نَبِیُّ اللّٰهِ ﷺ ثَلَاثًا فَأُقِيمَتِ الصَّلٰوةُ فَذَهَبَ أَبُو بَكْرٍ يَتَقَدَّمُ فَقَالَ نَبِیُّ اللّٰهِ ﷺ بِالْحِجَابِ فَرَفَعَهُ فَلَمَّا وَضَحَ لَنَا وَجْهُ نَبِیِّ اللّٰهِ ﷺ مَا نَظَرْنَا مَنْظَرًا قَطُّ كَانَ أَعْجَبَ إِلَيْنَا مِنْ وَجْهِ النَّبِیِّ ﷺ حِينَ وَضَحَ لَنَا قَالَ فَأَوْمَأَ نَبِیُّ اللّٰهِ ﷺ بِيَدِهِ إِلَى أَبِی بَكْرٍ أَنْ يَتَقَدَّمَ وَأَرْخَى نَبِیُّ اللّٰهِ ﷺ الْحِجَابَ فَلَمْ نَقْدِرْ عَلَيْهِ حَتّٰى مَاتَ

[947]۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ (بیماری کے ایام میں) تین دن ہمارے پاس تشریف نہیں لائے (ان ہی دنوں میں) ایک دن نماز کھڑی کی گئی، ابوبکر رضی اللہ عنہ آگے بڑھنے لگے، نبی اکرم ﷺ نے (حجرہ مبارک کا) پردہ اٹھایا، جب ہمارے سامنے نبی اکرم ﷺ کا رخ انور ظاہر ہوا، آپ کے روئے (چہرے) مبارک سے زیادہ حسین وپسندیدہ منظر ہم نے کبھی نہیں دیکھا تھا، پھر آپ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ہاتھ کے اشارہ سے آگے بڑھنے کے لیے فرمایا اور آپ نے پردہ گرا دیا، پھر آپ کی وفات تک ہم آپ کو نہ دیکھ سکے۔

[946] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۱۵٤۳)
[947] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الاذان، باب: اهل العلم والفضل احق بالامامة برقم (٦٨١) انظر (التحفة) برقم (۱۰۳۸)

فائدہ :......اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ نے سوموار کی صبح کی نماز ابوبکر کے پیچھے نہیں پڑھی، اگر آپ دوسری رکعت بعد میں ادا فرماتے تو یقیناً حضرت انس رضی اللہ عنہ آپ کو دیکھ لیتے اور یہ نہ کہتے، لم یقدر علیه حتی مات، ہم آپ کو موت تک نہ دیکھ سکے اور اس سے یہ بھی ثابت ہوا آپ وفات پا چکے ہیں۔

[948] ۱۰۱۔(۴۲۰)حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ عَبْدِالْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ

عَنْ أَبِي مُوْسٰى قَالَ مَرِضَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَاشْتَدَّ مَرَضُهٗ فَقَالَ مُرُوا أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ فَقَالَتْ عَائِشَةُ يَارَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ أَبَا بَكْرٍ رَجُلٌ رَقِيقٌ مَتٰى يَقُمْ مَقَامَكَ لَا يَسْتَطِعْ أَنْ يُّصَلِّيَ بِالنَّاسِ فَقَالَ مُرِي أَبَا بَكْرٍ فَلْيُصَلِّ بِالنَّاسِ فَإِنَّكُنَّ صَوَاحِبُ يُوسُفَ قَالَ فَصَلّٰى بِهِمْ أَبُو بَكْرٍ حَيَاةَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

[948]۔حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ بیمار پڑ گئے اور آپ کی بیماری نے شدت اختیار کر لی تو آپ نے فرمایا: ''ابوبکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے، اس پر عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا، وہ نرم دل ہیں، جب آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو وہ لوگوں کو نماز نہیں پڑھا سکیں گے، آپ نے فرمایا: ابوبکر کو کہو وہ لوگوں کو نماز پڑھائے، تم تو یوسف علیہ السلام کے ساتھ معاملہ کرنے والیوں کی طرح ہو۔ تو ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں لوگوں کو نماز پڑھاتے رہے۔

۲۲...... بَاب: تَقْدِيمِ الْجَمَاعَةِ مَنْ يُّصَلِّي بِهِمْ إِذَا تَأَخَّرَ الْإِمَامُ وَلَمْ يَخَافُوا مُفْسِدَةً بِالتَّقْدِيمِ

باب ۲۲: جب امام کی آمد میں تاخیر ہو جائے اور کسی کو آگے کرنے میں فتنہ وفساد کا خوف نہ ہو تو لوگوں کا کسی کو جماعت کے لیے آگے کر دینا جائز ہے

[949] ۱۰۲۔(۴۲۱) حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدِ السَّاعِدِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ ذَهَبَ إِلٰى بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ لِيُصْلِحَ بَيْنَهُمْ فَحَانَتِ الصَّلٰوةُ فَجَاءَ الْمُؤَذِّنُ إِلٰى أَبِي بَكْرٍ فَقَالَ أَتُصَلِّي بِالنَّاسِ

[948] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی احادیث الانبیاء، باب: قول الله تعالی: ﴿لقد كان فی یوسف واخوته آیات للسائلین﴾ برقم (۳۳۸۵) وفی الاذان، باب: اهل العلم والفضل احق بالامامة برقم (۶۷۸) انظر (التحفة) برقم (۹۱۱۲)

[949] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الاذان، باب: من دخل لیوم الناس فجاء الامام الاول او لم یتاخر جازت صلاته برقم (۶۸۴) انظر (التحفة) برقم (۴۷۴۳)

فَأُقِيمَ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَصَلّٰى أَبُوبَكْرٍ فَجَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَالنَّاسُ فِي الصَّلٰوةِ فَتَخَلَّصَ حَتّٰى وَقَفَ فِي الصَّفِّ فَصَفَّقَ النَّاسُ وَكَانَ أَبُو بَكْرٍ لَا يَلْتَفِتُ فِي الصَّلٰوةِ فَلَمَّا أَكْثَرَ النَّاسُ التَّصْفِيقَ الْتَفَتَ فَرَاٰى رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَأَشَارَ إِلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَنِ امْكُثْ مَكَانَكَ فَرَفَعَ أَبُو بَكْرٍ يَدَيْهِ فَحَمِدَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ عَلٰى مَا أَمَرَهُ بِهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ ذٰلِكَ ثُمَّ اسْتَأْخَرَ أَبُو بَكْرٍ حَتّٰى اسْتَوٰى فِي الصَّفِّ وَتَقَدَّمَ النَّبِيُّ ﷺ فَصَلّٰى ثُمَّ انْصَرَفَ فَقَالَ ((**يَا أَبَا بَكْرٍ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَثْبُتَ إِذْ أَمَرْتُكَ**)) قَالَ أَبُو بَكْرٍ مَا كَانَ لِابْنِ أَبِي قُحَافَةَ أَنْ يُصَلِّيَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((**مَا لِي رَأَيْتُكُمْ أَكْثَرْتُمُ التَّصْفِيقَ مَنْ نَابَهُ شَيْءٌ فِي صَلٰوتِهِ فَلْيُسَبِّحْ فَإِنَّهُ إِذَا سَبَّحَ الْتُفِتَ إِلَيْهِ وَإِنَّمَا التَّصْفِيقُ لِلنِّسَاءِ**))

[949] ۔حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بنو عمرو بن عوف کے ہاں ان کے درمیان صلح کروانے کے لیے تشریف لے گئے تو نماز کا وقت ہوگیا، اس پر مؤذن ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا کیا آپ جماعت کروائیں گے تو میں تکبیر کہوں؟ ابوبکر نے کہا، ہاں، چنانچہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نماز شروع کر دی اتنے میں رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے اور لوگ نماز پڑھ رہے تھے، آپ صفوں سے گزر کر پہلی صف میں پہنچے، اس پر لوگوں نے ایک ہاتھ دوسرے پر مارنا شروع کیا اور ابوبکر اپنی نماز میں کسی طرف توجہ نہیں دیتے تھے۔ جب لوگوں نے مسلسل تالی بجائی تو وہ متوجہ ہوئے اور رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، رسول اللہ ﷺ نے انہیں اشارہ سے اپنی جگہ کھڑا رہنے کے لیے کہا، اس پر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر اس بات پر اللہ کا شکریہ ادا کیا، کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو امامت کا اعزاز بخشا، پھر پیچھے ہٹ کر صف میں سیدھے کھڑے ہوگئے اور رسول اللہ ﷺ نے آگے بڑھ کر نماز پڑھائی، جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا، اے ابوبکر! میرے حکم دینے کے بعد اپنی جگہ ٹکے رہنے سے کس چیز نے روک دیا، تمہیں؟ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا، ابوقحافہ کے بیٹے کے لیے زیبا نہ تھا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے (موجودگی میں) جماعت کرائے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا، عجیب بات ہے میں نے دیکھا کہ تم لوگ بکثرت تالیاں بجا رہے تھے، (یاد رکھو) جب نماز میں کوئی بات پیش آ جائے تو سبحان اللہ کہو، جب وہ سبحان اللہ کہے گا تو اس کی طرف توجہ کی جائے گی، اور ہاتھ پر ہاتھ مارنا تو عورتوں کے لیے ہے۔

مفردات الحدیث ❁ ❶ تَخَلَّصَ: نجات پانا، منتقل ہونا، یہاں مراد ہے گزر کر آگے پہنچنا۔ ❷ صَفَّقَ

تصفیقا ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر مارنا، تالی بجانا، عورتیں ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ کی پشت پر ماریں گی۔ 3 ما کان لابن ابی قحافة، ابوقحافہ کے لیے لائق ومناسب نہ تھا یا جائز نہ تھا۔ 4 نَابَهُ: ناب ينوب نوبًا، پیش آنا۔ 5 نابه امرٌ: کوئی امر پیش آ گیا۔ 6 التصفیح: یہ تصفیق تالی بجانا کے ہم معنی ہے۔

فوائد:...... 1 اگر کسی وجہ سے امام نہ آ سکے تو اس کی جگہ کسی اور قابل احترام شخصیت کو امام بنایا جا سکتا ہے۔ 2 نماز میں اگر کوئی قابل توجہ یا لائق التفات بات پیش آ جائے تو امام کو متوجہ کرنے کے لیے سبحان اللہ کہا جائے گا۔ 3 رسول اللہ ﷺ کی آمد پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو متوجہ کیا اور آپ کی تعظیم وتوقیر کی خاطر، ابوبکر رضی اللہ عنہ پیچھے ہٹ گئے تو اس سے یہ استدلال کرنا کہ جب نماز میں آپ کا ذکر یا نام آئے تو آپ کا تصور تعظیم سے کرنا لازم ہے، قیاس مع الفارق ہے اگر آپ کا نماز میں تصور تعظیم کے لیے لازم ہوتا تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نماز میں آپ کی طرف توجہ اور اشتغال کو افتتان سے تعبیر نہ کرتے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس کا اہتمام فرماتے۔

[950] ١٠٣ـ(. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللهِ بْنِ بَزِيعٍ قَالَ نَا عَبْدُالاَعْلٰى قَالَ نَا عُبَيْدُاللهِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ بِمِثْلِ حَدِيثِ مَالِكٍ وَفِي حَدِيثِهِمَا فَرَفَعَ أَبُوبَكْرٍ يَدَيْهِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَرَجَعَ الْقَهْقَرٰى وَرَآئَهُ حَتّٰى قَامَ فِي الصَّفِّ

[950] ۔عبدالعزیز اور یعقوب دونوں ابو حازم کی سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کرتے ہیں اور ان کی حدیث میں یہ ہے کہ ابوبکر نے اپنے دونوں ہاتھ بلند کیے، اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور واپس الٹے پاؤں لوٹ کر صف میں کھڑے ہو گئے۔

[951] ١٠٤ـ(. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللهِ بْنِ بَزِيعٍ قَالَ نَا عَبْدُالاَعْلٰى قَالَ نَا عُبَيْدُاللهِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ ذَهَبَ نَبِيُّ اللهِ ﷺ يُصْلِحُ بَيْنَ بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ بِمِثْلِ حَدِيثِهِمْ وَزَادَ فَجَآءَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَخَرَقَ الصُّفُوفَ حَتّٰى قَامَ عِنْدَ الصَّفِّ الْمُقَدَّمِ وَفِيهِ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَجَعَ الْقَهْقَرٰى

[951] ۔حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ بنو عمرو بن عوف کے درمیان صلح کروانے

[950] اخرجه البخاري في (صحيحه) في السهو، باب: الاشارة في الصلاة برقم (١٢٣٤) والنسائي في (المجتبى من السنن) في الامامة، باب: اذا تقدم الرجل من الرعية ثم جاء الوالي هل يتاخر برقم (٢/ ٧٨ـ ٧٩ـ انظر (التحفة) برقم (٤٧٧٦)

[951] اخرجه النسائي في (المجتبى) في السهو باب: رفع اليدين وحمد الله والثناء عليه في الصلاة ٣/ ٣ـ ٤ـ انظر (التحفة) برقم (٤٧٣٣)

تشریف لے گئے جب کہ مذکورہ بالا راویوں نے بیان کیا ہے اور اس میں یہ اضافہ ہے، رسول اللہ ﷺ آئے اور صفوں کو چیر کر پہلی صف میں شریک ہو گئے، اور ابوبکر رضی اللہ عنہ الٹے پاؤں پیچھے لوٹ آئے۔

[952] ۱۰۵ـ(۲۷۴)حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ جَمِيعًا عَنْ عَبْدِالرَّزَّاقِ قَالَ ابْنُ رَافِعٍ نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ أَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ حَدِيثِ عَبَّادِ بْنِ زِيَادٍ أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ أَخْبَرَهُ.

أَنَّ الْمُغِيرَةَ بْنَ شُعْبَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ غَزَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ تَبُوكَ قَالَ الْمُغِيرَةُ فَتَبَرَّزَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قِبَلَ الْغَائِطِ فَحَمَلْتُ مَعَهُ إِدَاوَةً قَبْلَ صَلٰوةِ الْفَجْرِ فَلَمَّا رَجَعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِلَيَّ أَخَذْتُ أُهَرِيقُ عَلَى يَدَيْهِ مِنَ الْإِدَاوَةِ وَغَسَلَ يَدَيْهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ غَسَلَ وَجْهَهُ ثُمَّ ذَهَبَ يُخْرِجُ جُبَّتَهُ عَنْ ذِرَاعَيْهِ فَضَاقَ كُمَّا جُبَّتِهِ فَأَدْخَلَ يَدَيْهِ فِي الْجُبَّةِ حَتّٰى أَخْرَجَ ذِرَاعَيْهِ مِنْ أَسْفَلِ الْجُبَّةِ وَغَسَلَ ذِرَاعَيْهِ إِلَى الْمِرْفَقَيْنِ ثُمَّ تَوَضَّأَ عَلَى خُفَّيْهِ ثُمَّ أَقْبَلَ قَالَ الْمُغِيرَةُ فَأَقْبَلْتُ مَعَهُ حَتّٰى نَجِدُ النَّاسَ قَدْ قَدَّمُوا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ فَصَلّٰى لَهُمْ فَأَدْرَكَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِحْدَى الرَّكْعَتَيْنِ فَصَلّٰى مَعَ النَّاسِ الرَّكْعَةَ الْآخِرَةَ فَلَمَّا سَلَّمَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ قَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُتِمُّ صَلٰوتَهُ فَأَفْزَعَ ذٰلِكَ الْمُسْلِمِينَ فَأَكْثَرُوا التَّسْبِيحَ فَلَمَّا قَضَى النَّبِيُّ ﷺ صَلٰوتَهُ أَقْبَلَ عَلَيْهِمْ ثُمَّ قَالَ أَحْسَنْتُمْ أَوْ قَالَ قَدْ أَصَبْتُمْ يَغْبِطُهُمْ أَنْ صَلُّوا الصَّلٰوةَ لِوَقْتِهَا

[952]۔حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوہ تبوک میں شریک ہوئے۔اور رسول اللہ ﷺ قضائے حاجت کے لیے باہر نکلے اور میں صبح کی نماز سے پہلے آپ کے ساتھ پانی کا برتن اٹھا کر چلا، جب رسول اللہ ﷺ میرے پاس لوٹے تو میں برتن (لوٹا) سے آپ کے ہاتھوں پر پانی ڈالنے لگا، آپ نے اپنے دونوں ہاتھ تین بار دھوئے، پھر اپنا چہرہ دھویا، اس کے بعد اپنے بازوؤں سے جبہ اتارنے لگے، آستینیں تنگ نکلیں تو آپ نے اپنے ہاتھ جبے کے اندر کر لیے حتیٰ کہ اپنے بازو جبہ کے نیچے سے نکال لیے، اوران کو کہنیوں سمیت دھویا، پھر موزوں کے اوپر مسح کیا، پھر آپ چل پڑے اور میں بھی آپ کے ساتھ چل پڑا، (ہم نے پہنچ کر) لوگوں کو اس حال میں پایا کہ وہ عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو آگے کر چکے تھے، انہوں نے نماز

[952] تقدم تخريجه برقم (٦٢٥)

پڑھائی اور آپ کو ایک رکعت ملی، آپ نے دوسری رکعت لوگوں کے ساتھ ادا کی تو جب عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے سلام پھیرا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نماز کی تکمیل کے لیے کھڑے ہو گئے، مسلمان اس سے گھبرا گئے (پریشان ہو گئے) اور انہوں نے کثرت سے سبحان اللہ کہنا شروع کر دیا، جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نماز پوری کر لی تو ان کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا، تم نے اچھا کیا، یا فرمایا تم نے ٹھیک کیا، آپ نے ان کے وقت پر نماز پڑھنے کو قابل رشک قرار دیا۔

[953] (. .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَالْحُلْوَانِيُّ قَالَا نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ إِسْمٰعِيلَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ

عَنْ حَمْزَةَ بْنِ الْمُغِيرَةِ نَحْوَ حَدِيثِ عَبَّادٍ قَالَ الْمُغِيرَةُ فَأَرَدْتُ تَأْخِيرَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم دَعْهُ

[953] امام صاحب ایک اور سند سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں اس میں ہے کہ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے کہا، میں نے عبدالرحمٰن کو پیچھے ہٹانا چاہا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے چھوڑو، (نماز پڑھانے دو)۔

مفردات الحدیث **یغبطهم**: اگر ثلاثی مجرد سے ہو تو معنی ہوگا آپ نے وقت پر نماز پڑھنے کو اچھا جانا اور اگر ثلاثی مزید فیہ سے ہو تو معنی ہوگا، ان کے فعل کو قابل رشک قرار دیا۔

فائدہ: ......اگر امام راتب کسی وجہ سے لیٹ ہو جائے اور اس کی آمد کا پتہ نہ ہو تو پھر اس کی جگہ دوسرے آدمی کو امامت کے لیے کھڑا کیا جا سکتا ہے، نماز فجر کی چونکہ ایک رکعت ہو چکی تھی، اس لیے آپ نماز کے لیے آگے نہیں بڑھے اور حضرت مغیرہ کو عبدالرحمٰن کے پیچھے ہٹانے سے منع کر دیا، اور ابوبکر نے چونکہ ابھی نماز کا آغاز کیا تھا، اس لیے آپ صفوں کو چیر کر آگے تشریف لے گئے اور ابوبکر کے پیچھے ہٹ جانے پر نماز پڑھائی۔

۲۳...... بَاب: تَسْبِيحِ الرَّجُلِ وَتَصْفِيقِ الْمَرْأَةِ إِذَا نَابَهُمَا شَيْءٌ فِي الصَّلٰوةِ

باب ۲۳: نماز میں اگر کوئی بات پیش آ جائے تو مرد سبحان اللہ کہیں اور عورت ہاتھ کی پشت پر ہاتھ مارے

[954] ۱۰۶-(۴۲۲) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالُوا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ

[953] تقدم برقم (٦٣٢)

[954] اخرجه البخاري في (صحيحه) في العمل في الصلاة، باب: التصفيق للنساء برقم (١٢٠٣) وابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: التصفيق في الصلاة برقم (٩٣٩) وابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: التسبيح للرجال في الصلاة والتصفيق للنساء برقم (١٠٣٤) والنسائي في (المجتبى) ٣/ ١١ في السهو، باب: التصفيق في الصلاة۔ انظر (التحفة) برقم (١٥١٤١)

عَـنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((اَلتَّسْبِيحُ لِلرِّجَالِ وَالتَّصْفِيقُ لِلنِّسَآءِ)) زَادَ حَرْمَلَةُ فِي رِوَايَتِهِ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَقَدْ رَأَيْتُ رِجَالًا مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ يُسَبِّحُوْنَ وَيُشِيرُوْنَ

[954] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مردوں کو سبحان اللہ کہنا چاہیے اور عورتوں کو ہاتھ پر ہاتھ مار کر امام کو متنبہ کرنا چاہیے۔حرملہ نے اپنی روایت میں یہ اضافہ کیا کہ ابن شہاب نے کہا میں نے اہل علم کو دیکھا، وہ تسبیح کہتے تھے اور اشارہ کرتے تھے۔

[955] ۱۰۷۔(. .) وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا الْفُضَيْلُ يَعْنِي ابْنَ عِيَاضٍ ح و حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ نَا أَبُو مُعَاوِيَةَ ح و حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ نَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ كُلُّهُمْ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ

[955] ۔امام صاحب مختلف اساتذہ سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

[956] حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ نَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ وَزَادَ ((فِي الصَّلٰوةِ))

[956]۔ ہمام سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی نبی اکرم ﷺ سے مذکورہ بالا روایت بیان کی ہے اور اس میں فی الصلوٰۃ (نماز میں) کا اضافہ کیا۔

فائدہ:......اگر نماز میں امام سے کہیں بھول چوک ہو جائے تو اس کو آگاہ کرنے کے لیے مرد سبحان اللہ کہیں گے اور اگر عورت کو یہ کام کرنا پڑے تو آواز بلند نہیں کر سکتی، اس لیے دائیں ہاتھ کی ہتھیلی کو بائیں ہاتھ کی پشت پر مار کر اشارہ کرے گی۔

۲۴...... بَاب: اَلْأَمْرِ بِتَحْسِينِ الصَّلٰوةِ وَإِتْمَامِهَا وَالْخُشُوعِ فِيهَا

باب ۲۴: نماز کو اچھی طرح مکمل اور خشوع (عاجزی) سے پڑھنے کا حکم

[957] ۱۰۸۔(۴۲۳) حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ الْهَمْدَانِيُّ قَالَ نَا أَبُو أُسَامَةَ عَنِ الْوَلِيدِ يَعْنِي ابْنَ كَثِيرٍ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ أَبِيهِ

[955] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۱۲٤٥۱)

[956] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۱٤۷٤۸)

[957] اخرجه النسائی فی (المجتبی من السنن) ۲/ ۱۱۸ فی الامامة، باب: الرکوع دون الصف۔ انظر (التحفة) برقم (۱٤۳۳٤)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللّٰهِ يَوْمًا ثُمَّ انْصَرَفَ فَقَالَ ((يَا فُلَانُ أَلَا تُحْسِنُ صَلَاتَكَ أَلَا يَنْظُرُ الْمُصَلِّي إِذَا صَلَّى كَيْفَ يُصَلِّي فَإِنَّمَا يُصَلِّي لِنَفْسِهِ إِنِّي وَاللّٰهِ لَأُبْصِرُ مِنْ وَرَائِي كَمَا أُبْصِرُ مِنْ بَيْنِ يَدَيَّ))

[957] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی، پھر سلام پھیر کر فرمایا، اے فلاں! تم نماز اچھی طرح کیوں نہیں پڑھتے؟ کیا نمازی نماز پڑھتے وقت یہ نہیں دیکھتا کہ وہ نماز کیسے پڑھتا ہے؟ وہ اپنے لیے ہی نماز پڑھتا ہے، اللہ کی قسم! میں پیچھے سے بھی ایسے ہی دیکھتا ہوں، جیسے میں اپنے آگے سے دیکھتا ہوں۔

[958] ۱۰۹۔(۴۲۴) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((هَلْ تَرَوْنَ قِبْلَتِي هَا هُنَا فَوَاللّٰهِ مَا يَخْفَى عَلَيَّ رُكُوعُكُمْ وَلَا سُجُودُكُمْ إِنِّي لَأَرَاكُمْ وَرَاءَ ظَهْرِي))

[958] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تمہارا خیال ہے، میرا رخ ادھر ہی ہے؟ اللہ کی قسم! مجھ پر نہ تمہارا رکوع مخفی ہے اور نہ تمہارا سجدہ، یقیناً میں تمہیں اپنے پیچھے (پشت) سے بھی دیکھتا ہوں۔"

[959] ۱۱۰۔(۴۲۵) حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((أَقِيمُوا الرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ فَوَاللّٰهِ إِنِّي لَأَرَاكُمْ مِنْ بَعْدِي وَرُبَّمَا قَالَ مِنْ بَعْدِ ظَهْرِي إِذَا رَكَعْتُمْ وَسَجَدْتُمْ))

[959] ۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: رکوع اور سجدہ پوری طرح کیا کرو، اللہ کی قسم! میں تمہیں اپنے پیچھے سے دیکھتا ہوں اور بسا اوقات یہ کہا، جب تم رکوع اور سجدہ کرتے ہو میں تمہیں اپنی پشت کے پیچھے سے دیکھتا ہوں۔

---

[958] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الصلاة، باب: عظة الامام في اتمام الصلاة وذكر القبلة برقم (٤١٨) وفي الاذان، باب الخشوع في الصلاة برقم (٧٤١) انظر (التحفة) برقم (١٣٨٢١)

[959] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الاذان، باب: الخشوع في الصلاة برقم (٧٤٢) انظر (التحفة) برقم (١٢٦٣)

[960] ١١١-(. . .) حَدَّثَنِي أَبُو غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ حَدَّثَنَا مُعَاذٌ يَعْنِي ابْنَ هِشَامٍ حَدَّثَنِي أَبِي ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ نَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ سَعِيدٍ كِلَاهُمَا عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((أَتِمُّوا الرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ فَوَاللّٰهِ إِنِّي لَأَرَاكُمْ مِنْ بَعْدِ ظَهْرِي إِذَا مَا رَكَعْتُمْ وَإِذَا مَا سَجَدْتُمْ)) وَفِي حَدِيثِ سَعِيدٍ ((إِذَا رَكَعْتُمْ وَإِذَا سَجَدْتُمْ))

[960]۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رکوع اور سجود کامل طریقہ سے کیا کرو، اللہ کی قسم! میں تمہیں اپنی پشت کے پیچھے سے دیکھتا ہوں، جب تم رکوع کرتے ہو اور جب تم سجدہ کرتے ہو، اور سعید کی حدیث میں اذا کے بعد دونوں جگہ ''ما'' کا لفظ نہیں ہے۔

فائدہ:...... اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو نماز پڑھاتے وقت پیچھے سے دیکھنے کی طاقت، اس طرح عنایت فرمائی تھی جس طرح عام انسانوں کو سامنے سے دیکھنے کی قوت بخشی ہے، اور یہ دیکھنا حقیقتاً تھا، اس میں کسی تاویل کی ضرورت نہیں ہے، لیکن اس روایت سے یہ استدلال کرنا کہ آپ ہر وقت شش جہات میں دیکھتے تھے اور اب بھی دیکھ رہے ہیں غلط ہے کیونکہ ان احادیث کا تعلق صرف نماز سے ہے، آگے پیچھے سے نہیں اور جماعت آپ دنیوی زندگی میں کرواتے تھے، اب آپ کا اس دنیا سے تعلق ختم ہو چکا ہے، برزخی زندگی حاصل ہے کہ اس کے لیے آپ کے ''شہید'' ہونے کو دلیل بنانا کہ آپ قیامت کے دن امت کے بارے میں گواہی دیں گے، صحیح نہیں ہے کیونکہ گواہی تو آپ کی امت بھی دے گی تو کیا وہ بھی دیکھ رہی ہے۔﴿یکون الرسل علیکم شھیدا﴾ رسول تم پر گواہ ہوں گے، سے پہلے فرمایا: ﴿لتکونوا شھداء علی الناس﴾ تاکہ تم لوگوں پر گواہ ہو، اور منافقوں کو خطاب کر کے فرمایا: ﴿وقل اعملوا فسیری اللہ عملکم ورسولہ والمومنون﴾ (التوبۃ) اور فرما دیجئے! تم عمل کرو، اللہ، اس کا رسول اور مومن تمہارا عمل دیکھ لیں گے۔'' تو کیا مومن بھی، منافقوں کے ظاہر و باطن کو دیکھ رہے ہیں اور اللہ نے مومنوں کو دیکھنے کی یہ نعمت دی ہے اور وہ نعمت دے کر چھینتا نہیں ہے اس کی نعمت دائمی ہوتی ہے تو پھر مومن بھی ہر جگہ دیکھ رہے ہیں، سورۂ حج میں فرمایا: ﴿لتکون الرسول شھیدا علیکم وتکونوا شھداء علی الناس﴾ ''تاکہ رسول تم پر گواہ بنے اور تم سب لوگوں پر گواہ بنو۔'' آپ کی گواہی تو آپ کی امت کے لیے ہے اور امت کی گواہی سب کے لیے ہے تو کیا امت سب لوگوں کے اعمال کو دیکھ رہی ہے۔

اصل حقیقت وہی ہے جس کو علامہ سعیدی نے بلاوجہ فلسفہ بگھارنے کے بعد، شیخ عبدالحق سے نقل کیا ہے، جس کا آخری جملہ یہ ہے کہ ''پس آنحضرت ﷺ نمی یابد مگر آنچہ وریا باندویرا پروردگار تبارک وتعالیٰ خواہ درنماز باشد

[960] انفرد بہ مسلم۔ انظر (التحفۃ) برقم (١٣٧٧)

یا در غیر آں'' پس حالت نماز ہو یا غیر نماز اللہ تعالیٰ کے بتلائے بغیر رسول اللہ ﷺ کو کسی چیز کا علم نہیں ہوتا۔ (شرح صحیح مسلم اردو علامہ سعیدی: ۱/ ۱۳۲۶)

پھر لا ادری ما یفعل بی ولا بکم، کا جواب بھی عجیب وغریب دیا ہے کہ اس حدیث میں درایت کی نفی ہے، علم اور بصر کی نفی نہیں ہے درایت کا معنی ہے، اپنی عقل سے از خود جاننا، رسول اللہ ﷺ امور غیبیہ کو اللہ کی تعلیم سے جانتے ہیں، از خود نہیں جانتے۔ (شرح صحیح مسلم: ۱/ ۱۳۲۵)

جو چیز اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتا دی اس کے جاننے کا کونسا انسان جو آپ پر ایمان رکھتا ہے، انکار کر سکتا ہے۔ اصل چیز تو یہ ثابت کرنا ہے کہ ہر چیز کا علم اللہ تعالیٰ نے آپ کو دے دیا ہے اور اس کے لیے حنفی اصول فقہ کے مطابق قطعی دلیل کی ضرورت ہے، قرآن مجید میں مشرکوں کو خطاب کر کے فرمایا: ﴿قل لو شاء الله ما تلوته علیکم ولا ادریکم به﴾ اگر اللہ چاہتا تو میں تمہیں نہ سناتا اور نہ وہ تمہیں اس سے آگاہ کرتا تو کیا مشرک اپنی عقلوں سے خود جان لیتے۔

۲۵...... بَاب: تَحْرِيمِ سَبْقِ الْإِمَامِ بِرُكُوعٍ أَوْ سُجُودٍ وَّنَحْوِهِمَا

باب ۲۵: امام سے پہلے رکوع اور سجدہ وغیرہ کرنا منع ہے

[961] ۱۱۲-(۴۲۶) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ وَاللَّفْظُ لِأَبِي بَكْرٍ قَالَ ابْنُ حُجْرٍ أَنَا وَقَالَ أَبُوبَكْرٍ نَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الْمُخْتَارِ بْنِ فُلْفُلٍ

عَنْ أَنَسٍ قَالَ صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ فَلَمَّا قَضَى الصَّلٰوةَ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ فَقَالَ ((أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي إِمَامُكُمْ فَلَا تَسْبِقُونِي بِالرُّكُوعِ وَلَا بِالسُّجُودِ وَلَا بِالْقِيَامِ وَلَا بِالانْصِرَافِ فَإِنِّي أَرَاكُمْ أَمَامِي وَمِنْ خَلْفِي ثُمَّ قَالَ وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَوْ رَأَيْتُمْ مَا رَأَيْتُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيلًا وَّلَبَكَيْتُمْ كَثِيرًا)) قَالُوا وَمَا رَأَيْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ ((رَأَيْتُ الْجَنَّةَ وَالنَّارَ))

[961]۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی تو نماز سے فراغت کے بعد ہماری طرف منہ کر کے فرمایا: اے لوگو! میں تمہارا امام ہوں، تم رکوع، سجود، قیام اور سلام پھیرنے میں مجھ سے سبقت (پہل) نہ کیا کرو، کیونکہ میں اپنے سامنے اور اپنے پیچھے سے دیکھتا ہوں۔'' پھر آپ نے فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے، اگر تم ان تمام حقائق کا مشاہدہ کر لو جن کو

[961] اخرجه النسائی فی (المجتبی) فی السهو، باب: النهی عن مبادرة الامام بالانصراف من الصلاة ۳/ ۸۳ انظر (التحفة) برقم (۱۵۷۷)

میں دیکھتا ہوں تو تم ہنسو کم اور روؤ زیادہ۔'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے کیا دیکھا، آپ نے فرمایا: میں نے جنت اور دوزخ کو دیکھا۔

[962] ١١٣۔(. . .) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا جَرِيرٌ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنِ ابْنِ فُضَيْلٍ جَمِيعًا عَنِ الْمُخْتَارِ

عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم بِهٰذَا الْحَدِيثِ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِ جَرِيرٍ ((وَلَا بِالِانْصِرَافِ))

[962] ۔ جریر، ابن فضیل رحمہما اللہ دونوں نے مختار سے انس رضی اللہ عنہ کی مذکورہ بالا مرفوع روایت سنائی جریر کی حدیث میں سلام پھیرنے کا تذکرہ نہیں ہے۔

[963] ١١٤۔(٤٢٧) حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ هِشَامٍ وَأَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ كُلُّهُمْ عَنْ حَمَّادٍ قَالَ خَلَفٌ نَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ حَدَّثَنَا

ابو هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وسلم **((أَمَا يَخْشَى الَّذِي يَرْفَعُ رَأْسَهُ قَبْلَ الْإِمَامِ أَنْ يُحَوِّلَ اللّٰهُ رَأْسَهُ رَأْسَ حِمَارٍ))**

[963] ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا وہ انسان جو امام سے پہلے رکوع سے سر اٹھاتا ہے اس بات سے نہیں ڈرتا کہ اللہ تعالیٰ اس کے سر کو گدھے کے سر کی طرح بنا دے۔''

[964] ١١٥۔(. . .) حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ يُونُسَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ **((مَا يَأْمَنُ الَّذِي يَرْفَعُ رَأْسَهُ فِي صَلٰوتِهِ قَبْلَ الْإِمَامِ أَنْ يُحَوِّلَ اللّٰهُ صُورَتَهُ فِي صُورَةِ حِمَارٍ))**

[964] ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو انسان اپنی نماز میں اپنا سر امام سے پہلے اٹھاتا ہے، وہ اس بات سے بے خوف نہیں ہو سکتا کہ اللہ تعالیٰ اس کی صورت (شکل) گدھے کی صورت میں بدل دے۔''

---

[962] تقدم تخريجه في الحديث السابق (٩٦٠)

[963] اخرجه الترمذى فى (جامعه) فى الصلاة، باب: ما جاء فى التشديد فى الذى يرفع راسه قبل الامام برقم (٥٨٢) والنسائى فى (المجتبى من السنن) فى الامامة، باب: مبادرة الامام ٢/ ٩٤۔ وابن ماجه فى (سننه) فى اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: النهى ان يسبق الامام بالركوع والسجود برقم (٩٦١) انظر (التحفة) برقم (١٤٣٦٢)

[964] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٤٤٠٣)

[965] ۱۱۶۔(...) حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ سَلَامِ الْجُمَحِيُّ وَعَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ الرَّبِيعِ بْنِ مُسْلِمٍ جَمِيعًا عَنِ الرَّبِيعِ بْنِ مُسْلِمٍ ح و حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ نَا أَبِي قَالَ نَا شُعْبَةُ ح و حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا وَكِيعٌ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ كُلُّهُمْ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِهٰذَا غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ الرَّبِيعِ بْنِ مُسْلِمٍ ((أَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ وَجْهَهُ وَجْهَ حِمَارٍ))

[965]۔ امام صاحب مختلف راویوں سے مذکورہ بالا حدیث نقل کرتے ہیں۔

ان میں ربیع بن مسلم کی حدیث میں ہے یحول الله صورته کے بجائے ان یجعل الله وجهه وجه حمار، اللہ تعالیٰ اس کے چہرہ کو گدھے کے چہرے سا بنا دے، کے الفاظ ہیں۔

فائدہ: ...... امام سے کسی رکن میں پہل کرنا، بے وقوفی اور حماقت و بلاوت کی دلیل اور علامت ہے اور اس وصف میں گدھا معروف ہے اور سزا جنس فعل کے مطابق ہو، کے اصول کے مطابق ایسے انسان کی شکل وصورت بگاڑ کر اللہ گدھے کی صورت کی سی بنا سکتا ہے، اور یہ کام اس کے لیے کوئی مشکل نہیں ہے، اس لیے نمازی کو کسی رکن میں امام سے سبقت نہیں کرنا چاہیے، کیا معلوم اللہ تعالیٰ کا غضب جوش میں ہو اور ایسے انسان کی صورت مسخ ہو جائے، یہ ایک وعید ہے اور اس کا وقوع اللہ تعالیٰ کی مشیت پر موقوف ہے، اس لیے وقوع لازمی نہیں ہے، اور ملا علی قاری نے ایک محدث کا واقعہ نقل کیا ہے، کہ اس نے اس وعید کے وقوع کو بعید از عقل سمجھا اور نماز میں امام سے سبقت لے جانے کی حرکت کر ڈالی تو اللہ تعالیٰ نے اس کے چہرے کو گدھے کے چہرے کی طرح کر دیا اس لیے وہ لوگوں کو پردہ کی اوٹ سے احادیث سناتا تھا۔ (فتح الملہم: ۲/۶۴)

۲۶...... بَاب: النَّهْيِ عَنْ رَفْعِ الْبَصَرِ إِلَى السَّمَآءِ فِي الصَّلٰوةِ

باب ۲۶: نماز میں آسمان کی طرف دیکھنے کی ممانعت

[966] ۱۱۷۔(۴۲۸) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا نَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ تَمِيمِ بْنِ طَرَفَةَ

[965] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٤٣٦٣)

[966] اخرجه ابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: الخشوع في الصلاة برقم (١٠٤٥) انظر (التحفة) برقم (٢١٣٠)

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((لَيَنْتَهِيَنَّ أَقْوَامٌ يَرْفَعُونَ أَبْصَارَهُمْ إِلَى السَّمَآءِ فِي الصَّلٰوةِ أَوْ لَا تَرْجِعُ إِلَيْهِمْ))

[966]۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو لوگ نماز میں اپنی نظریں آسمان کی طرف اٹھاتے ہیں، وہ اپنی اس حرکت سے باز آ جائیں ورنہ ان کی نظر (بینائی) ان کی طرف نہیں لوٹے گی (بینائی سلب کر لی جائے گی)۔

[967] ۱۱۸۔(۴۲۹) حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَعَمْرُو بْنُ سَوَّادٍ قَالَا نَا ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((لَيَنْتَهِيَنَّ أَقْوَامٌ عَنْ رَفْعِهِمْ أَبْصَارَهُمْ عِنْدَ الدُّعَآءِ فِي الصَّلٰوةِ إِلَى السَّمَآءِ أَوْ لَتُخْطَفَنَّ أَبْصَارُهُمْ))

[967]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگ نماز میں دعا کے وقت اپنی نظریں آسمان کی طرف بلند کرنے سے باز آ جائیں، وگرنہ ان کی نظریں اچک لی جائیں گی۔ (نظریں سلب کر لی جائیں گی)۔

مفردات الحدیث ❶ **لَيَنْتَهِيَنَّ**: وہ ضرور باز آ جائیں، یا رک جائیں یعنی نماز میں آسمان کی طرف ہرگز نظر نہ اٹھائیں۔ ❷ **انتہاء**: روکنا، باز رہنا سے ماخوذ ہے۔ ❸ **لا ترجع الیھم**: ان کی طرف (ان کی نظریں) واپس نہیں لوٹیں گی، بینائی سلب کر لی جائے گی۔ رجوع: لوٹنا، واپس آنا سے ماخوذ ہے۔ ❹ **لتخطفنّ**: خطف سے ماخوذ ہے، جلدی سے سلب کر لینا، اچک لینا۔

فائدہ:...... نماز کی حالت میں اگر چہ انسان دعائیہ کلمات پڑھ رہا ہو، پھر بھی آسمان کی طرف دیکھنا قطعاً ناجائز ہے اور اس پر یہ وعید سنائی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی بینائی سلب کر سکتا ہے، ہاں نماز کے علاوہ دعا کے دوران قلبی توجہ کے ساتھ ساتھ، آسمان کی طرف نظر اٹھانا جائز ہے، کیونکہ اللہ مستوی عرش ہے، اس لیے جس طرح نماز کے لیے قبلہ، کعبہ معظمہ ہے، اسی طرح دعا کے لیے قبلہ، اوپر ہے، اس لیے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر دعا مانگی جاتی ہے، جمہور علماء کا یہی موقف ہے اگر چہ قاضی شریح وغیرہ نے اس کو بھی مکروہ قرار دیا ہے۔

---

[967] اخرجه النسائی فی (المجتبی من السنن) فی السهو باب: النهی عن رفع البصر الی السماء عند الدعاء فی الصلاة ۳/ ۳۹۔۴۰۔ انظر (التحفة) برقم (۱۳۶۳۱)

٢٧...... بَاب: الْأَمْرِ بِالسُّكُونِ فِي الصَّلٰوةِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْإِشَارَةِ بِالْيَدِ وَرَفْعِهَا عِنْدَ السَّلَامِ وَإِتْمَامِ الصُّفُوفِ الْأَوَّلِ وَالتَّرَاصِّ فِيهَا وَالْأَمْرِ بِالِاجْتِمَاعِ

باب ٢٧: نماز میں سکون اختیار کرنے کا حکم اور سلام کے وقت ہاتھ سے اشارہ کرنے اور اس کے اٹھانے کی ممانعت اور پہلی صفوں کو مکمل کرنا اور ان میں باہمی مل کر کھڑے ہونے اور اکٹھے کھڑے ہونے کا حکم

[**968**] ١١٩-(٤٣٠) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا نَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنِ الْمُسَيَّبِ بْنِ رَافِعٍ عَنْ تَمِيمِ بْنِ طَرَفَةَ

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ ((مَا لِي أَرَاكُمْ رَافِعِي أَيْدِيكُمْ كَأَنَّهَا أَذْنَابُ خَيْلٍ شُمْسٍ اسْكُنُوا فِي الصَّلٰوةِ)) قَالَ ثُمَّ خَرَجَ عَلَيْنَا فَرَآنَا حَلَقًا فَقَالَ ((مَالِي أَرَاكُمْ عِزِينَ)) قَالَ ثُمَّ خَرَجَ عَلَيْنَا فَقَالَ ((أَلَا تَصُفُّونَ كَمَا تَصُفُّ الْمَلَائِكَةُ عِنْدَ رَبِّهَا)) فَقُلْنَا يَارَسُولَ اللّٰهِ وَكَيْفَ تَصُفُّ الْمَلَائِكَةُ عِنْدَ رَبِّهَا قَالَ ((يُتِمُّونَ الصُّفُوفَ الْأَوَّلَ وَيَتَرَاصُّونَ فِي الصَّفِّ))

[**968**]۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا، کیا وجہ ہے میں تمہیں نماز میں اس طرح ہاتھ اٹھاتے دیکھ رہا ہوں گویا کہ وہ سرکش گھوڑوں کی دمیں ہیں؟ نماز میں سکون اختیار کیا کرو، (نماز سکون کے ساتھ پڑھا کرو) پھر ایک اور مرتبہ تشریف لائے اور ہمیں مختلف حلقوں میں بیٹھے دیکھا تو فرمایا، کیا وجہ ہے میں تمہیں مختلف حلقوں میں بیٹھا دیکھ رہا ہوں؟'' پھر ایک اور مرتبہ تشریف لائے تو فرمایا: تم اس طرح صف بندی کیوں نہیں کرتے، جس طرح بارگاہ الٰہی میں فرشتے صف بستہ ہوتے ہیں؟'' ہم نے پوچھا: اے اللہ کے رسول ﷺ! فرشتے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کس طرح صف بندی کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: پہلی صفوں کو مکمل کرتے ہیں اور صف میں ایک دوسرے کے ساتھ جڑ کر کھڑے ہوتے ہیں۔

[**968**] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: تسوية الصفوف برقم (٦٦١) والنسائی فی (المجتبی من السنن) ١/ ٨١٥ فی الامامة، باب: حث الامام علی رص الصفوف۔ وابن ماجه فی (سننه) فی اقامة الصلاة والسنة فیها، باب: اقامة الصفوف برقم (٩٩٢) انظر (التحفة) برقم (٢١٢٧)

[969] (. . .) و حَدَّثَنِي أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ قَالَ نَا وَكِيعٌ ح و قَالَ نَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ انا عِيسَى بْنُ يُونُسَ قَالَا جَمِيعًا
عَنِ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ

[969]۔ امام صاحب ایک اور سند سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

مفردات الحدیث ❶ شُمُس: شموس کی جمع ہے، وہ گھوڑے جو ٹک کر، سکون کے ساتھ کھڑے نہیں ہوتے بلکہ اپنی دموں اور پاؤں کو ہلاتے رہتے ہیں۔ ❷ حَلَقًا: حَلْقه کی جمع ہے، گروہ، ٹولی، لوگوں کا دائرہ، حاء پر زیر اور زبر دونوں آسکتے ہیں۔ ❸ عزین: عِزَة کی جمع ہے الگ الگ یا متفرق گروہ یا متفرق جماعتیں۔ ❹ يَتَرَاصون: باہم مل کر اور جڑ کر کھڑے ہوں۔ ارص الشیء کا معنی ہوتا ہے ایک کو دوسرے سے ملانا، چمٹانا۔

فوائد:...... ❶ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے، پہلے اگلی صفوں کو پورا کرنا ضروری ہے، جب تک اگلی صف مکمل نہ ہو دوسری میں کھڑا ہونا درست نہیں، گویا خالی جگہ آخری صف میں ہوگی۔ ❷ صفوں میں سیسہ پلائی عمارت کی طرح جڑ کر کھڑا ہونا چاہیے، دو آدمیوں کے درمیان کوئی جگہ خالی نہ رہے۔ ❸ نماز میں گھوڑوں کی دموں کی طرح ہاتھوں کو دائیں بائیں نہیں اٹھانا چاہیے، اس سے مراد، رکوع میں جاتے اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین سے روکنا مقصود نہیں ہے، کیونکہ رفع یدین میں گھوڑوں کی دموں کی طرح ہاتھ دائیں بائیں کی طرف نہیں اٹھائے جاتے، اگر بالفرض اس سے رفع الیدین مراد ہے تو پھر نماز کے آغاز میں تکبیر تحریمہ کے ساتھ رفع یدین کرنا کیونکر جائز ہوسکتا ہے، نیز الحدیث یفسر بعضه بعضا، ایک حدیث دوسری حدیث کی وضاحت کرتی ہے کے اصول کی رو سے اگلی حدیث جو جابر رضی اللہ عنہ کی ہی ہے۔ اس جملہ کی وضاحت و تفسیر کر رہی ہے، اس کو چھوڑ کر اس سے رفع یدین مراد لینا محض سینہ زوری اور ہٹ دھری ہے، جو جائز نہیں ہے اور نہ اس کو تسلیم کیا جا سکتا ہے۔ ❹ مسجد میں اذان کے بعد نماز سے پہلے مختلف حلقوں میں بیٹھنا صحیح نہیں ہے بلکہ صفیں بنا کر بیٹھنا چاہیے اور پہلی صف مکمل ہونے پر دوسری صف بنانی چاہیے ہاں نماز کے علاوہ الگ الگ علمی حلقے بنا کر بیٹھنا درست ہے۔

[970] ١٢٠ـ(٤٣١) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا وَكِيعٌ عَنْ مِسْعَرٍ ح و حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ أَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ مِسْعَرٍ حَدَّثَنِي عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ الْقِبْطِيَّةِ

[969] تقدم

[970] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الصلاۃ، باب: فی السلام برقم (٩٩٨ و ٩٩٩) والنسائی فی (المجتبی) ٣/ ٥ فی السهو، باب: السلام بالایدی فی الصلاۃ، وفی باب: موضع الیدین عند السلام ٣/ ٦١ـ وباب: السلام بالیدین ٣/ ٦٤ـ انظر (التحفة) برقم (٢٢٠٧)

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قُلْنَا اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَأَشَارَ بِيَدِهِ إِلَى الْجَانِبَيْنِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((عَلَامَ تُوْمُونَ بِأَيْدِيكُمْ كَأَنَّهَا أَذْنَابُ خَيْلٍ شُمْسٍ إِنَّمَا يَكْفِي أَحَدَكُمْ أَنْ يَّضَعَ يَدَهُ عَلٰى فَخِذِهِ ثُمَّ يُسَلِّمُ عَلٰى أَخِيهِ مَنْ عَلٰى يَمِينِهِ وَشِمَالِهِ))

[970] ۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے (تو ہم سلام پھیرتے وقت) السلام علیکم ورحمۃ اللہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہتے اور دونوں جانب ہاتھ سے اشارہ کرتے، اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنے ہاتھوں سے اس طرح اشارہ کیوں کرتے گویا کہ وہ سرکش گھوڑوں کی دمیں ہیں تمہارے لیے یہی کافی ہے کہ اپنا ہاتھ، اپنی ران پر رکھو، پھر اپنے دائیں اور بائیں والے بھائی کو سلام کہو۔

[971] ۱۲۱۔(. . .) و حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّاءَ قَالَ نَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ فُرَاتٍ يَعْنِي الْقَزَّازَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَكُنَّا إِذَا سَلَّمْنَا قُلْنَا بِأَيْدِينَا اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ فَنَظَرَ إِلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ ((مَا شَأْنُكُمْ تُشِيرُونَ بِأَيْدِيكُمْ كَأَنَّهَا أَذْنَابُ خَيْلٍ شُمْسٍ إِذَا سَلَّمَ أَحَدُكُمْ فَلْيَلْتَفِتْ إِلٰى صَاحِبِهِ وَلَا يُوْمِئْ بِيَدِهِ))

[971] ۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی جب ہم سلام پھیرتے، ہاتھوں کے اشارہ سے السلام علیکم، السلام علیکم کہتے، رسول اللہ ﷺ نے ہماری طرف دیکھ کر فرمایا، کیا وجہ ہے؟ کہ تم سرکش گھوڑوں کی دموں کی طرح ہاتھوں سے اشارہ کرتے ہو؟ جب تم سلام پھیرو تو اپنے ساتھی کی طرف متوجہ ہو اور ہاتھ سے اشارہ نہ کرو۔

فائدہ: ...... یہ آخری روایت اس بات کی صریح دلیل ہے کہ ہاتھوں کے جس اشارے کو سرکش گھوڑوں کی دموں سے تشبیہ دی گئی ہے، اس سے مراد، وہ اشارہ، جو سلام پھیرتے وقت کرتے تھے، اس کا رکوع کے رفع یدین سے کوئی تعلق نہیں ہے، سعید صاحب نے خود ترجمہ یہ کیا ہے، جب ہم سلام پھیرتے تو ہاتھوں کے اشارے سے السلام علیکم، السلام علیکم کہتے۔ (شرح مسلم: ۱/ ۱۲۲۹) جب تم میں سے کسی شخص نے سلام پھیرنا ہو تو اپنے ساتھی کی طرف متوجہ ہو اور ہاتھ سے اشارہ نہ کرے، یہ فنظر الینا رسول اللہ ﷺ کا نتیجہ اور تفصیل ہے، اس کے باوجود

[971] تقدم في الحديث السابق (۹۶۹)

بڑی جراٗت سے یہ کہہ دیا ہے کہ اس حدیث میں احناف کے مسلک پر واضح دلیل ہے کہ نماز میں رکوع سے پہلے اور اس کے بعد رفع یدین کا حکم ابتدائی امر تھا، بعد میں اس کو رسول اللہ ﷺ نے منسوخ کر دیا۔ (شرح صحیح مسلم: ۱/ ۱۲۳۰) تکبیر تحریمہ کے ساتھ رفع یدین منسوخ ہونے سے کیوں بچ رہا؟

۲۸...... بَاب: تَسْوِيَةِ الصُّفُوفِ وَإِقَامَتِهَا وَفَضْلِ الصَّفِّ الْأَوَّلِ فَالْأَوَّلِ مِنْهَا وَالِازْدِحَامِ عَلَى الصَّفِّ الْأَوَّلِ وَالْمُسَابَقَةِ إِلَيْهَا وَتَقْدِيمِ أُولِي الْفَضْلِ وَتَقْرِيبِهِمْ مِنَ الْإِمَامِ

باب ۲۸: صفوں کو برابر اور سیدھا کرنا اور صفوں کی بالترتیب پہلی پھر اس کے بعد والی کی فضیلت اور پہلی صف میں شرکت کے لیے مسابقت کرنا، اصحاب فضل کو مقدم کر کے، ان کو امام کے قریب کرنا

[972] ۱۲۲ ـ (۴۳۲) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ إِدْرِيسَ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ وَوَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَمْسَحُ مَنَاكِبَنَا فِي الصَّلٰوةِ وَيَقُولُ **((اسْتَوُوا وَلَا تَخْتَلِفُوا فَتَخْتَلِفَ قُلُوبُكُمْ لِيَلِنِي مِنْكُمْ أُولُو الْأَحْلَامِ وَالنُّهٰى ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ))** قَالَ أَبُو مَسْعُودٍ فَأَنْتُمُ الْيَوْمَ أَشَدُّ اخْتِلَافًا

[972] حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز میں (جماعت کے کھڑے ہونے کے وقت) ہمیں برابر کرنے کے لیے ہمارے کندھوں پر ہاتھ پھیرتے اور فرماتے: ''برابر، برابر ہو جاؤ، اور مختلف (آگے پیچھے) نہ ہو (ورنہ اس کی سزا میں) تمہارے دل باہم مختلف ہو جائیں گے۔ تم میں سے جو دانش مند اور سمجھ دار ہیں، وہ میرے قریب ہوں، ان کے بعد وہ لوگ ہوں جن کا نمبر اس صفت میں ان کے قریب ہو اور ان کے بعد وہ لوگ جن کا درجہ ان سے قریب ہو۔'' ابو مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا، آج تو تم لوگوں میں بہت اختلاف ہو گیا ہے۔

مفردات الحدیث ✲ **الاحلام:** حِلْم کی جمع ہے، صبر، آہستگی، بردباری، کبھی جہالت و بے وقوفی کے مقابلہ میں آ جاتا ہے، اس صورت میں معنی عقل و دانش ہوتا ہے، قرآن مجید میں ہے۔ **ام تامرهم احلامهم بهذا**، کیا

---

[972] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: من یستحب ان یلی الامام فی الصف وکراهية التاخر برقم (٦٧٤) والنسائی فی (المجتبی من السنن) ٢/ ٨٧ فی الامامة، باب: من یلی الامام ثم الذی یلیه وفی باب: ما یقول الامام اذا تقدم فی تسویة الصفوف ١/ ٨٠٠٠ـ وابن ماجه فی (سننه) فی اقامة الصلاة والسنة فیها، باب: من یستحب ان یلی الامام برقم (٩٧٦) انظر (التحفة) برقم (٩٩٩٤)

ان کی عقلیں انہیں یہ حکم دیتی ہے (طور) اگر اس کو حُلم کی جمع بنائیں تو پھر بلوغت کے معنی میں ہوگا، اس صورت میں معنی میں ایک نیا مفہوم پیدا ہو جائے گا کیونکہ نَھی بھی نُھیہ کی جمع ہے اس کا معنی بھی عقل ہے کیونکہ وہ برائیوں سے روکتی ہے۔

فوائد :...... ❶ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ امام کے قریب وہ لوگ کھڑے ہوں، جن کو اللہ تعالیٰ نے فہم ودانش سے نوازا ہے، ان کے بعد اس صفت میں درجہ دوم والے، ان کے بعد درجہ سوم والے، یہ ترتیب بالکل فطری بھی ہے اور تعلیم وتربیت کی مصلحت کا تقاضا بھی یہی ہے تاکہ امام سے اگر بھول چوک ہو جائے تو اس کی اصلاح کر سکیں اور بوقت ضرورت امام کی نیابت بھی کر سکیں۔ اس لیے حضرت عمر، زر بن حبیش اور ابو وائل رحمہم اللہ بچے کو صف سے نکال دیتے تھے۔ ❷ حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ کے قول کا مخاطب وہ لوگ تھے جو فتنہ وفساد برپا کر رہے تھے، اور اس کا سبب یہی تھا کہ وہ صف بندی میں اعتدال اور تسویہ (برابری) کی پابندی نہیں کرتے۔

[973] (. . .) و حَدَّثَنَاهُ إِسْحٰقُ قَالَ انَا جَرِيرٌ قَالَ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ خَشْرَمٍ قَالَ اَنَا عِيْسٰى يَعْنِي ابْنَ يُونُسَ قَالَ ح و قَالَ نَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ نَا ابْنُ عُيَيْنَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ

[973] امام صاحب ایک اور سند سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

[974] ۱۲۳۔(. . .) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ الْحَارِثِيُّ وَصَالِحُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ وَرْدَانَ قَالَا نَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنِي خَالِدُ الْحَذَّاءُ عَنْ أَبِي مَعْشَرٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((لِيَلِنِي مِنكُمْ أُولُو الْأَحْلَامِ وَالنُّهٰى ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثَلَاثًا وَّإِيَّاكُمْ وَهَيْشَاتِ الْأَسْوَاقِ))

[974]۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے میرے قریب بالغ اور عقلمند کھڑے ہوں، پھر جو اس صفت میں ان کے قریب ہوں (اس طرح تین بار فرمایا) اور تم بازاروں کے اختلاط اور شور وشغب سے بچو۔''

مفردات الحدیث ❋ **هیشات الاسواق**: بازاروں کا سا اختلاط اور اختلاف وجھگڑا، اور شور وشغب کیونکہ هَیْشه فتنہ واختلاط کو کہتے ہیں۔ وَلِيَ يَلِي قریب ہونا، ملا ہوا ہونا۔

[973] تقدم في الحديث السابق (٩٧١)

[974] اخرجه ابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: من يستحب ان يلي الامام في الصف وكراهية التاخر برقم (٦٧٤) والترمذي في (جامعه) في الصلاة، باب: ما جاء ليليني منكم اولو الاحلام والنهى برقم (٢٢٨) انظر (التحفة) برقم (٩٤١٥)

[975] ١٢٤ـ(٤٣٣) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((سَوُّوا صُفُوفَكُمْ فَإِنَّ تَسْوِيَةَ الصَّفِّ مِنْ تَمَامِ الصَّلٰوةِ))

[975] ـ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نماز میں اپنی صفوں کو برابر کیا کرو کیونکہ صفوں کا سیدھا اور برابر کرنا نماز کی تکمیل میں سے ہے۔

فائدہ:...... قرآن مجید میں جگہ جگہ، اقیموا الصلوٰۃ کی صورت میں اقامت صلوٰۃ کا حکم دیا ہے جو مسلمانوں کا فرض اولین ہے اور اس کی کامل اور صحیح ادائیگی کے لیے یہ شرط ہے کہ جماعت کی صفیں بالکل سیدھی اور برابر ہوں۔ صحیح بخاری کے الفاظ من اقامة الصلوٰۃ ہیں۔

[976] ١٢٥ـ(٤٣٤) حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ قَالَ نَا عَبْدُالْوَارِثِ عَنْ عَبْدِالْعَزِيزِ وَهُوَ ابْنُ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((أَتِمُّوا الصُّفُوفَ فَإِنِّي أَرَاكُمْ خَلْفَ ظَهْرِي))

[976] ـ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: صفوں کو پورا کرو، میں تمہیں اپنی پشت کے پیچھے سے دیکھ رہا ہوں۔"

فائدہ:...... معلوم ہوتا ہے، اتمام، اقامت کے معنی میں ہے کیونکہ صحیح بخاری میں اتموا کی جگہ اقیموا ہے۔

[977] ١٢٦ـ(٤٣٥) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ نَا مَعْمَرٌ

عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ ((أَقِيمُوا الصَّفَّ فِي الصَّلٰوةِ فَإِنَّ إِقَامَةَ الصَّفِّ مِنْ حُسْنِ الصَّلٰوةِ))

[977] ـ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے ہیں، آپ نے فرمایا: نماز میں صف کو سیدھا اور برابر کرو کیونکہ صف کی درستگی نماز کے حسن کا حصہ ہے۔"

---

[975] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الاذان، باب: اقامة الصف من تمام الصلاة برقم (٧٢٣) وابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: تسوية الصفوف برقم (٦٦٨) وابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: اقامة الصفوف برقم (٩٩٣) انظر (التحفة) برقم (١٢٤٣)

[976] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الاذان، باب: تسوية الصفوف عند الاقامة وبعدها برقم (٧١٨) انظر (التحفة) برقم (١٠٣٩)

[977] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٤٧٥٣)

[978] ١٢٧-(٤٣٦)حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَانَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ قَالَ سَمِعْتُ سَالِمَ بْنَ أَبِي الْجَعْدِ الْغَطَفَانِيَّ قَالَ

النُّعْمَانُ بْنُ بَشِيرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((لَتُسَوُّنَّ صُفُوفَكُمْ أَوْ لَيُخَالِفَنَّ اللّٰهُ بَيْنَ وُجُوهِكُمْ))

[978] ۔حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنی صفوں کو بالکل برابر اور سیدھا کرو ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے رخ ایک دوسرے کے مخالف کر دے گا۔

[979] ١٢٨-(...)حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ انَا أَبُو خَيْثَمَةَ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ قَالَ سَمِعت النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ يَقُوْلُ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُسَوِّىْ صُفُوفَنَا حَتّٰى كَأَنَّمَا يُسَوِّىْ بِهَا الْقِدَاحَ حَتّٰى رَاٰى أَنَّا قَدْ عَقَلْنَا عَنْهُ ثُمَّ خَرَجَ يَوْمًا فَقَامَ حَتّٰى كَادَ يُكَبِّرُ فَرَاٰى رَجُلًا بَادِيًا صَدْرُهُ مِنَ الصَّفِّ فَقَالَ ((عِبَادَ اللّٰهِ لَتُسَوُّنَّ صُفُوفَكُمْ أَوْ لَيُخَالِفَنَّ اللّٰهُ بَيْنَ وُجُوهِكُمْ))

[979] ۔حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہماری صفوں کو اس قدر سیدھا اور برابر کراتے تھے گویا کہ آپ ان کے ذریعہ تیروں کو سیدھا کریں گے، یہاں تک کہ آپ کو خیال ہوگیا کہ ہم نے آپ سے سمجھ لیا ہے (کہ ہم کو کس طرح سیدھا کھڑا ہونا چاہیے) اس کے بعد ایک دن آپ تشریف لائے اور نماز پڑھانے کی جگہ کھڑے ہوگئے، یہاں تک کہ قریب تھا آپ تکبیر کہہ کر نماز شروع فرما دیں تو آپ نے ایک آدمی کو دیکھا اس کا سینہ صف سے کچھ آگے نکلا ہوا تھا، اس پر آپ نے فرمایا: اللہ کے بندو! اپنی صفوں کو سیدھا اور برابر رکھا کرو، ورنہ اللہ تمہارے درمیان پھوٹ ڈال دے گا۔"

مفردات الحدیث ❊ قِداح: قِدح کی جمع ہے، اہل عرب شکار یا جنگ میں استعمال کے لیے جو تیر لکڑی سے تراشتے تھے ان کو بالکل سیدھا اور برابر رکھنے کا بڑا اہتمام اور کوشش کرتے تھے، اس لیے کسی چیز کی برابری اور سیدھے پن کی تعریف میں مبالغہ کے لیے کہتے ہیں، وہ چیز ایسی برابر اور اس قدر سیدھی ہے کہ وہ تیروں کے سیدھا کرنے کے لیے معیار اور پیمانہ کا کام دے سکتی ہے۔

فائدہ:......رسول اللہ ﷺ صفوں کو اس قدر سیدھا اور برابر فرماتے تھے کہ کوئی آدمی بالکل آگے یا پیچھے نہ ہوتا،

[978] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الاذان، باب: تسوية الصفوف عند الاقامة وبعدها برقم (٧١٧) انظر (التحفة) برقم (١١٦١٩)

[979] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: تسوية الصفوف برقم (٦٦٣) و (٦٦٥) ←

طویل مدت کی مسلسل کوشش اور تربیت کے بعد جب آپ کو اطمینان ہو گیا کہ اب لوگوں کو صفوں کے سیدھا کرنے کی اہمیت اور طریقہ سمجھ آ گیا ہے تو آپ نے اس اہتمام کو ترک کر دیا، لیکن اس کے بعد ایک دن آپ نے اس معاملہ میں ایک آدمی کی کوتاہی دیکھی تو بڑے جلال کے انداز میں فرمایا: اللہ کے بندو! میں تم کو آگاہ کرتا ہوں، اگر تم صفوں کو برابر اور سیدھا کرنے میں بے پروائی اور کوتاہی روا رکھو گے تو اللہ تعالیٰ اس کی سزا میں تمہارے چہرے مسخ کر دے گا، اور تمہاری صورتیں بدل جائیں گی، یا تمہاری وحدت اور اجتماعیت پارہ پارہ کر دی جائے گی اور تم میں پھوٹ اور اختلاف پیدا ہو جائے گا جو امتوں اور قوموں کے لیے اس دنیا میں سو عذابوں کا ایک عذاب ہے۔ صفوں کو برابر اور سیدھا کرنے میں کوتاہی اور غفلت اس وقت عام ہو چکی ہے اور سزا کے طور پر امت میں انتشار واختلاف اور پھوٹ بھی عروج پر ہے۔

[980] (. . .) حَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَانَا أَبُو الْأَحْوَصِ ح و حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا أَبُو عَوَانَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ

[980]۔ امام صاحب اور اساتذہ سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

[981] ۱۲۹ ۔(٤٣٧) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنْ سُمَيٍّ مَوْلٰى أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ السَّمَّانِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((لَوْ يَعْلَمُ النَّاسُ مَا فِي النِّدَآءِ وَالصَّفِّ الْأَوَّلِ ثُمَّ لَمْ يَجِدُوا إِلَّا أَنْ يَّسْتَهِمُوا عَلَيْهِ لَاسْتَهَمُوا وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِي التَّهْجِيرِ لَاسْتَبَقُوا إِلَيْهِ وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِي الْعَتَمَةِ وَالصُّبْحِ لَأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا))

[981]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ اذان دینے اور پہلی صف میں نماز پڑھنے میں (کس قدر خیر و برکت اور اجر و ثواب ہے) پھر ان کے لیے اس کی خاطر قرعہ اندازی کرنے کے سوا کوئی چارہ باقی نہ رہے، تو وہ اس کے لیے قرعہ اندازی کریں اور اگر وہ جان لیں نماز کے لیے جلدی آنے میں کتنا اجر و ثواب ملتا ہے تو اس کے لیے ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی

← والترمذی فی (جامعه) فی الصلاة، باب: ما جاء فی اقامة الصف برقم (۲۲۷) والنسائی فی (المجتبی من السنن) ۲/ ۸۹ فی الامامة، باب: کیف یقوم الامام الصفوف۔ وابن ماجه فی (سننه) فی الصلاة والسنة فیها، باب: اقامة الصفوف برقم (۹۹٤) انظر (التحفة) برقم (۱۱٦۲۰)

[980] تقدم فی الحدیث السابق (۹۷۸)

[981] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الاذان، باب: الاستهام فی الاذان برقم (٦۱۵) وفی ←

کوشش کریں، اور اگر انہیں معلوم ہو جائے کہ عشاء اور صبح کی نماز کا کتنا ثواب ملتا ہے تو انہیں گھٹنوں اور ہاتھوں کے بل بھی آنا پڑے تو آئیں۔

مفردات الحدیث ① **استهموا عليه**: (اس اجر وثواب کے حصول کے لیے) قرعہ اندازی کریں، یعنی سب لوگ یہ کام کرنے کی کوشش کریں اور سب بیک وقت پہنچنے کی بنا پر برابر کے حقدار ٹھہریں، اور سب کے لیے گنجائش نہ ہونے کی بنا پر ترجیح کے لیے قرعہ اندازی کی ضرورت پیش آئے۔ ② **التهجير**: سخت دوپہر کے وقت آنا یا جلدی سے کام لینا اور ہر نماز کے لیے پہلے آنا۔ ③ **استبقوا اليه**: ایک دوسرے سے سبقت لے جانے اور آگے بڑھنے کی کوشش کریں۔ ④ **العتمة**: رات کی ابتدائی تاریکی یا دیر اور تاخیر کرنا، یہاں مراد عشاء کی نماز ہے۔ ⑤ **حَبوًا**: حبا (ن) حبوًا ہاتھوں اور گھٹنوں کے بل چلنا یا سرین کے بل گھسٹنا۔

فائدہ :...... اس حدیث میں عشاء اور صبح کی نماز کو خصوصی اہمیت دی گئی ہے اور ان کے عظیم اجر وثواب اور خیر وبرکت کو بیان کیا گیا ہے، کیونکہ ان نمازوں کے لیے نیند اور آرام کو چھوڑنا پڑتا ہے، جو خاصا مشکل اور وقت طلب کام ہے اور اس وجہ سے یہ دونوں نمازیں منافقوں کے لیے دشوار تھیں۔

[982] ١٣٠-(٤٣٨) حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ قَالَ نَا أَبُو الْأَشْهَبِ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ الْعَبْدِيِّ عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ رَاٰى فِي أَصْحَابِهِ تَأَخُّرًا فَقَالَ لَهُمْ تَقَدَّمُوا فَأْتَمُّوا بِي وَلْيَأْتَمَّ بِكُمْ مَنْ بَعْدَكُمْ لَا يَزَالُ قَوْمٌ يَتَأَخَّرُونَ حَتّٰى يُؤَخِّرَهُمُ اللّٰهُ

[982] ـ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ساتھیوں کو پیچھے رہتے محسوس کیا تو آپ نے انہیں فرمایا: آگے بڑھو، اور میری اقتدا کرو، اور تمہارے پچھلے تمہاری اقتدا کریں، کچھ لوگ پیچھے رہتے رہیں گے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ ان کو (اپنے فضل اور رحمت سے) مؤخر کر دے گا۔

فائدہ :...... **ائتموا بی**: میری پیروی اور اقتدا کرو، پہلی صف والے، امام کے افعال کی اقتدا کریں گے اور دوسری صف والے پہلی صف والوں کے افعال سے امام کے افعال کو معلوم کریں گے، اس لیے ہر بعد والی صف اپنے سے اگلی صف کی پیروی کرے گی اور یہ معنی بھی ہو سکتا ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے بعد آنے والے، رسول اللہ ﷺ کا طریقہ طرز عمل اور رویہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے سیکھیں گے، اس طرح عملی تسلسل قائم رہے گا۔

← باب: فضل التهجير الى الظهر برقم (٦٥٤) وباب: الصف الاول برقم (٧٢١) وفى الشهادات، باب: القرعة فى المشكلات برقم (٢٦٨٩) والترمذى فى (جامعه) فى الصلاة، باب: ما جاء فى فضل الصف الاول برقم (٢٢٥) والنسائى فى (المجتبى من السنن) ٢/ ٢٣ فى الاذان، باب: الاستهام على التاذين- انظر (التحفة) برقم (١٢٥٧٠)

[982] اخرجه ابو داود فى (سننه) فى الصلاة، باب: صف النساء وكراهية التاخر عن الصف ←

[983] (. .) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الدَّارِمِیُّ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ الرَّقَاشِیُّ قَالَ نَا بِشْرُ بْنُ مَنْصُورٍ عَنِ الْجُرَیْرِیِّ

عَنْ أَبِی سَعِیدٍ الْخُدْرِیِّ قَالَ رَاٰی رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَوْمًا فِی مُؤَخَّرِ الْمَسْجِدِ فَذَکَرَ مِثْلَهٗ

[983]۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کچھ لوگوں کو مسجد کے پچھلے حصے میں دیکھا، آگے مذکورہ بالا روایت بیان کی۔

[984] ۱۳۱۔(۴۳۹) حَدَّثَنَا إِبْرَاهِیمُ بْنُ دِینَارٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ الْوَاسِطِیُّ قَالَا نَا عَمْرُو بْنُ الْهَیْثَمِ أَبُو قَطَنٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ خِلَاسٍ عَنْ أَبِی رَافِعٍ

عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ ((**لَوْ تَعْلَمُونَ أَوْ یَعْلَمُونَ مَا فِی الصَّفِّ الْمُقَدَّمِ لَکَانَتْ قُرْعَةً**)) و قَالَ ابْنُ حَرْبٍ ((**الصَّفِّ الْأَوَّلِ مَا کَانَتْ إِلَّا قُرْعَةً**))

[984] ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر تم یا لوگ پہلی صف کی خیر و برکت کو جان لیں تو اس پر قرعہ اندازی ہو۔ ابن حرب نے مافی الصف المقدم، لکانت قرعة کی بجائے ما فی الصف الاول ما کانت الا قرعة، کہا معنی ایک ہی ہے۔

[985] ۱۳۲۔(۴۴۰) حَدَّثَنَا زُهَیْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا جَرِیرٌ عَنْ سُهَیْلٍ عَنْ أَبِیهِ

عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((**خَیْرُ صُفُوفِ الرِّجَالِ أَوَّلُهَا وَشَرُّهَا آخِرُهَا وَخَیْرُ صُفُوفِ النِّسَآءِ آخِرُهَا وَشَرُّهَا أَوَّلُهَا**))

[985] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مردوں کی بہترین صف پہلی ہے اور بدترین آخری ہے اور عورتوں کی بہترین صف آخری ہے اور بدترین صف پہلی ہے۔

← الاول برقم (٦٨٠) والنسائی فی (المجتبی من السنن) ٢/ ٨٣ فی الامامة، باب: الائتمام بمن یأتم بالامام۔ وابن ماجه فی (سننه) فی اقامة الصلاة والسنة فیها، باب: من یستحب ان یلی الامام برقم (٩٧٨) انظر (التحفة) برقم (٤٣٠٩)

[983] اخرجه النسائی فی (المجتبی من السنن) ٢/ ٨٣ فی الامامة، باب الائتمام بمن یأتم بالامام۔ انظر (التحفة) برقم (٤٣٣١)

[984] اخرجه ابن ماجه فی (سننه) فی اقامة الصلاة والسنة فیها، باب: فضل الصف المقدم برقم (٩٩٨) انظر (التحفة) برقم (١٤٦٦٣)

[985] اخرجه النسائی فی (المجتبی من السنن) فی الامامة، باب: ذکر خیر صفوف النساء وشر صفوف الرجال ١/ ٨١٩۔ انظر (التحفة) برقم (١٢٥٩٦)

[986] (. . .) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا عَبْدُالْعَزِيزِ يَعْنِي الدَّرَاوَرْدِيَّ عَنْ سُهَيْلٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ

[986] ۔امام صاحب ایک اور استاد سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

فائدہ: ......اس حدیث کا تعلق اس جماعت سے ہے جو عورتیں مردوں کے ساتھ پڑھتی ہیں، اوران کی نظر مردوں پر پڑتی ہے اوران کی توجہ مردوں کی حرکات وسکنات کی طرف مبذول ہو جاتی ہے کیونکہ درمیان میں پردہ نہیں ہوتا تھا۔

۲۹...... بَاب: أَمْرِ النِّسَاءِ الْمُصَلِّيَاتِ وَرَاءَ الرِّجَالِ أَنْ لَا يَرْفَعْنَ رُؤُسَهُنَّ مِنَ السُّجُودِ حَتّٰى يَرْفَعَ الرِّجَالُ

باب ۲۹: مردوں کے پیچھے نماز پڑھنے والی عورتوں کو حکم ہے کہ وہ سجدہ سے اس وقت تک اپنا سر نہ اٹھائیں، جب تک مرد سر نہ اٹھالیں

[987] ۱۳۳-(۴۴۱) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ لَقَدْ رَأَيْتُ الرِّجَالَ عَاقِدِي أُزُرِهِمْ فِي أَعْنَاقِهِمْ مِثْلَ الصِّبْيَانِ مِنْ ضِيقِ الْأُزُرِ خَلْفَ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ قَائِلٌ يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ لَا تَرْفَعْنَ رُؤُسَكُنَّ حَتّٰى يَرْفَعَ الرِّجَالُ

[987] ۔حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے مردوں کو بچوں کی طرح اپنی گردنوں میں اپنی چادریں تنگ ہونے کی بنا پر باندھے ہوئے دیکھا، وہ نبی اکرم ﷺ کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے تو اس پر کسی شخص نے کہا: اے عورتوں کی جماعت، تم مردوں کے اٹھنے تک اپنے سروں کو (سجدہ سے) نہ اٹھانا۔

فائدہ: ......انسان کے لیے ستر عورت ضروری ہے، کپڑوں کی تنگی کی وجہ سے عورتوں کو مردوں سے پہلے سجدہ سے سر اٹھانے سے منع کر دیا گیا، کہ کہیں ایسے نہ ہو کہ سجدہ میں مرد کا ستر کھلا ہو اور اس پر عورت کی نظر پڑ جائے۔

[986] اخرجه الترمذي في (جامعه) في الصلاة، باب: ما جاء في فضل الصف الاول حديث (۲۲۴) وابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: صفوف النساء برقم (۱۰۰۰) انظر (التحفة) برقم (۱۲۷۰۱)

[987] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الصلاة، باب: اذا كان الثوب ضيقا برقم (۳۶۲) وفي الاذان، باب: عقد الثياب وشدها برقم (۸۱۴) وفي العمل في الصلاة، باب: اذا قيل للمصلي برقم (۱۲۱۵) وابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: الرجل يعقد الثوب في قفقاه←

۳۰...... بَاب: خُرُوجِ النِّسَآءِ إِلَى الْمَسَاجِدِ إِذَا لَمْ يَتَرَتَّبْ عَلَيْهِ فِتْنَةٌ وَأَنَّهَا لَا تَخْرُجُ مُطَيَّبَةً

باب ۳۰: اگر فتنہ کا اندیشہ یا خطرہ نہ ہو تو عورتیں مساجد میں جا سکتی ہیں لیکن وہ خوشبو لگا کر نہ نکلیں گی

[988] ۱۳۴۔(۴۴۲) حَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ زُهَيْرٌ نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ سَمِعَ سَالِمًا يحدث عَنْ أَبِيهِ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ ((إِذَا اسْتَأْذَنَتْ أَحَدَكُمْ امْرَأَتُهُ إِلَى الْمَسْجِدِ فَلَا يَمْنَعْهَا))

[988]۔حضرت سالم رحمہ اللہ اپنے باپ سے مرفوع روایت بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کی بیوی مسجد میں (نماز پڑھنے کے لیے) جانے کی اجازت مانگے تو وہ اسے نہ روکے۔''

[989] ۱۳۵۔(. . .)حدثني حرملة بن يحيى: اخبرنا ابن وهب: اخبرني يونس عن ابن شهاب قال عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ أَنَّ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((لَا تَمْنَعُوا نِسَآئَكُمُ الْمَسَاجِدَ إِذَا اسْتَأْذَنَّكُمْ إِلَيْهَا)) قَالَ فَقَالَ بِلَالُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ وَاللّٰهِ لَنَمْنَعُهُنَّ قَالَ فَأَقْبَلَ عَلَيْهِ عَبْدُاللّٰهِ فَسَبَّهُ سَبًّا سَيِّئًا مَا سَمِعْتُهُ سَبَّهُ مِثْلَهُ قَطُّ وَقَالَ أُخْبِرُكَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَتَقُولُ وَاللّٰهِ لَنَمْنَعُهُنَّ

[989]۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے، اپنی عورتوں کو مساجد میں جانے سے نہ روکو، جب وہ تم سے ان میں جانے کی اجازت طلب کریں۔ اس پر بلال بن عبداللہ نے کہا، اللہ کی قسم! ہم تو ان کو ضرور روکیں گے تو عبداللہ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور اسے سخت برا بھلا کہا، اتنا میں نے کبھی کسی اور کو نہیں برا بھلا کہتے نہیں سنا اور کہا میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کا فرمان بتاتا ہوں، اور تو کہتا ہے، اللہ کی قسم! ہم انہیں روکیں گے۔

← ثم يصلي برقم (٦٣٠) والنسائي في (المجتبى من السنن) في القبلة، باب: الصلاة في الازار برقم (٢/ ٧١۔ انظر (التحفة) برقم (٤٦٨١)

[988] اخرجه البخاري في (صحيحه) في النكاح، باب: استئذان المراة زوجها في الخروج الى المسجد وغيره برقم (٥٢٣٨) والنسائي في (المجتبى من السنن) ٢/ ٤٢ في المساجد، باب: النهي عن منع النساء من اتيانهن المساجد۔ انظر (التحفة) برقم (٦٨٢٣)

[989] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٧٠٠٨)

فائدہ:...... حضرت بلال بن عبداللہ نے فرمان نبوی کے مقابلہ میں اپنی ذاتی رائے کو پیش کیا تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اسے سخت سرزنش و تادیب کی اور برا بھلا کہا، بلکہ بعض روایات میں آیا ہے، موت تک اس سے گفتگو نہیں کی، اس سے ثابت ہوتا ہے، جو انسان حدیث نبوی کے مقابلہ میں اپنی یا کسی کی رائے اور قیاس پیش کرے وہ سرزنش و تادیب کا مستحق ہے اگرچہ کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو۔

[990] ۱۳۶-(. . .) حدثنا محمد بن عبد الله ابن نمير: حدثنا وابن ادريس قالا: حدثنا عبيدالله عن نافع

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((لَا تَمْنَعُوا إِمَآءَ اللّٰهِ مَسَاجِدَ اللّٰهِ))

[990] - حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی باندیوں کو، اللہ کی مساجد سے نہ روکو۔

[991] ۱۳۷-(. . .) حدثنا ابن نمير: حدثنا ابي: حدثنا حنظلة قال: سمعت سالما يقول:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((إِذَا اسْتَأْذَنَكُمْ نِسَآؤُكُمْ إِلَى الْمَسَاجِدِ فَأْذَنُوا لَهُنَّ))

[991] - حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''جب تمہاری بیویاں تم سے مساجد میں (نماز کے لیے) جانے کی اجازت مانگیں تو انہیں اجازت دے دو۔''

[992] ۱۳۸-(. . .) حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ نَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُجَاهِدٍ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا تَمْنَعُوا النِّسَآءَ مِنَ الْخُرُوجِ إِلَى الْمَسَاجِدِ بِاللَّيْلِ)) فَقَالَ ابْنٌ لِعَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ لَا نَدَعُهُنَّ يَخْرُجْنَ فَيَتَّخِذْنَهُ دَغَلًا قَالَ فَزَجَرَهُ ابْنُ عُمَرَ وَقَالَ أَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَتَقُولُ لَا نَدَعُهُنَّ

[992] - حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رات کو عورتوں کو مسجدوں میں جانے سے نہ روکو۔'' تو ان کے ایک بیٹے نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا، ہم ان کو جانے نہیں دیں گے کہ وہ اس کو خرابی اور بگاڑ کا ذریعہ بنالیں۔ راوی نے کہا، ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اسے خوب ڈانٹا اور کہا، میں رسول اللہ ﷺ کا فرمان بتاتا ہوں اور تو کہتا ہے ہم انہیں جانے نہیں دیں گے۔

مفردات الحدیث ❶ دغل: فساد و بگاڑ، خیانت، دھوکا۔ ❷ زَجَرہ: جھڑکا، ڈانٹ پلائی۔

[990] انفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (۷۹۷۶)

[991] اخرجه البخارى فى (صحيحه) فى الاذان، باب: خروج النساء الى المساجد بالليل والغلس برقم (۱٦۲) انظر (التحفة) برقم (٦٧٥١)

[992] اخرجه البخارى فى (صحيحه) فى الجمعة، برقم (۸۹۹) وابو داود فى (سننه) فى الصلاة،

فائدہ:.......اس دور میں رات کا وقت تاریکی اور ظلمت کا موقع محل تھا، جس میں خرابی اور بگاڑ کا اندیشہ زیادہ ہوتا ہے تو اگر رات کو جانے کی اجازت دی جائے گی تو دن کو تو بالاولیٰ جانے کی اجازت ہوگی۔

[993] (. . .) حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ قَالَ أَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنِ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

[993]۔ امام صاحب ایک اور استاد سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

[994] ۱۳۹۔(. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ وَابْنُ رَافِعٍ قَالَا نَا شَبَابَةُ حَدَّثَنِي وَرْقَاءُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ مُجَاهِدٍ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ائْذَنُوا لِلنِّسَاءِ بِاللَّيْلِ إِلَى الْمَسَاجِدِ فَقَالَ ابْنٌ لَهُ يُقَالُ لَهُ وَاقِدٌ إِذَنْ يَتَّخِذْنَهُ دَغَلًا قَالَ فَضَرَبَ فِي صَدْرِهِ وَقَالَ أُحَدِّثُكَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَتَقُولُ لَا

[994]۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عورتوں کو رات کو مسجدوں کی طرف نکلنے کی اجازت دو۔ تو ان کے بیٹے نے کہا، جس کو واقد کہا جاتا ہے تب وہ اس کو خیانت وفساد کا ذریعہ بنالیں گی۔ راوی نے بتایا یہ سن کر ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کے سینہ پر مارا اور کہا میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کا فرمان بتارہا ہوں اور تو کہتا ہے نہیں۔

فائدہ:.......انکار کا آغاز عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بیٹے بلال نے کہا، اور واقد نے اس کی تائید کی اور دلیل کے طور پر اپنی بات کو پختہ کرنے کے لیے کہا، یتخذنه دغلا، اس اجازت کو وہ خرابی اور فساد کا ذریعہ بنالیں گی۔

[995] ۱۴۰۔(. .) حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ نَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ يَزِيدَ الْمُقْرِءُ قَالَ نَا سَعِيدٌ يَعْنِي ابْنَ أَبِي أَيُّوبَ قَالَ نَا كَعْبُ بْنُ عَلْقَمَةَ

عَنْ بِلَالِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((**لَا تَمْنَعُوا النِّسَاءَ حُظُوظَهُنَّ مِنَ الْمَسَاجِدِ إِذَا اسْتَأْذَنُوكُمْ**)) فَقَالَ بِلَالٌ وَاللّٰهِ لَنَمْنَعُهُنَّ فَقَالَ لَهُ عَبْدُاللّٰهِ أَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَتَقُولُ أَنْتَ لَنَمْنَعُهُنَّ

[995]۔ حضرت بلال بن عبداللہ بن عمر اپنے باپ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم عورتوں کو جب وہ تم سے اجازت طلب کریں ان کو مسجد کے حصہ سے محروم نہ کرو۔'' تو بلال نے کہا: اللہ کی قسم! ہم

← باب: ما جاء في خروج النساء الى المسجد برقم (٥٦٨) والترمذي في (جامعه) في الصلاة، باب: ما جاء في خروج النساء الى المساجد برقم (٥٧٠) انظر (التحفة) برقم (٧٣٨٥)

[993] تقدم تخريجه في الحديث السابق (٩٩١)

[994] تقدم برقم (٩٩١)

[995] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٦٦٦٣)

تو ان کو ضرور روکیں گے تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اسے کہا، میں رسول اللہ ﷺ کا فرمان بیان کر رہا ہوں، اور تو کہتا ہے ہم ضرور روکیں گے۔

[996] ١٤١-(٤٤٣) حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ قَالَ نَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي مَخْرَمَةُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ

عَنْ زَيْنَبَ الثَّقَفِيَّةِ كَانَتْ تُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ قَالَ ((إِذَا شَهِدَتْ إِحْدَاكُنَّ الْعِشَاءَ فَلَا تَطَيَّبْ تِلْكَ اللَّيْلَةَ))

[996] - حضرت زینب ثقفیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کسی نے عشاء کی نماز کے لیے (مسجد) جانا ہو تو وہ اس رات خوشبو نہ لگائے۔

[997] ١٤٢-(. . .) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَجْلَانَ حَدَّثَنِي بُكَيْرُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الْأَشَجِّ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ

عَنْ زَيْنَبَ امْرَأَةِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَتْ قَالَ لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِذَا شَهِدَتْ إِحْدَاكُنَّ الْمَسْجِدَ فَلَا تَمَسَّ طِيبًا))

[997] - حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی بیوی زینب رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں فرمایا: جس نے تم میں سے مسجد جانا ہو وہ خوشبو استعمال نہ کرے۔

[998] ١٤٣-(٤٤٤) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي فَرْوَةَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ خُصَيْفَةَ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((أَيُّمَا امْرَأَةٍ أَصَابَتْ بَخُورًا فَلَا تَشْهَدْ مَعَنَا الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ))

[998] - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس عورت نے خوشبو لگائی ہو وہ ہمارے ساتھ عشاء کی نماز میں شریک نہ ہو۔

[996] اخرجه النسائي في (المجتبى من السنن) ٨/ ١٥٤-١٥٥- انظر (التحفة) برقم (١٥٨٨٧)

[997] تقدم في الحديث السابق (٩٩٥)

[998] اخرجه ابو داود في (سننه) في الترجل، باب: ما جاء في المراة تتطيب للخروج برقم (٤١٧٥) والنسائي في (المجتبى من السنن) ٨/ ١٥٤ في الزينة، باب: النهى للمراة ان تشهد الصلاة اذا اصابت من البخور- انظر (التحفة) برقم (١٢٢٠٧)

فائدہ:...... عورت چراغ خانہ ہے شمع محفل نہیں ہے اس لیے وہ اجازت کے بغیر اپنے گھر سے نہیں نکل سکتی، اور اس نے مسجد میں بھی جانا ہو تو اجازت سے جائے گی اور کوئی ایسی چیز استعمال نہیں کر سکے گی، جس سے مہک پھوٹتی ہو، لیکن افسوس کا مقام ہے کہ آج عورت، خوب میک اپ کر کے یا بیوٹی پارلروں سے کروا کے ہر جگہ بے پردہ ہو کر آ جا رہی ہے، اور اس کو کوئی روکنے ٹوکنے والا نہیں ہے، لیکن مساجد سے روکنے والے موجود ہیں۔

[999] ۱۴۴ـ(٤٤٥) حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ قَالَ نَا سُفْيَانُ يَعْنِي ابْنَ بِلَالٍ عَنْ يَحْيَى وَهُوَ ابْنُ سَعِيدٍ عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ أَنَّهَا

عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ تَقُولُ لَوْ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ رَاٰى مَا أَحْدَثَ النِّسَآءُ لَمَنَعَهُنَّ الْمَسْجِدَ كَمَا مُنِعَتْ نِسَآءُ بَنِي إِسْرَآئِيلَ قَالَ فَقُلْتُ لِعَمْرَةَ أَنِسَآءُ بَنِي إِسْرَآئِيلَ مُنِعْنَ الْمَسْجِدَ قَالَتْ نَعَمْ

[999]۔ نبی اکرم ﷺ کی بیوی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں، آج عورتوں نے جو نئے انداز (بناؤ سنگھار کے لیے) نکال لیے ہیں، اگر رسول اللہ ﷺ انہیں دیکھ لیتے تو انہیں مسجد میں آنے سے روک دیتے، جیسا کہ بنو اسرائیل کی عورتوں کو روک دیا گیا تھا۔ تو میں نے عمرہ سے پوچھا کیا بنو اسرائیل کی عورتوں کو مسجد میں آنے سے روک دیا گیا تھا؟ اس نے کہا، ہاں۔

فائدہ:...... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عورتوں کے چال چلن، ان کے زیب و زینت اور ہار سنگار کو دیکھ کر فرمایا تھا، اگر نبی اکرم ﷺ عورتوں کی اس حالت کو دیکھ لیتے تو عورتوں کو مسجدوں میں حاضر ہونے سے روک دیتے، یہ بات خیر القرون کے دور کی ہے، اگر آج کے حالات، عائشہ رضی اللہ عنہا دیکھ لیتیں تو ان پر کیا گزرتی، اگر ایسی صورت حال میں مسجدوں میں جانا درست نہیں ہے تو کیا، کلبوں، شاپنگ سنٹروں، ہوائی جہازوں، ٹرینوں، مخلوط تعلیم کی درسگاہوں، ہوٹلوں، بینکوں، ہسپتالوں، دفتروں اور تفریح گاہوں میں جانا جائز ہوگا لیکن افسوس حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ قول صرف مسجدوں میں حاضری کے وقت یاد آتا ہے اور کسی جگہ اس کو یاد کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کی جاتی، جب کہ اصل صورت حال یہ ہے کہ اگرچہ رسول اللہ ﷺ نے یہ حالات نہیں دیکھے تو اللہ تعالیٰ جو علام الغیوب ہے اس کو تو ان حالات کا پتہ تھا، اس نے اپنے رسول کو کیوں یہ حکم نہ دیا کہ اس قسم کے حالات پیدا ہو جائیں گے، اس لیے تم عورتوں کو مسجدوں سے روک دو۔

---

[999] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الاذان، باب: انتظار الناس قيام الامام العام برقم (٨٦٩) وابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: التشديد في ذلك برقم (٥٦٩) انظر (التحفة) برقم (١٧٩٣٤)

مزید برآں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے خود بھی نہیں روکا، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے یہ زمانہ نہ پایا اور نہ منع فرمایا، اور شریعت کے احکام کسی کے رائے اور قیاس سے نہیں بدل سکتے، اس لیے عورتوں کو مسجدوں سے روکنے کی بجائے، دوسری فساد کی جگہوں سے روکا جائے اور مسجدوں میں آنے کے لیے شرعی آداب کی تلقین کی جائے۔ مزید برآں ہار سنگھار اور میک اپ سب عورتیں تو نہیں کرتیں سب کو کیوں روکا جاتا ہے۔ اور اسرائیلی عورتوں کو شریعت کے ذریعہ روکا گیا تھا نہ کہ کسی شخص کی رائے اور قیاس سے۔ نیز اس حدیث سے ثابت ہوا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ کو عالم الغیب نہیں سمجھتی تھیں، وگرنہ یہ نہ فرماتیں ''اگر دیکھ لیتے۔''

[1000] (. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ نَا عَبْدُالْوَهَّابِ يَعْنِي الثَّقَفِيَّ قَالَ ح و حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ قَالَ نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ قَالَ ح و حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا أَبُو خَالِدِ الْأَحْمَرُ قَالَ ح و حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ قَالَ انَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ كُلُّهُمْ

عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

[1000]۔ ہمیں محمد بن مثنی نے عبدالوہاب (ثقفی) سے نیز ہمیں عمرو ناقد نے سفیان بن عیینہ سے نیز ہمیں ابوبکر بن ابی شیبہ نے ابو خالد احمر سے نیز ہمیں اسحاق بن ابراہیم نے عیسیٰ بن یونس سے اور ان سب نے یحییٰ بن سعید کی اسی سند سے یہی حدیث سنائی۔

۳۱...... بَاب: التَّوَسُّطِ فِي الْقِرَائَةِ فِي الصَّلٰوةِ الْجَهْرِيَّةِ بَيْنَ الْجَهْرِ وَالْإِسْرَارِ إِذَا خَافَ مِنَ الْجَهْرِ مَفْسَدَةً

باب ۳۱: جہری نمازوں میں جب بلند قرأت سے فساد کا اندیشہ ہو تو قرأت جہراً اور آہستہ کے درمیان یعنی درمیانی آواز سے کی جائے گی

[1001] ۱٤٥۔(٤٤٦) حَدَّثَنَا أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ جَمِيعًا عَنْ هُشَيْمٍ قَالَ ابْنُ الصَّبَّاحِ نَا هُشَيْمٌ قَالَ انَا أَبُو بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ

[1000] تقدم فى الحديث السابق برقم (۹۹۸)

[1001] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی التفسير، باب: ﴿ولا تجهر بصلاتك ولا تخافت بها﴾ برقم (٤٧٢٢) وفی التوحيد، باب: قول الله تعالى: ﴿انزله بعلمه والملائكة﴾ برقم (٧٤٩٠) وفی باب: قول الله تعالى: ﴿واسروا قولكم او اجهروا به انه عليم بذات الصدور الا يعلم من خلق وهو اللطيف الخبير﴾ برقم (٧٧٢٥) وفی باب: قول النبی ﷺ (والماهر بالقرآن مع السفرة الكرام...... برقم (٧٥٤٧) مختصراً۔ والترمذی فی (جامعه) فی التفسير، باب: ومن ←

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِی قَوْلِهٖ عَزَّ وَجَلَّ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلٰوتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا قَالَ نَزَلَتْ وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مُتَوَارٍ بِمَكَّةَ فَكَانَ إِذَا صَلّٰى بِأَصْحَابِهٖ رَفَعَ صَوْتَهٗ بِالْقُرْآنِ فَإِذَا سَمِعَ ذٰلِكَ الْمُشْرِكُونَ سَبُّوا الْقُرْآنَ وَمَنْ أَنْزَلَهٗ وَمَنْ جَآءَ بِهٖ فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى لِنَبِيِّهٖ ﷺ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلٰوتِكَ فَيَسْمَعَ الْمُشْرِكُونَ قِرَائَتَكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا عَنْ أَصْحَابِكَ أَسْمِعْهُمُ الْقُرْآنَ وَلَا تَجْهَرْ ذٰلِكَ الْجَهْرَ وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيلًا يَقُولُ بَيْنَ الْجَهْرِ وَالْمُخَافَتَةِ

[1001]۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ تعالیٰ کے فرمان: ”لا تجهر بصلاتك ولا تخافت بها“ (الاسراء: ۱۱۰) کے بارے میں روایت ہے کہ یہ آیت اس وقت اتری، جب کہ رسول اللہ ﷺ مکہ میں چھپ کر عبادت کرتے تھے، جب آپ اپنے ساتھیوں کو جماعت کراتے تو قرأت بلند آواز سے کرتے تھے، مشرک جب یہ قراءت سنتے تو قرآن کو، قرآن مجید نازل کرنے والے کو اور اس کو لانے والے کو برا بھلا کہتے، اس پر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو ہدایت کی ”کہ اپنی نماز میں قرأت کو نہ اس قدر بلند کرو کہ آپ کی قرأت مشرکوں کو سنائی دے اور نہ اتنا آہستہ پڑھیں کہ آپ کے ساتھی بھی نہ سن سکیں، انہیں قرأت سناؤ لیکن اس قدر بلند نہ کرو (کہ مشرک سنیں) اور ان کے درمیان کی راہ اختیار کرو مقصد یہ ہے کہ بلند اور آہستہ کے درمیان رہو۔

[1002] ۱۴۶۔(۴۴۷) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ أَنَا يَحْيَى بْنُ زَكَرِيَّآءَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ فِی قَوْلِهٖ عَزَّ وَجَلَّ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلٰوتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا قَالَتْ أُنْزِلَ هٰذَا فِی الدُّعَآءِ

[1002]۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اللہ تعالیٰ کے فرمان: نہ اپنی قرأت کو بلند کر اور نہ آہستہ کے بارے میں روایت ہے کہ یہ آیت دعا کے بارے میں اتری ہے۔

فائدہ:...... نماز میں قراءت اور دعا، نماز میں ہو یا نماز سے باہر، ان کو موقعہ اور محل کے مطابق بلند کیا جائے گا، جہری نمازوں میں قرأت اور دعائے قنوت بلند آواز سے ہوگی، تاکہ مقتدیوں تک آواز پہنچ سکے، اسی طرح ضرورت کے موقعہ پر اجتماعی دعا میں امام آواز کچھ نہ کچھ بلند کرے گا، لیکن کہیں بھی اعتدال و توسط کو نظر انداز نہیں کرے گا۔

← سورت بنی اسرائیل برقم (۳۱۴۵) وقال: هذا حديث حسن برقم (۳۱۴۶) وقال: هذا حديث حسن صحيح۔ والنسائی فی (المجتبى) فی الافتتاح، باب: قوله عزوجل: ﴿ولا تجهر بصلاتك ولا تخافت بها﴾ ۲/ ۱۷۸۔ وفی التفسير، باب: سورت الاسراء، قوله تعالى: ﴿ولا تجهر بصلاتك﴾ ۱/ ۳۲۰۔ انظر (التحفة) برقم (۵۴۵۱)

[1002] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۱۷۲۹۷)

[1003] (. .) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَقَالَ حَمَّادٌ يَعْنِي ابْنَ زَيْدٍ ح قَالَ وَ وَقَالَ نَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ وَوَكِيعٌ ح قَالَ أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ نَا أَبُو مُعَاوِيَةَ كُلُّهُمْ عَنْ هِشَامٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

[1003] ۔امام صاحب اپنے اور اساتذہ سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

۳۲...... بَاب: اَلِاسْتِمَاعِ لِلْقِرَاءَةِ

باب ۳۲: قرأت کو بغور سننا

[1004] ۱۴۷۔(۴۴۸) وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ كُلُّهُمْ عَنْ جَرِيرٍ قَالَ أَبُوبَكْرٍ نَا جَرِيرُ بْنُ عَبْدِالْحَمِيدِ عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي عَائِشَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا نَزَلَ عَلَيْهِ جِبْرِيلُ بِالْوَحْيِ كَانَ مِمَّا يُحَرِّكُ بِهِ لِسَانَهُ وَشَفَتَيْهِ فَيَشْتَدُّ عَلَيْهِ فَكَانَ ذٰلِكَ يُعْرَفُ مِنْهُ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ اَخْذَهُ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ إِنَّ عَلَيْنَا أَنْ نَّجْمَعَهُ فِي صَدْرِكَ وَقُرْآنَهُ فَتَقْرَؤُهُ فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ قَالَ أَنْزَلْنَاهُ فَاسْتَمِعْ لَهُ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ أَنْ نُبَيِّنَهُ بِلِسَانِكَ فَكَانَ إِذَا أَتَاهُ جِبْرِيلُ أَطْرَقَ فَإِذَا ذَهَبَ قَرَأَهُ كَمَا وَعَدَهُ اللّٰهُ

[1004] ۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ تعالیٰ کے فرمان: ''لا تحرك به لسانك'' (القيامة: ١٦) کے بارے میں روایت ہے کہ جب جبریل علیہ السلام نبی اکرم ﷺ کے پاس وحی لے کر آتے تو آپ اپنی زبان اور ہونٹوں کو ہلایا کرتے تھے، اور آپ پر یہ بہت سخت گزرتا اور یہ آپ کے چہرے سے معلوم ہو جاتا، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات اتاریں: ''آپ اس کو جلدی جلدی لینے کے لیے اپنی زبان کو نہ ہلائیں، بے شک اس کا جمع کر دینا اور اس کا پڑھوانا ہمارے ذمہ ہے۔'' یعنی قرآن آپ کے سینہ میں جمع کر دینا اور اس کو پڑھوانا کہ آپ پڑھ سکیں ہمارے ذمہ ہے، پس جب ہم اس کو پڑھیں تو آپ اس کے پیچھے پڑھیں، یعنی جب ہم اس کو نازل کریں تو آپ اس کو غور سے سنیں پھر اس کا بیان کر دینا بھی ہمارے ذمہ ہے، یعنی یہ بھی ہمارے ذمہ ہے کہ ہم اسے آپ کی زبان سے (لوگوں کے سامنے) بیان کرا دیں، اس لیے جب جبریل علیہ السلام وحی لے کر آتے تو آپ گردن جھکا کر بیٹھ جاتے، اور جب وہ چلے جاتے تو آپ اللہ کے وعدہ کے مطابق پڑھنا شروع کر دیتے۔

[1003] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٦٨٠٦ و ١٦٨٦٥ و ١٧٢١٦ و ١٧٢٧٨)

[1004] اخرجه البخاري في (صحيحه) في بدء الوحي، باب: (٤) برقم (٥) وفي التفسير ←

[1005] ١٤٨-(. . .) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ مُوسَى بْنِ أَبِي عَائِشَةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِي قَوْلِهِ لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُعَالِجُ مِنَ التَّنْزِيلِ شِدَّةً كَانَ يُحَرِّكُ شَفَتَيْهِ فَقَالَ لِي ابْنُ عَبَّاسٍ أَنَا أُحَرِّكُهُمَا كَمَا كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُحَرِّكُهُمَا فَقَالَ سَعِيدٌ أَنَا أُحَرِّكُهُمَا كَمَا كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يُحَرِّكُهُمَا فَحَرَّكَ شَفَتَيْهِ فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ قَالَ جَمْعَهُ فِي صَدْرِكَ ثُمَّ تَقْرَؤُهُ فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ قَالَ فَاسْتَمِعْ وَأَنْصِتْ ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا أَنْ تَقْرَأَهُ قَالَ فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا أَتَاهُ جِبْرِيلُ اسْتَمَعَ فَإِذَا انْطَلَقَ جِبْرِيلُ قَرَأَهُ النَّبِيُّ ﷺ كَمَا أَقْرَأَهُ

[1005] ۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی اللہ تعالیٰ کے فرمان: ''اس کو جلدی جلدی لینے کے لیے اپنی زبان نہ ہلائیں۔'' کے بارے میں روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ وحی کے نزول سے بہت مشقت برداشت کرتے تھے، آپ (وحی کے اخذ کے لیے) اپنے ہونٹ ہلاتے تھے، ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھے کہا، میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کی طرح ہونٹ ہلا کر دکھاتا ہوں، اور سعید نے اپنے شاگرد کو کہا، میں اپنے ہونٹوں کو ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طرح تمہیں ہلا کر دکھاتا ہوں، پھر اپنے ہونٹ ہلائے، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری، اس کو جلدی جلدی لینے کے لیے اپنی زبان نہ ہلائیں بے شک اس کو جمع کر دینا اور پڑھوا دینا ہمارے ذمہ ہے۔'' یعنی اس کو آپ کے سینہ میں جما دینا، اور پڑھا دینا ہمارے ذمہ ہے'' پھر جب ہم اس کو (جبریل علیہ السلام کی زبان سے) پڑھیں تو آپ اس کو اس کے پیچھے پڑھیں'' یعنی اس کو غور سے سنیں اور خاموش رہیں، پھر اس کو آپ کو پڑھانا ہمارے ذمہ ہے۔ (اس کے بعد) جب آپ کے پاس جبریل علیہ السلام وحی لے کر آتے آپ غور سے سنتے اور جب جبریل علیہ السلام چلے جاتے تو آپ اس کی قراءت کے مطابق پڑھتے۔

باب (لاتحرك به لسانك لتعجل به) برقم (٤٩٢٧) وفي باب (ان علينا جمعه وقرآنه) برقم (٤٩٢٨) مختصرا۔ وفي باب (فاذا قراناه فاتبع قرآنه) برقم (٤٩٢٩) وفي فضائل القرآن، وفي باب: الترتل في القراة برقم (٥٠٤٤) بنحوه۔ وفي كتاب التوحيد، باب قول الله تعالى: ﴿لا تحرك به لسانك﴾ برقم (٧٥٢٤) والترمذي في (جامعه) في التفسير باب ومن سورت القيامة برقم (٣٣٢٩) مختصرا۔ انظر (التحفة) برقم (٥٦٣٧)

[1005] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٠٠٣)

مفردات الحديث ❶ **مما يحرك به:** مما كثيرا ما، بہت کے معنی میں ہے، یا یہ مقصد ہے کہ زبان کو حرکت دینا، آپ کا معمول اور عادت بن گیا تھا۔ ❷ **يعرف ذالك منه:** وحی کی شدت کے آثار آپ کے چہرہ پر نمایاں ہو جاتے تھے، اور آپ کی مشقت محسوس ہو جاتی تھی۔ ❸ **يعالج من التنزيل شدة:** وحی کے نزول سے آپ کو سختی جھیلنی پڑتی، اور آپ اس کی مشقت برداشت کرتے۔ ❹ **استمع وانصت:** کان لگاؤ غور سے سنو، اور سکوت (خاموشی) اختیار کرو۔

فائدہ ...... جس طرح رسول اللہ ﷺ کو قرآن مجید سننے کی ہدایت وتلقین فرمائی گئی ہے، اسی طرح آپ کی امت کو بھی یہی تلقین کی گئی ہے کہ وہ قرآن مجید کو بغور سنے، اس لیے قرأت قرآن کی مجالس میں پوری یکسوئی سے دل لگا کر قرآن مجید سننا چاہیے اور جہاں لوگ اپنے کاروبار میں مصروف ہوں اور قرأت کی طرف توجہ نہ کر سکتے ہوں، وہاں سپیکر لگا کر بلند آواز سے قرأت کرنے سے احتراز کرنا چاہیے۔

٣٣...... بَاب: الْجَهْرِ بِالْقِرَاءَةِ فِي الصُّبْحِ وَالْقِرَائَةِ عَلَى الْجِنِّ

باب ۳۳: صبح کی نماز میں بلند آواز سے قرأت کرنا اور جنوں کو قرآن سنانا

[1006] ١٤٩-(٤٤٩) حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ قَالَ نَا أَبُوعَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَا قَرَأَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الْجِنِّ وَمَا رَآهُمْ انْطَلَقَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي طَآئِفَةٍ مِنْ أَصْحَابِهِ عَامِدِينَ اِلٰى سُوقِ عُكَاظٍ وَقَدْ حِيلَ بَيْنَ الشَّيَاطِينِ وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَآءِ وَأُرْسِلَتْ عَلَيْهِمُ الشُّهُبُ فَرَجَعَتِ الشَّيَاطِينُ اِلٰى قَوْمِهِمْ فَقَالُوا مَا لَكُمْ قَالُوا حِيلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَآءِ وَأُرْسِلَتْ عَلَيْنَا الشُّهُبُ قَالُوا مَا ذَاكَ إِلَّا مِنْ شَيْءٍ حَدَثَ فَاضْرِبُوا مَشَارِقَ الْأَرْضِ وَمَغَارِبَهَا فَانْظُرُوا مَا هٰذَا الَّذِي حَالَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَآءِ فَانْطَلَقُوا يَضْرِبُونَ مَشَارِقَ الْأَرْضِ وَمَغَارِبَهَا فَمَرَّ النَّفَرُ الَّذِينَ أَخَذُوا نَحْوَ تِهَامَةَ وَهُوَ بِنَخْلٍ عَامِدِينَ اِلٰى سُوقِ عُكَاظٍ وَهُوَ يُصَلِّي بِأَصْحَابِهِ صَلٰوةَ الْفَجْرِ فَلَمَّا سَمِعُوا الْقُرْآنَ اسْتَمَعُوا لَهُ وَقَالُوا هٰذَا الَّذِي حَالَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَآءِ فَرَجَعُوا اِلٰى قَوْمِهِمْ فَقَالُوا يَا قَوْمَنَا إِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا يَهْدِي إِلَى الرُّشْدِ فَآمَنَّا بِهِ وَلَنْ نُشْرِكَ بِرَبِّنَا أَحَدًا فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلٰى نَبِيِّهِ مُحَمَّدٍ ﷺ قُلْ أُوحِيَ إِلَيَّ أَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ

[1006] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الاذان، باب: الجهر بقراءة صلاة الفجر برقم(٧٧٣)←

[1006] ۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ جنوں کو قرآن سنایا اور نہ ان کو دیکھا، (اصل واقعہ یہ ہے) کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ عکاظ کے بازار کی طرف گئے، ان دنوں آسمانی خبر اور شیطانوں کے درمیان رکاوٹ پیدا ہو چکی تھی (شیطان آسمانی خبریں نہیں سن سکتے تھے) اور ان پر انگارے (شہاب ثاقب) پھینکے جانے لگے تھے تو شیاطین اپنی قوم کے پاس واپس آئے، انہوں نے پوچھا، کیا بات ہوئی؟ انہوں نے کہا، ہمیں آسمان کی خبریں لینے سے روک دیا گیا ہے، اور ہم پر انگارے پھینکے جاتے ہیں، انہوں نے کہا، تمہارے اور آسمانی خبر کے درمیان کوئی نئی چیز حائل ہوئی ہے، اس لیے تم زمین کے مشرق اور مغرب میں پھیل جاؤ، اور دیکھو یہ ہمارے اور آسمانی خبر کے درمیان حائل ہونے والی چیز کیا ہے؟ (کس سبب اور وجہ سے ہمیں آسمانی خبریں سننے سے روک دیا گیا ہے) اس پر وہ نکل کر زمین کے مشرق اور مغرب میں پھیل گئے تو جس گروہ نے تہامہ کا رخ کیا تھا، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزرے اور آپ نخل نامی جگہ میں عکاظ کے بازار کی طرف جاتے ہوئے، اپنے ساتھیوں کو صبح کی نماز پڑھا رہے تھے تو جب جنوں نے قرآن سنا اس پر کان لگا دیے، اور کہنے لگے یہی وہ چیز ہے جو ہمارے اور آسمانی خبروں کے درمیان حائل ہو چکی ہے اس کے بعد وہ اپنی قوم کے پاس واپس آ گئے اور کہنے لگے، اے ہماری قوم! ہم نے حیرت انگیز قرآن سنا ہے، جو سیدھی راہ کی طرف رہنمائی کرتا ہے، اس لیے ہم اس پر ایمان لے آئے ہیں، اور ہم اپنے رب کے ساتھ ہرگز کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے، اس وقت اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت اتاری، فرما دیجئے! مجھ پر یہ وحی اتاری گئی ہے، واقعہ یہ ہے کہ جنوں کی ایک جماعت نے قرآن سنا۔ (الجن: ۴)

تنبیہ: ...... **مسلم کی حدیث میں جگہ کا نام نخل آیا ہے اور بخاری میں نخلة اور صحیح نخلہ ہی ہے اور سوق عکاظ، نخلہ اور طائف کے درمیان تھا جو ذوالقعدہ کے آغاز میں بیس دن تک ایک میلہ کی صورت میں لگتا تھا۔**

[1007] ۱۵۰ ـ(٤٥٠) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنِیْ عَبْدُالاَعْلٰی عَنْ دَاوُدَ عَنْ عَامِرٍ قَالَ سَأَلْتُ عَلْقَمَةَ هَلْ كَانَ ابْنُ مَسْعُودٍ شَهِدَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَيْلَةَ الْجِنِّ قَالَ فَقَالَ عَلْقَمَةُ أَنَا سَأَلْتُ ابْنَ مَسْعُودٍ فَقُلْتُ هَلْ شَهِدَ أَحَدٌ مِنْكُمْ مَعَ

← وفی التفسیر، باب: سورة ﴿قل اوحی الی﴾ برقم (٤٩٢١) والترمذی فی (جامعه) فی التفسیر، باب: ومن سورت الجن برقم (٣٣٢٣) وقال: حدیث حسن صحیح۔ انظر (التحفة) برقم (٥٤٥٢)

[1007] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الطهارة، باب: الوضوء بالنبیذ برقم (٨٥) مختصرا ←

رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ لَيْلَةَ الْجِنِّ قَالَ لَا وَلٰكِنَّا كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَفَقَدْنَاهُ فَالْتَمَسْنَاهُ فِي الْأَوْدِيَةِ وَالشِّعَابِ فَقُلْنَا اسْتُطِيرَ أَوْ اغْتِيلَ قَالَ فَبِتْنَا بِشَرِّ لَيْلَةٍ بَاتَ بِهَا قَوْمٌ فَلَمَّا أَصْبَحْنَا إِذَا هُوَ جَاءَ مِنْ قِبَلِ حِرَاءٍ قَالَ فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَقَدْنَاكَ فَطَلَبْنَاكَ فَلَمْ نَجِدْكَ فَبِتْنَا بِشَرِّ لَيْلَةٍ بَاتَ بِهَا قَوْمٌ فَقَالَ ((**أَتَانِي دَاعِي الْجِنِّ فَذَهَبْتُ مَعَهُ فَقَرَأْتُ عَلَيْهِمُ الْقُرْآنَ**)) قَالَ فَانْطَلَقَ بِنَا فَأَرَانَا آثَارَهُمْ وَآثَارَ نِيرَانِهِمْ وَسَأَلُوهُ الزَّادَ فَقَالَ ((لَكُمْ كُلُّ عَظْمٍ ذُكِرَ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ يَقَعُ فِي أَيْدِيكُمْ أَوْفَرَ مَا يَكُونُ لَحْمًا وَكُلُّ بَعْرَةٍ عَلَفٌ لِدَوَابِّكُمْ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((**فَلَا تَسْتَنْجُوا بِهِمَا فَإِنَّهُمَا طَعَامُ إِخْوَانِكُمْ**))

[1007] ۔حضرت عامر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے علقمہ سے پوچھا، کیا لیلۃ الجن (جنوں سے ملاقات کی رات) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے؟ تو علقمہ نے جواب دیا، میں نے خود ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھا، کہ کیا تم میں سے کوئی ایک لیلۃ الجن، رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حاضر تھا؟ انہوں نے کہا،نہیں۔لیکن ایک رات ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے تو آپ ہم سے گم ہو گئے تو ہم نے آپ کو پہاڑی وادیوں اور دروں (گھاٹیوں) میں تلاش کیا، (آپ نہ ملے) تو ہم نے سمجھا کہ آپ کو جن اڑا لے گئے ہیں یا آپ کو چپکے سے پوشیدہ طور پر قتل کر دیا گیا ہے تو ہم نے انتہائی پریشانی کے ساتھ بدترین رات گزاری، جو کوئی قوم بے چینی کے ساتھ گزارتی ہے، جب صبح ہوئی تو ہم نے اچانک دیکھا کہ آپ غار حرا کی طرف سے تشریف لا رہے ہیں تو ہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم نے آپ کو گم پایا تو تلاش شروع کر دی، لیکن آپ نہ ملے تو ہم نے رات انتہائی بے چینی اور پریشانی کے ساتھ گزاری ہے، جو کوئی قوم سخت کرب کے ساتھ گزارتی ہے، اس پر آپ نے فرمایا: میرے پاس جنوں کی طرف سے دعوت دینے والا آیا تو میں اس کے ساتھ چلا گیا اور میں نے ان کو قرآن سنایا۔اور آپ ہمیں لے کر گئے اور ہمیں ان کے نقوش قدم اور ان کی آگ کے نشانات دکھائے، جنوں نے آپ سے زاد (خوراک) کی درخواست کی تو آپ نے فرمایا: ''ہر وہ جانور جس کو اللہ کے نام سے ذبح کیا گیا ہوگا اس کی جو ہڈی تمہیں ملے گی، اس پر وافر گوشت ہوگا، اور اونٹ کی ہر مینگنی تمہارے جانوروں کا چارہ یعنی خوراک ہوگی۔'' پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ان دونوں چیزوں سے استنجا نہ کرنا کیونکہ یہ دونوں تمہارے بھائیوں کا کھانا ہیں۔''

← والترمذی فی (جامعه) فی التفسیر ، باب: ومن سورت الاحقاف برقم (۳۲۵۸) وقال هذا حدیث حسن صحیح۔ انظر (التحفة) برقم (۹٤٦۳)

[1008] (. .) و حَدَّثَنِيهِ عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ قَالَ نَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ دَاوُدَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ إِلَى قَوْلِهِ وَآثَارَ نِيرَانِهِمْ

قَالَ الشَّعْبِيُّ وَسَأَلُوهُ الزَّادَ وَكَانُوا مِنْ جِنِّ الْجَزِيرَةِ إِلَى آخِرِ الْحَدِيثِ مِنْ قَوْلِ الشَّعْبِيِّ مُفَصَّلًا مِنْ حَدِيثِ عَبْدِاللّٰهِ

[1008]۔ امام صاحب نے مذکورہ بالا روایت ایک اور سند سے بیان کی اور کہا شعبی نے بتایا، جنوں نے آپ سے خوراک کا سوال کیا، اور وہ جزیرہ کے علاقہ کے تھے، آگے حدیث کے آخر تک شعبی کا قول ہے، جو عبداللہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے الگ ہے۔

[1009] ۱۵۱۔(. .) و حَدَّثَنَاه أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ إِدْرِيسَ عَنْ دَاوُدَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَلْقَمَةَ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ إِلَى قَوْلِهِ وَآثَارَ نِيرَانِهِمْ وَلَمْ يَذْكُرْ مَا بَعْدَهُ

[1009]۔ امام صاحب نے مذکورہ بالا روایت ایک اور سند سے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً آثار نیرانھم تک نقل کی اور بعد والا حصہ بیان نہیں کیا۔

[1010] ۱۵۲۔(. .) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ أَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ خَالِدٍ عَنْ أَبِي مَعْشَرٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ لَمْ أَكُنْ لَيْلَةَ الْجِنِّ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَوَدِدْتُ أَنِّي كُنْتُ مَعَهُ

[1010]۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں لیلۃ الجن رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نہ تھا، اور میری خواہش ہے، اے کاش میں آپ کے ساتھ ہوتا۔

[1011] ۱۵۳۔(. .) حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجَرْمِيُّ وَعُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَا نَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ مِسْعَرٍ عَنْ مَعْنٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي قَالَ سَأَلْتُ مَسْرُوقًا مَنْ آذَنَ النَّبِيَّ ﷺ بِالْجِنِّ لَيْلَةَ اسْتَمَعُوا الْقُرْآنَ فَقَالَ حَدَّثَنِي أَبُوكَ يَعْنِي ابْنَ مَسْعُودٍ أَنَّهُ آذَنَتْهُ بِهِمْ شَجَرَةٌ

[1008] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٠٠٦)
[1009] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٩٤١٦)
[1010] اخرجه البخاري في (صحيحه) في مناقب الانصار، باب: ذكر الجن في قول الله تعالى: ﴿قل اوحي الي انه استمع نفر من الجن﴾ برقم (٣٨٥٩) انظر (التحفة) برقم (٩٥٧٢)
[1011] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الاذان، باب: القراة في الظهر برقم (٧٥٩) ←

[1011] ۔معن سے روایت ہے کہ میں نے اپنے باپ سے سنا کہ میں نے مسروق سے پوچھا، جس رات جنوں نے قرآن کان لگا کر سنا، اس کی اطلاع نبی اکرم ﷺ کو کس نے دی؟ اس نے بتایا کہ مجھے تمہارے باپ (ابن مسعود) نے بتایا کہ آپ کو جنوں (کے سننے) کی اطلاع درخت نے دی تھی۔

تنبیہ :...... عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جنوں کو نہ قرآن سنایا اور نہ دیکھا یہ تو ابتدائی دور کا واقعہ ہے، جس میں جن خود آ کر قرآن سن کر چلے گئے اور اپنی قوم کو جا کر صورت حال سے آگاہ کیا اور اپنے ایمان وعقیدہ کا بھی اظہار کیا، جس کی اطلاع آپ کو وحی کے ذریعہ دی گئی، اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث کا واقعہ بعد کا ہے جب اسلام پھیل گیا تھا، اور جن خود آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور قرآن سننے کی خواہش کا اظہار کیا، اور آپ ساتھیوں کو بتائے بغیر چلے گئے، جس کی وجہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سخت بے چینی اور اضطراب کا شکار ہو گئے، اور لیلۃ الجن قرآن کے استماع کی خبر درخت نے بھی دے دی، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کبھی نباتات کو بھی قوت تمیز عنایت فرماتا ہے اور ان کو قوت گویائی دیتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ جیسے چاہے سمجھا دیتا ہے اور وہ نباتات وجمادات کی بات کو سمجھ لیتا ہے۔

٣٤...... بَاب: اَلْقِرَاءَةِ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ

باب ٣٤: ظہر اور عصر میں قرأت

[1012] ١٥٤ـ(٤٥١) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى الْعَنَزِيُّ قَالَ نَا ابْنُ أَبِي عَدِيّ عَنِ الْحَجَّاجِ يَعْنِي الصَّوَّافَ عَنْ يَحْيَى وَهُوَ ابْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ وَأَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّيْ بِنَا فَيَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ فِي

← مطولا۔ وفي باب القراة في العصر برقم (٧٦٢) مختصرا۔ وفي باب يقرا في الاخريين بفاتحة الكتاب برقم (٧٧٦) مطولا۔ وفي باب اذا سمع الامام الآية برقم (٧٧٨) وفي باب: يطول في الركعة الاولى برقم (٧٧٩) وابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: ما جاء في القراة في الظهر برقم (٧٩٨) وبرقم (٧٩٩) وبرقم (٨٠٠) والنسائي في (المجتبى) في الافتتاح، باب: تطويل القيام في الركعة الاولى من صلاة الظهر ٢/ ١٦٤۔ وفي باب اسماع الامام الآية في الظهر برقم (٩٧٤) وفي باب تقصير القيام في الركعة الثانية من الظهر برقم (٩٧٥) وفي باب القراة والسنة فيها، باب الجهر بالآية احيانا في صلاة الظهر والعصر برقم (٨٢٩) انظر (التحفة) برقم (١٢١٠٨)

[1012] تقدم تخرجه في الحديث السابق برقم (١٠١١)

الـرَّكْـعَتَيْـنِ الْأُولَيَيْـنِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُورَتَيْنِ وَيُسْمِعُنَا الْآيَةَ أَحْيَانًا وَكَانَ يُطَوِّلُ الرَّكْعَةَ الْأُولَى مِنَ الظُّهْرِ وَيُقَصِّرُ الثَّانِيَةَ وَكَذٰلِكَ فِي الصُّبْحِ

[1012] ۔ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں نماز پڑھاتے تو ظہر اور عصر کی پہلی دو رکعتوں میں سورۃ فاتحہ اور ہر رکعت میں کوئی ایک سورت پڑھتے اور کبھی کبھی ہمیں بھی کوئی آیت سنا دیتے اور ظہر کی پہلی رکعت لمبی کرتے اور دوسری رکعت چھوٹی کرتے اور صبح کی نماز میں بھی ایسا ہی کرتے۔

[1013] ۱۵۵۔(. . .) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ انَا هَمَّامٌ وَأَبَانُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ يَقْرَأُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ مِنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُورَةٍ وَيُسْمِعُنَا الْآيَةَ أَحْيَانًا وَيَقْرَأُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُخْرَيَيْنِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ

[1013] ۔ حضرت عبداللہ بن ابی قتادہ کی اپنے باپ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ظہر اور عصر کی پہلی دو رکعتوں میں ہر رکعت میں فاتحہ اور ایک سورۃ پڑھتے تھے، اور کبھی کبھار بلند آواز سے پڑھتے تھے کہ ہم بھی سن لیتے تھے اور آخری دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ پڑھا کرتے تھے۔

[1014] ۱۵۶۔(۴۵۲) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ جَمِيعًا عَنْ هُشَيْمٍ قَالَ يَحْيَى نَا هُشَيْمٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ أَبِي الصِّدِّيقِ

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ كُنَّا نَحْزِرُ قِيَامَ رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ فَحَزَرْنَا قِيَامَهُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ مِنَ الظُّهْرِ قَدْرَ قِرَاءَةِ الٓمٓ تَنْزِيلُ السَّجْدَةِ وَحَزَرْنَا قِيَامَهُ فِي الْأُخْرَيَيْنِ قَدْرَ النِّصْفِ مِنْ ذٰلِكَ وَحَزَرْنَا قِيَامَهُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ مِنَ الْعَصْرِ عَلَى قَدْرِ قِيَامِهِ فِي الْأُخْرَيَيْنِ مِنَ الظُّهْرِ وَفِي الْأُخْرَيَيْنِ مِنَ الْعَصْرِ عَلَى النِّصْفِ مِنْ ذٰلِكَ وَلَمْ يَذْكُرْ أَبُو بَكْرٍ فِي رِوَايَتِهِ الٓمٓ تَنْزِيلُ وَقَالَ قَدْرَ ثَلَاثِينَ آيَةً

[1013] اخرجه ابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: تخفيف الاخريين برقم (٨٠٤) والنسائي في (المجتبى) في الصلاة، باب عدد صلاة في الحضر برقم (١/ ٢٣٧) انظر (التحفة) برقم (٣٩٧٤)

[1014] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٠١١)

[1014] ۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ظہر اور عصر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قیام کا اندازہ لگاتے تھے تو ہم نے ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں قیام کا اندازہ الم تنزیل السجدہ کی قرأت کے بقدر لگایا، اور اس کی آخری دو رکعتوں کے قیام کا اندازہ اس سے نصف کے بقدر کیا، اور ہم نے عصر کی پہلی دو رکعتوں کے قیام کا اندازہ لگایا کہ وہ ظہر کی آخری دو رکعتوں کے برابر تھا، اور عصر کی آخری دو رکعتوں کا قیام، اس سے آدھا تھا، ابوبکر نے اپنی روایت میں الم تنزیل کا نام نہیں لیا اور کہا تیس آیات کے بقدر۔

مفردات الحدیث نَحْرِزُ (ض ۔ ن) اندازہ یا تخمینہ لگاتے تھے۔

فوائد :...... ❶ قیام اور رکوع وسجود کی طرح قرآن مجید کی قرأت بھی نماز کا ایک بنیادی رکن ہے اور اس کا قیام کا موقع محل ہے، قرأت کی ترتیب یہ ہے کہ تکبیر تحریمہ کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا اور تسبیح وتقدیس کے ذریعہ اپنی عبدیت اور بندگی کا اعتراف واظہار کیا جاتا ہے، اس کے بعد قرآن مجید کی سب سے پہلی سورت جو پورے قرآن کا خلاصہ اور نچوڑ ہے، یعنی سورۂ فاتحہ پڑھی جاتی ہے، جس میں اللہ تعالیٰ کی حمد کے ساتھ اس کی صفات کا انتہائی جامع اور موثر بیان بھی ہے اور ہر قسم کے شرک کی نفی کے ساتھ اس کی توحید کا اثبات اور اقرار بھی، اور اپنی عبدیت ومحتاجگی کے اظہار کے ساتھ، اس سے صراط مستقیم کا سوال بھی، اور اس راہ سے ہٹنے اور بھٹکنے والوں کے انجام سے پناہ بھی، اور اپنی اس جامعیت اور خاص عظمت واہمیت کی بنا پر، اس کا ہر رکعت میں پڑھنا ضروری ہے اور اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی، اس کے بعد نمازی کو اجازت ہے کہ وہ قرآن مجید کی کوئی بھی بڑی یا چھوٹی سورت یا کسی سورت کا کوئی بھی حصہ پڑھ سکتا ہے۔ ❷ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارکہ یہ تھی کہ پہلی رکعات میں قرأت طویل کرتے تھے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ پوری نماز میں شریک ہو سکیں اور آخری رکعات میں قرأت ہلکی یا کم فرماتے تھے، آخری رکعات میں آپ نے بعض دفعہ صرف سورۂ فاتحہ پر بھی اکتفا فرمایا ہے، اور سورۃ فاتحہ کے ساتھ اور قرأت بھی فرمائی ہے جیسا کہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ثابت ہوتا ہے اور آپ نے یہ بتانے کے لیے کہ دن کی نمازوں میں بھی قراءت ہے بعض دفعہ کسی آیت کو بلند آواز سے بھی پڑھا ہے۔ ❸ ہر رکعت میں مستقل سورت پڑھنا بہتر ہے، اس سے کہ کسی لمبی سورت میں سے کوئی رکوع پڑھا جائے، اور آخری رکعتوں میں فاتحہ پڑھنا لازم ہے اور کسی سورت کو ملانا بہتر ہے، مگر یہ لازم نہیں ہے۔

[1015] ۱۵۷۔(. . .) حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ قَالَ نَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنِ الْوَلِيدِ أَبِي بِشْرٍ عَنْ أَبِي الصِّدِّيقِ النَّاجِيِّ

[1015] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الاذان، باب: وجوب القراة للامام والماموم في ←

عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي صَلٰوةِ الظُّهْرِ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ قَدْرَ ثَلَاثِينَ آيَةً وَفِي الْأُخْرَيَيْنِ قَدْرَ خَمْسَ عَشْرَةَ آيَةً أَوْ قَالَ نِصْفَ ذٰلِكَ وَفِي الْعَصْرِ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ قَدْرَ قِرَائَةِ خَمْسَ عَشْرَةَ آيَةً وَفِي الْأُخْرَيَيْنِ قَدْرَ نِصْفِ ذٰلِكَ

[1015] ۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ ظہر کی نماز میں پہلی دو رکعتوں میں سے ہر رکعت میں تیس آیات کے بقدر قرأت فرماتے تھے، اور آخری دو میں پندرہ آیتوں کے بقدر یا یہ کہا کہ پہلی دو سے نصف اور عصر کی پہلی دو رکعتوں میں ہر رکعت میں پندرہ آیتوں کے برابر اور آخری دو میں اس سے نصف۔

فائدہ :...... ظہر کی قراءت فجر کی قرأت کی طرح لمبی ہے، اور عصر کی قرأت ظہر سے کم ہے، اور جن حدیثوں میں آیا ہے کہ آپ ظہر کی پہلی رکعت اور فجر کی پہلی رکعت لمبی کرتے تھے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ پہلی رکعت میں قراءت سے پہلے دعائے استفتاح ہے اس وجہ سے وہ لمبی ہو جاتی ہے اگرچہ قرأت دونوں میں یکساں ہے۔

[1016] ۱۵۸ ـ (۴۵۳) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ نَا هُشَيْمٌ عَنْ عَبْدِالْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ أَنَّ أَهْلَ الْكُوفَةِ شَكَوْا سَعْدًا اِلَى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَذَكَرُوا مِنْ صَلٰوتِهِ فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ عُمَرُ فَقَدِمَ عَلَيْهِ فَذَكَرَ لَهُ مَا عَابُوهُ بِهِ مِنْ أَمْرِ الصَّلٰوةِ فَقَالَ اِنِّي لَأُصَلِّي بِهِمْ صَلٰوةَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مَا أَخْرِمُ عَنْهَا اِنِّي لَأَرْكُدُ بِهِمْ فِي الْأُولَيَيْنِ وَأَحْذِفُ فِي الْأُخْرَيَيْنِ فَقَالَ ذَاكَ الظَّنُّ بِكَ أَبَا اِسْحٰقَ

[1016] ۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کوفہ والوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے سعد کی شکایت کی، اور ان کی نماز پر اعتراض کیا، حضرت عمر نے انہیں بلوایا تو وہ آئے، حضرت عمر نے کوفہ والوں نے جو نماز کی شکایت کی تھی، اس کا تذکرہ کیا تو انہوں نے (سعد) کہا، میں انہیں رسول اللہ ﷺ کی طرح نماز پڑھاتا ہوں،

← الصلوات كلها في الحضر والسفر وما يجهر فيها وما يخافت برقم (۷۵۵) مطولا۔ وبرقم (۷۵۸) مختصرا۔ وفي باب يطول في الاولیين ويحذف في الآخريين برقم (۷۷۰) وابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: تخفيف الآخريين برقم (۸۰۳) والنسائي في (المجتبى) في الافتتاح، باب: الركوع في الركعتين الاوليين برقم (۱۰۰۱) وبرقم (۱۰۰۲) انظر (التحفة) برقم (۵/ ۱۹۳) انظر (التحفة) برقم (۳۸۴۷)

[1016] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (۱۰۱۵)

میں اس میں کمی نہیں کرتا، میں انہیں پہلی دو رکعتیں لمبی پڑھاتا ہوں اور آخری دو میں تخفیف کرتا ہوں، اس پر عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اے ابواسحاق، تم سے یہی امید تھی (تمہارے بارے میں یہی گمان تھا)۔

مفردات الحدیث ❶ **ذکروا فی صلاتہ**: ان کی نماز کی شکایت کی، اس پر اعتراض کیا یا اس میں عیب نکالا۔ ❷ **ما اَخرِمُ** (ن) خَرم شگاف ڈالنے یا سوراخ نکالنے کو کہتے ہیں، مراد ہے میں کمی نہیں کرتا۔ ❸ **اَرکُدُ**(ن): رکود، ٹھہرنے اور رکنے کو کہتے ہیں، مراد ہے پہلی دو رکعتیں لمبی کرتا ہوں۔ ❹ **أَحْذِفُ** (ض) ہلکی کرتا ہوں اور ان میں قراءت کم کرتا ہوں، ابواسحاق، حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے۔

[1017] (. . .) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ جَرِيرٍ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ

[1017] امام صاحب مذکورہ بالا روایت ایک اور سند سے بیان کرتے ہیں۔

[1018] ١٥٩-(. . .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ نَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيّ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي عَوْنٍ قَالَ سَمِعْتُ عَنْ جَابِرَ بْنَ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ عُمَرُ لِسَعْدٍ قَدْ شَكَوْكَ فِي كُلِّ شَيْءٍ حَتّٰى فِي الصَّلٰوةِ قَالَ أَمَّا أَنَا فَأَمُدُّ فِي الْأُولَيَيْنِ وَأَحْذِفُ فِي الْأُخْرَيَيْنِ وَمَا آلُو مَا اقْتَدَيْتُ بِهِ مِنْ صَلٰوةِ رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ ذَاكَ الظَّنُّ بِكَ أَوْ ذَاكَ ظَنِّي بِكَ

[1018] ۔حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے کہا کہ لوگوں نے تیری ہر چیز، حتیٰ کہ نماز پڑھانے کی بھی شکایت کی ہے، حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا رہا میں تو میں پہلی دو رکعتوں میں قیام لمبا کرتا ہوں اور آخری دو رکعتوں میں تھوڑا قیام کرتا ہوں، اور جس طرح میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا میں نماز پڑھی تھی، اس میں کوئی کوتاہی نہیں کرتا۔ تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا، آپ کے بارے میں یہی گمان تھا، یا آپ کے بارے میں میرا ظن یہی تھا۔

مفردات الحدیث **ما آلو**: میں کمی یا کوتاہی نہیں کرتا۔ الا(ن) الواء اَلوًّا کمی یا کوتاہی کرنا۔

[1019] ١٦٠-(. . .) وَحَدَّثَنَا أَبُوْ كُرَيْبٍ: حَدَّثَنَا ابْنُ بِشْرٍ عَنْ مِسْعَرٍ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ

[1017] تقدم تخريجه فی الحديث السابق برقم (١٠١٥)

[1018] تقدم تخريجه فی الحديث السابق برقم (١٠١٥)

[1019] اخرجه النسائی فی (المجتبی) فی الافتتاح، باب: تطويل القيام فی الركعة الاولی من ←

وَأَبِي عَوْنٍ ((عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ بِمَعْنٰى)) حَدِيثِهِمْ وَزَادَ فَقَالَ تُعَلِّمُنِي الْأَعْرَابُ بِالصَّلٰوةِ

[1019] ۔ امام صاحب ایک اور استاد کی سند سے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں اور اس میں اتنا اضافہ ہے کہ سعد رضی اللہ عنہ نے کہا، یہ بدوی مجھے نماز سکھاتے ہیں۔

[1020] ۱۶۱۔(۴۵۴) حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ رُشَيْدٍ قَالَ نَا الْوَلِيدُ يَعْنِي ابْنَ مُسْلِمٍ عَنْ سَعِيدٍ وَهُوَ ابْنُ عَبْدِالعَزِيزِ عَنْ عَطِيَّةَ بْنِ قَيْسٍ عَنْ قَزْعَةَ

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ لَقَدْ كَانَتْ صَلٰوةُ الظُّهْرِ تُقَامُ فَيَذْهَبُ الذَّاهِبُ إِلَى الْبَقِيعِ فَيَقْضِي حَاجَتَهُ ثُمَّ يَتَوَضَّأُ ثُمَّ يَأْتِي وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي الرَّكْعَةِ الْأُوْلٰى مِمَّا يُطَوِّلُهَا

[1020] ۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ظہر کی نماز کھڑی کی جاتی تو کوئی جانے والا بقیع جاتا اور اپنی ضرورت سے فارغ ہو کر وضو کرتا، پھر مسجد میں آتا اور رسول اللہ ﷺ پہلی رکعت کے قیام کے طویل ہونے کی بنا پر ابھی پہلی رکعت میں ہی ہوتے۔

[1021] ۱۶۲۔(۰۰) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ نَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ عَنْ رَبِيعَةَ قَالَ حَدَّثَنِي

قَزْعَةُ قَالَ أَتَيْتُ أَبَاسَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ وَهُوَ مَكْثُورٌ عَلَيْهِ فَلَمَّا تَفَرَّقَ النَّاسُ عَنْهُ قُلْتُ إِنِّي لَا أَسْأَلُكَ عَمَّا يَسْأَلُكَ هٰؤُلَاءِ عَنْهُ قُلْتُ أَسْأَلُكَ عَنْ صَلٰوةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ مَا لَكَ فِي ذَاكَ مِنْ خَيْرٍ فَأَعَادَهَا عَلَيْهِ فَقَالَ كَانَتْ صَلٰوةُ الظُّهْرِ تُقَامُ فَيَنْطَلِقُ أَحَدُنَا إِلَى الْبَقِيعِ فَيَقْضِي حَاجَتَهُ ثُمَّ يَأْتِي اَهْلَهُ فَيَتَوَضَّأُ ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَى الْمَسْجِدِ وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي الرَّكْعَةِ الْأُوْلٰى

← صلاة الظهر برقم (۹۷۲) مختصرا ۲/ ۱۶۴۔ وابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: القراة في الظهر والعصر برقم (۸۲۵) مختصرا۔ انظر (التحفة) برقم (۴۲۸۲)

[1020] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (۱۰۱۹)

[1021] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الاذان، باب: الجمع بين السورتين في الركعة والقراة بالخواتيم وسورت قبل سورت وباول سورت برقم (۷۷۴) تعليقا۔ وابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: في النعل برقم (۶۴۹) والنسائي في (المجتبى) في الافتتاح، باب: قراة بعض السورت ۲/ ۱۸۶۔ وابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: القراة في صلاة الفجر برقم (۸۲۰) مختصرا۔ انظر (التحفة) برقم (۵۳۱۳)

[1021] ۔حضرت قزعہ بیان کرتے ہیں کہ میں ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان کے پاس (استفادہ کے لیے) بہت سے لوگ موجود تھے تو جب لوگ منتشر ہو گئے (چلے گئے) میں نے عرض کیا، میں آپ سے ان چیزوں کے بارے میں سوال نہیں کروں گا، جن کے بارے میں یہ لوگ آپ سے سوال کر رہے تھے، میں نے کہا، میں آپ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے بارے میں پوچھتا ہوں تو انہوں نے کہا، اس سوال میں تیرے لیے بہتری یا بھلائی نہیں ہے (کیونکہ تم ایسی نماز ہمیشہ پڑھ نہیں سکو گے) اس نے دوبارہ یہی سوال کیا تو انہوں نے کہا، ظہر کی نماز کھڑی کی جاتی اور ہم میں سے کوئی بقیع کی طرف جاتا اور اپنی ضرورت پوری کرتا، پھر اپنے گھر آ کر وضو کرتا، پھر واپس مسجد میں آتا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابھی پہلی رکعت ہی میں ہوتے۔"

فائدہ:......بقیع کا فاصلہ، آپ کے دور میں آپ کی مسجد سے تقریباً ایک ایکڑ تھا۔

۳۵...... بَاب: الْقِرَاءَةِ فِي الصُّبْحِ

باب ۳۵: صبح کی نماز میں قراءت

[1022] ۱۶۳-(۴۵۵) و حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ نَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ ح و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَتَقَارَبَا فِي اللَّفْظِ قَالَ نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ نَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ عَبَّادِ بْنِ جَعْفَرٍ يَقُولُ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ سُفْيَانَ وَعَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ وَعَبْدُاللّٰهِ بْنُ الْمُسَيَّبِ الْعَابِدِيُّ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ السَّائِبِ قَالَ صَلّٰى لَنَا النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم الصُّبْحَ بِمَكَّةَ فَاسْتَفْتَحَ سُورَةَ الْمُؤْمِنِينَ حَتّٰى جَاءَ ذِكْرُ مُوسٰى وَهَارُونَ أَوْ ذِكْرُ عِيسٰى مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ يَشُكُّ أَوِ اخْتَلَفُوا عَلَيْهِ أَخَذَتِ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم سَعْلَةٌ فَرَكَعَ وَعَبْدُاللّٰهِ بْنُ السَّائِبِ حَاضِرٌ ذٰلِكَ وَفِي حَدِيثِ عَبْدِ الرَّزَّاقِ فَحَذَفَ فَرَكَعَ وَفِي حَدِيثِهِ وَعَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو وَلَمْ يَقُلْ ابْنِ الْعَاصِ

[1022] ۔حضرت عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں مکہ میں صبح کی نماز پڑھائی اور سورۂ مومنون کی قراءت شروع کر دی، جب موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کا ذکر آیا، یا عیسیٰ علیہ السلام کا (محمد بن عباد کو شک ہے یا راویوں کا اس میں اختلاف ہے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھانسی آنے لگی تو آپ رکوع میں چلے گئے، عبداللہ بن

[1022] انفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (۱۰۷۲۰)

سائب رضی اللہ عنہ بھی اس وقت موجود تھے، عبدالرزاق کی روایت میں ہے، آپ نے قرأت بند کر دی اور رکوع میں چلے گئے، اوراس کی حدیث میں راوی کا نام عبداللہ بن عمرو ہے، آگے ابن العاص نہیں ہے۔

فائدہ:......اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ ضرورت کے تحت قرأت کو درمیان میں بند کرنا جائز ہے اور سورۃ کی تکمیل ضروری نہیں ہے، بقول امام نووی بلا ضرورت، سورۃ کو مکمل نہ کرنا جمہور کے نزدیک جائز ہے لیکن خلاف اولیٰ ہے یعنی بہتر یہی ہے کہ مکمل سورۃ پڑھی جائے، امام مالک کا مشہور قول یہ ہے کہ درمیان میں قرأت موقوف کر دینا مکروہ ہے۔

تنبیہ:......اس روایت میں عبداللہ بن عمرو کو ابن العاص قرار دینا درست نہیں ہے کیونکہ یہ عبداللہ بن عمرو حجازی ہے، اور مشہور صحابی عبداللہ بن عمرو بن العاص اور ہیں۔

[1023] ١٦٤ ـ(٤٥٦) حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ ح و حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا وَكِيعٌ ح و حَدَّثَنِي أَبُو كُرَيْبٍ وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ انا ابْنُ بِشْرٍ عَنْ مِسْعَرٍ قَالَ حَدَّثَنِي الْوَلِيدُ بْنُ سَرِيعٍ

عَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقْرَأُ فِي الْفَجْرِ وَاللَّيْلِ إِذَا عَسْعَسَ

[1023]۔ مجھے زہیر بن حرب نے یحییٰ بن سعید سے نیز ہمیں ابوبکر بن ابی شیبہ نے وکیع سے نیز مجھے ابوکریب نے (الفاظ اس کے ہیں) ابن بشیر کے واسطہ سے مسعر کی ولید بن سریع سے حضرت عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فجر کی نماز میں واللیل اذا عسعس (یعنی سورۂ تکویر) پڑھتے ہوئے سنا۔

[1024] ١٦٥ ـ(٤٥٧) حَدَّثَنِي أَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ فُضَيْلُ بْنُ حُسَيْنٍ قَالَ نَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ

عَنْ قُطْبَةَ بْنِ مَالِكٍ قَالَ صَلَّيْتُ وَصَلَّى بِنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَرَأَ ق وَالْقُرْآنِ الْمَجِيدِ حَتَّى قَرَأَ وَالنَّخْلَ بَاسِقَاتٍ قَالَ فَجَعَلْتُ أُرَدِّدُهَا وَلَا أَدْرِي مَا قَالَ

[1023] اخرجه الترمذی فی (جامعه) فی الصلاة، باب: ما جاء فی القراة فی صلاة الصبح برقم (٣٠٦) والنسائی فی (المجتبی) فی الافتتاح، باب: القراة فی الصبح بقاف ٢/ ١٥٧۔ وابن ماجه فی (سننه) فی اقامة الصلاة والسنة فیها باب: القراة فی صلاة الفجر برقم (٨١٦) انظر (التحفة) برقم (١١٠٨٧)

[1024] تقدم تخریجه فی الحدیث السابق برقم (١٠٢٣)

[1024] ۔قطبہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نماز پڑھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جماعت کرائی آپ نے ق والقرآن المجید(ق) شروع کی حتیٰ کہ آپ نے والنخل باسقات لھا پڑھا تو میں اس آیت کو بار بار پڑھنے لگا لیکن اس کا مطلب و معنی نہیں سمجھ سکا۔

[1025] [١٦٦ـ(. . .) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا شَرِيكٌ وَابْنُ عُيَيْنَةَ ح و حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ

عَنْ قُطْبَةَ بْنِ مَالِكٍ سَمِعَ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم يَقْرَأُ فِي الْفَجْرِ وَالنَّخْلَ بَاسِقَاتٍ لَّهَا طَلْعٌ نَّضِيدٌ

[1025] ۔حضرت قطبہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے فجر کی نماز میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو والنخل باسقات لھا طلع نضید ، اور کھجور کے بلند و بالا درخت جن کے خوشے تہ بہ تہ (گھنے) میں، پڑھتے سنا۔

[1026] [١٦٧ـ(. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ

عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ عَنْ عَمِّهِ أَنَّهُ صَلَّى مَعَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم الصُّبْحَ فَقَرَأَ فِي أَوَّلِ رَكْعَةٍ وَالنَّخْلَ بَاسِقَاتٍ لَّهَا طَلْعٌ نَّضِيدٌ وَرُبَّمَا قَالَ ق

[1026] ۔حضرت زیاد بن علاقہ اپنے چچا سے روایت بیان کرتے ہیں کہ اس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صبح کی نماز پڑھی تو آپ نے پہلی رکعت میں والنخل باسقات لھا طلع نضید پڑھا اور بعض دفعہ کہا، سورۂ ق پڑھی۔

[1027] [١٦٨ـ(٤٥٨) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ زَائِدَةَ قَالَ نَا سِمَاكُ بْنُ حَرْبٍ

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ إِنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ يَقْرَأُ فِي الْفَجْرِ بِق وَالْقُرْآنِ الْمَجِيدِ وَكَانَ صَلٰوتُهُ بَعْدُ تَخْفِيفًا

[1027] ۔حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی نماز میں ﴿ق والقرآن المجید﴾ پڑھا کرتے تھے، اور بعد میں آپ کی نماز ہلکی ہوتی تھی، یا اس کے باوجود آپ کی نماز ہلکی تھی۔

فائدہ :...... وکان صلاته بعده تخفیفا ، اس جملہ کے علماء نے مختلف معانی بیان کیے ہیں۔(۱) سورۂ ق پڑھنے کے باوجود آپ کی نماز ہلکی تھی، اس لیے آپ نے اس تخفیف کو برقرار رکھا اور حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ اگلی روایت میں سورۂ ق کی قرأت کو تخفیف قرار دے رہے ہیں۔(۲) فجر کے بعد والی نمازیں، یعنی ظہر، عصر، مغرب اور

[1025] تقدم تخريجه برقم (١٠٢٣)
[1026] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٢١٥٢)
[1027] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٢١٨٥)

عشاء یہ سب، فجر کی بلسبت ہلکی ہوتی تھیں، اور ان میں بہ نسبت فجر کے آپ قرأت کم کرتے تھے۔ (۳) ابتدائی دور میں جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعداد کم تھی، اور آپ کے پیچھے نماز پڑھنے والے السابقون الاولون تھے جو ایمان و عمل میں بلند ترین درجہ پر فائز تھے، آپ کی نمازیں عموماً طویل ہوتی تھیں، بعد کے دور میں جب آپ کے ساتھ نماز پڑھنے والوں کی تعداد بڑھ گئی، اور وہ تاجر پیشہ یا زراعت پیشہ لوگ تھے، اور ان میں ایسے لوگ بھی تھے، جو ایمان و عمل میں پہلوں کے مقابلہ میں کم تر تھے، اور نمازیوں کی تعداد زیادہ ہونے کی بنا پر، ان میں مریض، کمزور اور بوڑھوں کی تعداد بھی بڑھ گئی تھی تو آپ پہلے کی بہ نسبت نماز ہلکی پڑھنے لگے۔ (۴) آپ پہلی رکعت میں ہمیشہ سورۂ ق پڑھتے تھے جیسا کہ زیادہ بن علاقہ نے اپنے چچا سے بیان کیا ہے اور دوسری رکعت میں آپ تخفیف کرتے تھے، آپ کی عادت مبارکہ یہی تھی کہ پہلی رکعت لمبی پڑھتے تھے۔

[1028] ۱۶۹۔(. . .) و حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ رَافِعٍ قَالَ ثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ قَالَ نَا زُهَيْرٌ

عَنْ سِمَاكٍ قَالَ سَأَلْتُ جَابِرَ بْنَ سَمُرَةَ عَنْ صَلٰوةِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ كَانَ يُخَفِّفُ الصَّلٰوةَ وَلَا يُصَلِّي صَلٰوةَ هٰؤُلَاءِ قَالَ وَأَنْبَأَنِي أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي الْفَجْرِ بِق وَالْقُرْآنِ وَنَحْوِهَا

[1028]۔ حضرت سماک رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے نبی اکرم ﷺ کی نماز کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے جواب دیا آپ ہلکی نماز پڑھاتے تھے، اور ان لوگوں کی طرح لمبی لمبی سورتوں کے ساتھ نماز نہیں پڑھاتے تھے، اور انہوں نے مجھے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ، صبح کی نماز میں ق والقرآن اور اس جیسی سورتیں پڑھا کرتے تھے۔

فائدہ:...... حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما بعض دفعہ بڑی بڑی سورتیں پڑھ دیا کرتے تھے کیونکہ لوگ اس پر راضی اور مطمئن تھے، اس لیے جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ ق کی قرأت کو تخفیف ہی قرار دے رہے ہیں۔

[1029] ۱۷۰۔(۴۵۹) و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ نَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ سِمَاكٍ

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ بِاللَّيْلِ إِذَا يَغْشٰى وَفِي الْعَصْرِ نَحْوَ ذٰلِكَ وَفِي الصُّبْحِ أَطْوَلَ مِنْ ذٰلِكَ

[1028] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۲۱۸۵)

[1029] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۲۱۸۵)

[1029] ۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز میں ﴿واللیل اذا یغشی﴾ پڑھتے اور عصر میں بھی ایسی ہی سورت پڑھتے اور فجر کی نماز میں اس سے لمبی قرأت کرتے تھے۔

[1030] ۱۷۱۔(۴۶۰) و حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِی شَيْبَةَ قَالَ نَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِیُّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سِمَاكٍ

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ أَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ يَقْرَأُ فِی الظُّهْرِ بِسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰی وَفِی الصُّبْحِ بِأَطْوَلَ مِنْ ذٰلِكَ

[1030] ۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز میں سبح باسم ربک الاعلی پڑھتے اور صبح کی نماز میں اس سے لمبی قرأت کرتے تھے۔

[1031] ۱۷۲۔(۴۶۱) و حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِی شَيْبَةَ قَالَ نَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنِ التَّيْمِیِّ عَنْ أَبِی الْمِنْهَالِ

عَنْ أَبِی بَرْزَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ يَقْرَأُ فِی صَلٰوةِ الْغَدَاةِ مِنَ السِّتِّيْنَ إِلَی الْمِائَةِ

[1031] ۔ حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز میں ساٹھ سے سو آیات تک پڑھا کرتے تھے۔

[1032] (۔۔) و حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ نَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ خَالِدِ الْحَذَّاءِ عَنْ أَبِی الْمِنْهَالِ

عَنْ أَبِی بَرْزَةَ الْاَسْلَمِیِّ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقْرَأُ فِی الْفَجْرِ بَيْنَ السِّتِّيْنَ إِلَی الْمِائَةِ

[1032] ۔ حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز میں ساٹھ سے سو آیات تک پڑھا کرتے تھے۔

[1030] اخرجه النسائی فی (المجتبی) فی الافتتاح، باب القراۃ فی الصبح بالستین الی المائة۔ وابن ماجه فی (سننه) فی اقامة الصلاۃ والسنة فیها باب: القراۃ فی صلاۃ الفجر برقم (۸۱۸) انظر (التحفة) برقم (۱۱۶۰۷)

[1031] تقدم تخریجه فی الحدیث السابق برقم (۱۰۳۰)

[1032] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الاذان، باب: القراۃ فی المغرب برقم (۷۶۳) مطولا۔ وفی المغازی باب مرض النبی صلی اللہ علیہ وسلم ووفاته برقم (۴۴۲۹) وابو داود فی (سننه) فی الصلاۃ، باب: قدر القراۃ فی المغرب برقم (۸۱۰) مطولا۔ والترمذی فی (جامعه) فی الصلاۃ، ←

فائدہ ......حضور اکرم ﷺ سو آیات تک کبھی ایک رکعت میں پڑھتے اور کبھی دونوں میں اور بعض دفعہ آپ نے موقع ومحل کی مناسبت سے اس سے کم قرأت بھی کی ہے اور زیادہ بھی۔

٣٦...... بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي الْمَغْرِبِ

باب ٣٦: بعض نسخوں میں یہاں مغرب کی نماز میں قراءت کا عنوان موجود ہے اور ہونا چاہیے

[1033] ١٧٣ـ(٤٦٢)حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِاللهِ بْنِ عَبْدِاللهِ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ إِنَّ أُمَّ الْفَضْلِ بِنْتَ الْحَارِثِ سَمِعَتْهُ وَهُوَ يَقْرَأُ وَالْمُرْسَلَاتِ عُرْفًا فَقَالَتْ يَا بُنَيَّ لَقَدْ ذَكَّرْتَنِي بِقِرَاءَتِكَ هٰذِهِ السُّورَةَ إِنَّهَا لَآخِرُ مَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقْرَأُ بِهَا فِي الْمَغْرِبِ

[1033]۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ام الفضل رضی اللہ عنہا نے مجھے والمرسلات عرفا پڑھتے ہوئے سنا تو کہنے لگیں، اے بیٹے! تو نے یہ سورت پڑھ کر، آپ کی قرأت یاد دلا دی ہے، میں نے آخری مرتبہ رسول اللہ ﷺ سے مغرب کی نماز میں یہ سورت سنی تھی۔

[1034] (. .) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ قَالَا نَا سُفْيَانُ قَالَ ح و حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَ انَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ قَالَ ح و حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا قَالَ انَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ انَا مَعْمَرٌ قَالَ ح و عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ كُلُّهُمْ

عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَزَادَ فِي حَدِيثِ صَالِحٍ ثُمَّ مَا صَلّٰى بَعْدُ حَتّٰى قَبَضَهُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ

← باب: ما جاء في القراة في المغرب برقم (٣٠٨) والنسائي في (المجتبى) في الافتتاح باب: القراة في المغرب بالمرسلات ٢/ ١٦٨ـ وابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها باب: القراة في صلاة المغرب برقم (٨٣٨) انظر (التحفة) برقم (١٨٠٥٢)

[1033] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٠٣٢)

[1034] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الاذان، باب: الجهر في المغرب برقم (٧٦٥) وفي الجهاد باب: نداء المشركين برقم (٣٠٥٠) وفي المغازي، باب (١٢) برقم (٤٠٢٣) وفي التفسير باب (١) برقم (٤٨٥٤) وابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: قدر القراة في المغرب برقم (٨١١) والنسائي في (المجتبى) في الافتتاح باب: القراة في المغرب بالطور ٦/ ١٦٩ـ وابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها باب: القراة في صلاة المغرب برقم (٨٣٢) انظر (التحفة) برقم (٣١٨٩)

[1034] امام صاحب اپنے مختلف اساتذہ سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں، صالح کی حدیث میں یہ اضافہ ہے، پھر آپ نے اس کے بعد وفات تک نماز نہیں پڑھائی۔

فائدہ:...... آپ کی یہ آخری جماعت، آپ کی اقتدا میں، آپ کے گھر ادا کی گئی ہے، مسجد کی آخری نماز ظہر تھی۔

[1035] ١٧٤-(٤٦٣)حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقْرَأُ بِالطُّورِ فِي الْمَغْرِبِ

[1035] محمد بن جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے اپنے باپ سے روایت بیان کرتے ہیں کہ میں نے مغرب کی نماز میں رسول اللہ ﷺ سے سورۂ طور سنی۔

[1036] (. .) و حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَانَا سُفْيَانُ قَالَ ح و حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَ اَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ قَالَ ح و حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا أَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ انَا مَعْمَرٌ كُلُّهُمْ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

[1036] امام صاحب اپنے مختلف اساتذہ سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

٣٧...... بَاب: الْقِرَاءَةَ فِي الْعِشَآءِ

باب ٣٧: عشاء کی نماز میں قرأت

[1037] ١٧٥-(٤٦٤)حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ مُعَاذِ الْعَنْبَرِيُّ قَالَ نَا أَبِي قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيٍّ قَالَ

[1035] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (١٠٣٤)

[1036] اخرجه البخارى فى (صحيحه) فى الاذان، باب: الجهر فى العشاء برقم (٧٦٧) وفى باب القراة فى العشاء برقم (٧٦٩) وفى التفسير باب سورت والتين برقم (٤٩٥٢) وفى التوحيد باب قول النبى ﷺ (الماهر بالقرآن مع السفرة الكرام البررة) (وزينوا القرآن باصواتكم) برقم (٧٥٤٦) وابو داود فى (سننه) فى الصلاة، باب: قصر قراة الصلاة فى السفر برقم (١٢٢١) والترمذى فى (جامعه) فى الصلاة، باب: القراة فى صلاة النساء برقم (٣١٠) والنسائى فى (المجتبى) فى الافتتاح باب: القراة فيها بالتين والزيتون برقم ٢/ ٢٧٣- وفى باب القراة فى الركعة الاولىٰ من صلاة العشاء الآخرة ٢/ ٢٧٣- وابن ماجه فى (سننه) فى اقامة الصلاة والسنة فيها، باب القراة فى صلاة العشاء برقم (٨٣٤) وبرقم (٨٣٥) انظر (التحفة) برقم (١٧٩١)

[1037] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (١٠٣٦)

عَنْ الْبَرَاءَ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ فِي سَفَرٍ فَصَلَّى الْعِشَاءَ الْآخِرَةَ فَقَرَأَ فِي إِحْدَى الرَّكْعَتَيْنِ وَالتِّينِ وَالزَّيْتُونِ

[1037] ۔حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ سفر میں تھے، آپ نے عشاء کی نماز پڑھائی تو اس کی ایک رکعت میں ﴿والتین والزیتون﴾ پڑھی۔

[1038] ١٧٦۔(. . .) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا لَيْثٌ عَنْ يَحْيَى وَهُوَ ابْنُ سَعِيدٍ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ أَنَّهُ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ الْعِشَاءَ فَقَرَأَ بِالتِّينِ وَالزَّيْتُونِ

[1038] ۔حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھی آپ نے ﴿والتین والزیتون﴾ کی قرأت کی۔

[1039] ١٧٧۔(. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَ نَا أَبِي قَالَ نَا مِسْعَرٌ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ

الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ قَرَأَ فِي الْعِشَاءِ بِالتِّينِ وَالزَّيْتُونِ فَمَا سَمِعْتُ أَحَدًا أَحْسَنَ صَوْتًا مِّنْهُ

[1039] ۔حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عشاء کی نماز میں ﴿والتین والزیتون﴾ سنی، میں نے کسی کو آپ سے زیادہ اچھی آواز میں پڑھتے نہیں سنا۔

[1040] ١٧٨۔(٤٦٥)حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ قَالَ نَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو

عَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ مُعَاذٌ يُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ يَأْتِي فَيَؤُمُّ قَوْمَهُ فَصَلَّى لَيْلَةً مَعَ النَّبِيِّ ﷺ الْعِشَاءَ ثُمَّ أَتَى قَوْمَهُ فَأَمَّهُمْ فَافْتَتَحَ بِسُورَةِ الْبَقَرَةِ فَانْحَرَفَ رَجُلٌ فَسَلَّمَ ثُمَّ صَلَّى وَحْدَهُ وَانْصَرَفَ فَقَالُوا لَهُ أَنَافَقْتَ يَا فُلَانُ قَالَ لَا وَاللّٰهِ وَلَآتِيَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ

[1038] تقدم تخريجه برقم (١٠٣٦)

[1039] اخرجه ابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: امامة من يصلي بقوم وقد صلى تلك الصلاة برقم (٦٠٠) مختصراً۔ وفي باب تخفيف الصلاة برقم (٧٩٠) والنسائي في (المجتبى) في الامامة، باب: اختلاف نية الامام والماموم ٢/ ١٠٢۔ انظر (التحفة) برقم (٢٥٣٣)

[1040] اخرجه النسائي في (المجتبى) في الافتتاح باب: القراة في العشاء الآخرة بالشمس وضحاها ٢/ ١٧٣۔ وابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها باب: من ام قوما فليخفف برقم (٩٨٦) انظر (التحفة) برقم (٢٩١٢)

فَلَأُخْبِرَنَّهُ فَأَتَى رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ يَارَسُولَ اللّٰهِ إِنَّا أَصْحَابُ نَوَاضِحَ نَعْمَلُ بِالنَّهَارِ وَإِنَّ مُعَاذًا صَلَّى مَعَكَ الْعِشَاءَ ثُمَّ أَتَى فَافْتَتَحَ بِسُورَةِ الْبَقَرَةِ فَأَقْبَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى مُعَاذٍ فَقَالَ ((يَا مُعَاذُ أَفَتَّانٌ أَنْتَ اقْرَأْ بِكَذَا وَاقْرَأْ بِكَذَا)) قَالَ سُفْيَانُ فَقُلْتُ لِعَمْرٍو إِنَّ أَبَا الزُّبَيْرِ حَدَّثَنَا عَنْ جَابِرٍ أَنَّهُ قَالَ ((اقْرَأْ وَالشَّمْسِ وَضُحَاهَا وَالضُّحٰى وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشٰى وَسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى)) فَقَالَ عَمْرٌو نَحْوَ هٰذَا

[1040]۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ معاذ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ (عشاء) کی نماز پڑھا کرتے تھے، پھر آ کر اپنے قبیلہ کی مسجد میں امامت کرواتے تھے، ایک رات انہوں نے عشاء کی نماز رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پڑھی، پھر اپنی قوم کے پاس آئے اور ان کی امامت کی اور (سورۂ فاتحہ کے بعد) سورۂ بقرہ پڑھنی شروع کر دی، ایک شخص نماز سے سلام پھیر کر الگ ہوگیا، پھر اکیلا نماز پڑھ کر چلا گیا، (اس کے بلا جماعت، اکیلے نماز پڑھنے کی بنا پر) لوگوں نے اس سے پوچھا، اے فلاں! تو منافق ہوگیا ہے؟ اس نے جواب دیا، اللہ کی قسم! نہیں، اور میں ضرور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کو اس معاملہ سے آگاہ کروں گا، چنانچہ وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا، اے اللہ رسول ﷺ! ہمارا کام اونٹوں کے ذریعہ پانی سینچنا ہے، ہم لوگ دن بھر محنت مشقت (کام کاج) کرتے ہیں، (اور گزشتہ رات) معاذ رضی اللہ عنہ نے عشاء کی نماز آپ کے ساتھ پڑھی۔ پھر (اپنے قبیلہ کی مسجد میں) آ کر سورۂ بقرہ شروع کر دی، رسول اللہ ﷺ نے (یہ سن کر) حضرت معاذ کی طرف رخ فرمایا، اور ارشاد فرمایا: ''اے معاذ! کیا لوگوں کو فتنہ میں مبتلا کرنا چاہتے ہو؟ یہ یہ سورۃ پڑھا کرو۔'' سفیان نے کہا، میں نے عمرو سے پوچھا، ابوزبیر نے ہمیں جابر رضی اللہ عنہ سے سنایا، کہ آپ نے فرمایا: والشمس وضحاها، اور والضحیٰ اور والليل اذا يغشى اور سبح اسم ربك الاعلى پڑھا کرو، عمرو نے کہا، ایسے ہی ہے۔

مفردات الحدیث ✲ فتّان: فتنہ پرور، ابتلاء وآزمائش میں ڈالنے والا، یعنی یہ چیز لوگوں کے لیے نماز سے پیچھے رہنے کا سبب بن سکتی ہے، حالانکہ جماعت کا اہتمام ضروری ہے (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے الگ نماز پڑھنے والے کو منافق کہا)۔

فوائد:...... ❶ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ نفل نماز پڑھنے والے کے پیچھے فرض نماز ہوسکتی ہے، کیونکہ یہ بات واضح ہے کہ حضرت معاذ، مسجد نبوی میں جہاں نماز پڑھنے کا ثواب دوسری مسجدوں سے زیادہ ہے اور آپ کی اقتدا میں جہاں نماز پڑھنے میں خشوع وخضوع اور طمانیت وتسکین زیادہ ہے، فرض نماز ہی پڑھتے تھے، کیونکہ پہلے انہوں نے نماز نہیں پڑھی ہوئی ہوتی کہ یہ نماز نفلی ہو جاتی۔ مزید برآں بعض روایات میں یہ تصریح موجود ہے، کہ

ان کی نماز قوم کے ساتھ نفلی ہوتی تھی، هی له تطوع وهی لهم فریضة ، یہ نماز معاذ کی نفل اور قوم کی فرض ہوتی تھی۔ اس لیے احناف اور امام مالک کا یہ نظریہ درست نہیں ہے کہ متنفل کے پیچھے مفرض کی نماز نہیں ہوتی۔ ❷ امام کو چاہیے کہ وہ نماز اتنی طویل نہ پڑھے، جو مقتدیوں کے لیے مشقت کا باعث ہو، خاص کو جبکہ اس کے مقتدی، ضعیف، بوڑھے اور محنت پیشہ لوگ ہوں۔ ❸ ایک واضح اور کھلی بات کی مخالفت کرنے والوں کو سخت الفاظ میں تنبیہ کی جاسکتی ہے، حضرت معاذ رضی اللہ عنہ آپ کی اقتدا میں نماز پڑھ کر جاتے تھے، اس طرح انہیں آپ کی قراء ت کا پتہ چلتا رہتا تھا، اس کے باوجود انہوں نے اس کو نظر انداز کیا، اور اپنے پیچھے محنت ومشقت کرنے والے نمازیوں کا خیال نہ رکھا تو آپ نے سخت الفاظ میں تنبیہ فرمائی۔

[1041] ١٧٩-(. .) وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا لَيْثٌ قَالَ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ رُمْحٍ قَالَ انَا اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ

عَنْ جَابِرٍ أَنَّهُ قَالَ صَلَّى مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ الْأَنْصَارِيُّ لِأَصْحَابِهِ الْعِشَآءَ فَطَوَّلَ عَلَيْهِمْ فَانْصَرَفَ رَجُلٌ مِنَّا فَصَلَّى فَأُخْبِرَ مُعَاذٌ عَنْهُ فَقَالَ إِنَّهُ مُنَافِقٌ فَلَمَّا بَلَغَ ذٰلِكَ الرَّجُلَ دَخَلَ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَأَخْبَرَهُ مَا قَالَ مُعَاذٌ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ ((أَتُرِيدُ أَنْ تَكُونَ فَتَّانًا يَا مُعَاذُ إِذَا أَمَمْتَ النَّاسَ فَاقْرَأْ بِالشَّمْسِ وَضُحَاهَا وَسَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى وَاقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى))

[1041]۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ معاذ بن جبل انصاری رضی اللہ عنہ نے اپنے لوگوں کو عشاء کی نماز پڑھائی اور اس میں طویل قرأت کی ہم میں سے ایک آدمی نے سلام پھیر کر الگ نماز پڑھ لی، معاذ کو اس کے بارے میں بتایا گیا تو انہوں نے کہا وہ منافق ہے، جب اس آدمی تک یہ بات پہنچی تو وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور معاذ کی بات بتائی، اس پر رسول اللہ ﷺ نے معاذ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے معاذ! کیا تم ابتلاء میں ڈالنے والا بننا چاہتے ہو؟'' جب لوگوں کی امامت کراؤ تو والشمس وضحاها، سبح اسم ربك الاعلی، اقرأ باسم ربك الذی خلق اور واللیل اذا یغشی پڑھا کرو۔ (ان آیات سے پوری سورۃ پڑھنے کی طرف اشارہ کیا گیا ہے)۔

[1042] ١٨٠-(. .) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ انَا هُشَيْمٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ

[1041] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٢٥٦٩)

[1042] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی کتاب الاذان، باب: اذا صلی ثم ام قوما برقم (٧١١) انظر (التحفة) برقم (٢٥٠٤)

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ أَنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ كَانَ يُصَلِّيْ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ الْعِشَآءَ الْآخِرَةَ ثُمَّ يَرْجِعُ إِلٰى قَوْمِهٖ فَيُصَلِّيْ بِهِمْ تِلْكَ الصَّلٰوةَ

[1042] ۔حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ، رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھا کرتے تھے، پھر اپنی قوم میں آ کر یہی نماز ان کو پڑھاتے تھے۔

[1043] ١٨١ ۔(. .) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَأَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ قَالَ أَبُو الرَّبِيعِ نَا حَمَّادٌ قَالَ نَا أَيُّوبُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ كَانَ مُعَاذٌ يُصَلِّيْ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ الْعِشَآءَ ثُمَّ يَأْتِي مَسْجِدَ قَوْمِهٖ فَيُصَلِّيْ بِهِمْ

[1043] ۔حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ معاذ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھا کرتے تھے پھر اپنی قوم کی مسجد میں آ کر ان کو نماز پڑھاتے تھے۔

٣٨...... بَاب: أَمْرِ الْأَئِمَّةِ بِتَخْفِيفِ الصَّلٰوةِ فِي تَمَامٍ

باب ٣٨: اماموں کو نماز پوری اور ہلکی پڑھانے کا حکم

[1044] ١٨٢ ۔(٤٦٦) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ اَنَا هُشَيْمٌ عَنْ إِسْمٰعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنْ قَيْسٍ

عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ إِنِّي لَأَتَأَخَّرُ عَنْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ مِنْ أَجْلِ فُلَانٍ مِمَّا يُطِيلُ بِنَا فَمَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ غَضِبَ فِي مَوْعِظَةٍ قَطُّ أَشَدَّ مِمَّا غَضِبَ يَوْمَئِذٍ فَقَالَ ((**يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ مِنْكُمْ مُنَفِّرِينَ فَأَيُّكُمْ أَمَّ النَّاسَ فَلْيُوجِزْ فَإِنَّ مِنْ وَّرَآئِهِ الْكَبِيرَ وَالضَّعِيفَ وَذَا الْحَاجَةِ**))

[1043] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی العلم، باب: الغضب فی الموعظة والتعليم اذا رای ما يكره برقم (٩٠) وفی الاذان، باب: تخفيف الامام فی القيام واتمام الركوع والسجود برقم (٧٠٢) وفی باب من شكا امامه اذا طول برقم (٧٠٤) وفی الادب، باب: وقال الله تعالى ﴿وجاهد الكفار والمنافقين واغلظ عليهم﴾ برقم (٦١١٠) وفی الاحكام، باب: هل يقضی القاضی ويفتی وهو غضبان برقم (٧١٥٩) وابن ماجه فی (سننه) فی اقامة الصلاة والسنة فيها باب: من ام قوما فليخفف برقم (٩٨٤) انظر (التحفة) برقم (١٠٠٠٤)

[1044] تقدم تخريجه فی الحديث السابق برقم (١٠٤٣)

[1044] ۔ حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا، میں فلاں آدمی کی وجہ سے صبح کی نماز سے پیچھے رہتا ہوں، کیونکہ وہ ہمیں بہت لمبی نماز پڑھاتا ہے، ابو مسعود بیان کرتے ہیں میں نے آپ کو پند ونصیحت کرتے وقت اس دن سے زیادہ غضبناک کبھی نہیں دیکھا، آپ نے فرمایا: ''اے لوگو! تم میں سے کچھ لوگ لوگوں کو (دین، نماز) سے متنفر کرنے والے ہیں، تم میں سے جو بھی لوگوں کا امام بنے وہ تخفیف کرے، کیونکہ اس کے پیچھے، بوڑھے، کمزور اور حاجت مند لوگ ہوتے ہیں۔

[1045] (. .) حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا هُشَيْمٌ وَوَكِيعٌ قَالَ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ نَا أَبِي ح و حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ نَا سُفْيَانُ كُلُّهُمْ عَنْ إِسْمٰعِيلَ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ بِمِثْلِ حَدِيثِ هُشَيْمٍ

[1045] امام صاحب اپنے مختلف اساتذہ سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

[1046] ١٨٣ ـ (٤٦٧) وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا الْمُغِيرَةُ وَهُوَ ابْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْحِزَامِيُّ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((إِذَا أَمَّ أَحَدُكُمُ النَّاسَ فَلْيُخَفِّفْ فَإِنَّ فِيهِمُ الصَّغِيرَ وَالْكَبِيرَ وَالضَّعِيفَ وَالْمَرِيضَ فَإِذَا صَلَّى وَحْدَهُ فَلْيُصَلِّ كَيْفَ شَاءَ))

[1046] ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی لوگوں کو نماز پڑھائے (ان کا امام بنے) تو وہ ہلکی نماز پڑھائے، کیونکہ نمازیوں میں بچے، بوڑھے کمزور اور بیمار بھی ہوتے ہیں، اور جب اکیلا پڑھے تو جیسے چاہے پڑھے۔''

[1047] ١٨٤ ـ (. . .) حَدَّثَنَا ابْنُ رَافِعٍ نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ نَا مَعْمَرٌ

عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ مُحَمَّدٍ رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((إِذَا مَا قَامَ أَحَدُكُمْ لِلنَّاسِ فَلْيُخَفِّفِ الصَّلٰوةَ فَإِنَّ فِيهِمُ الْكَبِيرَ وَفِيهِمُ الضَّعِيفَ وَإِذَا قَامَ وَحْدَهُ فَلْيُطِلْ صَلٰوتَهُ مَا شَاءَ))

[1045] اخرجه الترمذی فی (جامعه) فی الصلاة، باب: ما جاء اذا ام احدکم الناس فلیخفف برقم (٢٣٦) وقال: حدیث ابی هریرة حدیث حسن صحیح۔ انظر (التحفة) برقم (١٣٨٨٣)

[1046] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٤٧٥٢)

[1047] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٥٣٤١)

[1047] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی لوگوں کا امام بنے تو وہ نماز میں تخفیف کرے، کیونکہ لوگوں میں بوڑھے اور ضعیف (کمزور) بھی ہوتے ہیں، اور جب اکیلا پڑھے تو اپنی نماز جتنی چاہے طویل کرے۔"

[1048] ١٨٥۔(. . . .) وحَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ انَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِى يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِى أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ اَنَّهٗ سَمِعَ

أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ **((إِذَا صَلّٰى أَحَدُكُمْ لِلنَّاسِ فَلْيُخَفِّفْ فَإِنَّ فِى النَّاسِ الضَّعِيفَ وَالسَّقِيمَ وَذَا الْحَاجَةِ))**

[1048] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی لوگوں کو نماز پڑھائے تو وہ تخفیف کرے، کیونکہ لوگوں میں کمزور، بیمار اور ضرورت مند بھی ہوتے ہیں۔

[1049] (. .) وحَدَّثَنَا عَبْدُالْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ حَدَّثَنِى أَبِى حَدَّثَنِى اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ حَدَّثَنِى يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِى أَبُوبَكْرِ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ اَنَّهٗ سَمِعَ

أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِمِثْلِهٖ غَيْرَ اَنَّهٗ قَالَ بَدَلَ السَّقِيمَ الْكَبِيرَ

[1049] امام صاحب ایک اور استاد سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں ہاں اتنا فرق ہے کہ یہاں راوی نے سقیم (بیمار) کی جگہ کبیر (بوڑھا) کہا۔

[1050] ١٨٦۔(٤٦٨)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَ انَا أَبِى قَالَ نَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ نَا مُوسَى بْنُ طَلْحَةَ حَدَّثَنِى

عُثْمَانُ بْنُ أَبِى الْعَاصِ الثَّقَفِيّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهٗ أُمَّ قَوْمَكَ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّى أَجِدُ فِى نَفْسِى شَيْئًا قَالَ ادْنُهْ فَجَلَّسَنِى بَيْنَ يَدَيْهِ ثُمَّ وَضَعَ كَفَّهٗ فِى صَدْرِى بَيْنَ ثَدْيَىَّ ثُمَّ قَالَ تَحَوَّلْ فَوَضَعَهَا فِى ظَهْرِى بَيْنَ كَتِفَىَّ ثُمَّ قَالَ أُمَّ قَوْمَكَ فَمَنْ **((أَمَّ قَوْمًا فَلْيُخَفِّفْ فَإِنَّ فِيهِمُ الْكَبِيرَ وَإِنَّ فِيهِمُ الْمَرِيضَ وَإِنَّ فِيهِمُ الضَّعِيفَ وَإِنَّ فِيهِمْ ذَا الْحَاجَةِ وَإِذَا صَلّٰى أَحَدُكُمْ وَحْدَهٗ فَلْيُصَلِّ كَيْفَ شَاءَ))**

[1048] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٤٨٦٧)

[1049] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٩٧٧٣)

[1050] اخرجه ابن ماجه فى (سننه) فى اقامة الصلاة والسنة فيها باب: من ام قوما فليخفف برقم (٩٨٧) انظر (التحفة) برقم (٩٧٦٦)

[1050]۔حضرت عثمان بن ابی العاص ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنی قوم کی امامت کراؤ۔ میں نے عرض کیا مجھے کچھ جھجک محسوس ہوتی ہے، آپ نے فرمایا: قریب ہو جا۔'' آپ نے مجھے اپنے سامنے بٹھا لیا، پھر اپنی ہتھیلی میرے سینہ پر میرے پستانوں کے درمیان رکھی، پھر فرمایا: ''پھر جا'' پھر نے کے بعد آپ نے ہتھیلی میری پشت پر میرے کندھوں کے درمیان رکھی، پھر فرمایا: اپنی قوم کی امامت کراؤ اور جو لوگوں کا امام بنے وہ تخفیف کرے، کیونکہ ان میں بوڑھے بھی ہوتے ہیں، ان میں بیمار بھی ہوتے ہیں، ان میں کمزور بھی ہوتے ہیں۔ اور ان میں ضرورت مند بھی ہوتے ہیں، اور جب تم میں سے کوئی اکیلا نماز پڑھے تو جیسے چاہے پڑھے۔

فوائد:...... ❶ انی اجد فی نفسی کے علماء نے مختلف مفہوم مراد لیے ہیں: (۱) میں امام بن کر عجب اور تکبر میں مبتلا ہونے سے ڈرتا ہوں۔ (۲) میں شرم وحیا اور اس کام کی ادائیگی میں کمزوری محسوس کرتا ہوں۔ (۳) میں نماز میں وسوسہ میں مبتلا ہو جاتا ہوں، اور اس کی تائید میں عثمان ثقفی رضی اللہ عنہ کی اس روایت سے ہوتی ہے، جس میں یہ آیا ہے، میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! شیطان میری نماز میں حرج ڈال دیتا ہے، مجھے قرآن پڑھتے بھلا دیتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک کی برکت سے ان کی یہ خرابی دور ہوگئی۔ ❷ ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے، نماز میں سب لوگوں کو شریک ہونا چاہیے، اپنی کمزوری، بیماری یا ضرورت کو جماعت سے پیچھے رہنے کا بہانہ نہیں بنانا چاہیے اور امام کو بھی اپنے مقتدیوں کا لحاظ رکھنا چاہیے۔

[1051] ۱۸۷۔(. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ قَالَ حَدَّثَ

عُثْمَانُ بْنُ أَبِي الْعَاصِ قَالَ آخِرُ مَا عَهِدَ إِلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم **((إِذَا أَمَمْتَ قَوْمًا فَأَخِفَّ بِهِمُ الصَّلٰوةَ))**

[1051]۔حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے آخری وصیت وتلقین یہ فرمائی تھی، جب تم لوگوں کی امامت کرو تو اس میں تخفیف کا خیال رکھنا (نماز ہلکی پڑھانا)۔

مفردات الحديث ❊ عهد اليه (س) اس کو وصیت وتلقین کی۔

[1051] اخرجه ابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها باب: من ام قوما فليخفف برقم (۹۸۵) انظر (التحفة) برقم (۱۰۱۶)

[1052] ١٨٨۔(٤٦٩)وحَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ هِشَامٍ وَأَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ قَالَانَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَبْدِالْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ

عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُوجِزُ فِي الصَّلٰوةِ وَيُتِمُّ

[1052]۔حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نماز تخفیف سے پڑھاتے اور کامل (اعتدال و سکون کے ساتھ) پڑھاتے۔

[1053] ١٨٩۔(..) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ يَحْيٰى انَا وَقَالَ قُتَيْبَةُ نَا أَبُوعَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ

عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ مِنْ اَخَفِّ النَّاسِ صَلٰوةً فِي تَمَامٍ

[1053]۔حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سب سے ہلکی اور کامل نماز پڑھاتے تھے۔

[1054] ١٩٠۔(..) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى وَيَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى انَا وَقَالَ الْآخَرُونَ ثَنَا إِسْمٰعِيلُ يَعْنُونَ ابْنَ جَعْفَرٍ عَنْ شَرِيكِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي نَمِرٍ

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّهُ قَالَ مَا صَلَّيْتُ وَرَآءَ إِمَامٍ قَطُّ أَخَفَّ صَلٰوةً وَّلَا أَتَمَّ صَلٰوةً مِنْ رَّسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

[1054]۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ ہلکی نماز اور کامل اعتدال والی نماز کبھی کسی امام کے پیچھے نہیں پڑھی۔

[1055] ١٩١۔(٤٧٠)وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ انَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ

[1052] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الصلاة، باب: ما جاء اذا ام احدكم الناس فليخفف برقم (٢٣٧) وقال: هذا حديث حسن صحيح۔ والنسائی فی الامامة، باب: ما علی الامام من التخفيف ٢/ ٩٥۔ انظر (التحفة) برقم (١٤٣٢)

[1053] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الاذان، باب: من خفف الصلاة عند بكاء الصبی برقم (٧٠٨) انظر (التحفة) برقم (٩٠٨)

[1054] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٢٧٠)

[1055] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الاذان، باب: من اخف الصلاة عند بكاء الصبی برقم (٧٠٩) وبرقم (٧١٠) وابن ماجه فی (سننه) فی اقامة الصلاة والسنة فيها باب: الامام يخفف الصلاة اذا حديث امر برقم (٩٨٩) انظر (التحفة) برقم (١١٧٨)

عَنْ أَنَسٍ قَالَ أَنَسٌ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَسْمَعُ بُكَاءَ الصَّبِيِّ مَعَ أُمِّهِ وَهُوَ فِي الصَّلٰوةِ فَيَقْرَأُ بِالسُّورَةِ الْخَفِيفَةِ أَوْ بِالسُّورَةِ الْقَصِيرَةِ

[1055] ۔حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ماں کے ساتھ والے بچے کے رونے کی آواز سنتے تھے جب کہ آپ نماز پڑھا رہے ہوتے تھے پھر اس کے رونے کی وجہ سے ہلکی یا چھوٹی سورۃ پڑھتے۔

[1056] ۱۹۲۔(. . . .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِنْهَالٍ الضَّرِيرُ قَالَ نَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ نَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِنِّي لَأَدْخُلُ الصَّلٰوةَ أُرِيدُ إِطَالَتَهَا فَأَسْمَعُ بُكَاءَ الصَّبِيِّ فَأُخَفِّفُ مِنْ شِدَّةِ وَجْدِ أُمِّهِ بِهِ))

[1056] ۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں لمبی نماز پڑھنے کے ارادے سے نماز شروع کرتا ہوں، پھر بچے کے رونے کی آواز سنتا ہوں تو اس کے رونے کی وجہ سے ماں کے شدید غم میں مبتلا ہونے کی وجہ (کے ڈر) سے ہلکی نماز پڑھا دیتا ہوں۔

مفردات الحدیث ٭ وَجد: غم وحزن۔

فائدہ :......اثنائے نماز میں کسی تخفیف کے طالب کام کے پیدا ہو جانے سے امام نماز میں تخفیف کر سکتا ہے، جب کہ وہ کام ایسا ہو جو مقتدیوں کے لیے یا ان میں سے بعض کے لیے نماز سے مشغولیت اور غفلت کا سبب بنتا ہو، آپ نے بچے کے رونے کو ماں کے نماز سے مشغول ہونے کے سبب (کہ وہ اس سے محبت کی بنا پر اس کے رونے سے غم وحزن میں مبتلا ہو کر نماز پر توجہ نہیں دے سکی) نماز میں تخفیف کی ہے، اس پر قیاس کرتے ہوئے علماء نے لکھا ہے نامعلوم نمازیوں کو رکعت میں شریک کرنے کے لیے قیام کو کچھ طویل بھی کیا جا سکتا ہے۔

[1056] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الاذان باب: حد اتمام الركوع والاعتدال فيه والطمانينة برقم (۷۹۲) وفی باب: الطمانينة حين يرفع راسه من الركوع برقم (۸۰۱) وفی الاذان: باب المكث بين السجدتين برقم (۸۲۰) وابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: طول القيام من الركوع وبين السجدتين برقم (۸۵۲) و (۸۵٤) والترمذی فی (جامعه) فی الصلاة، باب: ما جاء فی اقامة الصلب اذا رفع راسه من الركوع والسجود برم (۲۷۹) وبرقم (۲۸۰) والنسائی فی (المجتبى) فی التطبيق، باب: قدر القيام بين الرفع من الركوع والسجود ۲/ ۱۹۸ وفی باب قدر الجلوس بين السجدتين برقم (۱۱٤۷) وفی السهو باب: جلسة الامام بين التسليم والانصراف برقم (۱۳۳۱) انظر (التحفة) برقم (۱۷۸۱)

٣٩..... بَاب :اعْتِدَالِ أَرْكَانِ الصَّلٰوةِ وَتَخْفِيفِهَا فِي تَمَامٍ

باب ٣٩: نماز کے ارکان میں اعتدال (سکون واطمینان) اور اس کے کمال کے ساتھ نماز میں تخفیف کرنا

[1057] ١٩٣-(٤٧١) وحَدَّثَنَا حَامِدُ بْنُ عُمَرَ الْبَكْرَاوِيُّ وَأَبُو كَامِلٍ فُضَيْلُ بْنُ حُسَيْنٍ الْجَحْدَرِيُّ كِلَاهُمَا عَنْ أَبِي عَوَانَةَ قَالَ حَامِدٌ نَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ هِلَالِ بْنِ أَبِي حُمَيْدٍ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ رَمَقْتُ الصَّلٰوةَ مَعَ مُحَمَّدٍ ﷺ فَوَجَدْتُ قِيَامَهُ فَرَكْعَتَهُ فَاعْتِدَالَهُ بَعْدَ رُكُوعِهِ فَسَجْدَتَهُ فَجَلْسَتَهُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ فَسَجْدَتَهُ فَجَلْسَتَهُ مَا بَيْنَ التَّسْلِيمِ وَالِانْصِرَافِ قَرِيبًا مِنَ السَّوَاءِ

[1057] ۔حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے محمد ﷺ کے ساتھ نماز پر غور کیا تو میں نے آپ کے قیام، رکوع، رکوع کے بعد قومہ میں اعتدال، آپ کے سجدہ، دونوں سجدوں کے درمیان کے جلسہ، دوسرے سجدہ اور سلام پھیرنے کے بعد رخ پھیرنے کے لیے بیٹھنے کو تقریباً برابر پایا۔

فائدہ:...... اس حدیث میں آپ کی مستقل عادت مبارکہ کو بیان نہیں کیا گیا کہ آپ ہمیشہ قیام، رکوع، قومہ، سجدہ، دونوں سجدوں کے درمیان کا جلسہ اور سلام پھیرنے کے بعد مقتدیوں کی طرف رخ کرنے تک کا وقفہ برابر رکھتے تھے، بلکہ بعض دفعہ آپ نے ایسے بھی کیا ہے، جبکہ آپ نے قرأت انتہائی مختصر کی ہے، مثلاً آپ نے بعض دفعہ صبح کی نماز میں معوذتین کی قرأت بھی کی ہے تو ایسے اوقات میں تمام ارکان نماز میں فرق تھوڑا رہ جاتا، سب بالکل برابر نہیں ہوتے، اس لیے صحابی نے قریباً من السواء کہا، لیکن جب آپ قرأت طویل کرتے تھے، مثلاً آپ نے صبح کی نماز میں، سورۃ واقعہ، یٰس، ق کی تلاوت فرمائی ہے، ظہر میں الم تنزیل السجدہ، لقمان، ذاریات کی تلاوت فرمائی ہے اور شام کی نماز میں اعراف، دخان، طور اور مرسلات کی قرأت فرمائی ہے تو ایسے حالات میں، رکوع سجود اور قومہ وجلسہ قیام کے برابر کیسے ہو سکتے ہیں؟

یا اس حدیث کا مقصد یہ لینا ہوگا، تمام ارکان میں آپ تناسب کا لحاظ رکھتے تھے کہ اگر قرأت لمبی کرتے تو رکوع، سجود اور قومہ وجلسہ بھی لمبا کرتے تھے، یہ نہیں کہ قرأت تو طویل ہو اور باقی ارکان بہت مختصر ہوں، جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، کانت صلوٰۃ رسول اللہ ﷺ متقاربة، کہ رسول اللہ ﷺ کی نماز میں تناسب ہوتا تھا۔ (یعنی تمام ارکان متناسب ہوتے تھے۔ اس لیے بعض دفعہ نبی اکرم ﷺ قومہ اور جلسہ میں اتنی دیر ٹھہرے رہتے، کہ مقتدیوں کو خیال ہوتا، شاید آپ بھول گئے ہیں)۔

[1057] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٠٥٦)

[1058] ١٩٤-(..) وحَدَّثَنَا عُبَيْدُاللهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنبَرِيُّ قَالَ نَا أَبِي قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ قَالَ غَلَبَ عَلَى الْكُوفَةِ رَجُلٌ قَدْ سَمَّاهُ زَمَنَ ابْنِ الْأَشْعَثِ فَأَمَرَ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ عَبْدِاللهِ أَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ فَكَانَ يُصَلِّي فَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ قَامَ قَدْرَ مَا أَقُولُ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلَا السَّمٰوٰتِ وَمِلَا الْأَرْضِ وَمِلَا مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ أَهْلَ الثَّنَاءِ وَالْمَجْدِ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ قَالَ الْحَكَمُ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِعَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى فَقَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ يَقُوْلُ كَانَتْ صَلٰوةُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَرُكُوعُهُ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ وَسُجُودُهُ وَمَا بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ قَرِيبًا مِّنَ السَّوَاءِ قَالَ شُعْبَةُ فَذَكَرْتُهُ لِعَمْرِو بْنِ مُرَّةَ فَقَالَ قَدْ رَأَيْتُ ابْنَ أَبِي لَيْلٰى فَلَمْ تَكُنْ صَلٰوتُهُ هٰكَذَا

[1058]۔ حضرت حکم سے روایت ہے کہ ابن اشعث کے زمانہ میں ایک شخص کوفہ پر غالب آ گیا، (حکم نے اس کا نام لیا تھا، اور وہ مطر بن ناجیہ تھا) اس نے ابوعبیدہ بن عبداللہ کو لوگوں کی امامت کروانے کا حکم دیا تو وہ نماز پڑھاتے تھے، جب وہ رکوع سے سر اٹھاتے تو اتنی دیر کھڑے رہتے کہ میں یہ دعا پڑھ لیتا: ''اے اللہ! تو اس قدر حمد وستائش کا حقدار ہے جس سے سب آسمان، زمین اور ان کے سوا جو چیز تو چاہے بھر جائے، اے ثنا اور مجد (عظمت و بزرگی) کے لائق جو تو دے، اس کو کوئی روک نہیں سکتا، اور جو تو نہ دینا چاہے (روک لے) وہ کوئی بھی دے نہیں سکتا، اور نہ کسی محنت وکوشش کرنے کی کوشش تیرے مقابلہ میں اس کو فائدہ دے سکتی ہے یا کسی عظمت و بزرگی والے کی عظمت و دولت تیرے مقابلہ میں اس کو نفع دے سکتی ہے۔ (جَـد دولت وتونگری یا عظمت) حکم کہتے ہیں میں نے یہ حدیث عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کو سنائی تو اس نے کہا، میں نے براء بن عازب رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے سنا کہ رسول اللہ ﷺ کی نماز (قیام) آپ کا رکوع اور جب آپ رکوع سے سر اٹھاتے، آپ کا سجدہ اور دونوں سجدوں کے درمیان والا جلسہ یہ سب تقریباً برابر تھے۔ شعبہ کہتے ہیں، میں نے یہ حدیث عمرو بن مرہ کو بتائی تو اس نے کہا، میں نے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کو دیکھا ہے، وہ اس کیفیت سے نماز نہیں پڑھتے تھے۔

فائدہ:...... براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی حدیث سے بظاہر یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ کا قیام بھی نماز کے دوسرے ارکان وافعال کے تقریباً برابر تھا، اور عمرو بن مرہ نے یہی ظاہری معنی لیا، اس لیے کہا کہ عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کی

[1058] تقدم تخريجه برقم (١٠٥٦)

نماز اس کیفیت کے مطابق نہیں ہے، کیونکہ ان کا قیام اور تشہد کے لیے قعود لمبا ہوتا تھا اور آپ کی نماز میں عام طور پر یہ دونوں رکن لمبے ہوتے تھے، اس لیے براء کی بعض روایات میں ما خلا القیام والقعود کا استثناء موجود ہے، (بخاری شریف) اور مسلم کی ان روایتوں میں تشہد کے لیے قعود (بیٹھنا) کا تذکرہ نہیں ہے۔

[1059] (. .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ أَنَّ مَطَرَ بْنَ نَاجِيَةَ لَمَّا ظَهَرَ عَلَى الْكُوفَةِ أَمَرَ أَبَا عُبَيْدَةَ أَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ وَسَاقَ الْحَدِيثَ

[1059] ۔ حضرت حکم رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ جب مطر بن ناجیہ کوفہ پر غالب آیا، اس نے ابوعبیدہ کو لوگوں کی امامت کا حکم دیا اور مذکورہ حدیث بیان کی۔

[1060] ۱۹۵ ـ (۴۷۲) حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ نَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ إِنِّي لَا آلُو أَنْ أُصَلِّيَ بِكُمْ كَمَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يُصَلِّي بِنَا قَالَ فَكَانَ أَنَسٌ يَصْنَعُ شَيْئًا لَا أَرَاكُمْ تَصْنَعُونَهُ كَانَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ انْتَصَبَ قَائِمًا حَتَّى يَقُولَ الْقَائِلُ قَدْ نَسِيَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السَّجْدَةِ مَكَثَ حَتَّى يَقُولَ الْقَائِلُ قَدْ نَسِيَ

[1060] ۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا، میں تمہیں ایسی نماز پڑھانے میں کوتاہی نہیں کرتا، جیسی میں نے رسول اللہ ﷺ کو ہمیں پڑھاتے دیکھا، ثابت نے کہا، انس رضی اللہ عنہ ایک ایسا کام کیا کرتے تھے، جو میں تمہیں کرتے ہوئے نہیں دیکھتا جب وہ رکوع سے اپنا سر اٹھاتے، سیدھے کھڑے ہو جاتے، حتیٰ کہ گمان کرنے والا یہ سمجھتا کہ وہ بھول گئے ہیں اور جب وہ سجدہ سے اپنا سر اٹھاتے، ٹھہرے رہتے حتیٰ کہ کہنے والا کہتا وہ بھول گئے ہیں۔

[1061] ۱۹۶ ـ (۴۷۳) وحَدَّثَنِي أَبُوبَكْرِ بْنُ نَافِعٍ الْعَبْدِيُّ قَالَ نَا بَهْزٌ قَالَ نَا حَمَّادٌ قَالَ انا ثَابِتٌ

[1059] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الاذان، باب: المکث بین السجدتین برقم (۸۲۱) انظر (التحفة) برقم (۲۹۸)

[1060] اخرجه ابوداود فی (سننه) فی الصلاة، باب: طول القیام من الرکوع وبین السجدتین برقم (۸۵۳) مختصرا۔ انظر (التحفة) برقم (۳۲۲)

[1061] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الاذان، باب: من یسجد من خلف الامام برقم (۶۹۰) وفی باب: رفع البصر الی الامام فی الصلاة برقم (۷۴۷) وفی باب: السجود علی سبعة اعظم برقم (۸۱۱) بنحوه۔ وابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: ما یامر به الماموم من اتباع الامام برقم (۶۲۰) والترمذی فی (جامعه) فی الصلاة، باب: ما جاء فی کراهیة ان یبادر الامام ←

عَنْ أَنَسٍ قَالَ مَا صَلَّيْتُ خَلْفَ أَحَدٍ أَوْجَزَ صَلٰوةً مِنْ صَلٰوةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي تَمَامٍ كَانَتْ صَلٰوةُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مُتَقَارِبَةً وَكَانَتْ صَلٰوةُ أَبِي بَكْرٍ مُتَقَارِبَةً فَلَمَّا كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ مَدَّ فِي صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا قَالَ ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ)) قَامَ حَتّٰى نَقُولَ قَدْ أَوْهَمَ ثُمَّ يَسْجُدُ وَيَقْعُدُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ حَتّٰى نَقُولَ قَدْ أَوْهَمَ

[1061]۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کسی کے پیچھے نبی اکرم ﷺ سے زیادہ ہلکی اور کامل نماز نہیں پڑھی، رسول اللہ ﷺ کی نماز (کے تمام ارکان) متناسب (قریب قریب) ہوتے تھے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کی نماز بھی متناسب قریب قریب یکساں) ہوتی تھیں، جب عمر رضی اللہ عنہ کا دور آیا تو انہوں نے نماز فجر (کی قرأت) لمبی کر دی، اور رسول اللہ ﷺ جب سمع اللہ لمن حمدہ کہتے، ٹھہرے رہتے حتیٰ کہ ہم کہتے شاید آپ بھول گئے ہیں (بعد کی نماز کا خیال ہی نہیں رہا) پھر سجدہ کرتے اور دو سجدوں کے درمیان بیٹھے رہتے، حتیٰ کہ ہم خیال کرتے شاید آپ بھول گئے ہیں۔

٤٠...... بَاب: مُتَابَعَةِ الْإِمَامِ وَالْعَمَلِ بَعْدَهُ

باب ٤٠: امام کی متابعت (پیروی) اور ہر کام امام کے بعد کرنا

[1062] ١٩٧ـ(٤٧٤) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ نَا زُهَيْرٌ قَالَ نَا أَبُو إِسْحٰقَ قَالَ ح و قَالَ انا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ انا أَبُو خَيْثَمَةَ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ حَدَّثَنِي الْبَرَاءُ وَهُوَ غَيْرُ كَذُوبٍ أَنَّهُمْ كَانُوا يُصَلُّونَ خَلْفَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ لَمْ أَرَ أَحَدًا يَحْنِي ظَهْرَهُ حَتّٰى يَضَعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ جَبْهَتَهُ عَلَى الْأَرْضِ ثُمَّ يَخِرُّ مَنْ وَرَائَهُ سُجَّدًا

[1062]۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ (وہ جھوٹے نہ تھے) سے روایت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کی اقتدا میں نماز پڑھتے تھے، جب آپ رکوع سے اپنا سر اٹھا لیتے تو میں کسی کو اس وقت تک اپنی پشت جھکاتے نہ دیکھا، جب تک رسول اللہ ﷺ اپنی پیشانی زمین پر نہ رکھ دیتے پھر آپ کے پیچھے والے سجدہ میں جاتے۔

← بالركوع والسجود برقم (٢٨١) والنسائي في (المجتبى) في الامامة، باب: مبادرة الامام ٢/ ٩٦ انظر (التحفة) برقم (١٧٧٢)

[1062] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٠٦١)

فائدہ ...... حضرت براء رضی اللہ عنہ کے لیے عبداللہ بن یزید کا غیر کذوب کہنا، حالانکہ الصحابة کلهم عدول کی رو سے اس کی ضرورت نہیں، محض ان کی تعریف وتوصیف کے لیے ہے، توثیق وتوکید کے لیے نہیں ہے اور اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے مقتدی اس وقت تک سجدہ کے لیے نہ جھکیں، جب تک امام اپنی پیشانی زمین پر نہ رکھ دے۔

[1063] ۱۹۸-(. .) و حَدَّثَنِي أَبُوبَكْرِ بْنُ خَلَادِ الْبَاهِلِيُّ قَالَ ا نَا يَحْيَى يَعْنِي ابْنَ سَعِيدٍ قَالَ نَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو إِسْحَقَ حَدَّثَنِي

عَبْدُاللّٰهِ بْنُ يَزِيدَ حَدَّثَنِي الْبَرَاءُ وَهُوَ غَيْرُ كَذُوبٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا قَالَ ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ لَمْ يَحْنِ أَحَدٌ مِنَّا ظَهْرَهُ)) حَتّٰى يَقَعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ سَاجِدًا ثُمَّ نَقَعُ سُجُودًا بَعْدَهُ

[1063] ۔حضرت براء رضی اللہ عنہ (وہ جھوٹے نہ تھے) سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سمع اللہ لمن حمدہ کہتے (رکوع سے سر اٹھا کر کھڑے ہو جاتے) تو ہم میں سے کوئی ایک بھی اس وقت تک اپنی پشت نہ جھکاتا، جب تک رسول اللہ ﷺ سجدہ میں نہ چلے جاتے، پھر ہم آپ کے بعد سجدہ کرتے یا سجدہ میں گرتے۔

[1064] ۱۹۹-(. .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ سَهْمٍ الْأَنْطَاكِيُّ قَالَ نَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَبُوإِسْحٰقَ الْفَزَارِيُّ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ قَالَ سَمِعْتُ

عَبْدَاللّٰهِ بْنَ يَزِيدَ يَقُولُ عَلَى الْمِنْبَرِ حَدَّثَنَا الْبَرَاءُ أَنَّهُمْ كَانُوا يُصَلُّونَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَإِذَا رَكَعَ رَكَعُوا وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ فَقَالَ ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ)) لَمْ نَزَلْ قِيَامًا حَتّٰى نَرَاهُ قَدْ وَضَعَ وَجْهَهُ فِي الْأَرْضِ ثُمَّ نَتَّبِعُهُ

[1064] ۔حضرت محارب بن دثار رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے عبداللہ بن یزید کو منبر پر بیان کرتے ہوئے سنا کہ ہمیں براء رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے تھے، جب آپ رکوع میں چلے جاتے تو وہ رکوع کرتے اور جب آپ اپنا سر رکوع سے اٹھاتے تو سمع اللہ لمن حمدہ کہتے اور ہم کھڑے رہتے یہاں تک کہ ہم آپ کو دیکھتے کہ آپ نے اپنا ماتھا (پیشانی) زمین پر رکھ دیا پھر ہم آپ کی پیروی کرتے (سجدہ میں چلے جاتے)۔

[1063] اخرجه ابوداود فی (سننه) فی الصلاة، باب: ما یومر به الماموم من اتباع الامام برقم (٦٢٠) مختصرا۔ انظر (التحفة) برقم (١٧٧٣)

[1064] اخرجه ابوداود فی (سننه) فی الصلاة، باب: ما یومر به الماموم من اتباع الامام برقم (٦٢٠) مختصرا۔ انظر (التحفة) برقم (١٧٧٣)

[1065] ۲۰۰-(. . .) حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَابْنُ نُمَيْرٍ قَالَا نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ قَالَ انا أَبَانُ وَغَيْرُهُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى

عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ لَا يَحْنُو أَحَدٌ مِنَّا ظَهْرَهُ حَتّٰى نَرَاهُ قَدْ سَجَدَ فَقَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا الْكُوفِيُّونَ أَبَانُ وَغَيْرُهُ قَالَ حَتّٰى نَرَاهُ يَسْجُدُ

[1065] ۔حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم (نماز میں) نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ہوتے، ہم میں سے کوئی ایک اس وقت تک اپنی پشت نہ جھکاتا، یہاں تک کہ ہم آپ کو دیکھ لیتے کہ آپ سجدہ میں جا چکے ہیں، زہیر نے کہا، ہمیں سفیان نے بتایا کہ ہمیں کوفیوں ابان وغیرہ نے حدیث سنائی اور اس نے نراه قد سجد کی جگہ نراه يسجد کہا۔

[1066] ۲۰۱-(٤٧٥) حَدَّثَنَا مُحْرِزُ بْنُ عَوْنِ بْنِ أَبِي عَوْنٍ قَالَ نَا خَلَفُ بْنُ خَلِيفَةَ الْأَشْجَعِيُّ أَبُوأَحْمَدَ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ سَرِيعٍ مَوْلٰى آلِ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ

عَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ النَّبِيِّ ﷺ الْفَجْرَ فَسَمِعْتُهُ يَقْرَأُ فَلَا أُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ وَكَانَ لَا يَحْنِي رَجُلٌ مِنَّا ظَهْرَهُ حَتّٰى يَسْتَتِمَّ سَاجِدًا

[1066] ۔حضرت عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کے پیچھے فجر کی نماز پڑھی تو میں نے آپ کو فلا اقسم بالخنس الجوار الكنس (سورۃ تکویر) پڑھتے سنا۔ اور ہم میں سے کوئی آدمی اپنی پشت نہیں جھکاتا تھا حتیٰ کہ آپ پوری طرح سجدہ میں چلے جاتے۔

۴۱...... بَاب: مَا يَقُولُ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ

باب۴۱: رکوع سے سر اٹھا کر نمازی کیا کہے گا

[1067] ۲۰۲-(٤٧٦) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا أَبُومُعَاوِيَةَ وَوَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ الْحَسَنِ

[1065] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٠٧٢١)

[1066] اخرجه ابوداود في (سننه) في الصلاة، باب: ما يقول اذا رفع راسه من الركوع برقم (٨٤٦) وابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها باب: ما يقول اذا رفع راسه من الركوع برقم (٨٧٨) انظر (التحفة) برقم (٥١٧٣)

[1067] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٠٦٦)

عَنِ ابْنِ أَبِي أَوْفَى قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا رَفَعَ ظَهْرَهُ مِنَ الرُّكُوعِ قَالَ ((سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْأَ السَّمٰوٰاتِ وَمِلْأَ الْأَرْضِ وَمِلْأَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ))

[1067] - حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ، جب رکوع سے اپنی پشت اٹھاتے تو سمع الله لمن حمده، اللهم ربنا لك الحمد الحديث، کہتے: اے اللہ! ہمارے آقا ومالک تیرے لیے ہی تعریف وتوصیف ہے، آسمانوں کی پورائی اور زمین کی پورائی اور جس چیز کی بھرائی تو ان کے سوا چاہے۔

[1068] ٢٠٣-(. .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ الْحَسَنِ قَالَ سَمِعْتُ

عَنْ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَدْعُو بِهٰذَا الدُّعَاءِ ((اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْأَ السَّمٰوٰاتِ وَمِلْأَ الْأَرْضِ وَمِلْأَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ))

[1068] - حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے، اے اللہ! ہمارے آقا تیری ہی تعریف آسمان بھر کر اور زمین بھر کر اور ان کے سوا جو چیز تو چاہے وہ بھر کر۔

[1069] ٢٠٤-(. . . .) حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَ ابْنُ الْمُثَنّٰى نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ نَا شُعْبَةُ عَنْ مَجْزَأَةَ بْنِ زَاهِرٍ قَالَ سَمِعْتُ

عَبْدَاللّٰهِ بْنَ أَبِي أَوْفَى يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ ((اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ مِلْأَ السَّمَاءِ وَمِلْأَ الْأَرْضِ وَمِلْأَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ اَللّٰهُمَّ طَهِّرْنِي بِالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَالْمَاءِ الْبَارِدِ اَللّٰهُمَّ طَهِّرْنِي مِنَ الذُّنُوبِ وَالْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْوَسَخِ))

[1069] - حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ فرمایا کرتے تھے: اے اللہ! ہمارے آقا تیرے لیے وہ حمد سزاوار ہے، جس سے آسمان بھر جائیں، زمین بھر جائے اور ان کے سوا جو ظرف تو چاہے وہ بھر جائے اے اللہ مجھے برف، اولوں اور ٹھنڈے پانی سے پاک صاف کر دے، اے اللہ! مجھے گناہوں اور خطاؤں سے اس طرح پاک صاف کر دے جس طرح سفید کپڑا میل کچیل سے صاف کیا جاتا ہے۔

[1068] اخرجه النسائی فی (المجتبی) فی الغسل، باب: الاغتسال بالثلج والبرد برقم (١/ ١٩٨- وفی باب الاغتسال بالماء البارد برقم (١/ ١٩٩- انظر (التحفة) برقم (٥١٨١)

[1069] تقدم فی الحديث السابق برقم (١٠٦٨)

[1070] (. .) حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللهِ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ نَا أَبِي قَالَ ح و حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ كِلَاهُمَا

عَنْ شُعْبَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ فِي رِوَايَةِ مُعَاذٍ((كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْأَبْيَضُ مِنَ الدَّرَنِ)) وَفِي رِوَايَةِ يَزِيدَ((مِنَ الدَّنَسِ))

[1070] امام صاحب اپنے دو اور استادوں سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں، معاذ کی روایت میں وسخ کی جگہ "درنٌ" اور یزید کی روایت میں "دَنسٌ" ہے۔

[1071] ٢٠٥ ـ(٤٧٧) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ قَالَ ا نَا مَرْوَانُ بْنُ مُحَمَّدٍ الدِّمَشْقِيُّ قَالَ نَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِالْعَزِيزِ عَنْ عَطِيَّةَ بْنِ قَيْسٍ عَنْ قَزَعَةَ

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ قَالَ ((رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْأَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَمِلْأَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ أَهْلَ الثَّنَاءِ وَالْمَجْدِ أَحَقُّ مَا قَالَ الْعَبْدُ وَكُلُّنَا لَكَ عَبْدٌ اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ))

[1071]۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب رکوع سے اپنا سر اٹھاتے تو فرماتے: اے ہمارے آقا! تیرے ہی لیے تعریف ہے، آسمان وزمین بھر کر اوران کے سوا جس ظرف کی پورائی تو چاہے، اے ثناء اور عظمت کے حقدار، صحیح ترین جو بات بندہ کہتا ہے اور ہم سب تیرے ہی بندے ہیں۔(وہ یہ ہے) اے اللہ! جو چیز تو عنایت فرمانا چاہے، اس کو کوئی روک نہیں سکتا، اور جس چیز سے تو محروم کر دے وہ کوئی دے نہیں سکتا اور کسی بزرگی وعظمت والے کی دولت وتونگری تیرے مقابلہ میں سودمند نہیں ہے۔

مفردات الحدیث ❶ **ثناء**: تعریف وتوصیف، ❷ **مجد**: عظمت وبزرگی،شرف ورفعت۔ ❸ **جد**: نصیبہ، خوش قسمتی، اقتدار،عظمت وبزرگی، دولت وتونگری، اگر جَدَّ(ض۔ ن) جَدًّا سے مصدر مراد لیں تو معنی ہوگا محنت وکوشش کرنا۔ ❹ **اهل الثناء والمجد**: نداء یامدح کی بنا پر منصوب ہے۔اور حق ما قال العبد، مبتدا ہےاور اللهم لا مانع الخ خبر ہے۔اور کلنا لك عبد جملہ معترضہ ہے۔

[1070] اخرجه ابوداود فی (سننه) فی الصلاة، باب ما یقول: اذا رفع راسه من الرکوع برقم (٨٤٧) والنسائی فی (المجتبی) فی التطبیق، باب: ما یقول فی قیامه ذلك ٢/ ١٩٨ ـ انظر (التحفة) برقم (٤٢٨١)

[1071] اخرجه النسائی فی (المجتبی) فی التطبیق، باب: ما یقول فی قیامه ذلك ٢/ ١٩٨ ـ انظر (التحفة) برقم (٥٩٥٤)

[1072] ۲۰۶-(٤٧٨) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا هُشَيْمُ بْنُ بَشِيرٍ أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ عَطَاءٍ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ قَالَ ((اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْأُ السَّمٰوٰتِ وَمِلْأُ الْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَمِلْأُ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ أَهْلَ الثَّنَاءِ وَالْمَجْدِ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ))

[1072] - حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ، جب رکوع سے سر اٹھاتے تو یہ دعا پڑھتے: اے اللہ، ہمارے آقا! تیرے ہی لیے تعریف ہے، آسمانوں کو بھر کر، زمین بھر کر اور ان کے درمیان کا خلا بھر کر اور ان کے سوا جو چیز تو چاہے وہ بھر کر، اے تعریف وتوصیف اور بزرگی کے حقدار جو چیز تو عنایت فرمائے اس کو کوئی چھین نہیں سکتا، اور جس سے تو محروم کر دے وہ کوئی دے نہیں سکتا اور کسی صاحب اقتدار اور سلطنت کے لیے اس کا اقتدار تیرے مقابلہ میں سودمند نہیں ہے۔

تنبیہ:...... ملءَ السموت: کو اگر حمد کی صفت بنائیں تو مرفوع ہوگا، اگر حرف جر محذوف مانیں تو مجرور ہوگا اور اگر مصدر محذوف کی صفت مانیں تو منصوب ہوگا، اور عام طور پر اس کو منصوب ہی پڑھتے ہیں۔

[1073] (...) حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ نَا حَفْصٌ قَالَ نَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ قَالَ نَا قَيْسُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ إِلَى قَوْلِهِ وَمِلْءُ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ وَلَمْ يَذْكُرْ مَا بَعْدَهُ

[1073] امام صاحب اسے ایک اور استاد سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوع روایت بیان کرتے ہیں اور دعا صرف ملأ ما شئت من شيء بعد تک نقل کرتے ہیں، بعد والے دعائیہ کلمات بیان نہیں کرتے۔

فائدہ:...... اللهم لا مانع الخ کو بندے کی صحیح ترین بات قرار دیا گیا ہے کیونکہ اس میں انسان اپنے تمام معاملات اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتا ہے اور اس بات کو تسلیم کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت کے بغیر انسان کو کچھ نہیں حاصل ہوسکتا، انسان کو جو چیز اللہ تعالیٰ نہ دینا چاہے دنیا کی کوئی طاقت اس کو دے نہیں سکتی اور جو وہ دینا چاہے دنیا

[1072] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٠٧١)

[1073] اخرجه ابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: في الدعاء في الركوع والسجود برقم (٨٧٦) والنسائي في (المجتبى) في التطبيق، باب: الامر بالاجتهاد في الدعاء والسجود برقم ٢/٢١٧- وفي باب: تعظيم الرب في الركوع برقم (٢/ ١٨٩ و ١٩٠- وابن ماجه في (سننه) في تعبير الرؤيا، باب الرؤيا الصالحة يراها المسلم او ترى له برقم (٣٨٩٩) انظر (التحفة) برقم (٥٨١٢)

کی کوئی طاقت اس کو اس سے محروم نہیں کر سکتی۔ اس لیے انسان کو ناجائز تدابیر اور ذرائع کو اختیار نہیں کرنا چاہیے۔ اور ان حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ رکوع کے بعد دعا پڑھتے تھے کبھی چھوٹی اور کبھی بڑی، اس لیے مقتدی کی طرح امام کو بھی رکوع کے بعد دعا پڑھنی چاہیے، اور ان حدیثوں سے یہ بھی معلوم ہوا، اللہ تعالیٰ لامحدود حمد و ثنا کا حقدار ہے، آسمانوں، زمین اور خلا کی پورائی کا مقصد یہی ہے کیونکہ انسانی پیمانوں کے اعتبار سے یہ چیزیں ماپنی ممکن نہیں ہیں۔

۴۲...... بَاب: النَّهْيِ عَنْ قِرَائَةِ الْقُرْآنِ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ

باب ٤٢: رکوع اور سجدہ میں قرأت قرآن (قرآن پڑھنا) ممنوع ہے

[1074] ۲۰۷-(٤٧٩) حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالُوا نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ أَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ سُحَيْمٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَعْبَدٍ عَنْ أَبِيهِ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَشَفَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ السِّتَارَةَ وَالنَّاسُ صُفُوفٌ خَلْفَ أَبِي بَكْرٍ فَقَالَ ((أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّهُ لَمْ يَبْقَ مِنْ مُبَشِّرَاتِ النُّبُوَّةِ إِلَّا الرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ يَرَاهَا الْمُسْلِمُ أَوْ تُرٰى لَهُ أَلَا وَإِنِّي نُهِيتُ أَنْ أَقْرَأَ الْقُرْآنَ رَاكِعًا أَوْ سَاجِدًا فَأَمَّا الرُّكُوعُ فَعَظِّمُوا فِيهِ الرَّبَّ عَزَّ وَجَلَّ وَأَمَّا السُّجُودُ فَاجْتَهِدُوا فِي الدُّعَاءِ فَقَمِنٌ أَنْ يُسْتَجَابَ)) لَكُمْ قَالَ أَبُوبَكْرٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سُلَيْمَانَ

[1074]۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دروازے کا پردہ اٹھایا اور لوگ ابوبکر کے پیچھے صفوں میں کھڑے تھے تو آپ نے فرمایا: اے لوگو! نبوت کی بشارتوں سے اب صرف اچھے خواب باقی رہ گئے ہیں، جو خود مسلمان دیکھے گا، یا اس کے بارے میں دوسرے کو دکھایا جائے گا، خبردار مجھے رکوع اور سجدہ کی حالت میں قرآن پڑھنے سے روک دیا گیا ہے، رہا رکوع تو اس میں اپنے رب کی عظمت و کبریائی بیان کرو اور رہا سجدہ تو اس میں خوب دعا کرو، وہ اس لائق ہے کہ اس کو تمہارے حق میں قبول کر لیا جائے۔ فَقَمِنٌ لائق ہے۔ قابل ہے۔

فوائد:...... ❶ اس حدیث میں، اس بات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ آپ کی وفات کا وقت قریب آ گیا ہے، اور آپ کے بعد چونکہ کوئی اور نبی نہیں آنا، آپ پر نبوت و رسالت ختم ہو چکی ہے اس لیے وحی کی آمد کا سلسلہ بھی منقطع ہو جائے گا، صرف اچھے خواب رہ جائیں گے، جو کسی کو اپنے یا دوسرے کے حق میں نظر آ سکیں گے۔ ❷ قرأت

[1074] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٠٧٣)

کا موقع اور محل قیام ہے، اور رکوع وسجود، جو عاجزی اور فروتنی پر دلالت کرتے ہیں، ان میں اللہ کے حضور اپنے عجز ونیاز کا اظہار کیا جائے گا، (ان کے اوراد اور وظائف اگلے باب میں آ رہے ہیں) اس لیے ان میں قرآن نہیں پڑھا جائے گا۔

[1075] ٢٠٨-(. .) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ قَالَ نَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ أَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ سُحَيْمٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَعْبَدِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَشَفَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ السِّتْرَ وَرَأْسُهُ مَعْصُوبٌ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ فَقَالَ ((اَللّٰهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ اَنَّهُ لَمْ يَبْقَ مِنْ مُبَشِّرَاتِ النُّبُوَّةِ إِلَّا الرُّؤْيَا يَرَاهَا الْعَبْدُ الصَّالِحُ أَوْ تُرٰى لَهُ)) ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ سُفْيَانَ

[1075] - حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پردہ اٹھایا اور مرض الموت میں آپ کا سر پٹی سے باندھا ہوا تھا، آپ نے فرمایا: اے اللہ کیا میں نے تیرا پیغام پہنچا دیا۔ تین دفعہ فرمایا۔ (نبوت کی بشارتوں سے صرف خواب باقی رہ گئے ہیں، جسے نیک انسان دیکھے گا یا اس کے حق میں دوسرے کو دکھایا جائے گا)۔ اس کے بعد سفیان کی طرح حدیث بیان کی۔

تنبیہ: ...... بیروت کے نسخہ میں قال ابوبکر حدثنا سفیان عن سلیمان کو حدیث ١٠٧٥ کی سند میں ملا دیا گیا ہے۔ لیکن یہ غلط ہے، اس کا تعلق اوپر والی حدیث سے ہے اور حدیث ١٠٧٥ کی سند، حدثنا یحییٰ بن ایوب سے شروع ہوتی ہے، نیز اس نسخہ میں الرویا کے بعد الصالحۃ کا لفظ نہیں ہے اور پاکستانی نسخوں میں الصالحۃ کا لفظ موجود ہے۔

[1075] اخرجه مسلم في (صحيحه) في اللباس والزينة، باب النهي عن لبس الرجل الثوب المعصفر برقم (٢٩) وبرقم (٣٠) وبرقم (٣١) وابو داود في (سننه) في اللباس باب: من كرهه برقم (٤٠٤٤) وبرقم (٤٠٤٥) وبرقم (٤٠٤٦) والترمذي في (جامعه) في الصلاة، باب: ما جاء في النهي عن القراة في الركوع والسجود برقم (٢٦٤) وقال: حديث علي حديث حسن صحيح- وفي اللباس باب: ما جاء في كراهية خاتم الذهب برقم (١٧٣٧) والنسائي في (المجتبى) في التطبيق، باب النهي عن القراة في الركوع برقم (٢/ ١٨٩ مطولا- وفي باب النهي عن القراة في السجود برقم (٢/ ٢١٧- وفي الزينة، باب خاتم الذهب برقم ٨/ ١٦٧ و ١٦٨ و برقم (٨/ ١٦٧ وبرقم (٨/ ١٦٨ وفي باب: الاختلاف على يحيى بن ابى كثير فيه برقم (٨/ ١٦٩ وبرقم ٨/ ١٦٣ وفي باب النهي عن لبس خاتم الذهب برقم ٨/ ١٩١ وبرقم ٨/ ١٩٢- وفي باب النهي عن لبس المعصفر برقم ٨/ ٢٠٤- وفي باب خاتم الذهب ٨/ ١٦٨- والترمذي في (جامعه) في اللباس باب: ما جاء في كراهية المعصفر للرجال برقم (١٧٢٥) وابن ماجه في (سننه) في اللباس باب: كراهية المعصفر للرجال برقم (٣٦٠٢) وفي باب النهي عن خاتم الذهب برقم (٣٦٤٢) انظر (التحفة) بر (١٠١٧٩)

[1076] ٢٠٩-(٤٨٠) حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ قَالَا نَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِاللَّهِ بْنِ حُنَيْنٍ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ

عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ قَالَ نَهَانِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ أَقْرَأَ رَاكِعًا أَوْ سَاجِدًا

[1076] ۔حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے رکوع اور سجدہ میں قرآن پڑھنے سے منع فرمایا۔

[1077] ٢١٠-(٤٨٠) وحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ نَا أَبُو أُسَامَةَ عَنِ الْوَلِيدِ يَعْنِي ابْنَ كَثِيرٍ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِاللَّهِ بْنِ حُنَيْنٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ سَمِعَ

عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ يَقُولُ نَهَانِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنْ قِرَائَةِ الْقُرْآنِ وَأَنَا رَاكِعٌ أَوْ سَاجِدٌ

[1077] ۔حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے رکوع اور سجدہ کی حالت میں قرآن پڑھنے سے روکا۔

[1078] ٢١١-(...) وحَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ إِسْحٰقَ قَالَ نَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ أَخْبَرَنِي زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِاللَّهِ بْنِ حُنَيْنٍ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ أَنَّهُ قَالَ نَهَانِي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ عَنِ الْقِرَائَةِ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ وَلَا أَقُولُ نَهَاكُمْ

[1078] ۔حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے رکوع اور سجدہ میں قرأت کرنے سے منع کیا، میں یہ نہیں کہتا، تمہیں منع کیا۔

فائدہ:......حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مقصد یہ نہیں ہے کہ تم رکوع وسجود قرأت کر سکتے ہو، کیونکہ یہ ممانعت تو سب کے لیے ہے، صرف اتنا بتانا مقصود ہے، آپ نے مجھے خطاب کر کے فرمایا تھا۔

[1076] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٠٧٥)

[1077] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٠٧٥)

[1078] اخرجه النسائي في (المجتبى) في التطبيق، باب النهي عن القراة في الركوع برقم ٢/ ١٨٨ مطولا۔ وفي باب: النهي عن القراة في السجود برقم (٢/ ٢١٧ مطولا۔ وفي اللباس: باب: خاتم الذهب ٨/ ١٦٧۔ وفي باب النهي عن لبس خاتم الذهب ٨/ ١٩١۔ انظر (التحفة) برقم (١٠١٩٤)

[1079] ۲۱۲-(...) حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَإِسْحٰقُ قَالَا نَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ قَالَ نَا دَاوُدُ بْنُ قَيْسٍ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ حُنَيْنٍ عَنْ أَبِيهِ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ نَهَانِي حِبِّي ﷺ أَنْ أَقْرَأَ رَاكِعًا أَوْ سَاجِدًا

[1079] ۔حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے میرے محبوب ﷺ نے رکوع اور سجدہ کی حالت میں قرأت کرنے سے منع فرمایا۔

[1080] ۲۱۳-(...) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ ح و حَدَّثَنِي عِيسَى بْنُ حَمَّادٍ الْمِصْرِيُّ قَالَ انَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ قَالَ ح و حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ قَالَ نَا الضَّحَّاكُ بْنُ عُثْمَانَ قَالَ ح و حَدَّثَنَا الْمُقَدَّمِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيٰى وَهُوَ الْقَطَّانُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ ح و حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ قَالَ نَا ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنِي أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ ح و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ حُجْرٍ قَالُوا حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ يَعْنُونَ ابْنَ جَعْفَرٍ أَخْبَرَنِي مُحَمَّدٌ وَهُوَ ابْنُ عَمْرٍو قَالَ ح و حَدَّثَنِي هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْحٰقَ كُلُّ هٰؤُلَآءِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ حُنَيْنٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَلِيٍّ ح إِلَّا الضَّحَّاكَ وَابْنَ عَجْلَانَ فَإِنَّهُمَا زَادَا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

عَنْ عَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ كُلُّهُمْ قَالُوا نَهَانِي عَنْ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ وَأَنَا رَاكِعٌ وَلَمْ يَذْكُرُوا فِي رِوَايَتِهِمُ النَّهْيَ عَنْهَا فِي السُّجُودِ كَمَا ذَكَرَ الزُّهْرِيُّ وَزَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ وَالْوَلِيدُ بْنُ كَثِيرٍ وَدَاوُدُ بْنُ قَيْسٍ

[1080] امام صاحب اپنے مختلف اساتذہ سے مختلف راویوں سے ابراہیم بن عبداللہ بن حنین کی اپنے باپ سے علی رضی اللہ عنہ کی نبی اکرم ﷺ سے روایت بیان کرتے ہیں ضحاک اور ابن عجلان نے علی رضی اللہ عنہ سے پہلے ابن عباس رضی اللہ عنہما کا اضافہ کیا ہے) سب نے کہا کہ آپ نے مجھے رکوع کی حالت میں قرآن کی قرأت سے روکا، ان میں سے کسی نے اپنی روایت میں، زہری، زید بن اسلم، ولید بن کثیر اور داود بن قیس کی روایات کی طرح، سجدے میں قرأت کرنے سے روکنے کا تذکرہ نہیں کیا۔

[1079] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٠٧٨) واما طريق هارون بن عبدالله وطريق المقدمي تقدم تخريجه برقم (١٠٧٥)

[1080] تقدم تخريجه برقم (١٠٧٥)

[1081] (. . .) و حَدَّثَنَاه قُتَيْبَةُ عَنْ حَاتِمِ بْنِ إِسْمٰعِيلَ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ حُنَيْنٍ

عَنْ عَلِّي عَنِ النَّبِيِّ ﷺ كُلُّهُمْ قَالُوْا نَهَانِيْ عَنْ قِرَاءَ ةِ الْقُرْاٰنِ وَاَنَا رَاكِعٌ وَ لَمْ يَذْكُرُوْ فِيْ رِوَايَتِهِمُ النَّهْيَ فِي السُّجُوْدِ۔

[1081] امام صاحب اپنے ایک اور استاد سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔ لیکن سجدہ میں قرأت کا تذکرہ نہیں کیا۔ یافی السجود نہیں کہا۔

[1082] ٢١٤۔(٤٨١) و حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ حَفْصٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ حُنَيْنٍ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ قَالَ نُهِيتُ أَنْ أَقْرَأَ وَأَنَا رَاكِعٌ لَا يَذْكُرُ فِي الْإِسْنَادِ عَلِيًّا

[1082]۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا، مجھے رکوع کی حالت میں قرأت سے منع کیا گیا ہے۔ اس سند میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ذکر نہیں ہے۔

٤٣...... بَاب: مَا يُقَالُ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ

باب ٤٣: رکوع اور سجدہ میں کیا کہا جائے گا

[1083] ٢١٥۔(٤٨٢) و حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مَعْرُوفٍ وَعَمْرُو بْنُ سَوَّادٍ قَالَا نَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غَزِيَّةَ عَنْ سُمَيٍّ مَوْلٰى أَبِي بَكْرٍ أَنَّهٗ سَمِعَ أَبَا صَالِحٍ ذَكْوَانَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ **((أَقْرَبُ مَا يَكُونُ الْعَبْدُ مِنْ رَبِّهٖ وَهُوَ سَاجِدٌ فَأَكْثِرُوا الدُّعَآءَ))**

[1083]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ بندہ سجدہ کی حالت میں اپنے رب کی رحمت کے بہت قریب ہوتا ہے لہٰذا اس میں خوب دعا کرو۔

[1081] اخرجه النسائی فی (المجتبی) فی الزينة باب النهی عن لبس خاتم الذهب برقم ٨/ ١٩١ مطولاً۔ انظر (التحفة) برقم (٥٧٨٦)

[1082] اخرجه النسائی فی (المجتبی) فی التطبيق باب: اقرب ما يكون العبد من الله عزوجل برقم ٢/ ٢٢٦۔ انظر (التحفة) برقم (١٢٥٦٥)

[1083] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب الدعاء فی الركوع والسجود برقم (٨٧٨) انظر (التحفة) برقم (١٢٥٦٦)

فائدہ :...... سجدہ انتہائی فروتنی اور عاجزی کی دلیل ہے، جس کے ذریعہ بندہ اللہ کے حضور اپنے فقر واحتیاج اور مسکنت کا اظہار کرتا ہے، اس لیے اس حالت میں وہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور رحمت کا محل بنتا ہے، اور اسے اللہ تعالیٰ کا انتہائی قرب حاصل ہوتا ہے، اس لیے یہ دعا کا بہترین محل ہے اور اس قرب کی بنا پر بعض علماء نے قیام کی طوالت پر سجدوں کی کثرت کو ترجیح دی ہے، اس کے بارے میں علماء کے تین قول ہیں: (۱) زیادہ سجدے اور رکوع کرنا یعنی زیادہ نفل پڑھنا، طویل قیام سے افضل ہے، اور اس میں سجدہ لمبا کیا جائے گا۔ (۲) امام ابوحنیفہ اور امام شافعی کے نزدیک طویل قیام کرنا افضل ہے۔ (۳) امام احمد نے اس مسئلہ میں توقف کیا ہے، اور بعض نے کہا ہے، دونوں برابر ہیں، اور امام اسحاق کے نزدیک دن کو رکوع وسجود کی کثرت افضل ہے اور رات کو طویل قیام افضل ہے۔ آنحضرت ﷺ کے عمل سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ رات کو گیارہ رکعات سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔

[**1084**] ۲۱۶۔(۴۸۳) وحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَيُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَا نَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غَزِيَّةَ عَنْ سُمَيٍّ مَوْلَى أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ فِي سُجُودِهِ ((اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي ذَنْبِي كُلَّهُ دِقَّهُ وَجِلَّهُ وَأَوَّلَهُ وَآخِرَهُ وَعَلَانِيَتَهُ وَسِرَّهُ))

[**1084**]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سجدہ میں یہ دعا کرتے تھے: اے اللہ میرے سارے گناہ بخش دے، چھوٹے بھی اور بڑے بھی، پہلے بھی اور پچھلے بھی کھلے ہوئے بھی اور چھپے ہوئے بھی۔

مفردات الحدیث ❶ دِقَّهُ: جو چھوٹے یا تھوڑے ہیں، ❷ جِلَّهُ: بڑے یا زیادہ ہیں۔

[**1085**] ۲۱۷۔(۴۸۴) حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ نَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي الضُّحَى عَنْ مَسْرُوقٍ

[**1084**] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الاذان، باب: الدعاء فی الرکوع برقم (۷۹۴) وفی باب التسبیح والدعاء فی السجود برقم (۸۱۷) وفی المغازی، باب: (۵۱) برقم (۴۲۹۳) وفی التفسیر، سورت ﴿اذا جاء نصر الله﴾ باب (۱) برقم (۴۹۶۷) وفی سورت ﴿اذا جاء نصر الله﴾ باب (۲) برقم (۴۹۶۸) وابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: فی الدعاء، فی الرکوع والسجود برقم (۸۷۷) والنسائی فی (المجتبی) فی التطبیق، باب: نوع آخر من الذکر فی الرکوع برقم ۲/ ۱۹۰۔ وفی باب نوع آخر برقم (۲/ ۲۱۹۔ وفی باب: نوع آخر ۲/ ۲۲۰۔ وابن ماجه فی (سننه) فی اقامة الصلاة والسنة فیها، باب: التسبیح فی الرکوع والسجود برقم (۸۸۹) انظر (التحفة) برقم (۱۷۶۳۵)

[**1085**] تقدم تخریجه فی الحدیث السابق برقم (۱۰۸۴)

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُكْثِرُ أَنْ يَقُولَ فِي رُكُوعِهِ وَسُجُودِهِ ((سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي يَتَأَوَّلُ الْقُرْآنَ))

[1085] ۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے رکوع اور سجدہ میں بکثرت یہ کلمات کہا کرتے تھے: اے اللہ! ہمارے رب! ہم تیری حمد کے ساتھ تیری تسبیح بیان کرتے ہیں، اے اللہ! مجھے بخش دے۔'' آپ (یہ کلمات کہہ کر) قرآن مجید کے حکم کی تعمیل کرتے تھے۔

فائدہ ......سورۂ نصر میں آپ کو یہ حکم دیا گیا ہے: ''فسبح بحمد ربك واستغفره'' آپ اپنے رب کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح کریں اور اس سے مغفرت طلب کریں، اس حکم کی تعمیل آپ رکوع اور سجدے میں یہ کلمات کہہ کر کیا کرتے تھے، اور آپ کی اقتدا اور پیروی میں ہمیں بھی یہ کلمات سجدہ اور رکوع میں کہنے چاہئیں۔

[1086] ۲۱۸۔(. . . .) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُوكُرَيْبٍ قَالَا نَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوقٍ

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُكْثِرُ أَنْ يَقُولَ قَبْلَ أَنْ يَمُوتَ ((سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ)) قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا هٰذِهِ الْكَلِمَاتُ الَّتِي أَرَاكَ أَحْدَثْتَهَا تَقُولُهَا قَالَ ((جُعِلَتْ لِي عَلَامَةٌ فِي أُمَّتِي إِذَا رَأَيْتُهَا قُلْتُهَا)) إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ إِلَى آخِرِ السُّورَةِ

[1086] ۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی موت سے پہلے بکثرت یہ کلمات کہتے تھے: ''تو اپنی حمد کے ساتھ پاک ہے، میں تجھ سے معافی کا خواستگار ہوں اور تیری طرف رجوع کرتا ہوں (گناہوں سے باز آتا ہوں) عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، میں نے کہا، اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ کلمات جو میں آپ کو کہتے ہوئے دیکھتی ہوں، اب کیوں شروع کر دیئے ہیں؟ آپ نے فرمایا میرے لیے میری امت میں ایک علامت مقرر کی گئی ہے، جب اسے دیکھتا ہوں تو یہ کلمات کہتا ہوں، پھر آپ نے اذا جاء نصر اللہ والفتح مکمل سورت پڑھی۔

[1087] ۲۱۹۔(. . .) حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ ثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ ثَنَا مُفَضَّلٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ صُبَيْحٍ عَنْ مَسْرُوقٍ

[1086] تقدم تخريجه برقم (١٠٨٤)

[1087] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (١٧٦٢٤)

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ مُنْذُ نَزَلَ عَلَيْهِ إِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ يُصَلِّيْ صَلٰوةً إِلَّا دَعَا أَوْ قَالَ فِيهَا ((سُبْحَانَكَ رَبِّيْ وَبِحَمْدِكَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي))

[1087] ۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب سے رسول اللہ ﷺ پر اذا جاء نصر الله والفتح آیت اتری، اس وقت سے میں نے ہر نماز میں آپ کو یہ دعائیہ کلمات کہتے دیکھا۔''اے میرے رب! تو اپنی حمد کے ساتھ تسبیح (پاکیزگی) سے متصف ہے، اے اللہ! مجھے بخش دے۔''

[1088] ٢٢٠ـ(. . .) حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُالْاَعْلٰى قَالَ نَا دَاوُدُ عَنْ عَامِرٍ عَنْ مَسْرُوقٍ

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُكْثِرُ مِنْ قَوْلِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَرَاكَ تُكْثِرُ مِنْ قَوْلِ ((سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ)) فَقَالَ خَبَّرَنِي رَبِّي أَنِّي سَأَرٰى عَلَامَةً فِي أُمَّتِي فَإِذَا رَأَيْتُهَا أَكْثَرْتُ مِنْ قَوْلِ ((سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ فَقَدْ رَأَيْتُهَا إِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ فَتْحُ مَكَّةَ وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي دِينِ اللّٰهِ أَفْوَاجًا فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ إِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا))

[1088] ۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بکثرت فرماتے:''اللہ تو اپنی حمد کے ساتھ پاک ہے، میں اللہ سے بخشش کا طالب ہوں اور اس کی طرف رجوع کرتا ہوں۔'' تو میں نے آپ سے پوچھا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میں آپ کو دیکھتی ہوں کہ آپ بکثرت کرتے ہیں:"سبحان الله وبحمده، استغفر الله واتوب اليه" تو آپ نے فرمایا: میرے رب نے مجھے خبر دی ہے کہ میں جلد ہی اپنی امت میں ایک نشانی دیکھوں گا۔ اور جب میں اس کو دیکھ لوں تو بکثرت کہوں:"سبحان الله وبحمده استغفر الله واتوب" تو میں نشانی دیکھ چکا ہوں، جب اللہ کی نصرت اور فتح آ پہنچے، اور آپ لوگوں کو اللہ کے دین میں جوق در جوق داخل ہوتے دیکھیں یا دیکھ لیں تو اپنے پروردگار کی حمد کے ساتھ، اس کی تسبیح بیان کیجئے، اور اس سے بخشش طلب کیجئے، بلاشبہ وہ توبہ قبول فرمانے والا ہے۔''

فائدہ :...... اللہ تعالیٰ نے آپ کو استغفار بخشش طلب کرنے کا حکم دیا ہے، کیونکہ اس سے عبدیت کا اظہار ہوتا

[1088] تقدم

ہے اور پتہ چلتا ہے کہ ہر انسان بلکہ سید ولد آدم بھی اللہ کا محتاج ہے، اور بندہ سمجھتا ہے کہ عبدیت کا حق ایسا ہے کہ حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہیں ہوا، اور اس میں درحقیقت امت کو حکم دینا ہے کہ وہ ہر وقت اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رکھیں، اور کسی وقت بھی اس کی یاد سے غافل نہ ہوں اور کبھی یہ نہ سمجھیں کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کا حق بندگی ادا کر دیا ہے، انسان کے کام میں ہر صورت میں کمی اور کوتاہی رہ جاتی ہے، اس لیے اس کو بکثرت استغفار اور تسبیح وتحمید کرنا چاہیے، اور فتح مکہ کے بعد لوگوں کا بکثرت مسلمان ہونا، یہی فتح ونصرت کی علامت تھی اور آپ کی موت کے قرب کی طرف بھی اشارہ تھا، اس لیے آپ کو بکثرت تسبیح وتحمید اور استغفار کا حکم دیا گیا ہے، اور آپ اس حکم کی تعمیل میں یہ کام کرنے لگے، جو ایک طرح سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے فریضہ رسالت کی ادائیگی کی توفیق اور آپ کے لائے ہوئے دین کی وسعت کی نعمت کا شکرانہ بھی تھا۔

[1089] ۲۲۱۔(۴۸۵)وحَدَّثَنِي حَسَنُ الْحُلْوَانِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَا نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ اَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ قُلْتُ لِعَطَاءٍ كَيْفَ تَقُولُ أَنْتَ فِي الرُّكُوعِ قَالَ أَمَّا سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ لَا اِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ فَأَخْبَرَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتِ افْتَقَدْتُ النَّبِيَّ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَظَنَنْتُ أَنَّهُ ذَهَبَ اِلٰى بَعْضِ نِسَائِهِ فَتَحَسَّسْتُ ثُمَّ رَجَعْتُ فَإِذَا هُوَ رَاكِعٌ أَوْ سَاجِدٌ يَقُولُ((سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ لَا اِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ)) فَقُلْتُ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي إِنِّي لَفِي شَأْنٍ وَإِنَّكَ لَفِي آخَرَ

[1089]۔ابن جریج سے روایت ہے کہ میں نے عطاء سے پوچھا، آپ رکوع میں کیا کہتے ہیں؟ اس نے کہا: سبحانك وبحمدك لا اله الا انت ، کیونکہ مجھے ابن ابی ملیکہ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت سنائی، ایک رات میں نے رسول اللہ ﷺ کو بستر پر نہ پایا، میں نے خیال کیا، شاید آپ کسی بیوی کے پاس چلے گئے ہیں تو میں نے آپ کو تلاش کیا، پھر واپس آئی تو آپ رکوع یا سجدہ میں تھے اور فرما رہے تھے: سبحانك وبحمدك لا اله الا انت تو اپنی حمد کے ساتھ، پاک ہے اور تیرے سوا کوئی عبادت کا حقدار نہیں ہے۔ تو میں نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان، میں کیا سمجھ رہی تھی اور آپ کس حال میں ہیں۔

مفردات الحدیث ❶ افتقدت اور فقدت، فقدان سے ہیں اور دونوں کا معنی ہے میں نے آپ کو گم پایا، آپ مجھے نہ ملے۔ ❷ تَحَسَّسْتُ: حس سے ہے، ڈھونڈنا، تلاش کرنا، تحس الشئی کا معنی ہوتا ہے، حواس

[1089] اخرجه النسائي في (المجتبى) في التطبيق، باب: نوع آخر برقم (۲/ ۲۲۳۔ وفي عشرة النساء، باب: الغيرة ۷/ ۷۲ و ۷/ ۷۲۔ انظر (التحفة) برقم (۱۶۲۵۶)

سے پتہ لگانا۔ ③ شان: حال، کہتے ہیں ما شانك: تمہارا کیا حال ہے، یعنی میں غیرت میں مبتلا تھی اور آپ دنیا سے الگ تھلگ ہو کر اللہ تعالیٰ کے ساتھ راز و نیاز میں مشغول تھے۔

[1090] ۲۲۲-(٤٨٦) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا أَبُوأُسَامَةَ حَدَّثَنِي عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ فَقَدْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ لَيْلَةً مِنَ الْفِرَاشِ فَالْتَمَسْتُهُ فَوَقَعَتْ يَدِي عَلَى بَطْنِ قَدَمَيْهِ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ وَهُمَا مَنْصُوبَتَانِ وَهُوَ يَقُولُ ((اَللّٰهُمَّ أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوبَتِكَ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْكَ لَا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ))

[1090] ۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے ایک رات رسول اللہ ﷺ کو بستر پر نہ پایا تو میں آپ کو ٹٹولنے لگی تو میرا ہاتھ آپ کے پاؤں کے تلوؤں پر پڑا، اس وقت آپ سجدے میں تھے، اور آپ کے پاؤں کھڑے تھے اور آپ اللہ کے حضور عرض کر رہے تھے: ''اے اللہ! میں تیری ناراضی سے تیری رضا مندی کی پناہ لیتا ہوں اور تیری سزا سے تیری معافی کی پناہ لیتا ہوں، اور تیری پکڑ سے بس تیری ہی پناہ لیتا ہوں، میں تیری صفت وثنا پوری طرح بیان نہیں کر سکتا، (بس یہی کہہ سکتا ہوں) کہ تو ویسا ہے جیسا کہ تو نے خود اپنے بارے میں بتلایا ہے۔

مفردات الحدیث ✲ رضا کے مقابلہ میں سخط ہے اور معافاۃ کے مقابلہ میں عقوبت ہے۔اس لیے ان کو ایک دوسرے کے مقابلہ میں رکھا لیکن بك یعنی اللہ اس کا مقابل نہیں ہو سکتا، اس لیے کہنا منك، خلاصہ کلام یہی ہے تیری پکڑ سے تیرے سوا کوئی پناہ نہیں دے سکتا۔ مسجداً: جیم پر زبر ہو تو مصدر میمی یا ظرف ہوگا اور اگر زیر ہو تو گھر کی نماز گاہ مراد ہوگی۔

فائدہ:...... اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت کے ہاتھ لگانے سے وضو نہیں ٹوٹتا، اگرچہ امام مالک شافعی اور امام احمد رحمہم اللہ کے نزدیک وضو ٹوٹ جاتا ہے، لیکن یہ بات درست نہیں ہے الا یہ اس سے انسان کا عضو مخصوص متاثر ہو۔

[1090] اخرجه ابوداود في (سننه) في الصلاة، باب: في الدعاء في الركوع والسجود برقم (٨٧٩) والنسائي في (المجتبى) في الطهارة، باب: ترك الوضوء من مس الرجل امراته من غير شهوة ١/ ١٠٢- وفي التطبيق، باب: نصب القدمين في السجود برقم (٦٠٩٩) انظر (التحفة) برقم (٧٨٠٧)

[1091] ٢٢٣-(٤٨٧) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ الْعَبْدِيُّ قَالَ نَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الشِّخِّيْرِ

عَنْ عَائِشَةَ نَبَّأَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقُولُ فِي رُكُوعِهِ وَسُجُودِهِ ((سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ))

[1091]۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے رکوع اور سجدے میں یہ کلمات کہتے تھے: "سبوح قدوس رب الملائكة والروح" نہایت پاک اور مقدس و منزہ ہے پروردگار ملائکہ کا اور روح کا۔

فائدہ:...... روح سے مراد جبریل علیہ السلام ہے، بعض نے کہا یہ کوئی اور بڑا فرشتہ ہے یا مستقل مخلوق ہے، جس کو فرشتے بھی نہیں دیکھ سکتے۔

[1092] ٢٢٤-(..) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ نَا أَبُو دَاوُدَ قَالَ نَا شُعْبَةُ أَخْبَرَنِي قَتَادَةُ قَالَ سَمِعْتُ مُطَرِّفَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الشِّخِّيْرِ قَالَ أَبُو دَاوُدَ وَحَدَّثَنِي هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ مُطَرِّفَ

عَنِ عَائِشَةَ عَنْ النَّبِيِّ ﷺ بِهٰذَا الْحَدِيثِ

[1092]۔امام صاحب اپنے ایک اور استاد سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

فائدہ:...... نبی اکرم ﷺ رکوع اور سجدہ میں چھوٹی بڑی مختلف دعائیں پڑھا کرتے تھے۔لیکن مسلم کی روایات میں ان کے پڑھنے کی تعداد کی تعیین نہیں کی گئی، بعض جگہ بکثرت کہنے کا لفظ آیا ہے، سنن کی بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ رکوع وسجود میں اگر تین دفعہ سے کم بھی سبحان اللہ کہہ لیا جائے تو رکوع اور سجدہ تو ادا ہو جائے گا لیکن اس میں ایک گونہ نقصان رہے گا، کامل ادائیگی کے لیے کم سے کم تین دفعہ تسبیح کہنا ضروری ہے کیونکہ اس کو ذالك ادناه (یہ ادنیٰ درجہ ہے) کہا گیا ہے، اس لیے اس سے زیادہ مرتبہ کہنا چاہیے اور بعض مرتبہ ان ارکان کو لمبا کرنا چاہیے کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ آپ بکثرت رکوع وسجود میں سبحانك اللهم ربنا وبحمدك اللهم اغفرلی کہتے تھے۔

[1091] اخرجه ابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: ما يقول الرجل في ركوعه وسجوده برقم (٨٧٢) والنسائي في (المجتبى) في التطبيق، باب: نوع آخر منه ٢/ ٢٣٢ وفي باب: نوع آخر ٢/ ٢٢٤- انظر (التحفة) برقم (١٧٦٦٤)

[1092] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٠٩١)

٤٤...... بَاب: فَضْلِ السُّجُودِ وَالْحَثِّ عَلَيْهِ

باب ٤٤: سجدہ کی فضیلت اور اس کی ترغیب

[1093] ٢٢٥-(٤٨٨) حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ سَمِعْتُ الْأَوْزَاعِيَّ قَالَ حَدَّثَنِي الْوَلِيدُ بْنُ هِشَامٍ الْمُعَيْطِيُّ حَدَّثَنِي مَعْدَانُ بْنُ أَبِي طَلْحَةَ الْيَعْمَرِيِّ قَالَ لَقِيتُ ثَوْبَانَ مَوْلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ أَخْبِرْنِي بِعَمَلٍ أَعْمَلُهُ يُدْخِلُنِي اللّٰهُ بِهِ الْجَنَّةَ، أَوْ قَالَ: قُلْتُ بِأَحَبِّ الْأَعْمَالِ إِلَى اللّٰهِ، فَسَكَتَ، ثُمَّ سَأَلْتُهُ فَسَكَتَ، ثُمَّ سَأَلْتُهُ الثَّالِثَةَ فَقَالَ: سَأَلْتُ عَنْ ذٰلِكَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ: "عَلَيْكَ بِكَثْرَةِ السُّجُودِ لِلّٰهِ، فَإِنَّكَ لَا تَسْجُدُ لِلّٰهِ سَجْدَةً إِلَّا رَفَعَكَ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَةً، وَحَطَّ عَنْكَ بِهَا خَطِيئَةً **((عَلَيْكَ بِكَثْرَةِ السُّجُودِ لِلّٰهِ فَإِنَّكَ لَا تَسْجُدُ لِلّٰهِ سَجْدَةً إِلَّا رَفَعَكَ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَةً وَحَطَّ عَنْكَ بِهَا خَطِيئَةً))** قَالَ مَعْدَانُ ثُمَّ لَقِيتُ أَبَا الدَّرْدَاءِ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ لِي مِثْلَ مَا قَالَ لِي ثَوْبَانُ

[1093] - حضرت معدان بن ابی طلحہ یعمری سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام ثوبان رضی اللہ عنہ کو ملا تو میں نے ان سے پوچھا، مجھے کوئی ایسا عمل بتائیے جس کے کرنے سے اللہ مجھے جنت میں داخل فرما دے، یا میں نے پوچھا جو عمل اللہ کو سب سے زیادہ محبوب ہو۔ انہوں نے خاموشی اختیار فرمائی (اور میری بات کا کوئی جواب نہ دیا) پھر میں نے دوبارہ ان سے یہی سوال کیا، انہوں نے پھر خاموشی اختیار کر لی، پھر میں نے ان سے سہ بارہ (تیسری دفعہ) یہی سوال کیا تو انہوں نے جواب دیا، میں نے یہی سوال رسول اللہ ﷺ سے کیا تھا تو آپ نے فرمایا تھا: "تم اللہ کے حضور میں سجدے زیادہ کیا کرو، کیونکہ تم اللہ کے لیے جو سجدہ بھی کرو گے اللہ اس کے نتیجہ میں تمہارا درجہ ضرور بلند کرے گا، اور تمہارا کوئی نہ کوئی گناہ اس کی وجہ سے ضرور معاف ہوگا۔" معدان کہتے ہیں، اس کے بعد میں ابودرداء رضی اللہ عنہ کو ملا تو ان سے بھی یہی سوال کیا، انہوں نے بھی وہی بتایا جو مجھے ثوبان رضی اللہ عنہ نے بتایا تھا۔

[1093] اخرجه الترمذي في (جامعه) في الصلاة، باب: ما جاء في كثرة الركوع والسجود وفضله برقم (٣٨٨) وبرقم (٣٨٩) والنسائي في (المجتبى) في التطبيق باب: ثواب من سجد الله عزوجل سجدة ٢/ ٢٢٨- وابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها باب: ما جاء في طول القيام في صلوات برقم (١٤٢٣) انظر (التحفة) برقم (٢١١٢) وبرقم (١٠٩٦٥)

[1094] ٢٢٦-(٤٨٩) حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ مُوسَى أَبُو صَالِحٍ قَالَ نَا هِقْلُ بْنُ زِيَادٍ قَالَ سَمِعْتُ الْأَوْزَاعِيَّ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ حَدَّثَنِي رَبِيعَةُ بْنُ كَعْبٍ الْأَسْلَمِيُّ قَالَ كُنْتُ أَبِيتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَتَيْتُهُ بِوَضُوءِهِ وَحَاجَتِهِ فَقَالَ لِي سَلْ فَقُلْتُ أَسْأَلُكَ مُرَافَقَتَكَ فِي الْجَنَّةِ قَالَ أَوْ غَيْرَ ذٰلِكَ قُلْتُ هُوَ ذَاكَ قَالَ ((فَأَعِنِّي عَلَى نَفْسِكَ بِكَثْرَةِ السُّجُودِ))

[1094] ۔حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رات گزارتا تھا، (جب آپ تہجد کے لیے اٹھے) تو میں وضو کا پانی اور دوسری ضروریات لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ نے مجھے فرمایا: ''مانگو'' میں نے عرض کیا: میری مانگ یہ ہے کہ جنت میں آپ کی رفاقت نصیب ہو۔ آپ نے فرمایا: ''یہی یا اس کے سوا کچھ اور بھی؟'' میں نے عرض کیا بس میں تو یہی مانگتا ہوں تو آپ نے فرمایا: تم اپنے اس معاملہ میں سجدوں کی کثرت کے ذریعہ میری مدد کرو۔

فوائد: ...... ❶ ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ، اصحاب صفہ میں سے تھے اور سفر و حضر میں آپ کے خادم کی حیثیت سے آپ کے ساتھ رہتے تھے تو کسی رات یہ واقعہ پیش آیا، نیز ثوبان اور ربیعہ رضی اللہ عنہما کی روایت میں کثرت سجود سے مراد نفل نمازوں کی کثرت ہے۔ ❷ مقربین بارگاہِ خداوندی پر کبھی کبھی ایسے حالات آتے ہیں کہ وہ محسوس کرتے ہیں، اس وقت اللہ تعالیٰ کی عنایات و افضال متوجہ ہیں، جس کی بنا پر وہ سمجھتے ہیں کہ اس وقت اللہ سے جو کچھ مانگا جائے گا ان شاء اللہ مل جائے گا، کسی رات جب حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ آپ کی خدمت میں پانی اور دوسری ضرورت کی چیزیں لے کر حاضر ہوئے تو آپ نے ان کی خدمت سے متاثر ہو کر مسرت و انبساط کے عالم میں فرمایا، ربیعہ تمہارے دل میں اگر کسی خاص چیز کی چاہت اور آرزو ہو تو اس وقت مانگ لو، میں اللہ تعالیٰ سے دعا کروں گا اور امید ہے وہ تمہاری مراد پوری فرمائے گا، انہوں نے اس کے جواب میں، جنت میں آپ کی رفاقت کی خواہش کی اور مکرر دریافت کرنے پر بھی یہی کہا، مجھے تو بس یہی چاہیے تو آپ نے فرمایا: تم جنت میں میری رفاقت چاہتے ہو، یہ بہت بلند و بالا مقام ہے اور اس عظیم مرتبہ کے لیے میں تمہارے حق میں دعا کروں گا، لیکن تم بھی اس کا استحقاق پیدا کرنے کے لیے عملی کوشش کرو اور وہ خاص عمل، جو اس منزل تک پہنچانے میں مددگار ہو سکتا ہے وہ اللہ

[1094] اخرجه ابوداود في (سننه) في الصلاة، باب: وقت قيام النبي ﷺ من الليل برقم (١٣٢٠) والترمذي في (جامعه) في الدعوات، باب: منه برقم (٣٤١٦) والنسائي في (المجتبى) في التطبيق باب: فضل السجود برقم (٢/ ٢٢٧ وفي قيام الليل وتطوع النهار- باب ذكر ما يستفتح به القيام ٣/ ٢٠- وابن ماجه في (سننه) في الدعاء باب: ما يدعو بهاذا انتبه من الليل برقم (٣٨٧٩) انظر (التحفة) برقم (٣٦٠٣)

کے حضور سجدوں کی کثرت ہے لہٰذا تم اس کا خاص اہتمام کر کے اپنے اس معاملہ میں میری مدد کرو۔ ہماری اس وضاحت سے اس غلط استدلال کا جواب مل جاتا ہے، کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمانا: مانگ کیا مانگتا ہے؟ اس پر دلالت کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا اور آخرت کی تمام نعمتیں آپ کے ملک اور اختیار میں دے دی تھیں کہ جس کو چاہیں اور جتنا چاہیں (بشرط موافقت تقدیر) عطا کر دیں۔ اگر سب نعمتیں آپ کے اختیار اور ملک میں دے دی تھیں تو پھر آپ کو یہ کہنے کی ضرورت کیوں پیش آئی، فاعنی علی نفسك بكثرة السجود، اور اللہ تعالیٰ نے یہ کیوں فرمایا: انك لا تهدی من احببت، اور قل لا املك لنفسی نفعا ولا ضرا، میں تو اپنے نفع اور نقصان کا بھی مالک نہیں ہوں اور آپ نے اپنی پھوپھی اور بیٹی کو کیوں فرمایا: لا املك لكم من الله شيئا، اور مزید برآں اللہ کی اجازت سے دینے کو تو اختیار اور ملکیت سے تعبیر نہیں کیا جا سکتا کہ ہر چہ خواہد، ہر کر خواہد باذن پروردگار خود ہد کہ جو کچھ چاہتے اور جس کو چاہتے اپنے پروردگار کے اذن سے عطا فرماتے، جب اذن کی ضرورت ہے تو پھر ہر چہ اور ہر کرا کہنا کہاں تک درست ہے۔

۴۵......بَاب: أَعْضَاءِ السُّجُودِ وَالنَّهْيِ عَنْ كَفِّ الشَّعْرِ وَالثَّوْبِ وَعَقْصِ الرَّأْسِ فِي الصَّلَاةِ

باب ٤٥: سجدے کے اعضاء، کپڑوں اور بالوں کے اکٹھا کرنے اور نماز میں سر پر جوڑا باندھنے کی ممانعت

[1095] ٢٢٧-(٤٩٠) و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ قَالَ يَحْيَى أَنَا وَقَالَ أَبُو الرَّبِيعِ نَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ طَاوُسٍ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أُمِرَ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَسْجُدَ عَلَى سَبْعَةٍ وَنُهِيَ أَنْ يَكُفَّ شَعْرَهُ وَثِيَابَهُ هٰذَا حَدِيثُ يَحْيَى و قَالَ أَبُو الرَّبِيعِ عَلَى سَبْعَةِ أَعْظُمٍ وَنُهِيَ أَنْ يَكُفَّ شَعْرَهُ وَثِيَابَهُ الْكَفَّيْنِ وَالرُّكْبَتَيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ وَالْجَبْهَةِ

[1095] اخرجه البخارى فى (صحيحه) فى الاذان، باب: السجود على سبعة اعظم برقم (٨٠٩) مطولا۔ وبرقم (٨١٠) وفى باب لا يكف شعرا برقم (٨١٥) وفى باب لا يكف ثوبا فى الصلاة برقم (٨١٦) وابو داود فى (سننه) فى الصلاة، باب: اعضا السجود برقم (٨٨٩) وبرقم (٨٩٠) والترمذى فى (جامعه) فى الصلاة، باب: ما جاء فى السجود على سبعة اعضا برقم (٢٧٣) والنسائى فى (سننه) فى التطبيق، باب: على كم السجود ٢/ ٢٠٨۔ وفى باب النهى عن كف الشعر فى السجود ٢/ ٢١٥ وفى باب النهى عن كف الثياب فى السجود ٢/ ٢١٦۔ وابن ماجه فى (سننه) فى اقامة الصلاة والسنة فيها باب: السجود برقم (٨٣٨) مختصرا۔ وفى باب: كف الشعر والثوب فى الصلاة برقم (١٠٤٠) انظر (التحفة) برقم (٥٧٣٤)

[1095] ۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ کو سات اعضاء پر سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا اور بالوں اور کپڑوں کے سمیٹنے سے منع کیا گیا، یہ یحییٰ کی حدیث ہے، اور ابو ربیع نے کہا، سات ہڈیوں پر سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا، اور اپنے بالوں اور اپنے کپڑوں کو اکٹھا یا جمع کرنے سے منع کیا گیا، دونوں ہتھیلیاں، دونوں گھٹنے، دونوں قدم اور پیشانی پر۔

مفردات الحدیث ان یکف: کف روکنا، یا زمین پر گرنے سے سمیٹنا اور اکٹھا کرنا۔ اور کفت کا معنی بھی جمع کرنا اور سمیٹنا ہے۔

[1096] ۲۲۸۔(. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ نَا مُحَمَّدٌ وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ طَاوُسٍ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((أُمِرْتُ أَنْ أَسْجُدَ عَلَى سَبْعَةِ أَعْظُمٍ وَّلَا أَكُفَّ ثَوْبًا وَّلَا شَعْرًا))

[1096] ۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "مجھے سات ہڈیوں پر سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور اس بات کا بھی کہ میں نہ کپڑا زمین پر گرنے سے روکوں اور نہ بال۔"

[1097] ۲۲۹۔(. . .) حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ قَالَ نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أُمِرَ النَّبِيُّ ﷺ أَنْ يَّسْجُدَ عَلَى سَبْعٍ وَنُهِيَ أَنْ يَّكْفِتَ الشَّعْرَ وَالثِّيَابَ

[1097] ۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ کو سات (اعضاء) پر سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا، اور بالوں اور کپڑوں کو سمیٹنے سے روکا گیا۔

[1098] ۲۳۰۔(. . .)وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ نَا بَهْزٌ قَالَ نَا وُهَيْبٌ قَالَ نَا عَبْدُاللهِ بْنُ طَاوُسٍ عَنْ طَاوُسٍ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((أُمِرْتُ أَنْ أَسْجُدَ عَلَى سَبْعَةِ أَعْظُمٍ الْجَبْهَةِ

[1096] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٠٩٥)

[1097] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الاذان، باب: السجود على الانف برقم (٨١٢) والنسائي في (المجتبى) في التطبيق، باب: السجود على الانف برقم ٢/ ٢٠٩۔ وفي باب السجود على اليدين ٢/ ٢٠٩ وفي باب السجود على الركبتين ٢/ ٢٠٩۔ وابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها باب: السجود برقم (٨٨٤) انظر (التحفة) برقم (٥٧٠٨)

[1098] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٠٩٧)

وَأَشَارَ بِيَدِهِ عَلَى أَنْفِهِ وَالْيَدَيْنِ وَالرِّجْلَيْنِ وَأَطْرَافِ الْقَدَمَيْنِ وَلَا نَكْفِتَ الثِّيَابَ وَلَا الشَّعْرَ))

[1098] ۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے سات ہڈیوں، پیشانی (اور آپ نے اپنے ہاتھ سے اپنی ناک کی طرف اشارہ کیا) اور دونوں ہاتھوں، دونوں پاؤں یعنی دونوں گھٹنوں اور دونوں قدموں کے کناروں پر سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور یہ کہ کپڑوں اور بالوں کے نہ سمیٹوں۔

[1099] ۲۳۱۔(. . .) حَدَّثَنَا أَبُو الطَّاهِرِ قَالَ أَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((أُمِرْتُ أَنْ أَسْجُدَ عَلَى سَبْعٍ وَلَا أُكْفِتَ الشَّعْرَ وَلَا الثِّيَابَ الْجَبْهَةِ وَالْأَنْفِ وَالْيَدَيْنِ وَالرُّكْبَتَيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ))

[1099] ۔حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت سنائی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے سات (اعضاء) پر سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور اس کا کہ بالوں کو نہ سمیٹوں اور نہ کپڑوں کو، پیشانی اور ناک دونوں ہاتھوں دونوں گھٹنوں اور دونوں قدموں پر۔

[1100] (۴۹۱) عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((إِذَا سَجَدَ الْعَبْدُ سَجَدَ مَعَهُ سَبْعَةُ أَطْرَافٍ وَجْهُهُ وَكَفَّاهُ وَرُكْبَتَاهُ وَقَدَمَاهُ))

[1100] حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: جب بندہ سجدہ کرتا ہے تو اس کے ساتھ سات اعضاء اس کا چہرہ (ناک سمیت پیشانی) اس کی دونوں ہتھیلیاں اس کے دونوں گھٹنے اور اس کے دونوں قدم سجدہ کرتے ہیں۔''

[1101] ۲۳۲۔(۴۹۲) حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ سَوَّادٍ الْعَامِرِيُّ قَالَ أَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ أَنَا عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ أَنَّ بُكَيْرًا حَدَّثَهُ أَنَّ كُرَيْبًا مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ حَدَّثَهُ

[1099] تقدم تخريجه برقم (۱۰۹۷)

[1100] اخرجه ابوداود فی (سننه) فی الصلاة، باب: اعضا السجود برقم (۸۹۱) والترمذی فی (جامعه) فی الصلاة، باب: ما جاء فی السجود علی سبعة اعظم برقم (۲۷۲) والنسائی فی (المجتبی) فی التطبیق باب: تفسیر ذلك ۲/ ۲۰۸۔ وفی باب السجود علی القدمین برقم (۱۰۹۸) وابن ماجه فی (سننه) فی اقامة الصلاة والسنة فیها باب السجود برقم (۸۸۵) انظر (التحفة) برقم (۵۱۲۶)

[1101] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: الرجل یصلی عاقصا شعره برقم ←

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ رَاٰى عَبْدَاللّٰهِ بْنَ الْحَارِثِ يُصَلِّي وَرَاْسُهٗ مَعْقُوصٌ مِنْ وَّرَآئِهٖ فَقَامَ فَجَعَلَ يَحُلُّهٗ فَلَمَّا انْصَرَفَ أَقْبَلَ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ مَا لَكَ وَرَأْسِي فَقَالَ اِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((إِنَّمَا مَثَلُ هٰذَا مَثَلُ الَّذِي يُصَلِّي وَهُوَ مَكْتُوفٌ))

[1101]۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے عبداللہ بن حارث کو نماز پڑھتے دیکھا اور اس نے سر کے پیچھے بالوں کا جوڑا بنایا ہوا تھا، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کھڑے ہو کر اس کو کھولنے لگے تو جب ابن حارث نے سلام پھیرا تو ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف رخ کر کے پوچھا، میرے سر کے ساتھ تمہارا کیا تعلق؟ (یعنی میرے بال کیوں کھولے؟) تو انہوں نے جواب دیا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''اس طرح (جوڑا باندھ کر نماز پڑھنے والے) کی مثال اس انسان کی طرح ہے جو اس حال میں نماز پڑھتا ہے کہ اس کی مشکیں کسی ہوں۔''

مفردات الحدیث ❊ **وراسه معقوص:** اس کے سر پر بالوں کا جوڑا باندھا ہوا تھا۔ **عقص الشعر** کا معنی ہوتا ہے بالوں کی چوٹی بنانا یا گوندھنا کہتے ہیں۔ **عقصت المرأة شعرها**، عورت نے اپنے بالوں کا جوڑا باندھا۔

فائدہ:...... ان احادیث میں سجدے کے لیے سات اعضاء کی تصریح آئی ہے، ناک پیشانی میں داخل ہے، اس سے علیحدہ نہیں ہے اور ان سب اعضاء کا زمین پر لگانا ضروری ہے، احناف کا پاؤں کے بارے میں اختلاف ہے، بعض پاؤں کے زمین پر لگانے کو فرض کہتے ہیں، بعض سنت اور بعض مستحب۔ امام ابوحنیفہ کے نزدیک ناک کا لگانا ضروری نہیں ہے اور صاحبین کے نزدیک ضروری ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ کے نزدیک پیشانی کے ساتھ ناک کا بھی زمین پر لگانا ضروری ہے، اس کے بغیر نماز نہیں ہوگی، باقی ائمہ کے نزدیک ناک کا زمین پر لگانا سنت یا مستحب ہے، صلوا کما رایتمونی اصلی، کا تو معنی یہی ہے کہ ساتوں اعضاء زمین پر لگائے جائیں۔

بعض لوگ سجدے میں جاتے ہوئے اس کی کوشش کرتے ہیں کہ اپنے کپڑوں اور بالوں کو خاک آلود ہونے سے بچائیں، یہ بات چونکہ سجدے کی روح اور مقصد کے منافی ہے، اس لیے نماز میں بالوں کا جوڑا باندھنے اور کپڑوں کو سمیٹنے سے منع فرمایا، عبداللہ بن حارث سر کا جوڑا باندھ کر نماز پڑھ رہے تھے تو عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے نماز کی حالت میں ان کا جوڑا کھول دیا، جس سے ثابت ہوا کہ کپڑے سمیٹ کر یا جوڑا باندھ کر نماز پڑھنا درست نہیں ہے۔ یہ معنی نہیں ہے کہ یہ کام اثنائے نماز میں نہ کرے اگر نماز سے پہلے کر لے اور بعد میں نماز شروع کر دے تو پھر درست ہے۔

← (٦٤٧) والنسائی فی (المجتبی) فی التطبیق باب: مثل الذی یصلی وراسه معقوص ٢/ ٢١٥۔ انظر (التحفة) برقم (٦٣٣٩)

٤٦...... بَاب: اَلِاعْتِدَالِ فِي السُّجُودِ وَوَضْعِ الْكَفَّيْنِ عَلَى الْأَرْضِ وَرَفْعِ الْمِرْفَقَيْنِ عَنِ الْجَنْبَيْنِ وَرَفْعِ الْبَطْنِ عَنِ الْفَخْذَيْنِ فِي السُّجُودِ

باب٤٦: سجدہ میں اعتدال، اور دونوں ہتھیلیوں کو زمین پر رکھنا اور سجدہ میں دونوں کہنیوں کو دونوں پہلوؤں سے دور رکھنا اور پیٹ کو رانوں سے جدا رکھنا

[**1102**] ٢٣٣-(٤٩٣) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا وَكِيعٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((اعْتَدِلُوا فِي السُّجُودِ وَلَا يَبْسُطْ أَحَدُكُمْ ذِرَاعَيْهِ انْبِسَاطَ الْكَلْبِ))

[**1102**]۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سجدہ اعتدال کے ساتھ کرو اور کوئی اپنی باہوں کو سجدہ میں اس طرح نہ بچھائے جس طرح کتا باہیں زمین پر بچھا دیتا ہے۔''

فائدہ:...... سجدہ میں طمانیت اور سکون اختیار کرنا چاہیے، یعنی سجدے میں ہر عضو کو اطمینان کا ساتھ زمین پر رکھنا چاہیے، ایسا نہ ہو کہ سر زمین پر رکھا اور فوراً اٹھالیا، اسی طرح سجدے میں کلائیوں کو زمین سے اوپر اٹھا رہنا چاہیے، اور آپ نے کلائیوں کے زمین پر رکھنے کی تشبیہ کتے کے فعل کے ساتھ دی ہے تاکہ اس فعل کی قباحت اور برائی اچھی طرح نمازی کے ذہن نشین ہو جائے۔

[**1103**] (...) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَانَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ ح و حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ قَالَ نَا خَالِدٌ يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ قَالَ نَا شُعْبَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَفِي حَدِيثِ ابْنِ جَعْفَرٍ ((وَلَا يَتَبَسَّطْ أَحَدُكُمْ ذِرَاعَيْهِ انْبِسَاطَ الْكَلْبِ))

[**1103**]۔ امام صاحب مذکورہ بالا روایت اپنے مختلف اساتذہ سے بیان کرتے ہیں۔ ابن جعفر کی روایت میں لا یبسط کی جگہ ولا یتبسط کا لفظ ہے، باقی الفاظ یکساں ہیں معنی ایک ہی ہے۔

[**1102**] اخرجه البخاری فی (صحیحة) فی الاذان، باب: لا یتفترش ذراعیة فی السجود برقم (٨٢٢) وابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: صفة السجود برقم (٨٩٧) والترمذی فی (جامعه) فی الصلاة، باب: ما جاء فی الاعتدال فی السجود برقم (٢٧٦) والنسائی فی (المجتبی) فی التطبیق: باب: الاعتدال فی السجود ٢/ ٢١٣۔ انظر (التحفة) برقم (١٢٣٧)

[**1103**] تقدم تخریجه فی الحدیث السابق برقم (١١٠٢)

[1104] ٢٣٤-(٤٩٤)حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ أَنَا عُبَيْدُاللهِ بْنُ إِيَادٍ عَنْ إِيَادِ بن لقيط عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِذَا سَجَدْتَ فَضَعْ كَفَّيْكَ وَارْفَعْ مِرْفَقَيْكَ))

[1104]۔حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم سجدہ کرو تو اپنی ہتھیلیاں زمین پر رکھو اور اپنی کہنیاں اوپر اٹھاؤ۔“

فائدہ:......نماز میں کہنیاں زمین سے اوپر اٹھائی جائیں گی اور پہلوؤں سے بھی جدا ہوں گی۔

٤٧...... بَابُ: مَايَجْمَعُ صِفَةَ الصَّلَاةِ وَمَا يُفْتَتَحُ بِهِ وَيُخْتَمُ وَصِفَةَ الرُّكُوعِ وَالِاعْتِدَالِ مِنْهُ وَالسُّجُودِ وَالِاعْتِدَالِ مِنْهُ وَالتَّشَهُّدِ بَعْدَ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ مِنَ الرُّبَاعِيَّةِ وَصِفَةَ الْجُلُوسِ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ وَفِي التَّشَهُّدِ الْأَوَّلِ

باب ٤٧: نماز کی جامع صفت اور جس سے نماز کا افتتاح ہوتا ہے اور جس سے اختتام ہوتا ہے اور رکوع کی کیفیت اور اس میں اعتدال، سجدہ اور اس میں اعتدال، چار رکعت والی نماز میں ہر دو رکعت کے بعد تشہد اور دو سجدوں کے درمیان بیٹھنے اور پہلے تشہد میں بیٹھنے کا طریقہ وصورت

[1105] ٢٣٥-(٥٩٥)حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا بَكْرٌ وَهُوَ ابْنُ مُضَرَ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنِ الْأَعْرَجِ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَالِكٍ ابْنِ بُحَيْنَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا صَلّٰى فَرَّجَ بَيْنَ يَدَيْهِ حَتّٰى يَبْدُوَ بَيَاضُ إِبْطَيْهِ

[1105]۔حضرت عبداللہ بن مالک ابن بحینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز پڑھتے اپنے ہاتھوں کو اچھی طرح کھول دیتے یعنی اپنے پہلوؤں سے الگ رکھتے تھے، یہاں تک کہ بغل کی سفیدی نظر آتی تھی۔

فائدہ:......مالک عبداللہ کا باپ ہے اور بحینہ ماں ہے۔

[1104] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٧٥٠)

[1105] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الصلاة، باب: يبدي ضبعيه في السجود برقم (٣٩٠) وفي الاذان باب يبدي ضبعيه ويجافي في السجود برم (٨٠٧) والنسائي في (المجتبى) في التطبيق باب: صفة السجود ٢/ ٢١٢۔ انظر (التحفة) برقم (٩١٥٧)

[1106] ٢٣٦-(...) حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ سَوَّادٍ قَالَ انَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ انَا عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ وَاللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ كِلاهُمَا

عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيعَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَفِي رِوَايَةِ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا سَجَدَ يُجَنِّحُ فِي سُجُودِهِ حَتَّى يُرٰى وَضَحُ إِبْطَيْهِ وَفِي رِوَايَةِ اللَّيْثِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا سَجَدَ فَرَّجَ يَدَيْهِ عَنْ إِبْطَيْهِ حَتَّى إِنِّي لَأَرٰى بَيَاضَ إِبْطَيْهِ

[1106] ۔امام صاحب عمرو بن حارث اور لیث بن سعد سے جعفر بن ربیعہ کی سند سے حدیث بیان کرتے ہیں اور عمرو بن حارث کی روایت کے الفاظ یہ ہیں، رسول اللہ ﷺ جب سجدہ فرماتے، سجدے میں اپنی کہنیوں اور بازوؤں کو اپنے پہلوؤں سے دور رکھتے، حتیٰ کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھی جاتی، اور لیث کے الفاظ میں، رسول اللہ ﷺ جب سجدہ کرتے اپنے ہاتھ بغلوں سے جدا رکھتے، حتیٰ کہ میں آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھ لیتا۔

مفردات الحدیث ❶ **فرّجَ بین یدیه**: ہاتھوں کو کھولنا، کشادہ کرنا، یعنی ان کو پہلوؤں سے الگ اور دور رکھنا۔ ❷ **یجنّح**: تفریج، تجنیح اور تخویہ تینوں کا معنی ایک ہی ہے اور ان سب کا مقصد ہے اپنے ہاتھوں کو اپنے پہلوؤں سے الگ اور دور رکھنا ہے، یعنی دونوں باہیں اس قدر کشادہ ہوں کہ اگر بدن ننگا ہو تو بغلیں نظر آ سکیں۔

[1107] ٢٣٧-(٤٩٦) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى وَابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ جَمِيعًا عَنْ سُفْيَانَ قَالَ يَحْيٰى انَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الْاَصَمِّ عَنْ عَمِّهِ يَزِيدَ بْنِ الْاَصَمِّ

عَنْ مَيْمُونَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا سَجَدَ لَوْ شَائَتْ بَهْمَةٌ أَنْ تَمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ لَمَرَّتْ

[1107] حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ سجدہ کرتے تو اگر بکری کا بچہ آپ کی بغلوں کے درمیان سے گزرنا چاہتا تو گزر جاتا (گزر سکتا)

فائدہ :......آپ اپنے ہاتھوں کو بغلوں سے اس قدر دور رکھتے تھے کہ نیچے سے بکری کا بچہ گزر سکتا تھا۔

[1108] ٢٣٨-(٤٩٧) حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ قَالَ انَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْفَزَارِيُّ قَالَ نَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الْاَصَمِّ عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْاَصَمِّ اَنَّهُ أَخْبَرَهُ

[1106] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١١٠٥)

[1107] اخرجه ابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: صفة السجود برقم (٨٩٨) والنسائي في (المجتبى) في التطبيق باب: التجافي في السجود ٢/ ٢١٣- وابن ماجه في (سننه) في إقامة الصلاة والسنة فيها باب: السجود برقم (٨٨٠) انظر (التحفة) برقم (١٨٠٨٣)

[1108] تقدم في الحديث السابق (١١٠٧)

عَنْ مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا سَجَدَ خَوّٰى بِيَدَيْهِ يَعْنِي جَنَّحَ حَتّٰى يُرٰى وَضَحُ إِبْطَيْهِ مِنْ وَّرَآئِهِ وَإِذَا قَعَدَ اطْمَأَنَّ عَلٰى فَخِذِهِ الْيُسْرٰى

[1108] ۔ نبی اکرم ﷺ کی زوجہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سجدہ کرتے تو اپنے ہاتھوں کو کشادہ کرتے یعنی کھولتے، حتیٰ کہ پیچھے سے آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھی جاسکتی اور جب بیٹھتے تو بائیں ران پر بیٹھتے۔

[1109] ۲۳۹۔(. . .) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَاللَّفْظُ لِعَمْرٍو قَالَ إِسْحٰقُ أنَا وَقَالَ الْآخَرُونَ نَا وَكِيعٌ قَالَ نَا جَعْفَرُ بْنُ بُرْقَانَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْأَصَمِّ

عَنْ مَيْمُونَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا سَجَدَ جَافٰى حَتّٰى يَرٰى مَنْ خَلْفَهُ وَضَحَ إِبْطَيْهِ قَالَ وَكِيعٌ يَعْنِي بَيَاضَهُمَا

[1109] ۔ حضرت میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سجدہ کرتے دونوں ہاتھوں کو پہلوؤں سے دور رکھتے یہاں تک کہ پیچھے والا آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھ سکتا، وکیع کہتے ہیں وَضَحَ سے مراد بغلوں کی سفیدی ہے۔

[1110] ۲۴۰۔(۴۹۸) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَ نَا أَبُو خَالِدٍ يَعْنِي الْأَحْمَرَ عَنْ حُسَيْنٍ الْمُعَلِّمِ قَالَ ح و حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ انَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ قَالَ نَا حُسَيْنٌ الْمُعَلِّمُ عَنْ بُدَيْلِ بْنِ مَيْسَرَةَ عَنْ أَبِي الْجَوْزَآءِ

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَسْتَفْتِحُ الصَّلٰوةَ بِالتَّكْبِيرِ وَالْقِرَاءَةَ بِالْحَمْدِ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَكَانَ إِذَا رَكَعَ لَمْ يُشْخِصْ رَأْسَهُ وَلَمْ يُصَوِّبْهُ وَلٰكِنْ بَيْنَ ذٰلِكَ وَكَانَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ لَمْ يَسْجُدْ حَتّٰى يَسْتَوِيَ قَائِمًا وَّكَانَ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ السَّجْدَةِ لَمْ يَسْجُدْ حَتّٰى يَسْتَوِيَ جَالِسًا وَكَانَ يَقُولُ فِي كُلِّ رَكْعَتَيْنِ التَّحِيَّةَ وَكَانَ يَفْرِشُ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى وَيَنْصِبُ رِجْلَهُ الْيُمْنٰى وَكَانَ يَنْهٰى عَنْ عُقْبَةِ الشَّيْطَانِ وَيَنْهٰى أَنْ يَفْتَرِشَ الرَّجُلُ ذِرَاعَيْهِ افْتِرَاشَ السَّبُعِ وَكَانَ يَخْتِمُ الصَّلٰوةَ بِالتَّسْلِيمِ وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ نُمَيْرٍ عَنْ أَبِي خَالِدٍ وَكَانَ يَنْهٰى عَنْ عَقِبِ الشَّيْطَانِ

[1109] تقدم برقم (۱۱۰۷)

[1110] اخرجه ابوداود فی (سننه) فی الصلاة، باب: من لم یر بالجهر بسم الله الرحمن الرحیم

[**1110**]۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کا آغاز تکبیر سے اور قراءت کا آغاز الحمد للہ رب العالمین سے کرتے اور جب رکوع کرتے تو اپنا سر نہ (پشت) سے اونچا کرتے اور نہ اسے نیچا کرتے بلکہ دونوں کے درمیان رکھتے اور جب رکوع سے اپنا سر اٹھاتے سجدہ میں نہ جاتے حتیٰ کہ سیدھے کھڑے ہو جاتے اور جب سجدہ سے اپنا سر اٹھاتے، سجدہ نہ کرتے حتیٰ کہ سیدھے بیٹھ جاتے اور ہر دو رکعتوں کے بعد التحیات پڑھتے اور اپنا بایاں پاؤں بچھا لیتے اور دایاں پاؤں کھڑا رکھتے اور شیطان کی بیٹھک سے منع فرماتے اور اس سے بھی منع فرماتے کہ انسان اپنی باہیں یا کلائیاں درندے کی طرح بچھا دے اور نماز کا اختتام السلام علیکم ورحمۃ اللہ سے کرتے۔اور ابن نمیر کی ابو خالد سے روایت میں عقبة الشیطان کی جگہ عقب الشیطان ہے۔

مفردات الحدیث: ❶ لم يُشْخِصْ رأسَهُ ولم يُصَوِّبْ: اشخاص بلند کرنے اور اٹھانے کو کہتے ہیں، اور تصویب بہت نیچا کرنے کو۔مقصد یہ ہے کہ اشخاص اور تصویب میں اعتدال اور توسط اختیار کرتے۔ ❷ **عُقْبَةَ** اور عقب کا معنی ہے، کتے اور درندے کی طرح سرین زمین پر رکھ لینا اور پنڈلیاں کھڑی کر کے ہاتھ زمین پر رکھ لینا۔

فوائد:...... ❶ نماز کا آغاز الحمد للہ رب العالمین سے کرنے کا مقصد یہ ہے کہ قرأت کا آغاز سورۂ فاتحہ سے کرتے، یہ معنی نہیں ہے کہ بسم اللہ نہیں پڑھتے تھے، اور قراءت سے بھی پہلے آپ دعائے استفتاح پڑھتے تھے کیونکہ بسم اللہ تو پڑھنی ہوتی ہے۔اختلاف تو اس کے جہر یا سر میں ہے کہ بلند پڑھیں گے یا آہستہ۔ ❷ رکوع میں پشت کو بالکل ہموار اور برابر رکھا جائے گا اور سر کو بھی نہ اونچا کیا جائے گا اور نہ نیچا، اعتدال اور توسط کے ساتھ پشت کی سطح پر رکھا جائے گا، اس طرح رکوع کے بعد قومہ اور دونوں سجدوں کے درمیان جلسہ میں، سکون اور اطمینان کے ساتھ ہر عضو اور جوڑ کو اپنی اپنی جگہ پر آنے کا موقع دیا جائے گا، تیز رفتاری اور عجلت سے کام نہیں لیا جائے گا۔ ❸ ہر دو رکعت کے بعد التحیات کے لیے بیٹھیں گے، امام احمد اور محدثین کے نزدیک دونوں تشہد ضروری ہیں۔امام ابوحنیفہ کے نزدیک دونوں واجب ہیں، جو حنفی اصطلاح کے مطابق فرض سے کم تر درجہ ہے فرض نہیں ہیں۔مالکیہ کے نزدیک سنت ہیں اور امام شافعی کے نزدیک پہلا تشہد سنت ہے اور دوسرا فرض ہے۔دونوں تشہدوں میں دایاں پاؤں کھڑا کر کے بائیں پاؤں کو بچھا کر اس پر بیٹھیں گے، امام مالک کے نزدیک دونوں جگہ تورک ہے، یعنی دایاں پاؤں کھڑا کر کے، سرین پر بیٹھیں گے اور بائیں پاؤں کو اس کے نیچے سے نکال لیں گے، امام شافعی کے نزدیک سلام والے تشہد میں تورک ہے۔اور جس میں سلام نہ ہو اس میں افتراش (بائیں پاؤں پر

← برقم (٧٨٣) وابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها باب: افتتاح القراة برقم (٨١٢) وفي باب: الركوع في الصلاة برقم (٨٦٩) وفي باب الجلوس بين السجدتين برقم (٨٩٣) انظر (التحفة) برقم (١٦٠٤٠)

بیٹھنا) اور محدثین کا موقف بھی یہی ہے اور حنابلہ کے نزدیک جہاں دو تشہد ہیں، وہاں پہلے میں افتراش اور دوسرے میں تورک اور جہاں تشہد ایک ہی ہے جیسے صبح کی نماز، جمعہ اور عیدین وہاں افتراش ہے، خلاصہ یہ ہے کہ سلام والے جلسہ کے سوا تمام جلسات میں افتراش ہے۔ ❹ ائمہ ثلاثہ مالک، شافعی، احمد اور جمہور سلف کے نزدیک سلام فرض ہے اور احناف کے نزدیک واجب ہے۔ بعض حضرات نے لکھا ہے کہ امام ابوحنیفہ کے نزدیک سلام کی جگہ کوئی ایسا کام کرنا جو نماز کے منافی ہو، کفایت کر جائے گا۔ لیکن علامہ کرخی اور ان کے ہمنوا حضرات کے نزدیک سلام ہی پھیرا جائے گا، وہ خروج بصنعہ، نماز کے منافی حرکت کی فرضیت کو تسلیم نہیں کرتے، صاحب ہدایہ اور ان کے ہمنوا خروج بصنعہ ہی کو فرض قرار دیتے ہیں۔ ترک واجب سے بعض احناف کے نزدیک گناہ لازم آتا ہے اور بعض کے نزدیک نماز کا دہرانا (اعادہ)

۴۸......بَابُ: سُتْرَةِ الْمُصَلِّي

باب ۴۸: نمازی کے لیے سترہ

[1111] ۲۴۱-(۴۹۹) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ يَحْيَى أَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ نَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ سِمَاكٍ

عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِذَا وَضَعَ أَحَدُكُمْ بَيْنَ يَدَيْهِ مِثْلَ مُؤَخِّرَةِ الرَّحْلِ فَلْيُصَلِّ وَلَا يُبَالِ مَنْ مَرَّ وَرَآءَ ذٰلِكَ))

[1111]۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی اپنے سامنے پالان کی پچھلی لکڑی کے برابر کوئی چیز رکھ لے تو پھر نماز پڑھتا رہے اور اس سے پرے گزرنے والے کی پرواہ نہ کرے۔''

[1112] ۲۴۲-(...) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ إِسْحٰقُ أَنَا وَقَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ نَا عُمَرُ بْنُ عُبَيْدٍ الطَّنَافِسِيُّ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ

عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ كُنَّا نُصَلِّي وَالدَّوَابُّ تَمُرُّ بَيْنَ أَيْدِينَا فَذَكَرْنَا ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ ((مِثْلُ مُؤَخِّرَةِ الرَّحْلِ تَكُونُ بَيْنَ يَدَيْ أَحَدِكُمْ ثُمَّ لَا يَضُرُّهُ مَا مَرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ و قَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ فَلَا يَضُرُّهُ مَنْ مَرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ))

[1111] اخرجه ابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: ما يستر المصلي برقم (٦٨٥) والترمذي في (جامعه) في الصلاة، باب: ما جاء في سترة المصلي برقم (٣٣٥) وقال: حديث حسن صحيح- وابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها باب: ما يستر المصلي برقم (٩٤٠) انظر (التحفة) برقم (٥٠١١)

[1112] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١١١١)

[1112] ۔حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نماز پڑھتے رہتے اور جاندار ہمارے سامنے سے گزرتے تو ہم نے اس کا تذکرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا، آپ نے فرمایا: ''اگر پالان کی پچھلی لکڑی کے برابر کوئی چیز تمہارے سامنے موجود ہو تو پھر اسے اس سے آگے گزرنے والی چیز مضر نہیں ہے، ابن نمیر نے ما کی جگہ من کہا۔

[1113] ۲۴۳۔(۵۰۰)حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ يَزِيدَ قَالَ انَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ عَنْ عُرْوَةَ

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ سُئِلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ سُتْرَةِ الْمُصَلِّيْ فَقَالَ((مِثْلُ مُؤَخِّرَةِ الرَّحْلِ))

[1113] ۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نمازی کے سترہ کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: ''پالان کی پچھلی لکڑی کے برابر ہو۔''

[1114] ۲۴۴۔(. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ نَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ يَزِيدَ قَالَ انَا حَيْوَةُ عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ عُرْوَةَ

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ سُئِلَ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ عَنْ سُتْرَةِ الْمُصَلِّيْ فَقَالَ ((كَمُؤْخِرَةِ الرَّحْلِ))

[1114] ۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے غزوۂ تبوک کے موقع پر نمازی کے سترہ کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: پالان کے پچھلے حصہ کی طرح یا اس کے برابر ہو۔

[1115] ۲۴۵۔(۵۰۱)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ نَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ نَا عُبَيْدُاللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا خَرَجَ يَوْمَ الْعِيدِ أَمَرَ بِالْحَرْبَةِ فَتُوضَعُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَيُصَلِّيْ إِلَيْهَا وَالنَّاسُ وَرَآئَهُ وَكَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ فِي السَّفَرِ فَمِنْ ثَمَّ اتَّخَذَهَا الْأُمَرَاءُ

[1113] اخرجه النسائي في (المجتبى) في القبلة، باب: سترة المصلى ۲/ ٦۲۔ انظر (التحفة) برقم (١٦٣٩٥)

[1114] تقدم في الحديث السابق (١١١٣)

[1115] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الصلاة، باب: سترة الامام سترة من خلفه برقم (٤٩٤) وابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: ما يستر المصلي برقم (٦٨٧) انظر (التحفة) برقم (٧٩٤٠)

[1115]۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید کے دن باہر نکلتے تو نیزہ اپنے آگے گاڑنے کا حکم دیتے اور اس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے اور لوگ آپ کے پیچھے ہوتے سفر میں بھی آپ ایسا ہی کرتے۔اسی بنا پر حکام نیزہ رکھتے ہیں۔

فائدہ:......سترہ کا مقصد یہ ہے کہ نمازی کے سامنے کوئی چیز آڑ یا رکاوٹ کے لیے رکھی جائے تا کہ نمازی کی نظر اس سے پہلے پڑے اور اس کے پرے سے گزرنے والے سے اس کی نماز متاثر نہ ہو اور یہ تبھی ممکن ہے کہ نمازی بلا وجہ اپنی نظر سجدہ گاہ سے نہ ہٹائے، اور اگر انسان جماعت کے ساتھ نماز پڑھ رہا ہو تو پھر امام کا سترہ ہی کافی ہے، ہر نمازی کو الگ سترہ رکھنے کی ضرورت نہیں ہوگی۔اور اس کی ضرورت مسجد سے باہر کھلی جگہ میں پیش آئے گی، جیسا کہ آپ عیدین اور سفر کے موقع پر، آگے نیزہ نصب کرواتے تھے مسجد میں دیوار ہی امام کے لیے سترہ ہے۔سترہ کی تعداد آپ نے پالان کی پچھلی لکڑی کے برابر کو قرار دیا ہے، اور یہ ایک ہاتھ یا اس سے کچھ بڑی ہوتی ہے۔

[1116] ٢٤٦۔(...) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ قَالَا نَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ قَالَ نَا عُبَيْدُاللهِ عَنْ نَّافِعٍ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ يَرْكُزُ وَقَالَ أَبُوبَكْرٍ يَغْرِزُ الْعَنَزَةَ وَيُصَلِّي إِلَيْهَا زَادَ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ عُبَيْدُاللهِ وَهِيَ الْحَرْبَةُ

[1116]۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نیزہ گاڑتے اور اس کی طرف نماز پڑھتے۔ ابن نمیر نے یرکز اور ابوبکر یغرز کا لفظ استعمال کیا، دونوں کا معنی ہے کہ آپ گاڑتے تھے اور ابن ابی شیبہ کی روایت میں یہ اضافہ ہے، عبیداللہ نے کہا، عنزۃ سے مراد حربۃ ہے۔(برچھا)

[1117] ٢٤٧۔(٥٠٢) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ قَالَ نَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ عُبَيْدِاللهِ عَنْ نَّافِعٍ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ يَعْرِضُ رَاحِلَتَهُ وَهُوَ يُصَلِّي إِلَيْهَا

[1117]۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری کو سامنے بٹھا کر اس کی طرف نماز پڑھتے یا اس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھ لیتے۔

[1116] انفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (٨٠٩٢)

[1117] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الصلاة، باب: الصلاة الی الراحلة والبعير والشجر والرحل برقم (٥٠٧) انظر (التحفة) برقم (٨١١٩)

[1118] ۲٤٨ـ(. . .) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ قَالَانَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ عَنْ عُبَيْدِاللهِ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّي إِلَى رَاحِلَتِهِ و قَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلَّى إِلَى بَعِيرٍ

[1118] ۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ اپنی سواری کی طرف رخ کر کے نماز پڑھ لیتے تھے اور ابن نمیر نے کہا، نبی اکرم ﷺ نے اونٹ یا اونٹنی کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی۔

مفردات الحدیث ❶ **بعیر:** اطلاق، انسان کی طرح مؤنث اور مذکر دونوں کے لیے ہے، اور جمل رجل کی طرح مذکر کے لیے ہے اور ❷ **ناقة، مرأة** کی طرح مؤنث کے لیے ہے۔

[1119] ۲٤٩ـ(٥٠٣) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ جَمِيعًا عَنْ وَكِيعٍ قَالَ زُهَيْرٌ نَا وَكِيعٌ قَالَ نَا سُفْيَانُ قَالَ نَا

عَوْنُ بْنُ أَبِي جُحَيْفَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ بِمَكَّةَ وَهُوَ بِالْأَبْطَحِ فِي قُبَّةٍ لَهُ حَمْرَاءَ مِنْ أَدَمٍ قَالَ فَخَرَجَ بِلَالٌ بِوَضُوئِهِ فَمِنْ نَّائِلٍ وَنَاضِحٍ قَالَ فَخَرَجَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَيْهِ حُلَّةٌ حَمْرَاءُ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى بَيَاضِ سَاقَيْهِ قَالَ فَتَوَضَّأَ وَأَذَّنَ بِلَالٌ قَالَ فَجَعَلْتُ أَتَتَبَّعُ فَاهُ هَا هُنَا وَهَا هُنَا يَقُولُ يَمِينًا وَّشِمَالًا يَقُولُ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ قَالَ ثُمَّ رُكِزَتْ لَهُ عَنَزَةٌ فَتَقَدَّمَ فَصَلَّى الظُّهْرَ رَكْعَتَيْنِ يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْهِ الْحِمَارُ وَالْكَلْبُ لَا يُمْنَعُ ثُمَّ صَلَّى الْعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ لَمْ يَزَلْ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ حَتّٰى رَجَعَ إِلَى الْمَدِينَةِ

[1119] ۔حضرت عون بن ابی جحیفہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ میں مکہ میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور آپ ابطح مقام پر سرخ چمڑے کے ایک خیمہ میں تھے تو بلال آپ کے وضو کا پانی لے کر نکلے،

[1118] اخرجه ابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: الصلاة الى الراحلة برقم (٦٩٢) والترمذي في (جامعه) في الصلاة، باب: ما جاء في الصلاة الى الراحلة برقم (٣٥٢) مطولا۔ انظر (التحفة) برقم (٧٩٤٠)

[1119] اخرجه ابوداود في (سننه) في الصلاة، باب في المؤذن يستدير في اذان برقم (٥٢٠) والترمذي في (جامعه) في الصلاة، باب: ما جاء في ادخال الاصبع في الاذن عند الاذان برقم (١٩٧) والنسائي في (المجتبى من السنن) في الزينة، باب: اتخاذ القباب الحمر ٨/ ٢٠٠۔ انظر (التحفة) برقم (١١٨٠٦)

کسی کو پانی مل گیا اور کسی پر دوسرے نے چھڑک دیا پھر نبی اکرم ﷺ سرخ جوڑا پہنے ہوئے نکلے، گویا کہ میں آپ کی پنڈلیوں کی سفیدی کو دیکھ رہا ہوں، آپ نے وضو کیا، اور بلال رضی اللہ عنہ نے اذان کہی، اور میں ان کے منہ کے ساتھ ادھر ادھر دائیں بائیں منہ پھیرنے لگا، "حی علی الصلاۃ اور حی علی الفلاح، کہہ رہے تھے، پھر آپ کے لیے نیزہ گاڑا گیا اور آپ نے آگے بڑھ کر ظہر کی دو رکعتیں پڑھائیں (آپ مدینہ سے تشریف لائے تھے اس بنا پر مسافر تھے) آپ کے آگے سے گدھے اور کتے گزرتے رہے، کسی نے انہیں روکا نہیں، پھر آپ نے عصر کی دو رکعتیں پڑھیں اور پھر مدینہ واپسی تک دو رکعات ہی پڑھتے رہے۔

مفردات الحدیث: ❶ نائِلٌ: اخذ کرنا، لینا، نـال، ینال سے ناضِحٌ: چھڑکنا یعنی بعض تو براہ راست پانی لے رہے تھے اور بعض پر پانی لینے والے چھڑک رہے تھے۔ ❷ **حلة حمراء:** حلہ جوڑا، ایک باندھنے کے لیے تہبند اور دوسری اوڑھنے کی چادر۔

فائدہ: ...... اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ وضو میں استعمال ہونے والا پانی پلید نہیں ہے اس لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کے وضوء پر جھپٹتے تھے، اور ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کرتے، آپ کے غسالہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تبرک حاصل کرنا اس بات کی دلیل نہیں بن سکتا کہ بزرگوں کے آثار سے تبرک حاصل کرنا جائز ہے کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یہ کام رسول اللہ ﷺ کے سوا کسی اور بڑی شخصیت کے لیے نہیں کیا، خلفائے راشدین سے افضل اور برتر کونسا بزرگ ہوسکتا ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان کے آثار سے تبرک حاصل نہیں کیا، اور آپ کے فضلات کا کیا حکم ہے۔ اب اس پر بحث کی ضرورت نہیں ہے کہ وہ پاک تھے یا پلید تو یہ آپ کی زندگی کے دور کا مسئلہ تھا، آپ کے لعاب دہن اور وضو کے پانی پر تو صحابہ کرام جھپٹتے تھے، بول و براز خون کے سلسلہ میں تو یہ واقعہ پیش آ نہیں آیا، تفصیل پیچھے گزر چکی ہے۔

[1120] ٢٥٠ـ(. . .) حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ نَا بَهْزٌ قَالَ نَا عُمَرُ بْنُ أَبِي زَائِدَةَ قَالَ حَدَّثَنِي عَوْنُ بْنُ أَبِي جُحَيْفَةَ أَنَّ أَبَاهُ رَأَى رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فِي قُبَّةٍ حَمْرَاءَ مِنْ أَدَمٍ وَرَأَيْتُ بِلَالًا أَخْرَجَ وَضُوءً فَرَأَيْتُ النَّاسَ يَبْتَدِرُونَ ذٰلِكَ الْوَضُوءَ فَمَنْ أَصَابَ مِنْهُ شَيْئًا تَمَسَّحَ بِهِ وَمَنْ لَمْ يُصِبْ مِنْهُ أَخَذَ مِنْ بَلَلِ يَدِ صَاحِبِهِ ثُمَّ رَأَيْتُ بِلَالًا أَخْرَجَ عَنَزَةً

[1120] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الصلاة، باب: الصلاة فی الثوب الآخر برقم (٣٧٦) وفی اللباس، باب: التشمر فی الثیاب برقم (٥٧٨٦) وباب: القبة الحمراء من آدم برقم (٥٨٥٩) انظر (التحفة) برقم (١١٨١٦)

فَرَكَزَهَا وَخَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي حُلَّةٍ حَمْرَآءَ مُشَمِّرًا فَصَلَّى إِلَى الْعَنَزَةِ بِالنَّاسِ رَكْعَتَيْنِ وَرَأَيْتُ النَّاسَ وَالدَّوَآبَّ يَمُرُّونَ بَيْنَ يَدَيِ الْعَنَزَةِ

[1120] ۔عون بن ابی جحیفہ سے روایت ہے کہ اس کے باپ نے رسول اللہ ﷺ کو چمڑے کے سرخ خیمہ میں دیکھا، اور بلال رضی اللہ عنہ کو دیکھا، اس نے آپ کے وضو کا پانی باہر نکالا اس نے کہا تو میں نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ اس پانی کو لینے کے لیے ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کر رہے ہیں، جس کو اس سے کچھ پانی مل گیا، اس نے اس کو بدن پر مل لیا اور جس کو نہ ملا اس نے اپنے ساتھی کے تر ہاتھ سے ہاتھ تر کیا، پھر میں نے بلال کو دیکھا، اس نے ایک نیزہ نکالا اور اس کو گاڑا اور رسول اللہ ﷺ سرخ جوڑے میں اس کو اوپر اٹھائے ہوئے نکلے یا جلدی سے نکلے اور نیزہ کی طرف رخ کر کے لوگوں کو دو رکعت نماز پڑھائی اور میں نے لوگوں اور چوپاؤں کو دیکھا وہ نیزہ کے سامنے سے گزر رہے تھے۔

فائدہ :...... **اگر امام کے آگے سترہ ہو تو اس کے سامنے سے گزرنے کی صورت میں نماز متاثر نہیں ہوتی۔**

[1121] ۲۵۱۔(. . .) حَدَّثَنِي إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا أَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ قَالَ انا أَبُو عُمَيْسٍ قَالَ ح و حَدَّثَنِي الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّاءَ قَالَ نَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ زَائِدَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ كِلَاهُمَا

عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِنَحْوِ حَدِيثِ سُفْيَانَ وَعُمَرَ بْنِ أَبِي زَائِدَةَ يَزِيدُ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ وَفِي حَدِيثِ مَالِكِ بْنِ مِغْوَلٍ فَلَمَّا كَانَ بِالْهَاجِرَةِ خَرَجَ بِلَالٌ فَنَادَى بِالصَّلٰوةِ

[1121] ۔امام صاحب اپنے مختلف اساتذہ سے روایت بیان کرتے ہیں اور ایک دوسرے سے زیادہ بیان کرتا ہے، مالک بن مغول کی حدیث میں ہے جب دوپہر کا وقت ہوا، بلال نے نکل کر نماز کے لیے اذان دی۔

[1122] ۲۵۲۔(. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ ابْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ قَالَ سَمِعْتُ

[1121] أخرجه البخاري في (صحيحه) في الاذان، باب: الاذان للمسافر اذا كانوا جماعة والاقامة وكذلك يعرفه وجمع وقول المؤذن الصلاة في الرجال ...... برقم (٦٣٣) وفي باب: صفة النبي ﷺ برقم (٣٥٦٦) انظر (التحفة) برقم (١١٨١٤) و (١١٨١٨)

[1122] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الوضوء، باب: استعمال فضل وضوء الناس برقم ←

أَبَا جُحَيْفَةَ قَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِالْهَاجِرَةِ إِلَى الْبَطْحَاءِ فَتَوَضَّأَ فَصَلَّى الظُّهْرَ رَكْعَتَيْنِ وَالْعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ وَبَيْنَ يَدَيْهِ عَنَزَةٌ قَالَ شُعْبَةُ وَزَادَ فِيهِ عَوْنٌ عَنْ أَبِيهِ أَبِي جُحَيْفَةَ وَكَانَ يَمُرُّ مِنْ وَرَائِهَا الْمَرْأَةُ وَالْحِمَارُ

[1122]۔حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دوپہر کے وقت رسول اللہ ﷺ بطحاء کی طرف نکلے اور وضو کر کے ظہر اور عصر کی دو دو رکعتیں پڑھیں اور آپ کے سامنے نیزہ تھا، شعبہ نے کہا، عون نے اپنے باپ ابوجحیفہ سے یہ اضافہ کیا کہ نیزہ کے پار سے عورتیں اور گدھے گزر رہے تھے۔

فائدہ:.......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ سفر میں دونوں نمازیں اکٹھی پڑھی جا سکتی ہیں۔(جمع بھی تقدیم ہے)

[1123] ۲۵۳۔(. . .) و حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَا نَا ابْنُ مَهْدِيٍّ قَالَ نَا شُعْبَةُ بِالْإِسْنَادَيْنِ جَمِيعًا مِثْلَهُ وَزَادَ فِي حَدِيثِ الْحَكَمِ فَجَعَلَ النَّاسُ يَأْخُذُونَ مِنْ فَضْلِ وَضُوئِهِ

[1123]۔امام صاحب اپنے اور اساتذہ سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں جس میں یہ اضافہ کیا ہے لوگ آپ کے وضو کے بچے باقی ماندہ پانی کو حاصل کر رہے تھے۔

[1124] ۲۵۴۔(۵۰۴)عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَقْبَلْتُ رَاكِبًا عَلَى أَتَانٍ وَأَنَا يَوْمَئِذٍ قَدْ نَاهَزْتُ الِاحْتِلَامَ وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي بِالنَّاسِ بِمِنًى فَمَرَرْتُ بَيْنَ يَدَيِ الصَّفِّ فَنَزَلْتُ فَأَرْسَلْتُ الْأَتَانَ تَرْتَعُ وَدَخَلْتُ فِي الصَّفِّ فَلَمْ يُنْكِرْ ذٰلِكَ عَلَيَّ أَحَدٌ

[1124]۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں گدھی پر سوار ہو کر آگے بڑھا جبکہ میں بلوغت کے قریب تھا اور آپ ﷺ لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے تو میں صف کے آگے سے گزرا پھر میں گدھی سے اترا صف میں شریک ہو گیا اور گدھی کو چرنے کے لیے چھوڑ دیا اس پر مجھے ہر کسی نے اعتراض کیا۔

←(۱۸۷) مطولا۔ وفی الصلاة، باب: السترة بمكة وغيرها برقم (۵۰۱) مطولا۔ وفی المناقب، باب: صفة النبی ﷺ برقم (۳۵۵۳) والنسائی فی (المجتبی من السنن) فی الصلاة، باب: صلاة الظهر فی السفر ۱/ ۲۳۵۔ انظر (التحفة) برقم (۱۱۷۹۹)

[1123] تقدم تخريجه برقم (۱۱۲۲)

[1124] اخرجه البخاری فی العلم، باب: متی یصح سماع الصغير برقم (۷٦) وفی الصلاة، باب: سترة من حلقة برقم (٤۹۳) وفی الاذان، باب: وضوء الصبيان برقم (۸٦۱) وفی جزاء الصيد، باب: حج الصبيان برقم (۱۸۵۷) وفی المغازی باب: حجة الوداع برقم (٤٤۱۲)←

[1125] ٢٥٥ـ(. . .) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ أَقْبَلَ يَسِيرُ عَلَى حِمَارٍ وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَائِمٌ يُصَلِّيْ بِمِنًى فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ قَالَ فَسَارَ الْحِمَارُ بَيْنَ يَدَيْ بَعْضِ الصَّفِّ ثُمَّ نَزَلَ عَنْهُ فَصَفَّ مَعَ النَّاسِ

[1125]۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ وہ گدھی پر سوار ہو کر آئے اور رسول اللہ ﷺ حجۃ الوداع کے موقعہ پر منیٰ میں لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے، گدھی صف کے کچھ حصہ کے آگے سے گزرا، پھر وہ اس سے اتر کر لوگوں کے ساتھ صف میں مل گئے۔

[1126] ٢٥٦ـ(. .) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ قَالَ وَالنَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي بِعَرَفَةَ

[1126]۔ امام صاحب اپنے تین اور اساتذہ سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں جس میں یہ ہے نبی اکرم ﷺ عرفہ میں نماز پڑھا رہے تھے۔

[1127] ٢٥٧ـ(. . .) حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا أَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ أَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَلَمْ يَذْكُرْ فِيهِ مِنًى وَلَا عَرَفَةَ وَقَالَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ أَوْ يَوْمَ الْفَتْحِ

[1127]۔ امام صاحب اپنے دو اور اساتذہ سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں اور اس میں منیٰ یا عرفہ کا تذکرہ نہیں کیا اور کہا حجۃ الوداع یا فتح مکہ کے موقع پر۔

← وابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: من قال الحمار لا يقطع الصلاة برقم (٧١٥) والترمذي في (جامعه) في الصلاة، باب: ما جاء لا يقطع الصلاة شئ برقم (٣٣٧) والنسائي في (المجتبى من السنن) في القبلة۔ باب: ذكر ما يقطع الصلاة وما لا يقطع اذا لم يكن بين يدى المصلى سترة ٢/ ٦٣ بنحوه۔ اخرجه ابن ماجه في كتاب اقامة الصلاة والسنة فيها باب: ما يقطع الصلاة برقم (٩٤٧) انظر (التحفة) برقم (٥٨٣٤)

[1125] تقدم في الحديث السابق (١١٢٤)

[1126] تقدم برقم (١١٢٤)

[1127] تقدم برقم (١١٢٤)

۴۹...... بَابُ مَنْعِ الْمَارِّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّيْ

باب ٤٩: نمازی کے آگے سے گزرنے والے کو روکنا

[1128] ۲۵۸-(۵۰۵) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ يُصَلِّيْ فَلَا يَدَعْ أَحَدًا يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلْيَدْرَأْهُ مَا اسْتَطَاعَ فَإِنْ أَبٰى فَلْيُقَاتِلْهُ فَإِنَّمَا هُوَ شَيْطَانٌ))

[1128] ۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی نماز پڑھ رہا ہو تو کسی کو آگے سے نہ گزرنے دے، جہاں تک ممکن ہو، اس کو دفع کرے (ہٹائے) اگر وہ نہ مانے (باز نہ آئے) تو اس سے لڑے (زور سے دھکا دے) کیونکہ وہ شیطان ہے۔''

مفردات الحدیث ❶ **ولیدراہ:** اس کو (اشارہ یا ہاتھ سے) دفع کرے، روکے یا ہٹائے۔ ❷ **انما هو شیطان:** وہ سرکش اور باغی ہے، اور شیطان کے پیچھے لگ کر اچھی بات کو قبول نہیں کر رہا۔

فائدہ :...... اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے اگر کوئی انسان نمازی سے آگے گزرنے کی کوشش کرے تو اس کو روکا جائے گا۔ اگر وہ نرمی سے باز نہ آئے تو پھر زور اور طاقت سے روکا جائے گا، لیکن یہ تبھی جائز ہے، جب نمازی نے اپنے آگے سترہ رکھا ہو اور اس کے باوجود وہ بلا وجہ نمازی کے آگے سے گزرے۔

[1129] ۲۵۹-(...) حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ قَالَ نَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ قَالَ نَا ابْنُ هِلَالٍ يَعْنِي حُمَيْدًا قَالَ بَيْنَمَا أَنَا وَصَاحِبٌ لِي نَتَذَاكَرُ حَدِيثًا إِذْ قَالَ

أَبُو صَالِحٍ السَّمَّانُ أَنَا أُحَدِّثُكَ مَا سَمِعْتُ مِنْ أَبِي سَعِيدٍ وَرَأَيْتُ مِنْهُ قَالَ بَيْنَمَا أَنَا مَعَ أَبِي سَعِيدٍ يُصَلِّيْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِلٰى شَيْءٍ يَسْتُرُهُ مِنَ النَّاسِ إِذْ جَاءَ رَجُلٌ شَابٌّ

[1128] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: ما يومر المصلى ان يدرأ من الممر بين يديه برقم (٦٩٧) و (٦٩٨) والنسائی فی (المجتبى) فی القبلة، باب: التشهد فی المرور بين يدى المصلى وبين سترته ٢/ ٦٦- وابن مامه فی (سننه) فی اقامة الصلاة والسنة فيها باب: ادرا ما استطعت برقم (٩٥٤) انظر (التحفة) برقم (٤١١٧)

[1129] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الصلاة، باب: يرد المصلى من مر بين يديه برقم (٥٠٩) وفی بدء الخلق، باب: صفة ابليس وجنوده برقم (٣٢٧٤) وابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: ما يومر المصلى ان يدراء عن الممر بين يديه برق (٧٠٠) انظر (التحفة) برقم (٤٠٠٠)

مِنْ بَنِی أَبِی مُعَیْطٍ أَرَادَ أَنْ یَّجْتَازَ بَیْنَ یَدَیْهِ فَدَفَعَ فِی نَحْرِهِ فَنَظَرَ فَلَمْ یَجِدْ مَسَاغًا إِلَّا بَیْنَ یَدَیْ أَبِیْ سَعِیدٍ فَعَادَ فَدَفَعَ فِی نَحْرِهِ أَشَدَّ مِنَ الدَّفْعَةِ الْاُوْلٰی فَمَثَلَ قَائِمًا فَنَالَ مِنْ أَبِیْ سَعِیدٍ ثُمَّ زَاحَمَ النَّاسَ فَخَرَجَ فَدَخَلَ عَلٰی مَرْوَانَ فَشَکَا إِلَیْهِ مَا لَقِیَ قَالَ وَدَخَلَ أَبُو سَعِیدٍ عَلٰی مَرْوَانَ فَقَالَ لَهٗ مَرْوَانُ مَا لَكَ وَلِابْنِ أَخِیكَ جَآءَ یَشْکُوكَ فَقَالَ أَبُو سَعِیدٍ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ یَقُولُ ((إِذَا صَلّٰی أَحَدُکُمْ اِلٰی شَیْءٍ یَسْتُرُهٗ مِنَ النَّاسِ فَأَرَادَ أَحَدٌ أَنْ یَّجْتَازَ بَیْنَ یَدَیْهِ فَلْیَدْفَعْ فِی نَحْرِهِ فَإِنْ اَبٰی فَلْیُقَاتِلْهُ فَإِنَّمَا هُوَ شَیْطَانٌ))

[1129]۔ حضرت ابن ہلال رحمہ اللہ (یعنی حمید) بیان کرتے ہیں کہ اسی دوران میں اور میرا ساتھی، ایک حدیث کے بارے میں گفتگو کر رہے تھے کہ ابو صالح سمان نے کہا، میں تمہیں ابوسعید سے سنی ہوئی حدیث اور ان کا عمل بتاتا ہوں، میں ابوسعید کے ساتھ تھا اور وہ جمعہ کے دن لوگوں سے کسی چیز کی آڑ میں نماز پڑھ رہے تھے، اتنے میں ابومعیط کے خاندان کا ایک نوجوان آیا اور اس نے ان کے آگے سے گزرنا چاہا تو انہوں نے اس کے سینہ پر مارا، اس نے نظر لڑائی تو اسے ابوسعید کے سامنے کے سوا کوئی راستہ نہ ملا تو اس نے دوبارہ گزرنا چاہا تو انہوں نے پہلی دفعہ سے زیادہ شدت سے اس کے سینہ پر ہاتھ مارا، یعنی زور سے دھکا دیا تو وہ سیدھا کھڑا ہوگیا، اور ابوسعید پر طعن و تشنیع کرنے لگا، پھر لوگوں کی بھیڑ میں داخل ہوگیا، اور نکل کر مروان کے پاس گیا اور اپنی تکلیف کی اس سے شکایت کی اور ابوسعید بھی مروان کے پاس پہنچ گئے تو اس نے ان سے کہا، آپ کا اپنے بھتیجے کے ساتھ کیا معاملہ ہے؟ وہ آ کر آپ کی شکایت کر رہا ہے تو ابوسعید رضی اللہ عنہ نے جواب دیا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: جب تم میں سے کوئی لوگوں سے کسی چیز کی اوٹ میں نماز پڑھے، اور کوئی اس کے آگے سے گزرنا چاہے تو وہ اس کے سینہ پر مارے (دھکا دے) اگر وہ نہ مانے (گزرنے سے باز نہ آئے) تو اس سے لڑے (زور اور طاقت استعمال کرے) کیونکہ وہ تو شیطان ہے (یعنی سرکش اور شریر ہے)۔

مفردات الحدیث ❶ نتذاکر، کسی مسئلہ پر بات چیت، اور گفتگو کرنا۔ ❷ مساغ: گزرگاہ، راستہ۔ ❸ مثل: ثاء پر زبر اور پیش دونوں آ سکتے ہیں، سیدھا کھڑا ہوگیا۔ ❹ نال من ابی سعید، ابوسعید کو برا بھلا کہا، ان کی عزت و آبرو پر حملہ کیا۔

[1130] ٢٦٠-(٥٠٦) حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَا نَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ ابْنِ أَبِي فُدَيْكٍ عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ صَدَقَةَ بْنِ يَسَارٍ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ يُصَلِّي فَلَا يَدَعْ أَحَدًا يَمُرُّ بَيْنَ يَدَيْهِ فَإِنْ أَبَى فَلْيُقَاتِلْهُ فَإِنَّ مَعَهُ الْقَرِينَ))

[1130]۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی نماز پڑھ رہا ہو تو کسی کو اپنے آگے سے نہ گزرنے دے، اگر وہ نہ مانے تو اس سے لڑے (زور آزمائی کرے) کیونکہ اس کے ساتھ ہمزاد ہے۔

[1131] ٢٦١-(٥٠٧) وحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ انا أَبُوبَكْرٍ الْحَنَفِيُّ قَالَ نَا الضَّحَّاكُ بْنُ عُثْمَانَ نَا صَدَقَةُ بْنُ يَسَارٍ قَالَ سَمِعْتُ عَنِ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ بِمِثْلِهِ

[1131] امام صاحب ایک اور استاد سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

[1132] ٢٦١-(٥٠٧) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ أَبِي النَّضْرِ

عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ زَيْدَ بْنَ خَالِدٍ الْجُهَنِيَّ أَرْسَلَهُ إِلَى أَبِي جُهَيْمٍ يَسْأَلُهُ مَاذَا سَمِعَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي الْمَارِّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي قَالَ أَبُو جُهَيْمٍ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((لَوْ يَعْلَمُ الْمَارُّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي مَاذَا عَلَيْهِ لَكَانَ أَنْ يَقِفَ أَرْبَعِينَ خَيْرًا لَهُ مِنْ أَنْ يَمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ)) قَالَ أَبُو النَّضْرِ لَا أَدْرِي قَالَ أَرْبَعِينَ يَوْمًا أَوْ شَهْرًا أَوْ أَرْبَعِينَ سَنَةً

[1130] اخرجه ابن ماجه فی (سننه) فی اقامة الصلاة والسنة فیها باب: ادراء ما استطعت برقم (٩٥٥) انظر (التحفة) برقم (٧٠٩٥)

[1131] تقدم تخریجه فی الحدیث السابق (١١٣٠)

[1132] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الصلاة، باب: اثم المار بین یدی المصلی برقم (٥١٠) وابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: ما ینهی عنه من المرور بین یدی المصلی برقم (٧٠١) والترمذی فی (جامعه) فی الصلاة، باب: ما جاء فی کراهیة المرور بین یدی المصلی برقم (٣٣٦) والنسائی فی (المجتبی من السنن) ١/ ٧٥٥ فی القبلة، باب: التشدید فی المرور بین یدی المصلی وبین سترته۔ واخرجه ابن ماجه فی (سننه) فی اقامة الصلاة والسنة فیها باب: المرور بین یدی المصلی برقم (٩٤٥) انظر (التحفة) برقم (١١٨٨٤)

[1132]۔ حضرت بسر بن سعید رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ نے اسے ابوجہیم کی خدمت میں بھیجا کہ ان سے پوچھوں کہ اس نے نمازی کے آگے سے گزرنے والے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے کیا سنا ہے؟ ابوجہیم رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر نمازی کے آگے سے گزرنے والا جان لے (استحضار کر لے) کہ اس پر (اس عمل کا گناہ) کس قدر ہے تو اس کے لیے چالیس تک ٹھہرے رہنا اس کے آگے سے گزرنے سے بہتر ہو۔ ابونضر کہتے ہیں، مجھے معلوم نہیں انہوں نے چالیس دن کہا یا ماہ یا سال کہا۔

[1133] (. .) حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ هَاشِمِ بْنِ حَيَّانَ الْعَبْدِيُّ قَالَ نَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ سَالِمٍ أَبِي النَّضْرِ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ أَنَّ زَيْدَ بْنَ خَالِدِ الْجُهَنِيَّ أَرْسَلَ إِلَى

أَبِي جُهَيْمِ الْأَنْصَارِيِّ مَا سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ فَذَكَرَ بِمَعْنَى حَدِيثِ مَالِكٍ

[1133] ہمیں عبداللہ بن ہاشم بن حیان عبدی نے وکیع کے واسطہ سے سفیان کی ابونضر سالم سے بسر بن سعید کی روایت سنائی کہ زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ نے اسے ابوجہیم رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا آپ نے نبی اکرم ﷺ کو کیا فرماتے سنا: پھر مالک کی روایت کی طرح حدیث بیان کی۔

فائدہ :...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ نمازی کے آگے سے گزرنا بہت بڑا گناہ ہے، اگر انسان اس گناہ کا تصور کر لے تو پھر وہ کسی نمازی کے آگے سے گزرنے کی جسارت نہ کرے، اگرچہ اسے کافی دیر تک ہی کیوں نہ رکنا پڑے۔ اگرچہ بعض روایات میں چالیس سال اور بعض سو سال کا عدد آیا ہے۔

٥٠...... بَابُ دُنُوِّ الْمُصَلِّي مِنَ السُّتْرَةِ

باب ٥٠: نمازی کا سترہ کے قریب کھڑا ہونا

[1134] ٢٦٢-(٥٠٨) حَدَّثَنِي يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ قَالَ نَا ابْنُ أَبِي حَازِمٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ كَانَ بَيْنَ مُصَلَّى رَسُولِ اللهِ ﷺ وَبَيْنَ الْجِدَارِ مَمَرُّ الشَّاةِ

[1133] تقدم تخريجه فى الحديث السابق (١١٣٢)

[1134] اخرجه البخارى فى (صحيحه) فى الصلاة، باب: قدر كم ينبغى ان يكون بين المصلى والسترة برقم (٤٩٦) وابو داود فى (سننه) فى الصلاة، باب: الدنو من السترة برقم (٦٩٦) انظر (التحفة) برقم (٤٧٠٧)

[1134]۔حضرت سہل بن ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی سجدہ کی جگہ اور دیوار کے درمیان بکری گزرنے کے برابر فاصلہ تھا۔

فائدہ :...... اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ نمازی کو سترہ کے قریب کھڑا ہونا چاہیے، سترہ اور نمازی کے درمیان زیادہ فاصلہ نہیں ہونا چاہیے۔

[1135] ۲۶۳۔(۵۰۹)حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنّٰى قَالَ إِسْحٰقُ أَنَا وَقَالَ ابْنُ الْمُثَنّٰى نَا حَمَّادُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ يَزِيدَ يَعْنِي ابْنَ أَبِي عُبَيْدٍ

عَنْ سَلَمَةَ وَهُوَ ابْنُ الْأَكْوَعِ أَنَّهُ كَانَ يَتَحَرّٰى مَوْضِعَ مَكَانِ الْمُصْحَفِ يُسَبِّحُ فِيهِ وَذَكَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَتَحَرّٰى ذٰلِكَ الْمَكَانَ وَكَانَ بَيْنَ الْمِنْبَرِ وَالْقِبْلَةِ قَدْرُ مَمَرِّ الشَّاةِ

[1135]۔حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ (جو اکوع کا بیٹا ہے) کے بارے میں روایت ہے کہ وہ کوشش کر کے (مسجد نبوی میں) اس جگہ نفلی نماز پڑھتے جہاں مصحف رکھا ہوا تھا، اور انہوں نے بتایا رسول اللہ ﷺ اس جگہ کو پسند فرماتے تھے اور منبر اور قبلہ کی دیوار کے درمیان بکری گزرنے کے برابر فاصلہ تھا۔

مفردات الحدیث

① **يَتَحَرّٰى**: کوشش کرتے، اس کا انتخاب کرتے، یعنی اس جگہ کو ترجیح دیتے۔

② **مَكَانَ الْمُصْحَفِ**: وہ جگہ، جہاں مسجد نبوی میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مصحف امام کے لیے صندوق رکھوایا تھا، جہاں استوانۃ المھاجرین (مہاجروں کے بیٹھنے کا ستون) تھا۔

فائدہ :...... دور نبوی ﷺ سے محراب نہ تھا اس لئے منبر دیوار کے قریب رکھا گیا تھا منبر اور دیوار کا فاصلہ بکری گزرنے کے بقدر تھا اور آپ منبر کے پاس کھڑے ہوتے تھے اس لئے آپ کی سجدہ گاہ اور دیوار کا فاصلہ بقدر ممر الشاۃ تھا۔

[1136] ۲۶۴۔(..) حَدَّثَنَاه مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ نَا مَكِّيٌّ قَالَ

[1135] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الصلاة، باب: قدر كم ينبغي ان يكون بين المصلي والسترة برقم (٤٩٧) وابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: موض علامنبر برقم (١٠٨٢) بلفظ قريب منه۔ انظر (التحفة) برقم (٤٥٣٧)

[1136] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الصلاة، باب: الصلاة الى الا سطوانة برقم (٥٠٢) وابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: ما جاء في توطين المكان في المسجد يصلي منه برقم (١٤٣٠) بنحوه۔ انظر (التحفة) برقم (٤٥٤١)

يَزِيدُ أَخْبَرَنَا قَالَ كَانَ سَلَمَةُ يَتَحَرَّى الصَّلَاةَ عِنْدَ الْأُسْطُوَانَةِ الَّتِي عِنْدَ الْمُصْحَفِ فَقُلْتُ لَهُ يَا أَبَا مُسْلِمٍ أَرَاكَ تَتَحَرَّى الصَّلٰوةَ عِنْدَ هٰذِهِ الْأُسْطُوَانَةِ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَتَحَرَّى الصَّلٰوةَ عِنْدَهُ

[1136] ۔ حضرت یزید بیان کرتے ہیں کہ حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ مصحف کے قریب والے ستون کے پاس نماز پڑھنے کی کوشش کرتے، میں نے ان سے پوچھا: اے ابومسلم! میں آپ کو اس ستون کے پاس نماز پڑھنے کا قصد کرتے دیکھتا ہوں؟ انہوں نے جواب دیا، میں نے نبی اکرم ﷺ کو اس کے قریب نماز پڑھنے کا قصد کرتے دیکھا ہے۔ (ابومسلم حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے)

۵۱...... بَابُ: قَدْرِ مَا يَسْتُرُ الْمُصَلِّيْ

باب۵۱: نمازی کے سترہ کی مقدار

[1137] ۲۶۵ ۔ (۵۱۰) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا إِسْمٰعِيْلُ ابْنُ عُلَيَّةَ قَالَ ح و حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا إِسْمٰعِيْلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ يُونُسَ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الصَّامِتِ

عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ **((إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ يُصَلِّيْ فَإِنَّهُ يَسْتُرُهُ إِذَا كَانَ بَيْنَ يَدَيْهِ مِثْلُ مُؤَخِّرَةِ الرَّحْلِ فَإِذَا لَمْ يَكُنْ بَيْنَ يَدَيْهِ مِثْلُ مُؤَخِّرَةِ الرَّحْلِ فَإِنَّهُ يَقْطَعُ صَلٰوتَهُ الْحِمَارُ وَالْمَرْأَةُ وَالْكَلْبُ الْأَسْوَدُ))** قُلْتُ يَا أَبَا ذَرٍّ مَا بَالُ الْكَلْبِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْكَلْبِ الْأَحْمَرِ مِنَ الْكَلْبِ الْأَصْفَرِ قَالَ يَا ابْنَ أَخِي سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَمَا سَأَلْتَنِي فَقَالَ **((الْكَلْبُ الْأَسْوَدُ شَيْطَانٌ))**

[1137] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: ما يقطع الصلاة برقم (۷۰۲) بنحوه والترمذی فی (جامعه) فی الصلاة، باب: ما جاء انه لا يقطع الصلاة الا الكلب والحمار والمراة برقم (۳۳۸) والنسائی فی (المجتبی) فی القبلة، باب: ذكر ما يقطع الصلاة وما لا يقطع اذا لم يكن بين يدی المصلی سترة ۲/ ۶۳۔ وابن ماجه فی (سننه) فی اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: ما يقطع الصلاة برقم (۹۵۲) وفی الصيد، باب: صيد كلب المجوس والكلب الاسود البهيم برقم (۳۲۱۰) انظر (التحفة) برقم (۱۱۹۳۹)

[1137] ۔حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی نماز کے لیے کھڑا ہوتو اس کے لیے سترہ (آڑ) بنے گا، جب اس کے سامنے پالان کی پچھلی لکڑی کے برابر کوئی چیز ہو، اگر اس کے سامنے پالان کی پچھلی لکڑی کے برابر کوئی چیز نہ ہوتو گدھا، عورت اور سیاہ کتا، اس کی نماز (کے خشوع) کو منقطع کر دیتا ہے۔'' میں نے پوچھا، اے ابوذر! سیاہ کتے کی تخصیص کیوں، اگر کتا لال یا زرد ہو پھر؟ انہوں نے کہا، اے میرے بھتیجے! میں نے بھی رسول اللہ ﷺ سے یہی سوال کیا تھا جو تو نے مجھ سے کیا ہے تو آپ نے فرمایا: سیاہ کتا شریر (شیطان) ہوتا ہے۔

[1138] (. . .) حَـدَّثَـنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ قَالَ نَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ قَالَ ح و قَالَ نَا مُـحَـمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ قَالَ ح و حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ انَـا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ قَالَ نَا أَبِي قَالَ ح و حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ أَيْضًا قَالَ انَـا الْـمُـعْـتَـمِـرُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ سَلْمَ بْنَ أَبِي الذَّيَّالِ قَالَ ح و حَدَّثَنِي يُوسُفُ بْنُ حَمَّادٍ الْمَعْنِيُّ حَدَّثَنَا زِيَادٌ الْبَكَّائِيُّ عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ كُلُّ هٰؤُلَآءِ

[1138] امام صاحب اپنے مختلف اساتذہ سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

[1139] ٢٦٦۔(٥١١) و حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ انَا الْمَخْزُومِيُّ قَالَ نَا عَبْدُالْوَاحِدِ وَهُوَ ابْنُ زِيَادٍ قَالَ نَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الْاَصَمِّ قَالَ نَا يَزِيدُ بْنُ الْاَصَمِّ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ **((يَقْطَعُ الصَّلٰوةَ الْمَرْأَةُ وَالْحِمَارُ وَالْكَلْبُ وَيَقِي ذٰلِكَ مِثْلُ مُؤْخِرَةِ الرَّحْلِ))**

[1139] ۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عورت، گدھا اور (سیاہ) کتا نماز توڑ دیتے ہیں اور پالان کی پچھلی لکڑی کے برابر کوئی چیز اس کی حفاظت کرتی ہے۔

فائدہ: ...... گدھا، سیاہ کتا اور عورت کی طرف دیکھنے سے انسان کی سوچ وفکر یا ذہن متاثر ہوتا ہے، گدھے اور کتے سے شر اور نقصان پہنچنے کا خطرہ ہوتا ہے اور عورت جنسی کشش رکھتی ہے، اس لیے نمازی کا خشوع اور خضوع

[1138] تقدم فی الحدیث السابق (١١٣٧)

[1139] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٤٨٢٧)

اور توجہ برقرار نہیں رہتی، اور نماز میں یہی چیزیں مطلوب ہیں، اس لیے اس کو نماز کے ٹوٹنے سے تعبیر کر دیا گیا ہے، اگر یہ چیزیں سترہ سے پرے یا دور ہوں تو ان کی طرف توجہ نہیں ہوتی اس لیے نماز متاثر نہیں ہوتی، بہرحال جمہور کے نزدیک نماز باطل نہیں ہوتی، اس میں نقص پیدا ہو جاتا ہے۔ اور عربی محاورہ کے مطابق اس کو ٹوٹنے سے تعبیر کیا گیا ہے۔

٥٢...... بَابُ: اِلاعْتِرَاضِ بَيْنَ يَدَىِ الْمُصَلِّى

باب ٥٢: نمازی کے سامنے لیٹنا

[1140] ٢٧٦-(٥١٢) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِى شَيْبَةَ وَعَمْرُو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالُوا نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّى مِنَ اللَّيْلِ وَأَنَا مُعْتَرِضَةٌ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ كَاِعْتِرَاضِ الْجَنَازَةِ

[1140]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ رات کو نماز پڑھتے تھے اور میں آپ کے اور قبلہ کے درمیان جنازہ کی طرح چوڑائی میں لیٹی ہوتی تھی۔

[1141] ٢٦٨-(. . .) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِى شَيْبَةَ قَالَ نَا وَكِيعٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّى صَلٰوتَهُ مِنَ اللَّيْلِ كُلَّهَا وَأَنَا مُعْتَرِضَةٌ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يُّوتِرَ أَيْقَظَنِى فَأَوْتَرْتُ

[1141]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ کو اپنی پوری نماز پڑھتے اور میں آپ کے اور آپ کے قبلہ کے درمیان لیٹی ہوتی۔ اور جب آپ وتر پڑھنا چاہتے تو مجھے جگا دیتے اور میں بھی وتر پڑھ لیتی۔

[1142] ٢٦٩-(. . .) و حَدَّثَنِى عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِى بَكْرِ بْنِ حَفْصٍ

[1140] اخرجه ابن ماجه فى (سننه) فى اقامة الصلاة والسنة فيها باب: من صلى وبينه وبين القبلة شئى برقم (٩٥٦) انظر (التحفة) برقم (١٦٤٤٨)

[1141] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٧٢٧٦)

[1142] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٧٣٦٨)

عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ مَا يَقْطَعُ الصَّلٰوةَ قَالَ فَقُلْنَا الْمَرْأَةُ وَالْحِمَارُ فَقَالَتْ إِنَّ الْمَرْأَةَ لَدَابَّةُ سَوْءٍ لَقَدْ رَأَيْتُنِي بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مُعْتَرِضَةً كَاعْتِرَاضِ الْجَنَازَةِ وَهُوَ يُصَلِّي

[1142]۔ حضرت عروہ بن زبیر بیان کرتے ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا، میں نے آپ کو رسول اللہ ﷺ کے سامنے جنازہ کی طرح عرض میں لیٹے ہوئے دیکھا جبکہ آپ نماز پڑھ رہے تھے۔

فائدہ:...... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی احادیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اگر نمازی کے سامنے عورت اس انداز سے لیٹی ہو کہ اس سے نمازی کی توجہ نہ بٹے، اور وہ اس سے متاثر نہ ہو تو اس کی نماز پر اثر نہیں پڑتا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رات کو آپ کے سامنے لیٹی ہوتی تھیں، اور رات کی تاریکی اور اندھیرے کی بنا پر کیونکہ ان دنوں جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں آ رہا ہے، گھروں میں چراغ نہیں ہوتے تھے، آپ کی نظر عائشہ رضی اللہ عنہا پر نہیں پڑتی تھی، اس لیے آپ ان کے سامنے ہونے کے باوجود نماز پڑھتے رہتے تھے۔

[1143] ٢۔(. . .) حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ وَأَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ قَالَا نَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ قَالَ ح و حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ نَا أَبِي قَالَ نَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ ح قَالَ الْأَعْمَشُ وَحَدَّثَنِي مُسْلِمٌ عَنْ مَسْرُوقٍ

عَنْ عَائِشَةَ وَذُكِرَ عِنْدَهَا مَا يَقْطَعُ الصَّلٰوةَ الْكَلْبُ وَالْحِمَارُ وَالْمَرْأَةُ فَقَالَتْ عَائِشَةُ قَدْ شَبَّهْتُمُونَا بِالْحَمِيرِ وَالْكِلَابِ وَاللّٰهِ لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي وَإِنِّي عَلَى السَّرِيرِ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ مُضْطَجِعَةً فَتَبْدُو لِيَ الْحَاجَةُ فَأَكْرَهُ أَنْ أَجْلِسَ فَأُوذِيَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَأَنْسَلُّ مِنْ عِنْدِ رِجْلَيْهِ

[1143]۔ حضرت مسروق بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے ان چیزوں کا تذکرہ کیا گیا جن کے سامنے گزرنے سے نماز ٹوٹتی ہے، یعنی کتا، گدھا اور عورت تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: تم نے ہمیں گدھوں اور کتوں کے مشابہ بنا دیا ہے، اللہ کی قسم میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس حال میں نماز پڑھتے دیکھا کہ میں چارپائی پر آپ کے قبلہ کے درمیان لیٹی ہوتی تھی، مجھے کوئی ضرورت پیش آتی تو میں بیٹھ کر رسول اللہ ﷺ کو تکلیف دینا پسند نہ کرتی، اس لیے (چارپائی) کے پایوں کی طرف سے کھسک جاتی۔

[1143] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الصلاة، باب: من لا يقطع الصلاة شئ برقم (٥١٤) وفي باب: استقبال الرجل صاحبه او غيره في صلاته وهو يصلي برقم (٥١١) وفي باب الاستئذان، باب: السرير برقم (٦٢٧٦) انظر (التحفة) برقم (١٥٩٥٢ و ١٧٦٤٢)

فائدہ:...... بعض حضرات نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول ''تم نے ہمیں گدھوں اور کتوں کے مشابہ کر دیا'' سے استدلال کرتے ہوئے صراط مستقیم کی عبارت کو نشانہ بنایا ہے حالانکہ اس سے استدلال بے محل ہے کیونکہ یہ بات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جذباتی انداز میں فرمائی ہے، وگرنہ یہاں مشابہت ہے ہی نہیں۔ حدیث کا مقصد تو صرف ان چیزوں کا تذکرہ کرنا ہے، جن سے نمازی کا ذہن اور دل و دماغ متاثر ہو سکتے ہیں۔ اور اگر بالفرض یہاں مشابہت ہے تو اس میں بیان کرنے والوں کا کیا قصور یہ بات تو رسول اللہ ﷺ نے فرمائی ہے، اور آپ کی فرمائی ہوئی بات کیسے قابل اعتراض ہو سکتی ہے، جس چیز کو آپ ﷺ برا خیال نہیں کرتے یا اس کو توہین آمیز نہیں سمجھتے، ہم اس کو برا خیال کیوں کر سکتے ہیں، مزید برآں اگر عورت کے سامنے آنے سے انسان متاثر نہیں ہوتا تو پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ کے سامنے بیٹھنے کو آپ کے لیے اذیت کا باعث کیوں سمجھتی تھیں؟ اور چار پائی کے پایوں سے کھسک کر کیوں نکلتی تھیں؟

[1144] ٢٧١-(. . .) حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ انَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ عَدَلْتُمُونَا بِالْكِلَابِ وَالْحُمُرِ لَقَدْ رَأَيْتُنِي مُضْطَجِعَةً عَلَى السَّرِيرِ فَيَجِيءُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَيَتَوَسَّطُ السَّرِيرَ فَيُصَلِّي فَأَكْرَهُ أَنْ اَسْنَحَهُ فَأَنْسَلُّ مِنْ قِبَلِ رِجْلَيِ السَّرِيرِ حَتّٰى أَنْسَلَّ مِنْ لِحَافِي

[1144]۔ حضرت اسود بیان کرتے ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا، تم نے ہمیں کتوں اور گدھوں کے برابر کر دیا ہے حالانکہ میں نے اپنے آپ کو اس حالت میں پایا ہے کہ میں چار پائی پر لیٹی ہوتی تھی رسول اللہ ﷺ تشریف لاتے اور چار پائی کے درمیان نماز پڑھتے میں آپ کے سامنے ظاہر ہونا ناپسند کرتی تو میں چار پائی کے پایوں سے کھسک کر، اپنے لحاف سے نکل جاتی۔

[1145] ٢٧٢-(. . .) حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنْ أَبِي النَّضْرِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أَنَامُ بَيْنَ يَدَيْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَرِجْلَايَ فِي قِبْلَتِهِ فَإِذَا سَجَدَ غَمَزَنِي فَقَبَضْتُ رِجْلَيَّ وَإِذَا قَامَ بَسَطْتُهُمَا قَالَتْ وَالْبُيُوتُ يَوْمَئِذٍ لَيْسَ فِيهَا مَصَابِيحُ

[1144] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الصلاة، باب: الصلاة الى السرير برقم (٥٠٨) والنسائي في (المجتبى) في القبلة، باب: ذكر ما يقطع الصلاة وما لا يقطع اذا لم يكن بين يدى المصلى سترة ٢/ ٦٥- انظر (التحفة) برقم (١٥٩٨٧)

[1145] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الصلاة، برقم (٣٨٢) وفي باب: التطوع خلف المراة برقم (٥١٣) وفي العمل في الصلاة، باب: ما يجوز من العمل في الصلاة برقم (١٢٠٩) بنحوه- وابو داود في (سننه) في الصلاة، برقم (٧١٣) مختصرا- والنسائي في (المجتبى) في الطهارة، باب: ترك الوضوء من مس الرجل امراته من غير شهوة ١/ ١٠١- انظر (التحفة) برقم (١٧٧١٢)

[1145]۔ ہمیں یحییٰ بن یحییٰ نے بتایا کہ میں نے امام مالک کو ابونضر کی ابوسلمہ بن عبدالرحمن سے عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت سنائی کہ میں رسول اللہ ﷺ کے سامنے سو جاتی اور میرے پاؤں آپ کے قبلہ میں ہوتے جب آپ سجدہ کرتے تو میرا پاؤں دبا دیتے تو میں اپنے پاؤں سکیڑ لیتی اور جب آپ کھڑے ہو جاتے تو میں ان کو پھیلا لیتی۔ انہوں نے (عائشہ) بتایا ان دنوں گھروں کے اندر چراغ نہیں ہوتے تھے۔

فائدہ:...... اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کے گھر میں رات کو چراغ نہیں جلتا تھا، اس لیے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دیکھ کر یہ پتہ نہیں چل سکتا تھا کہ آپ سجدہ کرنا چاہتے ہیں اس لیے وہ اپنے طور پر پاؤں نہیں سکیڑ سکتی تھیں۔

[1146] ۲۷۳۔(۵۱۳)حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قال انا خَالِدُ بْنُ عَبْدِاللهِ قَالَ ح و حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ جَمِيعًا عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ شَدَّادِ بْنِ الْهَادِ قَالَ عَنْ مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّيْ وَأَنَا حِذَائَهُ وَأَنَا حَائِضٌ وَرُبَّمَا أَصَابَنِي ثَوْبُهُ إِذَا سَجَدَ

[1146]۔ نبی اکرم ﷺ کی زوجہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھتے اور میں حیض کی حالت میں آپ کے متوازی ہوتی۔ بسا اوقات جب آپ سجدہ کرتے تو آپ کا کپڑا مجھ سے لگ جاتا۔

[1147] ۲۷۴۔(۵۱۴)حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ زُهَيْرٌ نَا وَكِيعٌ قَالَ نَا طَلْحَةُ بْنُ يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِاللهِ بْنِ عَبْدِاللهِ قَالَ سَمِعْتُهُ يحدث عن عائشه قالت كان النبي يصلي من الليل وانا الى جنبه وانا حائض وعلى مرط عليه بعضه الى جنبه

[1147]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رات کو نماز پڑھتے اور میں حیض کی حالت میں آپ کے پہلو میں ہوتی، مجھ پر چادر ہوتی اور آپ کے پہلو میں ہونے سے اس کا کچھ حصہ آپ پر بھی ہوتا۔

فوائد:...... ❶ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر عورت نمازی کے پہلو میں کھڑی ہو تو اس سے نماز باطل نہیں ہوتی۔ جمہور کا موقف یہی ہے، امام ابوحنیفہ کے نزدیک نماز باطل ہو جائے گی۔ ❷ عورت اگر حیض کی حالت میں ہو تو اس نے جو کپڑا اوڑھا ہو وہ پلید نہیں ہوتا، اس لیے ایک ہی کپڑا اگر اس کا کچھ حصہ حائضہ پر ہو اور کچھ نمازی پر تو اس میں کوئی قباحت نہیں ہے۔

[1146] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الحيض برقم (۳۳۳) وفي الصلاة، باب: اذا اصاب ثوب المصلي امراته اذا سجد برقم (۳۷۹) وفي باب: اذا صلى الى فراش فيه حائض برقم (۵۱۷ و ۵۱۸) وابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: الصلاة على الخمرة برقم (۶۵۶) وابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها باب: الصلاة على الخمرة برقم (۱۰۲۸) انظر (التحفة) برقم (۱۸۰۶۰)

[1147] اخرجه ابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: الرخصة في ذلك برقم (۳۷۰)

تنبیہ: ......(۱) جب نمازی سترہ کے بغیر نماز پڑھ رہا ہو تو گزرنے والا اتنے فاصلہ سے گزر سکتا ہے، جتنے فاصلہ سے خشوع وخضوع کے ساتھ نماز پڑھنے والے کو وہ نظر نہ آئے، اور نمازی کو نظر عام طور پر اپنی سجدہ گاہ تک محدود رکھنی چاہیے، اور بیٹھا ہوا حیوان بھی سترہ کا کام دیتا ہے، جیسا کہ آپ اونٹ آگے بٹھا لیتے تھے۔(۲) پاکستانی نسخوں میں سترہ کے تمام مباحث کو ایک باب کے تحت درج کر دیا گیا ہے جبکہ عربی نسخہ میں سترہ کے مباحث کو آٹھ ابواب کے تحت بیان کیا گیا ہے۔اور ہر باب میں مختلف باتوں کی نشان دہی کی گئی ہے۔

۵۳...... بَاب: الصَّلٰوةِ فِي ثَوْبٍ وَّاحِدٍ وَّصِفَةِ لَبْسِهٖ

باب ۵۳: ایک کپڑے میں نماز پڑھنا اور اس کے پہننے کا طریقہ

[1148] ۲۷۵-(۵۱۵) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ سَآئِلًا سَأَلَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الصَّلٰوةِ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ فَقَالَ ((أَوَلِكُلِّكُمْ ثَوْبَانِ))

[1148]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک سائل نے رسول اللہ ﷺ سے ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا: کیا تم میں سے ہر ایک کے پاس دو کپڑے ہیں؟''

[1149] (. . .) حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ انا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ قَالَ ح و حَدَّثَنِي عَبْدُالْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ وَحَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّيْ قَالَ حَدَّثَنِي عُقَيْلُ بْنُ خَالِدٍ كِلَاهُمَا عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهٖ

[1149] امام صاحب اپنے اور اساتذہ سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

والنسائی فی (المجتبی) فی القبلة، باب: صلاة الرجل فی ثوب بعضه علی امراته ۲/ ۶۷۔ وابن ماجه فی (سننه) فی الطهارة وسننها، باب: فی الصلاة فی ثوب الحائض برقم (۶۵۲) انظر (التحفة) برقم (۱۶۳۰۸)

[1148] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الصلاة، باب: الصلاة فی الثوب الواحد ملتحفا به برقم (۳۵۸) وابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: جماع ابواب ما یصلی فیه برقم (۶۲۵) والنسائی فی (المجتبی) فی القبلة، باب: الصلاة فی الثوب الواحد ۲/ ۷۶۲۔ انظر (التحفة) برقم (۱۳۲۳۱)

[1149] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۳۲۱۹ و ۱۳۳۵۴)

[1150] ٢٧٦-(. .) حَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ عَمْرٌو ثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ نَادٰى رَجُلٌ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ أَيُصَلِّي أَحَدُنَا فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ فَقَالَ ((أَوَ كُلُّكُمْ يَجِدُ ثَوْبَيْنِ))

[1150]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کو پکار کر پوچھا: کیا ہم میں سے کوئی ایک کپڑے میں نماز پڑھ سکتا ہے؟ تو آپ نے جواب دیا: ''کیا تم میں سے ہر ایک کے پاس دو کپڑے ہیں؟''

فائدہ:...... ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ جس دور میں سائل نے آپ سے ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کے بارے میں سوال کیا تھا، وہ انتہائی فقر واحتیاج کا دور تھا، اور ہر انسان کے پاس اتنی سکت نہ تھی کہ وہ دو کپڑے پہنے، اس لیے شریعت نے نماز کے لیے کپڑوں کی تحدید نہیں کی، انسان کے پاس جس قدر وسعت وگنجائش ہو یا جتنے کپڑے وہ پہنتا ہوانہیں میں نماز پڑھ لے، ستر کو چھپانا ضروری ہے۔

[1151] ٢٧٧-(٥١٦) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ زُهَيْرٌ نَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((**لَا يُصَلِّي أَحَدُكُمْ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ لَيْسَ عَلٰى عَاتِقَيْهِ مِنْهُ شَيْءٌ**))

[1151]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص ایک کپڑے میں نماز اس طرح نہ پڑھے کہ اس کے کندھوں پر کچھ نہ ہو۔

[1152] ٢٧٨-(٥١٧) حَدَّثَنَا أَبُوكُرَيْبٍ نَا أَبُوأُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ

أَنَّ عُمَرَ بْنَ سَلَمَةَ أَخْبَرَهُ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ مُشْتَمِلًا بِهِ فِي بَيْتِ أُمِّ سَلَمَةَ وَاضِعًا طَرَفَيْهِ عَلٰى عَاتِقَيْهِ

[1150] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٤٤٠٧)

[1151] اخرجه ابوداود فى (سننه) فى الصلاة، باب: جماع ابواب ما يصلى فى برقم (٦٢٦) والنسائى فى (المجتبى) فى القبلة، باب: صلاة الرجل فى الثوب الواحد ليس على عاتقه منه شئى ١/ ٧٦٨۔ انظر (التحفة) برقم (١٣٦٧٨)

[1152] اخرجه البخارى فى (صحيحه) فى الصلاة، باب: الصلاة فى الثوب الواحد ملتحفا برقم (٣٥٤) مختصرا۔ وبرقم (٣٥٥ و ٣٥٦) بتمامه۔ والترمذى فى (جامعه) فى الصلاة، ←

[1152] ۔ حضرت عمر ابی سلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں ایک کپڑے میں نماز پڑھتے دیکھا، آپ اسے لپیٹے ہوئے تھے، اور اس کے دونوں کنارے، آپ کندھوں پر رکھے ہوئے تھے۔

مفردات الحدیث ✲ **مشتمل، متوشح** اور (**مخالف بین طرفیه**) تینوں ہم معنی ہیں، جس کا مقصد یہ ہے کہ کپڑے کا جو کنارہ دائیں کندھے پر ڈالا ہے، اس کو بائیں ہاتھ کے نیچے سے لے جائے اور جو کنارہ بائیں کندھے پر رکھنا ہے اس کو دائیں ہاتھ کے نیچے سے لے جائے، پھر دونوں کناروں کو سینہ پر باندھ لے۔

[1153] (. . .) حَدَّثَنَاه أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ وَكِيعٍ قَالَ نَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ مُتَوَشِّحًا وَلَمْ يَقُلْ مُشْتَمِلًا

[1153] ہمیں یہی روایت ابوبکر بن ابی شیبہ اور اسحاق بن ابراہیم نے وکیع کے واسطہ سے ہشام بن عروہ کی مذکورہ بالا سند سے سنائی، ہاں یہ فرق ہے کہ اس نے مشتملاً کی جگہ متوشحا کہا۔

[1154] ۲۷۹۔(. .)و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ انَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عُمَرَ بْنِ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي فِي بَيْتِ أُمِّ سَلَمَةَ فِي ثَوْبٍ قَدْ خَالَفَ بَيْنَ طَرَفَيْهِ

[1154] ۔ حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایک کپڑے میں نماز پڑھتے دیکھا، آپ نے اس کو لپیٹا ہوا تھا، اور اس کے دونوں کناروں میں مخالفت کی ہوئی تھی۔

[1155] ۲۸۰۔(. .)حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَعِيسَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَا نَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ عَنْ عُمَرَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ مُلْتَحِفًا مُخَالِفًا بَيْنَ طَرَفَيْهِ زَادَ عِيسَى بْنُ حَمَّادٍ فِي رِوَايَتِهِ قَالَ عَلَى مَنْكِبَيْهِ

[1155] ۔ ابوسلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ ایک کپڑے کو لپیٹ کر کناروں کو الٹا کر کے نماز پڑھ رہے تھے۔ عیسیٰ بن حماد نے اپنی روایت میں اضافہ کیا کہ اپنے کندھوں پر ڈالے ہوئے تھے۔

← باب: ما جاء فی الثوب الواحد برقم (۳۳۹) باختصار۔ والنسائی فی (المجتبی) فی القبلة، باب: الصلاة فی الثوب الواحد ۲/ ۷۰۔ وابن ماجه فی (سننه) فی اقامة الصلاة والسنة فیها، باب الصلاة فی الثوب الواحد برقم (۱۰۴۹) انظر (التحفة) برقم (۱۰۶۸٤)

[1153] تقدم فی الحدیث السابق (۱۱۵۲)

[1154] تقدم برقم (۱۱۵۲)

[1155] اخرجه ابوداود فی (سننه) فی الصلاة، برقم (٦٢٨) انظر (التحفة) برقم (۱۰٦٨٢)

[1156] ٢٨١ـ(٥١٨)حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِی شَيْبَةَ: حَدَّثَنَا وَكِيعٌ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِی الزُّبَيْرِ، عَنْ جَابِرٍ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِیَّ ﷺ يُصَلِّی فِی ثَوْبٍ وَّاحِدٍ مُتَوَشِّحًا بِهٖ

[1156]۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو ایک کپڑے میں نماز پڑھتے دیکھا، آپ نے اس کو لپیٹا ہوا تھا۔

[1157] ٢٨٢ـ(. . .)حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِی شَيْبَةَ قَالَ نَا وَكِيعٌ قَالَ نَا عَنْ سُفْيَانَ جَمِيعًا بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَفِی حَدِيثِ ابْنِ نُمَيْرٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰی رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ

[1157]۔امام صاحب اپنے دو اور اساتذہ سے مذکورہ بالا روایت نقل کرتے ہیں۔

[1158] ٢٨٣ـ(. . .)حَدَّثَنِی حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰی قَالَ نَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِی عَمْرٌو أَنَّ أَبِی الزُّبَيْرِ الْمَكِّیَّ حَدَّثَهٗ أَنَّهٗ رَاٰی جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ يُصَلِّی فِی ثَوْبٍ مُتَوَشِّحًا بِهٖ وَعِنْدَهٗ ثِيَابُهٗ وَقَالَ جَابِرٌ إِنَّهٗ رَاٰی رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَصْنَعُ ذٰلِكَ

[1158]۔حضرت ابو زبیر مکی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کو ایک کپڑے میں نماز پڑھتے دیکھا، وہ اس کو لپیٹے ہوئے تھے اور ان کے پاس ان کے کپڑے موجود تھے، اور جابر رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کو ایسے کرتے دیکھا ہے۔

[1159] ٢٨٤ـ(٥١٩)حَدَّثَنِی عَمْرٌو النَّاقِدُ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَاللَّفْظُ لِعَمْرٍو قَالَ حَدَّثَنِی عِيسَی بْنُ يُونُسَ قَالَ نَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِی سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ حَدَّثَنِی أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِیُّ أَنَّهٗ دَخَلَ عَلَی النَّبِیِّ ﷺ قَالَ فَرَأَيْتُهٗ يُصَلِّی عَلٰی حَصِيرٍ يَسْجُدُ عَلَيْهِ قَالَ وَرَأَيْتُهٗ يُصَلِّی فِی ثَوْبٍ وَّاحِدٍ مُتَوَشِّحًا بِهٖ

[1159]۔حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ نبی اکرم ﷺ کے پاس گئے وہ کہتے ہیں کہ میں نے آپ کو ایک چٹائی پر نماز پڑھتے دیکھا اس پر آپ سجدہ کرتے تھے اور میں نے آپ کو ایک کپڑے میں، اس کو لپیٹ کر نماز پڑھتے دیکھا۔

[1156] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٢٧٥٢)

[1157] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٢٧٥٢)

[1158] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٢٨٩٦)

[1159] اخرجه المولف [مسلم] فی المساجد، باب: جواز الجماعة فی النافلة برقم (١٥٠٣) والترمذی فی (جامعه) فی الصلاة، باب: ما جاء فی الصلاة علی الحصير برقم (٣٣٢)←

[1160] ٢٨٥-(. . .) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا نَا أَبُو مُعَاوِيَةَ قَالَ ح و حَدَّثَنِيهِ سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ كِلَاهُمَا

عَنِ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَفِي رِوَايَةِ أَبِي كُرَيْبٍ وَاضِعًا طَرَفَيْهِ عَلَى عَاتِقَيْهِ وَرِوَايَةُ أَبِي بَكْرٍ وَسُوَيْدٍ مُتَوَشِّحًا بِهِ

[1160]۔ امام صاحب اپنے تین اور اساتذہ سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں، ابوکریب کی روایت میں ہے آپ نے اس کے دونوں کنارے اپنے کندھوں پر رکھے ہوئے تھے اور ابوبکر اور سوید کی روایت میں ہے آپ اس کو لپیٹے ہوئے تھے۔

فوائد :...... ❶ ان تمام روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک کپڑے میں نماز پڑھنا بلا شک وشبہ درست ہے لیکن اس کا کچھ حصہ کندھوں پر ہونا چاہیے، اگر گنجائش اور مقدرت کے باوجود کپڑا کندھوں پر نہ ڈالا تو جمہور ائمہ کے نزدیک نماز مکروہ ہوگی، امام احمد رحمہ اللہ کا ایک قول ہے، ایسی صورت میں نماز صحیح نہیں ہوگی اگر کپڑا تنگ ہو اور کندھوں پر نہ ڈالا جا سکتا ہو تو پھر اس کو تہبند بنا لیا جائے گا، اگرچہ کندھے ننگے ہوں گے نماز میں کوئی خلل پیدا نہیں ہوگا۔ ❷ نماز کے لیے صرف ستر فرض ہے، اس لیے ایک کپڑے میں نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے، لیکن جب کپڑے زیادہ ہوں اور انسان عام طور پر سر ڈھانپے رکھتا ہو تو پھر بلا وجہ ننگے سر نماز پڑھنا بہتر نہیں ہے۔ بخاری رحمہ اللہ نے حسن بصری رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے کہ (گرمی کی بنا پر) لوگ (صحابہ رضی اللہ عنہم) پگڑی اور ٹوپی پر سجدہ کرتے تھے (یعنی پگڑی اور ٹوپی کا کچھ حصہ پیشانی پر ہوتا) اور ان کے ہاتھ آستینوں میں ہوتے تھے اور کلیب نے اپنے ماموں سے نقل کیا ہے، میں سردیوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو وہ برانس (لمبی ٹوپی یا وہ لباس جو سر کو ڈھانپ لے) اور چادروں میں نماز پڑھ رہے تھے۔ اور ان کے ہاتھ ان کی چادروں میں تھے۔ (مجمع الزوائد) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے غلام کو ایک کپڑے میں سر نماز پڑھتے ہوئے دیکھ کر اعتراض فرمایا تھا۔ (سنن الکبری للبیہقی، ج:۲، ص:۲۳۶)

← مختصراً۔ وابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها باب: الصلاة على الخمرة برقم (١٠٢٩) وفي باب: الصلاة في الثوب الواحد برقم (١٠٤٨) انظر (التحفة) برقم (٣٩٨٢)

[1160] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١١٥٩)
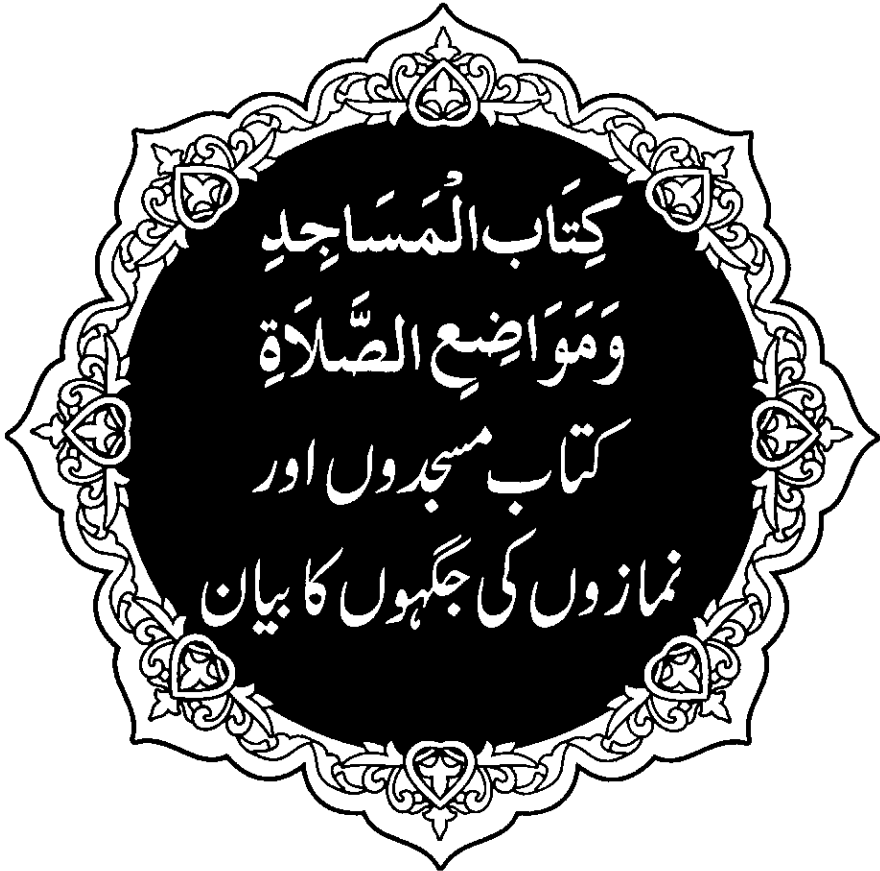
حدیث نمبر 1161 سے 1569 تک

٥... كِتَابُ الْمَسَاجِدِ وَمَوَاضِعِ الصَّلَاةِ

٥. کتاب مسجدوں اور نمازوں کی جگہوں کا بیان

١...... بَابُ الْمَسَاجِدِ وَمَوَاضِعِ الصَّلَاةِ

باب ١: مسجدیں اور نماز کی جگہیں

[1161] ١ ـ (٥٢٠) حَدَّثَنِي أَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ قَالَ نَا عَبْدُ الْوَاحِدِ قَالَ نَا الْأَعْمَشُ قَالَ ح و حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا نَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَيُّ مَسْجِدٍ وُضِعَ فِي الْأَرْضِ أَوَّلُ قَالَ ((الْمَسْجِدُ الْحَرَامُ)) قُلْتُ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ الْمَسْجِدُ الْأَقْصٰى قُلْتُ كَمْ بَيْنَهُمَا قَالَ ((أَرْبَعُونَ سَنَةً وَأَيْنَمَا أَدْرَكَتْكَ الصَّلٰوةُ فَصَلِّ فَهُوَ مَسْجِدٌ)) وَفِي حَدِيثِ أَبِي كَامِلٍ ((ثُمَّ حَيْثُمَا أَدْرَكَتْكَ الصَّلٰوةُ فَصَلِّهْ فَإِنَّهُ مَسْجِدٌ))

[1161] ـ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کہا، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! سب سے پہلے روئے زمین پر کونسی مسجد بنائی گئی؟ آپ نے فرمایا: ''مسجد حرام'' میں نے پوچھا، پھر کونسی؟ فرمایا: ''مسجد اقصیٰ۔'' میں نے پوچھا، دونوں کی تعمیر میں کتنا فاصلہ عرصہ ہے؟ آپ نے فرمایا: ''چالیس سال۔'' پھر فرمایا: ''اب جہاں بھی تجھے نماز کا وقت آئے، نماز پڑھ لے وہی جگہ مسجد ہے۔'' ابو کامل کی روایت میں ہے: ''پھر جہاں تمہیں نماز آلے، اس کو پڑھ لو کیونکہ وہی جگہ مسجد ہے۔''

[1161] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی احاديث الانبياء باب (١) برقم (٣٣٦٦) وفی باب: قول الله تعالى: ﴿ووهبنا لداود سليمان نعم العبد انه اواب﴾ برقم (٣٤٢٥) والنسائی فی (المجتبى) فی المساجد باب: ذكر ای مسجد وضع اولا ٢/ ٣٢ وفی التفسير، سورت آل عمران باب (ان اول بيت وضع للناس) برقم (٨٩) وابن ماجه فی (سننه) فی المساجد والجماعات۔ باب: ای مسجد وضع اول برقم (٧٥٣) انظر (التحفة) برقم (١١٩٩٤)

[1162] ٢-(. . .)حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ انا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ قَالَ نَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ يَزِيدَ التَّيْمِيِّ قَالَ كُنْتُ أَقْرَأُ عَلَى أَبِي الْقُرْآنَ فِي السُّدَّةِ فَإِذَا قَرَأْتُ السَّجْدَةَ سَجَدَ فَقُلْتُ لَهُ يَا أَبَتِ أَتَسْجُدُ فِي الطَّرِيقِ قَالَ إِنِّي سَمِعْتُ أَبَا ذَرٍّ يَقُولُ سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ أَوَّلِ مَسْجِدٍ وُضِعَ فِي الْأَرْضِ قَالَ ((الْمَسْجِدُ الْحَرَامُ)) قُلْتُ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ ((الْمَسْجِدُ الْأَقْصٰى)) قُلْتُ كَمْ بَيْنَهُمَا قَالَ أَرْبَعُونَ عَامًا ((ثُمَّ الْأَرْضُ لَكَ مَسْجِدٌ فَحَيْثُمَا أَدْرَكَتْكَ الصَّلٰوةُ فَصَلِّ)).

[1162]۔ حضرت ابراہیم بن یزید تیمی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں سدہ میں (مسجد کے باہر سائبان) اپنے باپ کو قرآن مجید سنایا کرتا تھا۔ تو جب میں سجدہ والی آیت سناتا تو وہ سجدہ کر لیتے تو میں نے ان سے پوچھا، اے ابا جان! کیا آپ راستے میں ہی سجدہ کر لیتے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: ''میں نے ابوذر رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا، میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا، روئے زمین پر سب سے پہلے کونسی مسجد بنائی گئی؟ آپ نے فرمایا: ''مسجد حرام۔'' میں نے عرض کیا پھر کونسی؟ آپ نے فرمایا: ''مسجد اقصیٰ۔'' میں نے پوچھا، دونوں کی تعمیر کے درمیان کتنا عرصہ ہے؟ آپ نے فرمایا: ''چالیس سال۔'' پھر فرمایا ساری زمین تمہارے لیے مسجد ہے، جہاں نماز کا وقت ہو جائے وہیں نماز پڑھ لو۔''

فوائد:...... ❶ کعبہ اور مسجد اقصیٰ (بیت المقدس) کی تعمیر کا درمیانی عرصہ یہ کعبہ اور بیت المقدس کی تعمیر کے بارے میں مشہور بات یہ ہے کہ بیت اللہ کی تعمیر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کی، اور بیت المقدس، حضرت سلیمان علیہ السلام نے بنوایا، اور ان کے درمیان ہزار سال سے زیادہ کا عرصہ بنتا ہے، جبکہ حدیث میں فاصلہ، چالیس سال بیان کیا گیا ہے، اصل بات یہ ہے کہ ابراہیم علیہ السلام اور سلیمان علیہ السلام نے ان مسجدوں کی تاسیس (بنیاد رکھنا) نہیں کی، بلکہ تجدید (نئے سرے سے بنانا) کی ہے، اصل تعمیر تخلیق آدم سے پہلے فرشتوں نے کی ہے اور اس تعمیر وتشکیل کا درمیانی عرصہ چالیس ہے۔ یا مراد آدم علیہ السلام کی تعمیر ہے۔ دونوں مسجدوں کی بنیاد آدم علیہ السلام نے رکھی، اور درمیانی فاصلہ چالیس سال تھا اور اگر ابراہیمی تعمیر مراد لینا ہو تو ظاہر ہے جس طرح ایک بیٹے اسماعیل اور ان کی اولاد کے لیے ایک عبادت گاہ بنائی گئی ہے تو دوسرے بیٹے اسحاق کی اولاد کے لیے بھی ایک عبادت گاہ تعمیر کی ہوگی، اس لیے بیت المقدس کی تعمیر سے یہاں مراد حضرت یعقوب ابن اسحاق علیہما السلام والی تعمیر ہے اور دونوں کی تعمیر میں چالیس سال کا فاصلہ ہے۔ ❷ جس جگہ نماز کا وقت ہو جائے وہیں نماز پڑھ لو سے غرض یہ ہے کہ جس جگہ شریعت نے نماز

[1162] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١١٦١)

پڑھنے سے روکا نہیں ہے وہاں نماز پڑھ لو۔ کیونکہ نماز کے لیے لباس اور بدن کی پاکیزگی اور طہارت کی طرح جگہ کا پاک صاف ہونا بھی ضروری ہے۔ شریعت نے قبرستان، حمام، مذبح، (ذبح کرنے کی جگہ) شارع عام اور نجاست گاہ میں نماز پڑھنے سے منع کیا ہے۔

[1163] ۳-(۵۲۱)حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ انَا هُشَيْمٌ عَنْ سَيَّارٍ عَنْ يَزِيدَ الْفَقِيرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((أُعْطِيتُ خَمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ أَحَدٌ قَبْلِي كَانَ كُلُّ نَبِيٍّ يُبْعَثُ إِلٰى قَوْمِهِ خَاصَّةً وَبُعِثْتُ إِلٰى كُلِّ أَحْمَرَ وَأَسْوَدَ وَأُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمُ وَلَمْ تُحَلَّ لِأَحَدٍ قَبْلِي وَجُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ طَيِّبَةً طَهُورًا وَّمَسْجِدًا فَأَيُّمَا رَجُلٍ أَدْرَكَتْهُ الصَّلٰوةُ صَلّٰى حَيْثُ كَانَ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ بَيْنَ يَدَيْ مَسِيرَةِ شَهْرٍ وَأُعْطِيتُ الشَّفَاعَةَ))

[1163]۔حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے پانچ چیزیں ایسی دی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں دی گئیں، ہر نبی خاص طور پر اپنی قوم ہی کی طرف بھیجا جاتا تھا، اور مجھے ہر سرخ وسیاہ کی طرف بھیجا گیا ہے، میرے لیے مال غنیمت حلال قرار دیا گیا ہے مجھ سے پہلے کسی کے لیے وہ حلال قرار نہیں دیا گیا میرے لیے روئے زمین کو پاک، پاک کرنے والی اور مسجد بنایا گیا ہے، لہٰذا جس شخص کو جہاں نماز کا وقت پالے وہیں نماز پڑھ لے، اور مجھے ایسے رعب کے ذریعہ مدد دی گئی، جو ایک ماہ کی مسافت سے ہی لوگوں (دشمنوں) پر طاری ہو جاتا ہے (یعنی میری دھاک ودبدبہ ایک ماہ کی مسافت پر پڑ جاتا ہے) اور مجھے شفاعت دی گئی ہے۔

[1164](. .)حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا هُشَيْمٌ قَالَ نَا سَيَّارٌ قَالَ انَا يَزِيدُ الْفَقِيرُ قَالَ انَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فَذَكَرَ نَحْوَهُ

[1164] امام صاحب ایک اور استاد سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

فائدہ:......اس حدیث میں آپ کی پانچ امتیازی خصوصیات کا تذکرہ کیا گیا ہے، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ آپ کے صرف یہی پانچ امتیازی اوصاف ہیں کیونکہ مقصود حصر نہیں ہے، اور جس شفاعت کو آپ کا خاصہ قرار

[1163] اخرجه البخارى فى (صحيحه) فى التيمم، باب (۱) برقم (۳۳۵) وفى الصلاة باب: قول النبى ﷺ: (جعلت لى الارض مسجدا وطهورا) برقم (۴۳۸) وفى فرض الخمس باب: قول النبى ﷺ (احلت لكم الغنائم) برقم (۳۱۲۲) والنسائى فى (المجتبى) فى الغسل، باب: التيمم بالصعيد برقم ۱/ ۲۰۹ وفى المساجد، باب الرخصة فى ذلك ۲/ ۵۶ مختصرا۔ انظر (التحفة) برقم (۳۱۳۹)

[1164] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (۱۱۶۳)

دیا گیا ہے، اس سے مراد شفاعت کبریٰ ہے یعنی جس کے نتیجہ میں انسانوں کا محشر میں حساب کتاب شروع ہوگا۔ اور اس شفاعت کے بعد اور انبیاء علیہم السلام، ملائکہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندے، علماء شہداء، اپنے سے تعلق رکھنے والے اہل ایمان کے حق میں سفارش کریں گے۔ یہاں تک کہ چھوٹی عمر میں فوت ہو جانے والے بچے بھی اپنے والدین کے لیے سفارش کریں گے، اس طرح بعض اعمال صالحہ بھی اپنے عاملوں کے حق میں سفارش کریں گے۔ اور ان سفارشوں کا تعلق آخرت سے ہے، باقی رہا دنیا میں سفارش تو اس کا اس حدیث سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

آخرت میں سفارش اللہ کی اجازت اور مرضی سے ہوگی، وہی سفارش کر سکے گا جس کو سفارش کرنے کی اجازت ملے گی، اس لیے فرمایا: من ذا الذی یشفع عندہ الا باذنہ، کون ہے جو اس کی بارگاہ میں اس کی اجازت کے بغیر سفارش کر سکے، مــن کا لفظ عام ہے اس لیے کسی نبی اور فرشتہ کو بھی یہ مجال نہیں ہوگی کہ وہ اللہ کی اجازت کے بغیر سفارش کر سکے، دوسری جگہ فرمایا: مـا من شفیع الا من بعد اذنـہ (یونس) کوئی ایک بھی اس کی اجازت کے بغیر سفارش نہیں کرے گا۔

سفارش بھی صرف اسی کے بارے میں ہو سکے گی جس کے بارے میں اجازت مل جائے فرمایا: لا تنفع الشفاعة الا من اذن لـه الرحمن ورضی لـه قولا (طه) سفارش صرف اس شخص کو نفع دے گی، جس کے حق میں رحمٰن نے اجازت دی اور اس کے لیے کوئی بات کہنے کو پسند کیا۔ سورۂ انبیاء میں فرشتوں کے بارے میں فرمایا: ولا یشفعون الا لمن ارتضیٰ، وہ صرف اسی کے لیے سفارش کریں گے جس کے لیے وہ پسند فرمائے گا۔ اور سفارش اتنی ہی کریں گے جتنی کی اجازت ہو جیسا کہ ورضی لـه قولا سے ثابت ہوتا ہے۔

اس لیے یہ کہنا درست نہیں ہے ''ہم ہر قسم کی شفاعت کے قائل ہیں خواہ یہ شفاعت بالاذن ہو یا لوجاہت ہو یا بـالـمحبت ہو'' کیونکہ شفاعت کی اجازت ہی انہیں ملے گی جن کو اللہ کے ہاں وجاہت حاصل ہوگی یا وہ اللہ کی محبت کے مستحق ہوں گے، پھر اس کے لیے بلاضرورت طول بیانی سے کام لیا گیا ہے اور عجیب بات یہ شروع میں یہ تسلیم کر لیا گیا ہے کہ اس بخشش میں اس پر کسی کا اجارہ نہیں، کسی کا زور نہیں، وہی تنہا اس مغفرت اور کرم گری کا مالک ہے، لیکن اللہ تعالیٰ اپنے مقبول اور مقرب بندوں کی عزت اور وجاہت دکھلانے کے لیے اپنے محبوب اور پسندیدہ بندوں کی شان ظاہر کرنے کے لیے، اپنے عباد وخواص کی خصوصیت جتلانے کے لیے، ان کو روز حشر یہ اعزاز بخشے گا، یہ مقام عطا فرمائے گا، انہیں اجازت دے گا، اذن مرحمت فرمائے گا کہ وہ اس کے گنہگار بندوں کی شفاعت کریں، اور اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل وکرم سے ان کی شفاعت قبول فرما کر بے حساب گنہگاروں کو بخش دے گا۔ (شرح صحیح مسلم: ۲/ ۳۸) از علامہ غلام رسول سعیدی

اب اس کے بعد یہ کہنا محض ایک جسارت ہے کہ دنیا میں (وہابیہ) طلب شفاعت کے قائل نہیں۔ (کیا ہر وہابی اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب نہیں کرتا اور دوسروں سے بخشش کی دعا نہیں کراتا) پھر کہنا، وہابیہ، آخرت میں شفاعت

بالاذن کے قائل ہیں، شفاعت بالوجاہت اور شفاعت بالمحبت کے قائل نہیں۔

[1165] ٤-(٥٢٢) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْاَشْجَعِيِّ عَنْ رِبْعِيٍّ

عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((فُضِّلْنَا عَلَى النَّاسِ بِثَلَاثٍ جُعِلَتْ صُفُوفُنَا كَصُفُوفِ الْمَلَائِكَةِ وَجُعِلَتْ لَنَا الْأَرْضُ كُلُّهَا مَسْجِدًا وَجُعِلَتْ تُرْبَتُهَا لَنَا طَهُورًا إِذَا لَمْ نَجِدِ الْمَاءَ)) وَذَكَرَ خَصْلَةً أُخْرٰى

[1165]۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہمیں لوگوں پر تین وجہ سے فضیلت دی گئی ہے ہماری صفیں فرشتوں کی صفوں کی طرح قرار دی گئی ہیں، ہمارے لیے تمام روئے زمین سجدہ گاہ بنا دی گئی ہے۔ اور اس کی مٹی جب ہمیں پانی نہ ملے ہمارے لیے پاکیزگی کا ذریعہ (پاک کرنے والی) بنا دی گئی ہے اور ایک اور خصوصیت بھی بیان کی۔ (سورۃ بقرہ کی آخری آیات کا نزول مراد ہے)۔

فوائد :...... ❶ پہلی امتیں صف بندی نہیں کرتی تھیں اور مسلمانوں کو فرشتوں کی طرح صف بندی کا حکم دیا گیا ہے۔ ❷ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ تیمم کے لیے صرف مٹی ہی استعمال ہو سکتی ہے اور ارض سے مراد تراب ہی ہے۔ امام ابوحنیفہ اور امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک زمین کی جنس سے جو چیز بھی ہو، ڈھیلہ، پتھر، اینٹ، چونا وغیرہ تیمم ہو سکتا ہے۔

[1166] ٤-(٥٢٢) حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ اَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ سَعْدِ بْنِ طَارِقٍ حَدَّثَنِي رِبْعِيُّ بْنُ حِرَاشٍ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِمِثْلِهِ

[1166] امام صاحب ایک اور استاد سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

[1167] (..) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالُوا نَا إِسْمٰعِيلُ وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ عَنِ الْعَلَاءِ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((فُضِّلْتُ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ بِسِتٍّ أُعْطِيتُ جَوَامِعَ

[1165] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٣٣١٤)

[1166] انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٣٣١٤)

[1167] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی السیر، باب: ما جاء فی الغنیمة برقم (١٥٥٣) وابن ماجه فی (سننه) فی الطهارة وسننها باب: ما جاء فی السبب برقم (٥٦٧) مختصرا۔ انظر (التحفة) برقم (١٣٩٧٧)

الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَأُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمُ وَجُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ طَهُورًا وَّمَسْجِدًا وَّأُرْسِلْتُ إِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً وَخُتِمَ بِيَ النَّبِيُّونَ))

[1167]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''مجھے دوسرے انبیاء پر چھ چیزوں سے فضیلت دی گئی ہے، مجھے جامع کلمات عطا کیے گئے ہیں، میری رعب ودبدبہ کے ذریعہ مدد کی گئی ہے اور میرے لیے غنیمتیں حلال کر دی گئی ہیں، اور میرے لیے زمین پاکیزگی کا باعث بنائی گئی ہے اور مسجد قرار دی گئی ہے اور مجھے تمام مخلوق کی طرف مبعوث کیا گیا ہے اور مجھ پر نبیوں کو ختم کر دیا گیا، مجھے آخری نبی بنایا گیا ہے۔''

فوائد:...... ❶ جوامع الکلم سے مراد ایسے کلمات اور عبارات ہیں، جو انتہائی مختصر اور فصیح وبلیغ ہیں لیکن ان میں معانی کی ایک دنیا پنہاں ہے گویا کہ دریا کو کوزے میں بند کر دیا گیا ہے، اس سے قرآن مجید مراد ہے۔
❷ نصرت بالرعب: آپ ابھی دشمن سے بہت دور کے فاصلہ پر ہوتے ہیں اور اس کو آپ کے حملہ کرنے کے ارادے اور تیاری کا پتہ چلتا ہے تو اس پر دور ہی سے آپ کا رعب طاری ہو جاتا تھا اور آپ کے خوف وخطرہ سے اس کا دل دہل جاتا تھا۔ ❸ احلت لی الغنائم: پہلی امتیں اور انبیاء جب اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کے لیے نکلتے اور دشمن پر غلبہ کے بعد اس کے مال ومتاع پر قابض ہوتے تو اس کو اپنے استعمال میں نہیں لا سکتے تھے بلکہ آسمان سے آگ اتر کر اس کو کھا جاتی تھی اور اگر اس میں کسی نے خیانت کی ہوتی تو آگ غنیمت کے مال کو نہیں کھاتی تھی۔ ❹ آپ کی نبوت ورسالت ہمہ گیر اور قیامت تک کے لیے ہے، اس لیے اور کسی رسول کی ضرورت باقی نہیں رہی، اس لیے آپ پر نبوت کا سلسلہ ختم کر دیا گیا ہے اور آپ آخری نبی ہیں، آپ کے بعد کسی نبی کے آنے کا امکان ہی باقی نہیں ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قیامت کے قرب کی علامت ونشانی کے طور پر آئیں گے، لیکن وہ لوگوں کو اپنی نبوت کی دعوت نہیں دیں گے اور نہ ہی اپنا پرچار کریں گے، بلکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور آپ کی شریعت کا ہی اعلان کریں گے۔

[1168] ٦-(. . .) حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ قَالَا أَنَا ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ((بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ وَنُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَبَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أُتِيتُ بِمَفَاتِيحِ خَزَائِنِ الْأَرْضِ فَوُضِعَتْ بَيْنَ يَدَيَّ)) قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَذَهَبَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَأَنْتُمْ تَنْتَثِلُونَهَا

[1168] اخرجه النسائي في (المجتبى) في الجهاد، باب: وجوب الجهاد برقم (٤/ ٦- انظر (التحفة) برقم (١٣٣٤٢)

[1168] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے جامع کلام دے کر بھیجا گیا ہے اور رعب کے ذریعہ میری نصرت (مدد) کی گئی ہے میں سویا ہوا تھا کہ اس اثنا میں زمین کے خزانوں کی کنجیاں میرے حوالے کی گئیں اور میرے ہاتھوں میں رکھ دی گئیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو اپنے رب کے پاس جا چکے ہیں اور (ان خزانوں کو) اب تم نکال رہے ہو۔

مفردات الحدیث

✲ تنتثلونها: وہ خزانے تم نکال رہے ہو۔

فائدہ :.....اتيت بـمفاتيح خزائن الارض: اس خواب کے ذریعہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بشارت دی گئی تھی کہ آپ کی امت کے ہاتھوں دنیا کی بڑی بڑی سلطنتیں زمین بوس ہوں گی اور ان کے خزانے ان کے ہاتھ لگیں گے اور اس خواب کی تعبیر خلفائے راشدین کے ہاتھوں مکمل ہوئی، مسلمانوں نے دیکھا کہ اس دور کی دونوں سپر پاور مسلمانوں کے سامنے سرنگوں ہوئیں اور روم وایران کے خزانے مسلمانوں کے استعمال میں آئے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس طرف اشارہ کیا ہے۔

[1169] (. . .) وحَدَّثَنَا حَاجِبُ بْنُ الْوَلِيدِ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَأَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ

أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ مِثْلَ حَدِيثِ يُونُسَ

[1169] امام صاحب ایک اور استاد سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

[1170] (. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ انَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم بِمِثْلِهِ

[1170] امام صاحب دو اور اساتذہ سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

[1171] ٧۔(. . .) وحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ قَالَ انَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ أَبِي يُونُسَ مَوْلَى أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ حَدَّثَهُ

أَبَا هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَنَّهُ قَالَ ((نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ عَلَى الْعَدُوِّ وَأُوتِيتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ وَبَيْنَمَا أَنَا نَائِمٌ أُتِيتُ بِمَفَاتِيحِ خَزَائِنِ الْأَرْضِ فَوُضِعَتْ فِي يَدَيَّ))

[1169] اخرجه النسائی فی (المجتبی) فی الجهاد، باب: وجوب الجهاد ٤/ ٦۔ انظر (التحفة) برقم (١٣٢٥٦)

[1170] اخرجه النسائی فی (المجتبی) فی الجهاد: باب: وجوب الجهاد برقم ٤/ ٦۔ انظر (التحفة) برقم (١٣٢٨١)

[1171] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٥٤٧٥)

[1171]۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (دشمن پر رعب طاری کر کے میری مدد کی گئی ہے اور مجھے جامع کلام سے نوازا گیا ہے، میرے سوئے ہوئے کے دوران مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں دی گئیں اور انہیں میرے ہاتھوں میں رکھ دیا گیا۔

[1172] ٨۔(. .)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ نَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَأُوتِيتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ))

[1172]۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری رعب کے ذریعہ مدد کی گئی ہے اور مجھے جامع کلام عنایت فرمائی گئی ہے۔

٢...... بَابُ: ابْتِنَاءِ مَسْجِدِ النَّبِيِّ ﷺ

باب ٢: مسجد نبوی کی تعمیر

[1173] ٩۔(٥٢٤)حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَشَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ كِلَاهُمَا عَنْ عَبْدِالْوَارِثِ قَالَ يَحْيَى أَنَا عَبْدُالْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ الضَّبَعِيِّ حَدَّثَنَا

أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَدِمَ الْمَدِينَةَ فَنَزَلَ فِي عُلْوِ الْمَدِينَةِ فِي حَيٍّ يُقَالُ لَهُمْ بَنُو عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ فَأَقَامَ فِيهِمْ أَرْبَعَ عَشْرَةَ لَيْلَةً ثُمَّ إِنَّهُ أَرْسَلَ إِلَى مَلَإِ بَنِي النَّجَّارِ فَجَاءُوا مُتَقَلِّدِينَ بِسُيُوفِهِمْ قَالَ فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ عَلَى رَاحِلَتِهِ وَأَبُوبَكْرٍ رِدْفُهُ وَمَلَأُ بَنِي النَّجَّارِ حَوْلَهُ حَتَّى أَلْقَى بِفِنَاءِ أَبِي أَيُّوبَ قَالَ فَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي حَيْثُ أَدْرَكَتْهُ الصَّلٰوةُ وَيُصَلِّي فِي مَرَابِضِ الْغَنَمِ ثُمَّ إِنَّهُ أَمَرَ

[1172] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٤٧٥٥)

[1173] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الصلاة، باب: هل تنبش قبور مشرکی الجهاهلية ويتخذ مكانها مساجد برقم (٤٢٨) وفی فضائل المدينة، باب حرم المدينة برقم (١٨٦٨) مختصرا وفی مناقب الانصار، باب: مقدم النبی ﷺ واصحابة المدينة برقم (٣٩٣٢) وفی البيوع، باب: صاحب السلعة احق بالسوم برقم (٢١٠٦) وفی الوصايا، باب: اذا دمت جماعة ارضا مشاعا فهو جائز برقم (٢٧٧) وفی باب: وقف الارض للمسجد برقم (٢٧٧٤) وفی باب: اذا قال الواقف: لا تطلب ثمنه الا الی الله فهو جائز برقم (٢٧٧٩) وابو داود فی (سننه)←

بِالْمَسْجِدِ قَالَ فَأَرْسَلَ إِلَى مَلَإِ بَنِي النَّجَّارِ فَجَاءُ وا فَقَالَ ((يَا بَنِي النَّجَّارِ ثَامِنُونِي بِحَائِطِكُمْ هٰذَا)) قَالُوا لَا وَاللّٰهِ لَا نَطْلُبُ ثَمَنَهُ إِلَّا إِلَى اللّٰهِ قَالَ أَنَسٌ فَكَانَ فِيهِ مَا أَقُولُ كَانَ فِيهِ نَخْلٌ وَقُبُورُ الْمُشْرِكِينَ وَخِرَبٌ فَأَمَرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِالنَّخْلِ فَقُطِعَ وَبِقُبُورِ الْمُشْرِكِينَ فَنُبِشَتْ وَبِالْخِرَبِ فَسُوِّيَتْ قَالَ فَصَفُّوا النَّخْلَ قِبْلَةً وَجَعَلُوا عِضَادَتَيْهِ حِجَارَةً قَالَ فَكَانُوا يَرْتَجِزُونَ وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَعَهُمْ وَهُمْ يَقُولُونَ أَللّٰهُمَّ أَنَّهُ لَا خَيْرَ إِلَّا خَيْرُ الْآخِرَهْ فَانْصُرِ الْأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَهْ

[1173] ۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو مدینہ کے بلند حصہ میں بنوعمرو بن عوف نامی قبیلہ میں فروکش ہوئے اور یہاں چودہ راتیں قیام فرمایا، پھر آپ نے بنونجار کے سرداروں کو بلوایا تو وہ لوگ تلواریں لٹکائے ہوئے آئے، گویا میں رسول اللہ ﷺ کو آپ کی سواری پر دیکھ رہا ہوں۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ کے پیچھے سوار ہیں اور بنونجار کے لوگ آپ کے چاروں طرف ہیں، یہاں تک کہ آپ ابوایوب کے آنگن (سامنے کا صحن) میں اترے، (آپ نے سواری کا پالان ابوایوب کے آنگن میں ڈال دیا) اور آپ یہ پسند کرتے تھے کہ جہاں بھی نماز کا وقت آجائے نماز پڑھ لیں اور آپ بکریوں کے باڑے میں بھی نماز پڑھ لیتے اور آپ نے مسجد بنانے کا حکم دیا، چنانچہ آپ نے بنونجار کے لوگوں کو بلوایا اور فرمایا: اپنے اس باغ کی قیمت مجھ سے لے لو، انہوں نے جواب دیا، نہیں اللہ کی قسم! ہم اس کی قیمت صرف اللہ تعالیٰ سے مانگتے ہیں، انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، اس جگہ میں جو کچھ تھا میں تمہیں بتاتا ہوں، اس میں کھجوروں کے درخت، مشرکوں کی قبریں اور ویران جگہ تھی۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ کے حکم سے کھجور کے درختوں کو کاٹ دیا گیا، مشرکوں کی قبروں کو اکھیڑ دیا گیا اور ویرانہ (کھنڈرات) کو ہموار اور برابر کر دیا گیا، اور کھجور کو مسجد کے سامنے کی جانب گاڑ دیا گیا اور دروازہ کے دونوں جانب پتھر لگائے گئے، اور صحابہ رجز پڑھ رہے تھے اور رسول اللہ ﷺ بھی ان کے سامنے تھے، وہ کہتے تھے، اے اللہ! بہتری اور بھلائی تو آخرت کی بھلائی اور بہتری ہی ہے تو انصار اور مہاجروں کی نصرت فرما۔

مفردات الحدیث ❶ **عُلو**: عین پر پیش اور زیر دونوں آسکتے ہیں، بلندی، اونچائی، بنوعمرو بن عوف کے لوگ قبا میں رہتے تھے، جو مدینہ کے بلند حصہ میں واقع ہے۔ **مَلاء**: سردار و اشراف، اس کا اطلاق جماعت پر بھی

← في الصلاة، باب: في بناء المسجد برقم (٤٥٣) و برقم (٤٥٤) والنسائي في (المجتبى) في المساجد، باب: نبش القبور واتخاذ ارضها مسجدا ١/ ٣٩٢ وابن ماجه في (سننه) في المساجد والجماعات، باب: ابن يجوز بناء المساجد برقم (٧٤٢) انظر (التحفة) برقم (١٦٩١)

ہوتا ہے۔ بنونجار، یہ خاندان رسول اللہ ﷺ کے دادا کا ننھیال تھا، اس لیے آپ ان کو اخوال (ماموں) سمجھتے تھے۔ متقلدی سیوفهم: اپنی تلواروں کو حمائل کیے ہوئے تاکہ یہود کو پتہ چل سکے کہ وہ آپ کی حفاظت میں ہر قربانی دینے کے لیے تیار ہیں۔ فناء: گھر کے سامنے کا میدان یا کھلی جگہ۔ مرابض: مربض کی جمع ہے، باڑہ، جہاں بکریاں بیٹھ کر رات گزارتی ہیں، اَمر: معروف اور مجہول دونوں طرح پڑھا جا سکتا ہے۔ ❷ ثامنونی: میرے ساتھ ثمن (قیمت) طے کرلو، آپ نے یہ قطعہ دس دینار میں خریدا تھا، کیونکہ یتیم بچوں کا تھا اور قیمت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ادا کی تھی اور بقول بعض ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے۔ ❸ خَرِبٌ یا خِرَبٌ: ویرانہ، کھنڈرات۔ ❹ نُبِشَتْ: ان کو اکھاڑ دیا گیا۔ ❺ عضادتیه: عَضَادۃ دروازوں کے پٹ یا ایک جانب کو کہتے ہیں، یر تجزون: وہ رجز پڑھتے تھے۔ رجز یہ شعر کی ایک قسم ہے جس کا ہر فقرہ الگ ہوتا ہے، یہ کلام موزوں ہوتا ہے یا شعر کے وزن پر ہوتا ہے۔ لیکن کہنے والے کی نیت شعر کی نہیں ہوتی، اور انسان کے منہ سے کبھی کبھار، کلام موزوں صادر ہو جائے تو وہ شعر نہیں ہوگا اور نہ اس کو شاعر کہا جائے گا۔

[1174] ۱۰۔(. . .)حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللهِ بْنُ مُعَاذِ الْعَنْبَرِيُّ قَالَ نَا أَبِي قَالَ نَا شُعْبَةُ حَدَّثَنِي أَبُو التَّيَّاحِ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّيْ فِي مَرَابِضِ الْغَنَمِ قَبْلَ أَنْ يُبْنَى الْمَسْجِدُ

[1174]۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بکریوں کے باڑوں میں نماز پڑھ لیتے تھے، جبکہ ابھی مسجد تعمیر نہیں کی گئی تھی۔

[1175] (. . .)حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ قَالَ نَا خَالِدٌ يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِمِثْلِهِ

[1175] امام صاحب ایک اور استاد سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

فوائد:...... ❶ رسول اللہ ﷺ ہجرت کر کے ۸ ربیع الاول بروز سوموار قبا میں قدم فرما ہوئے تھے۔ ❷ مسجد بنانا، حکومت کی ذمہ داری ہے اور اس میں تمام مسلمان اجتماعی طور پر تعاون کریں گے۔ ❸ ضرورت کے تحت پھل دار درخت کاٹنا جائز ہے۔ ❹ جگہ خرید کر اگر اس میں مشرکوں کی قبریں ہوں تو ان کو اکھیڑنا جائز ہے اور وہاں مسجد بنائی جا سکتی ہے، احناف اور شوافع کا موقف بھی یہی ہے، امام اوزاعی رحمہ اللہ اس کو جائز نہیں سمجھتے،

[1174] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الوضوء، باب: ابوال الابل والرواسب والغنم ومرابضها برقم (۲۳۴) وفی الصلاۃ، باب: الصلاۃ فی مرابض الغنم برقم (۴۲۹) والترمذی فی (جامعه) فی الصلاۃ، باب: ما جاء فی الصلاۃ فی مرابض الغنم واعطان الابل برقم (۳۵۰) وقال هذا حديث حسن صحيح۔ انظر (التحفة) برقم (۱۶۹۳)

[1175] تقدم تخريجه فی الحديث السابق برقم (۱۱۷۴)

بعض حضرات نے رسول اللہ ﷺ کی حدیث ان معذبین پر روئے بغیر نہ گزرو اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قول کہ وہ ارض بابل میں نماز پڑھنے کو مکروہ جانتے تھے، استدلال کرتے ہوئے امام اوزاعی رحمہ اللہ کی تائید کی ہے، کیونکہ مشرکوں کی قبروں پر عذاب الٰہی نازل ہوتا ہے۔ یہ استدلال درست نہیں ہے اور نہ ہی رسول اللہ ﷺ کے قول اور فعل میں تضاد ہے، کیونکہ معذبین سے وہ لوگ مراد ہیں جو عذاب الٰہی کے نتیجہ میں ہلاک ہوئے، اور ارض بابل کا خسف بھی عذاب الٰہی کے نتیجے میں ہوا تھا۔

اگر مشرکوں کی قبریں اکھاڑ کر مسجد بنانا جائز ہے تو مسلمانوں کا قبرستان، اگر اس کے آثار مٹ جائیں یا کسی نے اپنے گھر میں قبر بنائی ہو اور وہ اس کو فروخت کر دے یا مسجد کے لیے وقف کر دے تو پھر قبر کو اکھیڑ کر مسجد بنانا جائز ہونا چاہیے، مالکیہ، شافعیہ اور حنفیہ اس کو توہین مسلم قرار دے کر ناجائز قرار دیتے ہیں، حالانکہ جب آثار مٹ گئے ہیں یا احتیاط سے اس کی ہڈیاں نکال کر قبرستان میں دفن کر دی گئی ہیں تو اس میں توہین کا پہلو کونسا ہے؟

علامہ عینی نے اور بعض دوسرے علماء نے ایک مالکی امام کا قول نقل کیا ہے کہ مسلمانوں کے پرانے قبرستان کی جگہ مسجد بنائی جا سکتی ہے اور اس قول پر نقد و تبصرہ نہیں کیا جس سے معلوم ہو وہ اس کو جائز سمجھتے ہیں۔

٣...... بَاب: تَحْوِيلِ الْقِبْلَةِ مِنَ الْقُدْسِ إِلَى الْكَعْبَةِ

باب ٣: قبلہ کا بیت المقدس کی بجائے بیت اللہ (کعبہ) کی طرف پھرنا

[1176] ١١-(٥٢٥) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا أَبُوالْأَحْوَصِ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ إِلَى بَيْتِ الْمَقْدِسِ سِتَّةَ عَشَرَ شَهْرًا حَتّٰى نَزَلَتِ الْآيَةُ الَّتِي فِي الْبَقَرَةِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهٗ فَنَزَلَتْ بَعْدَمَا صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ فَانْطَلَقَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ فَمَرَّ بِنَاسٍ مِنَ الْأَنْصَارِ وَهُمْ يُصَلُّونَ فَحَدَّثَهُمْ فَوَلَّوْا وُجُوهَهُمْ قِبَلَ الْبَيْتِ

[1176]۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ سولہ ماہ تک بیت المقدس کی طرف نماز پڑھی۔ یہاں تک کہ سورۃ البقرۃ کی یہ آیت اتری ''اور تم جہاں کہیں بھی ہو، اپنے رخ (نماز میں) کعبہ کی طرف کرو۔'' (بقرہ آیت ١٤٤) یہ آیت اس وقت اتری جبکہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ چکے تھے، لوگوں میں سے ایک آدمی (یہ حکم سن کر) چلا اور انصار کے کچھ لوگوں کے پاس سے گزرا وہ نماز پڑھ رہے تھے تو اس نے انہیں یہ حدیث سنائی تو انہوں نے اپنے چہرے بیت اللہ کی طرف کر لیے۔

[1176] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (١٨٦٣)

[1177] ١٢-(. .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَأَبُوبَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ جَمِيعًا عَنْ يَحْيٰى قَالَ ابْنُ الْمُثَنّٰى نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سُفْيَانَ حَدَّثَنِي أَبُو إِسْحٰقَ قَالَ سَمِعْتُ

الْبَرَاءَ يَقُولُ صَلَّيْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ نَحْوَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ سِتَّةَ عَشَرَ شَهْرًا أَوْ سَبْعَةَ عَشَرَ شَهْرًا ثُمَّ صُرِفْنَا نَحْوَ الْكَعْبَةِ

[1177]۔حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سولہ یا سترہ ماہ نماز بیت المقدس کی طرف رخ کر کے پڑھی، پھر ہمیں کعبہ کی طرف پھیر دیا گیا۔

[1178] ١٣-(٥٦٢)حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ قَالَ نَا عَبْدُالْعَزِيزِ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ نَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ ح و حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَاللَّفْظُ لَهُ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ بَيْنَمَا النَّاسُ فِي صَلٰوةِ الصُّبْحِ بِقُبَاءٍ إِذْ جَائَهُمْ آتٍ فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ أُنْزِلَ عَلَيْهِ اللَّيْلَةَ وَقَدْ أُمِرَ أَنْ يَّسْتَقْبِلَ الْكَعْبَةَ فَاسْتَقْبَلُوهَا وَكَانَتْ وُجُوهُهُمْ إِلَى الشَّامِ فَاسْتَدَارُوا إِلَى الْكَعْبَةِ

[1178]۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ لوگ مسجد قبا میں صبح کی نماز پڑھ رہے تھے کہ اسی اثنا میں ان کے پاس ایک آنے والا آیا اور ان کو بتایا کہ رات رسول اللہ ﷺ پر قرآن اتر چکا ہے اور آپ کو کعبہ کی طرف رخ کرنے کا حکم دیا جا چکا ہے، لہٰذا تم بھی اس کی طرف رخ کرلو، ان کے رخ شام کی طرف تھے تو وہ کعبہ کی طرف گھوم گئے۔

[1177] اخرجه البخاري في (صحيحه) في التفسير، باب: (ولكل وجهة هو موليها) فاستبقوا الخيرات اينما تكونوا يات بكم الله جميعا، ان الله على كل شئي قدير) برقم (٤٤٩٢) والنسائي في (المجتبى) في الصلاة، باب: فرض القبلة ١/ ٢٤٢۔ انظر (التحفة) برقم (١٨٤٩)

[1178] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الصلاة، باب: ما جاء في القبلة برقم (٤٠٣) وفي التفسير: باب ﴿والذين آتيناهم الكتاب يعرفونه كما يعرفون ابناهم وان فريقا منهم ليكتمون الحق﴾ الى قوله ﴿من الممترين﴾ برقم (٤٤٩١) وفي اخبار الآحاد، باب: ما جاء في اجازة خبر الواحد الصدوق في الاذان والصلاة والصوم والفرائض والاحاكم برقم (٧٢٥١) والنسائي في (المجتبى) في الصلاة، باب: استبانة الخطا بعد الاجتهاد برقم ١/ ٢٤٤ وفي القبلة، برقم: استبانة الخطا بعد الاجتهاد ٢/ ٦١ وفي التفسير، باب: قوله تعالى: ﴿قد نرى تقلب وجهك في السماء فلنولينك قبلة ترضاها﴾برقم (٢٤) انظر (التحفة) برقم (٧٢١٢) وبرقم (٧٢٢٨)

[1179] ١٤-(. . .)حَدَّثَنِي سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنِي حَفْصُ بْنُ مَيْسَرَةَ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ بَيْنَمَا النَّاسُ فِي صَلٰوةِ الْغَدَاةِ إِذْ جَائَهُمْ رَجُلٌ بِمِثْلِ حَدِيثِ مَالِكٍ

[1179]۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اسی اثنا میں کہ لوگ صبح کی نماز پڑھ رہے تھے کہ ان کے پاس ایک آدمی آیا۔ آگے مذکورہ بالا روایت بیان کی۔

[1180] ١٥-(٥٢٧)حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا عَفَّانُ قَالَ ثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ

عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي نَحوَ بَيْتِ الْمَقْدِسِ فَنَزَلَتْ قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ فَمَرَّ رَجُلٌ مِّنْ بَنِي سَلِمَةَ وَهُمْ رُكُوعٌ فِي صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَقَدْ صَلُّوْا رَكْعَةً فَنَادٰى أَلَا إِنَّ الْقِبْلَةَ قَدْ حُوِّلَتْ فَمَالُوا كَمَا هُمْ نَحْوَ الْقِبْلَةِ

[1180]۔حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے، پھر یہ آیت اتری: ''ہم آپ کا چہرہ آسمان کی طرف پھرتا ہوا دیکھ رہے ہیں تو ہم ضرور آپ کا رخ اس قبلہ کی طرف پھیر دیں گے، جسے آپ پسند کرتے ہیں (یا وہ قبلہ آپ کی تولیت میں دے دیں گے) آپ اپنا چہرہ مسجد حرام کی طرف پھیر لیجیے۔ (بقرہ، آیت ١٤٤) بنوسلمہ کا ایک آدمی گزرا اور لوگ صبح کی نماز پڑھ رہے تھے اور وہ ایک رکعت پڑھ چکے تھے تو اس نے آواز دی خبردار! قبلہ تبدیل کیا جا چکا ہے تو وہ جس حالت میں تھے، اسی حالت میں قبلہ کی طرف پھر گئے۔

فوائد: ...... ❶ نبی اکرم ﷺ ہجرت سے پہلے مکہ مکرمہ میں اس طرح پڑھا کرتے تھے کہ آپ کا رخ بیت اللہ اور بیت المقدس دونوں کی طرف ہوتا تھا، ہجرت کے بعد یہ صورت ممکن نہ رہی کیونکہ مدینہ منورہ سے بیت المقدس شمال کی طرف ہے اور مکہ مکرمہ جنوب کی طرف، اس لیے اگر بیت المقدس کی طرف رخ کریں تو بیت اللہ کی طرف پشت ہوگی، یہود کو مانوس اور قریب کرنے کے لیے رخ بیت المقدس کی طرف رکھا گیا، لیکن انہوں نے اس کو قریب آنے کے بجائے الٹا مخالفت کا ذریعہ بنالیا کہ محمد ہماری مخالفت کرتا ہے لیکن نماز میں رخ ہمارے قبلہ کی

[1179] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٧٢٥٦)

[1180] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: من صلى لغير القبلة۔ ثم علم برقم (١٠٤٥) انظر (التحفة) برقم (٣١٤)

طرف کرتا ہے اور مشرکین مکہ بھی اعتراض کرتے تھے کہ محمد (ﷺ) ملت ابراہیمی کا دعویدار ہے لیکن نماز میں رخ ان کے تعمیر کردہ گھر اور قبلہ کی طرف نہیں کرتا، اس لیے آپ کی دلی آرزو اور خواہش یہی تھی کہ آپ بیت اللہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھیں، ہجرت کے سولہ یا سترہ ماہ بعد ۱۵ رجب ۲ ہجری کو آپ کو بیت اللہ کی طرف رخ کرنے کا حکم دیا گیا، ربیع الاول ۱ اور رجب ۲ ہجری کو ایک شمار کر لیں تو مدت سولہ ماہ ہوگی مگر الگ الگ شمار کر لیں تو مدت سترہ ماہ ہوگی۔ ❷ آپ ﷺ بشر بن براء بن معرور رضی اللہ عنہ کی وفات کے موقع پر ان کی والدہ کے پاس تعزیت کے لیے تشریف لائے تھے۔ ان کا گھر بنوسلمہ میں تھا، ظہر کا وقت وہیں ہوگیا تو آپ نے بنوسلمہ کی مسجد میں ظہر کی نماز ادا کی، جب آپ دو رکعتیں ادا کر چکے تو قبلہ نماز ہی میں تبدیل ہوگیا اور آپ آگے سے صفوں کے پیچھے آ گئے اور نماز مکمل کی، اس لیے بنوسلمہ کی مسجد کو مسجد ذی القبلتین کا نام دیا جاتا ہے کیونکہ اس میں ایک ہی نماز دو قبلوں کی طرف رخ کر کے پڑھی گئی ہے اور سب سے پہلے مکمل نماز بیت اللہ کی طرف رخ کر کے، مسجد نبوی میں عصر کی نماز پڑھی گئی ہے۔ ❸ حضرت عباد بن بشر رضی اللہ عنہ عصر کی نماز آپ کے ساتھ، بیت اللہ کی طرف رخ کر کے پڑھ کر گئے تو راستہ میں بنو حارثہ کی مسجد سے گزرے وہ بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھ رہے تھے۔ حضرت عباد رضی اللہ عنہ کے بتانے پر وہ نماز ہی میں بیت اللہ کی طرف پھر گئے اور حضرت عباد رضی اللہ عنہ یا کوئی اور صحابی، قبا میں عمرو بن عوف کی مسجد میں صبح کی نماز میں ایک رکعت ہو جانے کے بعد پہنچے اور ان کو قبلہ کی تبدیلی سے آگاہ کیا تو انہوں نے بھی نماز ہی میں اپنا رخ تبدیل کر لیا۔ ❹ جب تک انسان کو کسی شرعی حکم کا علم نہ ہو، وہ اس کا مکلف نہیں ہوگا، اہل قباء کو قبلہ کی تبدیلی کا علم صبح کی نماز میں ہوا، اس لیے، عصر، مغرب اور عشاء کی نماز انہوں نے بیت المقدس کی طرف رخ کر کے پڑھی اور آپ نے ان کو کچھ نہیں کہا۔ ❺ ایک آدمی اگر قابل اعتماد ہو تو اس کی بات پر عمل کیا جائے گا، بنو حارثہ اور بنو عمرو بن عوف نے صرف ایک آدمی کی خبر پر قطعی اور یقینی قبلہ کی طرف سے رخ دوسرے قبلہ کی طرف کر لیا، کیونکہ قبلہ کی تبدیلی کی آپ کی خواہش سے وہ آگاہ تھے، اس لیے اس قرینہ کی بنا پر ایک آدمی کی خبر نے یقین کا فائدہ دیا۔

۴...... بَاب :النَّهْيِ عَنْ بِنَآءِ الْمَسَاجِدِ عَلَى الْقُبُورِ وَاتِّخَاذِ الصُّوَرِ فِيهَا وَالنَّهْيِ عَنِ اتِّخَاذِ الْقُبُورِ مَسَاجِدَ

باب ٤: قبروں پر مسجدیں بنانے اور ان میں تصویریں رکھنے اور قبروں کو سجدہ کرنے کی ممانعت

[1181] ١٦ـ(٥٢٨) حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا هِشَامٌ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي

[1181] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الصلاة، باب: هل تنبش قبور مشركي الجاهلية ويتخذ مكانها مساجد برقم (٤٢٧) وفي مناقب الانصار، باب هجرة الحبشة برقم (٣٨٧٣)←

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ وَأُمَّ سَلَمَةَ ذَكَرَتَا كَنِيسَةً رَأَيْنَهَا بِالْحَبَشَةِ فِيهَا تَصَاوِيرُ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِنَّ أُولَئِكَ إِذَا كَانَ فِيهِمُ الرَّجُلُ الصَّالِحُ فَمَاتَ بَنَوْا عَلَى قَبْرِهِ مَسْجِدًا وَصَوَّرُوا فِيهِ تِلْكَ الصُّوَرَ أُولَئِكَ شِرَارُ الْخَلْقِ عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ))

[1181]۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کے پاس اس گرجا کا تذکرہ کیا جوانہوں نے حبشہ میں دیکھا تھا، جس میں تصویریں آویزاں تھیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وہ لوگ، جب ان میں کوئی نیک آدمی فوت ہو جاتا تو وہ اس کی قبر پر مسجد بناتے اور اس میں یہ تصویریں بنا دیتے یہ لوگ اللہ عزوجل کے نزدیک قیامت کے روز بدترین لوگ ہوں گے۔

مفردات الحدیث ❶ کنیسة: گرجا، عیسائیوں کی عبادت گاہ۔ ❷ تصاویر: تصویر کی جمع ہے۔ اور صُوَر، صورۃ کی جمع ہے۔

[1182] ۱۷۔(. .) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ قَالَا نَا وَكِيعٌ قال نا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهُمْ تَذَاكَرُوا عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي مَرَضِهِ فَذَكَرَتْ أُمُّ سَلَمَةَ وَأُمُّ حَبِيبَةَ كَنِيسَةً ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَهُ

[1182] حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ لوگوں نے نبی اکرم ﷺ کی بیماری میں باہمی گفتگو کی تو ام سلمہ اور ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے ایک گرجے کا تذکرہ کیا آگے اوپر والی روایت کی طرح ہے۔

[1183] ۱۸۔(. . .) حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ نَا أَبُومُعَاوِيَةَ قَالَ نَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ ذَكَرْنَ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ ﷺ كَنِيسَةً رَأَيْنَهَا بِأَرْضِ الْحَبَشَةِ يُقَالُ لَهَا مَارِيَةُ بِمِثْلِ حَدِيثِهِمْ

[1183]۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی ازواج نے اس گرجا کا تذکرہ کیا جوانہوں نے حبشہ کی سرزمین میں دیکھا تھا، جس کو ماریہ کہا جاتا تھا، پھر مذکورہ حدیث بیان کی۔

← والنسائی فی (المجتبی) فی المساجد، باب: النهی عن اتخاذ القبور مساجد ۲/ ۴۰۔ انظر (التحفة) برقم (۱۷۳۰۶)

[1182] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۱۷۲۶۶)

[1183] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۱۷۲۱۵)

[1184] ١٩-(٥٢٩) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ قَالَا نَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ قَالَ نَا شَيْبَانُ عَنْ هِلَالِ بْنِ أَبِي حُمَيْدٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ فِي مَرَضِهِ الَّذِي لَمْ يَقُمْ مِنْهُ ((لَعَنَ اللهُ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَآئِهِمْ مَسَاجِدَ)) قَالَتْ فَلَوْلَا ذَاكَ أُبْرِزَ قَبْرُهُ غَيْرَ أَنَّهُ خُشِيَ أَنْ يُتَّخَذَ مَسْجِدًا وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ أَبِي شَيْبَةَ وَلَوْلَا ذَاكَ لَمْ يَذْكُرْ قَالَتْ

[1184] ۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے اپنی اس بیماری میں جس سے آپ اٹھ نہیں سکے فرمایا: اللہ تعالیٰ یہود اور نصاریٰ پر لعنت برسائے، انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجدیں بنا لیا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا اگر آپ کی قبر کے بارے میں اس بات کا اندیشہ نہ ہوتا تو آپ کی قبر کو ظاہر کیا جاتا۔ مگر اس کے مسجد بنانے کا ڈر پیدا ہوا۔ یا آپ کو اس کے قبر بنانے کا ڈر لگا۔ ابن ابی شیبہ کی روایت میں فلولا کی جگہ ولولا ہے اور قالت کا لفظ نہیں ہے۔

مفردات الحدیث ✲ **خشی** اس کو مجہول اور معروف دونوں طرح پڑھا گیا ہے، مجہول کی صورت میں نائب صحابہ ہوں گے اور معروف کی صورت میں فاعل آپ ہوں گے، آپ کے حکم سے قبر کھلی جگہ پر نہیں بنائی گئی۔

[1185] ٢٠-(٥٣٠) حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ قَالَ نَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ وَمَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ

أَبَاهُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((قَاتَلَ اللهُ الْيَهُودَ اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَآئِهِمْ مَسَاجِدَ))

[1185] ۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ یہود و نصاریٰ پر لعنت بھیجے انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجدیں بنا لیا۔

[1186] ٢١-(. .) وحَدَّثَنِي قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا الْفَزَارِيُّ عَنْ عُبَيْدِاللهِ بْنِ الْاَصَمِّ قَالَ نَا يَزِيدُ بْنُ الْاَصَمِّ

[1184] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الجنائز، باب: ما یکره من اتخاذ المساجد علی القبور برقم (١٣٣٠) وفی باب: ما جاء فی قبر النبی ﷺ وابی بکر و عمر رضی الله عنهما برقم (١٣٩٠) وفی المغازی، باب: مرض النبی ﷺ ووفاته برقم (٤٤٤١) انظر (التحفة) برقم (١٧٣٤٦)

[1185] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الصلاة، باب: (٥٥) برقم (٤٣٧) وابو داود فی (سننه) فی الجنائز، باب: فی البناء علی القبور برقم (٣٢٢٧) انظر (التحفة) برقم (١٣٢٣٣)

[1186] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٤٨٢٦)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَآئِهِمْ مَسَاجِدَ))

[1186] حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ یہود انصاری پر لعنت بھیجے انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مساجد بنالیا۔

[1187] ۲۲۔(۵۳۱) وحَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَ حَرْمَلَةُ أَنَا وَقَالَ هَارُونُ نَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي
عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ أَنَّ عَائِشَةَ وَعَبْدَاللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ قَالَا لَمَّا نُزِلَ بِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ طَفِقَ يَطْرَحُ خَمِيصَةً لَهُ عَلَى وَجْهِهِ فَإِذَا اغْتَمَّ كَشَفَهَا عَنْ وَجْهِهِ فَقَالَ وَهُوَ كَذٰلِكَ ((لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى اِتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَآئِهِمْ مَسَاجِدَ)) يُحَذِّرُ مِثْلَ مَا صَنَعُوا

[1187]۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کے پاس ملک الموت آیا تو آپ اپنی منقش چادر اپنے چہرے پر ڈالنے لگے تو حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما جب آپ گھٹن محسوس فرماتے تو اسے چہرے سے ہٹا دیتے تو آپ نے اس حالت میں فرمایا: یہود ونصاریٰ پہ اللہ کی لعنت، انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجدیں بنالیا۔ آپ ان کی حرکت وکرتوت سے ڈراتے تھے (کہ کہیں آپ کی امت اس فعل میں مبتلا نہ ہو جائے)

[1188] ۲۳۔(۵۳۲) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَاللَّفْظُ لِأَبِي بَكْرٍ قَالَ إِسْحٰقُ أَنَا وَقَالَ أَبُوبَكْرٍ نَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ عَدِيٍّ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي أُنَيْسَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ النَّجْرَانِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي
جُنْدَبٌ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ قَبْلَ أَنْ يَمُوتَ بِخَمْسٍ وَهُوَ يَقُولُ ((إِنِّي أَبْرَأُ إِلَى اللّٰهِ أَنْ يَكُونَ لِي مِنْكُمْ خَلِيلٌ فَإِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى قَدِ اتَّخَذَنِي خَلِيلًا كَمَا اتَّخَذَ إِبْرَاهِيمَ خَلِيلًا وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا مِنْ أُمَّتِي خَلِيلًا لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ خَلِيلًا أَلَا وَإِنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ كَانُوا يَتَّخِذُونَ

[1187] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الصلاة، باب (٥٥) برقم (٤٣٦) وفي احاديث الانبياء، باب: ما ذكر عن بني اسرائيل برقم (٣٤٥٤) وفي المغازي، باب: مرض النبي ﷺ ووفاته برقم (٤٤٤٤) وفي اللباس باب: الاكسية والخمائص برقم (٥٨١٦) والنسائي في (المجتبى) في المساجد باب: النهي عن اتخاذ القبور مساجد ٢/ ٤٠۔ انظر (التحفة) برقم (٥٨٤٢)

[1188] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٣٢٦٠)

قُبُورَ أَنْبِيَآئِهِمْ وَصَالِحِيهِمْ مَسَاجِدَ أَلَا فَلَا تَتَّخِذُوا الْقُبُورَ مَسَاجِدَ إِنِّي أَنْهَاكُمْ عَنْ ذٰلِكَ))

[1188]۔حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کی وفات سے پانچ دن پہلے یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں اللہ تعالیٰ کے حضور اس چیز سے براءت کا اظہار کرتا ہوں کہ تم میں سے کوئی میرا خلیل ہو، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنا خلیل بنا لیا ہے، جیسا کہ اس نے ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل بنایا ہے اگر میں اپنی امت میں سے کسی کو اپنا خلیل بناتا تو ابوبکر کو خلیل بناتا، خبردار! تم سے پہلے لوگ اپنے انبیاء اور نیک لوگوں کی قبروں کو مسجدیں یا سجدہ گاہ بنا لیے کرتے تھے، خبردار! تم قبروں کو مسجد نہ بنانا، بے شک میں تم کو اس سے روکتا ہوں۔

فوائد: ...... ❶ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل حبشہ کے بارے میں فرمایا: جب ان کا کوئی نیک آدمی فوت ہوتا، ''بنوا علی قبره مسجدا'' ''وہ اس کی قبر پر مسجد بنا دیتے'' اور صوروا فيه تلك الصور اور اس میں ان لوگوں کی تصویریں بنا دیتے۔ اور ظاہر ہے ان نیک لوگوں کی تصویریں بنانے سے ان کا مقصد یہ تھا کہ لوگ ان تصویروں کو دیکھ کر ان نیک لوگوں سے مانوس ہوں اور ان کے اچھے اور پسندیدہ حالات کو یاد کریں تاکہ پھر وہ بھی ان کی طرح اچھے کاموں کو شوق و رغبت اور محنت و کوشش سے سرانجام دیں، لیکن انجام کار انہیں تصویروں کی عبادت اور تعظیم ہونے لگی، یعنی جو کچھ کام اچھے اور نیک جذبہ کے تحت کیا گیا تھا، وہی گمراہی اور شرک کا باعث بن گیا اور یہ لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق شرار الخلق، سب مخلوق سے بدتر اور شریر ٹھہرے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان فرمایا کہ آپ نے مرض الموت میں فرمایا کہ یہود و نصاریٰ پر اللہ لعنت برسائے، انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجد بنا لیا۔ یعنی جس طرح انسان مسجد میں نماز پڑھتا ہے، ذکر و اذکار اور دعا کرتا ہے، ان کو پاک و صاف اور معطر کرتا ہے، وہاں روشنی کا انتظام کرتا ہے یہ سب کام انہوں نے انبیاء کی قبروں پر شروع کر دیئے، آپ کو اپنے بارے میں بھی یہ خطرہ اور اندیشہ محسوس ہوا تو آپ نے اس حرکت و فعل سے صراحتاً روک دیا۔ فرمایا: "انی انهاكم عن ذالك"، ''میں تمہیں اس کام سے منع کرتا ہوں'' اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بقول اسی خطرہ کے پیش نظر آپ کی قبر کھلی جگہ نہیں بنائی گئی، چونکہ پہلی امت میں یہ کام شرک کے لیے دروازہ ثابت ہو چکا تھا، اس لیے آپ نے اس دروازہ کو ہمیشہ کے لیے بند فرما دیا، اب آپ کی صریح ممانعت کے باوجود بعض علماء کی عبارتوں سے کسی صالح اور نیک انسان کی قبر کے جوار میں، مسجد بنانے کی گنجائش نکالنا، اس شرک کے دروازہ کو کھولنا ہے۔ جس کو آپ بند کرنے کا حکم فرما چکے ہیں، جب یہ بات مسلمہ ہے کہ قبروں کو عبادتاً سجدہ کرنا شرک اور تعظیماً سجدہ کرنا حرام ہے اور قبر کا طواف کرنا حرام ہے، اس کے سامنے جھکنا حرام ہے۔ تو پھر، اس کام کو ہی کیوں نہ بند کیا جائے جو ان کا موجب اور پیش خیمہ بنتا ہے؟ اور نیک لوگوں کی قبروں پر ان چیزوں کا کھلے بند مشاہدہ کیا جا سکتا ہے، صحابہ و تابعین کے دور میں جب مسجد نبوی کو وسیع کرنے کی ضرورت پیش آئی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ

(جس میں حضور علیہ السلام ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کی قبریں ہیں) اس کو اس انداز سے مسجد میں داخل کیا گیا کہ لوگوں کی ان تک رسائی نہ ہو سکے، وہ نہ ان کو نظر آئیں اور نہ ان کے پاس یا ان کی طرف رخ کر کے نماز پڑھ سکیں اور اب تک یہ صورت حال برقرار ہے، اگر نیک لوگوں کی قبروں کے جوار میں نماز پڑھنا خیر و برکت کا باعث ہے تو صحابہ رضی اللہ عنہم وتابعین رحمہم اللہ نے حجرہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو کیوں مستور کیا اور اس کی قبروں کو کیوں چھپایا۔ آپ نے اپنی وفات سے پانچ دن پہلے فرمایا تھا کہ تم سے پہلے لوگ اپنے پیغمبروں اور نیک لوگوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیتے الا فلا تتخذوا القبور مساجد، خبردار! تم ان لوگوں کی قبروں کو سجدہ گاہ نہ بنانا آپ کے صریح فرمان کے باوجود لوگوں کے لیے اس کا راستہ کھولنے پر اصرار کیوں ہے؟ اور یہ کہنے کا کیا مقصد ہے کہ کعبہ سے بڑی دنیا میں کوئی مسجد نہیں ہے؟ اور اس کے جوار میں حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت حاجرہ علیہا السلام کی قبریں ہیں۔ (شرح صحیح مسلم: ۲/۸۴) کیا ان قبروں کا کوئی نشان باقی ہے، یا لوگوں کو اس کا احساس ہے۔ ❷ سب انبیاء پر ایمان لانا ضروری ہے، اس لیے عیسائیوں کی طرف اگرچہ براہ راست تو عیسیٰ علیہ السلام ہی آئے تھے لیکن پہلے انبیاء کو بھی تو وہ تسلیم کرتے تھے، اس لیے آپ نے یہود کے ساتھ نصاریٰ اور کے لیے بھی انبیاء کا لفظ استعمال کیا یا مجموعی اعتبار سے دونوں کے لیے کہا۔
❸ خلیل کو اگر خلة (خاء کے پیش کے ساتھ) سے لیں تو اس سے مراد ایسی گہری اور سچی دوستی ہے جو دل میں سرایت کر جائے اور یہ صرف کسی ایک کے ساتھ ہو سکتی ہے دوسرے کے لیے گنجائش نہیں رہتی۔ اور اگر اس کو خَـلَّـة (خاء کے زبر کے ساتھ) سے لیں تو اس سے مراد فقر واحتیاج ہے۔ یعنی میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی پر اعتماد و بھروسہ نہیں کرتا اور میں اللہ کے سوا کسی کا محتاج نہیں ہوں، اگر میں مخلوق میں سے کسی کے ساتھ ایسی دوستی اور محبت کر سکتا جس نے میرے دل پر قبضہ جما لیا ہے یا کسی پر اعتماد و بھروسہ کرتا اور اس کا محتاج ہوتا تو اس کا اہل اور حق دار ابوبکر ہوتے۔

٥...... بَاب: فَضْلِ بِنَآءِ الْمَسَاجِدِ وَالْحَثِّ عَلَيْهَا

باب ٥: مسجد بنانے کی فضیلت اور اس کی ترغیب وتشویق

[1189] ٢٤-(٥٣٣) حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ وَأَحْمَدُ بْنُ عِيسَى قَالَانَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو أَنَّ بُكَيْرًا حَدَّثَهُ أَنَّ عَاصِمَ بْنَ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ عُبَيْدَ اللّٰهِ الْخَوْلَانِيَّ يَذْكُرُ أَنَّهُ سَمِعَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ عِنْدَ قَوْلِ النَّاسِ فِيهِ حِينَ بَنَى مَسْجِدَ الرَّسُولِ ﷺ إِنَّكُمْ قَدْ أَكْثَرْتُمْ وَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((مَنْ بَنَى

[1189] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الصلاة، باب: من بنى مسجدا برقم (٤٥٠) ومسلم في (صحيحه) في الزهد والرقائق، باب: فضل بناء المساجد برقم (٧٣٩٥) انظر (التحفة) برقم (٩٨٢٥)

مَسْجِدًا لِلّٰهِ تَعَالٰى)) قَالَ بُكَيْرٌ حَسِبْتُ اَنَّهٗ قَالَ ((يَبْتَغِى بِهٖ وَجْهَ اللّٰهِ بَنَى اللّٰهُ لَهٗ بَيْتًا فِى الْجَنَّةِ)) ابْنُ عِيْسٰى فِى رِوَايَتِهٖ ((مِثْلَهٗ فِى الْجَنَّةِ))

[1189] ۔حضرت عبیداللہ خولانی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ اس نے سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے اس وقت سنا جب انہوں نے مسجد نبوی کو نئے سرے سے تعمیر کیا اور لوگوں نے ان پر تبصرہ کیا کہ تم بہت باتیں بناتے ہو، حالانکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: جس نے کسی قسم کی مسجد اللہ کے لیے بنائی (بکیر کہتے ہیں، میرا خیال ہے انہوں نے یہ کہا، اس سے وہ اللہ کی رضا وخوشنودی چاہتا ہے) تو اللہ اس کے لیے جنت میں اس قسم کا گھر بنائے گا۔'' ابن عیسیٰ نے اپنی روایت میں بیتا فی الجنه کی جگہ مثله فی الجنه کہا۔

[1190] ٢٥۔(. .) حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنّٰى قَالَ انَا الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ قَالَ انَا عَبْدُالْحَمِيدِ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنِى أَبِى

عَنْ مَحْمُودِ بْنِ لَبِيدٍ أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ أَرَادَ بِنَآءَ الْمَسْجِدِ فَكَرِهَ النَّاسُ ذٰلِكَ فَأَحَبُّوا أَنْ يَّدَعَهٗ عَلٰى هَيْئَتِهٖ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ ((مَنْ بَنٰى مَسْجِدًا لِلّٰهِ بَنَى اللّٰهُ لَهٗ فِى الْجَنَّةِ مِثْلَهٗ))

[1190] ۔حضرت محمود بن لبید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی کو نئے سرے سے تعمیر کرنا چاہا تو لوگوں نے اس کو پسند نہ کیا، ان کی خواہش تھی کہ وہ اسے اس کی حالت پر رہنے دیں تو انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: جس نے اللہ کی خاطر کوئی مسجد بنائی، اللہ اس کے لیے جنت میں اس قسم کا گھر تعمیر کرے گا۔

فائدہ:...... دور نبوی میں آپ کی مسجد انتہائی سادہ تھی، دیواروں کو کچی اینٹوں سے بنا کر اس پر کھجور کی چھڑیوں کی چھت ڈال دی گئی تھی اور اس کے ستون کھجور کی لکڑی کے تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کو وسیع کیا تو اس میں اس مٹیریل کو بدل دیا۔ دیواریں تراشیدہ پتھروں سے چونا گچ کر کے بنائیں اور ستون بھی تراشیدہ پتھروں سے استوار کیے اور چھت ساگوان کی عمدہ لکڑی کی ڈالی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سامان کی عمدگی اور تبدیلی پر اعتراض کیا۔ ان کا خیال تھا کہ مسجد پہلے دور کی طرح سادہ ہی تعمیر کی جائے، لیکن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے نئے تعمیر شدہ مکانات کا

[1190] اخرجه مسلم فی (صحيحه) فی الزهد والرقائق، باب: فضل بناء المساجد برقم (٧٣٩٦) والترمذی فی (جامعه) فی الصلاة، باب: ما جاء فی فضل بناء المسجد برقم (٣١٨) وقال: حديث عثمان حديث حسن صحيح۔ وابن ماجه فی (سننه) فی المساجد والجماعات، باب: من بنى لله مسجدا برقم (٧٣٦) انظر (التحفة) برقم (٩٨٣٧)

لحاظ رکھتے ہوئے اعلیٰ اور عمدہ مواد استعمال کیا اور فرمایا: میں نے اس لیے اس کو اتنا اعلیٰ وعمدہ اور حسین وجمیل بنایا ہے تاکہ اللہ مجھے قیامت میں، میرے اس ذوق وشوق کے مطابق اعلیٰ اور عمدہ گھر دے۔

٦...... بَاب: النَّدْبِ اِلٰى وَضْعِ الْأَيْدِى عَلَى الرُّكَبِ فِي الرُّكُوعِ وَنَسْخِ التَّطْبِيقِ

باب ٦: رکوع میں ہاتھ گھٹنوں پر رکھنا پسندیدہ ہے اور جوڑ کر دونوں گھٹنوں کے درمیان رکھنا منسوخ ہے

[1191] ٢٦-(٥٣٤) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ الْهَمْدَانِيُّ أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ نَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ وَعَلْقَمَةَ قَالَا أَتَيْنَا عَبْدَاللّٰهِ بْنَ مَسْعُودٍ فِي دَارِهِ فَقَالَ أَصَلّٰى هٰؤُلَاءِ خَلْفَكُمْ فَقُلْنَا لَا قَالَ فَقُومُوا فَصَلُّوا فَلَمْ يَأْمُرْنَا بِأَذَانٍ وَلَا إِقَامَةٍ قَالَ وَذَهَبْنَا لِنَقُومَ خَلْفَهُ فَأَخَذَ بِأَيْدِينَا فَجَعَلَ أَحَدَنَا عَنْ يَمِينِهِ وَالْآخَرَ عَنْ شِمَالِهِ قَالَ فَلَمَّا رَكَعَ وَضَعْنَا أَيْدِيَنَا عَلٰى رُكَبِنَا قَالَ فَضَرَبَ أَيْدِيَنَا وَطَبَّقَ بَيْنَ كَفَّيْهِ ثُمَّ أَدْخَلَهُمَا بَيْنَ فَخِذَيْهِ قَالَ فَلَمَّا صَلّٰى قَالَ إِنَّهُ سَتَكُونُ عَلَيْكُمْ أُمَرَاءُ يُؤَخِّرُوْنَ الصَّلٰوةَ عَنْ مِيقَاتِهَا وَيَخْنُقُونَهَا إِلٰى شَرَقِ الْمَوْتٰى فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُمْ قَدْ فَعَلُوا ذٰلِكَ فَصَلُّوا الصَّلٰوةَ لِمِيقَاتِهَا وَاجْعَلُوا صَلٰوتَكُمْ مَعَهُمْ سُبْحَةً وَإِذَا كُنْتُمْ ثَلَاثَةً فَصَلُّوا جَمِيعًا وَإِذَا كُنْتُمْ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَلْيَؤُمَّكُمْ أَحَدُكُمْ وَإِذَا رَكَعَ أَحَدُكُمْ فَلْيُفْرِشْ ذِرَاعَيْهِ عَلٰى فَخِذَيْهِ وَلْيَجْنَأْ وَلْيُطَبِّقْ بَيْنَ كَفَّيْهِ فَلَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى اخْتِلَافِ أَصَابِعِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَأَرَاهُمْ

[1191]۔ حضرت اسود اور علقمہ رحمہما اللہ سے روایت ہے کہ ہم عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے گھر، ان کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے پوچھا، کیا ان لوگوں نے جن کو تم پیچھے چھوڑ آئے ہو (حکمران اور ان کے اتباع) نماز پڑھ لی ہے؟ ہم نے عرض کیا، نہیں، انہوں نے کہا، اٹھو اور نماز پڑھو تو انہوں نے ہمیں اذان اور اقامت کہنے کا حکم نہ دیا۔ اور ہم ان کے پیچھے کھڑے ہونے لگے تو انہوں نے ہمارے ہاتھ پکڑ کر ایک کو اپنے دائیں اور دوسرے کو اپنے بائیں کر دیا۔ جب انہوں نے رکوع کیا تو ہم نے اپنے ہاتھ اپنے گھٹنوں پہ رکھے، انہوں نے ہمارے ہاتھوں پر مارا اور اپنی ہتھیلیوں کو جوڑا پھر ان کو اپنی دونوں رانوں کے درمیان رکھ لیا، جب نماز سے فارغ

[1191] اخرجه النسائى فى (المجتبى) فى المساجد، باب: تشبيك الاصابع فى المسجد ٢/ ٤٩ وفى التطبيق، باب: التطبيق برقم (١٠٢٨) انظر (التحفة) برقم (٩١٦٤)

ہوئے تو کہا، عنقریب تمہارے امیر ایسے ہوں گے جو نماز کو اس کے وقت سے مؤخر کریں گے اور ان کے وقت کو بہت تنگ کر دیں گے، جب تم ان کو دیکھو کہ انہوں نے ایسا کرنا شروع کر دیا ہے تو تم نماز اس کے وقت پر پڑھ لینا اور ان کے ساتھ اپنی نماز کو نفلی بنا لینا اور جب تم تین آدمی ہو تو اکٹھے کھڑے ہو کر نماز پڑھو اور جب تم تین سے زیادہ ہو تو تم میں ایک امام بن جائے اور جب تم میں سے کوئی رکوع کرے تو اپنے بازوؤں کو اپنی رانوں پر پھیلا دے اور جھکے اور اپنی ہتھیلیاں جوڑ لے گویا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی انگلیوں کے اختلاف کو دیکھ رہا ہوں اور ان کو دکھایا۔

مفردات الحدیث ❶ **یخنقونها**: اس کے وقت کو تنگ کریں، نماز کو تاخیر سے ادا کریں گے۔ ❷ **الی شرق الموتی**، اگر اس کو شرق الشمس سے لیں تو معنی ہوگا، اس وقت نماز پڑھیں گے جب سورج ڈوبنے کے قریب ہوگا اور اگر اس کو شرق المیت بریقه سے لیں تو معنی ہوگا میت کا تھوک سے گلا گھٹ گیا، اس لیے وہ جلد ہی مرگئی۔ مقصد دونوں صورتوں میں یہ ہوگا کہ اس وقت نماز پڑھیں گے جب سورج کے غروب ہونے میں تھوڑا سا وقت رہتا ہوگا۔ ❸ **سُبْحة**: نفل، یعنی جو نماز تم نے الگ اپنے وقت پر پڑھی ہے وہ فرض ہوگی اور امیروں اور حاکموں سے بچنے کے لیے جو آخر میں وقت میں ان کے ساتھ نماز پڑھو گے وہ نفل ہوگی۔ ❹ **لیجنأ**: جھک جائے، ایک نسخہ میں لِیُحْنِ ہے، اس کا معنی بھی، انحنا اور جھکنا ہے، یَحْنُ ہو۔تو پھر بھی یہی معنی ہوگا۔ ❺ **لِيُطَبِّق بين كفيه**: دونوں ہتھیلیوں کو ملا لے اور دونوں گھٹنوں کے درمیان کر لے۔

فوائد:...... ❶ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ایک جلیل القدر اور عام اوقات میں، بطور خدمت گزار آپ کے ساتھ رہنے والے صحابی ہیں، لیکن اس کے باوجود، رکوع کے وقت تطبیق کے قائل تھے، ہمیشہ آپ کے ساتھ نماز پڑھتے تھے، لیکن اس کے باوجود انہیں یہ پتہ نہ چل سکا کہ نبی اکرم ﷺ ہاتھ جوڑ کر گھٹنوں کے درمیان نہیں رکھتے بلکہ ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھتے ہیں، اس لیے امت میں سے کسی صحابی، تابعی یا امام نے ان کے موقف کو اختیار نہیں کیا تو اگر انہیں رکوع میں جاتے اور رکوع سے اٹھتے وقت رفع یدین کا پتہ نہ چل سکا ہو تو اس میں اچنبھے کی بات کیا ہے۔ ❷ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اگر امام کے ساتھ دو آدمی ہوں تو ایک کو دائیں طرف اور دوسرے کو بائیں طرف کھڑا کرنے کے قائل ہیں، اس کو بھی کسی امام نے اختیار نہیں کیا، کیونکہ نبی اکرم ﷺ دو آدمیوں کو پیچھے کھڑا کرتے تھے، برابر نہیں۔ ❸ اگر امام راتب (نمازوں کے لیے مقرر امام) تاخیر سے جماعت کراتا ہو تو گھر میں باجماعت نماز پڑھ لینی چاہیے اور اذان کہنے کی صورت میں انتشار و افتراق کا خطرہ ہو تو اذان نہیں کہی جائے گی۔ اقامت بہرحال کہنی ہوگی لیکن حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اذان اور اقامت کسی کے بھی قائل نہیں ہے، احناف نے ان کے اس موقف کو بھی قبول نہیں کیا۔ ❹ اگر مسجد میں نماز باجماعت نہ پڑھنے سے کسی قسم کا اندیشہ یا خطرہ لاحق ہو تو نماز دوبارہ بطور نفل پڑھ لی جائے گی۔ اور حدیث کا ظاہری مفہوم یہی ہے کہ یہ نماز عصر کی تھی،

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ ضرورت کے تحت عصر کے بعد نفل پڑھنے کی اجازت دے رہے ہیں، لیکن جن لوگوں کا یہ دعویٰ ہے کہ ہماری فقہ کا مدار، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کے اقوال پر ہے، وہ اس کے بھی قائل نہیں ہیں۔ عجیب بات ہے اگر کسی امام کے قول کو چھوڑ دیا جائے تو اس کی گستاخی اور توہین قرار پاتی ہے، لیکن ایک جلیل القدر صحابی کے قول کو چھوڑ دیا جائے تو یہ توہین اور گستاخی نہیں ہے۔ اگر حدیث کے خلاف جلیل القدر صحابی کا قول وفعل ترک کرنا روا ہے تو ائمہ کے ساتھ یہ رویہ اختیار کرنا کیوں جائز نہیں ہے؟ 5 عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے قول سے ثابت ہوا، نماز اول وقت میں پڑھنا چاہیے، نیز جو نماز دوبارہ پڑھی جائے گی تو پہلی نماز بطور فرض ہوگی اور دوسری بار نفل۔ اس لیے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ جو نماز پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھتے تھے وہ فرض ہوتی تھی اور جو دوبارہ پڑھاتے تھے وہ نفل تھی، اس لیے نفل نماز کے پیچھے فرض پڑھنا درست ہے۔

[1192] ٢٧-(. . .) وحَدَّثَنَا مِنْجَابُ بْنُ الْحَارِثِ التَّمِيمِيُّ قَالَ أَنَا ابْنُ مُسْهِرٍ قَالَ ح و حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا جَرِيرٌ قَالَ ح و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ نَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ قَالَ نَا مُفَضَّلٌ كُلُّهُمْ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ

عَنْ عَلْقَمَةَ وَالْأَسْوَدِ أَنَّهُمَا دَخَلَا عَلَى عَبْدِاللّٰهِ بِمَعْنَى حَدِيثِ أَبِي مُعَاوِيَةَ وَفِي حَدِيثِ ابْنِ مُسْهِرٍ وَجَرِيرٍ فَلَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى اخْتِلَافِ أَصَابِعِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ رَاكِعٌ

[1192]۔ امام صاحب اپنے مختلف اساتذہ سے بیان کرتے ہیں حضرت علقمہ اور اسود سے روایت ہے کہ ہم عبداللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، آگے مذکورہ بالا روایت ہے۔ ابن مسہر اور جریر کی روایت میں ہے گویا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں کے اختلاف (انگلیوں کو ایک دوسرے میں داخل کرنا) کو دیکھ رہا ہوں اور آپ رکوع میں ہیں۔

[1193] ٢٨-(. . .) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ قَالَ انا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ مُوسٰى عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ

عَنْ عَلْقَمَةَ وَالْأَسْوَدِ أَنَّهُمَا دَخَلَا عَلَى عَبْدِاللّٰهِ فَقَالَ أَصَلَّى مَنْ خَلْفَكُمْ قَالَ نَعَم فَقَامَ بَيْنَهُمَا وَجَعَلَ أَحَدَهُمَا عَنْ يَمِينِهِ وَالْآخَرَ عَنْ شِمَالِهِ ثُمَّ رَكَعْنَا فَوَضَعْنَا أَيْدِينَا عَلَى رُكَبِنَا فَضَرَبَ أَيْدِينَا ثُمَّ طَبَّقَ بَيْنَ يَدَيْهِ ثُمَّ جَعَلَهُمَا بَيْنَ فَخِذَيْهِ فَلَمَّا صَلَّى قَالَ هٰكَذَا فَعَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

[1192] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١١٩١)

[1193] تقدم تخريجه برقم (١١٩١)

[1193]۔حضرت علقمہ اور اسود سے روایت ہے کہ وہ دونوں عبداللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے پوچھا، کیا تمہارے پیچھے لوگ نماز پڑھ چکے ہیں؟ دونوں نے کہا، ہاں۔ تو وہ ان کے درمیان کھڑے ہو گئے، ایک کو اپنے دائیں کر لیا اور دوسرے کو بائیں، پھر ہم نے رکوع کیا اور اپنے ہاتھ اپنے گھٹنوں پہ رکھے تو انہوں نے ہمارے ہاتھوں پر مارا اور پھر اپنے ہاتھوں کو جوڑ لیا، پھر ان کو اپنی رانوں کے درمیان کر لیا جب نماز سے فارغ ہوئے تو کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح کیا ہے۔

[1194] ٢٩۔(٥٣٥)حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَأَبُوكَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ وَاللَّفْظُ لِقُتَيْبَةَ قَالَانَا أَبُوعَوَانَةَ عَنْ أَبِي يَعْفُورٍ

عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ صَلَّيْتُ إِلٰى جَنْبِ أَبِي قَالَ وَجَعَلْتُ يَدَيَّ بَيْنَ رُكْبَتَيَّ فَقَالَ لِي أَبِي اضْرِبْ بِكَفَّيْكَ عَلٰى رُكْبَتَيْكَ قَالَ ثُمَّ فَعَلْتُ ذٰلِكَ مَرَّةً أُخْرٰى فَضَرَبَ يَدَيَّ وَقَالَ إِنَّا نُهِينَا عَنْ هٰذَا وَأُمِرْنَا أَنْ نَضْرِبَ بِالْأَكُفِّ عَلَى الرُّكَبِ

[1194]۔حضرت مصعب بن سعد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے اپنے باپ کے پہلو میں نماز پڑھی اور اپنے دونوں ہاتھ اپنے گھٹنوں کے درمیان رکھے تو مجھے میرے باپ نے کہا، اپنی ہتھیلیاں اپنے گھٹنوں پر رکھ۔ وہ (مصعب) کہتے ہیں میں نے دوبارہ یہی کام کیا تو انہوں نے میرے ہاتھوں پر مارا اور کہا، ہمیں اس سے روک دیا گیا ہے۔ اور ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہم ہتھیلیاں گھٹنوں پر رکھیں۔

[1195](. . .)حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ نَا أَبُوالْأَحْوَصِ قَالَ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ نَا سُفْيَانُ كِلَاهُمَا

عَنْ أَبِي يَعْفُورٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ إِلٰى قَوْلِهٖ فَنُهِينَا عَنْهُ وَلَمْ يَذْكُرَا مَا بَعْدَهٗ

[1195]۔امام صاحب نے اپنے دو اساتذہ سے مذکورہ بالا سند سے ہمیں روک دیا گیا ہے تک روایت بیان کی اور دونوں نے بعد والا جملہ بیان نہیں کیا۔

[1194] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الاذان، باب: وضع الاكف على الركب فی الركوع برقم (٧٩٠) بمعناه وابو داود فی (سننه) فی الصلاة باب وضع اليدين على الركبتين برقم (٨٦٧) بنحوه۔ والنسائی فی (المجتبى) فی التطبيق، باب: النسخ ذلك ٢/ ١٨٥ وبرقم (٢/ ٨٥ والترمذی فی (جامعه) فی الصلاة، باب: ما جاء فی وضع اليدين على الركبتين فی الركوع برقم (٢٥٩) مختصرا وابن ماجه فی (سننه) فی اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: وضع اليدين على الركبتين برقم (٧٨٣) بنحوه مختصرا۔ انظر (التحفة) برقم (٣٩٢٩)

[1195] تقدم تخريجه فی الحديث السابق برقم (١١٩٤)

[1196] ۳۰-(...) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا وَكِيعٌ عَنْ إِسْمٰعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنْ الزُّبَيْرِ بْنِ عَدِيٍّ

عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ رَكَعْتُ فَقُلْتُ بِيَدَيَّ هٰكَذَا يَعْنِي طَبَّقَ بِهِمَا وَوَضَعَهُمَا بَيْنَ فَخِذَيْهِ فَقَالَ أَبِي قَدْ كُنَّا نَفْعَلُ هٰذَا ثُمَّ أُمِرْنَا بِالرُّكَبِ

[1196] ۔ہمیں ابوبکر بن ابی شیبہ نے وکیع کے واسطہ سے اسماعیل بن ابی خالد کی زبیر بن عدی سے حضرت مصعب بن سعد رحمہ اللہ سے روایت بیان کی کہ میں نے نماز پڑھنی شروع کی اور اپنے ہاتھوں کو اس طرح کر لیا (یعنی ان کو جوڑ کر اپنی رانوں کے درمیان رکھ لیا) تو مجھے میرے باپ نے بتایا، ہم بھی ایسے کیا کرتے تھے۔ پھر ہمیں گھٹنوں پر رکھنے کا حکم دیا گیا۔

[1197] ۳۱-(...) حَدَّثَنِي الْحَكَمُ بْنُ مُوسٰى قَالَ نَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ قَالَ نَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَدِيٍّ

عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ صَلَّيْتُ إِلٰى جَنْبِ أَبِي فَلَمَّا رَكَعْتُ شَبَّكْتُ أَصَابِعِي وَجَعَلْتُهُمَا بَيْنَ رُكْبَتَيَّ فَضَرَبَ يَدَيَّ فَلَمَّا صَلّٰى قَالَ قَدْ كُنَّا نَفْعَلُ هٰذَا ثُمَّ أُمِرْنَا أَنْ نَرْفَعَ إِلَى الرُّكَبِ

[1197] ۔حضرت مصعب بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اپنے باپ کے پہلو میں نماز پڑھی، جب میں نے رکوع کیا تو اپنی انگلیوں کو ایک دوسرے میں ڈال کر اپنے ہاتھوں کو اپنے گھٹنوں کے درمیان رکھ لیا تو انہوں نے میرے ہاتھوں پر مارا، جب وہ نماز سے فارغ ہوئے تو کہا، ہم بھی ایسے ہی کیا کرتے تھے، پھر ہمیں گھٹنوں کی طرف اٹھانے (یعنی گھٹنوں پر رکھنے) کا حکم دیا گیا۔

۷...... بَاب: جَوَازِ الْإِقْعَاءِ عَلَى الْعَقِبَيْنِ

باب ۷: ایڑیوں پر سرین رکھ کر بیٹھنا جائز ہے

[1198] ۳۲-(۵۳۶)حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ انا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ قَالَ ح و حَدَّثَنَا حَسَنٌ الْحُلْوَانِيُّ

[1196] تقدم تخريجه فى الحديث السابق (١١٩٤)

[1197] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (١١٩٤)

[1198] اخرجه ابو داود فى (سننه) فى الصلاة، باب: الاقعاء بين السجدتين) برقم (٨٤٥) والترمذى فى (جامعه) فى الصلاة، باب: ما جاء فى الرخصة فى الاقعاء برقم (٢٨٣) وقال: هذا هديث حسن صحيح۔ انظر (التحفة) برقم (٥٧٥٣)

قَالَ نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ وَتَقَارَبَا فِي اللَّفْظِ قَالَا جَمِيعًا اَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُوالزُّبَيْرِ اَنَّهُ سَمِعَ طَاوُسًا يَقُوْلُ قُلْنَا لِابْنِ عَبَّاسٍ فِي الْإِقْعَآءِ عَلَى الْقَدَمَيْنِ فَقَالَ هِيَ السُّنَّةُ فَقُلْنَا لَهُ إِنَّا لَنَرَاهُ جَفَآءً بِالرَّجُلِ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ بَلْ هِيَ سُنَّةُ نَبِيِّكَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

[1198]۔حضرت طاؤس بیان کرتے ہیں ہم نے ابن عباس سے قدموں پر بیٹھنے کے بارے میں پوچھا، انہوں نے جواب دیا یہ سنت ہے تو ہم نے ان سے عرض کیا ہمارا خیال ہے کہ یہ پاؤں پر زیادتی ہے تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا، بلکہ یہ تو تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔

مفردات الحدیث ❶ **الاقعاء:** اقعاء کی دوصورتیں ہیں: (۱) اپنی سرین کو زمین پر رکھ کر پنڈلیوں کو کھڑا کر کے ہاتھوں کو کتے کی طرح زمین پر بچھا دینا، یہ بالاتفاق ممنوع ہے اور دوسری حدیث میں اس سے روکا گیا ہے۔ (۲) دونوں سجدوں کے درمیان اپنی سرین قدموں (ایڑیوں) پر رکھ کر بیٹھنا اس کو ابن عباس رضی اللہ عنہما سنت قرار دے رہے ہیں، صحابہ، محدثین اور امام شافعی اس کو جائز قرار دیتے ہیں۔ ❷ **جَفَـاء:** گرانی اور مشقت، بدسلوکی۔ **الـرجل:** اگر اس کو رِجْـل پڑھیں تو پاؤں مراد ہوگا اور رَجُـل قرار دیں تو انسان مراد ہوگا کہ اس طرح بیٹھنا انسان کے لیے گرانی اور مشقت کا باعث ہے۔

فائدہ:...... مرد اور عورت کی نماز میں کسی ہیئت اور کیفیت میں اختلاف کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے۔ اور اقعاء کی صورت اس انسان کے لیے ہے جس کے لیے اس انداز میں بیٹھنے میں سہولت اور آسانی ہو۔

۸...... بَاب: تَحْرِيمِ الْكَلَامِ فِي الصَّلٰوةِ وَنَسْخِ مَا كَانَ مِنْ إِبَاحَتِهِ

باب ۸: نماز میں گفتگو کرنا حرام ہے اور اس کی اباحت و جواز منسوخ ہے

[1199] ۳۳-(۵۳۷) حَدَّثَنَا أَبُوجَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَتَقَارَبَا فِي لَفْظِ الْحَدِيثِ قَالَانَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ حَجَّاجٍ الصَّوَّافِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ هِلَالِ بْنِ أَبِي مَيْمُونَةَ عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَسَارٍ

عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ الْحَكَمِ السُّلَمِيِّ قَالَ بَيْنَا أَنَا أُصَلِّي مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِذْ عَطَسَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ فَقُلْتُ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ فَرَمَانِي الْقَوْمُ بِأَبْصَارِهِمْ فَقُلْتُ وَا ثُكْلَ أُمِّيَاهْ

[1199] اخرجه مسلم في (صحيحه) في (السلام) باب: تحريم الكهنة واتيان الكهان برقم (۵۷۷۴) وابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: تشميت العاطس في الصلاة برقم (۹۳۰) والايمان والنذور باب: في الرقبة المومنة برقم (۳۲۸۲) وفي الطب باب: في الخط وزجر الطير برقم (۳۹۰۹) انظر (التحفة) برقم (۱۱۳۷۸)

مَا شَأْنُكُمْ تَنْظُرُونَ إِلَيَّ فَجَعَلُوا يَضْرِبُونَ بِأَيْدِيهِمْ عَلَى أَفْخَاذِهِمْ فَلَمَّا رَأَيْتُهُمْ يُصَمِّتُونَنِي لَكِنِّي سَكَتُّ فَلَمَّا صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَبِأَبِي هُوَ وَأُمِّي مَا رَأَيْتُ مُعَلِّمًا قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ أَحْسَنَ تَعْلِيمًا مِنْهُ فَوَاللَّهِ مَا كَهَرَنِي وَلَا ضَرَبَنِي وَلَا شَتَمَنِي قَالَ ((**إِنَّ هَذِهِ الصَّلَاةَ لَا يَصْلُحُ فِيهَا شَيْءٌ مِنْ كَلَامِ النَّاسِ إِنَّمَا هُوَ التَّسْبِيحُ وَالتَّكْبِيرُ وَقِرَاءَةُ الْقُرْآنِ**)) أَوْ كَمَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي حَدِيثُ عَهْدٍ بِجَاهِلِيَّةٍ وَقَدْ جَاءَ اللَّهُ بِالْإِسْلَامِ وَإِنَّ مِنَّا رِجَالًا يَأْتُونَ الْكُهَّانَ قَالَ ((**فَلَا تَأْتِهِمْ**)) قَالَ وَمِنَّا رِجَالٌ يَتَطَيَّرُونَ قَالَ ((**ذَاكَ شَيْءٌ يَجِدُونَهُ فِي صُدُورِهِمْ فَلَا يَصُدَّنَّهُمْ**)) قَالَ ابْنُ الصَّبَّاحِ فَلَا يَصُدَّنَّكُمْ قَالَ قُلْتُ وَمِنَّا رِجَالٌ يَخُطُّونَ قَالَ ((**كَانَ نَبِيٌّ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ يَخُطُّ فَمَنْ وَافَقَ خَطَّهُ فَذَاكَ**)) قَالَ وَكَانَتْ لِي جَارِيَةٌ تَرْعَى غَنَمًا لِي قِبَلَ أُحُدٍ وَالْجَوَّانِيَّةِ فَاطَّلَعْتُ ذَاتَ يَوْمٍ فَإِذَا الذِّيبُ قَدْ ذَهَبَ بِشَاةٍ مِنْ غَنَمِهَا وَأَنَا رَجُلٌ مِنْ بَنِي آدَمَ آسَفُ كَمَا يَأْسَفُونَ لَكِنِّي صَكَكْتُهَا صَكَّةً فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَعَظَّمَ ذَلِكَ عَلَيَّ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفَلَا أُعْتِقُهَا قَالَ ((**ائْتِنِي بِهَا**)) فَأَتَيْتُهُ بِهَا فَقَالَ لَهَا أَيْنَ اللَّهُ قَالَتْ فِي السَّمَاءِ قَالَ مَنْ أَنَا قَالَتْ أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ قَالَ ((**أَعْتِقْهَا فَإِنَّهَا مُؤْمِنَةٌ**))

[1199]۔ حضرت معاویہ بن حکم سلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا، اسی اثنا میں لوگوں میں سے ایک آدمی کو چھینک آئی تو میں نے کہا: "يرحمك الله"، "اللہ تجھے رحمت سے نوازے۔" تو لوگوں نے مجھے گھورنا شروع کر دیا تو میں نے کہا: کاش میری ماں مجھے گم پاتی (میں مر چکا ہوتا) تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ تم مجھے گہری نظروں سے دیکھ رہے ہو تو وہ اپنے ہاتھ اپنی رانوں پر مارنے لگے، جب میں نے ان کو جانا کہ وہ مجھے چپ کرا رہے ہیں تو مجھے غصہ آیا لیکن میں خاموش ہو گیا، جب رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو میرے ماں باپ آپ پر قربان، میں نے آپ سے پہلے اور آپ کے بعد آپ سے بہتر سکھانے والا نہیں دیکھا، اللہ کی قسم! نہ تو آپ نے مجھے ڈانٹا نہ مجھے مارا اور نہ مجھے برا بھلا کہا بلکہ آپ ﷺ نے فرمایا: "یہ نماز، اس میں کسی قسم کی انسانی گفتگو روا نہیں ہے، یہ تو بس تسبیح و تکبیر اور قرآن کی تلاوت ہے۔ یا جیسا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میں جاہلیت سے نیا نیا نکلا ہوں اور اب اللہ نے اسلام بھیج دیا ہے (مجھے اسلام لانے کی توفیق دی ہے) ہم میں سے کچھ لوگ کاہنوں (پیش گوئی کرنے والے پنڈت و نجومی) کے پاس جاتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: تو ان کے پاس نہ جا۔ میں نے عرض کیا، ہم میں سے کچھ

لوگ بدشگونی لیتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: یہ ایک چیز ہے جسے وہ اپنے دلوں میں پاتے ہیں، یہ ان کو کسی کام سے نہ روکے۔ ابن صباح نے کہا، تمہیں بالکل نہ روکے۔ میں نے عرض کیا، ہم میں سے کچھ لوگ لکیریں کھینچتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: انبیاء میں سے ایک نبی لکیریں کھینچا کرتے تھے تو جس کی لکیریں اس کے موافق ہوں گی تو ٹھیک ہے۔ اس نے (معاویہ رضی اللہ عنہ) بتایا، میری ایک لونڈی تھی، جو احد اور جوانیہ کے پاس میری بکریاں چراتی تھی، ایک دن میں اس طرف آ نکلا تو بھیڑیا اس کی بکریوں سے ایک بکری لے جا چکا تھا تو میں بھی اولاد آدم سے ایک آدمی ہوں، مجھے بھی اس طرح غصہ آتا ہے، جس طرح ان کو غصہ آتا ہے، (مجھے صبر کرنا چاہیے تھا) لیکن میں نے اس کو زور سے تھپڑ رسید کر دیا، اس پر میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے میری اس حرکت کو بہت ناگوار قرار دیا، میں نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا میں اس کو آزاد نہ کر دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اسے میرے پاس لاؤ۔ میں اسے لے کر آپ کے پاس حاضر ہوا، آپ ﷺ نے اس سے پوچھا، اللہ کہاں ہے؟ اس نے کہا آسمان پر۔ آپ ﷺ نے پوچھا میں کون ہوں؟ اس نے کہا، اللہ کے رسول ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: اسے آزاد کر دو، یہ مومنہ ہے۔

مفردات الحدیث ❶ **عَطَسَ**: اس نے چھینک ماری۔ ❷ **رماني القوم بابصارهم**: تو لوگوں نے مجھ پر آنکھوں کے تیرے برسائے۔ یعنی غضبناک نگاہوں سے دیکھا۔ ❸ **ثکل** گم پانا۔ اَثکل اُمّیاه ہائے میری ماں مجھے گم پاتی، میں مر چکا ہوتا۔ اثکل ای تھا، مندوب ہونے کی وجہ سے آواز کو کھینچنے (لمبا کرنا) کے لیے آخر میں الف اور ہاء کا اضافہ کر دیا۔ ❹ **یُصَمِّتُونني**: مجھے چپ کرا رہے تھے۔ کھر، قہر نہر، تینوں قریب المعنی لفظ ہیں، سرزنش وتوبیخ کرنا، ڈانٹ ڈپٹ کرنا، جاہلیت اسلام کی آمد سے پہلے کا دور، حدیث عہد کسی دور سے نیا نیا نکلنا۔ ❺ **لا یَصُدَّنهم**: ان کو نہ روکے، وہ اپنے کام اور ارادہ سے باز نہ آئیں۔ ❻ **یخط**: وہ زائچہ تیار کرتے تھے۔ ❼ **جوانيه**: احد پہاڑ کے قریب ایک جگہ کا نام ہے۔ ❽ **آسَفُ** میں غم وحزن اور غضب وغصہ میں مبتلا ہوتا ہوں۔ ❾ **صککتها صكة**، میں نے اسے زور سے تھپڑ رسید کیا۔ ❿ **عظم ذلك عَلَيَّ**: آپ نے اسے میرے لیے بہت برا قرار دیا۔

فوائد: ...... ❶ نماز کے اندر اگر کسی کو چھینک آ جائے تو اس کو دعا دینا جائز نہیں ہے، لیکن جس کو چھینک آئے وہ الحمدللہ کہہ سکتا ہے، حضرت معاویہ بن حکم رضی اللہ عنہ نے چھینکنے والے کو دعا ناواقفیت اور جہالت کی بنا پر دی تھی، اس لیے آپ نے اس کو نماز لوٹانے کا حکم نہیں دیا۔ اس بنا پر امام مالک، امام شافعی، امام احمد رحمہم اللہ اور جمہور علماء کا یہ نظریہ ہے کہ ایک نمازی بھول کر یا جہالت کی بنا پر ایک آدھ کلمہ کہہ بیٹھے تو اس کی نماز ہو جائے گی لیکن امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک اس کی نماز باطل ہو جائے گی، لیکن یہ بات بے دلیل ہے۔ ❷ نماز میں ضرورت کی صورت میں معمولی اشارہ سے کام لینا جائز ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ساتھی کو چپ کرانے کے لیے اپنی رانوں پر ہاتھ مارے تو

آپ نے ان کو منع نہیں فرمایا۔ ③ کاہن: ان لوگوں کو کہتے ہیں جو مستقبل کے بارے میں پیشین گوئی کرتے ہیں، ان کے پاس جانا جائز نہیں ہے۔ ④ بدشگونی اور نحوست پکڑنا بھی جائز نہیں ہے، اگر کسی کے دل میں بدشگونی کا خیال پیدا ہو جائے تو اسے اس پر عمل نہیں کرنا چاہیے اور اس کی بنا پر اپنے ارادہ اور کام سے رکنا نہیں چاہیے۔ ⑤ لکیریں کھینچنا، جس کو علم رمل کا نام دیا جاتا ہے اور اس کے ذریعہ زائچہ تیار کیا جاتا ہے یہ درست نہیں ہے کیونکہ پیغمبر کو اس کا جو علم حاصل تھا، اس علم کو ہم نہیں جانتے، اس لیے اس کی موافقت ہمارے لیے ممکن نہیں ہے۔ ⑥ انسان کو اپنے ماتحتوں سے نرم رویہ رکھنا چاہیے، ان پر ظلم وزیادتی روا رکھنا جائز نہیں ہے، اگر کسی کے ساتھ زیادتی ہو جائے تو اس کی تلافی کرنی چاہیے۔ ⑦ فی السماء کا معنی علی السماء ہے، فی علی کے معنی میں ہے جیسا کہ ﴿سیروا فی الارض اور لا صلبنکم فی جذوع النخل﴾ میں ہے اور اس سے ثابت ہوا، اللہ تعالیٰ اوپر ہے۔ ⑧ انسان کے حسن سلوک کا زیادہ حقدار مسلمان مرد اور عورت ہے۔

[1200] (. .) حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ اَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ قَالَ نَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ

[1200] ہمیں اسحاق بن ابراہیم نے عیسیٰ بن یونس کے واسطہ سے اوزاعی کی یحییٰ بن ابی کثیر کی سند سے اس قسم کی روایت سنائی۔

[1201] ٣٤-(٥٣٨) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَابْنُ نُمَيْرٍ وَأَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ وَأَلْفَاظُهُمْ مُتَقَارِبَةٌ قَالُوا نَا ابْنُ فُضَيْلٍ قَالَ نَا الْأَعْمَشُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ كُنَّا نُسَلِّمُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ فِي الصَّلٰوةِ فَيَرُدُّ عَلَيْنَا فَلَمَّا رَجَعْنَا مِنْ عِنْدِ النَّجَاشِيِّ سَلَّمْنَا عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْنَا فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ كُنَّا نُسَلِّمُ عَلَيْكَ فِي الصَّلٰوةِ فَتَرُدُّ عَلَيْنَا فَقَالَ ((إِنَّ فِي الصَّلٰوةِ شُغْلًا))

[1201]۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کو سلام کہا کرتے تھے جبکہ آپ ﷺ نماز پڑھ رہے ہوتے تھے اور آپ ﷺ ہمارے سلام کو جواب دے دیتے تھے، جب ہم نجاشی کے ہاں سے واپس آئے، ہم نے آپ ﷺ کو (نماز میں) سلام کہا تو آپ ﷺ نے ہمیں جواب نہ دیا تو ہم نے آپ ﷺ سے

[1200] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١١٩٩)

[1201] اخرجه الترمذي في (جامعه) في العمل في الصلاة، باب: ما ينهى من الكلام في الصلاة برقم (١١٩٩) وبرقم (١١٩٩) تعليقا وفي مناقب الانصار، باب هجرة الحبشة برقم (٣٨٧٥) وابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: رد السلام في الصلاة برقم (٩٢٣) انظر (التحفة) برقم (٩٤١٨)

پوچھا، اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم نماز میں آپ کو سلام کہا کرتے تھے اور آپ ہمیں جواب دیا کرتے تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا: نماز خود ایک مشغولیت رکھتی ہے۔

فوائد:...... ❶ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ حبشہ سے مکہ واپس آ گئے تھے اور پھر دوبارہ حبشہ چلے گئے تھے، پھر ہجرت نبوی کے بعد مستقل طور پر مدینہ واپس آ گئے تھے اور یہاں یہ مدینہ والی واپسی مراد ہے، کیونکہ نماز میں کلام کی حرمت مدینہ میں نازل ہوئی ہے۔ ❷ ان في الصلاة شغلاً: اگر شُغلاً کی تنوین کو تنکیر کے لیے بنائیں تو معنی ہوگا کہ ایک قسم کی مصروفیت ہے یعنی تلاوت قرآن، تسبیح وتحمید اور تکبیر کے سوا انسانی کلام درست نہیں ہے اور اگر تنوین کو تعظیم کے لیے مانیں تو معنی ہوگا کہ نماز میں ایک بہت بڑی مصروفیت ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کے ساتھ مناجات (سرگوشی) کر رہا ہوتا ہے اس لیے کسی اور طرف توجہ یا دھیان کرنا ممکن نہیں ہے یا انسان جو کچھ کہہ رہا ہوتا ہے، اس میں غور و تدبر میں مبتلا ہوتا ہے، اس لیے کوئی اور کام نہیں کر سکتا۔ ❸ امام مالک، امام شافعی، امام احمد اور محدثین رحمہم اللہ کے نزدیک سلام کا جواب اشارہ سے دینا چاہیے اور احناف کے نزدیک، اشارہ سے جواب دینا بھی جائز نہیں ہے، سلام پھیرنے کے بعد جواب دے گا اور عذر بھی بیان کر دے گا کہ میں نماز کی بنا پر جواب نہیں دے سکتا تھا حالانکہ آپ کو عذر بیان کرنے کی ضرورت اس لیے پیش آئی تھی کہ وہ زبان سے سلام کا جواب لینے کے عادی تھے اشارہ کو سمجھ نہ سکے تھے۔

[1202] (. . .) حَدَّثَنِي ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ السَّلُولِيُّ قَالَ نَا هُرَيْمُ بْنُ سُفْيَانَ عَنِ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ

[1202] امام صاحب ایک اور استاد سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

[1203] ٣٥-(٥٣٩) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ نَا هُشَيْمٌ عَنْ إِسْمٰعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ شُبَيْلٍ عَنْ أَبِي عَمْرٍو الشَّيْبَانِيِّ

عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ قَالَ كُنَّا نَتَكَلَّمُ فِي الصَّلٰوةِ يُكَلِّمُ الرَّجُلُ صَاحِبَهُ وَهُوَ إِلَى جَنْبِهِ فِي الصَّلٰوةِ حَتّٰى نَزَلَتْ وَقُومُوا لِلّٰهِ قَانِتِينَ فَأُمِرْنَا بِالسُّكُوتِ وَنُهِينَا عَنِ الْكَلَامِ

[1202] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (٩٤١٨)

[1203] اخرجه البخاري في (صحيحه) في العمل في الصلاة، باب: ما ينهى من الكلام في الصلاة برقم (١٢٠٠) وفي التفسير باب: ﴿وقوموا لله قانتين﴾ برقم (٤٥٣٤) وابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: النهي عن الكلام في الصلاة برقم (٩٤٩) والترمذي في (جامعه) في الصلاة، باب: ما جاء في نسخ الكلام في الصلاةبرقم (٤٠٥) وفي التفسير، باب: ومن سورت البقرة برقم (٢٩٨٦) مختصراً۔ والنسائي في (المجتبى) في السهو، باب: الكلام في الصلاة ٣/ ١٨۔ انظر (التحفة) برقم (٣٦٦١)

[1203] ۔حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نماز میں بات چیت کرلیا کرتے تھے، انسان نماز میں اپنے ساتھ کھڑے ہونے والے ساتھی سے گفتگو کرلیتا تھا حتیٰ کہ یہ آیت اتری قوموا للہ قانتین (بقرہ آیت: ۲۳۸) ''اللہ کے حضور عجز ونیاز سے کھڑے ہو'' تو ہمیں خاموش رہنے کا حکم دیا گیا اور ہمیں گفتگو کرنے سے روک دیا گیا۔

[1204] (. .) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا عَبْدُاللهِ بْنُ نُمَيْرٍ وَوَكِيعٌ قَالَ ح و حَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ انَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ كُلُّهُمْ

عَنْ اِسْمٰعِيلَ بْنِ أَبِيْ خَالِدٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهٗ

[1204] امام صاحب تین اور اساتذہ سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

[1205] ۳۶۔(۵٤۰) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا لَيْثٌ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ قَالَ انَا اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ

عَنْ جَابِرٍ اَنَّهٗ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ بَعَثَنِي لِحَاجَةٍ ثُمَّ أَدْرَكْتُهٗ وَهُوَ يَسِيرُ قَالَ قُتَيْبَةُ يُصَلِّيْ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَأَشَارَ إِلَيَّ فَلَمَّا فَرَغَ دَعَانِي فَقَالَ ((إِنَّكَ سَلَّمْتَ آنِفًا وَأَنَا أُصَلِّيْ)) وَهُوَ مُوَجِّهٌ حِينَئِذٍ قِبَلَ الْمَشْرِقِ

[1205] ۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے کسی ضرورت کے لیے بھیجا پھر میں آپ ﷺ کو چلتے ہوئے آکر ملا، قتیبہ نے کہا آپ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے اور میں نے آپ ﷺ کو سلام آپ ﷺ نے مجھے اشارہ فرمایا (اشارہ سے جواب دیا) جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو مجھے بلوایا اور فرمایا: ابھی تم نے سلام کہا جبکہ میں نماز پڑھ رہا تھا۔ اور اس وقت (نماز میں) آپ ﷺ کا رخ مشرق کی طرف تھا۔ (نفلی نماز سواری پر غیر قبلہ کی طرف رخ کر کے پڑھی جاسکتی ہے)

[1206] ۳۷۔(. .) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنِي أَبُوالزُّبَيْرِ

عَنْ جَابِرٍ قَالَ أَرْسَلَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ مُنْطَلِقٌ إِلَى بَنِي الْمُصْطَلِقِ فَأَتَيْتُهٗ وَهُوَ

[1204] تقدم تخریجه فی الحدیث السابق برقم (۱۲۰۳)

[1205] اخرجه النسائی فی (المجتبی) فی السهو، باب: (السلام بالاشارة فی الصلاة) ۳/ ٦۔ وابن ماجه فی (سننه) فی باب: المصلی یسلم علیه کیف یرد برقم (۱۰۱۸) انظر (التحفة) برقم (۲۹۱۳)

[1206] اخرجه ابوداود فی (سننه) فی الصلاة، باب: رد السلام فی الصلاة برقم (۹۲٦) انظر (التحفة) برقم (۲۷۱۸)

يُصَلِّي عَلَى بَعِيرِهِ فَكَلَّمْتُهُ فَقَالَ لِي بِيَدِهِ هٰكَذَا وَأَوْمَأَ زُهَيْرٌ بِيَدِهِ ثُمَّ كَلَّمْتُهُ فَقَالَ لِي هٰكَذَا فَأَوْمَأَ زُهَيْرٌ أَيْضًا بِيَدِهِ نَحْوَ الْأَرْضِ وَأَنَا أَسْمَعُهُ يَقْرَأُ يُوْمِي بِرَأْسِهِ فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ ((مَا فَعَلْتَ فِي الَّذِي أَرْسَلْتُكَ لَهُ فَإِنَّهُ لَمْ يَمْنَعْنِي أَنْ أُكَلِّمَكَ إِلَّا إِنِّي كُنْتُ أُصَلِّي)) قَالَ زُهَيْرٌ وَأَبُو الزُّبَيْرِ جَالِسٌ مُسْتَقْبِلَ الْكَعْبَةِ فَقَالَ بِيَدِهِ أَبُو الزُّبَيْرِ إِلَى بَنِي الْمُصْطَلِقِ فَقَالَ بِيَدِهِ إِلَى غَيْرِ الْكَعْبَةِ

[1206]۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے آپ نے جبکہ آپ ﷺ بنو مصطلق کی طرف جا رہے تھے (کام کے لیے) بھیجا، میں واپس آپ کے پاس آیا تو آپ ﷺ اپنے اونٹ پر نماز پڑھ رہے تھے، میں نے آپ ﷺ سے گفتگو کرنا چاہی تو آپ ﷺ نے مجھے ہاتھ سے اس طرح اشارہ کیا (زہیر نے اپنے ہاتھ سے زمین کی طرف اشارہ کیا) اور میں آپ ﷺ کی قراءت سن رہا تھا (رکوع وسجود کے لیے) سر سے اشارہ فرماتے تھے، آپ ﷺ نے فارغ ہو کر پوچھا: جس کام کے لیے میں نے بھیجا تھا اس کے بارے میں کیا کیا؟ مجھے تیرے ساتھ گفتگو کرنے سے صرف اس چیز نے روکا کہ میں نماز پڑھ رہا تھا۔ زہیر نے کہا، ابو زبیر رضی اللہ عنہ کعبہ کی طرف رخ کر کے بیٹھے ہوئے تھے تو ابو زبیر رضی اللہ عنہ نے بنو مصطلق کی طرف اشارہ کیا اور انہوں نے ہاتھ سے غیر قبلہ کی طرف اشارہ کیا (یعنی نماز میں آپ ﷺ کا رخ کعبہ کی طرف نہیں تھا)۔

فائدہ:...... بنو مصطلق کے ساتھ جنگ ۵ یا ۶ ہجری میں ہوئی ہے۔

[1207] ۳۸۔(. .) حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ قَالَ نَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ كَثِيرٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فَبَعَثَنِي فِي حَاجَةٍ فَرَجَعْتُ وَهُوَ يُصَلِّي عَلَى رَاحِلَتِهِ وَوَجْهُهُ عَلَى غَيْرِ الْقِبْلَةِ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ أَنَّهُ لَمْ يَمْنَعْنِي أَنْ أَرُدَّ عَلَيْكَ إِلَّا أَنِّي كُنْتُ أُصَلِّي

[1207]۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تھے، آپ ﷺ نے مجھے کسی کام کے لیے بھیجا، میں واپس آیا تو آپ ﷺ سواری پر نماز پڑھ رہے تھے اور آپ ﷺ کا رخ غیر قبلہ کی طرف تھا، میں نے آپ ﷺ کو سلام کہا تو آپ ﷺ نے مجھے سلام کا جواب نہ دیا، جب آپ ﷺ نے سلام پھیرا تو فرمایا: مجھے تجھے سلام کا جواب دینے سے صرف اس چیز نے روکا کہ میں نماز پڑھ رہا تھا۔

[1207] اخرجه البخاري في (صحيحه) في العمل في الليلة، باب: رد السلام في الصلاة برقم (۱۲۱۷) انظر (التحفة) برقم (۲٤۷۷)

[1208] (. .) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَارِثِ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ شِنْظِيرٍ عَنْ عَطَاءٍ

عَنْ جَابِرٍ قَالَ بَعَثَنِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي حَاجَةٍ بِمَعْنَى حَدِيثِ حَمَّادٍ

[1208] امام صاحب ایک اور استاد سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

فوائد ...... ❶ ان احادیث سے ثابت ہوا کہ ﴿اذا قرء القرآن فاستمعوا له وانصتوا﴾ کا تعلق نماز سے نہیں ہے۔ کیونکہ اگر اس آیت کا تعلق نماز سے ہوتا تو جو آیت امام کے پیچھے قراءت سے روکتی ہے اس نے بات چیت سے کیوں نہ روکا؟ اور اس آیت کے نزول کے باوجود، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نماز میں گفتگو کیوں کرتے رہے؟ ❷ ''اذا قری القرآن'' سورۃ اعراف کی آیت ہے اور بالاتفاق مکی آیت ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مدینہ میں مسجد نبوی میں آپ کے پیچھے گفتگو کر لیتے تھے، آپ ﷺ نماز میں سلام کا جواب بھی دے دیتے تھے، جنگ بنو مصطلق جو ۵ یا ۶ ہجری میں ہوئی ہے، اس سے کچھ پہلے کلام منسوخ ہوا اور آپ ﷺ نے سلام کا جواب بھی زبان سے دینا بند کر دیا اس سے ثابت ہوا، اس آیت کا تعلق نماز کی قراءت سے نہیں ہے، وگرنہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مدینہ منورہ میں نماز میں باہمی گفتگو نہ کرتے اور نہ ہی آپ ﷺ سے سلام کا جواب، بول کر دیتے۔

۹...... بَاب: جَوَازِ لَعْنِ الشَّيْطَانِ فِي أَثْنَاءِ الصَّلٰوةِ وَالتَّعَوُّذِ مِنْهُ وَجَوَازِ الْعَمَلِ الْقَلِيلِ فِي الصَّلٰوةِ

باب ۹: نماز میں شیطان پر لعنت بھیجنا اور اس سے پناہ جائز ہے اور نماز میں عمل قلیل بھی جائز ہے

[1209] ۳۹-(۵۴۱) حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَانَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ قَالَ انَا شُعْبَةُ قَالَ نَا مُحَمَّدٌ وَهُوَ ابْنُ زِيَادٍ سمعت

أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِنَّ عِفْرِيتًا مِنَ الْجِنِّ جَعَلَ يَفْتِكُ عَلَيَّ الْبَارِحَةَ لِيَقْطَعَ عَلَيَّ الصَّلٰوةَ وَإِنَّ اللّٰهَ أَمْكَنَنِي مِنْهُ فَذَعَتُّهُ فَلَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ أَرْبِطَهُ إِلَى جَنْبِ سَارِيَةٍ مِنْ سَوَارِي الْمَسْجِدِ حَتّٰى تُصْبِحُوا تَنْظُرُونَ إِلَيْهِ أَجْمَعُونَ أَوْ كُلُّكُمْ ثُمَّ ذَكَرْتُ قَوْلَ أَخِي سُلَيْمَانَ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَهَبْ لِي مُلْكًا لَّا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ مِّنْ بَعْدِي فَرَدَّهُ اللّٰهُ خَاسِئًا)) وَقَالَ ابْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ

[1208] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (۱۲۰۷)

[1209] اخرجه البخاري في (صحيحة) في الصلاة، باب الاسير او الغريم يربط في المسجد←

[1209]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''گزشتہ رات ایک سرکش جن میری طرف بڑھا تاکہ میری نماز توڑ دے اور اللہ تعالیٰ نے اسے میرے قابو میں دے دیا تو میں نے اس کا گلا گھونٹ دیا اور میں نے یہ ارادہ بھی کر لیا تھا کہ اسے مسجد کے ستونوں میں سے کسی ستون کے ساتھ باندھ دوں تاکہ تم سب صبح اس کو دیکھ سکو، پھر مجھے اپنے بھائی سلیمان علیہ السلام کا یہ قول یاد آ گیا ''اور اے میرے رب مجھے بخش دے اور مجھے ایسی حکومت دے، جو میرے سوا کسی کے لیے ممکن نہ ہو''، اس طرح اللہ نے اس جن کو ناکام و نامراد لوٹا دیا۔

ابن منصور نے شعبہ سے حدثنا محمد کی بجائے شعبہ عن محمد بن زیاد کہا ہے۔

فائدہ:...... نبی اکرم ﷺ نے نماز کے دوران سرکش جن کا گلا گھونٹ دیا اور اس کو مسجد کے ستون کے ساتھ باندھنے کا ارادہ فرمایا، اس سے ثابت ہوا کہ نماز کے اندر ضرورت کے تحت کچھ عمل و حرکت جائز ہے، نیز نماز کے دوران ہی آپ کا دھیان حضرت سلیمان علیہ السلام کی دعا کی طرف چلا گیا، اس سے معلوم ہوا اگر نماز میں دھیان کسی چیز کی طرف اچانک چلا جائے تو نماز نہیں ٹوٹتی۔

[1210] (. .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ نَا مُحَمَّدٌ هُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ قَالَ ح و حَدَّثَنَاه أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا شَبَابَةُ كِلاهُمَا

عَنْ شُعْبَةَ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِ ابْنِ جَعْفَرٍ قَوْلُهُ فَذَعَتُّهُ وَأَمَّا ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ فَقَالَ فِي رِوَايَتِهِ فَدَعَتُّهُ

[1210] امام صاحب اپنے دو اور اساتذہ سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں، ابن جعفر کی روایت میں گلا گھونٹنے کا ذکر نہیں ہے اور ابن ابی شیبہ کی روایت میں ہے کہ میں نے اس کو زور سے دھکا دیا۔

مفردات الحدیث ❶ **عفریت**: سرکش، متمرد۔ ❷ **یفتك**: اس نے اچانک حملہ کرنا چاہا۔ ❸ **ذَعَتُّهُ**: میں نے اس کا گلا گھونٹ دیا۔ ❹ **دَعَتُّهُ**: میں نے اس کو زور سے دھکا دیا۔

[1211] ٤٠-(٥٤٢) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْمُرَادِيُّ قَالَ نَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ

← برقم (٤٦١) وفي العمل في الصلاة، باب: ما يجوز من العمل في الصلاة برقم (١٢١٠) وفي: بدء الخلق، باب: صفة ابليس وجنوده برقم (٣٢٨٤) مختصرا وفي احاديث الانبياء برقم (٣٤٢٣) وفي التفسير، باب (هب لي ملكا لا ينبغي لاحد من بعدي، انك انت الوهاب) برقم (٤٨٠٨) انظر (التحفة) برقم (١٤٣٨٤)

[1210] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٢٠٩)

[1211] اخرجه النسائي في (المجتبى) في السهو، باب: لعن ابليس والتعوذ بالله منه في الصلاة برقم (٣/ ١٣ـ انظر (التحفة) برقم (١٠٩٤٠)

صَالِحٍ يَقُولُ حَدَّثَنِي رَبِيعَةُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ

عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ قَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَسَمِعْنَاهُ يَقُولُ أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ ثُمَّ قَالَ أَلْعَنُكَ بِلَعْنَةِ اللّٰهِ ثَلَاثًا وَبَسَطَ يَدَهُ كَأَنَّهُ يَتَنَاوَلُ شَيْئًا فَلَمَّا فَرَغَ مِنَ الصَّلٰوةِ قُلْنَا يَارَسُولَ اللّٰهِ قَدْ سَمِعْنَاكَ تَقُولُ فِي الصَّلٰوةِ شَيْئًا لَمْ نَسْمَعْكَ تَقُولُهُ قَبْلَ ذٰلِكَ وَرَأَيْنَاكَ بَسَطْتَ يَدَكَ قَالَ ((إِنَّ عَدُوَّ اللّٰهِ إِبْلِيسَ جَاءَ بِشِهَابٍ مِّنْ نَّارٍ لِيَجْعَلَهُ فِي وَجْهِي فَقُلْتُ أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ قُلْتُ أَلْعَنُكَ بِلَعْنَةِ اللّٰهِ التَّامَّةِ فَلَمْ يَسْتَأْخِرْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ أَرَدْتُ أَخْذَهُ وَاللّٰهِ لَوْلَا دَعْوَةُ أَخِينَا سُلَيْمَانَ لَأَصْبَحَ مُوثَقًا يَلْعَبُ بِهِ وِلْدَانُ أَهْلِ الْمَدِينَةِ))

[1211]۔ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز کے لیے کھڑے ہوئے تو ہم نے آپ کو یہ کہتے ہوئے سنا: ''میں تجھ سے اللہ کی پناہ میں آتا ہوں۔ پھر آپ نے فرمایا: میں تجھ پر اللہ کی لعنت بھیجتا ہوں، تین بار اور آپ نے اپنا ہاتھ بڑھایا گویا کہ آپ کسی چیز کو پکڑ رہے ہیں تو جب آپ نماز سے فارغ ہوئے ہم نے پوچھا، اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم نے آپ کو نماز میں کچھ کہتے سنا ہے، ہم نے اس سے پہلے آپ کو یہ کلمات کہتے نہیں سنا اور ہم نے آپ کو اپنا ہاتھ بڑھاتے دیکھا، آپ نے فرمایا: ''اللہ کا دشمن ابلیس، آگ کا ایک انگارا لے کر آیا تا کہ میرے چہرے پر ڈال دے تو میں نے تین دفعہ ''اعوذ باللہ منک''، کہا، پھر میں نے تین دفعہ کہا: ''میں تجھ پر اللہ کی کامل لعنت بھیجتا ہوں''، وہ پیچھے نہ ہٹا پھر میں نے اس کو پکڑنے کا ارادہ کر لیا، اللہ کی قسم اگر ہمارے بھائی سلیمان علیہ السلام کی دعا نہ ہوتی تو وہ صبح تک باندھ دیا جاتا اور اہل مدینہ کے بچے اس کے ساتھ کھیلتے۔

فوائد:...... ❶ ان دونوں حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ جن ایک مستقل اور انسانوں سے الگ مخلوق ہے، جیسا کہ جنوں کا وجود قرآن مجید سے بھی ثابت ہے، چونکہ جن عام لوگوں کی نگاہوں سے مستور اور مخفی رہتے ہیں اس لیے ان کو یہ نام ملا۔ ❷ جنوں کو عام لوگ نہیں دیکھ سکتے اور نہ عام طور پر دیکھا جا سکتا ہے، لیکن کبھی کبھار ان کو دیکھنا ممکن ہے جیسا کہ آپ نے جن کو دیکھا، اس کا گلا گھونٹا، دھکا دیا اور اس کو باندھنے کا ارادہ فرمایا۔ ❸ جناب حضرت سلیمان علیہ السلام کی فوج میں داخل تھے اور ان کے بڑے بڑے مشکل اور زور طلب کام کرتے تھے۔ اگر آپ جن کو پکڑ کر ستون کے ساتھ باندھ دیتے تو یہ اشتباہ پیدا ہو سکتا تھا کہ جنوں پر آپ کو بھی قدرت واقتدار حاصل ہے، اس لیے آپ نے اپنے ارادے کو عملی جامہ نہیں پہنایا۔ ❹ کسی کو جن اگر تنگ کریں تو وہ ان پر لعنت بھیج سکتا ہے اور نماز میں بھی تعوذ، (اللہ کی پناہ) لینا جائز ہے۔ جنوں کے حملہ سے محفوظ رہنے کا بہترین طریقہ اللہ تعالیٰ سے پناہ چاہنا ہے۔

١٠...... بَاب: جَوَازِ حَمْلِ الصِّبْيَانِ فِي الصَّلٰوةِ

باب ۱۰: نماز میں بچوں کو اٹھانا جائز ہے

ہندو پاک کا نسخہ ہے، نماز میں بچوں کا اٹھا لینا جائز ہے اور ان کے کپڑے جب تک نجاست ثابت نہ ہو پاک سمجھے جائیں گے اور عمل قلیل (معمولی کام) سے نماز باطل نہیں ہوتی اور اس طرح جب کام الگ الگ طور پر کیے جائیں نماز باطل نہیں ہوگی۔

[1212] ٤١ ـ (٥٤٣) حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَا نَا مَالِكٌ عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِاللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ ح و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قُلْتُ لِمَالِكٍ حَدَّثَكَ عَامِرُ بْنُ عَبْدِاللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ الزُّرَقِيِّ

عَنْ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي وَهُوَ حَامِلٌ أُمَامَةَ بِنْتَ زَيْنَبَ بِنْتِ رَسُولِ اللهِ ﷺ وَلِأَبِي الْعَاصِ بْنِ الرَّبِيعِ فَإِذَا قَامَ حَمَلَهَا وَإِذَا سَجَدَ وَضَعَهَا قَالَ يَحْيٰى قَالَ مَالِكٌ نَعَمْ

[1212] ـ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی بیٹی زینب رضی اللہ عنہا کی بیٹی امامہ رضی اللہ عنہا کو اٹھا کر نماز پڑھ لیتے تھے، جو ابوالعاص بن ربیع رضی اللہ عنہ کی بیٹی تھیں، جب آپ قیام میں ہوتے تو اسے اٹھا لیتے اور جب سجدہ فرماتے تو اسے زمین پر بٹھا دیتے یحییٰ نے کہا، امام مالک نے جواب دیا، ہاں (یہ روایت مجھے سنائی ہے)

[1213] ٤٢ ـ (. .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ نَا سُفْيَانُ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ وَابْنِ عَجْلَانَ سَمِعَا عَامِرَ بْنَ عَبْدِاللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ يُحَدِّثُ عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ الزُّرَقِيِّ

عَنْ أَبِي قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَؤُمُّ النَّاسَ وَأُمَامَةُ بِنْتُ أَبِي الْعَاصِ وَهِيَ ابْنَةُ زَيْنَبَ بِنْتِ النَّبِيِّ ﷺ عَلٰى عَاتِقِهِ فَإِذَا رَكَعَ وَضَعَهَا وَإِذَا رَفَعَ مِنَ السُّجُودِ أَعَادَهَا

[1212] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الادب، باب رحمة الولد وتقبيله ومعانقته برقم (٥٩٩٦) مختصرا وفی الصلاة، باب: اذا حمل جارية صغيرة، على عتقه فی الصلاة برقم (٥١٦) وابو داود فی الصلاة، باب: العمل فی الصلاة برقم (٩١٨) وبرقم (٩١٩) وبرقم (٩٢٠) بمعناه وفی الصلاة باب العمل فی الصلاة برقم (٩١٧) والنسائی فی (المجتبى) فی الامامة، باب: ما يجوز للامام من العمل فی الصلاة برقم (٢/ ٩٥) وفی المساجد، باب: ادخال الصبيان المساجد برقم (٢/ ٤٥ و ٤٦ وفی السهو، باب: حمل الصبايا فی الصلاة ووضعهن فی الصلاة ١٠/ ٣ـ انظر (التحفة) برقم (١٢١٢٤)

[1213] تقدم تخريجه فی الحديث السابق برقم (١٢١٢)

[1213]۔ حضرت ابوقتادہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، لوگوں کو نماز پڑھا رہے ہیں اور ابو العاص رضی اللہ عنہ کی بیٹی امامہ رضی اللہ عنہا جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی زینب رضی اللہ عنہا کی بیٹی ہے، وہ آپ کے کندھے پر ہے، جب آپ رکوع میں جاتے تو اسے زمین پر اتار دیتے اور جب سجدہ سے اٹھتے تو اسے پھر کندھے پر بٹھا لیتے۔

[1214] ٤٣۔(. .) حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ قَالَ نَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ مَخْرَمَةَ بْنِ بُكَيْرٍ قَالَ ح و هَارُونُ بْنُ سَعِيدِ الْأَيْلِيُّ قَالَ نَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مَخْرَمَةُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ الزُّرَقِيِّ قَالَ سَمِعْتُ

أَبَا قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيَّ يَقُولُ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يُصَلِّي لِلنَّاسِ وَأُمَامَةُ بِنْتُ أَبِي الْعَاصِ عَلَى عُنُقِهِ فَإِذَا سَجَدَ وَضَعَهَا

[1214]۔ حضرت ابوقتادہ انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، آپ لوگوں کو امامت کرا رہے ہیں اور ابوالعاص رضی اللہ عنہ کی بیٹی امامہ رضی اللہ عنہا آپ کی گردن پر ہے، جب آپ سجدہ کرتے تو اس کو بٹھا دیتے (گردن سے اتار دیتے)۔

فوائد :...... ❶ بچوں کے کپڑے اور بدن کو پاک سمجھا جائے گا، جب تک ان کی نجاست کا یقین نہ ہو یا ان پر نجاست نہ لگی ہو۔ ❷ ضرورت کے تحت بچے کو گود میں لے کر نماز پڑھنا (فرض ہو یا نفل) امام ابوحنیفہ، امام شافعی اور امام احمد رحمہم اللہ کے نزدیک جائز ہے جیسا کہ اس حدیث سے ثابت ہو رہا ہے لیکن مالکیہ نے بلا دلیل اس کو نفل نماز سے خاص قرار دیا ہے۔ ❸ نماز میں بچے کو گود میں لینا اور پھر رکوع اور سجدہ کے وقت اتار دینا اور پھر دوسری رکعت کے شروع میں دوبارہ اٹھا لینا یہ عمل کثیر نہیں ہے، عمل قلیل ہے اس لیے اس سے نماز نہیں ٹوٹتی۔

[1215] (. .) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا لَيْثٌ قَالَ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ نَا أَبُو بَكْرٍ الْحَنَفِيُّ قَالَ عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جَعْفَرٍ جَمِيعًا عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ الزُّرَقِيِّ سَمِعَ أَبَا قَتَادَةَ يَقُولُ بَيْنَا نَحْنُ فِي الْمَسْجِدِ جُلُوسٌ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم بِنَحْوِ حَدِيثِهِمْ غَيْرَ أَنَّهُ لَمْ يَذْكُرْ أَنَّهُ أَمَّ النَّاسَ فِي تِلْكَ الصَّلٰوةِ

[1215]۔ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس

[1214] تقدم تخريجه برقم (١٢١٢)

[1215] تقدم تخريجه برقم (١٢١٢)

تشریف لائے پھر مذکورہ بالا راویوں کی ہم معنی روایت سنائی، فرق یہ ہے، اس نے یہ بیان نہیں کیا کہ اس نماز میں آپ نے لوگوں کی امامت فرمائی تھی۔

١١...... بَاب: جَوَازِ الْخُطْوَةِ وَالْخُطْوَتَيْنِ فِي الصَّلٰوةِ

باب ١١: نماز میں ایک دوقدم چلنا درست ہے

ہندو پاک کا نسخہ ہے، نماز میں ایک دو قدم چلنا جائز ہے اور اس میں کوئی کراہت نہیں ہے بشرطیکہ ضرورت کی بنا پر ہو اور امام کا نماز کی تعلیم دینے یا کسی اور ضرورت کے تحت مقتدیوں سے بلند جگہ پر کھڑے ہو کر نماز پڑھانا روا ہے۔ (جائز اور درست ہے)

[1216] ٤٤-(٥٤٤) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ كِلَاهُمَا عَنْ عَبْدِالْعَزِيزِ قَالَ يَحْيٰى أَنَا عَبْدُالْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ نَفَرًا جَاؤُا إِلَى سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَدْ تَمَارَوْا فِي الْمِنْبَرِ مِنْ أَيِّ عُودٍ هُوَ فَقَالَ أَمَا وَاللّٰهِ إِنِّي لَأَعْرِفُ مِنْ أَيِّ عُودٍ هُوَ وَمَنْ عَمِلَهُ وَرَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَوَّلَ يَوْمٍ جَلَسَ عَلَيْهِ قَالَ فَقُلْتُ لَهُ يَا أَبَا عَبَّاسٍ فَحَدِّثْنَا قَالَ أَرْسَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِلَى امْرَأَةٍ قَالَ أَبُو حَازِمٍ أَنَّهُ لَيُسَمِّيهَا يَوْمَئِذٍ ((انْظُرِي غُلَامَكِ النَّجَّارَ يَعْمَلْ لِي أَعْوَادًا أُكَلِّمُ النَّاسَ عَلَيْهَا)) فَعَمِلَ هٰذِهِ الثَّلَاثَ دَرَجَاتٍ ثُمَّ أَمَرَ بِهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَوُضِعَتْ هٰذَا الْمَوْضِعَ فَهِيَ مِنْ طَرْفَاءِ الْغَابَةِ وَلَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَامَ عَلَيْهِ فَكَبَّرَ وَكَبَّرَ النَّاسُ وَرَاءَهُ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ ثُمَّ رَفَعَ فَنَزَلَ الْقَهْقَرٰى حَتّٰى سَجَدَ فِي أَصْلِ الْمِنْبَرِ ثُمَّ عَادَ حَتّٰى فَرَغَ مِنْ آخِرِ صَلٰوتِهِ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي صَنَعْتُ هٰذَا لِتَأْتَمُّوا بِي وَلِتَعَلَّمُوا صَلٰوتِي))

[1216]۔ حضرت عبدالعزیز بن ابی حازم رحمہ اللہ اپنے باپ کے واسطہ سے بیان کرتے ہیں کہ کچھ لوگ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور وہ منبر نبوی کے بارے میں جھگڑ رہے تھے کہ وہ کس لکڑی سے بنا ہے؟ تو انہوں نے کہا، ہاں اللہ کی قسم! میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ وہ کس لکڑی کا ہے اور اسے کس نے بنایا ہے اور رسول اللہ ﷺ جب پہلے دن اس پر بیٹھے تھے میں نے آپ کو دیکھا تھا، میں نے (ابوحازم) کہا اے ابو عباس! تو ہمیں بتائیے، انہوں نے کہا، رسول اللہ ﷺ نے ایک عورت کی طرف پیغام بھیجا (ابوحازم نے کہا، وہ

[1216] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الصلاة، باب: الاستعانة بالنجار والصناع في اعواد المنبر والمسجد برقم (٤٤٨) مختصرا۔ انظر (التحفة) برقم (٤٧١١)

اس دن اس کا نام بھی بتا رہے تھے)۔ کہ اپنے بڑھئی غلام کو دیکھو (اور کہو) وہ مجھے لکڑیوں کو جوڑ دے (منبر بنا دے) میں ان پر لوگوں سے گفتگو کروں گا تو اس نے یہ تین سیڑھیاں بنائیں، پھر رسول اللہ ﷺ نے اس کے بارے میں حکم دیا اور اسے اس جگہ رکھ دیا گیا اور وہ مدینہ کے جنگل کے جھاؤ سے بنا تھا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، اس پر کھڑے ہوئے اور تکبیر کہی اور لوگوں نے بھی آپ کے پیچھے تکبیر کہی اور آپ منبر پر ہی تھے، پھر آپ (رکوع سے) اٹھے اور الٹے پاؤں نیچے اترے، حتیٰ کہ منبر کی جڑ میں سجدہ کیا، پھر دوبارہ منبر پر کھڑے ہوگئے، حتیٰ کہ نماز پوری کر کے فارغ ہوگئے، پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اے لوگو! میں نے یہ کام اس لیے کیا ہے تاکہ تم میری اقتدا کرو اور میری نماز سیکھ لو یا جان لو (اگر تَعَلَّموا ہو تو معنی سیکھ لو ہوگا اور اگر تَعْلَمُوا ہو تو معنی جان لو ہوگا)

[1217] ٤٥-(. . .) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْقَارِيُّ الْقُرَشِيُّ حَدَّثَنِي

أَبُو حَازِمٍ قَالَ أَتَوْا سَهْلَ بْنَ سَعْدِ السَّاعِدِيَّ، ح: وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَّابْنُ أَبِي عُمَرَ، قَالُوا: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ قَالَ: أَتَوْا سَهْلَ ابْنَ سَعْدٍ

فَسَأَلُوهُ مِنْ اَيِّ شَيْءٍ مِنْبَرُ النَّبِيِّ ﷺ وَسَاقُوا الْحَدِيثَ نَحْوَ حَدِيثِ ابْنِ أَبِي حَازِمٍ

[1217]۔ حضرت ابو حازم رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ کچھ لوگ (آدمی) سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، نیز ہمیں ابوبکر بن ابی شیبہ، زہیر بن حرب اور ابن ابی عمر نے سفیان بن عیینہ کے واسطہ سے ابو حازم کی روایت سنائی کہ لوگ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان سے پوچھا، نبی اکرم ﷺ کا منبر کس چیز سے بنایا گیا ہے اور ابن ابی حازم کی ہم معنی روایت بیان کی۔

فوائد:...... ❶ حضرت سہل رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ثابت ہوا کہ نماز میں منبر پر چڑھنا اور اترنا ضرورت کی صورت میں جائز ہے، اگرچہ اس فعل کو بار بار کرنا پڑے۔ ❷ لوگوں کو نماز کی تعلیم عملاً دینی چاہیے تاکہ وہ پڑھتے دیکھ کر نماز پڑھنا سیکھ سکیں۔ ❸ آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اونچی جگہ کھڑے ہو کر نماز پڑھائی تاکہ وہ آپ کی

[1217] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الصلاة، باب: الصلاة فی السطوح والمنبر والخشب برقم (٣٧٧) واخرجه ابن ماجه فی (سننه) فی اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: ما جاء فی بدء شان المنبر برقم (١٤١٦) انظر (التحفة) برقم (٤٦٩٠) وطريق قتيبة بن سعيد اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الجمعة باب: الخطبة على المنبر برقم (٩١٧) واخرجه ابو داود فی (سننه) فی الصلاة باب: فی اتخاذ المنبر برقم (١٠٨٠) انظر (التحفة) برقم (٤٧٧٥)

اقتدا میں نماز پڑھنا سیکھ لیں، لہٰذا اب بھی ہمیں اسی طرح نماز پڑھنی چاہیے، جیسا کہ آپ نے صحابہ کرام ؓ کو سکھائی تھی اور انہوں نے اسے بیان کیا ہے۔ ④ مسئلہ کی تحقیق کے لیے ایسے شخص کے پاس جانا چاہیے جو اسے اچھی طرح جانتا ہو۔ ⑤ ضرورت کے تحت امام لوگوں سے بلند جگہ پر کھڑا ہو سکتا ہے اور مقتدی بھی دوسری منزل پر نماز پڑھ سکتے ہیں۔ ⑥ خطبہ جمعہ کے لیے منبر رکھنا چاہیے۔

۱۲...... بَاب: كَرَاهَةِ الْاخْتِصَارِ فِي الصَّلٰوةِ

باب ۱۲: نماز میں کمر (کوکھ) پر ہاتھ رکھنا ناجائز ہے

[1218] ٤٦-(٥٤٥) حَدَّثَنِي الْحَكَمُ بْنُ مُوسَى الْقَنْطَرِيُّ قَالَ نَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ ح و حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ وَأَبُوأُسَامَةَ جَمِيعًا عَنْ هِشَامٍ عَنْ مُحَمَّدٍ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ نَهَى أَنْ يُصَلِّيَ الرَّجُلُ مُخْتَصِرًا وَفِي رِوَايَةِ أَبِي بَكْرٍ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

[1218]۔ حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے آدمی کو کوکھ پر ہاتھ رکھ کر نماز پڑھنے سے منع فرمایا، ابوبکر کی روایت میں، نبی کے بجائے رسول اللہ کا لفظ ہے۔

فوائد :...... ① اختصار فی الصلوٰۃ" سے کیا مراد ہے؟ اس کے بارے میں علمائے دین میں اختلاف ہے، اکثر کے نزدیک اور راجح معنی یہی ہے کہ کوکھ پر ہاتھ رکھنا نماز میں جائز نہیں ہے، علامہ ہروی نے کہا، اختصار یہ ہے کہ مکمل سورت نہ پڑھے شروع یا آخر سے دو چار آیات پڑھ لے یا قراءت جلد جلد کرے۔ امام غزالی کے بقول قراءت کرتے وقت درمیان سے سجدہ والی آیت چھوڑ دے، علامہ خطابی کے نزدیک، نماز میں عصا (لاٹھی) کا سہارا لینا مراد ہے اور بعض کے نزدیک ارکان نماز یعنی قیام، رکوع اور سجدہ میں اعتدال نہ کرنا مراد ہے۔ ② اختصار کوکھ پر ہاتھ رکھنے کی حکمت کے بارے میں مختلف اقوال ہیں۔ (۱) ابلیس کو جنت سے اس حالت میں اتارا گیا۔ (۲) ابلیس اسی حالت میں چلتا ہے۔ (۳) یہ یہودیوں کا طرز عمل ہے۔ (۴) دوزخی اس طرح آرام کرتے ہیں۔ (۵) یہ فخر و گھمنڈ کرنے والوں کا رویہ ہے۔ حضرت عائشہ سے تیسری صورت مروی ہے۔

[1218] حديث الحكم بن موسى القنطرى اخرجه النسائى فى (المجتبى) فى الافتتاح، باب: النهى عن التحفز فى الصلاة برقم (٨٨٩) انظر (التحفة) برقم (١٤٥٣٢) وحديث ابى خالد وابى اسامة اخرجه الترمذى فى (جامعه) فى الصلاة، باب: ما جاء فى النهى عن الاختصار فى الصلاة برقم (٣٨٣) وقال: حديث ابى هريرة حديث حسن صحيح۔ وحديث ابى بكر بن ابى شيبة تفرد بن مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٤٥٦٩)

۱۳...... بَاب: كَرَاهَةِ مَسْحِ الْحَصٰى وَتَسْوِيَةِ التُّرَابِ فِي الصَّلٰوةِ

باب ۱۳: دوران نماز کنکریاں پونچھنا اور مٹی برابر کرنا مکروہ ہے

[1219] ٤٧۔(٥٤٦) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا وَكِيعٌ قَالَ نَا هِشَامٌ الدَّسْتَوَائِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ

عَنْ مُعَيْقِيبٍ قَالَ ذَكَرَ النَّبِيُّ ﷺ الْمَسْحَ فِي الْمَسْجِدِ يَعْنِي الْحَصٰى قَالَ ((إِنْ كُنْتَ لَا بُدَّ فَاعِلًا فَوَاحِدَةً))

[1219]۔ حضرت معیقیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے مسجد میں کنکریاں ہموار کرنے کا تذکرہ فرمایا کہ اگر اس کے بغیر چارہ نہ ہو تو ایک دفعہ (ایک بار) کرلو۔

[1220] ٤٨۔(. .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ

عَنْ مُعَيْقِيبٍ أَنَّهُمْ سَأَلُوا النَّبِيَّ ﷺ عَنِ الْمَسْحِ فِي الصَّلَاةِ فَقَالَ ((وَاحِدَةً))

[1220]۔ حضرت معیقیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے نماز میں ہاتھ پھیرنے کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا: ایک بار۔

فائدہ:...... نماز میں نماز کی جگہ سجدہ کرتے وقت بار بار صاف کرنا درست نہیں ہے، یہ نماز کے آداب اور تواضع کے منافی حرکت ہے، ضرورت کی صورت میں صرف ایک دفعہ کرنا درست ہے۔

[1221] (. .) وحَدَّثَنِيهِ عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيرِيُّ قَالَ نَا خَالِدٌ يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا عَنْ هِشَامٌ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ فِيهِ حَدَّثَنِي مُعَيْقِيبٌ

[1221] مجھے یہی روایت عبیداللہ بن عمر قواریری نے خالد (یعنی حارث کا بیٹا) کے واسطہ سے ہشام کی مذکورہ بالا سند سے سنائی اور عن معیقیب کی بجائے حدثنی معیقیب کہا۔

[1219] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الصلاة، باب: مسح الحصى فی الصلاة برقم (١٢٠٧) والنسائی فی (المجتبى) فی السهو، باب: الرخصة فيه مرة ٣/ ٧۔ وابن ماجه فی (سننه) فی اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: مسح الحصى فی الصلاة (١٠٢٦) انظر (التحفة) برقم (١١٤٨٥)

[1220] تقدم تخريجه فی الحديث السابق برقم (١٢١٩)

[1221] تقدم تخريجه برقم (١٢١٩)

[1222] ٤٩۔(. . .) وحَدَّثَنَاه أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا الْحَسَنُ بْنُ مُوسٰى قَالَ نَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنِي

عَنْ مُعَيْقِيبٌ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فِي الرَّجُلِ يُسَوِّي التُّرَابَ حَيْثُ يَسْجُدُ قَالَ إِنْ كُنْتَ فَاعِلًا فَوَاحِدَةً

[1222]۔حضرت معیقیب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس آدمی کے بارے میں جو سجدہ کرتے وقت سجدہ گاہ سے مٹی برابر کرتا ہے فرمایا: اگر ایسا کرنا ہی ہے تو ایک بار کر۔

۱۴...... بَاب: النَّهْيِ عَنِ الْبُصَاقِ فِي الْمَسْجِدِ فِي الصَّلٰوةِ وَغَيْرِهَا

باب ١٤: دوران نماز اور اس کے علاوہ مسجد میں تھوکنا منع ہے

[1223] ٥٠۔(٥٤٧)حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ رَاٰى بُصَاقًا فِي جِدَارِ الْقِبْلَةِ فَحَكَّهُ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ ((**إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ يُصَلِّيْ فَلَا يَبْصُقْ قِبَلَ وَجْهِهٖ فَإِنَّ اللّٰهَ قِبَلَ وَجْهِهٖ إِذَا صَلّٰى**))

[1223]۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قبلہ والی دیوار میں تھوک دیکھا تو آپ نے اسے کھرچ دیا پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: جب تم میں سے کوئی نماز میں ہو تو اپنے سامنے نہ تھوکے کیونکہ جب وہ نماز پڑھتا ہے تو اللہ اس کے سامنے ہے۔

فائدہ:......انسان جب نماز پڑھتا ہے تو اللہ سے راز و نیاز اور مناجات کرتا ہے اور یوں تصور کرتا ہے گویا کہ میں اس کو دیکھ رہا ہوں۔اس لحاظ سے گویا وہ سامنے موجود ہے، اس کو آپ نے سامنے ہونے سے تعبیر فرمایا ہے، اصل مقصد یہ ہے کہ قبلہ کا احترام و اعزاز ہونا چاہیے، حالت نماز میں ہو یا نماز سے خارج ہو، انسان کسی بھی وقت قبلہ کی طرف نہ تھوکے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کا مقرر کردہ ہے۔

[1224] ٥١۔(. . .) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ وَأَبُو أُسَامَةَ ح وحَدَّثَنَا

[1222] تقدم تخريجه برقم (١٢١٩)

[1223] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الصلاة، باب: حك البزاق باليد من المسجد برقم (٤٠٦) والنسائی فی (المجتبى) فی المساجد، باب: النهی عن ان يتنخم الرجل فی قبلة المسجد ٢/ ٥١۔ انظر (التحفة) برقم (٨٣٦٦)

[1224] طريق ابی بكر بن ابی شيبة تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٧٨٤٦) وطريق ابن ←

ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ نَا أَبِي جَمِيعًا عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ ح و حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَمُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ ح و حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ يَعْنِي ابْنَ عُلَيَّةَ عَنْ أَيُّوبَ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ رَافِعٍ قَالَ نَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ أَخْبَرَنَا الضَّحَّاكُ يَعْنِي ابْنَ عُثْمَانَ ح و حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ كُلُّهُمْ عَنْ نَافِعٍ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ رَأَى نُخَامَةً فِي قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ إِلَّا الضَّحَّاكَ فَإِنَّ فِي حَدِيثِهِ نُخَامَةً فِي الْقِبْلَةِ بِمَعْنَى حَدِيثِ مَالِكٍ

[1224] ۔امام صاحب اپنے مختلف اساتذہ سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے مسجد کے قبلہ میں بلغم دیکھا۔صرف ضحاک کی روایت میں نخامة فی القبلہ ہے۔(فی قبلة المسجد نہیں ہے)اور امام مالک کی مذکورہ بالا روایت سے ہم معنی روایت بیان کی۔

[1225] ۵۲۔(۵۴۸) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ جَمِيعًا عَنْ سُفْيَانَ قَالَ يَحْيَى أَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَأَى نُخَامَةً فِي قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ فَحَكَّهَا بِحَصَاةٍ ثُمَّ نَهَى أَنْ يَبْزُقَ الرَّجُلُ عَنْ يَمِينِهِ أَوْ أَمَامَهُ وَلٰكِنْ يَبْزُقُ عَنْ يَسَارِهِ أَوْ تَحْتَ قَدَمِهِ الْيُسْرَى

[1225] ۔حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مسجد کے قبلہ کی دیوار پر بلغم دیکھا تو آپ نے اسے کنکری سے کھرچ ڈالا، پھر آپ نے اس بات سے منع فرمایا کہ آدمی اپنے دائیں یا سامنے تھوکے، البتہ وہ اپنے بائیں اور بائیں پاؤں کے نیچے تھوک سکتا ہے۔

←نمير تفرد به مسلم، انظر التحفة برقم (۷۹۶۱) وحديث قتيبة اخرجه البخارى فى صحيحه فى الاذان، باب: هل يلتفت لامر ينزل به او يرى شيئا او بصاقا فى القبلة برقم (۷۵۳) وابن ماجه فى (سننه) فى المساجد والجماعات، باب: كراهية النخامة فى المسجد برقم (۷۶۳) انظر (التحفة) برقم (۸۲۷۱) وطريق زهير بن حرب اخرجه البخارى فى العمل فى الصلاة، باب: ما يجوز من البصاق والمنفتح فى الصلاة برقم (۱۲۱۳) وابو داود فى (سننه) فى الصلاة، باب: فى كراهية البزاق فى المسجد برقم (۴۷۹) انظر (التحفة) برقم (۷۵۱۸) وطريق ابن رافع تفرد به مسلم انظر (التحفة) برقم (۷۶۹۸) وطريق هاورن بن عبدالله اخرجه البخارى فى (صحيحه) فى الاذان، باب: هل يلتفت لامر ينزل به او يرى شيئا او بصاقا فى القبلة برقم (۷۵۳) انظر (التحفة) برقم (۸۴۶۹)

[1225]۔اخرجه البخارى فى (جامعه) فى الصلاة، باب: حك المخاط بالحصى من المسجد←

فائدہ :.......اگر انسان اکیلا ہو تو وہ مسجد سے باہر، اپنے بائیں تھوک سکتا ہے، اگر اس کی بائیں جانب دوسرا آدمی موجود ہو تو پھر بائیں پاؤں کے نیچے تھوک لے۔

[1226] (. .) ح حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ قَالَا نَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ قَالَ ح و حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ نَا أَبِي كِلَاهُمَا عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ أَنَّ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَأَبِي سَعِيدٍ أَخْبَرَاهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ رَاٰى نُخَامَةً بِمِثْلِ حَدِيثِ ابْنِ عُيَيْنَةَ

[1226] امام صاحب مختلف اساتذہ سے حضرت ابو ہریرہ اور ابو سعید رضی اللہ عنہما کی روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بلغم دیکھا آگے مذکورہ بالا روایت بیان کی۔

[1227] (٥٤٩) وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ فِيمَا قُرِءَ عَلَيْهِ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ رَاٰى بُصَاقًا فِي جِدَارِ الْقِبْلَةِ أَوْ مُخَاطًا أَوْ نُخَامَةً فَحَكَّهُ

[1227]۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے قبلہ کی دیوار پر تھوک یا رینٹ (ناک کا مواد) یا بلغم دیکھا تو اسے کھرچ ڈالا۔

[1228] ٥۔(٥٥٠)حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُلَيَّةَ قَالَ زُهَيْرٌ نَا ابْنُ عُلَيَّةَ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مِهْرَانَ عَنْ أَبِي رَافِعٍ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ رَاٰى نُخَامَةً فِي قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ فَأَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ

← برقم (٤٠٨) وبرقم (٤٠٩) بنحوه وفي باب: لا يبصق عن يمينه في الصلاة برقم (٤١٠) وبرقم (٤١١) وفي باب: ليبزق عن يساره او تحت قدمه اليسرى برقم (١١٤) والنسائي: في (المجتبى) في المساجد باب: ذكر نبي النبي ﷺ عن ان يبصق الرجل بين يديه او عن يمينه وهو في صلاته ٢/ ٥١۔ وابن ماجه في (سننه) في المساجد والجماعات باب: كراهية النخامة في المسجد برقم (٧٦١) انظر (التحفة) برقم (٣٩٩٧)

[1226] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٢٢٥)

[1227] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الصلاة، باب: حك البزاق باليد من المسجد برقم (٤٠٧) انظر (التحفة) برقم (١٧١٥٥)

[1228] اخرجه النسائي في (المجتبى) في الطهارة، باب: البزاق يصيب الثوب ١/ ١٦٣ وابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: المصلي يتنخم برقم (١٠٢٢) انظر (التحفه) برقم (١٤٦٦٩)

فَقَالَ ((مَا بَالُ أَحَدِكُمْ يَقُومُ مُسْتَقْبِلَ رَبِّهِ فَيَتَنَخَّعُ اَمَامَهُ أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يُّسْتَقْبَلَ فَيُتَنَخَّعَ فِي وَجْهِهِ فَإِذَا تَنَخَّعَ أَحَدُكُمْ فَلْيَتَنَخَّعْ عَنْ يَّسَارِهِ تَحْتَ قَدَمِهِ فَإِنْ لَّمْ يَجِدْ فَلْيَقُلْ هٰكَذَا)) وَوَصَفَ الْقَاسِمُ فَتَفَلَ فِي ثَوْبِهِ ثُمَّ مَسَحَ بَعْضَهُ عَلَى بَعْضٍ

[1228] ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مسجد کے قبلہ کی دیوار پر تھوک دیکھا تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا: تمہیں کیا ہوا ہے کہ تم میں سے کوئی اپنے رب کے سامنے کھڑا ہوتا ہے، پھر اپنے سامنے (آگے) بلغم پھینکتا ہے؟ کیا تم میں سے کسی کو یہ بات پسند ہے کہ اس کے سامنے کھڑا ہوکر اس کے چہرے پر تھوک دیا جائے؟ لہٰذا جب تم میں سے کسی کو کھنگار آئے تو وہ اپنے بائیں قدم کے نیچے تھوکے، اگر اس کی گنجائش نہ ہو تو ایسے کرلے۔ قاسم نے اس کی وضاحت میں اپنے کپڑے میں تھوکا، پھر اسے آپس میں مل دیا۔

[1229] (. .) وحَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ قَالَ نَا عَبْدُالْوَارِثِ قَالَ ح و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ انَا هُشَيْمٌ قَالَ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ كُلُّهُمْ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مِهْرَانَ عَنْ أَبِي رَافِعٍ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ نَحْوَ حَدِيثِ ابْنِ عُلَيَّةَ وَزَادَ فِي حَدِيثِ هُشَيْمٍ قَالَ أَبُوهُرَيْرَةَ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ يَرُدُّ ثَوْبَهُ بَعْضَهُ عَلَى بَعْضٍ

[1229] امام صاحب مختلف اساتذہ سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔ ہشیم کی روایت میں یہ اضافہ ہے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا، گویا کہ میں رسول اللہ ﷺ کو کپڑے کو آپس میں ملتے دیکھ رہا ہوں۔

[1230] ٥٤-(٥٥١) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَ ابْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلٰوةِ فَإِنَّهُ يُنَاجِي رَبَّهُ فَلَا يَبْزُقَنَّ بَيْنَ يَدَيْهِ وَلَا عَنْ يَّمِينِهِ وَلٰكِنْ عَنْ شِمَالِهِ تَحْتَ قَدَمِهِ))

[1229] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٢٢٨)

[1230] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الصلاة، باب: لا يبصق عن يمينه في الصلاة برقم (٤١٢) وفي باب: ليبزق عن يساره او تحت قدمه برقم (٤١٣) وفي العمل في الصلاة، باب: ما يجوز من البصاق والنفخ في الصلاة برقم (١٢١٤) انظر (التحفة) برقم (١٢٦١)

[1230]۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی نماز پڑھتا ہے تو وہ اپنے رب سے راز و نیاز کی گفتگو کرتا ہے، اس لیے وہ اپنے سامنے یا دائیں طرف نہ تھوکے، ہاں بائیں طرف پاؤں کے نیچے تھوک لے۔

فائدہ:......اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ نماز درحقیقت ایک طرح سے اللہ تعالیٰ سے سرگوشی اور راز و نیاز کی بات ہے اس لیے انسان کو نماز پورے حضور دل اور خشوع وخضوع کے ساتھ پوری توجہ اور اہتمام سے قراءت اور تسبیحات وتحمیدات اور دوسرے اذکار پڑھنے چاہییں اور نماز میں کوئی ایسی حرکت نہیں کرنی چاہیے جس سے انسان کی توجہ اور حضور دل ودماغ میں خلل پڑے اور نماز میں اگر تھوکنے کی ضرورت پیش آ جائے تو وہ بائیں قدم کے نیچے تھوک لے۔

[1231] ٥٥۔(٥٥٢)وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا وَقَالَ قُتَيْبَةُ ثَنَا أَبُوعَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((الْبُزَاقُ فِي الْمَسْجِدِ خَطِيئَةٌ وَكَفَّارَتُهَا دَفْنُهَا))

[1231]۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسجد میں تھوکنا غلطی ہے اور اس کا کفارہ اس کو دفن کر دینا ہے۔

[1232] ٥٦۔(. .) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ الْحَارِثِيُّ قَالَ نَا خَالِدٌ يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ قَالَ نَا شُعْبَةُ قَالَ سَأَلْتُ قَتَادَةَ عَنِ التَّفْلِ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُولُ التَّفْلُ فِي الْمَسْجِدِ خَطِيئَةٌ وَكَفَّارَتُهَا دَفْنُهَا

[1232]۔ حضرت شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے قتادہ رضی اللہ عنہ سے مسجد میں تھوکنے کے بارے میں پوچھا تو اس نے کہا میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: مسجد میں تھوک غلطی ہے اور اس کا کفارہ اس کو دفن کرنا ہے۔

[1231] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: كراهية البزاق فی المسجد برقم (٤٧٥) والترمذی فی (جامعه) فی الصلاة باب: ما جاء فی كراهية البزاق فی المسجد برقم (٥٧٢) والنسائی فی (المجتبى) فی المساجد، باب: البصاق فی المسجد ٢/ ٥٠۔ انظر (التحفة) برقم (١٤٢٨)

[1232] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الصلاة، باب: كفارة البزاق فی المسجد برقم (٤١٥) وابو داود فی (سننه) فی الصلاة باب: فی كراهية فی المسجد برقم (٤٧٤) انظر (التحفة) برقم (١٢٥١)

فائدہ: ......اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کو مسجد میں نہیں تھوکنا چاہیے، اگر ضرورت اور مجبوری کی بنا پر تھوک لے تو پھر دوسری حدیث کی رو سے بائیں قدم تلے تھوک لے اور اس کو دفن کر دے۔

اس لیے دونوں حدیثوں میں تعارض نہیں ہے اور قاضی عیاض اور امام نووی کا اس مسئلہ کے بارے میں کچھ اختلاف ہے۔ امام نووی کے نزدیک مسجد میں نہیں تھوکنا چاہیے، ضرورت پڑے تو اپنے کپڑے میں تھوک لے، اگر مسجد میں تھوکے گا تو گناہ گار ہوگا، قاضی عیاض کا نظریہ ہے کہ اگر مسجد میں تھوک کر دفن کر دیا تو گناہ نہیں ہوگا، اگر دفن نہیں کیا تو گناہ گار ہوگا، آج کل مساجد میں دفن کرنا ممکن نہیں ہے، اس لیے ضرورت اور مجبوری کی صورت میں تھوک دان یا کپڑے کو استعمال کرنا چاہیے۔

[1233] ٥٧-(٥٥٣) حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْمَاءَ الضُّبَعِيُّ وَشَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ قَالَا حَدَّثَنَا مَهْدِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ حَدَّثَنَا وَاصِلٌ مَوْلَى أَبِي عُيَيْنَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ عُقَيْلٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ الدِّيْلِيِّ

عَنْ أَبِي ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((عُرِضَتْ عَلَيَّ أَعْمَالُ أُمَّتِي حَسَنُهَا وَسَيِّئُهَا فَوَجَدْتُ فِي مَحَاسِنِ أَعْمَالِهَا الْأَذَى يُمَاطُ عَنِ الطَّرِيقِ وَوَجَدْتُ فِي مَسَاوِي أَعْمَالِهَا النُّخَاعَةَ تَكُونُ فِي الْمَسْجِدِ لَا تُدْفَنُ))

[1233]۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھ پر میری امت کے اچھے اور برے اعمال پیش کیے گئے تو میں نے اس کے اچھے اعمال میں راستہ سے تکلیف وہ چیز ہٹانے کو پایا اور میں نے اس کے برے اعمال میں مسجد میں کھنگار کو پایا جس کو دفن نہیں کیا گیا۔

فائدہ: ......اس حدیث سے ثابت ہوا کہ آپ کو اپنی زندگی میں امت کے اچھے اور برے عملوں کا مشاہدہ کروایا گیا، تا کہ آپ امت کو اچھے اور برے عملوں سے علی وجہ البصیرۃ آگاہ فرما دیں اور آپ نے یہ فریضہ سرانجام دے دیا، لیکن یہ کہنا (یہ تصریح ہے) کہ رسول اللہ ﷺ پر امت کے تمام اعمال پیش کیے جاتے ہیں۔ حدیث کے مفہوم و معنی میں اپنی طرف سے اضافہ ہے اور یہ حدیث کا منشا اور مقصد نہیں ہے۔

[1234] ٥٨-(٥٥٤) حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ قَالَ نَا أَبِي قَالَ نَا كَهْمَسٌ عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِاللهِ بْنِ الشِّخِّيرِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فَرَأَيْتُهُ

[1233] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١١٩٣١)

[1234] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: فی كراهية البزاق فی المسجد برقم (٤٨٣) وبرقم (٤٨٤) انظر (التحفة) برقم (٥٣٤٨)

تَنَخَّعَ فَدَلَكَهَا بِنَعْلِهِ

[1234]۔ حضرت یزید بن عبداللہ بن شخیر اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز ادا کی تو میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے تھوکا اور اسے اپنے جوتے سے مسل دیا۔

[1235] ۵۹۔(. .)و حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ نَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ أَبِي الْعَلَاءِ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الشِّخِّيرِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ صَلّٰى مَعَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ فَتَنَخَّعَ فَدَلَكَهَا بِنَعْلِهِ الْيُسْرٰى

[1235]۔ حضرت ابو علاء یزید بن عبداللہ بن شخیر رحمہ اللہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کی معیت میں نماز پڑھی، آپ نے تھوکا اور اسے اپنے بائیں جوتے سے مسل ڈالا۔

فائدہ:......اس حدیث سے معلوم مسجد میں تھوک وغیرہ کے دفن کرنے کا معنی ہے اس کو اپنے بائیں جوتے سے مسل دینا اس طرح اس کا ازالہ ہو جائے گا یہ معنی نہیں ہے کہ زمین کو کھودا جائے اور اس میں دفن کیا جائے۔

۱۵...... بَاب: جَوَازِ الصَّلٰوةِ فِي النَّعْلَيْنِ

باب ۱۵: جوتے پہن کر نماز پڑھنا جائز ہے

[1236] ٦٠۔(٥٥٥) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ انَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ أَبِي مَسْلَمَةَ سَعِيدِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ قُلْتُ لِأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي فِي النَّعْلَيْنِ قَالَ نَعَمْ

[1236]۔ ابو مسلمہ سعید بن یزید رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا، کیا رسول اللہ ﷺ جوتے پہن کر نماز پڑھتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا، ہاں۔

[1237] (. .)حَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ قَالَ نَا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ قَالَ نَا سَعِيدُ بْنُ يَزِيدَ أَبِي مَسْلَمَةَ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسًا بِمِثْلِهِ

[1235] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٢٣٤)

[1236] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الصلاة، باب: الصلاة في النعال برقم (٣٨٦) وفي اللباس، باب: النعال السبتية وغيرها برقم (٥٨٥٠) والترمذي في (جامعه) في الصلاة، باب: ما جاء في الصلاة في النعال برقم (٤٠٠) والنسائي في (المجتبى) في القبلة، باب: الصلاة في النعلين ٢/ ٧٤۔ انظر التحفة برقم (٨٦٦)

[1237] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٢٣٦)

[1237] امام صاحب ایک اور استاد سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

فائدہ :......اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر جوتی صاف اور پاک ہو تو اس میں نماز پڑھنا درست ہے، لیکن آج کل مساجد میں فرش اور قالین ہوتے ہیں اور جوتے کی مٹی وغیرہ ان میں جذب ہو جاتی ہے، اس لیے صرف وہاں جوتے پہن کر نماز پڑھنی چاہیے جہاں مسجد کچی ہو اس پر قالین، دریاں، صفیں نہ ہوں۔

١٦...... بَاب: كَرَاهَةِ الصَّلٰوةِ فِي ثَوْبٍ لَهُ أَعْلَامٌ

باب ١٦: منقش بیل بوٹے دار کپڑوں میں نماز پڑھنا مکروہ ہے

[1238] ٦١-(٥٥٦) حَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ ح و حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَاللَّفْظُ لِزُهَيْرٍ قَالُوا نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ صَلّٰى فِي خَمِيصَةٍ لَهَا أَعْلَامٌ وَقَالَ ((**شَغَلَتْنِي أَعْلَامُ هٰذِهِ فَاذْهَبُوا بِهَا إِلٰى أَبِي جَهْمٍ وَأْتُونِي بِأَنْبِجَانِيَّةٍ**))

[1238] ۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک منقش چادر میں نماز پڑھی اور فرمایا: اس کے بیل بوٹوں نے مجھے اپنے میں منہمک (مشغول) کرنا چاہا، اس کو ابوجہم کے پاس لے جاؤ اور مجھے اس سے انبجانی چادر لا دو۔

مفردات الحدیث ❶ **خمیصہ**: مربع شکل کی اونی چادر۔ ❷ **اعلام**: علم کی جمع ہے۔نقش ونگار۔

[1239] ٦٢-(. .) حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ انَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي فِي خَمِيصَةٍ ذَاتِ أَعْلَامٍ فَنَظَرَ إِلٰى عَلَمِهَا فَلَمَّا قَضٰى صَلٰوتَهُ قَالَ ((**اذْهَبُوا بِهٰذِهِ الْخَمِيصَةِ إِلٰى أَبِي جَهْمِ بْنِ حُذَيْفَةَ وَأْتُونِي بِأَنْبِجَانِيَّةٍ فَإِنَّهَا أَلْهَتْنِي آنِفًا فِي صَلٰوتِي**))

[1238] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الاذان، باب: الالتفات في الصلاة برقم (٧٥٢) وابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: النظر في الصلاة برقم (٩١٤) واللباس، باب: من كرهه برقم (٤٠٥٣) والنسائي في (المجتبى) في العفة، باب: الرخصة في الصلاة في خميصة لها اعلام ٢/ ٧٢ وابن ماجه في (سننه) في اللباس، باب: لباس رسول الله ﷺ برقم (٣٥٥٠) انظر (التحفة) برقم (١٦٤٣٤)

[1239] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٦٧٣٢)

[1239]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک نقش ونگار والی چادر میں نماز پڑھنے لگے اور اس کے نقش ونگار پر نظر ڈالی تو جب آپ اپنی نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا: یہ اونی چادر ابوجہم بن حذیفہ کے پاس لے جاؤ اور مجھے اس کی انجانی چادر لا دو، کیونکہ اس نے ابھی مجھے میری نماز سے غافل کر دیا تھا۔

[1240] ٦٣۔(. . .) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا وَكِيعٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَتْ لَهُ خَمِيصَةٌ لَهَا عَلَمٌ فَكَانَ يَتَشَاغَلُ بِهَا فِي الصَّلٰوةِ فَأَعْطَاهَا أَبَا جَهْمٍ وَأَخَذَ كِسَاءً لَهُ أَنْبِجَانِيًّا

[1240]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک پھول دار اونی چادر تھی، آپ نماز میں اس میں مشغول ہو جاتے، آپ نے وہ ابوجہم کو دے دی اور اس کی سادہ انجانی لوئی لے لی۔

فائدہ:...... آپ کو ایک منقش چادر حضرت ابوجہم رضی اللہ عنہ نے تحفتاً دی تھی، آپ جب اس میں نماز پڑھنے لگے تو آپ کی توجہ اور دھیان اس کے نقش ونگار کی طرف ہونے لگا، آپ نے نماز سے اس غفلت کو پسند نہ فرمایا اور یہ چادر حضرت ابوجہم رضی اللہ عنہ کو واپس کر کے اس سے سادہ چادر لے لی، تاکہ تحفہ کی واپسی سے اس کی حوصلہ شکنی اور دل آزاری نہ ہو، اس حدیث سے معلوم ہوا، مساجد کو ایسے نقش ونگار اور فرش وفروش سے بچانا چاہیے جو نمازیوں کی توجہ اور دلجمعی میں خلل کا باعث بنے اور ایسی سجاوٹ وآرائش جو عام معمول بن چکی ہو جس کی وجہ سے نمازیوں کی توجہ میں خلل نہ پڑتا ہو، اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

١٧...... بَاب: كَرَاهَةِ الصَّلٰوةِ بِحَضْرَةِ الطَّعَامِ الَّذِي يُرِيدُ أَكْلَهُ فِي الْحَالِ، وَكَرَاهَةِ الصَّلَاةِ مَعَ مُدَافَعَةِ الْحَدَثِ وَنَحْوِهِ

باب ١٧: وہ کھانا جس کو انسان فوری طور پر کھانا چاہتا ہو، اس کی موجودگی میں نماز مکروہ ہے، اسی طرح پیشاب، پاخانہ کو روک کر نماز پڑھنا مکروہ ہے

[1241] ٦٤۔(٥٥٧) أَخْبَرَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالُوا نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ

[1240] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٧٢٧٥)

[1241] اخرجه الترمذی فی (جامعه) فی الصلاة، باب: ما جاء اذا حضر العشاء واقيمت الصلاة فابدوا بالعشاء برقم (٣٥٣) والنسائی فی (المجتبی) فی الامامة، باب: العذر فی ترك الجماعة ٢/ ١١١ وابن ماجه فی (سننه) فی اقامة الصلاة، والسنة فيها، باب: اذا حضرت الصلاة ووضع العشاء برقم (٩٣٣) انظر (التحفة) برقم (١٤٧٦)

عَـنْ أَنَـسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((إِذَا حَـضَـرَ الْعَشَـاءُ وَأُقِيمَتْ الصَّلٰوةُ فَابْدَوُا بِالْعَشَآءِ))

[1241]۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جب شام کا کھانا سامنے آجائے اور نماز کے لیے تکبیر ہو جائے تو پہلے کھانا کھالو۔

[1242] (. . .) حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدِ الْأَيْلِيُّ قَالَ نَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي

أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((إِذَا قُرِّبَ الْعَشَآءُ وَحَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَابْدَئُوْا بِهٖ قَبْلَ أَنْ تُصَلُّوا صَلٰوةَ الْمَغْرِبِ وَلَا تَعْجَلُوا عَنْ عَشَآئِكُمْ))

[1242] انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب شام کا کھانا پیش کر دیا جائے اور نماز کا وقت ہو جائے تو مغرب کی نماز پڑھنے سے پہلے کھانا کھانا شروع کرو اور کھانا چھوڑ کر نماز کے لیے جلدی نہ کرو۔

[1243] ٦٥-(٥٥٨) حَـدَّثَـنَـا أَبُـوبَـكْـرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا ابْنُ نُمَيْرٍ وَحَفْصٌ وَوَكِيعٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ حَدِيثِ ابْنِ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَنَسٍ

[1243]۔ امام صاحب اپنے ایک اور استاد سے مذکورہ بالا روایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کرتے ہیں۔

[1244] ٦٦-(٥٥٩) حَـدَّثَـنَـا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ نَا أَبِي قَالَ ح و حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ نَا أَبُوأُسَامَةَ قَالَ نَا عُبَيْدُاللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ

عَـنِ ابْـنِ عُـمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِذَا وُضِـعَ عَشَـاءُ أَحَـدِكُمْ وَأُقِيمَتْ الصَّلٰوةُ فَابْدَوُا بِالْعَشَاءِ وَلَا يَعْجَلَنَّ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْهُ))

[1242] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (١٥٢١) [1243] طـريـق حـفـص تفرد بن مسلم- انـظـر الـتـحـفـة بـرقـم (١٦٧٩٠) وطريق وكيع اخرجه ابن ماجه فى امامة الصلاة والسنة فيها، بـاب: اذا حـضـرت الصلاة ووضع العشاء برقم (٩٣٥) انظر (التحفة) برقم (١٧٢٦٤) وطريق ابن نمير تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (١٧٠٠٦)

[1243] تقدم

[1244] طـريـق ابـن نمير تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (٧٩٧٨) وطريق ابى بكر بن ابى شيبة اخـرجـه البخارى فى (صحيحه) فى الاذان، باب: اذا حضر الطعام واقيمت الصلاة برقم (٦٧٣) انظر (التحفة) برقم (٧٨٢٥)

[1244]۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کا کھانا لگا دیا جائے اور نماز کے لیے اقامت ہو جائے تو کھانے سے ابتدا کرو۔ اور فراغت سے پہلے نماز کے لیے جلدی نہ کرو۔

[1245] (..) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحٰقَ الْمُسَيَّبِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي أَنَسٌ يَعْنِي ابْنَ عِيَاضٍ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ ح و حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ نَا حَمَّادُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ ح و حَدَّثَنَا الصَّلْتُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ نَا سُفْيَانُ بْنُ مُوسٰى عَنْ أَيُّوبَ كُلُّهُمْ عَنْ نَافِعٍ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم بِنَحْوِهٖ

[1245] امام صاحب اپنے مختلف اساتذہ سے مذکورہ بالا روایت کے ہم معنی روایت بیان کرتے ہیں۔

[1246] ٦٧ـ(٥٦٠) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ قَالَ نَا حَاتِمٌ هُوَ ابْنُ إِسْمٰعِيلَ عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ أَبِي عَتِيقٍ قَالَ تَحَدَّثْتُ أَنَا وَالْقَاسِمُ عِنْدَ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا حَدِيثًا وَكَانَ الْقَاسِمُ رَجُلًا لَحَّانَةً وَكَانَ لِأُمِّ وَلَدٍ فَقَالَتْ لَهُ عَائِشَةُ مَا لَكَ لَا تَحَدَّثُ كَمَا يَتَحَدَّثُ ابْنُ أَخِي هٰذَا أَمَا إِنِّي قَدْ عَلِمْتُ مِنْ أَيْنَ أُتِيتَ هٰذَا أَدَّبَتْهُ أُمُّهُ وَأَنْتَ أَدَّبَتْكَ أُمُّكَ قَالَ فَغَضِبَ الْقَاسِمُ وَأَضَبَّ عَلَيْهَا فَلَمَّا رَاٰى مَائِدَةَ عَائِشَةَ قَدْ أُتِيَ بِهَا قَامَ قَالَتْ أَيْنَ قَالَ أُصَلِّي قَالَتْ اجْلِسْ قَالَ إِنِّي أُصَلِّي قَالَتْ اِجْلِسْ غُدَرُ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ ((**لَا صَلٰوةَ بِحَضْرَةِ الطَّعَامِ وَلَا هُوَ يُدَافِعُهُ الْأَخْبَثَانِ**))

[1246]۔حضرت ابن ابی عتیق سے روایت ہے کہ میں نے اور قاسم نے عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک گفتگو کی اور قاسم گفتگو میں اعرابی غلطی بہت کرتے تھے کیونکہ وہ لونڈی کے بیٹے تھے، عائشہ رضی اللہ عنہا نے اسے کہا، کیا بات ہے تم میرے اس بھتیجے کی طرح گفتگو نہیں کرتے ہو؟ ہاں، میں جانتی ہوں تم میں یہ بات کہاں سے آئی ہے، اس کو اس کی ماں نے ادب سکھایا (تعلیم دی) اور تجھے تیری ماں نے ادب سکھایا، اس پر قاسم ناراض ہو گیا اور حسد و کینہ کا اظہار کیا اور جب اس نے عائشہ رضی اللہ عنہا کا دسترخوان آتے دیکھا تو اٹھ کھڑا ہوا، عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا کہاں جاتے ہو؟ اس نے کہا نماز پڑھنے، عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا بیٹھ جاؤ، اس نے کہا، نماز پڑھتا ہوں۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اے

[1245] طريق محمد بن اسحاق المسيبي اخرجه البخاري في (صحيحه) في الاذان، باب: اذا حضر الطعام واقيمت الصلاة برقم (٦٧٣) انظر (التحفة) برقم (٨٤٦٨) وطريق هارون بن عبدالله تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (٧٧٨٣)

[1246] اخرجه ابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: ايصلي الرجل وهو حاقن برقم (٨٩) مختصرا- انظر (التحفة) برقم (١٦٢٦٩)

بے وفا! بیٹھ جا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کھانا سامنے آجائے تو نماز نہ پڑھو، اسی طرح پیشاب، پاخانہ روک کر نماز نہ پڑھو۔

مفردات الحدیث ❶ **لحانہ**: اعراب میں بہت غلطی کرنے والا۔ ❷ **من این اتیت**: تجھ میں یہ اعرابی غلطی کہاں سے آئی۔ ❸ **اضبّ**: ضب (حسد وکینہ) سے ماخوذ ہے، طیش اور غصہ کا اظہار کیا۔ ❹ **غُدَر یعنی** اے بے وفا۔ ❺ **الاخبثان**: پیشاب و پاخانہ۔ ❻ **یدافع**، ہٹانا، دور کرنا مراد ان کو روکنا ہے۔

[1247] (..) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَابْنُ حُجْرٍ قَالُوا نَا إِسْمٰعِيلُ وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ أَخْبَرَنِي أَبُو حَزْرَةَ الْقَاصُّ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ أَبِي عَتِيقٍ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ وَلَمْ يَذْكُرْ فِي الْحَدِيثِ قِصَّةَ الْقَاسِمِ

[1247] امام صاحب نے اپنے مختلف اساتذہ سے مذکورہ بالا روایت بیان کی اور اس حدیث میں قاسم کا واقعہ بیان نہیں کیا۔

فوائد: ...... ❶ احادیث مذکورہ بالا سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اگر نماز میں حاضری کے وقت انسان کو کھانا کھانے کی حاجت ہو اور کھانا سامنے موجود ہو یا پیشاب و پاخانہ کی حاجت ہو تو پہلے ان ضرورتوں سے فارغ ہونا چاہیے تاکہ دل کی پوری توجہ نماز کی طرف ہو، اگر یہ ضرورتیں معمولی قسم کی ہوں اور ان کو موخر کرنے میں کوئی تکلیف نہ ہو اور ان کا اثر نماز پر نہ پڑتا ہو تو پھر ان کو موخر کیا جا سکتا ہے۔ ❶ ابن ابی عتیق سے مراد عبداللہ بن محمد بن عبدالرحمٰن بن ابوبکر صدیق ہے۔ اور القاسم سے مراد قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق مراد ہے۔ جو مدینہ منورہ کے سات فقہاء میں سے ایک جلیل القدر فقیہ ہیں القاسم حضرت کا بھتیجا ہے لیکن اس کی ماں لونڈی تھی جو عربی نہ تھی اور ابن ابی عتیق ان کے بھتیجے کا بیٹا ہے اور اس کی ماں حرۃ اور عرب تھی۔

۱۸...... بَابُ: نَهْيِ مَنْ أَكَلَ ثُومًا أَوْ بَصَلًا أَوْ كُرَّاثًا أَوْ نَحْوَهَا مِمَّا لَهُ رَائِحَةٌ كَرِيهَةٌ مِنْ حُضُورِ الْمَسْجِدِ حَتّٰى تَذْهَبَ تِلْكَ الرِّيحُ وَإِخْرَاجِهِ مِنَ الْمَسْجِدِ

باب ۱۸: جس نے لہسن یا پیاز یا گندنا یا کوئی بدبودار چیز کھائی اس کو (مسجد میں جانے سے،) روکنا (حتیٰ کہ یہ بوختم ہو جائے اور اس کو مسجد سے نکالنا)

[1248] ۶۸-(۵۶۱) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا نَا يَحْيٰى وَهُوَ الْقَطَّانُ عَنْ عُبَيْدِاللهِ قَالَ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ

[1247] تقدم تخريجه فی الحديث السابق برقم (۱۲۴۶)

[1248] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الاذان، باب: ما جاء فی الثوم النیء والبصل ←

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فِي غَزْوَةِ خَيْبَرَ ((مَنْ أَكَلَ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ يَعْنِي الثُّومَ فَلَا يَأْتِيَنَّ الْمَسَاجِدَ قَالَ زُهَيْرٌ فِي غَزْوَةٍ وَلَمْ يَذْكُرْ خَيْبَرَ))

[1248]۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ خیبر کے موقعہ پر فرمایا، جس نے یہ پودا یعنی لہسن کھایا وہ مسجدوں میں ہرگز نہ آئے، زہیر نے صرف غزوۂ خیبر کا نام نہیں لیا۔

[1249] ٦٩۔(. . .) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ نَا أَبِي قَالَ نَا عُبَيْدُاللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((مَنْ أَكَلَ مِنْ هٰذِهِ الْبَقْلَةِ فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسَاجِدَنَا حَتّٰى يَذْهَبَ رِيحُهَا)) يَعْنِي الثُّومَ

[1249]۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے یہ ترکاری یعنی لہسن کھایا وہ اس وقت تک ہماری مسجدوں کے ہرگز قریب نہ آئے کہ جب تک اس کی بدبو نہ چلی جائے۔

[1250] ٧٠۔(٥٦٢) وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا إِسْمٰعِيلُ يَعْنِي ابْنَ عُلَيَّةَ عَنْ عَبْدِالْعَزِيزِ وَهُوَ ابْنُ صُهَيْبٍ

قَالَ سُئِلَ أَنَسٌ عَنِ الثُّومِ فَقَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ أَكَلَ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ فَلَا يَقْرَبَنَّا وَلَا يُصَلِّي مَعَنَا))

[1250]۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے لہسن کے بارے میں پوچھا گیا؟ تو انہوں نے جواب دیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے اس سبزی سے کھایا وہ ہمارے ہرگز قریب نہ آئے اور ہمارے ساتھ نماز نہ پڑھے۔

[1251] ٧١۔(٥٦٣) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ عَبْدٌ أَنَا وَقَالَ ابْنُ رَافِعٍ نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ انَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ أَكَلَ ((مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا وَلَا يُؤْذِيَنَّا بِرِيحِ الثُّومِ))

← والكراث برقم (٨٥٣) وابو داود في (سننه) في الاطعمة، باب: في اكل الثوم برقم (٣٨٢٥) انظر (التحفة) برقم (٨١٤٣)

[1249] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٧٩٦٣)

[1250] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٠٠٦)

[1251] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٣٢٩٦)

[1251]۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے اس سبزی سے کھایا وہ ہرگز ہماری مسجد کے قریب نہ آئے اور ہمیں لہسن کی بو سے تکلیف نہ دے۔

[1252] ٧٢۔(٥٦٤) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ ا نَا كَثِيرُ بْنُ هِشَامٍ عَنْ هِشَامٍ الدَّسْتَوَائِيِّ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ

عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَهَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنْ أَكْلِ الْبَصَلِ وَالْكُرَّاثِ فَغَلَبَتْنَا الْحَاجَةُ فَأَكَلْنَا مِنْهَا فَقَالَ ((**مَنْ أَكَلَ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ الْمُنْتِنَةِ فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَأَذَّى مِمَّا يَتَأَذَّى مِنْهُ الْإِنْسُ**))

[1252]۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پیاز اور گندنا کھانے سے منع فرمایا تو ہم نے ضرورت سے مجبور ہو کر اس سے کھا لیا، اس پر آپ نے فرمایا: جس نے اس بدبودار سبزی کو استعمال کیا، وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے، کیونکہ فرشتوں کو بھی اس چیز سے تکلیف ہوتی ہے، جس سے انسانوں کو تکلیف ہوتی ہے۔

مفردات الحدیث ✲ **الکراث:** ایک قسم کی بدبودار ترکاری ہے جس کی بعض قسمیں پیاز اور بعض قسمیں لہسن کے مشابہ ہوتی ہیں اور بعض کے سرے نہیں ہوتے، اس کا مفرد کراثۃ ہے۔

[1253] ٧٣۔(..) وحَدَّثَنِي أَبُوالطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ قَالَا أَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَطَاءُ بْنُ أَبِي رَبَاحٍ أَنَّ

جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ وَفِي رِوَايَةِ حَرْمَلَةَ وَزَعَمَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((**مَنْ أَكَلَ ثُومًا أَوْ بَصَلًا فَلْيَعْتَزِلْنَا أَوْ لِيَعْتَزِلْ مَسْجِدَنَا وَلْيَقْعُدْ فِي بَيْتِهِ**)) وَإِنَّهُ أُتِيَ بِقِدْرٍ فِيهِ خَضِرَاتٌ مِنْ بُقُولٍ فَوَجَدَ لَهَا رِيحًا فَسَأَلَ فَأُخْبِرَ بِمَا فِيهَا مِنَ الْبُقُولِ فَقَالَ ((**قَرِّبُوهَا**)) إِلَى بَعْضِ أَصْحَابِهِ فَلَمَّا رَآهُ كَرِهَ أَكْلَهَا قَالَ ((**كُلْ فَإِنِّي أُنَاجِي مَنْ لَا تُنَاجِي**))

[1253]۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے لہسن یا پیاز کھایا وہ ہم سے، علیحدہ رہے یا ہماری مسجدوں سے الگ رہے اور اپنے گھر میں بیٹھے اور ایک دفعہ آپ کے پاس ہانڈی

[1252] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٢٩٨١)

[1253] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الاذان، باب: ما جاء فی الثوم النبی والبصل والكراث برقم (٨٥٥) وفی الاطعمة، باب: ما يكره من الصوم والبقول برقم (٥٤٥٢) وفی الاعتصام بالكتاب والسنة، باب الاحاكم التی تعرف بالدلائل برقم (٧٣٥٩) مطولا۔ وابو داود فی (سننه) فی الاطعمة، باب: فی اكل الثوم برقم (٣٨٢٢) انظر (التحفة) برقم (٢٤٥٨)

لائی گئی جس میں ترکاریاں تھیں تو آپ نے ان کی بدبو محسوس کی اور پوچھا تو آپ کو ترکاریوں کے بارے میں بتایا گیا تو آپ نے فرمایا: اس کو فلاں ساتھی کے قریب کر دو۔ تو اس نے اسے دیکھ کر (آپ کی کراہت کی بنا پر) اسے ناپسند کیا، آپ نے فرمایا: تم کھالو کیونکہ میں اس سے سرگوشی کرتا ہوں جس سے تم سرگوشی نہیں کرتے ہو۔ یعنی میں فرشتوں سے سرگوشی کرتا ہوں۔

[1254] ٧٤-(. .) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنْ أَكَلَ ((مِنْ هٰذِهِ الْبَقْلَةِ الثُّومِ و قَالَ مَرَّةً مَنْ أَكَلَ الْبَصَلَ وَالثُّومَ وَالْكُرَّاثَ فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا فَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَتَأَذَّى مِمَّا يَتَأَذَّى مِنْهُ بَنُو آدَمَ))

[1254] ۔حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جس نے یہ ترکاری، لہسن کھایا۔ اور ایک دفعہ فرمایا: جس نے پیاز، لہسن اور گندنا کھایا وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے کیونکہ فرشتے ان چیزوں سے اذیت محسوس کرتے ہیں، جن سے انسانوں کو اذیت پہنچتی ہے۔

[1255] ٧٥-(. .) وحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ قَالَ ح و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَا جَمِيعًا أَنَا

ابْنُ جُرَيْجٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مَنْ أَكَلَ ((مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ يُرِيدُ الثُّومَ فَلَا يَغْشَنَا فِي مَسْجِدِنَا)) وَلَمْ يَذْكُرِ الْبَصَلَ وَالْكُرَّاثَ

[1255] ۔امام صاحب اپنے دو اور اساتذہ سے بیان کرتے ہیں آپ نے فرمایا: جس نے اس پودے (لہسن مراد ہے) سے کھایا وہ ہماری مسجد میں ہمارے پاس نہ آئے۔ پیاز اور گندنا کا تذکرہ نہیں کیا۔

[1256] ٧٦-(٥٦٥)و حَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ قَالَ نَا إِسْمٰعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ لَمْ نَعْدُ أَنْ فُتِحَتْ خَيْبَرُ فَوَقَعْنَا أَصْحَابَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي

[1254] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الاذان، باب: ما جاء فی الثوم النی والکراث برقم (٨٥٤) والترمذی فی (جامعه) فی الاطعمة، باب: ما جاء فی کراهة اکل الثوم والبصل برقم (١٨٠٦) والنسائی فی (المجتبی) فی المساجد، باب: من یمنع من المسجد ٢/ ٤٣۔ انظر (التحفة) برقم (٢٤٤٧)

[1255] تقدم تخریجه فی الحدیث السابق برقم (١٢٥٤)

[1256] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٤٣٣٣)

تِلْكَ الْبَقْلَةِ الثُّومِ وَالنَّاسُ جِيَاعٌ فَأَكَلْنَا مِنْهَا أَكْلًا شَدِيدًا ثُمَّ رُحْنَا إِلَى الْمَسْجِدِ فَوَجَدَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الرِّيحَ فَقَالَ ((مَنْ أَكَلَ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ الْخَبِيثَةِ شَيْئًا فَلَا يَقْرَبَنَّا فِي الْمَسْجِدِ)) فَقَالَ النَّاسُ حُرِّمَتْ حُرِّمَتْ فَبَلَغَ ذَاكَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ ((أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّهُ لَيْسَ بِي تَحْرِيمُ مَا أَحَلَّ اللّٰهُ لِي وَلٰكِنَّهَا شَجَرَةٌ أَكْرَهُ رِيحَهَا))

[1256]۔حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم خیبر کی فتح سے آگے نہیں بڑھے تھے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھی لہسن کی ترکاری پر ٹوٹ پڑے کیونکہ لوگ بھوکے تھے اور ہم نے اسے خوب پیٹ بھر کر کھایا، پھر ہم مسجد کی طرف گئے تو رسول اللہ ﷺ نے بدبو محسوس فرمائی تو فرمایا: جس نے اس ناپسندیدہ (خبیث) پودے سے کچھ کھایا وہ ہماری مسجد میں ہمارے قریب نہ آئے۔ تو لوگوں نے کہا، لہسن حرام قرار دیا گیا، حرام ہوگیا، یہ بات نبی اکرم ﷺ تک پہنچی تو آپ نے فرمایا: اے لوگو! اللہ نے جو کچھ میرے لیے حلال کر دیا ہے میں اس کو حرام نہیں کر سکتا، لیکن یہ ایک پودا ہے میں اس کی بو کو ناپسند کرتا ہوں۔

[1257] ۷۷۔(۵۶۶) حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ وَأَحْمَدُ بْنُ عِيسٰى قَالَا نَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو عَنْ بُكَيْرِ بْنِ الْاَشَجِّ عَنِ ابْنِ خَبَّابٍ

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ مَرَّ عَلٰى زَرَّاعَةِ بَصَلٍ هُوَ وَأَصْحَابُهُ فَنَزَلَ نَاسٌ مِنْهُمْ فَأَكَلُوا مِنْهُ وَلَمْ يَأْكُلْ آخَرُونَ فَرُحْنَا إِلَيْهِ فَدَعَا الَّذِينَ لَمْ يَأْكُلُوا الْبَصَلَ وَأَخَّرَ الْآخَرِينَ حَتّٰى ذَهَبَ رِيحُهَا

[1257]۔حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک دفعہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ پیاز کے کھیت سے گزرے، ان میں کچھ لوگوں نے اتر کر اس سے کچھ کھالیا اور دوسروں نے نہ کھایا، ہم آپ کے پاس گئے تو آپ نے ان لوگوں کو قریب بلالیا جنھوں نے پیاز نہیں کھایا تھا اور جنھوں نے پیاز کھایا تھا ان کو پیچھے کردیا یہاں تک اس کی بدبو ختم ہوگئی۔

[1258] ۷۸۔(۵۶۷) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا هِشَامٌ قَالَ نَا قَتَادَةُ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ

[1257] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٤٠٩٩)

[1258] اخرجه مسلم فى (صحيحه) فى الفرائض، باب: ميراث الكلالة برقم (٤١٢٦) والنسائى فى (المجتبى) فى المساجد، باب: من يخرج من السمجد ٢/ ٤٣ وابن ماجه فى (سننه) فى اقامة الصلاة والسنة فيها، برقم (١٠١٤) والفرائض، باب: الكلالة برقم (٢٧٢٦) وفى الاطعمة، باب: اكل الثوم والبصل والكراث برقم (٣٣٦٣) انظر (التحفة) برقم (١٠٦٤٦)

عَنْ مَعْدَانَ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ خَطَبَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَذَكَرَ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ وَذَكَرَ أَبَا بَكْرٍ قَالَ إِنِّي رَأَيْتُ كَأَنَّ دِيكًا نَقَرَنِي ثَلَاثَ نَقَرَاتٍ وَإِنِّي لَا أُرَاهُ إِلَّا حُضُورَ أَجَلِي وَإِنَّ أَقْوَامًا يَأْمُرُونَنِي أَنْ أَسْتَخْلِفَ وَإِنَّ اللَّهَ لَمْ يَكُنْ لِيُضَيِّعَ دِينَهُ وَلَا خِلَافَتَهُ وَلَا الَّذِي بَعَثَ بِهِ نَبِيَّهُ ﷺ فَإِنْ عَجِلَ بِي أَمْرٌ فَالْخِلَافَةُ شُورَى بَيْنَ هَؤُلَاءِ السِّتَّةِ الَّذِينَ تُوُفِّيَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَهُوَ عَنْهُمْ رَاضٍ وَإِنِّي قَدْ عَلِمْتُ أَنَّ أَقْوَامًا يَطْعَنُونَ فِي هَذَا الْأَمْرِ أَنَا ضَرَبْتُهُمْ بِيَدِي هَذِهِ عَلَى الْإِسْلَامِ فَإِنْ فَعَلُوا ذَلِكَ فَأُولَئِكَ أَعْدَاءُ اللَّهِ الْكَفَرَةُ الضُّلَّالُ ثُمَّ إِنِّي لَا أَدَعُ بَعْدِي شَيْئًا أَهَمَّ عِنْدِي مِنَ الْكَلَالَةِ مَا رَاجَعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فِي شَيْءٍ مَا رَاجَعْتُهُ فِي الْكَلَالَةِ وَمَا أَغْلَظَ لِي فِي شَيْءٍ مَا أَغْلَظَ لِي فِيهِ حَتَّى طَعَنَ بِإِصْبَعِهِ فِي صَدْرِي فَقَالَ **((يَا عُمَرُ أَلَا تَكْفِيكَ آيَةُ الصَّيْفِ الَّتِي فِي آخِرِ سُورَةِ النِّسَاءِ))** وَإِنِّي إِنْ أَعِشْ أَقْضِ فِيهَا بِقَضِيَّةٍ يَقْضِي بِهَا مَنْ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَمَنْ لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ ثُمَّ قَالَ اللَّهُمَّ إِنِّي أُشْهِدُكَ عَلَى أُمَرَاءِ الْأَمْصَارِ وَإِنِّي إِنَّمَا بَعَثْتُهُمْ عَلَيْهِمْ لِيَعْدِلُوا عَلَيْهِمْ وَلِيُعَلِّمُوا النَّاسَ دِينَهُمْ وَسُنَّةَ نَبِيِّهِمْ ﷺ وَيَقْسِمُوا فِيهِمْ فَيْئَهُمْ وَيَرْفَعُوا إِلَيَّ مَا أَشْكَلَ عَلَيْهِمْ مِنْ أَمْرِهِمْ ثُمَّ إِنَّكُمْ أَيُّهَا النَّاسُ تَأْكُلُونَ شَجَرَتَيْنِ لَا أَرَاهُمَا إِلَّا خَبِيثَتَيْنِ هَذَا الْبَصَلَ وَالثُّومَ لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ إِذَا وَجَدَ رِيحَهُمَا مِنَ الرَّجُلِ فِي الْمَسْجِدِ أَمَرَ بِهِ فَأُخْرِجَ إِلَى الْبَقِيعِ فَمَنْ أَكَلَهُمَا فَلْيُمِتْهُمَا طَبْخًا

[1258] ۔حضرت معدان بن ابی طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے دن خطبہ دیا اور نبی اکرم ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کا تذکرہ کیا کہا میں نے خواب دیکھا ہے، گویا کہ ایک مرغ نے مجھے تین ٹھونگیں ماری ہیں اور میں سمجھتا ہوں میری موت قریب آ گئی ہے اور کچھ لوگ مجھے مشورہ دے رہے ہیں کہ میں خلیفہ نامزد کر دوں اور اللہ تعالیٰ اپنے دین کو ضائع نہیں ہونے دے گا، نہ آپ کی خلافت کو اور نہ اس شریعت کو جسے اپنے نبی ﷺ کو دے کر بھیجا ہے، اگر مجھے جلد موت آ جائے تو خلافت ان چھ حضرات کے باہمی مشورہ سے طے ہوگی، جن سے رسول اللہ ﷺ خوش خوش فوت ہوئے اور میں جانتا ہوں کچھ لوگ جن سے میں نے اسلام کی خاطر اپنے اس ہاتھ سے جنگ لڑی ہے۔ وہ اس خلافت پر اعتراض کریں گے، اگر وہ ایسا کریں گے تو وہ اللہ کے

دشمن، کافر اور گمراہ ہوں گے، پھر میں اپنے بعد اپنے نزدیک کلالہ (کی وراثت) کا مسئلہ سب سے اہم چھوڑ رہا ہوں، میں نے رسول اللہ ﷺ سے کسی مسئلہ کے بارے میں اس قدر بار بار نہیں پوچھا جس قدر کلالہ کے بارے میں پوچھا اور آپ نے بھی میرے ساتھ کسی مسئلہ میں اس قدر شدت نہیں برتی جتنی آپ نے میرے ساتھ اس مسئلہ میں شدت اختیار فرمائی حتیٰ کہ آپ نے اپنی انگلی سے میرے سینے کو ٹھوک کر فرمایا: اے عمر! کیا گرمی کے موسم میں اترنے والی، سورۃ نساء کی آخری آیت تمہارے لیے تسلی بخش نہیں ہے؟ اور اگر میں زندہ رہا تو میں اس کے بارے میں ایسا فیصلہ کروں گا کہ اس کے مطابق ہر انسان جو قرآن پڑھتا ہے یا نہیں پڑھتا ہے فیصلہ کر سکے گا، پھر فرمایا: اے اللہ! میں تمہیں شہروں کے گورنروں کے بارے میں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے انہیں لوگوں پر صرف اس لیے مقرر کیا ہے کہ وہ ان سے انصاف کریں اور لوگوں کو ان کا دین سکھائیں اور ان کے نبی ﷺ کی سنت کی تعلیم دیں اور ان کی غنیمت ان میں تقسیم کریں اور ان کے معاملات میں اگر انہیں کوئی مشکل پیش آئے تو اسے میرے سامنے پیش کریں، پھر تم، اے لوگو! دو پودے کھاتے ہو، میں انہیں خبیث ہی سمجھتا ہوں یہ پیاز اور لہسن میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، جب آپ مسجد میں کسی آدمی سے ان کی بو محسوس کرتے تو آپ اسے بقیع کی طرف نکالنے کا حکم دیتے لہٰذا جو شخص انہیں کھانا چاہتا ہے وہ انہیں پکا کر ان کی بو ختم کر دے۔

[1259] (. .) أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا إِسْمٰعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ قَالَ ح و حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ كِلَاهُمَا عَنْ شَبَابَةَ بْنِ سَوَّارٍ قَالَ نَا عَنْ شُعْبَةَ جَمِيعًا عَنْ قَتَادَةَ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

[1259]۔ امام صاحب اپنے تین اساتذہ سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

فوائد:...... ❶ نبی اکرم ﷺ نے لہسن، پیاز اور گندنا کھا کر مسجد میں جانے سے منع فرمایا ہے اور اس کا سبب اس کی بدبو کو قرار دیا ہے، جو انسانوں کی طرح فرشتوں کے لیے بھی اذیت اور تکلیف کا باعث ہے، اس سے ثابت ہوتا ہے کہ کوئی بھی بدبودار چیز استعمال کرنے کے بعد مسجد میں یا لوگوں کے علمی اجتماع میں جہاں فرشتے آتے ہیں نہیں جانا چاہیے۔ اور لہسن و پیاز اور گندنا ایسی ترکاریاں ہیں، جن کا کھانا بالاتفاق جائز ہے، اس لیے آپ نے بدبو کے زائل ہونے کے بعد مسجد میں آنے کی اجازت دی ہے تو وہ اشیاء جن کا استعمال ناجائز یا کم از کم مکروہ اور ناپسندیدہ ہے، جیسے حقہ، سگریٹ، بیڑا وغیرہ ان کو استعمال کرنے کے بعد مسجد میں آنے کی گنجائش کیسے نکل سکتی ہے۔ ❷ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی زندگی کے آخری ایام میں خلیفہ کی صفات اور اسلامی امراء اور حکام کی ذمہ داری کو انتہائی جامعیت کے ساتھ بیان کر دیا ہے، جس کی روشنی میں ہم اپنی حکومتوں کے امراء اور حکام کے افعال و اعمال کو

[1259] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٢٥٨)

پرکھ سکتے ہیں اور یہ فیصلہ کر سکتے ہیں کیا یہ حکومتیں اسلامی ہیں یا نہیں؟ ❸ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خلافت کے لیے چھ حضرات کو نامزد فرمایا تھا اور یہ حضرات تھے، جن کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت کی بشارت دی تھی، یعنی عثمان، علی، عبدالرحمٰن بن عوف، طلحہ، زبیر اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم جنت کی بشارت پانے والے دس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ابوبکر ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہما وفات پا چکے تھے۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سوا باقی سات تھے، لیکن آپ نے قرابت داری کی بنا پر سعید بن زید کو ان میں داخل نہیں کیا۔ اور ان حضرات کو پابند کیا کہ تین دن کے اندر اندر اپنے میں سے کسی کا انتخاب کر لیں، پھر باہمی مشورہ سے تیسرے خلیفہ کے طور پر حضرت عثمان کو چن لیا گیا اور اس کے بعد تمام لوگوں نے ان کی بیعت کر لی اور ان کے انتخاب پر انتہائی مسرت اور شادمانی کا اظہار کیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے انتباہ کی بنا پر، ان لوگوں نے خاموشی اختیار کر لی جو خلافت کے لیے ان چھ حضرات کی نامزدگی پر کراہت محسوس کرتے تھے، اس لیے وہ کھل کر سامنے نہیں آ سکے، کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بعض اقوال سے محسوس ہوتا ہے کہ یہ وہ لوگ تھے جو خلافت بنو ہاشم کے پاس آنے کو ناپسند کرتے تھے کہ نبوت اور خلافت ایک خاندان میں جمع ہو جائیں گی اور عثمان رضی اللہ عنہ کے خلیفہ بننے کی صورت میں خلافت بنو ہاشم کے پاس نہیں آئی تھی۔ ❹ کلالہ کی تفسیر میں اختلاف ہے، لیکن جمہور امت کے نزدیک اس سے مراد وہ میت ہے جس نے اپنے پیچھے اولاد اور والدین میں سے کسی کو نہ چھوڑا ہو یعنی اس کے وارث اس کی اولاد یا والدین نہ ہوں۔ آپ کے خواب یہ تعبیر جلد ہی ظاہر ہو گئی کہ آپ کو نماز فجر میں ابولولو فیروز نے تین دفعہ خنجر مارا جس کے نتیجہ میں آپ شہید ہو گئے۔

١٩...... بَاب: النَّهْيِ عَنْ نَشْدِ الضَّالَّةِ فِي الْمَسْجِدِ وَمَا يَقُولُهُ مَنْ سَمِعَ النَّاشِدَ

باب ۱۹: مسجد میں گم شدہ چیز کی تلاش کی ممانعت اور تلاش کرنے والے کے اعلان کو سن کر کیا کہا جائے گا

[1260] ٧٩-(٥٦٨) حَدَّثَنَا أَبُو الطَّاهِرِ أَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ نَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ حَيْوَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي عَبْدِاللّٰهِ مَوْلَى شَدَّادِ بْنِ الْهَادِ أَنَّهُ سَمِعَ

أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ سَمِعَ رَجُلًا يَنْشُدُ ضَالَّةً فِي الْمَسْجِدِ فَلْيَقُلْ لَا رَدَّهَا اللّٰهُ عَلَيْكَ فَإِنَّ الْمَسَاجِدَ لَمْ تُبْنَ لِهٰذَا))

[1260]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے کسی آدمی کو بلند آواز

[1260] اخرجه ابوداود فى (سننه) فى الصلاة، باب فى كراهية انشاد الضالة فى المسجد برقم (٢١) وابن ماجه فى (سننه) (فى المساجد والجماعات باب: النهى عن انشاد الضوال فى المسجد برقم (٧٦٧) انظر (التحفة) برقم (١٥٤٤٦)

سے مسجد میں گم شدہ چیز کو تلاش کرتے سنا تو وہ کہے، اللہ کرے تیری چیز تجھے نہ ملے کیونکہ مسجدیں اس مقصد کے لیے نہیں بنائی گئیں۔

مفردات الحدیث ❶ ینشد (ن) وہ تلاش کرتا ہے، ڈھونڈتا ہے۔ ❷ الضالۃ (ج) ضوال گم شدہ چیز۔

[1261] (. .) وحَدَّثَنِيهِ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا الْمُقْرِءُ قَالَ نَا حَيْوَةُ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا الْأَسْوَدِ يَقُولُ حَدَّثَنِي أَبُو عَبْدِاللهِ مَوْلَى شَدَّادٍ أَنَّهُ سَمِعَ

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ بِمِثْلِهِ

[1261]۔ امام صاحب مذکورہ بالا روایت ایک اور استاد سے بیان کرتے ہیں۔

[1262] ۸۰۔(۵۶۹) وحَدَّثَنِي حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ قَالَ نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ اَنَا الثَّوْرِيُّ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بن بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ رَجُلًا نَشَدَ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ مَنْ دَعَا إِلَى الْجَمَلِ الْأَحْمَرِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((لَا وَجَدْتَ إِنَّمَا بُنِيَتْ الْمَسَاجِدُ لِمَا بُنِيَتْ لَهُ))

[1262]۔ حضرت سلیمان بن بریدہ رحمۃ اللہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے مسجد میں اعلان کیا کہ سرخ اونٹ کے بارے میں کون بتائے گا؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تجھے نہ ملے، مسجدیں صرف انہیں کاموں کے لیے بنی ہیں جن کے لیے بنائی جاتی ہیں۔

فائدہ:...... مسجد بنانے کا اصل مقصد نماز، تلاوت، ذکر واذکار اور دین کی تعلیمات اور وعظ ونصیحت ہے اور لوگوں کے اجتماع سے فائدہ اٹھا کر گمشدہ چیز کا اعلان کرنا، ان مقاصد کے منافی ہے، حتیٰ کہ امام مالک علمی بحث اور مذاکرہ کو بھی آواز کے بلند ہو جانے کی بنا پر ناپسندیدہ قرار دیتے ہیں اور بعض حضرات کا خیال ہے کہ انسان اپنی ذات کی ضرورت کے لیے مسجد میں سوال بھی نہیں کرسکتا، صرف دینی ضرورت کے لیے یا مفاد عامہ کی چیز کا سوال کرسکتا ہے۔ اس لیے آپ نے اپنے گمشدہ اونٹ کے بارے میں اعلان کرنے والے کو رحمۃ للعالمین ہونے کے باوجود بددعا دی، جس سے ثابت ہوتا ہے مسجد سے خارج گمشدہ چیز کا اعلان مسجد میں کرنا درست نہیں ہے۔ خاص کر نماز اور تعلیم وتدریس کے اوقات میں۔

[1263] ۸۱۔(. . .) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا وَكِيعٌ عَنْ أَبِي سِنَانٍ عَنْ عَلْقَمَةَ

[1261] تقدم تخریجه فی الحدیث السابق برقم (۱۲۶۰)

[1262] اخرجه ابن ماجه فی (سننه) فی المساجد الجماعات، باب: النهی عن انشاد الضوال فی المسجد برقم (۷۶۵) انظر (التحفة) برقم (۱۹۳۶)

[1263] تقدم تخریجه فی الحدیث السابق بقم (۱۲۶۲)

بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمَّا صَلَّى قَامَ رَجُلٌ فَقَالَ مَنْ دَعَا إِلَى الْجَمَلِ الْأَحْمَرِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((لَا وَجَدْتَ إِنَّمَا بُنِيَتِ الْمَسَاجِدُ لِمَا بُنِيَتْ لَهُ))

[1263] ۔حضرت سلیمان بن بریدہ رحمہ اللہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز سے فارغ ہوگئے، ایک آدمی نے کھڑے ہو کر کہا سرخ اونٹ کے لیے کس نے بلایا ہے؟ یعنی سرخ اونٹ کس کو ملا ہے، اس کے بارے میں کون بتا سکتا ہے؟ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تجھے نہ ملے، مساجد صرف انھی کاموں کے لیے ہیں جن کے لیے ان کو بنایا گیا ہے۔

[1264] (. . .) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا جَرِيرٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ شَيْبَةَ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنِ أَبِي بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ جَاءَ أَعْرَابِيٌّ بَعْدَ مَا صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ صَلٰوةَ الْفَجْرِ فَأَدْخَلَ رَأْسَهُ مِنْ بَابِ الْمَسْجِدِ فَذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِهِمَا قَالَ مُسْلِم هُوَ شَيْبَةُ بْنُ نَعَامَةَ أَبُو نَعَامَةَ رَوَى عَنْهُ مِسْعَرٌ وَهُشَيْمٌ وَجَرِيرٌ وَغَيْرُهُمْ مِنَ الْكُوفِيِّينَ

[1264]۔ حضرت ابن بریدہ رحمہ اللہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ جب نبی اکرم ﷺ صبح کی نماز پڑھ چکے تو ایک بدوی آیا اور مسجد کے دروازہ سے اپنا سر اندر کیا پھر مذکورہ بالا روایت بیان کی۔ امام مسلم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ محمد بن شیبہ سے مراد ابونعامہ شیبہ بن نعامہ ہے جس سے مسعر، ھشیم، جریر اور دوسرے کوفی راوی روایت بیان کرتے ہیں۔

۲۰......باب: السَّهْوِ فِي الصَّلٰوةِ وَالسُّجُودِ لَهُ

باب ۲۰ : نماز میں بھول اور اس کے لیے سجدہ کرنا

[1265] ۸۲۔(۳۸۹) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا قَامَ يُصَلِّي جَاءَهُ الشَّيْطَانُ فَلَبَسَ عَلَيْهِ حَتّٰى لَا يَدْرِي كَمْ صَلّٰى فَإِذَا وَجَدَ ذٰلِكَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ))

[1264] تقدم تخرجه برقم (۱۲۶۲)

[1265] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی السهو، باب: السهو فی الفرض والتطوع برقم (۱۲۳۲) وابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: من قال: یتم علی اکبر ظنه برقم (۱۰۳۰) والنسائی فی (المجتبی) فی السهو، باب التحری برقم (۳/ ۳۱) انظر (التحفة) برقم (۱۵۲٤٤)

[1265]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی جب نماز پڑھنے کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو شیطان آ کر اسے التباس (شبہ) میں ڈالتا ہے، حتیٰ کہ اسے پتہ نہیں رہتا کہ اس نے کتنی رکعات پڑھی ہیں، تم میں سے کوئی جب اس فعل میں مبتلا ہو جائے تو وہ بیٹھ کر یعنی آخر میں دو سجدے کر لے۔

[1266] (. .) حَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا نَا سُفْيَانُ وَهُوَ ابْنُ عُيَيْنَةَ قَالَ ح و حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ

عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ كِلَاهُمَا عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ

[1266] امام صاحب اپنے چار اساتذہ سے مذکورہ بالا حدیث کے ہم معنی حدیث بیان کرتے ہیں۔

[1267] ٨٣۔(. .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ نَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ نَا أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ حَدَّثَهُمْ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((إِذَا نُودِيَ بِالْأَذَانِ أَدْبَرَ الشَّيْطَانُ لَهُ ضُرَاطٌ حَتّٰى لَا يَسْمَعَ الْأَذَانَ فَإِذَا قُضِيَ الْأَذَانُ أَقْبَلَ فَإِذَا ثُوِّبَ بِهَا أَدْبَرَ فَإِذَا قُضِيَ التَّثْوِيبُ أَقْبَلَ يَخْطُرُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَنَفْسِهِ يَقُولُ اذْكُرْ كَذَا اذْكُرْ كَذَا لِمَا لَمْ يَكُنْ يَذْكُرُ حَتّٰى يَظَلَّ الرَّجُلُ إِنْ يَدْرِي كَمْ صَلّٰى فَإِذَا لَمْ يَدْرِ أَحَدُكُمْ كَمْ صَلّٰى فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ))

[1267]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اذان کہی جاتی ہے تو شیطان گوز مارتا ہوا، پشت پھیر کر بھاگتا ہے تاکہ اذان سنائی نہ دے، جب اذان مکمل ہو جاتی ہے واپس آ تا ہے، جب نماز کے لیے تکبیر کہی جاتی ہے، پھر جاتا ہے جب تکبیر کہی جا چکتی ہے تو آ کر انسان اور اس کے دل میں حائل ہوتا ہے یعنی اس کے دل میں شکوک وشبہات پیدا کرتا ہے، کہتا ہے فلاں بات یاد کرو، فلاں چیز یاد کرو، وہ چیزیں جو اسے یاد نہیں ہوتیں حتیٰ کہ اسے یاد نہیں رہتا اس نے کتنی رکعات پڑھی ہیں، جب تم میں سے کسی کو یہ یاد نہ رہے کہ اس نے کتنی رکعات پڑھی ہیں تو وہ بیٹھے بیٹھے (تشہد میں) دو سجدے کر لے۔

[1266] طريق عمرو الناقد وزهير بن حرب انفرد به مسلم۔ انظر التحفة برقم (١٥١٥١) وطريق قتيبة بن سعيد اخرجه الترمذی فی (جامعه) فی الصلاة، باب: ما جاء فی الرجل يصلی فيشك فی الزيادة والنقصان برقم (٣٩٧) انظر (التحفة) برقم (١٥٢٣٩)

[1267] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی السهو، باب: اذا لم يدركم صلی۔ ثلاثا او اربعا۔ سجد سجدتين وهو جالس برقم (١٢٣١) والنسائی فی (المجتبی) فی السهو، باب التحری ٣/ ٣١۔ انظر (التحفة) برقم (١٥٤٢٣)

[1268] ٨٤-(...) حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَ نَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو عَنْ عَبْدِ رَبِّهِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((إِنَّ الشَّيْطَانَ إِذَا ثُوِّبَ بِالصَّلٰوةِ وَلّٰى وَلَهُ ضُرَاطٌ)) فَذَكَرَ نَحْوَهُ وَزَادَ ((فَهَنَّاهُ وَمَنَّاهُ)) وَذَكَّرَهُ مِنْ حَاجَاتِهِ مَا لَمْ يَكُنْ يَذْكُرُ

[1268]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب نماز کے لیے تکبیر کہی جاتی ہے تو شیطان ہوا خارج کرتا ہوا پشت پھیر کر بھاگتا ہے، اوپر کی طرح روایت سنائی اور اس میں یہ اضافہ کیا، اسے رغبتیں اور امیدیں دلاتا ہے اور اسے اس کی وہ ضرورتیں یاد دلاتا ہے جو اسے یاد نہ تھیں۔

مفردات الحدیث ☼ هنّاهُ تهنئة: شوق ورغبت دلانا، هنّاهُ بكذا کا معنی ہوتا ہے اس چیز کی مبارکباد دینا۔

مَنّاهُ: آرزو اور امید دلانا، یہاں دونوں لفظوں سے مقصود، دلی خیالات وتصورات ہیں۔

فوائد:...... ❶ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اذان اور تکبیر میں یہ خاصہ اور تاثیر رکھی ہے کہ ان کو سن کر شیطان بھاگ کھڑا ہوتا ہے، یعنی وہ شیطان جو ہر انسان کے ساتھ لگا ہوا ہے۔ ❷ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کا ظاہری مفہوم یہ ہے کہ اگر انسان کو یہ یاد نہ رہے کہ اس نے نماز کی کتنی رکعتیں پڑھی ہیں کم ہیں یا زائد پڑھ لیں ہیں تو وہ آخر میں دو سجدے کر لے۔ حسن بصری رحمہ اللہ اور سلف کی ایک جماعت کا یہی موقف ہے، شعبی، اوزاعی رحمہما اللہ اور بہت سے سلف کا نظریہ یہ ہے کہ ایسی صورت میں وہ نماز نئے سرے سے پڑھے گا، اگر پھر یاد نہ رہا تو پھر نئے سرے سے پڑھے گا جب تک یقین نہیں ہوگا نماز نئے سرے سے پڑھتا رہے گا۔ اور بعض کا خیال ہے چوتھی دفعہ کے بعد اعادہ نہیں ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا مسلک یہ ہے اگر پہلی بار شک ہوا ہے تو نماز نئے سرے سے پڑھے، اگر ایسے ہوتا رہتا ہے تو پھر ظن غالب پر عمل کرے، مثلاً تین اور چار میں تردد ہے تو پھر ظن غالب پر عمل کر کے دو سجدے کر لے اور اگر ظن غالب نہ ہو تو جتنی رکعات یقینی ہیں، یعنی تین جس کو بناعلی الاقل کہتے ہیں۔ سمجھ کر چوتھی رکعت پڑھ کر دو سجدے کر لے، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد رحمہم اللہ کے نزدیک یقینی رکعات پر عمل کرے اور آخر میں دو سجدے کر لے۔ احادیث کی روشنی میں صحیح موقف یہی ہے کہ فليتحر الصواب صحیح بات کو پہنچنے کی کوشش کرے، جیسا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ہے اگر یہ نہ ہو سکے تو پھر "وليبن على ما استيقن"، جتنی رکعات کا یقین ہو اس کے مطابق پڑھے جیسا کہ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کیونکہ احادیث ایک دوسری کی تفسیر وتوضیح کرتی ہیں، رہی وہ حدیث جس میں اعادہ کا حکم ہے تو اس کے بارے میں مولانا شبیر احمد عثمانی لکھتے ہیں: "لا يوجد في كتب الحديث"، یہ حدیث کی کتابوں میں نہیں ملتی۔ (فتح الملہم: ۲/۱۵۶)

[1268] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٣٩٤٣)

[1269] ٨٥-(٥٧٠) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجِ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ بُحَيْنَةَ قَالَ صَلّٰى لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ رَكْعَتَيْنِ مِنْ بَعْضِ الصَّلَوَاتِ ثُمَّ قَامَ فَلَمْ يَجْلِسْ فَقَامَ النَّاسُ مَعَهُ فَلَمَّا قَضٰى صَلٰوتَهُ وَنَظَرْنَا تَسْلِيمَهُ كَبَّرَ فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ قَبْلَ التَّسْلِيمِ ثُمَّ سَلَّمَ

[1269]۔ حضرت عبداللہ بن بحینہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی نماز کی دو رکعتیں پڑھائیں پھر (تیسری کے لیے) کھڑے ہو گئے درمیانی تشہد کے لیے نہ بیٹھے اور لوگ بھی آپ کے ساتھ کھڑے ہو گئے، تو جب آپ نے نماز ادا کر لی اور ہم نے آپ کے سلام کا انتظار کیا، آپ نے تکبیر کہی اور بیٹھے بیٹھے سلام سے پہلے دو سجدے کیے پھر سلام پھیرا۔

فوائد:...... ❶ عبداللہ بن بحینہ کے بارے میں بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ بحینہ، عبداللہ رضی اللہ عنہ کا باپ ہے، حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ ان کی والدہ (ماں) کا نام ہے، باپ کا نام مالک ہے۔ ❷ اگر انسان درمیانی تشہد بھول جائے اور قیام کے قریب یاد آئے تو وہ واپس نہیں آئے گا، بلکہ اس کی جگہ سلام سے پہلے دو سجدے کرے گا، اگر بیٹھنے کے قریب ہے تو واپس آ جائے گا اور سجدہ سہو نہیں کرے گا۔

[1270] ٨٦-(. .) و حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا لَيْثٌ قَالَ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ رُمْحٍ قَالَ اَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ الْأَعْرَجِ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ بُحَيْنَةَ الْأَسْدِيِّ حَلِيفِ بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَامَ

[1269] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الاذان، باب: من لم ير التشهد الاول واجبا برقم (٨٢٩) وفي باب: التشهد في الاولى برقم (٨٣٠) وفي السهو، باب: ما جاء في السهو اذا قام من ركعتي الفريضه برقم (١٢٢٤) وبرقم (١٢٢٥) وفي باب: من يكبر في سجدتي السهو برقم (١٢٣٠) وفي الايمان والنذور، باب: اذا حنث ناسيا في الايمان برقم (٦٦٧٠) وابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: من قام من اثنين ولم يتشهد برقم (١٠٣٤) وبرقم (١٠٣٥) والترمذي في (جامعه) في الصلاة، باب: ما جاء في سجدتي السهو قبل التسليم برقم (٣٩١) والنسائي في (المجتبى) في التطبيق، باب ترك التشهد الاول برقم (٢/ ٤٤) وبرقم ٢/ ٢٤٤ وفي السهو باب: ما يفعل من قام من اثنين ناسيا ولم يتشهد برقم ٣/ ١٩ وفي باب: التكبير في سجدتي السهو رقم ٣/ ٣٤ بنحوه۔ وابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والنسة فيها باب: ما جاء فيمن قام من اثنين ساهيا برقم (١٢٠٦) وبرقم (١٢٠٧) انظر (التحفة) برقم (٩١٥٤)

[1270] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٢٦٩)

فِی صَلٰوةِ الظُّهْرِ وَعَلَيْهِ جُلُوسٌ فَلَمَّا أَتَمَّ صَلٰوتَهٗ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ يُكَبِّرُ فِي كُلِّ سَجْدَةٍ وَهُوَ جَالِسٌ قَبْلَ أَنْ يُسَلِّمَ وَسَجَدَهُمَا النَّاسُ مَعَهٗ مَكَانَ مَا نَسِيَ مِنَ الْجُلُوسِ

[1270]۔ عبداللہ بن بحینہ اسدی رضی اللہ عنہ جو عبدالمطلب کی اولاد کا حلیف تھا اس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظہر کی نماز میں (دوسری رکعت کے بعد) بیٹھنے کی بجائے (تیسری رکعت کے لیے) کھڑے ہو گئے، تو جب آپ نے اپنی نماز مکمل کر لی، آپ نے بیٹھے بیٹھے سلام سے پہلے ہر سجدہ کے لیے تکبیر کہہ کر دو سجدے کر لیے اور لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ دو سجدے کیے، اس جلوس (بیٹھنا) کی جگہ جو آپ بھول گئے تھے۔

فوائد:...... ❶ متفق علیہ (بخاری و مسلم) روایت کی رو سے عبداللہ بن مالک رضی اللہ عنہ عبدالمطلب کی اولاد کے حلیف تھے اور سیرت و تاریخ کے ماہرین کے نزدیک مطلب بن عبد مناف کی اولاد کے حلیف تھے۔ ❷ امام ابوحنیفہ، امام مالک اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک پہلا تشہد، رکوع و سجود یا قیام کی طرح نماز کا رکن یا فرض نہیں ہے، اس لیے اس کی جگہ سجود سہو کفایت کریں گے، لیکن رکن کی جگہ یہ کافی نہیں ہوں گے۔ لیکن امام احمد اور کچھ حضرات کے نزدیک پہلا تشہد بھی ضروری ہے لیکن اس کی جگہ، اس حدیث کی رو سے سجود سہو کفایت کریں گے اور ان کے لیے تکبیر کہنی ہوگی۔

[1271] ٨٧-(..) وحَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ قَالَ نَا حَمَّادٌ قَالَ نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجِ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَالِكِ ابْنِ بُحَيْنَةَ الْأَزْدِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَامَ فِي الشَّفْعِ الَّذِي يُرِيدُ أَنْ يَجْلِسَ فِي صَلٰوتِهٖ فَمَضٰى فِي صَلٰوتِهٖ فَلَمَّا كَانَ فِي آخِرِ الصَّلٰوةِ سَجَدَ قَبْلَ أَنْ يُسَلِّمَ ثُمَّ سَلَّمَ

[1271]۔ حضرت عبداللہ بن مالک ابن بحینہ ازدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے دگانہ کے بعد جس میں آپ بیٹھنا چاہتے تھے کھڑے ہو گئے اور نماز پڑھتے رہے تو جب نماز کے آخر میں پہنچ گئے تو سلام سے پہلے سجدے کیے اور پھر سلام پھیرا۔

[1271] تقدم تخريجه برقم (١٢٦٩)

[1272] اخرجه ابوداود في (سننه) في الصلاة، باب: اذا شك في اثنين والثلاث برقم (١٠٢٤) وبرقم (١٠٢٦) وبرقم (١٠٢٧) بمعناه مرسلاً۔ والنسائي في (المجتبى) في السهو، باب: اتمام المصلي على ما ذكر اذا شك ٣/ ٢٣ وابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: ما جاء فيمن في صلاته فرجع الى اليقين برقم (١٢١٠) انظر (التحفة) برقم (٤١٦٣)

[1272] ۸۸۔(۵۷۱) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ أَبِي خَلَفٍ قَالَ نَا مُوسَى بْنُ دَاوُدَ قَالَ نَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ **((إِذَا شَكَّ أَحَدُكُمْ فِي صَلٰوتِهِ فَلَمْ يَدْرِ كَمْ صَلّٰى ثَلَاثًا أَمْ أَرْبَعًا فَلْيَطْرَحِ الشَّكَّ وَلْيَبْنِ عَلٰى مَا اسْتَيْقَنَ ثُمَّ يَسْجُدُ سَجْدَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يُسَلِّمَ فَإِنْ كَانَ صَلّٰى خَمْسًا شَفَعْنَ لَهُ صَلٰوتَهُ وَإِنْ كَانَ صَلّٰى إِتْمَامًا لِأَرْبَعٍ كَانَتَا تَرْغِيمًا لِلشَّيْطَانِ))**

[1272]۔حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **جب تم میں سے کسی کو اپنی نماز کے بارے میں شک پڑ جائے اور اسے معلوم نہ ہو سکے کہ اس نے تین رکعات پڑھی ہیں یا چار تو وہ شک کو پھینک دے (نظر انداز کر دے) اور یقین پر بنا کرے پھر سلام سے پہلے دو سجدے کرے، اگر اس نے پانچ رکعات پڑھ لی ہیں تو اس کی نماز کو جوڑا (چھ رکعات) کر دیں گے اور اگر اس نے اس رکعت سے چار کی تکمیل کر لی ہے تو یہ سجدے شیطان کی ذلت ورسوائی کا باعث ہوں گے۔**

[1273] (....)حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ وَهْبٍ حَدَّثَنِي عَمِّي عَبْدُاللّٰهِ حَدَّثَنِي دَاوُدُ بْنُ قَيْسٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَفِي مَعْنَاهُ قَالَ **((يَسْجُدُ سَجْدَتَيْنِ قَبْلَ السَّلَامِ))** كَمَا قَالَ سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ

[1273] امام صاحب ایک اور استاد سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

فائدہ:......**اس حدیث سے معلوم ہوا بنا علی الاقل یعنی یقین کے مطابق نماز پڑھنے کی صورت میں بھی سجود سہو سلام سے پہلے ہوں گے، اگرچہ اس صورت میں نماز میں زیادتی ہی ہو جائے یعنی چار کی بجائے پانچ رکعات ہو جائیں۔**

[1274] ۸۹۔(۵۷۲) وحَدَّثَنَا عُثْمَانُ وَأَبُوبَكْرٍ ابْنَا أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ جَمِيعًا عَنْ جَرِيرٍ

[1273] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (١٢٧٢)

[1274] اخرجه البخارى فى (صحيحه) فى الصلاة، باب: التوجه نحو القبلة حيث كانت برقم (٤٠١) وفى الايمان والنذور، باب: اذا حنث ناسيا وفى الايمان برقم (٦٦٧١) وابو داود فى (سننه) فى الصلاة، باب: اذا صلى خمسا برقم (١٠٢٠) والنسائى فى (المجتبى) فى السهو، باب: التحرى برقم (٣/ ٢٨ مختصرا۔ وبرقم ٣/ ٢٨ وبرقم ٣/ ٣٩ وبرقم ٣/ ٣٩۔ وابن ماجه فى (سننه) فى اقامة الصلاة والسنة فيها باب: ما جاء فيمن شك فى صلاته فتحرى الصواب برقم ١١/ ١٢ وبرقم ١٢/ ١٢۔ انظر (التحفة) برقم (٩٤٥١)

قَالَ عُثْمَانُ نَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ

عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ قَالَ عَبْدُاللهِ صَلَّى رَسُولُ اللهِ ﷺ قَالَ إِبْرَاهِيمُ زَادَ أَوْ نَقَصَ فَلَمَّا سَلَّمَ قِيلَ لَهُ يَا رَسُولَ اللهِ أَحَدَثَ فِي الصَّلٰوةِ شَيْءٌ قَالَ وَمَا ذَاكَ قَالُوا صَلَّيْتَ كَذَا وَكَذَا قَالَ فَثَنَى رِجْلَيْهِ وَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ فَقَالَ ((اِنَّهٗ لَوْ حَدَثَ فِي الصَّلٰوةِ شَيْءٌ أَنْبَأْتُكُمْ بِهٖ وَلٰكِنْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ أَنْسٰى كَمَا تَنْسَوْنَ فَإِذَا نَسِيتُ فَذَكِّرُونِي وَإِذَا شَكَّ أَحَدُكُمْ فِي صَلٰوتِهٖ فَلْيَتَحَرَّ الصَّوَابَ فَلْيُتِمَّ عَلَيْهِ ثُمَّ لِيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ))

[1274]۔حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی، ابراہیم نے کہا اس میں آپ نے زیادتی یا کمی کی تو جب آپ نے سلام پھیرا تو آپ سے عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا نماز میں کوئی نیا حکم آ گیا ہے؟ آپ نے پوچھا: وہ کیا ہے؟ صحابہ نے کہا آپ نے اتنی اتنی رکعتیں پڑھائی ہیں، آپ نے اپنے دونوں پاؤں موڑے، قبلہ کی طرف رخ کیا اور دو سجدے کیے پھر سلام پھیرا، پھر آپ نے ہماری طرف رخ کیا اور فرمایا: اگر نماز میں کوئی نیا حکم نازل ہوتا تو میں تمہیں بتا دیتا، لیکن میں بھی انسان ہوں، تمہاری طرح بھول جاتا ہوں، اس لیے جب میں بھول جاؤں تو مجھے یاد دلا دیا کرو۔ اور جب تم میں سے کسی کو اپنی نماز کے بارے میں شک پڑ جائے تو وہ درستگی یا صحیح بات کی طرف پہنچنے کی کوشش کرے اور اس کے مطابق نماز پوری کر لے، پھر دو سجدے کر لے۔

[1275] ۹۰-(. . .) حَدَّثَنَاه أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ نَا ابْنُ بِشْرٍ قَالَ ح و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ نَا وَكِيعٌ كِلَاهُمَا عَنْ مِسْعَرٍ

عَنْ مَنْصُورٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ بِشْرٍ ((فَلْيَنْظُرْ أَحْرٰى ذٰلِكَ لِلصَّوَابِ)) وَفِي رِوَايَةِ وَكِيعٍ ((فَلْيَتَحَرَّ الصَّوَابَ))

[1275]۔امام صاحب دو اور اساتذہ سے روایت بیان کرتے ہیں، ابن بشر کی روایت میں، وہ غور وفکر کرے صحت کے قریب تر کیا ہے اور وکیع کی روایت میں ہے وہ صحت کا قصد کرے یعنی ظن غالب پر عمل کرے۔

[1276] (. . . .) و حَدَّثَنَاه عَبْدُاللهِ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الدَّارِمِيُّ قَالَ انَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ قَالَ نَا وُهَيْبُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ نَا

[1275] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (١٢٧٤)

[1276] تقدم تخريجه برقم (١٢٧٤)

مَنْصُورُ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ و قَالَ مَنْصُورٌ ((فَلْيَنْظُرْ اَحْرٰى ذٰلِكَ لِلصَّوَابِ))

[1276] امام صاحب ایک اور استاد سے بیان کرتے ہیں کہ فلینظر احرٰی ذالك للصواب، وہ غور وفکر کرے صحت ودرستگی کے قریب تر صورت کونسی ہے؟

[1277] (. . .) حَدَّثَنَاه إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ انَا عُبَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ الْأُمَوِيُّ قَالَ نَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ ((فَلْيَتَحَرَّ الصَّوَابَ))

[1277] امام صاحب ایک اور استاد سے بیان کرتے ہیں کہ ’’فلیتحر الصواب‘‘ وہ صحیح کا قصد کرے۔

[1278] (. . .) حَدَّثَنَاه مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ ((فَلْيَتَحَرَّ أَقْرَبَ ذٰلِكَ إِلَى الصَّوَابِ))

[1278] امام صاحب ایک اور استاد سے بیان کرتے ہیں کہ ’’فلیتحر اقرب ذالك للصواب‘‘ ان میں سے جو صورت صحیح کے قریب تر ہو اس تک پہنچنے کا ارادہ کرے۔

[1279] (. . .) حَدَّثَنَاه يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ انَا فُضَيْلُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ مَّنْصُورٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ ((فَلْيَتَحَرَّ الَّذِي يَرَى أَنَّهُ الصَّوَابُ))

[1279] امام صاحب ایک اور استاد سے بیان کرتے ہیں کہ ’’فلیتحر الذی یرٰی انه الصواب‘‘، وہ اس کا قصد کرے جس کے بارے میں یہ سمجھا جائے کہ وہ صحیح ہے یا درست ہے۔

[1280] (. . .) حَدَّثَنَاه ابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ نَا عَبْدُالْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِالصَّمَدِ عَنْ مَنْصُورٍ بِإِسْنَادِ هٰؤُلَاءِ وَقَالَ ((فَلْيَتَحَرَّ الصَّوَابَ))

[1280] امام صاحب ایک اور استاد سے بیان کرتے ہیں کہ ’’فلیتحر الصواب‘‘، وہ صحیح کا قصد کرے۔

[1281] ۹۱-(. . .) حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ قَالَ نَا أَبِي قَالَ شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ

[1277] تقدم تخریجه برقم (١٢٧٤)

[1278] تقدم تخریجه برقم (١٢٧٤)

[1279] تقدم تخریجه برقم (١٢٧٤)

[1280] تقدم تخریجه برقم (١٢٧٤)

[1281] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الصلاة، باب: ما جاء فی القبلة برقم (٤٠٤) وفی السهو، باب اذا صلی خمسا برقم (١٢٢٦) وفی اخبار الآحاد، باب: ما جاء فی اجازة خبر←

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ صَلَّی الظُّهْرَ خَمْسًا فَلَمَّا سَلَّمَ قِيلَ لَهُ أَزِيدَ فِی الصَّلٰوةِ قَالَ ((وَمَا ذَاكَ)) قَالُوا صَلَّيْتَ خَمْسًا ، فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ .

[1281]۔حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ظہر کی نماز پانچ رکعات پڑھائیں، جب آپ نے سلام پھیرا تو آپ سے پوچھا گیا، کیا نماز میں اضافہ کر دیا گیا ہے؟ آپ نے پوچھا: وہ کیا ہے؟ صحابہ نے کہا، آپ نے پانچ رکعات پڑھی ہیں تو آپ نے دو سجدے کر لیے۔

[1282] ۹۲۔(. .) وحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ نَا ابْنُ إِدْرِيسَ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عُبَيْدِاللّٰهِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ اَنَّهُ صَلّٰى بِهِمْ خَمْسًا

[1282]۔حضرت ابراہیم سے روایت ہے کہ علقمہ نے بیان کیا آپ نے انہیں پانچ رکعات پڑھا دیں۔

[1283] (. .) حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِی شَيْبَةَ وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ نَا جَرِيرٌ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عُبَيْدِاللّٰهِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سُوَيْدٍ قَالَ صَلّٰى بِنَا عَلْقَمَةُ الظُّهْرَ خَمْسًا فَلَمَّا سَلَّمَ قَالَ الْقَوْمُ يَا أَبَا شِبْلٍ قَدْ صَلَّيْتَ خَمْسًا قَالَ كَلَّا مَا فَعَلْتُ قَالُوا بَلٰى قَالَ وَكُنْتُ فِی نَاحِيَةِ الْقَوْمِ وَأَنَا غُلَامٌ فَقُلْتُ بَلٰى قَدْ صَلَّيْتَ خَمْسًا قَالَ لِی وَأَنْتَ أَيْضًا يَا أَعْوَرُ تَقُولُ ذَاكَ قَالَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَانْفَتَلَ فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ قَالَ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ صَلّٰى بِنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ خَمْسًا فَلَمَّا انْفَتَلَ تَوَشْوَشَ الْقَوْمُ بَيْنَهُمْ فَقَالَ ((مَا شَأْنُكُمْ)) قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ هَلْ زِيدَ فِی الصَّلٰوةِ قَالَ لَا قَالُوا فَإِنَّكَ قَدْ صَلَّيْتَ خَمْسًا فَانْفَتَلَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ قَالَ ((إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ أَنْسٰى كَمَا تَنْسَوْنَ)) وَزَادَ ابْنُ نُمَيْرٍ فِی حَدِيثِهِ ((فَإِذَا نَسِیَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ))

← الواحد الصدوق فی الاذان والصلاة والصوم والفرائض والاحكام برقم (۷۲۴۹) وابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: اذا صلی خمسا برقم (۱۰۱۹) والترمذی فی (جامعه) فی الصلاة، باب: ما جاء فی سجدتی السهو بعد السلام والكلام برقم (۳۹۲) والنسائی فی (المجتبى) فی السهو، باب: ما يفعل من صلی خمسا ۳/ ۳۱ و ۳/ ۳۲ وابن ماجه فی (سننه) فی اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: من صلی الظهر خمسا وهو ساه برقم (۱۲۰۵) انظر (التحفة) برقم (۹۴۱۱)

[1282] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: اذا صلی خمسا برقم (۱۰۲۲) والنسائی فی (المجتبى) فی السهو، باب: ما يفعل من صلی خمسا ۳/ ۳۲ و ۳/ ۳۳۔ انظر (التحفة) برقم (۹۴۰۹)

[1283] تقدم تخريجه فی الحديث السابق برقم (۱۲۸۲)

[1283] ابراہیم بن سوید رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ علقمہ رضی اللہ عنہ نے ہمیں ظہر کی نماز پانچ رکعات پڑھا دیں تو جب اس نے سلام پھرا لوگوں نے کہا اے ابوشبل آپ نے تو پانچ رکعات پڑھا دی ہیں۔ اس نے کہا ہرگز میں نے یہ کام نہیں کیا لوگوں نے کہا کیوں نہیں اور میں لوگوں کے ایک طرف تھا اور میں نوجوان تھا تو میں نے کہا کیوں نہیں! آپ نے واقعی پانچ رکعات پڑھائی ہیں اس نے مجھے کہا اے عور تو بھی یہی کہتا ہے تو میں نے کہا، ہاں ابراہیم نے کہا تو پھر گئے اور دو سجدے کیے پھر سلام پھیرا اور پھر کہا عبد اللہ نے کہا ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ رکعات پڑھا دیں تو جب آپ پھرے لوگوں میں تشویش پیدا ہوئی تو آپ نے پوچھا: تمہیں کیا ہے لوگوں نے کہا اے اللہ کے رسول کیا نماز میں اضافہ ہو گیا ہے آپ نے فرمایا نہیں۔ لوگوں نے کہا تو آپ نے پانچ رکعات پڑھا دی ہیں تو آپ پھرے اور دو سجدے کیے پھر سلام پھرا اور پھر فرمایا نہیں بس تمھاری طرح بشر ہوں میں بھی بھول جاتا ہوں جیسے تم بھول جاتے ہو اور ابن نمیر نے اپنی حدیث میں یہ اضافہ کیا تو جب تم میں سے کوئی بھول جائے تو وہ دو سجدے کر لے۔

[1284] ۹۳-(..) و حَدَّثَنَاه عَوْنُ بْنُ سَلَّامٍ الْكُوفِيُّ قَالَ أَنَا أَبُو بَكْرٍ النَّهْشَلِيُّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْأَسْوَدِ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ صَلّٰى بِنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ خَمْسًا فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَزِيدَ فِي الصَّلٰوةِ قَالَ ((وَمَا ذَاكَ)) قَالُوا صَلَّيْتَ خَمْسًا قَالَ ((إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ أَذْكُرُ كَمَا تَذْكُرُونَ وَأَنْسٰى كَمَا تَنْسَوْنَ)) ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ

[1284] حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں پانچ رکعات پڑھا دیں تو ہم نے کہا اے اللہ کے رسول کیا نماز میں اضافہ کر دیا گیا ہے آپ نے پوچھا یہ کیا لوگوں نے کہا آپ نے پانچ رکعات پڑھائی ہیں آپ نے فرمایا: میں بھی بس تمھاری طرح بشر ہوں میں یاد رکھتا ہوں جس طرح تم یاد رکھتے ہو اور میں بھول جاتا ہوں جس طرح تم بھولتے ہوں میں پھر آپ نے بھولنے کے دو سجدے کیے۔

فوائد:...... ❶ ان احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ بشر تھے بقول علامہ سعیدی قرآن کریم سے قطعیت کے ساتھ جو معلوم ہے وہ یہ ہے کہ آپ نوع انسان سے مبعوث ہوئے آپ انسان کامل اور افضل البشر ہیں۔ (شرح صحیح مسلم: ج:۲،ص:۱۴۵) ❷ قرآن مجید میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر خود اطلاق ہوا ہے او بقول علامہ سعیدی اس میں کوئی شک نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علم و ہدایت کے اعتبار سے علی وجہ الکمال نور تھے اور یہ بھی کھلی

[1284] اخرجه البخاري في (صحيحه) في السهو، باب: ما يفعل من صلى خمسا (١٢٥٨) انظر (التحفة) برقم (٩١٧١)

حقیقت ہے کہ کفر، شرک اور جہالت کے اندھیروں کو دور کرنا انبیاء کا کام ہے اور یہ کہ افضل نور ہی ہے جو علم ہدایت کا نور ہے۔ (ج:۲،ص:۱۴۵) آپ کا علم وہدایت کے اعتبار سے نور ہونا، اس کا تو کوئی مسلمان بھی انکار نہیں کرسکتا۔ ❸ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ بھی بعض دفعہ بھول جاتے تھے، لیکن اس بھول کا تعلق بالاتفاق ان باتوں سے نہیں جو آپ کو امت تک پہنچانے کے لیے بتائی جاتی تھیں، رشد وہدایت کی تبلیغ کے بعد بھول کا امکان ہے، لیکن آپ بھول چوک پر قائم نہیں رہ سکتے تھے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آگاہ کردیا جاتا تھا، اگر آپ کو خود یاد نہیں آتا تھا یا کسی کی توجہ دلانے سے یاد نہیں آتا تھا انسانوں کے ساتھ نسیان میں مشابہت، محض بھول کے اعتبار سے ہے، جب کہ آدم علیہ السلام کے بارے میں آیا، نسی آدمی ونسیت ذریتہ، بھول آدم کی فطرت میں تھی، اس لیے ان کی اولاد بھی بھول جاتی ہے، لیکن بھول کے سبب وعلت کا یکساں ہونا لازم نہیں ہے اور نہ اس سے یہ لازم آتا ہے کہ ہماری بھول اور آپ کی بھول کی کیفیت یکساں ہے۔ لیکن یہ باتیں محض مبالغہ ہیں ہم قبلہ کے محتاج، ان کا خود قبلہ محتاج، ہم کسی سے نماز میں بات کریں تو نماز ٹوٹ جائے اور سرکار کسی نمازی سے نماز میں بات کریں تو نماز قائم رہے۔ کیونکہ اگر یہ صورت حال ہوتی تو جب آپ بیت المقدس کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے تھے تو بیت اللہ کی طرف رخ کرنے کے لیے بے تاب نہ ہوتے، نماز میں آپ کے سلام کا بلند آواز سے جواب مرحمت فرماتے، ان کا سوال کا جواب نماز کے اندر ہی دے دیتے، اگر آپ کے فضلات پاک ہوتے تو آپ لوگوں کو ان سے محروم نہ فرماتے، آپ سنگی لگواتے تھے تو لوگوں میں یہ خون تقسیم فرماتے تاکہ وہ اس کو پی لیں، پھر پاخانہ وپیشاب کسی برتن میں کرتے اور پھر اس کو تقسیم کر دیتے، یا کم از کم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لعاب اور وضو کے پانی کی طرح ان پر جھپٹتے اور ان کے احکام، عام انسانوں کے احکام سے الگ ہوتے، آپ کی طہارت ان سے متاثر نہ ہوتی۔ ❹ یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ اگر انسان ایک رکعت بھول کر زیادہ پڑھ لے تو اس کی نماز باطل نہ ہوگی اور نماز کے سلام کے بعد اگر مقتدی بتائیں اور اس سلسلہ میں کلام ہو تو پھر بھی نماز باطل نہیں ہوگی، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے خصوصی شاگرد علقمہ نے اس حدیث کا یہی مفہوم سمجھا اس لیے بات چیت کے بعد سلام سے پہلے دو سجدہ سہو ہی کیے۔ نئے سرے سے نماز نہیں پڑھی۔ امام مالک، امام شافعی، امام احمد رحمہم اللہ اور جمہور سلف کا یہی قول ہے۔ لیکن احناف کے نزدیک بقدر تشہد بیٹھنے کے بعد اٹھا ہے تو پھر سجدہ سہو کر کے سلام پھیرے گا، بشرطیکہ اس دوران گفتگو نہ کی، اگر چار رکعات کے بعد بیٹھا نہیں ہے اور پانچویں رکعت پڑھ لی تو پھر ایک اور رکعت پڑھ کر سلام پھیرے اور یہ چھ رکعات امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف کے نزدیک نفل نماز ہوگی اور امام محمد کے نزدیک یہ نماز نہیں ہوگی۔ ❺ اگر کوئی انسان بھول کر پانچویں رکعت شروع کردے تو دوسرے سجدے سے پہلے پہلے جہاں بھی پتہ چل جائے تشہد کے لیے بیٹھ جائے اور سجدہ سہو کر لے۔ ❻ سجدہ سہو کا طریقہ: نماز میں سہو کی حدیث میں پانچ صورتیں آئی ہیں: (۱) آپ دو

رکعت کے بعد تیسری رکعت کے لیے بیٹھے بغیر کھڑے ہو گئے۔ (۲) دو رکعت کے بعد سلام پھیر دیا۔ (۳) تین رکعت کے بعد سلام پھیر دیا۔ (۴) شک کی صورت میں سجدہ سہو کیا۔ (۵) پانچ رکعات پڑھانے کی صورت میں سجدہ کیا۔

سجدہ سہو کے طریقہ میں اختلاف ہے: (۱) امام داؤد ظاہری کے نزدیک صرف ان صورتوں میں سجدہ سہو کیا جائے گا، جہاں نبی اکرم ﷺ سے ثابت ہے اور اس طرح پہلے یا بعد میں کیا جائے گا جیسے آپ نے کیا تھا۔ بھول کی کسی اور صورت میں سجدہ نہیں کیا جائے گا۔ (۲) احناف کے نزدیک سجدہ سہو ہر صورت میں سلام سے پہلے ہوگا۔ یعنی تشہد پڑھنے کے بعد سلام پھیر کر سجدہ سہو کرے گا، پھر نئے سرے سے تشہد پڑھ کر، درود اور دعاؤں کے بعد سلام پھیرا جائے گا۔ (۳) مالکیہ کے نزدیک نماز میں اگر کمی واقع ہوئی مثلاً پہلا تشہد رہ گیا ہے تو سجدہ سہو سلام سے پہلے ہوں گے اگر نماز میں اضافہ ہوا، مثلاً تیسری رکعت کے بعد بیٹھ گیا ہے اور پھر اٹھا ہے تو سجدہ سہو بعد میں ہوں گے۔ (۴) حنابلہ کے نزدیک نبی اکرم ﷺ نے جس جگہ سلام سے پہلے سجدہ کیا ہے وہاں پہلے کیا جائے گا۔ اور جہاں بعد میں سجدہ کیا ہے وہاں بعد میں کیا جائے گا، اگر کوئی نئی صورت سامنے آ جائے تو پھر سجدہ سہو پہلے ہوں گے۔ (۵) امام اسحاق بن راہویہ کا نظریہ ہے آپ سے ثابت صورتوں میں امام احمد والا اور نئی صورت میں امام مالک والا ہے۔ سب سے بہتر طریقہ یہی ہے۔ اور ائمہ کا اختلاف بہتر اور اولیٰ طریقہ میں ہی ہے، جواز میں اختلاف نہیں ہے کہ سلام سے پہلے کر لے یا بعد میں، ہر صورت جائز ہے۔ اور عام آدمی کے لیے امام شافعی والا طریقہ ہی بہتر ہے۔ اکثر جگہ آپ نے پہلے ہی سجدے کیے ہیں اور بعد میں سلام پھیرا ہے جیسا کہ مذکورہ بالا احادیث میں گزر چکا ہے اور نماز میں بھول ایک دفعہ سے زائد دفعہ ہو تو بھی سجدے دو ہی کرنے ہوں گے۔

❼ ابراہیم بن سوید، علقمہ کے شاگرد تھے اور اسی وجہ سے انہیں یا اعور سے خطاب کیا۔ کیونکہ شاگرد استاد کی ایسی بات کو برا نہیں سمجھتا اگر کسی کو اس انداز سے تکلیف پہنچتی ہو تو پھر یہ طریقہ درست نہیں ہوگا الا یہ کہ اس کے بغیر اس کا پتہ نہ چلتا ہو جیسا کہ بعض راویوں کے ناموں کے ساتھ اعمش، اعرج وغیرہ آتا ہے۔

[1285] ٩٤-(. .) وحَدَّثَنَا مِنْجَابُ بْنُ الْحَارِثِ التَّمِيمِيُّ قَالَ انَا ابْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ صَلّٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَزَادَ أَوْ نَقَصَ قَالَ إِبْرَاهِيمُ وَالْوَهْمُ مِنِّي فَقِيلَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَزِيدَ فِي الصَّلَاةِ شَيْءٌ فَقَالَ ((إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ أَنْسَى كَمَا تَنْسَوْنَ فَإِذَا

[1285] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الصلاة، باب: اذا صلى خمسا برقم (١٠٢١) مختصرا۔ وابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: السهو في الصلاة (١٢٠٣) انظر (التحفة) برقم (٩٤٢٤)

نَسِيَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ)) ثُمَّ تَحَوَّلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ

[1285]۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھائی، اس میں اضافہ یا کمی کی (ابراہیم کا قول ہے یہاں وہم مجھے ہوا ہے) پوچھا گیا، اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا نماز میں اضافہ کر دیا گیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: میں بھی تمہاری طرح انسان ہوں، میں بھی بھول سکتا ہوں، جیسے تم بھولتے ہو تو جب تم میں سے کوئی بھول جائے تو وہ بیٹھے بیٹھے دو سجدے کر لے۔ پھر رسول اللہ ﷺ قبلہ رخ ہوئے اور دو سجدے کیے۔

[1286] ٩٥-(...) و حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا نَا أَبُو مُعَاوِيَةَ قَالَ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ نَا حَفْصٌ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ سَجَدَ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ بَعْدَ السَّلَامِ وَالْكَلَامِ

[1286]۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سجودِ سہو سلام وکلام (گفتگو) کے بعد کیے۔

فائدہ: ......اس حدیث سے یہ ثابت ہو رہا ہے نماز میں بھول جانے کی صورت میں، نماز کے بارے میں گفتگو سے نماز باطل نہیں ہوتی، کیونکہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حبشہ سے مدینہ واپسی نماز میں گفتگو کی اجازت ختم ہونے کے بعد ہوئی اور اس واقعہ میں وہ شریک تھے اور آپ نے گفتگو کرنے کے بعد سجدہ سہو کیے ہیں۔

[1287] ٩٦-(...) وحَدَّثَنِي الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّاءَ قَالَ نَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ الْجُعْفِيُّ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ صَلَّيْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَإِمَّا زَادَ أَوْ نَقَصَ قَالَ إِبْرَاهِيمُ وَايْمُ اللّٰهِ مَا جَاءَ ذَاكَ إِلَّا مِنْ قِبَلِي قَالَ فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَحَدَثَ فِي الصَّلٰوةِ شَيْءٌ فَقَالَ لَا قَالَ فَقُلْنَا لَهُ الَّذِي صَنَعَ فَقَالَ إِذَا زَادَ الرَّجُلُ أَوْ نَقَصَ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ قَالَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ

[1287]۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی آپ نے اضافہ یا کمی کی، ابراہیم کہتے ہیں، اللہ کی قسم یہ (وہم) میری ہی طرف سے ہے تو ہم نے کہا، اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا نماز کے بارے میں کوئی نیا حکم نازل ہوا ہے؟ آپ نے فرمایا: نہیں۔ تو ہم نے آپ کو آپ کے کیے سے آگاہ کیا تو آپ نے فرمایا: جب آدمی زیادتی یا کمی کر بیٹھے تو وہ دو سجدے کر لے اس کے بعد آپ نے دو سجدے کیے۔

[1286] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٢٨٥)

[1287] اخرجه الترمذي في (جامعه) في الصلاة، باب: ما جاء في سجدتي السهو بعد السلام والكلام برقم (٣٥٣) والنسائي في (المجتبى) في السهو، باب: سجدتي السهو بعد السلام والكلام ٣/ ٦٦ بمعناه۔ انظر (التحفة) برقم (٩٤٢٦)

[1288] ٩٧-(٥٧٣) حَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ عَمْرٌو نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ قَالَ نَا أَيُّوبُ قَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ سِيرِينَ يَقُولُ سَمِعْتُ

أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِحْدٰى صَلٰوتَيِ الْعَشِيِّ إِمَّا الظُّهْرَ وَإِمَّا الْعَصْرَ فَسَلَّمَ فِي رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ أَتٰى جِذْعًا فِي قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ فَاسْتَنَدَ إِلَيْهَا مُغْضَبًا وَفِي الْقَوْمِ أَبُوبَكْرٍ وَعُمَرُ فَهَابَا أَنْ يَتَكَلَّمَا وَخَرَجَ سَرَعَانُ النَّاسِ قُصِرَتِ الصَّلٰوةُ فَقَامَ ذُو الْيَدَيْنِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَقُصِرَتِ الصَّلٰوةُ أَمْ نَسِيتَ فَنَظَرَ النَّبِيُّ ﷺ يَمِينًا وَّشِمَالًا فَقَالَ مَا يَقُولُ ذُو الْيَدَيْنِ قَالُوا صَدَقَ لَمْ تُصَلِّ إِلَّا رَكْعَتَيْنِ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ وَسَلَّمَ ثُمَّ كَبَّرَ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ كَبَّرَ فَرَفَعَ ثُمَّ كَبَّرَ وَسَجَدَ ثُمَّ كَبَّرَ وَرَفَعَ قَالَ وَأُخْبِرْتُ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ أَنَّهُ قَالَ وَسَلَّمَ

[1288]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے دوپہر کی ایک نماز ظہر یا عصر پڑھائی اور دو رکعتوں پر سلام پھیر دیا، پھر مسجد کے سامنے گڑے ایک تنے کے ساتھ ٹیک لگا کر غصہ کی حالت میں کھڑے ہو گئے، لوگوں میں ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما موجود تھے، انہوں نے آپ کی ہیبت کی بنا پر گفتگو نہ کی۔ اور جلد باز لوگ نکل گئے (یہ سمجھتے ہوئے) کہ نماز میں کمی ہوگئی ہے تو ذوالیدین رضی اللہ عنہ نامی شخص کھڑا ہوا اور کہا، اے اللہ کے رسول! کیا نماز کم کر دی گئی ہے یا آپ بھول گئے ہیں؟ تو نبی اکرم ﷺ نے دائیں اور بائیں دیکھ کر فرمایا: ذوالیدین کیا کہہ رہا ہے؟ لوگوں نے کہا، سچ کہہ رہا ہے، آپ نے دو ہی رکعتیں پڑھی ہیں تو آپ نے دو رکعتیں (اور) پڑھ کر سلام پھیر دیا پھر اللہ اکبر کہہ کر سجدہ کیا، پھر اللہ اکبر کہہ کر سر اٹھایا، پھر اللہ اکبر کہہ کر سجدہ کیا، پھر اللہ اکبر کہہ کر سجدہ سے اٹھے، محمد بن سیرین کہتے ہیں، عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی طرف سے مجھے بتایا گیا اس کے بعد آپ نے سلام پھیرا۔

[1289] ٩٨-(..) حَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ قَالَ نَا حَمَّادٌ قَالَ نَا أَيُّوبُ عَنْ مُحَمَّدٍ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ صَلّٰى بِنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِحْدٰى صَلٰوتَيِ الْعَشِيِّ بِمَعْنٰى حَدِيثِ سُفْيَانَ

[1288] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (١٤٤٣٩)

[1289] اخرجه ابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: السهو في السجدتين برقم (١٠٠٨) وبرقم (١٠١١) انظر (التحفة) وبرقم (١٤٤١٥)

[1289]۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے دوپہر کی ایک نماز پڑھائی، سفیان کے ہم معنی حدیث سنائی۔

مفردات الحدیث ❶ العَشِیّ: سورج کے ڈھلنے سے غروب تک کے وقت کو کہتے ہیں، جس میں ظہر اور عصر کی نمازیں آتی ہیں۔ ❷ استند الیھا، اس پر ٹیک لگائی، اس کے سہارے پر کھڑے ہوئے۔ ❸ جِذْع، درخت کا تنا، مقصود درخت کی لکڑی ہے، اس لیے ضمیر مونث لوٹائی ہے جب کہ جذع مذکر ہے۔ ❹ سَرَعَان الناس: جلد باز، مسجد سے جلدی نکلنے والے لوگ، بعض حضرات نے اس کو سُرْعان پڑھا ہے۔ اور یہ سَرِیع کی جمع ہے، جلدی کرنے والا۔ ❺ قُصِرتْ کم کردی گئی ہے۔ قَصُرتْ کم ہوگئی ہے۔ ❻ ذوالیدین لمبے ہاتھ والا۔

[1290] ٩٩-(...) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ دَاوُدَ بْنِ الْحُصَيْنِ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ مَوْلَى ابْنِ أَبِي أَحْمَدَ أَنَّهُ قَالَ سَمِعْتُ

أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ صَلَّى لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ صَلٰوةَ الْعَصْرِ فَسَلَّمَ فِي رَكْعَتَيْنِ فَقَامَ ذُو الْيَدَيْنِ فَقَالَ أَقُصِرَتْ الصَّلٰوةُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَمْ نَسِيتَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((كُلُّ ذٰلِكَ لَمْ يَكُنْ)) فَقَالَ قَدْ كَانَ بَعْضُ ذٰلِكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَأَقْبَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ ((أَصَدَقَ ذُو الْيَدَيْنِ)) فَقَالُوا نَعَمْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَأَتَمَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مَا بَقِيَ مِنَ الصَّلٰوةِ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ بَعْدَ التَّسْلِيمِ

[1290]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے عصر کی نماز پڑھائی۔ اور دو رکعتوں پر سلام پھیر دیا تو ذوالیدین رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر پوچھا، اے اللہ کے رسول! نماز کم کر دی گئی ہے یا آپ ہی بھول گئے ہیں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دونوں کام نہیں ہوئے۔ تو اس نے عرض کیا، ایک کام تو ہوا ہے، اے اللہ کے رسول ﷺ! رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر پوچھا: کیا ذوالیدین سچ کہہ رہا ہے؟ انہوں نے کہا ہاں اے اللہ کے رسول! تو رسول اللہ ﷺ نے باقی ماندہ نماز پوری کی، پھر دو سجدے سلام پھیرنے کے بعد بیٹھے بیٹھے کیے۔

فائدہ:...... نبی اکرم ﷺ نے ذوالیدین رضی اللہ عنہ کے جواب میں فرمایا: کل ذالك لم يكن دونوں کام ہی نہیں ہوئے اور بخاری میں آیا ہے: لم تقصر ولم انس، نہ نماز کم ہوئی ہے اور نہ ہی میں بھولا ہوں، اس لیے ذوالیدین نے کہا، قد كان بعض ذالك، کچھ تو ہو چکا ہے، اس سے اس قاعدہ کی تائید ہوتی ہے کہ اگر کل کا

[1290] اخرجه النسائي في (المجتبى) في السهو باب: ما يفعل من سلم من ركعتين ناسيا وتكلم برقم (١٢٢٥) انظر (التحفة) برقم (١٤٩٤٤)

لفظ کان منفی سے پہلے آئے تو ہر ہر فرد کی نفی ہوتی ہے۔اور بعد میں آئے (لم يكن كل ذالك) تو مجموعہ یعنی سب کی نفی ہوتی ہے، یعنی دونوں کام نہیں ہوئے، ایک ہوا ہے۔اور آپ کا یہ فرمانا کہ کوئی کام نہیں ہوا، نہ نماز کم ہوئی اور نہ میں بھولا ہوں۔ اپنے نقطہ نظر سے ہے کیونکہ آپ کا تصور یہی تھا، میں نے نماز چار رکعات ہی پڑھائی ہے، اس لیے اگر کوئی انسان اپنے تصور کی رو سے صحیح سمجھتے ہوئے واقعہ کے خلاف کہہ دے تو اس کو جھوٹا قرار نہیں دیا جائے گا۔

[1291] (. .) و حَدَّثَنِي حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ قَالَ نَا هَارُونُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ الْخَزَّازُ قَالَ نَا عَلِيٌّ وَهُوَ ابْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ نَا يَحْيٰى قَالَ نَا أَبُو سَلَمَةَ قَالَ

حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ مِنْ صَلٰوةِ الظُّهْرِ ثُمَّ سَلَّمَ فَأَتَاهُ رَجُلٌ مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَقُصِرَتِ الصَّلٰوةُ أَمْ نَسِيتَ وَسَاقَ الْحَدِيثَ

[1291] حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ظہر کی دو رکعتیں پڑھیں، پھر سلام پھیر دیا تو آپ کے پاس سلیم قبیلہ کا ایک آدمی آیا اور پوچھا، اے اللہ کے رسول! نماز کم کر دی گئی ہے یا آپ بھول گئے ہیں؟ پھر مذکورہ حدیث بیان کی۔

[1292] ۱۰۰۔(. .) و حَدَّثَنِي إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ انَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ مُوسٰى عَنْ شَيْبَانَ عَنْ يَحْيٰى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ بَيْنَا أَنَا أُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ ﷺ صَلٰوةَ الظُّهْرِ سَلَّمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ فَقَامَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ وَاقْتَصَّ الْحَدِيثَ

[1292]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کہ میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ظہر کی نماز پڑھ رہا تھا، رسول اللہ ﷺ نے دو رکعتوں پر سلام پھیر دیا تو سلیم خاندان کا ایک آدمی کھڑا ہوا، آگے مذکورہ بالا حدیث بیان کی۔

فائدہ:......اس حدیث سے معلوم ہوا، اس نماز میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بذات خود شریک تھے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی آمد ۷ ہجری میں ہے اور نماز میں بولنے کی اجازت بہت پہلے ختم ہو چکی تھی، اس لیے ثابت ہوا، اگر امام نماز میں بھول جائے اور مقتدی اس سلسلہ میں اس کے ساتھ گفتگو کریں تو اس سے نماز باطل نہیں ہوتی۔ گفتگو کے بعد بھول کر رہ جانے والے نماز پڑھی جائے گی اور سجدہ سہو کر لیے جائیں گے، نئے سرے سے نماز پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے، جبکہ احناف کے نزدیک نماز نئے سرے سے پڑھی جائے گی۔

[1291] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (١٥٤٠٨)
[1292] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (١٥٣٧٦)

مفردات الحدیث ☆ اقتص الحدیث وساق الحدیث، حدیث بیان کی، اس کو پورا کیا۔

[1293] ١٠١ ـ(٥٧٤) وحَدَّثَنا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُلَيَّةَ قَالَ زُهَيْرٌ نَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ خَالِدٍ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَبِي الْمُهَلَّبِ

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ صَلَّى الْعَصْرَ فَسَلَّمَ فِي ثَلَاثِ رَكَعَاتٍ ثُمَّ دَخَلَ مَنْزِلَهُ فَقَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ الْخِرْبَاقُ وَكَانَ فِي يَدَيْهِ طُولٌ فَقَالَ يَارَسُولَ اللّٰهِ فَذَكَرَ لَهُ صَنِيعَهُ وَخَرَجَ غَضْبَانَ يَجُرُّ رِدَآءَهُ حَتَّى انْتَهٰى إِلَى النَّاسِ فَقَالَ ((أَصَدَقَ هٰذَا)) قَالُوا نَعَمْ فَصَلّٰى رَكْعَةً ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ

[1293] ـ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عصر کی نماز پڑھائی اور تین رکعات پر سلام پھیر دیا، پھر اپنے گھر جانے لگے تو آپ کے پاس ایک آدمی آیا، جسے خرباق کہا جاتا تھا اور اس کے ہاتھ لمبے تھے، اس نے کہا اے اللہ کے رسول! اور آپ کو آپ کا کیا ہوا بتایا تو آپ غصہ کی حالت میں چادر کھینچتے ہوئے نکلے، حتیٰ کہ لوگوں کے پاس آ گئے۔ اور پوچھا: کیا یہ سچ کہہ رہا ہے؟ لوگوں نے کہا: ہاں۔ تو آپ نے ایک رکعت پڑھائی اور سلام پھیر دیا، پھر دو سجدے (سہو کے لیے) کیے، پھر سلام پھیرا۔

فائدہ :...... حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی روایت سے بھی یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ نماز کی اصلاح و درستگی کے بارے میں کی گئی گفتگو سے پہلی نماز باطل نہیں ہوتی، صرف رہ جانے والی نماز پڑھنی پڑتی ہے۔

[1294] ١٠٢ ـ(. .) وحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ نَا عَبْدُالْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ قَالَ نَا خَالِدٌ وَهُوَ الْحَذَّآءُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَبِي الْمُهَلَّبِ

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ الْحُصَيْنِ قَالَ سَلَّمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي ثَلَاثِ رَكَعَاتٍ مِنَ الْعَصْرِ ثُمَّ قَامَ فَدَخَلَ الْحُجْرَةَ فَقَامَ رَجُلٌ بَسِيطُ الْيَدَيْنِ فَقَالَ أَقُصِرَتِ الصَّلٰوةُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَخَرَجَ مُغْضَبًا فَصَلَّى الرَّكْعَةَ الَّتِي كَانَ تَرَكَ ثُمَّ سَلَّمَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيِ السَّهْوِ ثُمَّ سَلَّمَ

[1294] ـ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عصر کی تیسری رکعت کے بعد سلام

[1293] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: السهو فی السجدتین برقم (١٠١٨) والنسائی فی (المجتبی) فی السهو، باب: ذكر الاختلاف مع ابی هريره فی السجدتين ٣/ ٦ وفی باب السلام بعد سجدتی السهو ٣/ ٢٦۔ وابن ماجه فی (سننه) فی اقامة الصلاة والسنة فيها۔ باب فيمن سلم من ثنتين او ثلاث برقم (١٢١٥) انظر (التحفة) برقم (١٠٨٨٢)

[1294] تقدم تخريجه فی الحديث السابق برقم (١٢٩٣)

پھیر دیا، پھر اٹھ کر کمرہ میں داخل ہونے لگے تو کھلے ہاتھوں والا آدمی کھڑا ہوا اور کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! کیا نماز کم کر دی گئی ہے؟ تو آپ ﷺ غصہ کی حالت میں نکلے اور وہ رکعت جو چھوڑ دی تھی پڑھائی پھر سلام پھیر دیا پھر بھول کے لیے دو سجدے کیے پھر سلام پھیرا۔

٢١...... بَاب: سُجُودِ التِّلاَوَةِ

باب ٢١: تلاوت کے لیے سجدہ کرنا یا سجود تلاوت (تلاوت کے سجدے)

[1295] ١٠٣ ـ(٥٧٥) حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَعُبَيْدُاللهِ بْنُ سَعِيدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى كُلُّهُمْ عَنْ يَحْيَى الْقَطَّانِ قَالَ زُهَيْرٌ نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِاللهِ قَالَ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ فَيَقْرَأُ سُورَةً فِيهَا سَجْدَةٌ فَيَسْجُدُ وَنَسْجُدُ مَعَهُ حَتّٰى مَا يَجِدُ بَعْضُنَا مَوْضِعًا لِمَكَانِ جَبْهَتِهٖ

[1295]۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ قرآن مجید کی تلاوت فرمایا کرتے تھے تو آپ سجدہ والی سورت کی تلاوت فرماتے اور سجدہ کرتے، ہم بھی آپ کے ساتھ سجدہ کرتے، حتیٰ کہ (بھیڑ کی وجہ سے) ہم میں سے بعض کو پیشانی رکھنے کے لیے جگہ نہ ملتی تھی۔

[1296] ١٠٤ ـ(. . .) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ قَالَ نَا عُبَيْدُاللهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ رُبَّمَا قَرَأَ رَسُولُ اللهِ ﷺ الْقُرْآنَ فَيَمُرُّ بِالسَّجْدَةِ فَيَسْجُدُ بِنَا حَتّٰى ازْدَحَمْنَا عِنْدَهٗ حَتّٰى مَا يَجِدُ أَحَدُنَا مَكَانًا لِيَسْجُدَ فِيهِ فِي غَيْرِ صَلٰوةٍ

[1296]۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ بسا اوقات رسول اللہ ﷺ قرآن کی تلاوت کرتے، سجدہ والی آیت سے گزرتے اور ہمارے ساتھ سجدہ کرتے۔ حتیٰ کہ آپ ﷺ کے پاس ہماری بھیڑ لگ جاتی، حتیٰ کہ نماز کے بغیر ہی ہم میں سے بعض کو سجدہ کرنے کے لیے جگہ نہ ملتی۔

[1297] ١٠٦ ـ(٥٧٧) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَا نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا

[1295] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی سجود القرآن، باب: من سجد لسجود القارئ برقم (١٠٧٥) وفی باب: من لم یجد موضعا للسجود من الزحام برقم (١٠٧٩) وابو داود فی (سننه) باب: فی الرجل یسمع السجدة وهو راكب او فی غیر الصلاة برقم (١٤١٢) انظر (التحفة) برقم (٨١٤٤)

[1296] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٨٠٩٦)

[1297] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی سجود القرآن، باب: ما جاء فی سجود القرآن وسنتها ←

شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ قَالَ سَمِعْتُ الْأَسْوَدَ يُحَدِّثُ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهُ قَرَأَ وَالنَّجْمِ فَسَجَدَ فِيهَا وَسَجَدَ مَنْ كَانَ مَعَهُ غَيْرَ أَنَّ شَيْخًا أَخَذَ كَفًّا مِنْ حَصًى أَوْ تُرَابٍ فَرَفَعَهُ اِلٰى جَبْهَتِهٖ وَقَالَ يَكْفِينِي هٰذَا قَالَ عَبْدُاللّٰهِ لَقَدْ رَاَيْتُهُ بَعْدُ قُتِلَ كَافِرًا

[1297]۔حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے سورۃ النجم کی تلاوت کی اور اس میں سجدہ کیا اور آپ کے ساتھ تمام حاضرین نے سجدہ کیا، صرف ایک بوڑھے نے کنکریوں یا مٹی کی ایک مٹھ بھر کر اپنی پیشانی سے لگائی اور کہا میرے لیے یہی کافی ہے، عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میں نے اس کو (یعنی امیہ بن خلف) کفر کی حالت میں قتل ہوتے دیکھا۔

فوائد:...... ❶ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آغاز میں مشرکین مکہ بھی بعض دفعہ قرآن مجید کی تلاوت سن لیتے تھے، آپ نے جب سورۃ النجم کی تلاوت کی جس میں، لات ومنات اور عزیٰ کا تذکرہ ہے تو وہ اس پر بہت شاداں وفرحاں ہوئے اور جب آپ نے آخر میں سجدہ کیا تو امیہ کے سوا تمام موجود مشرکین نے بھی مسلمانوں کے ساتھ سجدہ کیا اور لوگوں میں یہ بات مشہور ہوگئی کہ مشرکین مکہ مسلمان ہوگئے ہیں۔

❷ جس وقت سورۃ والنجم میں آپ نے سجدہ کیا تو تمام حاضرین نے آپ کے ساتھ سجدہ کیا اور یہ ظاہر بات ہے، وہ تمام باوضو نہیں ہوں گے، اس لیے سجدہ تلاوت کے لیے وضو کو لازم ٹھہرانا جب کہ یہ سننے والے کے ذمہ بھی ہے، درست نہیں ہے۔ الا یہ کہ یہ شرط لگائی جائے کہ قرآن مجید کی تلاوت اور سماع وضو کے بغیر نہیں ہوسکتا، حالانکہ زبانی تلاوت بالاتفاق وضو کے بغیر جائز ہے، اختلاف قرآن مجید کو ہاتھ لگا کر پڑھنے کی صورت میں ہے۔ ❸ سورۃ النجم سن کر مشرکین مکہ نے کیوں سجدہ کیا؟ تو بقول قاضی عیاض رحمہ اللہ کے اس کا سبب یہ ہے، یہ قرآن مجید کی پہلی صورت ہے جس میں سجدہ آتا ہے، لیکن سوال یہ ہے اس کا مشرکین پر کیا اثر صحیح بات یہی ہے کہ وہ اس سورۃ میں اپنے معبودوں کا ذکر سن کر خوش ہوں گے، مزید برآں اس وقت شیطان نے تلك الغرانيق العلىٰ وان شفاعتهن لترتجى کے الفاظ بھی کہہ ڈالے، یہ بلند مرتبہ دیویاں ہیں، جن کی سفارش کی امید کی جاسکتی ہے۔ جیسا کہ علامہ ہیثمی نے طبرانی سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے افرايتم اللات والعزى ومناة الثالثة الاخرى،

← برقم (١٠٦٧) وفي باب سجدة النجم برقم (١٠٧٠) وفي مناقب الانصار باب: ما لقى النبي ﷺ واصحابه من المشركين بمكة برقم (٣٨٥٣) وفي المغازي، باب: قتل ابى جهل برقم (٣٩٧٢) وفي التفسير، باب ﴿فاسجدوا لله واعبدوا﴾ برقم (٤٨٦٣) وابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: من راى فيها السجود برقم (١٤٠٦) والنسائي في (المجتبى) في الافتتاح، باب: السجود في (النجم) ٢/ ١٦٠ مختصراً۔ انظر (التحفة) برقم (٩١٨٠)

کی تلاوت کی۔ تو القى الشيطان عند ذالك ذكر الطواغيت، شیطان نے اس وقت بتوں کا تذکرہ کر ڈالا۔ یہ ایک کھلی حقیقت کہ ان کلمات کا رسول اللہ ﷺ کی زبان مبارک پر جاری ہونے کا امکان نہیں ہے۔ نقل وعقل کی کسی رو سے بھی یہ جائز نہیں ہے، لیکن شیطان کا ان الفاظ کو کہہ ڈالنا، اس میں ناممکن ہونے والی کوئی بات نہیں ہے۔ اس کی تائید کے لیے تفسیر طبری سورہ حج کی آیات ۵۲ تا ۵۴ دیکھیے۔ جنگ بدر میں قرآن کی تصریح کے مطابق اس نے مشرکین مکہ کو کہا تھا، لا غالب لكم اليوم من الناس، آج تم پر کوئی لوگ غالب نہیں آ سکتے، وانی جار لكم، میں تمہارا معاون ومددگار ہوں، اس طرح شیطان نے جنگ احد میں بخاری شریف کی روایت کے مطابق، آپس میں ٹکرا دیا تھا اور خود قرآن مجید میں موجود ہے کہ رسول ﷺ جب تلاوت فرماتے، القى الشيطان فى امنيته فينسخ الله ما يلقى الشيطان، ثم يحكم الله آياته کہ شیطان اس کی تلاوت میں کچھ ڈالتا ہے، اللہ تعالیٰ شیطان کے ڈالے ہوئے کو ختم کر ڈالتا ہے اور اپنی آیات کو محکم کرتا ہے، آگے فرمایا ليجعل ما يلقى الشيطان فتنة للذين فى قلوبهم مرض، تاکہ اللہ شیطان کے ڈالے ہوئے کو جن کے دلوں میں روگ ہے آزمائش وابتلا کا باعث بنائے۔ اگر شیطان کچھ ڈال نہیں سکتا تو پھر اللہ تعالیٰ دور یا ختم کس چیز کو کرتا ہے اور اپنی آیات کو محکم کس چیز سے کرتا ہے؟ جن کے دلوں میں بیماری (کفر ونفاق) ہے ان کے لیے امتحان کس چیز کا ہوتا ہے۔ لیکن ان آیات مبارکہ سے یہ چیز بھی ثابت ہو رہی ہے کہ شیطان کے بول سے صرف کافر ومنافق ہی متاثر ہو سکتے ہیں، اس لیے یہ کہنا کہ اس سے تو تمام شریعت سے اعتماد اٹھ جائے گا کیونکہ ہو سکتا ہے کہ ہم تک صحابہ کی روایت سے جو احکام پہنچے ہیں، وہ آپ کا فرمان نہ ہوں بلکہ شیطان کا کہا ہوا ہو بے محل ہے، کیونکہ یہ تو تب ممکن تھا اگر اللہ تعالیٰ اس سے آگاہ نہ فرماتا یا اہل ایمان اس سے متاثر ہو کر اس کو قبول کر لیتے۔ سورۃ حج کی آیات ۵۲ تا ۵۴ وقت غور سے پڑھ لی جائیں تو بات بالکل واضح ہو جاتی ہے۔ ان آیات کی تفسیر کے لیے دیکھیے۔ (فتح البیان، ج:۴، ص: ۴۱۶-۴۱۷)

علامہ آلوسی نے شیخ ابو منصور ماتریدی کا یہ قول نقل کیا ہے کہ صحیح بات یہ ہے کہ شیطان نے اپنے زندیق اور بے دین چیلوں کے دلوں میں تلك الغر انيق العلى کا وسوسہ ڈالا، تاکہ وہ ضعیف مسلمانوں کو دین کے بارے میں شک و شبہ میں مبتلا کریں۔ (روح المعانی، ج:۱، ص:۲۳۰) امام ابو بکر جصاص حنفی کا قول دیکھئے احکام القرآن امام جصاص، ج:۳، ص:۳۲۱) امام ابو بکر ابن العربی مالکی کا قول دیکھئے احکام القرآن امام ابن العربی، ج:۳، ص:۳۰۳) (تفسیر الطبری، ج:۹، ص:۱۷۸) مکتبہ دار الکتاب العلمیہ بیروت ہے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ یہ کلمات نبی اکرم ﷺ کی زبان پر جاری نہیں ہوئے ((ان الشيطان اوقع فى مسامع المشركين ذالك من دون ان تيكلم به رسول الله)) میں نے جو معنی کیا ہے، اسے علامہ جریر طبری، امام ابو بکر جصاص حنفی، امام ابو بکر ابن العربی مالکی، حافظ ابن تیمیہ، ابن حجر وحزم نے تسلیم کیا ہے لیکن اکثر ائمہ نے اس واقعہ کو تسلیم نہیں کیا، اس پر کچھ

اعتراضات کیے ہیں، لیکن ہم تفصیلات میں نہیں جا سکتے، اس لیے ان کے جوابات نہیں لکھ سکتے، وہ سب تب وارد ہیں اگر اس بات کو تسلیم کیا جائے کہ یہ کلمات آپ کی زبان سے جاری ہوئے اور ہم بتا چکے ہیں، یہ صورت ناممکن ہے۔ (جدید دور کے کسی محدث یا مفسر نے اس واقعہ کو تسلیم نہیں کیا) جن لوگوں نے تردید کی ہے اس واقعہ کی آپ کی زبان پر جاری کرتے ہیں علامہ البانی ﷫ نے اسی بنیاد پر اس کی تردید پر ایک مستقل رسالہ لکھا ہے۔

[1298] ١٠٦ ـ (٥٧٧) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَيَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَابْنُ حُجْرٍ قَالَ يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَنَا وَقَالَ الْآخَرُونَ نَا إِسْمَعِيلُ وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ خُصَيْفَةَ عَنِ ابْنِ قُسَيْطٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَأَلَ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ عَنِ الْقِرَائَةِ مَعَ الْإِمَامِ فَقَالَ لَا قِرَائَةَ مَعَ الْإِمَامِ فِي شَيْءٍ وَزَعَمَ أَنَّهُ قَرَأَ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ وَالنَّجْمِ إِذَا هَوٰى فَلَمْ يَسْجُدْ

[1298]۔ حضرت عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ میں نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے، امام کے ساتھ قراءت کرنے کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے کہا، امام کے ساتھ کچھ نہ پڑھے۔ اور کہا، اس نے (زید رضی اللہ عنہ) رسول اللہ ﷺ کے سامنے والنجم اذا ھوی پڑھی، آپ ﷺ نے سجدہ نہ کیا۔

فوائد: ...... ❶ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سورۃ فاتحہ سے زائد قراءت کا انکار کر رہے ہیں، کیونکہ اگر ان کا مقصد ہر قسم کی قراءت مراد ہو یعنی فاتحہ ہو یا اس کے سوا تو پھر یہ رسول اللہ ﷺ کے فرمان کہ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی کے منافی ہوگی۔ اس لیے صحیح احادیث کے مقابلہ میں ان کا قول نظر انداز کر دیا جائے گا۔ ❷ سجدہ تلاوت امام مالک، امام شافعی، امام احمد ﷭ اور جمہور سلف کے نزدیک سنت ہے، اس لیے آپ نے بعض دفعہ سجدہ تلاوت نہیں کیا، امام ابوحنیفہ ﷫ کے نزدیک یہ واجب ہے فرض نہیں ہے اور احناف کی طرف سے جو دلائل دیے جاتے ہیں ان سے وجوب ثابت نہیں ہوتا۔ فاسجدوا لله واعبدوا، سے جو وجوب ثابت کیا جاتا ہے وہ بھی صحیح نہیں کیونکہ اس کے مخاطب مسلمان نہیں ہیں، پھر عجیب بات یہ ہے کہ احناف نماز میں رکوع کو ہی (اگر تین آیات کی تلاوت کے بعد کر لیا جائے) سجدہ تلاوت کی جگہ کافی سمجھتے ہیں اور اگر نماز میں سجدہ تلاوت ادا کرنے سے رہ جائے تو ساقط قرار دیتے ہیں۔ (شرح صحیح مسلم: ۲/۱۵۴) کیا جو چیز واجب ہے وہ رہ جائے تو ساقط ہو جاتی ہے، احناف کے نزدیک واجب کا درجہ فرض سے کم ہے، وہ فرض اور واجب میں فرق کرتے ہیں، باقی ائمہ کے نزدیک فرض وواجب میں کوئی فرق نہیں ہے۔

[1298] اخرجه البخاري في (صحيحه) في سجود القرآن، باب: من قرأ السجدة ولم يسجد برقم (١٠٧٢) (١٠٧٣) مختصرا۔ وابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: لم ير السجود في المفصل برقم (١٤٠٤) والترمذي في (جامعه) في الصلاة، باب: من لم يسجد فيه برقم (٥٧٦) والنسائي في (المجتبى) وفي الافتتاح، باب: ترك السجود في النجم ٢/ ١٦٠ ـ انظر (التحفة) برقم (٣٧٣٣)

[1299] ۱۰۷ـ(۵۷۸) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ يَزِيدَ مَوْلَى الْأَسْوَدِ بْنِ سُفْيَانَ

عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَرَأَ لَهُمْ إِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ فَسَجَدَ فِيهَا فَلَمَّا انْصَرَفَ أَخْبَرَهُمْ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ سَجَدَ فِيهَا

[1299] ۔حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ان کے سامنے سورۃ اذا السماء انشقت پڑھی اوراس میں سجدہ کیا اور سلام پھیرنے کے بعد انہیں بتایا، رسول اللہ ﷺ نے اس سورۃ میں سجدہ کیا تھا۔

[1300] (..) وحَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسَى قَالَ أَنَا عِيسَى عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ قَالَ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ نَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ هِشَامٍ كِلَاهُمَا عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ

[1300] امام صاحب دواور اساتذہ سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

[1301] ۱۰۸ـ(..) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ قَالَانَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ مُوسَى عَنْ عَطَآءِ بْنِ مِينَآءَ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَجَدْنَا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي إِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ وَاقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ

[1301] ۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ، اذا السماء انشقت اور اقراء باسم ربك میں سجدہ کیا۔

[1299] اخرجه النسائى فى الافتتاح ، باب السجود فى ﴿اذا السماء انشقت﴾ ۲/ ۱۶۱ـ انظر (التحفة) برقم (۱۴۹۶۹)

[1300] طريق ابراهيم بن موسى تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۱۵۳۹۵) وطريق محمد بن المثنى اخرجه البخارى فى كتاب: سجود القرآن ، باب : سجدة ﴿اذا السماء انشقت﴾ برقم (۱۰۷۴) انظر (التحفة) برقم (۱۵۴۳۶)

[1301] اخرجه ابو داود فى (سننه) فى الصلاة فى باب السجود فى ﴿اذا السماء انشقت﴾ و (اقرا) برقم (۱۴۰۷) والترمذى فى (جامعه) فى الصلاة ، باب ما جاء فى السجدة فى ﴿اقرا باسم ربك الذى خلق﴾ و ﴿اذا انشقت﴾ برقم (۵۷۳) والنسائى فى (المجتبى) فى الافتتاح ، باب: السجود فى ﴿اقرا باسم ربك﴾ ۲/ ۱۶۲ وابن ماجه فى (سننه) فى اقامة الصلاة والسنة فيها باب: عدد سجود القران برقم (۱۰۵۸) انظر (التحفة) برقم (۱۴۲۰۶)

فائدہ:...... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ۷ ہجری میں مسلمان ہوئے ہیں اور انہوں نے مفصل سورتوں میں سے دو کے سجدہ کا تذکرہ کیا ہے، جو اس بات کی دلیل ہے کہ ان سورتوں میں بھی سجدہ کیا جائے گا، امام مالک کے نزدیک قرآن مجید میں گیارہ سجدے ہیں۔ وہ سورۃ صٓ اور سورۃ النجم، انشقاق اور اقراء میں سجدہ نہیں مانتے۔ امام شافعی کے نزدیک چودہ سجدے ہیں، وہ بھی سورۂ ص کا سجدہ نہیں مانتے اور سورۂ حج میں دو سجدے مانتے ہیں، امام ابوحنیفہ کے نزدیک بھی چودہ سجدے ہیں، وہ سورۂ ص کا سجدہ مانتے ہیں اور سورۂ حج میں ایک سجدہ سمجھتے ہیں، امام احمد اور محدثین کے نزدیک پندرہ سجدے ہیں، وہ سب کو تسلیم کرتے ہیں۔

[1302] ١٠٩-(. . .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ قَالَ نَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجِ مَوْلَى بَنِي مَخْزُومٍ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ سَجَدَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي إِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ وَاقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ

[1302] حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اذا السماء انشقت اور اقراء باسم ربك میں سجدہ کیا۔

[1303] (. .) وحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ نَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي جَعْفَرٍ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مِثْلَهُ

[1303] امام صاحب ایک اور استاد سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

[1304] ١١٠-(. .) و حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِالْاَعْلٰى قَالَ نَا الْمُعْتَمِرُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ بَكْرٍ

عَنْ أَبِي رَافِعٍ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ صَلٰوةَ الْعَتَمَةِ فَقَرَأَ إِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ فَسَجَدَ فِيهَا فَقُلْتُ لَهُ مَا هٰذِهِ السَّجْدَةُ فَقَالَ سَجَدْتُ بِهَا خَلْفَ أَبِي الْقَاسِمِ ﷺ فَلَا أَزَالُ أَسْجُدُ بِهَا حَتّٰى أَلْقَاهُ و قَالَ ابْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى فَلَا أَزَالُ أَسْجُدُهَا

[1302] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (١٣٥٩٨) و برقم (١٣٦٥٦)

[1303] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (١٣٩٤٦)

[1304] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الاذان، برقم (٧٦٦) وفی باب القراة فی العشاء بالسجدة برقم (٧٦٨) وفی سجود القرآن، برقم (١٠٧٨) وابو داود فی الصلاة، برقم (١٤٠٨) واخرجه النسائی فی كتاب الافتتاح، برقم (٩٦٧) بنحوه- انظر (التحفة) برقم (١٤٦٤٩)

[1304] ۔حضرت ابو رافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھی، انہوں نے اذا السماء انشقت کی تلاوت کی اور اس میں سجدہ کیا، میں نے پوچھا، یہ سجدہ کیسا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا، میں نے اس میں ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سجدہ کیا ہے، اس لیے میں اس میں ہمیشہ سجدہ کرتا رہوں گا یہاں تک کہ ان سے جاملوں (فوت ہو جاؤں) ابن عبدالاعلیٰ نے کہا: میں ہمیشہ یہ سجدہ کرتا رہوں گا۔

[1305] (. .) حَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ قَالَ نَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ قَالَ ح و حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ قَالَ نَا يَزِيدُ يَعْنِي ابْنَ زُرَيْعٍ قَالَ ح و حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ قَالَ نَا سُلَيْمُ بْنُ أَخْضَرَ كُلُّهُمْ

عُمْرٌو النَّاقِدُ عَنِ التَّيْمِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّهُمْ لَمْ يَقُولُوا خَلْفَ أَبِي الْقَاسِمِ صلی اللہ علیہ وسلم

[1305] امام صاحب تین اور استادوں سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں لیکن انہوں نے حلف ابی القاسم صلی اللہ علیہ وسلم نہیں کہا۔

[1306] ١١١ ۔(. .) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَانَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِي مَيْمُونَةَ

عَنْ أَبِي رَافِعٍ قَالَ رَأَيْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَسْجُدُ فِي إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ فَقُلْتُ تَسْجُدُ فِيهَا فَقَالَ نَعَمْ رَأَيْتُ خَلِيلِي صلی اللہ علیہ وسلم يَسْجُدُ فِيهَا فَلَا أَزَالُ أَسْجُدُ فِيهَا حَتَّى أَلْقَاهُ قَالَ شُعْبَةُ قُلْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ نَعَمْ

[1306] ۔حضرت ابورافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو اذا السماء انشقت میں سجدہ کرتے دیکھا تو میں نے پوچھا آپ اس میں سجدہ کرتے ہیں؟ انہوں نے کہا، ہاں، میں نے اپنے خلیل (دوست صلی اللہ علیہ وسلم) کو اس میں سجدہ کرتے دیکھا ہے۔ اس لیے میں ہمیشہ اس میں سجدہ کرتا رہوں گا حتیٰ کہ ان سے جاملوں۔ شعبہ کہتے ہیں، میں نے استاد سے پوچھا، اس سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں؟ اس نے کہا، ہاں۔

٢٢...... بَاب: صِفَةِ الْجُلُوسِ فِي الصَّلٰوةِ وَكَيْفِيَّةِ وَضْعِ الْيَدَيْنِ عَلَى الْفَخِذَيْنِ

باب ۲۲: نماز میں بیٹھنے کی ہیئت اور دونوں رانوں پر ہاتھ رکھنے کی کیفیت

[1307] ١١٢ ۔(٥٧٩) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرِ بْنِ رِبْعِيٍّ الْقَيْسِيُّ قَالَ نَا أَبُو هِشَامٍ الْمَخْزُومِيُّ عَنْ عَبْدِالْوَاحِدِ وَهُوَ ابْنُ زِيَادٍ قَالَ نَا عُثْمَانُ بْنُ حَكِيمٍ حَدَّثَنِي

[1305] تقدم تخریجه فی الحدیث السابق برقم (١٤٠٤)

[1306] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٣٦٦٨)

[1307] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: الاشارة فی التشهد برقم (٩٨٨) ←

عَامِرُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا قَعَدَ فِي الصَّلٰوةِ جَعَلَ قَدَمَهُ الْيُسْرٰى بَيْنَ فَخِذِهٖ وَسَاقِهٖ وَفَرَشَ قَدَمَهُ الْيُمْنٰى وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرٰى عَلٰى رُكْبَتِهِ الْيُسْرٰى وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُمْنٰى وَأَشَارَ بِإِصْبَعِهٖ

[1307] ۔عامر بن عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز میں بیٹھتے تو اپنے بائیں پیر کو اپنی ران اور اپنی پنڈلی کے درمیان کر لیتے اور اپنے دائیں پاؤں کو بچھا لیتے اور اپنا بایاں ہاتھ، اپنے بائیں گھٹنے پر رکھ لیتے اور اپنا دایاں ہاتھ اپنی دائیں ران پر رکھ لیتے اور انگلی سے اشارہ کرتے۔

[1308] ١١٣۔(. .) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ نَا لَيْثٌ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ قَالَ ح و حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَاللَّفْظُ لَهٗ قَالَ نَا أَبُو خَالِدِ الْأَحْمَرُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ

عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا قَعَدَ يَدْعُو وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُمْنٰى وَيَدَهُ الْيُسْرٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُسْرٰى وَأَشَارَ بِإِصْبَعِهِ السَّبَّابَةِ وَوَضَعَ إِبْهَامَهٗ عَلٰى إِصْبَعِهِ الْوُسْطٰى وَيُلْقِمُ كَفَّهُ الْيُسْرٰى رُكْبَتَهٗ

[1308] ۔حضرت عامر بن عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب (نماز میں) بیٹھتے تو دعا کرتے وقت اپنا دایاں ہاتھ اپنی دائیں ران پر رکھتے اور اپنا بایاں ہاتھ اپنی بائیں ران پر رکھتے اور اپنی شہادت کی انگلی سے اشارہ کرتے اور اپنا انگوٹھا اپنی درمیانی انگلی پر رکھتے اور اپنے بائیں ہاتھ میں اپنے گھٹنے کو پکڑ لیتے۔

[1309] ١١٤۔(٥٨٠) و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ عَبْدٌ أَنَا وَقَالَ ابْنُ رَافِعٍ نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ أَنَا مَعْمَرٌ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا جَلَسَ فِي الصَّلٰوةِ وَضَعَ يَدَيْهِ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ وَرَفَعَ إِصْبَعَهُ الْيُمْنٰى الَّتِي تَلِي الْإِبْهَامَ فَدَعَا بِهَا وَيَدَهُ الْيُسْرٰى عَلٰى رُكْبَتِهِ الْيُسْرٰى بَاسِطَهَا عَلَيْهَا

← والنسائی فی (المجتبی) فی السهو، باب: موضع البصر عند الاشارة وتحريك السبابة ٣/ ٣٩۔ انظر (التحفة) برقم (٥٢٦٣)

[1308] تقدم تخريجه فی الحديث السابق برقم (١٣٠٧)

[1309] اخرجه الترمذی فی (جامعه) فی الصلاة، باب: ما جاء فی الاشارة فی التشهد برقم (٢٩٤) والنسائی فی (المجتبی) فی السهو، باب: بسط اليسری علی الركبة ٣٧/ ٣ وابن ماجه فی (سننه) فی اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: الاشارة فی التشهد برقم (٩١٣) انظر (التحفة) برقم (٨١٢٨)

[1309] ۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز میں بیٹھتے تو اپنے دونوں ہاتھ اپنے دونوں گھٹنوں پر رکھ لیتے اور انگوٹھے سے ملنے والی دائیں انگلی (شہادت کی انگلی) اٹھا کر اس سے اشارہ کرتے اور اس وقت آپ کا بایاں ہاتھ آپ کے بائیں گھٹنے پر بچھا ہوتا تھا۔

[1310] ۱۱۵۔(. .) و حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ نَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ نَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا قَعَدَ فِي التَّشَهُّدِ وَضَعَ يَدَهُ الْيُسْرٰى عَلٰى رُكْبَتِهِ الْيُسْرٰى وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى عَلٰى رُكْبَتِهِ الْيُمْنٰى وَعَقَدَ ثَلَاثَةً وَخَمْسِينَ وَأَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ

[1310] ۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب تشہد کے لیے بیٹھتے تو اپنا بایاں ہاتھ اپنے بائیں گھٹنے پر رکھتے اور اپنا دایاں ہاتھ اپنے دائیں گھٹنے پر رکھتے اور ترپن کی کی شکل بناتے اور انگشت شہادت سے اشارہ کرتے۔

[1311] ۱۱۶۔(. . .) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْمُعَاوِيِّ أَنَّهُ قَالَ رَآنِي عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ وَأَنَا أَعْبَثُ بِالْحَصٰى فِي الصَّلٰوةِ فَلَمَّا انْصَرَفَ نَهَانِي فَقَالَ اصْنَعْ كَمَا كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَصْنَعُ فَقُلْتُ وَكَيْفَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَصْنَعُ قَالَ كَانَ إِذَا جَلَسَ فِي الصَّلٰوةِ وَضَعَ كَفَّهُ الْيُمْنٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُمْنٰى وَقَبَضَ أَصَابِعَهُ كُلَّهَا وَأَشَارَ بِإِصْبَعِهِ الَّتِي تَلِي الْإِبْهَامَ وَوَضَعَ كَفَّهُ الْيُسْرٰى عَلٰى فَخِذِهِ الْيُسْرٰى

[1311] ۔حضرت علی بن عبدالرحمٰن معاوی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے نماز میں کنکریوں سے کھیلتے ہوئے دیکھا، جب انہوں نے سلام پھیرا تو مجھے روکا اور کہا اس طرح کرو جس طرح رسول اللہ ﷺ کیا

[1310] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۷۵۸۰)

[1311] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: الاشارة فی التشهد برقم (۹۸۷) والنسائی فی (المجتبی) فی التطبیق فی باب: موض علابصر فی التشهد ۲/ ۱۹۵ وفی السهو، باب: موضع الکفین ۳/ ۳۶ وفی باب قبض الاصابع من الید الیمنی دون السابة ۳/ ۳۶۔ انظر (التحفة) برقم (۷۳۵۱)

کرتے تھے، میں نے پوچھا، رسول اللہ ﷺ، کیسے کرتے تھے؟ انہوں نے بتایا، جب آپ نماز میں بیٹھتے، اپنی دائیں ہتھیلی، اپنی دائیں ران پر رکھتے اور سب انگلیوں کو بند کر لیتے اور انگوٹھے کے ساتھ والی انگلی سے اشارہ کرتے اور اپنی بائیں ہتھیلی کو اپنی بائیں ران پر رکھ لیتے۔

[1312] (..) حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ نَا سُفْيَانُ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ

عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْمُعَاوِيِّ قَالَ صَلَّيْتُ إِلٰى جَنْبِ ابْنِ عُمَرَ فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ مَالِكٍ وَزَادَ قَالَ سُفْيَانُ فَكَانَ يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا بِهٖ عَنْ مُسْلِمٍ ثُمَّ حَدَّثَنِيهِ مُسْلِمٌ

[1312]۔ حضرت علی بن عبدالرحمٰن معاوی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پہلو میں نماز پڑھی پھر اوپر کے مفہوم والی حدیث بیان کی، سفیان کا قول ہے۔ یہ روایت مسلم سے یحییٰ بن سعید نے سنائی تھی، پھر مجھے مسلم نے براہ راست (بلا واسطہ) سنائی۔

فوائد:...... ❶ فجر کی نماز کے سوا باقی نمازوں میں دو تشہد ہیں، ان میں بیٹھنے کی کیفیت کی بہترین صورت میں اختلاف ہے۔ احناف کے نزدیک دونوں سجدوں کے درمیان اور ہر تشہد میں افتراش یعنی دائیں پاؤں کو کھڑا کر کے، بائیں پیر کو بچھا کر اس پر بیٹھنا افضل ہے۔ مالکیوں کے نزدیک ہر جگہ تورک یعنی دائیں پیر کو کھڑا کر کے بائیں پیر کو پنڈلی اور ران کے درمیان سے نکال کر سرین پر بیٹھنا افضل ہے۔ شوافع، حنابلہ اور محدثین کے نزدیک سجدوں کے درمیان افتراش ہے نیز شوافع اور محدثین کے نزدیک سلام والے تشہد میں تورک ہے اور جس تشہد کے بعد سلام نہیں ہے اس میں افتراش ہے۔ امام احمد کے نزدیک جن نمازوں میں دو تشہد ہیں، ان میں پہلے میں افتراش ہے اور دوسرے میں تورک ہے اور جن نمازوں میں تشہد ایک ہے جیسے فجر جمعہ اور عیدین، اس میں افتراش ہے۔ ❷ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی روایت میں تورک کی صورت میں دائیں پیر کو کھڑا کرنے کی بجائے بچھانے کو بیان کیا گیا ہے حالانکہ عام روایات میں دائیں پاؤں کو کھڑا رکھنا آیا ہے۔ اس لیے قاضی عیاض نے اس میں یہ کہا ہے کہ یہاں بائیں کی جگہ غلطی سے دائیں کا تذکرہ ہو گیا ہے، لیکن صحیح بات یہ ہے کبھی بائیں پیر کے ساتھ دائیں کو بھی بچھایا جا سکتا ہے۔ ❸ اس باب کی تمام احادیث سے یہ ثابت ہو رہا ہے کہ تشہد میں بیٹھتے ہی دائیں انگشت شہادت کے ساتھ اشارہ کیا جائے گا اور اس کو آخر تک کیا جائے گا، اس کو رکھنے کا تذکرہ کسی صحیح روایت میں نہیں ہے۔ امام ابوحنیفہ کے نزدیک لا الہ پر انگلی اٹھائے اور الا پر رکھ دے، باقی ائمہ کے نزدیک اللہ پر انگلی اٹھائے۔ ❹ امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہم کے نزدیک اشارہ کے وقت ترپن کی شکل بنائے، یعنی ساری

[1312] تقدم تخریجه في الحديث السابق برقم (١٣١١)

انگلیوں کو بند کر کے صرف شہادت کی انگلی اٹھائے، لیکن امام احمد کے نزدیک عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی روایت کے مطابق انگوٹھے کو درمیانی انگلی پر رکھے اور آخری دونوں انگلیاں (خنصر اور بنصر) بند کر کے شہادت کی انگلی اٹھائے۔ اور دونوں طریقے ہی صحیح ہیں۔ ❺ علامہ غلام رسول سعیدی نے، امام ابوحنیفہ اور صاحبین کا نظریہ یہی بیان کیا ہے کہ وہ ان احادیث کے مطابق انگشت شہادت اٹھانے کے قائل ہیں اور متاخرین احناف جو اس کو مکروہ یا حرام قرار دیتے ہیں یا اس کو توڑنے کا حکم دیتے ہیں ان کی پرزور تردید کی ہے۔ (شرح صحیح مسلم: ۲/۱۶۶ تا ۱۷۷)

۲۳...... بَاب :السَّلَامِ لِلتَّحْلِيلِ مِنَ الصَّلٰوةِ عِنْدَ فَرَاغِهَا وَ كَيْفِيَّتِهٖ

باب ۲۲: نماز سے فراغت کے وقت اس سے نکلنے کے لیے سلام کہنا اور اس کی کیفیت

[1313] ۱۱۷ ـ (۵۸۱) حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْحَكَمِ وَمَنْصُورٍ عَنْ مُجَاهِدٍ

عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ أَنَّ أَمِيرًا كَانَ بِمَكَّةَ يُسَلِّمُ تَسْلِيمَتَيْنِ فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ اَنّٰى عَلِمْتَهَا قَالَ الْحَكَمُ فِي حَدِيثِهٖ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَفْعَلُهُ

[1313]۔ حضرت معمر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ مکہ مکرمہ کا ایک حاکم دوطرف سلام پھیرتا تھا تو عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا، اس نے کہاں سے یہ سنت حاصل کر لی؟ حکم نے اپنی حدیث میں کہا، رسول اللہ ﷺ ایسے ہی کیا کرتے تھے۔

مفردات الحدیث ❊ **اَنّٰى عَلِمَهَا:** اس نے یہ سنت کہاں سے حاصل کر لی، یعنی اس حاکم نے سنت سلام کی معرفت پر تعجب کا اظہار کیا۔

[1314] ۱۱۸ ـ (. .) و حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ قَالَ نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ شُعْبَةُ رَفَعَهُ مَرَّةً أَنَّ أَمِيرًا أَوْ رَجُلًا سَلَّمَ تَسْلِيمَتَيْنِ فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ اَنّٰى عَلِمْتَهَا

[1314]۔ ابومعمر رحمہ اللہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ ایک امیر یا ایک آدمی نے دونوں طرف سلام پھیرا تو عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا، تو نے یہ طریقہ کہاں سے سیکھ لیا؟

[1315] ۱۱۹ ـ (۵۸۲) وحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ انا أَبُوعَامِرٍ الْعَقَدِيُّ قَالَ نَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ

[1313] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۹۳۳۹)

[1314] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۹۳۳۹)

[1315] اخرجه النسائی فی (المجتبی) فی السهو، باب السلام برقم (۱۳۱۵) وبرقم (۱۳۱۶) ←

جَعْفَرٍ عَنْ اِسْمٰعِیْلَ بْنِ مُحَمَّدٍ

عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ کُنْتُ اَرٰی رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یُسَلِّمُ عَنْ یَمِیْنِہٖ وَعَنْ یَّسَارِہٖ حَتّٰی اَرٰی بَیَاضَ خَدِّہٖ

[1315]۔حضرت عامر بن سعد رحمہ اللہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کو اپنے دائیں اور اپنے بائیں سلام پھیرتے دیکھتا تھا، حتیٰ کہ میں آپ کے رخساروں کی سفیدی دیکھتا تھا۔

فوائد :...... ❶ امام ابوحنیفہ، امام شافعی اور امام احمد رحمہم اللہ اور جمہور سلف کے نزدیک دونوں طرف سلام پھیرنا چاہیے، امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک صرف سامنے سلام پھیرا جائے گا، بعض دفعہ یہ طریقہ اختیار کرنا جائز ہے، کیونکہ نماز سے تو انسان ایک ہی سلام سے نکل جاتا ہے۔ ❷ امام مالک، امام شافعی، امام احمد اور جمہور سلف رحمہم اللہ کے نزدیک نماز سے نکلنے کے لیے سلام پھیرنا فرض ہے، اس کے بغیر نماز نہیں ہوگی اور احناف کے نزدیک واجب ہے اگر نمازی تشہد کی مقدار بیٹھنے کے بعد، جان بوجھ کر نماز کے منافی کوئی بھی کام کرے تو نماز ہو جائے گی، لیکن سجدہ سہو کرنا پڑے گا، لیکن آخر میں اگر بلا قصد وارادہ اگر کوئی کام نماز کے منافی ہو جائے تو امام ابوحنیفہ کے نزدیک نماز باطل ہوگی اور صاحبین کے نزدیک درست ہوگی۔لیکن علامہ کرخی نے اسی قول کی تردید کی ہے تفصیل کے لیے دیکھئے (شرح صحیح مسلم علامہ سعیدی، ج:۲،ص:۱۷۸۔۱۷۹) اس کے لیے بلا دلیل یہ قاعدہ بنایا گیا ہے۔کہ خبر واحد سے وجوب ثابت ہوتا ہے، فرضیت نہیں، دوسری دلیل عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی ضعیف روایت پیش کی جاتی ہے۔ تیسری دلیل ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی نماز صحیح طریقہ سے نہ پڑھنے والے کو نماز کا طریقہ سکھانا ہے کہ اس میں سلام کا تذکرہ نہیں حالانکہ اس میں صرف ان امور کا تذکرہ ہے جہاں اس نے غلطی کی تھی، نماز کے تمام امور کا تذکرہ نہیں ہے۔

۲۴...... بَاب :الذِّکْرِ بَعْدَ الصَّلٰوۃِ

باب ۲٤ : نماز کے بعد ذکر

[1316] ۱۲۰۔(۵۸۳) حَدَّثَنَا زُهَیْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا سُفْیَانُ بْنُ عُیَیْنَةَ عَنْ عَمْرٍو قَالَ

← وابن ماجه فی (سننه) فی اقامة الصلاة والسنة فیها باب: التسلیم برقم (۹۱۵) انظر (التحفة) برقم (۳۸٦٦)

[1316] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الاذان، باب: الذکر بعد الصلاة برقم (۸٤۲) وابو داود فی (سننه) فی الصلاة باب: التکبیر بعد الصلاة (۱۰۰۲) والنسائی فی (المجتبی) فی السهو، باب: التکبیر بعد تسلیم الامام ۳/ ٦٤۔ انظر (التحفة) برقم (٦٥۱۲)

أَخْبَرَنِي بِذَا أَبُو مَعْبَدٍ ثُمَّ أَنْكَرَهُ بَعْدُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كُنَّا نَعْرِفُ انْقِضَاءَ صَلَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِالتَّكْبِيرِ

[1316] ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی نماز کا اختتام یا نماز کی تکمیل، اللہ اکبر کہنے سے پہچانتے تھے۔

فائدہ :...... ابو معبد نے بعد میں اس حدیث کے سنانے سے انکار کر دیا تھا کہ میں نے تمہیں یہ روایت نہیں سنائی، لیکن محدثین کے نزدیک اگر کوئی راوی اپنی روایت کا انکار کرے اور اس سے نقل کرنے والا قابل اعتماد اور ثقہ ہو تو وہ قابل قبول ہے، اس لیے امام مسلم رحمہ اللہ نے انکار نقل کرنے کے باوجود، روایت بیان کر دی ہے۔

[1317] ۱۲۱ ۔ (. .) حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ أَبِي مَعْبَدٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ سَمِعَهُ يُخْبِرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَا كُنَّا نَعْرِفُ انْقِضَاءَ صَلٰوةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ إِلَّا بِالتَّكْبِيرِ قَالَ عَمْرٌو فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِأَبِي مَعْبَدٍ فَأَنْكَرَهُ وَقَالَ لَمْ أُحَدِّثْكَ بِهٰذَا قَالَ عَمْرٌو وَقَدْ أَخْبَرَنِيهِ قَبْلَ ذٰلِكَ

[1317] ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی نماز کے ختم ہونے کو بلند آواز سے اللہ اکبر کہنے ہی سے پہچانتے تھے، عمرو بیان کرتے ہیں، میں نے یہ روایت (بعد میں) ابو معبد کو سنائی تو اس نے اس کا انکار کیا اور کہا میں نے تمہیں یہ حدیث نہیں سنائی، عمرو کہتے ہیں، حالانکہ اس نے پہلے مجھے یہ روایت سنائی تھی۔

[1318] ۱۲۲ ۔ (. .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ قَالَ انَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ ح و حَدَّثَنِي إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ انَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ انَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ أَنَّ أَبَا مَعْبَدٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَفْعَ الصَّوْتِ بِالذِّكْرِ حِينَ يَنْصَرِفُ النَّاسُ مِنَ الْمَكْتُوبَةِ كَانَ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ وَأَنَّهُ قَالَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كُنْتُ أَعْلَمُ إِذَا انْصَرَفُوا بِذٰلِكَ إِذَا سَمِعْتُهُ

[1318] ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ فرض نماز کے بعد لوگوں کے سلام پھیرنے کے بعد بلند آواز سے ذکر نبی اکرم ﷺ کے دور میں تھا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بتایا، مجھے سلام پھیرنے کا علم اس کے سننے سے ہوتا تھا۔

[1317] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (١٣١٦)

[1318] اخرجه البخارى فى (صحيحه) فى الاذان، باب: الذكر بعد الصلاة برقم (٨٤١) وابو داود فى (سننه) فى الصلاة، باب: التكبير بعد الصلاة برقم (١٠٠٣) انظر (التحفة) برقم (٦٥١٣)

فائدہ:...... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور مبارک میں فرض نماز سے سلام پھیرنے کے بعد بلند آواز سے ذکر ہوتا تھا اور اس ذکر کی توضیح دوسری روایت میں تکبیر سے کی گئی ہے۔ جس سے معلوم ہوا کہ آپ کی اقتدا میں مقتدی بھی بلند آواز سے اللہ اکبر کہتے تھے اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ سلام کے بعد بلند آواز سے ''لا اله الا الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد وهو على كل شي قدير"، "لا حول ولا قوة الا بالله"، "لا اله الا الله ولا نعبد الا اياه له النعمة وله الفضل وله الثناء الحسن لا اله الا الله مخلصين له الدين ولو كره الكافرون"، کہتے تھے، اس سے بلند آواز سے مروجہ ذکر کا جواز ثابت نہیں ہوتا۔ اس سے صرف اتنا ثابت ہوتا ہے کہ سلام پھیرنے کے بعد آپ بلند آواز سے تاکہ آپ کے قریب والوں کو سن جائے، یہ کلمات کہتے آپ کی اقتدا میں آپ کے قریب والے کہتے اس طرح یہ آواز آخری صف تک پہنچ جاتی، جہاں بچوں میں ابن عباس رضی اللہ عنہما موجود ہوتے تھے، لیکن آج کل مسنون الفاظ بلند آواز سے کہنے کی بجائے ایک سر اور ایک آواز سے اپنی طرف سے کچھ کلمات کہے جاتے ہیں، اس ہم آہنگی کا ثبوت اس روایت سے کیسے نکل آیا علامہ سعیدی نے علامہ شامی رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ مساجد میں اکٹھے ذکر کرنا، خلف وسلف کے نزدیک پسندیدہ ہے بشرطیکہ ان کے جہر (بلند آواز) سے کسی کی نیند، قراءت یا نماز میں خلل پیدا نہ ہو، کیا اس قول سے ذکر بالجہر کی موجودہ کیفیت پر استدلال کیا جاسکتا ہے؟

٢٥...... بَاب: اسْتِحْبَابِ التَّعَوُّذِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ

باب ٢٥: عذاب قبر سے پناہ مانگنا پسندیدہ ہے

[1319] ١٢٣-(٥٨٤) حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَ هَارُونُ نَا وَقَالَ حَرْمَلَةُ أَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَعِنْدِي امْرَأَةٌ مِنَ الْيَهُودِ وَهِيَ تَقُولُ ((هَلْ شَعَرْتِ أَنَّكُمْ تُفْتَنُونَ فِي الْقُبُورِ)) قَالَتْ فَارْتَاعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ إِنَّمَا تُفْتَنُ يَهُودُ قَالَتْ عَائِشَةُ فَلَبِثْنَا لَيَالِيَ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ هَلْ شَعَرْتِ أَنَّهُ أُوحِيَ إِلَيَّ أَنَّكُمْ تُفْتَنُونَ فِي الْقُبُورِ قَالَتْ عَائِشَةُ فَسَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ بَعْدُ يَسْتَعِيذُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ

[1319]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میرے ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے جبکہ میرے پاس

[1319] اخرجه النسائي في (المجتبى) في الجنائز: باب التعوذ من عذاب القبر ٤/ ١٠٤- انظر (التحفة) برقم (١٦٧١٢)

ایک یہودی عورت موجود تھی اور وہ کہتی تھی کیا تمہیں پتہ ہے یا احساس ہے کہ قبروں میں تمہاری آزمائش ہوگی؟ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں، اس پر رسول اللہ ﷺ خوفزدہ ہو گئے اور فرمایا: "بس یہود ہی کی آزمائش ہوگی" عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا، کچھ دن گزرنے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تمہیں پتہ چلا مجھے وحی کی گئی ہے کہ تم قبروں میں آزمائے جاؤ گے تو بعد میں میں نے رسول اللہ ﷺ کو عذاب قبر سے پناہ مانگتے سنا۔

فائدہ:...... نبی اکرم ﷺ کو اس بات کا علم نہ تھا کہ آزمائش قبر سے مسلمانوں کو بھی گزرنا ہوگا، اس لیے آپ ﷺ نے اس کی تخصیص یہود سے کر دی، کیونکہ یہودیہ عورت نے قبر میں آزمائش کا اعتراف کیا تھا، بعد میں اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ سے بتا دیا کہ آپ کی امت بھی اس آزمائش سے گزرے گی، اس سے ثابت ہوا کہ آپ نے قبر اور برزخ کے حالات سے اس قدر آگاہ ہیں، جس قدر آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے آگاہ کیا گیا ہے۔

[1320] ١٢٤ ـ(٥٨٥) وحَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى وَعَمْرُو بْنُ سَوَّادٍ قَالَ حَرْمَلَةُ أَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ نَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ بَعْدَ ذٰلِكَ يَسْتَعِيذُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ

[1320] حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اس کے بعد آپ کو قبر کے عذاب سے پناہ مانگتے سنا۔

[1321] ١٢٥ ـ(٥٨٦) حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ كِلَاهُمَا عَنْ جَرِيرٍ قَالَ زُهَيْرٌ نَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ مَسْرُوقٍ

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَتْ عَلَيَّ عَجُوزَانِ مِنْ عُجُزِ يَهُودِ الْمَدِينَةِ فَقَالَتَا إِنَّ أَهْلَ الْقُبُورِ يُعَذَّبُونَ فِي قُبُورِهِمْ قَالَتْ فَكَذَّبْتُهُمَا وَلَمْ أُنْعِمْ أَنْ أُصَدِّقَهُمَا فَخَرَجَتَا وَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقُلْتُ لَهُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ عَجُوزَيْنِ مِنْ عُجُزِ يَهُودِ الْمَدِينَةِ دَخَلَتَا عَلَيَّ فَزَعَمَتَا أَنَّ أَهْلَ الْقُبُورِ يُعَذَّبُونَ فِي قُبُورِهِمْ فَقَالَ ((**صَدَقَتَا إِنَّهُمْ يُعَذَّبُونَ عَذَابًا تَسْمَعُهُ الْبَهَائِمُ**)) قَالَتْ فَمَا رَأَيْتُهُ بَعْدُ فِي صَلٰوةٍ إِلَّا يَتَعَوَّذُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ

[1321]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ میرے پاس مدینہ کی دو بوڑھی یہودی عورتیں آئیں اور انہوں

[1320] اخرجه النسائي في (المجتبى) في الجنائز، باب: التعوذ من عذاب القبر ٤/ ١٠٣ انظر (التحفة) برقم (١٢٢٨٤)

[1321] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الدعوات، باب: التعوذ من عذاب القبر برقم (٦٣٦٦) والنسائي في (المجتبى) في الجنائز، باب: التعوذ من عذاب القبر ٤/ ١٠٥ ـ انظر (التحفة) برقم (١٧٦١١)

نے کہا، قبر والوں کو قبروں میں عذاب ہوتا ہے، میں نے ان کو جھٹلایا اور ان کی تصدیق کرنے کو گوارا نہ کیا، وہ چلی گئیں اور میرے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو میں نے آپ سے کہا، اے اللہ کے رسول ﷺ! میرے پاس مدینہ کی یہودی بوڑھی عورتوں میں سے دو عورتیں آئیں اور کہا قبر والوں کو ان کی قبروں میں عذاب ہوتا ہے، آپ نے فرمایا: انہوں نے سچ کہا۔ انہیں ایسا عذاب ہوتا ہے کہ اسے مویشی بھی سنتے ہیں۔ اس کے بعد میں نے آپ کو ہر نماز میں قبر کے عذاب سے پناہ مانگتے ہوئے پایا۔ لم انعم۔ ''میں نے اس کو اچھا نہ سمجھا''

فائدہ:...... مکی سورتوں میں قبر کے عذاب کا ذکر موجود ہے، لیکن ان آیات کا تعلق کافروں سے ہے، اس لیے آپ پہلے یہی سمجھتے تھے کہ عذاب قبر کافروں کے لیے ہے، مدینہ میں آ کر اس بات کا علم ہوا کہ گناہ گار مسلمانوں کو بھی اس آزمائش اور عذاب سے دو چار ہونا ہوگا۔ آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو چونکہ قبر کے امتحان کے بارے میں بتایا تھا اور انہوں نے اس سے عذاب قبر نہ سمجھا، اس لیے یہودی عورتوں کی تکذیب کر دی اور آپ کو فتنہ قبر کے بعد عذاب قبر سے بھی آگاہ کر دیا گیا تھا کیونکہ فتنہ قبر ہی عذاب قبر کا پیش خیمہ ہے۔

[1322] ١٢٦-(. .) حَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ قَالَ نَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَشْعَثَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ بِهٰذَا الْحَدِيثِ وَفِيهِ قَالَتْ وَمَا صَلّٰى صَلٰوةً بَعْدَ ذٰلِكَ إِلَّا سَمِعْتُهُ يَتَعَوَّذُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ

[1322]۔ مسروق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں اور اس میں یہ ہے کہ اس کے بعد آپ نے کوئی نماز نہیں پڑھی مگر اس صورت میں کہ میں نے آپ کو عذاب قبر سے پناہ مانگتے سنا آپ نے اس میں قبر کے عذاب سے پناہ مانگی۔

٢٦...... بَابُ: مَا يُسْتَعَاذُ مِنْهُ فِي الصَّلَاةِ

باب ٢٦: نماز میں کن چیزوں سے پناہ مانگی جائے گی (پاکستانی نسخہ میں یہ حدیثیں مذکورہ بالا باب کے تحت درج ہیں، اس لیے ان چیزوں کا تذکرہ پاکستانی نسخہ میں اوپر والے باب میں کیا گیا ہے)

[1323] ١٢٧-(٥٨٧) حَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا نَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ

[1322] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الجنائز، باب: ما جاء فی عذاب القبر برقم (١٣٧٢) والنسائی فی (المجتبى) فی السهو، باب: نوع آخر ٣/ ٥٦ بنحوه مختصرا۔ انظر التحفة (١٧٦٦٠)

[1323] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الفتن، باب ذكر الدجال برقم (٧١٢٩) انظر (التحفة) برقم (١٦٤٩٦)

قَالَ نَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ

عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَسْتَعِيذُ فِي صَلٰوتِهِ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ

[1323]۔ حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنی نماز میں دجال کے امتحان سے پناہ مانگتے سنا۔

فائدہ:...... دجل جھوٹ اور فریب کو کہتے ہیں چونکہ وہ بہت بڑا جھوٹا ہوگا، اس لیے اس کو یہ نام دیا گیا، یا دجل کا معنی ڈھانپنا ہوتا ہے۔ اور وہ زمین کو اپنے پیروکاروں سے ڈھانپے گا یا حق کو باطل سے ڈھانپے گا، یا یہ دجل الاثر (نقش قدم مٹ گئے) سے ماخوذ ہے۔ کیونکہ اس کی آنکھ مٹی ہوئی ہوگی اس لیے اس کو مسیح یعنی ممسوح العین کہتے ہیں۔

[1324] ۱۲۸۔(۵۸۸) وحَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ وَابْنُ نُمَيْرٍ وَأَبُو كُرَيْبٍ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ جَمِيعًا عَنْ وَكِيعٍ قَالَ أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ نَا وَكِيعٌ قَالَ نَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ حَسَّانَ بْنِ عَطِيَّةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عَائِشَةَ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَعَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِذَا تَشَهَّدَ أَحَدُكُمْ فَلْيَسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنْ أَرْبَعٍ يَقُولُ اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ))

[1324]۔ حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (جب تم میں سے کوئی تشہد پڑھ لے تو اللہ تعالیٰ سے چار چیزوں سے پناہ طلب کرے، آپ فرماتے تھے: اے اللہ! میں جہنم کے عذاب سے اور قبر کے عذاب سے اور زندگی اور موت کی آزمائش سے اور مسیح دجال کے فتنہ کے شر سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں۔

فائدہ:...... یہ دعا دنیا و آخرت کے آفات و مصائب سے حفاظت کے لیے بڑی جامع ہے۔ سب سے پہلے جہنم کے عذاب سے پناہ مانگی ہے۔ جو شدید ترین اور نا قابل تصور عذاب ہے اور انسان کی سب سے بڑی شقاوت اور بدبختی ہے۔ پھر قبر کے عذاب سے پناہ مانگی ہے جو درحقیقت عذاب جہنم کا ہی ایک رخ یا پیش خیمہ ہے، جو عذاب قبر سے محفوظ رہا، وہ دوزخ کے عذاب سے محفوظ رہے گا کیونکہ قبر، آخرت کی منزلوں میں سے سب سے پہلی منزل

[1324] اخرجه ابوداود فی (سننه) فی الصلاة، باب: ما يقول بعد التشهد برقم (۹۸۳) والنسائی فی (المجتبی) فی السهو، باب: نوع آخر ۳/ ۵۸۔ وابن ماجه فی (سننه) فی اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: ما يقال فی التشهد والصلاة علی النبی ﷺ برقم (۹۰۹) انظر التحفة برقم (۱٤۵۸۷)

ہے، اگر بندہ اس سے نجات پا گیا تو آگے کی منزلیں آسان ہیں اور اگر انسان قبر کی منزل سے نجات نہ پا سکا تو اس کے بعد کی منزلیں تو بہت زیادہ سخت اور کٹھن ہیں، اس کے بعد آپ نے زندگی اور موت کے فتنوں سے پناہ مانگی ہے۔ زندگی میں انسان، اپنے اہل و اولاد، عزیز و اقارب، دوست و احباب کی محبت، اپنی نفسانی خواہشات، دنیوی اغراض ومقاصد، نادانی و جہالت کی بنا پر، اللہ تعالیٰ کے احکام وہدایات کو نظر انداز کرتا ہے۔ یا گناہ کا ارتکاب کر بیٹھتا ہے اور موت کا فتنہ یہ ہے کہ انسان مرتے وقت، ایمان پر قائم نہ رہے یا مرتے وقت غلط وصیت کر جائے، موت کی سختی سے جزع وفزع کرے اور زبان سے غلط الفاظ نکال بیٹھے، آخر میں آپ نے دجال کے شر سے پناہ مانگی، کیونکہ یہ دنیا میں برپا ہونے والے فتنوں میں سے سب سے بڑا اور مشکل فتنہ ہوگا، جس میں ایمان کا سلامت رکھنا بڑا کٹھن ہوگا۔

[1325] ۱۲۹ ـ(۵۸۹) حَدَّثَنِی أَبُوبَکْرِ بْنُ إِسْحٰقَ قَالَ اَنَا أَبُوالْیَمَانِ قَالَ انَا شُعَیْبٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ قَالَ أَخْبَرَنِی عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَیْرِ

أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِیِّ ﷺ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ النَّبِیَّ ﷺ کَانَ یَدْعُو فِی الصَّلٰوةِ اَللّٰهُمَّ إِنِّی أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِیحِ الدَّجَّالِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْیَا وَالْمَمَاتِ ((اَللّٰهُمَّ إِنِّی أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ)) قَالَتْ فَقَالَ لَهُ قَائِلٌ مَا أَکْثَرَ مَا تَسْتَعِیذُ مِنَ الْمَغْرَمِ یَارَسُولَ اللّٰهِ فَقَالَ ((إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا غَرِمَ حَدَّثَ فَکَذَبَ وَوَعَدَ فَأَخْلَفَ))

[1325]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نماز میں یہ دعا مانگتے تھے، اے اللہ! میں قبر کے عذاب سے تیری پناہ چاہتا ہوں، میں مسیح دجال کے فتنہ سے تیری پناہ کا طالب ہوں، میں زندگی اور موت کے فتنہ سے تیری پناہ مانگتا ہوں، اے اللہ! میں گناہ اور قرض کے فتنہ سے تیری پناہ میں آتا ہوں، کسی پوچھنے والے نے پوچھا، اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ قرض سے کس قدر زیادہ پناہ مانگتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: جب آدمی مقروض ہو جاتا ہے تو جب بات کرتا ہے جھوٹ بولتا ہے اور وعدہ کر کے اس کی خلاف ورزی کرتا ہے۔

مفردات الحدیث ❋ ماثم، مصدر ہو تو معنی گناہ ہوگا، یا اس سے مراد ایسا کام ہے جو گناہ کا سبب و باعث ہو،

[1325] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الاذان، باب: الدعاء قبل السلام برقم (۸۳۲) وفی الاستقراض باب: من استعاذ من الدین برقم (۲۳۹۷) مختصراً۔ وابو داود فی (سننه) فی الصلاۃ، باب: الدعاء فی الصلاۃ برقم (۸۸۰) والنسائی فی (المجتبی) فی السهو، باب نوع آخر ۳/ ۵۶۔ انظر (التحفة) برقم (۱۶۴۶۳)

مغرم، یعنی قرض یا ایسا کام جو قرض کا باعث بنے۔

فائدہ:...... نبی اکرم ﷺ کے اگلے پچھلے تمام گناہ معاف ہو چکے ہیں، اس کے باوجود، آپ قبر اور جہنم کے عذاب سے پناہ مانگتے ہیں، اس کی علماء نے کئی توجیہات بیان کی ہیں: (۱) امت کو دعاء کی تعلیم اور تلقین کے لیے۔ (۲) یہ بتانے کے لیے کہ دعا مانگنا سنت ہے۔ (۳) تواضع اور عبودیت و بندگی کے اظہار کے لیے (۴) اللہ تعالیٰ کی عظمت وہیبت اور خوف کے غلبہ کے سبب۔ (۵) انسان کا اللہ کی طرف احتیاج اور فقر کے اظہار کے لیے۔ (۶) اللہ کے حکم واستغفرہ کے امتثال (حکم ماننا) کے لیے۔ (۷) امت کو استغفار کی ترغیب وتشویق (رغبت وشوق دلانا) کے لیے کہ میں اس قدر بلند وبالا درجہ رکھنے کے باوجود اگر استغفار کرتا ہوں تو تمہیں اس کا کس قدر اہتمام اور پابندی کرنی چاہیے۔ (۸) ان گناہوں اور قبر ودوزخ سے ڈرانے کے لیے کہ یہ بہت مشکل گھاٹیاں ہیں ان کی فکر کرو، (۹) دعا واستغفار، مستقل طور پر اللہ کے قرب ورحمت اور رفع درجات کا باعث ہے، اس لیے ضروری نہیں، انسان ضرورت مند ہو یا گناہ گار ہو تو پھر ہی دعا استغفار کرے، بلکہ نیکیوں کے حصول اور درجات کی بلندی کی خاطر یہ کام کرنے چاہئیں، اس لیے آپ اس کے باوجود کہ مسیح دجال کا ظہور آپ ﷺ کے بعد، قیامت کے قریب ہوگا، آپ اس کے شر وفتنہ سے پناہ طلب کرتے تھے۔

[1326] ۱۳۰-(۵۸۸) وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ ثَنِي الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ نَا حَسَّانُ بْنُ عَطِيَّةَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَائِشَةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِذَا فَرَغَ أَحَدُكُمْ مِنَ التَّشَهُّدِ الْآخِرِ فَلْيَتَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنْ أَرْبَعٍ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ وَمِنْ شَرِّ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ))

[1326]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی دوسرے تشہد سے فارغ ہو جائے تو اللہ تعالیٰ سے چار چیزوں سے پناہ طلب کرے، جہنم کے عذاب سے، قبر کے عذاب سے، موت وحیات کے فتنہ سے اور مسیح دجال کے فتنہ سے۔

[1327] وَحَدَّثَنِيهِ الْحَكَمُ بْنُ مُوسٰى: حَدَّثَنَا هِقْلُ بْنُ زِيَادٍ؛ ح: وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ: أَخْبَرَنَا عِيسٰى يَعْنِي ابْنَ يُونُسَ، جَمِيعًا عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، بِهٰذَا الْإِسْنَادِ، وَقَالَ: إِذَا فَرَغَ أَحَدُكُمْ مِنَ التَّشَهُّدِ وَلَمْ يَذْكُرِ الْآخِرَ.

[1327] یہی روایت مجھے حکم بن موسیٰ نے ہقل بن زیاد سے نیز ہمیں علی بن خشرم نے عیسیٰ سے (جو یونس کا بیٹا

[1326] تقدم تخریجه فی المساجد ومواضع الصلاة، باب: ما یستعاذ منه فی الصلاة برقم (١٣٢٤)

[1327] تقدم

ہے) دونوں نے اوزاعی کی مذکورہ سند سے سنائی اور تشہد کے ساتھ الآ خر (آخری، دوسرا) کے الفاظ نہیں کہے۔

[1328] ۱۳۱۔(. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ نَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ هِشَامٍ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّهُ سَمِعَ

أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ ((اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ وَفِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ وَشَرِّ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ))

[1328]۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے دعا کی: اے اللہ! میں قبر کے عذاب سے تیری پناہ کا طالب ہوں اور آگ کے عذاب سے اور زندگی اور موت کی آزمائش سے اور مسیح دجال کے شر سے۔

[1329] ۱۳۲۔(. . . .) و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ قَالَ نَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ طَاوُسٍ قَالَ سَمِعْتُ

أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عُوذُوا بِاللّٰهِ((مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ عُوذُوا بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ عُوذُوا بِاللّٰهِ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ عُوذُوا بِاللّٰهِ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ))

[1329]۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے عذاب سے اللہ کی پناہ لو، قبر کے عذاب سے اللہ کی پناہ مانگو مسیح دجال کے فتنہ سے اللہ کی پناہ طلب کرو، زندگی اور موت کے فتنہ سے اللہ کی پناہ لو۔

[1330] (. .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ قَالَ نَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ

[1330] امام صاحب ایک اور استاد سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مذکورہ روایت بیان کرتے ہیں۔

[1331] (. .) و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالُوا نَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ

[1328] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الجنائز، باب: التعوذ من عذاب القبر برقم (١٣٧٧)انظر (التحفة) برقم (١٥٤٢٧)

[1329] اخرجه النسائي في (المجتبى) في الاستعاذة، باب: الاستعاذة من فتنة الممات ٨/ ٢٧٧ وفي الكتاب نفسه، باب: الاستعاذة من فتنة المحيا ٨/ ٢٧٥ وفي باب: الاستعاذة من عذاب الله ٨/ ٢٧٧۔ انظر (التحفة) برقم (١٣٥٣٠)

[1330] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٣٥٢٨)

[1331] اخرجه النسائي في (المجتبى) في الاستعاذة، باب: الاستعاذة من فتنة المحيا٨/ ٢٧٥ ←

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ

[1331] امام صاحب اپنے تین اور اساتذہ سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

[1332] ١٣٣۔(. .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ بُدَيْلٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ شَقِيقٍ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ كَانَ يَتَعَوَّذُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ جَهَنَّمَ وَفِتْنَةِ الدَّجَّالِ

[1332]۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ قبر کے عذاب سے، جہنم کے عذاب سے اور دجال کے فتنہ سے پناہ مانگا کرتے تھے۔

[1333] ١٣٤۔(٥٩٠) وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ فِيمَا قُرِءَ عَلَيْهِ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ طَاوُسٍ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُعَلِّمُهُمْ هٰذَا الدُّعَاءَ كَمَا يُعَلِّمُهُمُ السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ يَقُولُ ((قُولُوا اللّٰهُمَّ إِنَّا نَعُوذُبِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَأَعُوذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَأَعُوذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ وَأَعُوذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ)) قَالَ مُسْلِمُ بْنُ الْحَجَّاجِ بَلَغَنِي أَنَّ طَاوُسًا قَالَ لِابْنِهِ أَدَعَوْتَ بِهَا فِي صَلٰوتِكَ فَقَالَ لَا قَالَ أَعِدْ صَلَاتَكَ لِأَنَّ طَاوُسًا رَوَاهُ عَنْ ثَلَاثَةٍ أَوْ أَرْبَعَةٍ أَوْ كَمَا قَالَ

[1333]۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں اس دعا کی تعلیم اس طرح دیتے تھے، جس طرح قرآن مجید کی کسی سورت کی تعلیم دیتے تھے، ارشاد فرماتے تھے کہ کہو: اے اللہ! ہم جہنم کے عذاب سے تیری پناہ مانگتے ہیں، میں قبر کے عذاب سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور میں پناہ مانگتا ہوں مسیح دجال کے فتنہ سے اور

← وفي باب الاستعاذ من فتنة الممات ٨/ ٢٧٧ وفي باب الاستعاذة من عذاب القبر برقم ٨/ ٢٧٧۔ انظر (التحفة) برقم (١٣٦٨٨)

[1332] اخرجه النسائي في (المجتبى) في الاستعاذة، باب: الاستعاذة من عذاب جهنم ٢/ ٢٧٨۔ انظر (التحفة) برقم (١٣٥٦٥)

[1333] اخرجه ابوداود في (سننه) في الصلاة، باب: في الاستعاذة برقم (١٥٤٢) والترمذي في (جامعه) في الدعوات: باب (٧٧) برقم (٣٤٩٤) وقال: هذا حديث حسن صحيح والنسائي في (المجتبى) في الجنائز؟ باب: التعوذ من عذاب القبر ٤/ ١٧٧ وفي الاستعاذة باب: الاستعاذة من فتنة الممات ٨/ ٢٧٦۔ انظر (التحفة) برقم (٥٧٥٢)

میں پناہ مانگتا ہوں زندگی اور موت کے فتنہ سے۔ صاحب کتاب مسلم بن حجاج رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے طاؤس سے یہ بات پہنچی ہے کہ اس نے اپنے بیٹے سے پوچھا کیا تو نے یہ دعا اپنی نماز میں مانگی ہے؟ اس نے جواب دیا، نہیں، اس پر طاؤس نے کہا، اپنی نماز دوبارہ پڑھ کیونکہ طاؤس نے یہ روایت تین چار صحابہ سے نقل کی ہے یا جیسا کہ اس نے کہا۔

فوائد :...... ① امام طاؤس نے تعوذ کے ترک کر دینے پر اپنے بیٹے کو نئے سرے سے نماز پڑھنے کا حکم دیا، جس سے معلوم ہوتا ہے وہ اس حکم کو فرضیت کے معنی میں لیتے تھے، ابن حزم رحمہ اللہ کا بھی یہی نظریہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول تعوذ نماز کے لیے ضروری ہے۔ لیکن جمہور علماء کے نزدیک یہ استحباب کے لیے ہے یعنی یہ کلمات نماز میں پڑھنے چاہئیں، لیکن اس کے بغیر نماز ہو جاتی ہے۔ ② بعض لوگ دفن کے بعد اذان دیتے ہیں تا کہ شیطان بھاگ جائے اور میت کو فرشتوں کے سوالات کے جواب مستحضر ہوں، علامہ سعیدی نے لکھا ہے، اس کو تدفین کا ایک رکن قرار دینا باطل اور بدعت سیئہ ہے۔ (ج ۲/ص ۱۹۰) ظاہر بات ہے، بدعت کا آغاز اسی طرح ہوتا ہے کہ پہلے ایک کام اچھا سمجھ کر شروع کیا جاتا ہے اس کو ضروری اور لازم نہیں سمجھا جاتا، آہستہ آہستہ اس کو دین کا حصہ بنا لیا جاتا ہے اور جو وہ کام نہ کرے اس کو طعن و تشنیع کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔

۲۷...... بَاب: اسْتِحْبَابِ الذِّكْرِ بَعْدَ الصَّلٰوةِ وَبَيَانِ صِفَتِهِ

باب ۲۷: نماز کے بعد ذکر اچھا عمل ہے اور اس کی کیفیت وصورت کی وضاحت

[1334] ۱۳۵۔(۵۹۱) حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ رُشَيْدٍ قَالَ نَا الْوَلِيدُ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنْ أَبِي عَمَّارٍ اسْمُهُ شَدَّادُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ أَبِي أَسْمَاءَ

عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا انْصَرَفَ مِنْ صَلٰوتِهِ اسْتَغْفَرَ ثَلَاثًا وَقَالَ ((اَللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ)) قَالَ الْوَلِيدُ فَقُلْتُ لِلْأَوْزَاعِيِّ كَيْفَ الْاسْتِغْفَارُ قَالَ تَقُولُ أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ

[1334]۔ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب اپنی نماز سے فارغ ہوتے تو تین دفعہ بخشش طلب کرتے اور اس کے بعد کہتے: اے اللہ! تو ہی سالم اور تیری ہی طرف سلامتی ملتی ہے تو برکت وعظمت

[1334] اخرجه ابوداود فی (سننه) فی الصلاة، باب: ما يقول الرجل اذا سلم برقم (۱۵۱۳) بنحوه والترمذی فی الصلاة، باب: ما يقول اذا سلم من الصلاةبرقم (۳۰۰) والنسائی فی (المجتبی) فی السهو، باب: الاستغفار بعد التسليم ۳/ ۶۹ وابن ماجه فی (سننه) فی اقامة الصلاة والسنة، باب: ما يقال بعد التسليم برقم (۹۲۸) انظر (التحفة) برقم (۲۰۹۹)

والا ہے۔ اے بزرگی اور برتری والے۔'' ولید کہتے ہیں، میں نے اوزاعی سے پوچھا، استغفار کیسے ہے؟ اس نے کہا، یوں کہو: استغفر الله، استغفر الله۔

فوائد: ...... ❶ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ نبی اکرم ﷺ کا یہ معمول تھا کہ آپ سلام پھیرنے کے بعد متصلا (اللہ اکبر کہنے کے بعد) تین دفعہ استغفر اللہ کہتے تھے، کیونکہ یہ عبدیت اور بندگی کی انتہا ہے کہ نماز جیسی عبادت کے بعد بھی اپنے آپ کو قصور وار اور حق عبادت کی ادائیگی سے کوتاہ اور عاجز سمجھتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے معافی اور بخشش مانگی جائے اور حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا کا اعتراف کیا جائے۔ ❷ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کی اس مختصر دعا، جو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے نقل کی ہے، آج کل عام طور پر کچھ کلمات ''اليك يرجع السلام، فحينا ربنا بالسلام وادخلنا دار السلام"، کا اپنے طور پر اضافہ کر لیا جاتا ہے۔ علامہ سعیدی لکھتے ہیں: ''حدیث شریف میں دعا اور ذکر کے جو الفاظ وارد ہوں، ان میں اپنی طرف سے کمی بیشی یا تغیر و تبدل کرنا صحیح نہیں ہے، رسول اللہ ﷺ نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کو ایک دعا سکھائی، جس میں یہ الفاظ تھے ونبيك الذى ارسلت، حضرت براء رضی اللہ عنہ نے جب یہ کلمات دہرا کر آپ کو سنائے تو یوں پڑھا: وبرسولك الذى ارسلت، آپ نے فرمایا: لا نہیں۔ "ونبيك الذى ارسلت" وہی الفاظ پڑھو جو میں نے سکھائے ہیں۔ (ج ۲ ص ۱۹۲) آگے حافظ ابن حجر اور علامہ عینی رحمہ اللہ کی عبارت نقل کی ہے جس کا معنی یہ ہے: "الفاظ ذكر"، لفظ کے تعین اور ثواب کی مقدار میں توقیفی ہوتے ہیں (ان میں منقول کی پابندی کی جاتی ہے) کیونکہ بسا اوقات ایک لفظ میں ایسا راز ہوتا ہے جو اس کے ہم معنی دوسرے لفظ میں نہیں ہوتا۔

[1335] ۱۳۶-(۵۹۲) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ قَالَانَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا سَلَّمَ لَمْ يَقْعُدْ إِلَّا مِقْدَارَ مَا يَقُولُ ((اَللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ نُمَيْرٍ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ))

[1335]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سلام پھیرنے کے بعد صرف اللهم انت السلام ومنك السلام تباركت ذاالجلال والاكرام، پڑھنے کی مقدار تک بیٹھتے تھے اور ابن نمیر کی روایت یا ذاالجلال والاكرام یعنی یا کے اضافہ کے ساتھ ہے۔

[1335] اخرجه ابو داود في (سننه) في باب: ما يقول الرجل اذا سلم برقم (۱۵۱۲) والترمذى فى (جامعه) فى الصلاة، باب: ما يقول اذا سلم من الصلاة برقم (۲۹۸) والنسائى فى (المجتبى) فى السهو، باب: الذكر بعد الاستغفار ۳/ ۶۹ وابن ماجه فى (سننه) فى اقامة ←

فائدہ :...... انـت السلام کا معنی یہ ہے کہ تو ہر عیب ونقص، حوادث وآفات اور ہر قسم کے تغیر وزوال سے محفوظ اور پاک ہے اور منـك السلام کا معنی ہے کہ سلامتی تیرے ہاتھ میں ہے، جس کے لیے چاہے اور جب چاہے سلامتی کا فیصلہ کرے اور جس کے لیے نہ چاہے، نہ فیصلہ کرے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا مقصد یہ ہے کہ عام طور پر آپ قبلہ رخ بیٹھ کر یہی کلمات پڑھتے تھے اور اس کے بعد مقتدیوں کی طرف منہ کر لیتے تھے اور باقی ذکر واذکار کرتے تھے، جیسا کہ دوسری روایات سے ثابت ہوتا ہے۔

[1336] (. .) و حَدَّثَنَاه ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ نَا أَبُو خَالِدٍ يَعْنِي الْأَحْمَرَ عَنْ عَاصِمٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ ((يَاذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ))

[1336] امام صاحب ایک اور استاد سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں، جس میں ہے اور کہا: یا ذاالجلال والاکرام، اے عظمت واحسان کے مالک۔

[1337] (. . .) و حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَارِثِ بْنُ عَبْدِالصَّمَدِ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ وَخَالِدٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ كِلَاهُمَا عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ بِمِثْلِهِ غَيْرَ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ ((يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ))

[1337] امام صاحب ایک اور استاد سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں، جس میں ہے کہ آپ یا ذاالجلال والاکرام کہا کرتے تھے۔

[1338] ۱۳۷۔(۵۹۳) حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ انَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنِ الْمُسَيَّبِ بْنِ رَافِعٍ عَنْ وَرَّادٍ مَوْلَى الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ كَتَبَ الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ إِلٰى مُعَاوِيَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا فَرَغَ مِنَ الصَّلٰوةِ وَسَلَّمَ قَالَ ((لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ))

← الصلاة والسنة فيها، باب: ما يقال بعد التسليم برقم (٩٢٤) انظر (التحفة) برقم (١٦١٨٧)

[1336] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٣٣٤)

[1337] تقدم تخريجه برقم (١٣٣٤)

[1338] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الاذان، باب: الذكر بعد الصلاة برقم (٨٤٤) وفي الدعوات باب: الدعاء بعد الصلاة برقم (٦٣٣٠) وفي الرقاق، باب: ما يكره من قبل وقال برقم (٦٤٧٢) وفي القدر، باب: لا مانع لما اعطى الله برقم (٦٦١٥) مختصرا وفي: الاعتصام ←

[1338] ۔حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے معاویہ رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہو کر سلام پھیرتے تو فرماتے، اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ اکیلا اور یکتا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اس کی حکومت اور فرمانروائی ہے اور وہی شکر وستائش کا حقدار ہے اور ہر چیز پر اس کو قدرت حاصل ہے، اے اللہ! جو کچھ تو کسی کو دینا چاہے، اسے کوئی روک سکنے والا نہیں اور جس چیز کے تو نہ دینے کا فیصلہ کر لے، کوئی اسے دے سکنے والا نہیں اور کسی سرمایہ دار، صاحب جاہ وعظمت کو اس کا سرمایہ اور جاہ وعظمت تجھ سے مستغنی نہیں کر سکتا۔

بڑے سے بڑا سرمایہ دار اور صاحب عظمت وجاہ ہر آن تیرا محتاج ہے۔

[1339] (. . . . . .)و حَدَّثَنَاه أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ وَأَحْمَدُ بْنُ سِنَانٍ قَالُوا نَا أَبُومُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنِ الْمُسَيَّبِ بْنِ رَافِعٍ

عَنْ وَرَّادٍ مَوْلَى الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ عَنِ الْمُغِيرَةِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ مِثْلَهُ قَالَ أَبُوبَكْرٍ وَأَبُو كُرَيْبٍ فِي رِوَايَتِهِمَا قَالَ فَأَمْلَاهَا عَلَيَّ الْمُغِيرَةُ وَكَتَبْتُ بِهَا إِلَى مُعَاوِيَةَ

[1339] امام صاحب مذکورہ بالا روایت اپنے مختلف اساتذہ سے بیان کرتے ہیں۔

[1340] (. .) و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ قَالَ انَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عَبْدَةُ بْنُ أَبِي لُبَابَةَ أَنَّ وَرَّادًا مَوْلَى الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ كَتَبَ الْمُغِيرَةُ بْنُ شُعْبَةَ إِلَى مُعَاوِيَةَ كَتَبَ ذٰلِكَ الْكِتَابَ لَهُ وَرَّادٌ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ حِينَ سَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيثِهِمَا إِلَّا قَوْلَهُ ((وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ)) فَإِنَّهُ لَمْ يَذْكُرْ

[1340] حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے معاویہ رضی اللہ عنہ کو لکھوایا (یہ تحریر ان کی طرف وراد نے لکھی) میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سلام کے وقت سنا پھر مذکورہ بالا روایت بیان کی، مگر اس میں "وھو علی کل شیء قدیر" کے الفاظ بیان نہیں کیے۔

[1341] (. .) وحَدَّثَنَا حَامِدُ بْنُ عُمَرَ الْبَكْرَاوِيُّ قَالَ نَا بِشْرٌ يَعْنِي ابْنَ الْمُفَضَّلِ قَالَ ح و حَدَّثَنَا

←بالكتاب والسنة، باب ما يكره من كثرة السوال ومن تكلف مالا يعنيه برقم (٧٢٩٢) مطولا۔ وابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: ما يقول الرجل اذا سلم برقم (١٥٠٥) والنسائي في (المجتبى) في السهو، باب: نوع آخر من القول عند انقضاء الصلاة ٣/ ٧٠ و ٣/ ٧١۔ انظر (التحفة) برقم (١١٥٣٥)

[1339] تقدم تخرجه في الحديث السابق برقم (١٣٣٧)

[1340] تقدم تخريجه برقم (١٣٣٧)

[1341] تقدم تخرجه برقم (١٣٣٧)

مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنِي أَزْهَرُ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ وَرَّادٍ كَاتِبِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ كَتَبَ مُعَاوِيَةُ إِلَى الْمُغِيرَةِ بِمِثْلِ حَدِيثِ مَنْصُورٍ وَالْأَعْمَشِ

[1341] امام صاحب اپنے دو اور اساتذہ سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

[1342] ۱۳۸۔(..) و حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ الْمَكِّيُّ قَالَ نَا سُفْيَانُ قَالَ نَا عَبْدَةُ بْنُ أَبِي لُبَابَةَ وَعَبْدُالْمَلِكِ بْنُ عُمَيْرٍ سَمِعَا وَرَّادًا كَاتِبَ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ يَقُولُ كَتَبَ مُعَاوِيَةُ إِلَى الْمُغِيرَةِ اكْتُبْ إِلَيَّ بِشَيْءٍ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فَكَتَبَ إِلَيْهِ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ إِذَا قَضَى الصَّلٰوةَ ((**لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ**))

[1342]۔حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے مغیرہ رضی اللہ عنہ کو خط لکھا کہ مجھے کوئی ایسی حدیث لکھ بھیجو، جو تم نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہو تو انہوں نے انہیں لکھ بھیجا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ جب آپ نماز پڑھ لیتے تو فرماتے: لا الٰه الا الله وحده، لا شريك له، له الملك وله الحمد، وهو على كل شيء قدير، اللهم لا مانع لما اعطيت ولا معطى لما منعت ولا ينفع ذالجد منك الجد.

[1343] ۱۳۹۔(۵۹٤) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَ نَا أَبِي قَالَ نَا هِشَامٌ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ قَالَ كَانَ ابْنُ الزُّبَيْرِ يَقُولُ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلٰوةٍ حِينَ يُسَلِّمُ ((**لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا نَعْبُدُ اِلَّا اِيَّاهُ لَهُ النِّعْمَةُ وَلَهُ الْفَضْلُ وَلَهُ الثَّنَاءُ الْحَسَنُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ**)) وَقَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُهَلِّلُ بِهِنَّ دُبُرَ كُلِّ صَلٰوةٍ

[1343]۔حضرت ابو زبیر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہما ہر نماز کے بعد، سلام پھیرتے وقت یہ کلمات

[1342] تقدم تخريجه برقم (١٣٣٧)

[1343] اخرجه ابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: ما يقول الرجل اذا سلم برقم (١٥٠٦) وبرقم (١٥٠٧) والنسائي في (المجتبى) في السهو، باب: التهليل بعد التسليم ٣/ ٦٩ وفي باب: عدد التهليل والذكر بعد التسليم ٣/ ٧٠۔ انظر (التحفة) برقم (٥٢٨٥)

کہتے تھے: لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملك وله الحمد وهو على كل شی قدیر...... الخ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، اس کا کوئی شریک اور ساجھی نہیں، اس کی حکومت وفرمانروائی ہے اور وہی شکر وستائش کا حقدار ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے، گناہوں سے بچنے کی توفیق اور نیکی کرنے کی قوت سب اللہ ہی کے ارادہ سے ہے اس کے سوا کوئی الہٰ (معبود) نہیں۔ ہم صرف اس کی بندگی کرتے ہیں، سب نعمتیں اسی کی ہیں اور فضل وکرم اس کا ہے، اچھی تعریف کا مستحق بھی وہی ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، ہم پورے اخلاص کے ساتھ اس کی بندگی کرتے ہیں، اگرچہ منکروں کو کتنا ہی ناگوار ہو اور بتایا کہ رسول اللہ ﷺ ہر نماز کے بعد ان کلمات کو بلند آواز سے کہتے تھے۔

[1344] ١٤٠-(...) و حَدَّثَنَاه أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ مَوْلًى لَهُمْ أَنَّ عَبْدَاللهِ بْنَ الزُّبَيْرِ كَانَ يُهَلِّلُ دُبُرَ كُلِّ صَلٰوةٍ بِمِثْلِ حَدِيثِ ابْنِ نُمَيْرٍ وَقَالَ فِي آخِرِهِ ثُمَّ يَقُولُ ابْنُ الزُّبَيْرِ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُهَلِّلُ بِهِنَّ دُبُرَ كُلِّ صَلٰوةٍ

[1344]۔ حضرت ابوزبیر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما ہر نماز کے بعد کلمات تہلیل کہتے تھے جیسا کہ ابن نمیر کی روایت میں ہے اور آخر میں کہا، پھر ابن زبیر کہتے، رسول اللہ ﷺ ہر نماز کے بعد یہ کلمات کہتے تھے۔

[1345] (...) وحَدَّثَنِي يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ قَالَ نَا ابْنُ عُلَيَّةَ قَالَ نَا الْحَجَّاجُ بْنُ أَبِي عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُوالزُّبَيْرِ

قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَاللهِ بْنَ الزُّبَيْرِ يَخْطُبُ عَلَى هٰذَا الْمِنْبَرِ وَهُوَ يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقُولُ إِذَا سَلَّمَ فِي دُبُرِ الصَّلٰوةِ أَوِ الصَّلَوَاتِ فَذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ

[1345] حضرت ابوزبیر رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے سنا ہے، وہ اس منبر پر خطبہ دیتے ہوئے بیان کر رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ سلام پھیرنے کے بعد نماز ختم کرنے وقت کہا کرتے تھے اور ہشام ابن عروہ کی طرح حدیث بیان کی۔

[1346] ١٤١-(...) و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْمُرَادِيُّ قَالَ نَا عَبْدُاللهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِاللهِ بْنِ سَالِمٍ

[1344] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (١٣٤٢)

[1345] تقدم تخريجه برقم (١٣٤٢)

[1346] تقدم تخريجه برقم (١٣٤٢)

عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ أَنَّ أَبَا الزُّبَيْرِ الْمَكِّيَّ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ وَهُوَ يَقُولُ فِي إِثْرِ الصَّلٰوةِ إِذَا سَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيثِهِمَا وَقَالَ فِي آخِرِهِ وَكَانَ يَذْكُرُ ذٰلِكَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

[1346]۔حضرت زبیر مکی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ اس نے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے سنا، وہ ہر نماز کے بعد، جب سلام پھیرتے تو کلمات تہلیل کہتے تھے، جیسا کہ مذکورہ بالا روایت ہے اور آخر میں کہا وہ یہ بات رسول اللہ ﷺ سے بیان کرتے تھے۔

فائدہ:......حضرت مغیرہ بن شعبہ اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم کی حدیث میں، کلمات میں کچھ فرق ہے، جس کی وجہ یہ ہے کہ آپ نماز کے بعد کبھی مغیرہ رضی اللہ عنہ والے کلمات کہتے تھے اور کبھی ابن زبیر والے، اس لیے اس میں تضاد نہیں ہے، نیز اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ آپ یہ دعائیں اور ذکر یہ کلمات اور بعض دوسرے کلمات حمد وتسبیح اور توحید وتکبیر سلام پھیرنے کے بعد، سنتوں سے پہلے پڑھتے تھے، ابن ہمام اور بعض دیگر فقہاء نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے استدلال کرتے ہوئے یہ کہا ہے کہ اللھم انت السلام ومنك السلام والی دعا کے سوا اذکار سنتیں ادا کرنے کے بعد پڑھیں، درست نہیں ہے۔ علامہ سعیدی نے تفصیل سے اس کی تردید کی ہے۔ لیکن عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی روایت سے مروجہ ذکر بالجہر پر استدلال کرنا درست نہیں ہے۔

[1347] ١٤٢-(٥٩٥) حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ النَّضْرِ التَّيْمِيُّ قَالَ نَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ نَا عُبَيْدُاللّٰهِ قَالَ ح و حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا لَيْثٌ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ كِلَاهُمَا عَنْ سُمَيٍّ عَنْ أَبِي صَالِحٍ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَهٰذَا حَدِيثُ قُتَيْبَةَ أَنَّ فُقَرَاءَ الْمُهَاجِرِينَ أَتَوْا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالُوا ذَهَبَ أَهْلُ الدُّثُورِ بِالدَّرَجَاتِ الْعُلٰى وَالنَّعِيمِ الْمُقِيمِ فَقَالَ ((وَمَا ذَاكَ)) قَالُوا يُصَلُّونَ كَمَا نُصَلِّي وَيَصُومُونَ كَمَا نَصُومُ وَيَتَصَدَّقُونَ وَلَا نَتَصَدَّقُ وَيُعْتِقُونَ وَلَا نُعْتِقُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((أَفَلَا أُعَلِّمُكُمْ شَيْئًا تُدْرِكُونَ بِهِ مَنْ سَبَقَكُمْ وَتَسْبِقُونَ بِهِ مَنْ بَعْدَكُمْ وَلَا يَكُونُ أَحَدٌ أَفْضَلَ مِنْكُمْ إِلَّا مَنْ صَنَعَ مِثْلَ مَا صَنَعْتُمْ)) قَالُوا بَلٰى يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ ((تُسَبِّحُونَ وَتُكَبِّرُونَ وَتَحْمَدُونَ دُبُرَ كُلِّ صَلٰوةٍ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ مَرَّةً)) قَالَ أَبُو صَالِحٍ فَرَجَعَ فُقَرَاءُ الْمُهَاجِرِينَ إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالُوا سَمِعَ إِخْوَانُنَا أَهْلُ الْأَمْوَالِ بِمَا

[1347] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الاذان، باب: الذكر بعد الصلاة برقم (٨٤٣) وفي الدعوات، باب: الدعاء بعد الصلاة يوم (٦٣٢٩) انظر (التحفة) برقم (١٢٣١٥) وبرقم (١٢٥٦٣)

فَعَلْنَا فَفَعَلُوا مِثْلَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ)) مَنْ يَّشَاءُ وَزَادَ غَيْرُ قُتَيْبَةَ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ عَنِ اللَّيْثِ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ قَالَ سُمَيٌّ فَحَدَّثْتُ بَعْضَ أَهْلِي هٰذَا الْحَدِيثَ فَقَالَ وَهِمْتَ إِنَّمَا قَالَ ((تُسَبِّحُ اللّٰهَ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِينَ وَتَحْمَدُ اللّٰهَ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِينَ وَتُكَبِّرُ اللّٰهَ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِينَ)) فرجعت الى ابى صالح فقلت له ذالك فاخذ بيدى فقال الله اكبر و سبحان الله والحمدلله۔ الله اكبر و سبحان الله والحمدلله حتى تبلغ من جميعهن ثلاثه وثلاثين قال ابن عجلان فحدثت بهذا الحديث رجاء بن حيوة فحدثنى بمثله عن ابى صالح عن ابى هريرة عن رسول الله ﷺ

[1347]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ تنگدست مہاجرین، رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور گزارش کی کہ مالدار بلند درجات اور سدا بہار نعمتیں لے گئے، آپ نے پوچھا یہ کیسے؟ انہوں نے کہا، وہ ہماری طرح نمازیں پڑھتے ہیں، وہ روزے رکھتے ہیں، جیسے ہم روزے رکھتے ہیں اور وہ صدقہ کرتے ہیں، ہم صدقہ نہیں کر سکتے، وہ آزادی دیتے ہیں، ہم آزاد نہیں کر سکتے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تو کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ سکھاؤں جس سے تم اپنے سے سبقت لے جانے والوں کو پہنچ جاؤ اور اس کے سبب اپنے بعد والوں سے سبقت لے جاؤ؟ اور تم سے کوئی افضل نہ ہو مگر وہ جو تمہاری طرح عمل کرے۔'' انہوں نے کہا، کیوں نہیں (ضرور بتلائیں) اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا: تم تینتیس مرتبہ ہر نماز کے بعد سبحان اللہ، اللہ اکبر اور الحمد للہ کہو، ابو صالح بیان کرتے ہیں، محتاج مہاجرین دوبارہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہا، ہمارے مالدار بھائیوں نے ہمارے عمل کو سن کر، ہماری طرح عمل شروع کر دیا ہے۔ (وہ بھی تسبیح، تکبیر، تحمید کرنے لگے ہیں) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے عنایت فرما دے) قتیبہ رضی اللہ عنہ کے سوا کسی اور نے لیث سے ابن عجلان کے واسطہ سے سمی سے بیان کیا، میں نے یہ حدیث اپنے گھر کے کسی فرد کو سنائی تو اس نے کہا تم بھول گئے ہو، آپ ﷺ نے تو فرمایا تھا، تینتیس مرتبہ سبحان اللہ کہو تینتیس بار الحمد للہ کہو اور تینتیس بار اللہ اکبر کہو تو میں دوبارہ ابو صالح کی خدمت میں حاضر ہوا اور اسے یہ بتایا تو اس نے میرا ہاتھ پکڑ کر کہا، اللہ اکبر، سبحان اللہ اور الحمد للہ، اللہ اکبر، سبحان اللہ الحمد للہ اس طرح کل تعداد تینتیس ہو جائے ابن عجلان کہتے ہیں، میں نے یہ حدیث رجاء بن حیوہ کو سنائی تو اس نے مجھے اس طرح ابو صالح کے واسطہ سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی رسول اللہ ﷺ سے حدیث سنائی۔

مفردات الحدیث ❶ الدثور، دثر کی جمع ہے، بہت مال، اہل الدثور، بہت مالدار، ❷ الدرجات العلیٰ، درجات، درجة کی جمع ہے مرتبہ اور عُلی، اعلیٰ کا مؤنث ہے، ❸ النعیم المقیم، دائمی یا ہمیشہ کی نعمتیں، دُبر، بعد میں یا آخر میں۔

فائدہ:......اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے اگر انسان کے پاس فرصت کم ہو یا اسے کسی وجہ سے جلدی ہو تو وہ ان کلمات کو گیارہ گیارہ دفعہ بھی کہہ سکتا ہے۔

[1348] ١٤٣۔(. . .) و حَدَّثَنِي أُمَيَّةُ بْنُ بِسْطَامَ الْعَيْشِيُّ قَالَ نَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ نَا رَوْحٌ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُمْ قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ ذَهَبَ أَهْلُ الدُّثُورِ بِالدَّرَجَاتِ الْعُلٰى وَالنَّعِيمِ الْمُقِيمِ بِمِثْلِ حَدِيثِ قُتَيْبَةَ عَنِ اللَّيْثِ إِلَّا أَنَّهُ أَدْرَجَ فِي حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ قَوْلَ أَبِي صَالِحٍ ثُمَّ رَجَعَ فُقَرَآءُ الْمُهَاجِرِينَ إِلٰى آخِرِ الْحَدِيثِ وَزَادَ فِي الْحَدِيثِ يَقُولُ سُهَيْلٌ إِحْدٰى عَشْرَةَ إِحْدٰى عَشْرَةَ فَجَمِيعُ ذٰلِكَ كُلِّهِ ثَلَاثَةٌ وَثَلَاثُونَ

[1348]۔سہیل اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا، اے اللہ کے رسول! سرمایہ دار، بلند مراتب اور دائمی نعمتیں لے گئے، جیسا کہ قتیبہ کی لیث سے روایت ہے، مگر اس نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ابو صالح کا یہ قول داخل کر دیا ہے کہ پھر فقراء المهاجرين لوٹ کر آئے آخر حدیث تک اور حدیث میں یہ اضافہ کیا، سہیل نے کہا ہر کلمہ گیارہ گیارہ دفعہ اور یہ سب ملا کر مجموعی طور پر تینتیس بار۔

[1349] ١٤٤۔(٥٩٦) و حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عِيسٰى قَالَ نَا ابْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ انا مَالِكُ بْنُ مِغْوَلٍ قَالَ سَمِعْتُ الْحَكَمَ بْنَ عُتَيْبَةَ يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى

عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مُعَقِّبَاتٌ لَا يَخِيبُ قَآئِلُهُنَّ أَوْ فَاعِلُهُنَّ دُبُرَ كُلِّ صَلٰوةٍ مَكْتُوبَةٍ ثَلَاثٌ وَّثَلَاثُونَ تَسْبِيحَةً وَّثَلَاثٌ وَّثَلَاثُونَ تَحْمِيدَةً وَّأَرْبَعٌ وَّثَلَاثُونَ تَكْبِيرَةً

[1349]۔حضرت عبدالرحمٰن بن ابی یعلیٰ رحمہ اللہ نے کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کا فرمان سنا کہ نماز کے پیچھے کہے جانے والے کلمات یہ ہیں کہ ان کے فرض نماز کے بعد کہنے والا یا ان کو بجا لانے والا (ہر فرض نماز کے

[1348] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٢٦٤٦)

[1349] اخرجه الترمذی فی (جامعه) فی: الدعوات، باب منه برقم (٣٤١٢) والنسائی فی (المجتبی) فی السهو، باب: نوع آخر من عدم التسبيح ٣/ ٧٥۔ انظر (التحفة) برقم (١١١١٥)

بعد) نامراد و ناکام نہیں رہتا یا بلند درجات سے محروم نہیں رہتا۔ تینتیس بار سبحان اللہ، تینتیس دفعہ الحمد للہ اور چونتیس بار اللہ اکبر۔

[1350] ١٤-(. . .) حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ قَالَ نَا أَبُو أَحْمَدَ قَالَ نَا حَمْزَةُ الزَّيَّاتُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى

عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((مُعَقِّبَاتٌ لَا يَخِيبُ قَائِلُهُنَّ أَوْ فَاعِلُهُنَّ ثَلَاثٌ وَّثَلَاثُونَ تَسْبِيحَةً وَّثَلَاثٌ وَّثَلَاثُونَ تَحْمِيدَةً وَّأَرْبَعٌ وَّثَلَاثُونَ تَكْبِيرَةً فِي دُبُرِ كُلِّ صَلٰوةٍ))

[1350]۔ حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نماز کے بعد کہے جانے والے کلمات یہ ہیں، ہر نماز کے بعد ان کو کہنے والا یا ان کو بجا لانے والا نامراد نہیں رہتا، تینتیس، دفعہ تسبیح تینتیس مرتبہ تحمید اور چونتیس بار تکبیر۔

[1351] (. . .) حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ نَا أَسْبَاطُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ نَا عَمْرُو بْنُ قَيْسٍ الْمُلَائِيُّ عَنِ الْحَكَمِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

[1351] امام صاحب ایک اور استاد سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

[1352] ١٤٦-(٥٩٧) حَدَّثَنِي عَبْدُالْحَمِيدِ بْنُ بَيَانٍ الْوَاسِطِيُّ قَالَ انَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ الْمَذْحِجِيِّ قَالَ مُسْلِم أَبُو عُبَيْدٍ مَوْلٰى سُلَيْمَانَ بْنِ عَبْدِالْمَلِكِ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ سَبَّحَ اللّٰهَ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلٰوةٍ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِينَ وَحَمِدَ اللّٰهَ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِينَ وَكَبَّرَ اللّٰهَ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِينَ فَتِلْكَ تِسْعَةٌ وَتِسْعُونَ وَقَالَ تَمَامَ الْمِائَةِ لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ غُفِرَتْ خَطَايَاهُ وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ))

[1352]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے ہر نماز کے بعد تینتیس مرتبہ سبحان اللہ، تینتیس دفعہ الحمد للہ اور تینتیس بار اللہ اکبر کہا، یہ ننانوے ہو گئے اور سو پورا کرنے کے لیے لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریك له له الملك وله الحمد وهو علی كل شی قدير، کہا، اس کی لغزشیں

[1350] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٣٤٨)

[1351] تقدم تخريجه برقم (١٣٤٨)

[1352] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٤٢١٤)

اور قصور معاف کر دیئے جائیں گے، خواہ وہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہی کیوں نہ ہوں۔

[1353] (..) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ قَالَ نَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ زَكَرِيَّاءَ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ عَطَاءٍ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ بِمِثْلِهِ

[1353] امام صاحب ایک اور استاد سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

فوائد:...... ① حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں تسبیح، تحمید اور تکبیر تینوں کلمات کا عدد ۳۳، ۳۳، ۳۳، بتلایا گیا ہے۔ اور سو کی گنتی پوری کرنے کے لیے ایک مرتبہ کلمہ توحید و تہلیل پڑھنے کے لیے فرمایا گیا ہے، لیکن کعب بن عجرہ اور بعض دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم کی روایات میں سو کی گنتی پوری کرنے کے لیے اللہ اکبر ۳۴ دفعہ پڑھنے کی ترغیب دی گئی، دونوں طرح ہی پڑھنا درست ہے۔ اور ظاہر ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس روایت میں، جس اجر و ثواب کو بیان کیا گیا ہے، وہ دوسری صورت میں بیان نہیں کیا گیا۔ ② مولانا منظور احمد نعمانی رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ (نماز کے خاتمہ پر یعنی سلام کے بعد ذکر و دعا رسول اللہ ﷺ سے عملاً بھی ثابت ہے اور تعلیماً بھی اور اس سے انکار کی گنجائش نہیں ہے، لیکن یہ جو رواج ہے کہ سلام پھیرنے کے بعد دعا میں بھی مقتدی نماز ہی کی طرح امام کے پابند رہتے ہیں، حتیٰ کہ اگر کسی کو جلدی جانے کی ضرورت ہو، تب بھی امام سے پہلے اٹھ جانا برا سمجھا جاتا ہے، یہ بالکل بے اصل ہے بلکہ قابل اصلاح ہے، امامت اور اقتدا کا رابطہ سلام پھیرنے پر ختم ہو جاتا ہے، اس لیے سلام کے بعد دعا میں امام کی اقتدا اور پابندی ضروری نہیں، چاہے تو مختصراً دعا کر کے امام سے پہلے اٹھ جائے اور چاہے تو اپنے ذوق اور کیفیت کے مطابق دیر تک دعا کرتا رہے۔ (معارف الحدیث: ۳/ ۳۱۸)

۲۸...... بَابٌ: مَا يُقَالُ بَيْنَ تَكْبِيرَةِ الْإِحْرَامِ وَالْقِرَاءَةِ

باب ۲۸: تکبیر تحریمہ اور قراءت کے درمیان کونسی دعا پڑھی جائے گی

[1354] ۱۴۷-(۵۹۸) حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا جَرِيرٌ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا كَبَّرَ فِي الصَّلٰوةِ سَكَتَ هُنَيَّةً قَبْلَ أَنْ يَقْرَأَ فَقُلْتُ يَارَسُولَ اللهِ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي أَرَأَيْتَ سُكُوتَكَ بَيْنَ التَّكْبِيرِ وَالْقِرَاءَةِ مَا تَقُولُ قَالَ ((أَقُولُ اللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ

[1353] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (١٤٢١٤)

[1354] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الاذان، باب: ما یقول بعد التکبیر برقم (٧٤٤) وابو داود فی (سننه) فی الصلاة باب: السكتة عند الافتتاح برقم (٧٨١) والنسائی فی (المجتبی) ←

اَللّٰهُمَّ نَقِّنِي مِنْ خَطَايَايَ كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْأَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ اَللّٰهُمَّ اغْسِلْنِي مِنْ خَطَايَايَ بِالثَّلْجِ وَالْمَآءِ وَالْبَرَدِ))

[1354]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، جب نماز کے لیے تکبیر کہتے تو قراءت سے پہلے کچھ وقت سکوت فرماتے تو میں نے پوچھا، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میرے ماں باپ آپ پر قربان، فرمایئے آپ تکبیر اور قراءت کے درمیان خاموشی کے دوران کیا پڑھتے ہیں؟ آپ نے فرمایا، میں کہتا ہوں: اے اللہ! میرے اور میرے گناہوں کے درمیان اس قدر فاصلہ کر دے جتنا فاصلہ تو نے مشرق اور مغرب کے درمیان رکھا ہے، اے اللہ! مجھے گناہوں سے یوں پاک صاف کر دے جس طرح سفید کپڑا میل کچیل سے صاف کیا جاتا ہے، اے اللہ! میرے گناہوں کو برف، پانی اور اولوں سے دھو دے۔

فائدہ:...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگرچہ عام گناہوں اور کوتاہیوں سے محفوظ تھے، لیکن قربیاں رابیش بود حیرانی کے فطری اصول کے مطابق، آپ ان لغزشوں اور کوتاہیوں سے سخت لرزاں اور ترساں رہتے تھے جو بشری تقاضوں کے تحت بھول چوک کے سبب آپ سے سرزد ہو سکتی تھیں اور معصیت و نافرمانی نہ ہونے کے باوجود آپ کی بلند و بالا شان اور مقام تقریب کے لحاظ سے قابل گرفت ہو سکتی تھیں۔

مشہور مقولہ ہے حسنات الابرار سيئات المقربين، جن کے رتبے ہیں سوا، ان کو سوا مشکل ہے" اور آپ کی دعا سے معلوم ہوتا ہے انسان کسی قدر بھی بلند و بالا مقام پر فائز ہو جائے، وہ بشریت کے تقاضوں سے نہیں نکل سکتا اور اللہ تعالیٰ کی توفیق و رہنمائی کے بغیر خطاؤں اور لغزشوں سے دور نہیں رہ سکتا اور گناہ مادی میل کچیل کی طرح دل اور روح کی میل کچیل ہیں اور اللہ کے غضب کی آگ اور اس کی سوزش و جلن کا سبب ہیں، اس لیے اس حدت و سوزش کو اللہ کی بخشش و رحمت کے پانی، برف اور اولوں سے ٹھنڈا کرنے کی ضرورت ہے۔

[1355] (. .) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ قَالَا نَا ابْنُ فُضَيْلٍ ح و حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ قَالَ نَا عَبْدُالْوَاحِدِ يَعْنِي ابْنَ زِيَادٍ كِلَاهُمَا عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيثِ جَرِيرٍ

[1355] امام صاحب اپنے دو اور اساتذہ سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

← في الطهارة، باب: الوضوء بالثلج ١/ ٥٠ وفي الافتتاح، باب: الدعاء بين التكبير والقراة برقم (٨٩٤) وابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: افتتاح الصلاة ٢/ ٨٠٥- انظر (التحفة) برقم (١٤٨٩٦)

[1355] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٣٥٣)

[1356] ۱۴۸ ـ(۵۹۹) قَالَ مُسْلِم وَحُدِّثْتُ عَنْ يَحْيَى بْنِ حَسَّانَ وَيُونُس الْمُؤَدِّبِ وَغَيْرِهِمَا قَالُوا نَا عَبْدُالْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُمَارَةُ بْنُ الْقَعْقَاعِ قَالَ نَا أَبُوزُرْعَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا نَهَضَ مِنَ الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ اسْتَفْتَحَ الْقِرَاءَةَ بِا ((الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ)) وَلَمْ يَسْكُتْ

[1356] ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب دوسری رکعت سے اٹھتے تو خاموشی اختیار کیے بغیر قراءت کا آغاز "الحمد لله رب العالمين" سے فرماتے۔

فائدہ :......تکبیر تحریمہ کے بعد قراءت سے پہلے دعاء استفتاح پڑھنا امام ابوحنیفہ، امام شافعی، امام احمد رحمہم اللہ اور جمہور سلف کے نزدیک مستحب ہے، امام مالک رحمہ اللہ تکبیر تحریمہ کے بعد دعاء استفتاح کے قائل نہیں ہیں۔ امام شافعی رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی دعا وجهت وجهي للذي فطر السموات والارض، الحديث کو اختیار کیا ہے اور امام احمد اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے "سبحانك اللهم وبحمدك" اور یہ دعا آہستہ پڑھی جائے گی، دوسری رکعت کے بعد تیسری رکعت کے آغاز پر دعا استفتاح نہیں ہے، جیسا کہ امام مسلم کی اس کے متعلق روایت میں صراحت موجود ہے۔

[1357] ۱۴۹ ـ(۶۰۰) وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا عَفَّانُ قَالَ حدثنا حَمَّادٌ قَالَ ا نَا قَتَادَةُ وَثَابِتٌ وَحُمَيْدٌ

عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَجُلًا جَاءَ فَدَخَلَ الصَّفَّ وَقَدْ حَفَزَهُ النَّفَسُ فَقَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ فَلَمَّا قَضَى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ صَلٰوتَهُ قَالَ ((أَيُّكُمُ الْمُتَكَلِّمُ بِالْكَلِمَاتِ فَأَرَمَّ الْقَوْمُ فَقَالَ أَيُّكُمُ الْمُتَكَلِّمُ بِهَا فَإِنَّهُ لَمْ يَقُلْ بَأْسًا فَقَالَ رَجُلٌ جِئْتُ وَقَدْ حَفَزَنِي النَّفَسُ فَقُلْتُهَا فَقَالَ لَقَدْ رَأَيْتُ اثْنَيْ عَشَرَ مَلَكًا يَبْتَدِرُونَهَا أَيُّهُمْ يَرْفَعُهَا))

[1357] ۔ مجھے زہیر بن حرب نے عفان کے واسطہ سے حماد کی قتادہ، ثابت اور حمید سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت سنائی ہے کہ ایک آدمی آیا اور صف میں اس حالت میں شریک ہوا کہ اس کا سانس پھول رہا تھا اور اس نے پڑھا الحمد لله حمدا، یعنی اللہ ہی بہت زیادہ پاک اور برکت والی تعریف وثنا کا حقدار ہے تو جب

[1356] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (التحفة) برقم (۱۴۹۱۸)

[1357] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: ما يستفتح به الصلاة من الدعاء برقم (۷۶۳) والنسائی فی (المجتبی) فی الافتتاح، باب: نوع آخر من الذكر بعد التكبير ۲/ ۱۳۲۔ انظر (التحفة) برقم (۳۱۳)

رسول اللہ ﷺ نے نماز پوری کر لی تو آپ نے پوچھا، تم میں سے کس نے یہ کلمات کہے تھے؟ اس پر سب لوگ خاموش رہے، آپ نے دوبارہ پوچھا، تم میں کس نے یہ کلمات کہے؟ اس نے کوئی بری بات نہیں کہی۔ تو ایک شخص نے کہا، میں اس حال میں آیا کہ میرا سانس پھول گیا تھا تو میں نے یہ کلمات کہے، آپ نے فرمایا: میں نے بارہ فرشتوں کو دیکھا، جو ان کلمات کو اوپر لے جانے کے لیے ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کر رہے تھے، قد حفزہ النفس، اس کا سانس پھولا ہوا تھا۔ ارم القوم لوگ چپ رہے۔

فائدہ :...... اس حدیث سے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے استدلال کیا ہے کہ نماز میں جواذ کار منقول ہیں، ان کے علاوہ ذکر کرنا بھی جائز ہے۔ بشرطیکہ وہ منقول کے خلاف نہ ہو، اس پر علامہ سعیدی لکھتے ہیں: یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ یہ ذکر آپ کے سامنے کیا گیا اور آپ نے اس کو مقرر اور جائز رکھا، اس لیے اس کا جواز آپ کی تقریر اور تشریح سے معلوم ہوا، اب جبکہ وحی منقطع ہو چکی ہے۔ کسی شخص کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ نماز یا کسی معین عبادت میں اپنی طرف سے ذکر اذکار کا اضافہ کرے حتی کہ ہمارے فقہاء نے کہا ہے اگر پہلے تشہد کے بعد کسی شخص نے "اللهم صل على محمد"، سہوا یا عمداً پڑھ دیا تو اس پر سجدہ سہو لازم آئے گا۔ رسول اللہ ﷺ کی شریعت میں بعد کے لوگوں کو کسی اضافہ کا حق نہیں ہے۔ (شرح مسلم: ۲/۲۱۲)

سوال یہ ہے کہ جب یہ بات طے ہے کہ وحی منقطع ہوگئی ہے اور شریعت تمام ہو چکی ہے اور شریعت میں بعد کے لوگوں کو کسی اضافہ کا حق حاصل نہیں ہے تو پھر عید میلاد النبی، درود شریف کے نئے نئے صیغے اور ایصال ثواب کے لیے انواع واقسام کی نفلی عبادات کا بغیر شرعی تعیین کے تعین کرنا، کیا یہ اضافہ نہیں ہے؟ یہ تمام امور مستحسن کیسے ہوگئے؟ پہلے تشہد میں درود کی گنجائش موجود ہے بلکہ بعض ائمہ تو اس کو لازم قرار دیتے ہیں، اس پر سجدہ سہو ڈال دیا گیا ہے، اسی طرح نمازی کو اگر چھینک آ جائے تو وہ زبان سے الحمد للہ کہہ سکتا ہے، لیکن امام ابوحنیفہ کی ایک روایت کی رو سے اس کی نماز فاسد ہو جائے گی تو کیا ان کے امام ابوحنیفہ کے نزدیک ان امور کو مستحسن قرار دیا جا سکتا ہے، جو ان کے مقلدوں نے ان کے بعد نکال لیے ہیں۔

[1358] ۱۵۰-(۶۰۱) حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا إِسْمَعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ أَخْبَرَنِي الْحَجَّاجُ بْنُ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ عَوْنِ بْنِ عَبْدِاللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ نُصَلِّي مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ إِذْ قَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ اللَّهُ أَكْبَرُ كَبِيرًا وَالْحَمْدُ لِلَّهِ كَثِيرًا وَسُبْحَانَ اللَّهِ بُكْرَةً وَّأَصِيلًا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ

[1358] اخرجه الترمذی فی (جامعه) فی الدعوات، باب: دعاء ام سلمة برقم (۳۵۹۲) والنسائی فی (المجتبی) فی الافتتاح، باب: القول الذی یفتتح به الصلاة ۲/ ۱۲۵- انظر (التحفة) برقم (۷۳۶۹)

((مَنِ الْقَائِلُ كَلِمَةً كَذَا وَكَذَا)) قَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ أَنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ ((عَجِبْتُ لَهَا فُتِحَتْ لَهَا أَبْوَابُ السَّمَاءِ)) قَالَ ابْنُ عُمَرَ فَمَا تَرَكْتُهُنَّ مُنْذُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ذٰلِكَ

[1358]۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے، اس اثناء میں لوگوں میں سے ایک آدمی نے کہا، الله اكبر كبيرا والحمد لله كثيرا، وسبحان الله بكرة واصيلا، اللہ بہت بڑا ہے اور اللہ کے لیے بہت زیادہ تعریف ہے اور صبح وشام اللہ ہی کے لیے پاکیزگی وتسبیح ہے تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا، یہ یہ بول کس نے کہا ہے؟ لوگوں میں سے ایک آدمی نے کہا، اے اللہ کے رسول ﷺ! میں نے کہا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے ان پر تعجب ہوا، ان کے لیے آسمان کے دروازے کھولے گئے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، میں نے آپ سے یہ بات سننے کے بعد ان کلمات کو کبھی نہیں چھوڑا۔

فائدہ:...... ان دو آدمیوں نے یہ ذکر کہاں کیا تھا، حدیث میں اس کا محل اور موقع نہیں بتایا گیا، اس لیے بعض حضرات نے ان کا محل آغاز نماز بتایا ہے جیسا کہ امام نووی رحمہ اللہ کے ترجمہ سے معلوم ہوتا ہے اور بعض نے رکوع کے بعد ربنا ولك الحمد کے بعد کہا ہے۔

۲۹...... بَاب: اِسْتِحْبَابِ إِتْيَانِ الصَّلٰوةِ بِوَقَارٍ وَسَكِينَةٍ وَالنَّهْيِ عَنْ إِتْيَانِهَا سَعْيًا

باب ۲۹: نماز کے لیے وقار ومتانت اور سکون واطمینان سے آنا مستحب ہے اور دوڑ کر آنا منع ہے

[1359] ۱۵۱۔(۶۰۲) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالُوا نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدٍ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلٰوةُ فَلَا تَأْتُوهَا تَسْعَوْنَ وَأْتُوهَا تَمْشُونَ وَعَلَيْكُمُ السَّكِينَةُ فَمَا أَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوا وَمَا فَاتَكُمْ فَأَتِمُّوا))

[1359]۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: جب نماز کھڑی ہو جائے تو اس کے لیے دوڑ کر نہ آؤ، اس کے لیے اطمینان کے ساتھ چلتے ہوئے آؤ، جو امام کے ساتھ پاؤ پڑھو اور جو رہ جائے اس کو پورا کرلو۔

[1359] طريق ابى بكر بن ابى شيبة اخرجه ابن ماجه فى: المساجد والجماعات باب المشى الى الصلاة برقم (۷۷۵) انظر (التحفة) برقم (۱۳۱۰۳) وطريق محمد بن جعفر اخرجه الترمذى فى (جامعه) فى الصلاة، باب: ما جاء فى المشى الى المسجد برقم (۳۲۹) والنسائى ←

فوائد:...... ❶ اس حدیث سے معلوم ہوا نماز کے لیے بھاگ کر نہیں آنا چاہیے، سکون واطمینان کے ساتھ عام چال سے تیز رفتار ہو سکتی ہے۔ ❷ امام کے ساتھ جو رکعات یا رکعت مل جائے گی، وہ ملنے والے کی پہلی رکعت ہوگی اور امام کے سلام کے بعد والی نماز، بعد والی نماز ہوگی امام مالک امام شافعی، امام احمد رحمہم اللہ اور جمہور سلف کا یہی نظریہ ہے، امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک، امام کے ساتھ ملنے والی رکعت یا رکعات آخری ہوں گی اور جو رہ گئی ہے، وہ پہلی رکعات میں شمار ہوگی، اس لیے وہ بعد والی رکعات میں قراءت کرے گا۔ امام محمد کے نزدیک رہ جانے والی نماز قراءت کے اعتبار سے اول ہے اور رکعات کے اعتبار سے آخری ہے، جمہور کا موقف قوی ہے اور اتموا کا لفظ اسی پر دلالت کرتا ہے، کیونکہ اتمام کا تعلق آخر سے ہوا ہے اور جن روایات میں ''واقض ما سبقك'' ہے کہ جو نماز رہ گئی ہے اس کو پورا کرو تو یہاں، قضی، اتم کے معنی میں ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے: ﴿اذا قضیت الصلوة فانتشروا فی الارض﴾ جب نماز پوری ہو جائے تو زمین میں پھیل جاؤ اور عربی محاورہ ہے قضیت حق فلان میں نے فلاں کا حق ادا کر دیا۔

[1360] ١٥٢۔(..) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَابْنُ حُجْرٍ عَنْ إِسْمٰعِيلَ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ ابْنُ أَيُّوبَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ قَالَ أَخْبَرَنِي الْعَلَاءُ عَنْ أَبِيهِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((إِذَا ثُوِّبَ لِلصَّلٰوةِ فَلَا تَأْتُوهَا وَأَنْتُمْ تَسْعَوْنَ وَأْتُوهَا وَعَلَيْكُمُ السَّكِينَةُ فَمَا أَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوا وَمَا فَاتَكُمْ فَأَتِمُّوا فَإِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا كَانَ يَعْمِدُ إِلَى الصَّلٰوةِ فَهُوَ فِي صَلٰوةٍ))

[1360]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب نماز کے لیے اقامت کہی جائے تو اس کے لیے دوڑتے ہوئے نہ آؤ اور اس کے لیے اطمینان کے ساتھ آؤ، جو پالو پڑھ لو اور جو رہ جائے اسے پورا کر لو، کیونکہ جب تم میں سے کوئی نماز کا رخ کرتا ہے تو وہ نماز ہی میں ہوتا ہے۔

[1361] ١٥٣۔(..) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ أَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُوهُرَيْرَةَ

عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَ أَحَادِيْثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((إِذَا نُوْدِيَ بِالصَّلٰوةِ

← فی (المجتبی) فی الامامة، باب: المشی الی الصلاة ٢/ ١١٤۔ انظر (التحفة) برقم (١٣١٣٧) وطریق حرملة بن یحیی اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب السعی الی الصلاة برقم (٥٧٢) انظر (التحفة) برقم (١٥٣٢٣)

[1360] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٣٩٩٢)

[1361] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٤٧٤٦)

فَاْتُوْهَا وَاَنْتُمْ تَمْشُوْنَ وَعَلَيْكُمُ السَّكِيْنَةَ فَمَا اَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوْا وَمَا فَاتَكُمْ فَاَتِمُّوْا))

[1361] ۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب نماز کے لیے بلایا جائے تو تم اس کے لیے چلتے ہوئے اطمینان اختیار کرو، تمہیں جو مل جائے پڑھ لو اور جو رہ جائے اس کو پورا کرلو۔

[1362] ١٦٤۔(. .) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا الْفُضَيْلُ يَعْنِي ابْنَ عِيَاضٍ عَنْ هِشَامٍ قَالَ ح و حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ نَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ نَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِذَا ثُوِّبَ بِالصَّلٰوةِ فَلَا يَسْعَ إِلَيْهَا أَحَدُكُمْ وَلٰكِنْ لِيَمْشِ وَعَلَيْهِ السَّكِينَةُ وَالْوَقَارُ صَلِّ مَا أَدْرَكْتَ وَاقْضِ مَا سَبَقَكَ))

[1362] ۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب نماز کے لیے اقامت کہی جائے تو اس کے لیے تم میں سے کوئی بھاگ کر نہ آئے، لیکن چل کر اطمینان اور وقار کو اختیار کرے، جو مل جائے پڑھ لے اور جو گزر جائے اس کو ادا کر لے۔

[1363] ١٥٥۔(٦٠٣) حَدَّثَنِي إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ انا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُبَارَكِ الصُّورِيُّ قَالَ نَا مُعَاوِيَةُ بْنُ سَلَّامٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ أَخْبَرَنِي

عَبْدُاللّٰهِ بْنُ أَبِي قَتَادَةَ أَنَّ أَبَاهُ أَخْبَرَهُ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ نُصَلِّي مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَسَمِعَ جَلَبَةً فَقَالَ ((مَا شَأْنُكُمْ))قَالُوا اسْتَعْجَلْنَا إِلَى الصَّلٰوةِ قَالَ ((فَلَا تَفْعَلُوا إِذَا أَتَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَعَلَيْكُمُ السَّكِينَةُ فَمَا أَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوا وَمَا سَبَقَكُمْ فَأَتِمُّوا))

[1363] ۔حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں اس اثنا میں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے کہ آپ نے شور سنا، (نماز کے بعد) آپ نے پوچھا تمہیں کیا ہوا؟ لوگوں نے جواب دیا ہم نے نماز کے لیے جلدی کی، آپ ﷺ نے فرمایا: ایسے نہ کرو، جب تم لازم پکڑو، جو تمہیں مل جائے پڑھ لو اور جو گزر جائے اس کو پورا کرلو۔

[1364] (. .) و حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حدثنا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ ثَنَا شَيْبَانُ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ

[1362] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٤٥١٠)

[1363] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الاذان، باب: قول الرجل فاتتنا الصلاة برقم (٦٣٥) انظر (التحفة) برقم (١٢١١١)

[1364] تقدم تخريجه فی الحديث السابق برقم (١٣٦٢)

[1364] امام صاحب اپنے ایک اور استاد سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

فائدہ:...... شیبان، یحییٰ بن ابی کثیر کا شاگرد ہے، جیسا کہ اگلے باب کے تحت آ رہا ہے۔

٣٠...... بَاب: مَتٰى يَقُومُ النَّاسُ لِلصَّلٰوةِ

باب ٣٠: لوگ نماز کے لیے کس وقت کھڑے ہوں گے

[1365] ١٥٦۔(٦٠٤) و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ وَعُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَا نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ حَجَّاجِ الصَّوَّافِ قَالَ نَا يَحْيَى بْنُ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ وَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((**إِذَا أُقِيمَتْ الصَّلٰوةُ فَلَا تَقُومُوا حَتّٰى تَرَوْنِي**)) و قَالَ ابْنُ حَاتِمٍ ((**إِذَا أُقِيمَتْ أَوْ نُودِيَ**))

[1365]۔ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب نماز کے لیے تکبیر کہی جائے تو اس وقت تک کھڑے نہ ہو جب تک مجھے نہ دیکھ لو اور ابن حاتم نے کہا جب اقامت کہی جائے یا پکارا جائے (اقامت کو نودی سے تعبیر کیا گیا ہے)

[1366] (. .) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ مَعْمَرٍ قَالَ أَبُوبَكْرٍ وَحَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ حَجَّاجِ بْنِ أَبِي عُثْمَانَ قَالَ ح و حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ ا نَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ وَعَبْدُالرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ وَقَالَ إِسْحٰقُ انَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ شَيْبَانَ كُلُّهُمْ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَزَادَ إِسْحٰقُ فِي رِوَايَتِهِ حَدِيثَ مَعْمَرٍ وَشَيْبَانَ ((**حَتّٰى تَرَوْنِي قَدْ خَرَجْتُ**))

[1365] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الاذان، باب: متى يقوم الناس اذا راوا الامام عند الاقامة برقم (٦٣٧) وفي باب: لا يسعى الى الصلاة مستعجلا وليقم بالسكينة والوقار برقم (٦٣٨) وفي الجمعة، باب: المشي الى الجمعة برقم (٩٠٩) وابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: في الصلاة تقام ولم يات الامام ينتظرونه قعودا برقم (٥٣٩) وبرقم (٥٤٠) والترمذي في (جامعه) في الصلاة، باب: كراهية ان ينتظر الناس الامام وهم قيام عند افتتاح الصلاة برقم (٥٩٢) والنسائي في (المجتبى) في الاذان: باب اقامة الموذن عند خروج الامام ٢/ ٣١ وفي الامامة باب: قيام الناس اذا راو الامام ٢/ ٨١۔ انظر (التحفة) برقم (١٢١٠٦)

[1366] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٣٦٣)

[1366] امام صاحب اپنے مختلف اساتذہ سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں، نبی اکرم ﷺ کی حدیث سنائی اور اسحاق نے معمر اور شیبان کی روایت میں حتی ترونی کے بعد کہا قد خرجت یہاں تک کہ تم مجھے دیکھ لو، میں نکل آیا ہوں۔

فائدہ :...... ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے، جب امام نماز کے لیے آتا ہوا نظر آ جائے پھر تکبیر کہنی چاہیے اور امام کو دیکھ کر مقتدیوں کو صف بندی کرنی چاہیے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ آپ کو دیکھ کر اقامت شروع کر دیتے تھے، جب آپ لوگوں کو نظر آنے لگتے تو وہ اٹھنا شروع کر دیتے اور آپ کے مصلیٰ پر کھڑے ہونے تک لوگ (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) صف بندی کر لیتے، امام مالک اور عام سلف کا طریقہ یہی تھا کہ وہ اقامت کے ساتھ ہی کھڑا ہونا شروع ہو جاتے، امام احمد کے نزدیک مقتدی قد قامت الصلوٰۃ پر کھڑے ہو جائیں گے اور امام شافعی اور بعض حضرات کے نزدیک اقامت کے ختم ہونے پر کھڑے ہوں گے اور ان سب ائمہ اور جمہور سلف کے نزدیک تکبیر کے ختم ہونے کے بعد امام تکبیر تحریمہ کہے گا۔ لیکن امام ابوحنیفہ کے نزدیک مقتدی حی علی الصلاۃ پر کھڑے ہوں گے اور جب موذن، قد قامت الصلاہ کہہ لے گا تو امام اللہ اکبر کہہ دے گا، ظاہر ہے عملی طور پر صحیح اور مناسب طریقہ، امام مالک والا ہے کیونکہ سب لوگوں کا بیک وقت کھڑا ہونا مشکل ہے اور صف بندی کا تقاضا بھی یہی ہے، نماز کے لیے صف بندی ضروری ہے، اس لیے اقامت کے ساتھ ہی صف بندی شروع کر دینی چاہیے۔

[1367] ۱۵۷۔(۶۰۵) حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مَعْرُوفٍ وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ نَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ أُقِيمَتْ الصَّلٰوةُ فَقُمْنَا فَعَدَّلْنَا الصُّفُوفَ قَبْلَ أَنْ يَّخْرُجَ إِلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَأَتٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى إِذَا قَامَ فِي مُصَلَّاهُ قَبْلَ أَنْ يُّكَبِّرَ ذَكَرَ فَانْصَرَفَ وَقَالَ لَنَا ((مَكَانَكُمْ)) فَلَمْ نَزَلْ قِيَامًا نَنْتَظِرُهُ حَتّٰى خَرَجَ إِلَيْنَا وَقَدْ اغْتَسَلَ يَنْطُفُ رَأْسُهُ مَاءً فَكَبَّرَ فَصَلّٰى بِنَا

[1367]۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اقامت ہوگئی تو ہم نے صفوں کو برابر کرلیا، رسول اللہ ﷺ ابھی تک ہمارے سامنے نہیں آئے تھے، رسول اللہ ﷺ تشریف لا کر اپنے مصلیٰ پر کھڑے ہوگئے، ابھی آپ نے

[1367] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الغسل، باب اذا ذكر في المسجد انه جنب خرج كما هو ولا يتيمم برقم (۲۷۵) وابو داود في (سننه) في الطهارة، باب: في الجنب يصلى القوم وهو ناس برقم (۲۳۵) انظر (التحفة) برقم (۱۵۳۰۹)

اللہ اکبر نہیں کہا تھا کہ آپ کو (غسل کرنا) یاد آ گیا تو آپ واپس پلٹ گئے اور ہمیں فرمایا، اسی جگہ پر جمے رہو، ہم آپ کے انتظار میں کھڑے رہے، حتیٰ کہ آپ تشریف لے آئے، آپ غسل کر چکے تھے اور آپ کے سر سے پانی کے قطرے گر رہے تھے، آپ نے اللہ اکبر کہہ کر ہمیں جماعت کرائی۔

مفردات الحدیث ❶ **ذکر**: یہاں تذکرہ کے معنی میں ہے کہ آپ کو یاد آیا۔ ❷ **ینطِفُ**: قطرے گر رہے تھے۔

فائدہ: ...... ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے معلوم ہوا، جب آپ حجرہ مبارک سے نکلنے لگتے، بلال رضی اللہ عنہ تکبیر شروع کر دیتے، کچھ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر کھڑا ہونا شروع کر دیتے، ان کو دیکھ کر دوسرے لوگ بھی کھڑے ہو جاتے اور آپ کے مصلی پر آنے تک تکبیر ہو چکی ہوتی اور مقتدی صفیں برابر کر لیتے اور یہ بھی ممکن ہے یہ واقعہ ابوقتادہ کی روایت سے پہلے پیش آیا ہو اور اس بنا پر آپ نے فرمایا ہو۔ "لا تقوموا حتی ترونی"، مجھے دیکھے بغیر کھڑا نہ ہوا کرو اور اس سے یہ بھی ثابت ہوا، تکبیر تحریمہ اور اقامت کے درمیان ضرورت کی گفتگو ہو سکتی ہے۔ نیز تکبیر کے بعد، کچھ ضرورت کے تحت تاخیر ہو جائے تو دوبارہ تکبیر کی ضرورت نہیں ہے۔

[1368] ۱۵۸-(. .) وحَدَّثَنِی زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ نَا أَبُو عَمْرٍو يَعْنِي الْأَوْزَاعِيَّ قَالَ نَا الزُّهْرِيُّ

عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ أُقِيمَتِ الصَّلٰوةُ وَصَفَّ النَّاسُ صُفُوفَهُمْ وَخَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَامَ مَقَامَهُ فَأَوْمَأَ إِلَيْهِمْ بِيَدِهِ أَنْ مَكَانَكُمْ فَخَرَجَ وَقَدِ اغْتَسَلَ وَرَأْسُهُ يَنْطُفُ الْمَاءَ فَصَلّٰى بِهِمْ

[1368] - حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نماز کھڑی ہوگئی، لوگوں نے اپنی صفیں باندھ لیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لا کر اپنی جگہ پر کھڑے ہو گئے اور لوگوں کو ہاتھ کے اشارے سے کہا، اپنی جگہ ٹھہرے رہو، پھر آپ اس حال میں واپس آئے کہ آپ نہا چکے تھے اور آپ کے سر سے پانی گر رہا تھا، پھر آپ نے جماعت کرائی۔

[1369] ۱۵۹-(. .) و حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسٰى قَالَ نَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنِ

[1368] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الاذان، باب: هل یخرج من المسجد لعلة برقم (٦٣٩) وفی باب: اذا قال الامام: مکانکم حتی رجع انتظروه برقم (٦٤٠) وابو داود فی (سننه) فی الطهارة باب: فی الجنب یصلی بالقوم وهو ناس برقم (٢٣٥) وفی الصلاة باب، فی الصلاة تقام ولم یات الامام ینتظرونه قعودا برقم (٥٤١) والنسائی فی (المجتبیٰ) فی الامامة، باب: الامام یذکر بعد قیامه من مصلاه انه علی غیر طهارة۔ انظر (التحفة) برقم (١٥٢٠٠)

[1369] تقدم تخریجه فی الحدیث السابق برقم (١٣٦٧)

الزُّهْرِيّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ تُقَامُ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَيَأْخُذُ النَّاسُ مَصَافَّهُمْ قَبْلَ أَنْ يَقُومَ النَّبِيُّ ﷺ مَقَامَهُ

[1369] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے لیے نماز کھڑی کی جاتی اور لوگ صفوں میں اپنی اپنی جگہ پر کھڑے ہو جاتے، لیکن ابھی تک نبی اکرم ﷺ اپنی جگہ پر کھڑے نہیں ہوتے تھے۔

فائدہ :......ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ آپ کے حجرہ سے نکلنے پر، تکبیر کے ساتھ ہی لوگ کھڑا ہونا شروع ہو جاتے اور آپ کی مصلیٰ پر آمد تک صف بندی ہو چکی ہوتی تھیں۔

[1370] ١٦٠ ـ(٦٠٦) وحَدَّثَنِي سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ قَالَ نَا الْحَسَنُ بْنُ أَعْيَنَ قَالَ نَا زُهَيْرٌ قَالَ نَا سِمَاكُ بْنُ حَرْبٍ

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَ بِلَالٌ يُؤَذِّنُ إِذَا دَحَضَتْ فَلَا يُقِيمُ حَتّٰى يَخْرُجَ النَّبِيُّ ﷺ فَإِذَا خَرَجَ أَقَامَ الصَّلٰوةَ حِينَ يَرَاهُ

[1370] ۔حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب سورج ڈھل جاتا تو بلال رضی اللہ عنہ ظہر کی اذان کہتے اور نبی اکرم ﷺ کی تشریف آوری تک تکبیر نہ کہتے، جب آپ حجرہ سے نکلتے تو آپ کو دیکھ کر وہ تکبیر شروع کر دیتے۔

مفردات الحدیث ❊ دَحَضَتْ: سورج ڈھل گیا۔

٣١...... بَاب: مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الصَّلٰوةِ فَقَدْ أَدْرَكَ تِلْكَ الصَّلٰوةَ

باب ٣١: جس نے نماز کی ایک رکعت پالی اس نے اس نماز کو پالیا

[1371] ١٦١ ـ(٦٠٧) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِّنَ الصَّلٰوةِ فَقَدْ أَدْرَكَ الصَّلٰوةَ

[1371]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ایک روایت سنائی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جس نے نماز کی ایک

[1370] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٢١٥٩)

[1371] اخرجه البخاري في (صحيحه) في مواقيت الصلاة، باب: من ادرك الصلاة، بركعة برقم (٥٨٠) وابو داود في (سننه) في الصلاة باب: من ادرك من الجمعة ركعة برقم (١١٢١) والنسائي في (المجتبى) في: المواقيت، باب: من ادرك ركعة من الصلاة ١/ ٢٧٤۔ انظر (التحفة) برقم (١٥٢٤٣)

رکعت کو پالیا، اس نے نماز پالی۔

[1372] ۱۶۲۔(. .) وحَدَّثَنِی حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ انَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِی يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِی سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ

عَـنْ أَبِـی هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((مَـنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِـنَ الصَّلٰوةِ مَعَ الْإِمَامِ فَقَدْ أَدْرَكَ الصَّلٰوةَ))

[1372] حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے نماز کی ایک رکعت امام کے ساتھ پالی تو اس نے نماز پالی۔

[1373] (. .) حَـدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِی شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالُوا نَا ابْنُ عُيَيْنَةَ قَالَ ح و حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ انَا ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ وَالْأَوْزَاعِيِّ وَمَالِكِ بْنِ أَنَسٍ وَيُونُسَ قَالَ ح و حَـدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ نَا أَبِی قَالَ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ نَا عَبْدُالْوَهَّابِ جَمِيعًا عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ كُلُّ هٰؤُلَاءِ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِی سَلَمَةَ

عَـنْ أَبِی هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِـمِثْـلِ حَدِيثِ يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ وَلَيْسَ فِی حَدِيثِ أَحَدٍ مِنْهُمْ ((مَعَ الْإِمَامِ)) وَفِی حَدِيثِ عُبَيْدِاللّٰهِ قَالَ ((فَقَدْ أَدْرَكَ الصَّلَاةَ كُلَّهَا))

[1373] امام صاحب اپنے مختلف اساتذہ سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔ اور ان میں سے کسی کی حدیث میں مع الامام، امام کے ساتھ کا لفظ نہیں ہے۔ اور عبیداللہ کی حدیث میں ''فقد ادرك الصلاة'' کے بعد کلها کا لفظ ہے یعنی مکمل نماز پالی۔

فائدہ:...... ان روایات کا مقصد یہ ہے اگر نومسلم نے یا بالغ ہو جانے والے بچے نے یا دیوانگی اور بے ہوشی سے ہوش میں آنے والے نے یا حیض ونفاس سے پاک ہونے والی عورت نے کسی نماز کا آخری وقت پالیا تو ان سب

[1372] اخرجه الترمذی فی (جامعه) فی الصلاة باب: ما جاء فیمن ادرك من الجمعة بركعة برقم (٥٢٤) والنسائی فی (المجتبی) فی الجمعة، باب: من ادرك ركعة من صلاة الجمعة ٣/ ١١٢ بنحوه وابن ماجه فی (سننه) فی اقامة الصلاة والسنة فیها، باب: ما جاء فیمن ادرك من الجمعة ركعة برقم (١١٢٢) انظر (التحفة) برقم (١٥١٤٣) وبرقم (١٥٣٣٧)

[1373] اخرجه النسائی فی (المجتبی) فی المواقیت، باب: من ادرك ركعة من الصلاة ١/ ٢٧٤ و ١/ ٢٧٤۔ انظر (التحفة) برقم (١٥٢٠١) وبرقم (١٥٢١٤) وبرقم (١٥٢٤٣) وبرقم (١٥٢٧٤)

کو یہ نماز پڑھنی پڑے گی، اگر نماز کا وقت صرف ایک رکعت کے بقدر باقی تھا تو تب بھی یہ نماز ان سب پر فرض ہو جائے گی، اسی طرح اگر کسی نے امام کے ساتھ ایک رکعت کو پالیا تو اس کو جماعت کی فضیلت حاصل ہو جائے گی، اسی طرح اگر کسی نے کسی مجبوری یا ضرورت کے سبب ایسے وقت میں نماز شروع کی کہ ایک رکعت پڑھنے کے بعد اس کا وقت نکل گیا تو وہ اس نماز کو مکمل کرلے گا، ان احادیث کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ایک رکعت پالینے سے اس نے مکمل نماز پالی اور اب باقی نماز پڑھنے کی ضرورت نہیں رہی، کسی امام کے نزدیک یہ معنی مراد نہیں لیا جاسکتا۔

[1374] ۱۶۳-(۶۰۸) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ وَعَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ وَعَنِ الْأَعْرَجِ حَدَّثُوهُ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الصُّبْحِ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَقَدْ أَدْرَكَ الصُّبْحَ وَمَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً مِنَ الْعَصْرِ قَبْلَ أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَقَدْ أَدْرَكَ الْعَصْرَ))

[1374]۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے سورج نکلنے سے پہلے صبح کی ایک رکعت پالی تو اس نے صبح کی نماز کو پالیا اور جس نے سورج کے غروب ہونے سے پہلے عصر کی ایک رکعت پالی تو اس نے عصر کی نماز پالی۔

[1375] (. . .) وحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ ا نَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ بِمِثْلِ حَدِيثِ مَالِكٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ

[1375] امام صاحب ایک اور استاد سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

فائدہ:...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اگر کسی نے صبح یا عصر کی نماز ایسے وقت میں شروع کی کہ ایک رکعت پڑھنے کے بعد صبح کی صورت میں سورج نکل آیا اور عصر کی صورت میں سورج غروب ہو گیا تو وہ اپنی باقی نماز پڑھ لے گا، امام مالک، امام شافعی، امام احمد رحمہ اللہ اور تمام سلف کا موقف اس حدیث کے مطابق ہے، صرف احناف کا یہ

[1374] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی مواقيت الصلاة باب: من ادرك من العجز ركعة برقم (۵۷۹) والترمذی فی (جامعه) فی الصلاة، باب: ما جاء فيمن ادرك ركعة من العصر قبل ان تغرب الشمس برقم (۱۸۶) والنسائی فی (المجتبى) فی المواقيت، باب: من ادرك ركعتين من العصر ۱/ ۲۵۷ وابن ماجه فی (سننه) فی الصلاة باب: الصلاة فی القدر والضرورة برقم (۶۹۹) انظر (التحفة) برقم (۱۲۲۰۶)

[1375] اخرجه ابن ماجه فی (سننه) فی الصلاة باب: وقت الصلاة فی القدر والضرورة برقم (۷۰۰) تعليقا۔ انظر (التحفة) برقم (۱۵۲۷۴)

موقف ہے کہ ایسی صورت میں عصر کی نماز تو ہو جائے گی، لیکن فجر کی نماز نہیں ہوگی اور اس کے لیے دلیل کے طور پر ایک عقلی خود ساختہ بات پیش کی ہے کہ عصر ناقص وقت میں شروع ہوئی اور ناقص وقت میں مکمل ہوئی اس لیے وہ ہوگئی، لیکن صبح کی نماز کامل وقت میں شروع کی اور ناقص میں پوری کی، اس لیے نہیں ہوئی، لیکن یہ بات صریح حدیث کے خلاف ہے۔ اگر مکروہ اوقات کی بنا پر یہ قاعدہ ہے تو آپ نے جس طرح غروب شمس کے وقت نماز کا قصد وارادہ کرنے سے منع فرمایا ہے، سورج کے نکلتے وقت بھی ممانعت فرمائی ہے اور وہاں مقصد عمداً جان بوجھ کر ایسی حرکت کرنے سے منع کرنا ہے جیسا کہ لا یتحری (وہ قصد اور ارادہ نہ کرے) کے الفاظ دلالت کر رہے ہیں، اگر غیر شعوری طور پر یا کسی مجبوری کے سبب ایسا ہو جائے تو وہ ممنوع نہیں ہے۔

[1376] ١٦٤۔(٦٠٩) وحَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ قَالَ نَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ نَا عُرْوَةُ

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ أَدْرَكَ مِنَ الْعَصْرِ سَجْدَةً قَبْلَ أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ أَوْ مِنَ الصُّبْحِ قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ فَقَدْ أَدْرَكَهَا)) وَالسَّجْدَةُ إِنَّمَا هِيَ الرَّكْعَةُ

[1376]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے سورج کے غروب ہونے سے پہلے عصر کی نماز کا ایک سجدہ (رکعت) پالیا یا اس نے سورج کے نکلنے سے پہلے صبح کی نماز کا ایک سجدہ پالیا تو اس نے اس نماز کو پالیا'' ''سجدہ سے مراد رکعت ہے۔''

[1377] ١٦٥۔(٦٠٨) وحَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ قَالَ نَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ أَدْرَكَ مِنَ الْعَصْرِ رَكْعَةً قَبْلَ أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَقَدْ أَدْرَكَ وَمَنْ أَدْرَكَ مِنَ الْفَجْرِ رَكْعَةً قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَقَدْ أَدْرَكَ))

[1377]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے سورج کے غروب ہونے سے پہلے عصر کی ایک رکعت پالی تو اس نے نماز پالی اور جس نے سورج کے نکلنے سے پہلے فجر کی ایک رکعت پالی تو اس نے نماز پالی۔

[1376] اخرجه النسائي في (المجتبى) في المواقيت، باب: من ادرك من صلاة الصبح ١/ ٢٧٣ وابن ماجه في (سننه) في الصلاة، باب: وقت الصلاة، في القدر والضرورة برقم (٧٠٠) انظر (التحفة) برقم (١٦٧٠٥)

[1377] اخرجه ابو داود في (سننه) في الصلاة، برقم (٤١٢) والنسائي في (المجتبى) في المواقيت، باب: من ادرك ركعتين من العصر ١/ ٢٥٧۔ انظر (التحفة) برقم (١٣٥٧٦)

[1378] (. .) و حَدَّثَنَاه عَبْدُ الْاَ عْلٰى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ نَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ مَعْمَرًا بِهٰذَا الْإِسْنَادِ

[1378] امام صاحب ایک اور استاد سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

۳۲...... بَاب: أَوْقَاتِ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ

باب ۳۲: پانچ نمازوں کے اوقات

[1379] ۱۶۶ـ(۶۱۰) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا لَيْثٌ قَالَ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ رُمْحٍ قَالَ اَنَا اللَّيْثُ

عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ أَخَّرَ الْعَصْرَ شَيْئًا فَقَالَ لَهُ عُرْوَةُ أَمَا إِنَّ جِبْرِيلَ قَدْ نَزَلَ فَصَلَّى إِمَامَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ اِعْلَمْ مَا تَقُولُ يَا عُرْوَةُ فَقَالَ سَمِعْتُ بَشِيرَ بْنَ أَبِي مَسْعُودٍ يَقُولُ سَمِعْتُ أَبَا مَسْعُودٍ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((**نَزَلَ جِبْرِيلُ فَأَمَّنِي فَصَلَّيْتُ مَعَهُ ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ**)) يَحْسُبُ بِأَصَابِعِهِ خَمْسَ صَلَوَاتٍ

[1379]۔ امام ابن شہاب رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ عمر بن عبدالعزیز نے عصر کی نماز کچھ تاخیر سے پڑھی تو عروہ نے ان سے کہا، جبریل نے نازل ہوکر، امام بن کر رسول اللہ ﷺ کو نماز پڑھائی تو عمر نے اس سے کہا، اے عروہ! سوچ سمجھ کر بات کرو تو اس نے کہا، میں نے بشیر بن ابی مسعود سے سنا، اس نے ابومسعود سے سنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جبریل اترے اور مجھے نماز پڑھائی، میں نے اس کے ساتھ نماز پڑھی، پھر میں نے اس کے ساتھ نماز پڑھی، پھر اس کے ساتھ نماز پڑھی، پھر اس کے ساتھ نماز پڑھی، پھر اس کے ساتھ نماز پڑھی، وہ اپنی انگلیوں سے پانچ نمازیں شمار کرتے تھے۔

[1378] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (۱۳۷۶)

[1379] اخرجه البخارى فى (صحيحه) فى مواقيت الصلاة، باب: مواقيت الصلاة وفضلها (۵۲۱) وفى بدء الخلق، باب: ذكر الملائكة برقم (۳۲۲۱) وفى المغازى باب (۱۲) برقم (۴۰۰۷) مختصرا وابو داود فى (سننه) فى الصلاة، باب: ما جاء فى المواقيت برقم (۳۹۴) مطولا۔ والنسائى فى (المجتبى) فى المواقيت باب (۱) ۱/ ۲۴۵۔ وابن ماجه فى (سننه) فى الصلاة باب: ابواب مواقيت الصلاة برقم (۶۶۸) انظر (التحفة) برقم (۹۹۷۷)

[1380] ١٦٧-(. .) أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِالْعَزِيزِ أَخَّرَ الصَّلٰوةَ يَوْمًا فَدَخَلَ عَلَيْهِ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ فَأَخْبَرَهُ أَنَّ الْمُغِيرَةَ بْنَ شُعْبَةَ أَخَّرَ الصَّلٰوةَ يَوْمًا وَهُوَ بِالْكُوفَةِ فَدَخَلَ عَلَيْهِ أَبُو مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيُّ فَقَالَ مَا هٰذَا يَا مُغِيرَةُ أَلَيْسَ قَدْ عَلِمْتَ أَنَّ جِبْرِيلَ نَزَلَ فَصَلّٰى فَصَلّٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ صَلّٰى فَصَلّٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ صَلّٰى فَصَلّٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ صَلّٰى فَصَلّٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ صَلّٰى فَصَلّٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ قَالَ بِهٰذَا أُمِرْتُ فَقَالَ عُمَرُ لِعُرْوَةَ انْظُرْ مَا تُحَدِّثُ يَا عُرْوَةُ أَوَ إِنَّ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ هُوَ أَقَامَ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَقْتَ الصَّلٰوةِ فَقَالَ عُرْوَةُ كَذٰلِكَ كَانَ بَشِيرُ بْنُ أَبِي مَسْعُودٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ

[1380] ۔امام ابن شہاب ؒ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن عمر بن عبدالعزیز نے نماز موخر کر دی (دیر سے پڑھی) تو ان کے پاس عروہ بن زبیر حاضر ہوئے اور انہیں بتایا، مغیرہ بن شعبہ نے ایک دن کوفہ میں نماز دیر سے پڑھی تو ان کے پاس ابو مسعود انصاری ؓ تشریف لائے اور پوچھا یہ کیا کیا؟ اے مغیرہ! کیا تمہیں علم نہیں ہے جبریل اترے اور نماز پڑھائی اور رسول اللہ ﷺ نے نماز (اس کے ساتھ) پڑھی، پھر اس نے نماز پڑھی تو رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھی، پھر اس نے نماز پڑھی اور رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھی، پھر اس نے نماز پڑھی اور رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھی پھر اس نے نماز پڑھی اور رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھی، پھر جبریل نے کہا، آپ کو اس کا حکم دیا گیا ہے۔ تو عمر نے عروہ سے کہا اے عروہ! سوچو! کیا بیان کر رہے ہو، کیا رسول اللہ ﷺ کو نماز کے اوقات جبریل نے سکھائے تھے؟ تو عروہ نے کہا بشیر بن ابی مسعود ؓ اپنے باپ سے ایسے ہی بیان کرتے تھے۔

فائدہ:...... ابو مسعود ؓ کی روایت سے اوقات نماز کی اہمیت کا پتہ چلتا ہے کہ ان کی تعلیم دینے کے لیے اللہ تعالیٰ نے خصوصی طور پر جبریل امین کو اتارا تھا اور اس نے ان اوقات میں نبی اکرم ﷺ کو نماز پڑھائی تھی تاکہ آپ ﷺ اوقات کی ابتدا اور انتہا کو پوری طرح سمجھ لیں۔

[1381] ١٦٨-(٦١١) وَلَقَدْ حَدَّثَتْنِي عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ

[1380] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (١٣٧٨)

[1381] اخرجه البخارى فى (صحيحه) فى مواقيت الصلاة باب: مواقيت الصلاة وفضلها برقم (٥٢١) وابو داود فى (سننه) فى الصلاة، باب: فى وقت صلاة العصر برقم (٤٠٧) انظر (التحفة) برقم (١٦٥٩٦)

كَانَ يُصَلِّ الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ فِي حُجْرَتِهَا قَبْلَ أَنْ تَظْهَرَ الْفَيْءُ

[1381]۔ حضرت عروہ رحمہ اللہ نے بتایا مجھے نبی اکرم ﷺ کی بیوی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ عصر کی نماز اس حال میں پڑھتے کہ دھوپ ان کے کمرہ میں ہوتی، ان کے کمرہ سے باہر نہ نکلی ہوتی۔ یعنی سایہ اس جگہ نمایاں نہ ہوتا۔

[1382] (. .) عَنْ عَائِشَةَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ طَالِعَةٌ فِي حُجْرَتِي لَمْ يَفِيَ الْفَيْءُ بَعْدُ و قَالَ أَبُوبَكْرٍ لَمْ يَظْهَرِ الْفَيْءُ بَعْدُ

[1382] حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عصر کی نماز اس وقت پڑھتے جبکہ دھوپ میرے کمرہ میں چمک رہی ہوتی، ابھی تک اس کی جگہ سایہ نہ پھیلا ہوتا اور ابوبکر نے لم یفی الفی کی جگہ لم یظھر الفئی کیا (دونوں کا معنی ایک ہی ہے)

مفردات الحدیث ٭ **قبل ان تظھر** : دھوپ ابھی کمرہ میں موجود تھی، اسی مفہوم کو لم یفی الفی سے ادا کیا گیا ہے کہ دھوپ کی جگہ سایہ نے نہیں لی تھی، دھوپ اٹھتی ہے تو اس کی جگہ سایہ پھیلتا ہے، اس لیے دونوں الفاظ میں تضاد نہیں ہے اور لم یظھر الفی کا معنی بھی یہی ہے کہ اس دھوپ کی جگہ سایہ ظاہر نہیں ہوا تھا، اس کی جگہ سایہ نہیں پھیلا تھا، اس طرح آپ عصر کی نماز وقت ہوتے ہی پڑھ لیتے تھے۔

[1383] ۱۶۹۔(. .) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ قَالَ عَمْرٌو نَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ

عَنْ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ فِي حُجْرَتِهَا لَمْ يَظْهَرِ الْفَيْءُ فِي حُجْرَتِهَا

[1383]۔ نبی اکرم ﷺ کی بیوی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عصر کی نماز، اس وقت پڑھتے جبکہ دھوپ ان کے حجرہ میں ہوتی، سایہ ان کے حجرہ میں نہ پھیلا ہوتا تھا۔

فائدہ :...... جب حجرہ کی دیواریں چھوٹی ہوں یعنی چھت بلند نہ ہو تو اس میں دھوپ اس صورت میں ہوگی، جب سورج بلند ہو، اس لیے عصر کا وقت ایک مثل سایہ کے بعد شروع ہوتا ہے۔

[1382] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی مواقیت الصلاة، باب: وقت العصر برقم (٥٤٦) وابن ماجه فی (سننه) فی الصلاة، باب: وقت صلاة العصر برقم (٦٨٣) انظر (التحفة) برقم (١٦٤٤٠)

[1383] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٦٧٣٣)

[1384] ۱۷۰-(...) وحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَ انا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ وَاقِعَةٌ فِي حُجْرَتِي

[1384]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عصر کی نماز پڑھتے جبکہ دھوپ میرے حجرہ میں موجود ہوتی تھی۔

[1385] ۱۷۱-(۶۱۲) حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَا نا مُعَاذٌ وَهُوَ ابْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ

عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ نَبِيَّ اللهِ ﷺ قَالَ ((إِذَا صَلَّيْتُمُ الْفَجْرَ فَإِنَّهُ وَقْتٌ إِلَى أَنْ يَطْلُعَ قَرْنُ الشَّمْسِ الْأَوَّلُ ثُمَّ إِذَا صَلَّيْتُمُ الظُّهْرَ فَإِنَّهُ وَقْتٌ إِلَى أَنْ يَحْضُرَ الْعَصْرُ فَإِذَا صَلَّيْتُمُ الْعَصْرَ فَإِنَّهُ وَقْتٌ إِلَى أَنْ تَصْفَرَّ الشَّمْسُ فَإِذَا صَلَّيْتُمُ الْمَغْرِبَ فَإِنَّهُ وَقْتٌ إِلَى أَنْ يَسْقُطَ الشَّفَقُ فَإِذَا صَلَّيْتُمُ الْعِشَاءَ فَإِنَّهُ وَقْتٌ إِلَى نِصْفِ اللَّيْلِ))

[1385]۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جب تم فجر کی نماز پڑھ لو تو اس کا وقت اس وقت تک باقی ہے جب تک سورج کا اوپر کا کنارہ نہ نکلے، پھر جب تم ظہر پڑھ لو تو اس کا وقت عصر تک باقی ہے اور جب تم عصر پڑھ لو تو اس کا وقت سورج کے زرد ہونے تک باقی ہے اور جب تم مغرب کی نماز پڑھو تو اس کا وقت شفق (سرخی) کے غروب ہونے تک باقی ہے اور جب تم عشاء پڑھ لو تو اس کا وقت آدھی رات ہونے تک باقی ہے۔

فائدہ:...... جب سورج غروب ہو جاتا ہے تو مغرب کی طرف تقریباً ایک گھنٹہ تک سرخی رہتی ہے، اس کے بعد وہ سرخی ختم ہو جاتی ہے اس کی جگہ کچھ دیر تک (تقریباً آدھ گھنٹہ) سفیدی رہتی ہے، پھر وہ سفیدی بھی غائب ہو جاتی ہے اور اس کی جگہ سیاہی آ جاتی ہے۔ صاحبین (امام ابو یوسف، امام محمد) اور امام مالک، امام شافعی اور امام احمد رحمہم اللہ کے نزدیک شفق سے مراد سرخی ہے اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مشہور قول کے مطابق اس سے مراد سرخی اور سفیدی دونوں ہیں، یعنی سیاہی آنے پر عشاء کا وقت ہوگا اور ایک قول دوسرے ائمہ کے مطابق ہے۔ اس لیے عام طور پر آج کل عمل، عام ائمہ کے قول کے مطابق ہے۔

[1384] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۱۷۲۶۷)

[1385] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الصلاة باب: ما جاء فی المواقيت برقم (۳۹۶) والنسائی فی (المجتبى) فی المواقيت، باب: آخر وقت المغرب ۱/ ۲۶۰ بمعناه۔ انظر (التحفة) برقم (۸۹۴۶)

[1386] ١٧٢۔(. . .) حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ وَاسْمُهُ يَحْيَى بْنُ مَالِكٍ الْأَزْدِيُّ وَيُقَالُ الْمَرَاغِيُّ وَالْمَرَاغُ حَيٌّ مِنَ الْأَزْدِ

عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ وَقْتُ الظُّهْرِ مَا لَمْ يَحْضُرِ الْعَصْرُ وَوَقْتُ الْعَصْرِ مَا لَمْ تَصْفَرَّ الشَّمْسُ ((وَوَقْتُ الْمَغْرِبِ مَا لَمْ يَسْقُطْ ثَوْرُ الشَّفَقِ وَوَقْتُ الْعِشَآءِ إِلَى نِصْفِ اللَّيْلِ وَوَقْتُ الْفَجْرِ مَا لَمْ تَطْلُعِ الشَّمْسُ))

[1386]۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ظہر کا وقت، عصر کا وقت شروع ہونے تک ہے اور عصر کا وقت، سورج کے زرد ہونے سے پہلے تک ہے اور مغرب کا وقت اس وقت تک ہے، جب تک شفق غروب نہ ہو اور عشاء کا وقت آدھی رات تک ہے اور فجر کا وقت، جب تک سورج طلوع نہ ہو۔

مفردات الحدیث ☆ نور الشفق: سرخی کا پھیلاؤ اور انتشار۔

[1387] (. .) حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ قَالَ ح و حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ كِلَاهُمَا

عَنْ شُعْبَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَفِي حَدِيثِهِمَا قَالَ شُعْبَةُ رَفَعَهُ مَرَّةً وَلَمْ يَرْفَعْهُ مَرَّتَيْنِ

[1387] امام صاحب اپنے دو اور اساتذہ سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

فائدہ:...... عشاء کا وقت مستحب، آدھی رات تک ہے، لیکن اگر کسی وجہ سے (بھول کر یا نیند کے سبب) تاخیر ہو جائے تو پھر صبح تک، وقت ادا رہتا ہے۔

[1388] ١٧٣۔(. . .) و حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ قَالَ نَا عَبْدُالصَّمَدِ قَالَ نَا هَمَّامٌ قَالَ نَا قَتَادَةُ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ

عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ ((وَقْتُ الظُّهْرِ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ وَكَانَ ظِلُّ الرَّجُلِ كَطُولِهِ مَا لَمْ يَحْضُرِ الْعَصْرُ وَوَقْتُ الْعَصْرِ مَا لَمْ تَصْفَرَّ الشَّمْسُ وَوَقْتُ صَلٰوةِ الْمَغْرِبِ مَا لَمْ يَغِبِ الشَّفَقُ وَوَقْتُ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ إِلَى نِصْفِ اللَّيْلِ الْأَوْسَطِ وَوَقْتُ صَلَاةِ الصُّبْحِ مِنْ طُلُوعِ الْفَجْرِ مَا لَمْ تَطْلُعِ الشَّمْسُ فَإِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ فَأَمْسِكْ عَنِ الصَّلٰوةِ فَإِنَّهَا تَطْلُعُ بَيْنَ قَرْنَيْ شَيْطَانٍ))

[1386] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٣٨٤)

[1387] تقدم تخريجه برقم (١٣٨٥)

[1388] تقدم تخريجه برقم (١٣٨٥)

[1388] ۔حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب سورج ڈھل جائے تو ظہر کا وقت ہو جاتا ہے اور آدمی کے سایہ کے اس کے برابر ہونے تک رہتا ہے، جب تک عصر کا وقت نہ ہو جائے اور عصر کا وقت سورج کے زرد ہونے تک رہتا ہے اور مغرب کی نماز کا وقت سرخی غائب ہونے تک رہتا ہے اور عشاء کی نماز کا وقت درمیانی رات کے نصف ہونے تک رہتا ہے اور صبح کی نماز کا وقت طلوع فجر سے سورج نکلنے تک رہتا ہے، جب سورج نکلنے لگے تو نماز سے رک جاؤ، کیونکہ وہ شیطان کے دو سینگوں کے درمیان نکلتا ہے۔ قرنی الشیطان سے مراد، اس کے سر کے کنارے ہیں۔

فائدہ:...... جب سورج طلوع یا غروب ہوتا ہے تو شیطان اپنے سینگ سورج کے قریب کر دیتا ہے، تا کہ ان اوقات میں جو لوگ سورج کو سجدہ کریں وہ یوں لگے کہ وہ اس لعین کو سجدہ کر رہے ہیں، اصل مقصود کافروں کی مشابہت سے روکنا ہے کہ وہ ان اوقات میں سورج کی پرستش کرتے ہیں، اس لیے مسلمانوں کو ان اوقات میں نماز نہیں پڑھنی چاہیے، لیکن شیطان کے دو قرنوں اور ان کے درمیان سورج کے طلوع وغروب کی حقیقت ہمارے معلومات کے دائرہ سے اسی طرح باہر ہے جس طرح شیطان کی پوری حقیقت جاننا باہر ہے۔

[1389] ١٧٤۔(. . .) و حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ يُوسُفَ الْأَزْدِيُّ قَالَ نَا عُمَرُ بْنُ عَبْدِاللهِ بْنِ رَزِينٍ قَالَ نَا إِبْرَاهِيمُ يَعْنِي ابْنَ طَهْمَانَ عَنِ الْحَجَّاجِ وَهُوَ ابْنُ حَجَّاجٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ

عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّهُ قَالَ سُئِلَ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَنْ ((وَقْتِ الصَّلَوَاتِ فَقَالَ وَقْتُ صَلٰوةِ الْفَجْرِ مَا لَمْ يَطْلُعْ قَرْنُ الشَّمْسِ الْأَوَّلُ وَوَقْتُ صَلٰوةِ الظُّهْرِ إِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ عَنْ بَطْنِ السَّمَآءِ مَا لَمْ يَحْضُرِ الْعَصْرُ وَوَقْتُ صَلٰوةِ الْعَصْرِ مَا لَمْ تَصْفَرَّ الشَّمْسُ وَيَسْقُطْ قَرْنُهَا الْأَوَّلُ وَوَقْتُ صَلٰوةِ الْمَغْرِبِ إِذَا غَابَتِ الشَّمْسُ مَا لَمْ يَسْقُطِ الشَّفَقُ وَوَقْتُ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ إِلٰى نِصْفِ اللَّيْلِ))

[1389] ۔حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے نمازوں کے اوقات کے بارے میں دریافت کیا گیا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: فجر کی نماز کا وقت اس وقت تک رہتا ہے جب تک سورج کا ابتدائی کنارہ نہ نکلے اور ظہر کا وقت اس وقت ہوتا ہے جب سورج آسمان کے درمیان سے مغرب کی طرف ڈھل جائے اور اس وقت تک رہتا ہے جب تک عصر کا وقت نہیں ہوتا اور عصر کی نماز کا وقت اس وقت تک ہے جب

[1389] تقدم تخريجه برقم (١٣٨٥)

تک سورج زرد نہ پڑ جائے اور اس کا پہلا کنارہ ڈوبنے لگے اور مغرب کی نماز کا وقت اس وقت ہوتا ہے جب سورج غروب ہو جائے اور سرخی غائب ہونے تک رہتا ہے اور عشاء کی نماز کا وقت آدھی رات تک ہے۔

فائدہ :...... آپ نے سائل کے جواب میں اکثر نمازوں کا آخری وقت بتایا ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ سائل یہی پوچھنا چاہتا تھا کہ پانچوں نمازوں کے اوقات میں کتنی وسعت ہے اور ہر نماز کس وقت تک پڑھی جا سکتی ہے۔

[1390] ۱۷۵-(. . .) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ قَالَ أَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي يَقُولُ لَا يُسْتَطَاعُ الْعِلْمُ بِرَاحَةِ الْجِسْمِ

[1390]۔ امام یحییٰ بن ابی کثیر رحمہ اللہ کا قول ہے کہ علم راحت وآرام طلبی سے حاصل نہیں ہو سکتا۔

فائدہ :...... یحییٰ بن ابی کثیر کے اس قول کا نماز کے اوقات سے کوئی تعلق نہیں ہے اور قول بھی مکمل نقل نہیں کیا، مکمل قول یہ ہے ''میراث العلم، خير من ميراث الذهب''، علمی وراثت سونے کی وراثت سے بہتر ہے "والنفس الصالحة خير من اللولو"، نیک اور پاکیزہ نفس، موتیوں سے بہتر ہے۔ ولا يستطاع العلم براحة الجسد اور علم آسائش وراحت میں رہ کر حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ محسوس ایسے ہوتا ہے کہ نماز کے اوقات کا آغاز اور اختتام معلوم کرنا محنت طلب کام ہے، اس لیے مصنف نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی حدیث مختلف سندوں اور مختلف الفاظ سے بڑی محنت اور کوشش سے بیان کی ہے تو اس مناسبت سے یہ بتا دیا کہ علم کا حصول محنت طلب کام ہے، اس لیے پڑھنے پڑھانے والوں کو محنت ومشقت سے گریز نہیں کرنا چاہیے۔

[1391] ۱۷٦-(٦١٣) حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَعُبَيْدُاللهِ بْنُ سَعِيدٍ كِلَاهُمَا عَنِ الْأَزْرَقِ قَالَ زُهَيْرٌ نَا إِسْحٰقُ بْنُ يُوسُفَ الْأَزْرَقُ قَالَ نَا سُفْيَانُ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ بُرَيْدَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَهُ عَنْ وَقْتِ الصَّلٰوةِ فَقَالَ ((لَهُ صَلِّ مَعَنَا هٰذَيْنِ)) يَعْنِي الْيَوْمَيْنِ فَلَمَّا زَالَتِ الشَّمْسُ امَرَ بِلَالًا فَأَذَّنَ ثُمَّ أَمَرَهُ فَأَقَامَ الظُّهْرَ ثُمَّ أَمَرَهُ فَأَقَامَ الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ بَيْضَاءُ نَقِيَّةٌ ثُمَّ امَرَهُ فَأَقَامَ الْمَغْرِبَ حِينَ غَابَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ امَرَهُ فَأَقَامَ الْعِشَاءَ حِينَ غَابَ الشَّفَقُ ثُمَّ امَرَهُ فَأَقَامَ الْفَجْرَ حِينَ طَلَعَ الْفَجْرُ فَلَمَّا أَنْ كَانَ الْيَوْمُ الثَّانِي امَرَهُ فَأَبْرَدَ بِالظُّهْرِ فَأَبْرَدَ بِهَا فَأَنْعَمَ أَنْ يُبْرِدَ بِهَا

[1390] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٩٥٤٠)

[1391] اخرجه الترمذى فى (جامعه) فى الصلاة، باب: منه برقم (١٥٢) والنسائى فى (المجتبى) فى المواقيت، باب: اول وقت المغرب ١/ ٢٥٨ بنحوه۔ وابن ماجه فى (سننه) فى الصلاة: باب: ابواب مواقيت الصلاة برقم (٦٦٧) انظر (التحفة) برقم (١٩٣١)

وَصَلَّى الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ أَخَّرَهَا فَوْقَ الَّذِي كَانَ وَصَلَّى الْمَغْرِبَ قَبْلَ أَنْ يَغِيبَ الشَّفَقُ وَصَلَّى الْعِشَاءَ بَعْدَمَا ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ وَصَلَّى الْفَجْرَ فَأَسْفَرَ بِهَا ثُمَّ قَالَ ((أَيْنَ السَّائِلُ عَنْ وَقْتِ الصَّلٰوةِ)) فَقَالَ الرَّجُلُ أَنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ ((وَقْتُ صَلَاتِكُمْ بَيْنَ مَا رَأَيْتُمْ))

[1391]۔ حضرت سلیمان بن بریدہ رحمہ اللہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے نبی اکرم ﷺ سے نماز کے وقت کے بارے میں سوال کیا؟ تو آپ ﷺ نے اسے فرمایا: ہمارے ساتھ دو دن نماز پڑھو۔ جب سورج ڈھل گیا تو آپ ﷺ نے بلال رضی اللہ عنہ کو اذان کہنے کا حکم دیا، پھر آپ نے اسے حکم دیا تو اس نے ظہر کے لیے تکبیر کہی، پھر آپ نے (عصر کا وقت ہونے پر) بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تو انہوں نے (پہلے اذان دی پھر) عصر کے لیے اقامت کہی۔ (اور یہ اذان و اقامت ایسے وقت میں ہوئی کہ) سورج بلند، روشن اور صاف تھا (یعنی اس کی روشنی میں فرق نہیں پڑا تھا) پھر آپ نے سورج کے غروب ہونے پر بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا (انہوں نے پہلے اذان کہی اور پھر) مغرب کے لیے اقامت کہی، پھر جب سرخی غائب ہوگئی تو آپ نے ان کو حکم دیا اور انہوں نے (عشاء کی اذان دی پھر) عشاء کے لیے اقامت کہی۔ پھر (رات کے ختم ہونے پر) فجر کے طلوع ہونے پر انہیں حکم دیا اور انہوں نے (فجر کی اذان کہنے کے بعد فجر کے لیے اقامت کہی، پھر جب دوسرا دن آیا تو آپ نے ظہر کی نماز کو ٹھنڈے وقت میں قائم کرنے کا حکم دیا تو انہوں نے اسے ٹھنڈا کیا اور خوب ٹھنڈا کیا اور عصر کی نماز پڑھی جبکہ سورج بلند تھا لیکن پہلے دن سے زیادہ تاخیر کی اور مغرب کی نماز شفق (سرخی) کے غروب ہونے سے پہلے پڑھی اور عشاء کی نماز تہائی رات گزرنے کے بعد پڑھی اور فجر کی نماز روشنی پھیلنے پر پڑھی، پھر آپ نے فرمایا: نماز کے اوقات کے بارے میں سوال کرنے والا کہاں ہے؟ تو اس آدمی نے کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! میں حاضر ہوں، آپ نے فرمایا: تمہاری نمازوں کا وقت اس کے درمیان ہے جو تم نے دیکھا۔

مفردات الحدیث ❶ ابرد: ٹھنڈے وقت میں داخل کیا۔ ❶ انعم ان یبرد: اس کو خوب ٹھنڈا کیا۔

فائدہ:...... سائل کو نماز کے اوقات کی ابتدا اور انتہا، اول و آخر سمجھانے کے لیے آپ نے زبانی تعلیم و تفہیم کے بجائے عمل کر کے دکھایا اس لیے آپ نے اسے فرمایا: آج اور کل دو دن ہمارے ساتھ پانچوں نمازوں میں شریک ہو، پھر آپ نے پہلے دن، ہر نماز اول وقت میں ادا فرمائی اور دوسرے دن جائز حد تک مؤخر کیا اور اس کے بعد اسے فرمایا نمازوں کو ان اوقات کے اندر پڑھو، جن میں تم نے ہمیں نماز پڑھتے دیکھا ہے اور دوسرے دن بھی آپ نے نماز وقت مستحب پر پڑھی ہے۔

[1392] ۱۷۷-(. . .) وحَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَرْعَرَةَ السَّامِيُّ قَالَ نَا حَرَمِيُّ بْنُ عُمَارَةَ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ

عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَسَأَلَهُ عَنْ مَوَاقِيتِ الصَّلٰوةِ فَقَالَ ((اشْهَدْ مَعَنَا الصَّلٰوةَ)) فَأَمَرَ بِلَالًا فَأَذَّنَ بِغَلَسٍ فَصَلَّى الصُّبْحَ حِينَ طَلَعَ الْفَجْرُ ثُمَّ أَمَرَهُ بِالظُّهْرِ حِينَ زَالَتِ الشَّمْسُ عَنْ بَطْنِ السَّمَاءِ ثُمَّ أَمَرَهُ بِالْعَصْرِ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ ثُمَّ أَمَرَهُ بِالْمَغْرِبِ حِينَ وَجَبَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ أَمَرَهُ بِالْعِشَاءِ حِينَ وَقَعَ الشَّفَقُ ثُمَّ أَمَرَهُ الْغَدَ فَنَوَّرَ بِالصُّبْحِ ثُمَّ أَمَرَهُ بِالظُّهْرِ فَأَبْرَدَ ثُمَّ أَمَرَهُ بِالْعَصْرِ وَالشَّمْسُ بَيْضَاءُ نَقِيَّةٌ لَمْ تُخَالِطْهَا صُفْرَةٌ ثُمَّ أَمَرَهُ بِالْمَغْرِبِ قَبْلَ أَنْ يَقَعَ الشَّفَقُ ثُمَّ أَمَرَهُ بِالْعِشَاءِ عِنْدَ ذَهَابِ ثُلُثِ اللَّيْلِ أَوْ بَعْضِهِ شَكَّ حَرَمِيٌّ فَلَمَّا أَصْبَحَ قَالَ ((أَيْنَ السَّائِلُ مَا بَيْنَ مَا رَأَيْتَ وَقْتٌ))

[1392] ۔حضرت سلیمان بن بریدہ رحمہ اللہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے نمازوں کے اوقات کے بارے میں سوال کیا؟ آپ نے فرمایا: نمازوں میں ہمارے ساتھ حاضر ہو، آپ نے بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا، اس نے غلس (اندھیرا) میں اذان کہی، جب فجر طلوع ہوئی تو آپ نے نماز پڑھائی، جب سورج آسمان کے درمیان سے مغرب کی طرف ڈھل گیا تو اسے ظہر کے بارے میں حکم دیا، سورج ابھی بلند ہی تھا کہ اسے عصر کے بارے میں حکم دیا، پھر جب سورج غروب ہوگیا تو اسے مغرب کے بارے میں حکم دیا، پھر جب شفق غروب ہوگیا تو اسے عشاء کے بارے میں حکم دیا، پھر اگلے دن حکم دیا تو اس نے صبح کو روشن کیا، پھر اسے ظہر کے بارے میں حکم دیا، اس نے اس کو ٹھنڈا کیا، پھر اسے عصر کے بارے میں حکم دیا جبکہ سورج ابھی سفید اور صاف تھا اس میں زردی کی آمیزش نہیں ہوئی تھی (دھوپ ابھی زرد نہیں ہوئی تھی) پھر اسے شفق کے غروب سے پہلے مغرب کے بارے میں حکم دیا، پھر اسے تہائی رات کے گزرنے یا قدرے کم وقت پر عشاء کے بارے میں حکم دیا (شک حرمی کو ہے) جب صبح ہوئی تو آپ نے پوچھا، سائل کہاں ہے؟ جو تم نے دیکھا، نمازوں کا وقت اس کے درمیان ہے۔

مفردات الحدیث ❶ **غلس**: رات کی آخری تاریکی، جبکہ صبح کی سفیدی شروع ہو چکی ہو۔ ❷ **وجبت الشمس**: سورج غروب ہوگیا۔ ❸ **وقع الشفق**: شفق غروب ہوگیا۔ ❹ **نور بالصبح**: صبح کو روشن کیا، روشنی پھیلنے پر نماز پڑھائی۔

[1392] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (١٣٩٠)

[1393] ١٧٨ ـ(٦١٤) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَ نَا أَبِي قَالَ نَا بَدْرُ بْنُ عُثْمَانَ قَالَ نَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي مُوسَى عَنْ أَبِيهِ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَنَّهُ أَتَاهُ سَائِلٌ يَسْأَلُهُ عَنْ مَوَاقِيتِ الصَّلٰوةِ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ شَيْئًا قَالَ فَأَقَامَ الْفَجْرَ حِينَ انْشَقَّ الْفَجْرُ وَالنَّاسُ لَا يَكَادُ يَعْرِفُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا ثُمَّ أَمَرَهُ فَأَقَامَ بِالظُّهْرِ حِينَ زَالَتِ الشَّمْسُ وَالْقَائِلُ يَقُولُ قَدِ انْتَصَفَ النَّهَارُ وَهُوَ كَانَ أَعْلَمَ مِنْهُمْ ثُمَّ أَمَرَهُ فَأَقَامَ بِالْعَصْرِ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ ثُمَّ أَمَرَهُ فَأَقَامَ بِالْمَغْرِبِ حِينَ وَقَعَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ أَمَرَهُ فَأَقَامَ الْعِشَاءَ حِينَ غَابَ الشَّفَقُ ثُمَّ أَخَّرَ الْفَجْرَ مِنَ الْغَدِ حَتَّى انْصَرَفَ مِنْهَا وَالْقَائِلُ يَقُولُ قَدْ طَلَعَتِ الشَّمْسُ أَوْ كَادَتْ ثُمَّ أَخَّرَ الظُّهْرَ حَتّٰى كَانَ قَرِيبًا مِّنْ وَقْتِ الْعَصْرِ بِالْأَمْسِ ثُمَّ أَخَّرَ الْعَصْرَ حَتَّى انْصَرَفَ مِنْهَا وَالْقَائِلُ يَقُولُ قَدِ احْمَرَّتِ الشَّمْسُ ثُمَّ أَخَّرَ الْمَغْرِبَ حَتّٰى كَانَ عِنْدَ سُقُوطِ الشَّفَقِ ثُمَّ أَخَّرَ الْعِشَاءَ حَتّٰى كَانَ ثُلُثُ اللَّيْلِ الْأَوَّلِ ثُمَّ أَصْبَحَ فَدَعَا السَّائِلَ فَقَالَ ((الْوَقْتُ بَيْنَ هٰذَيْنِ))

[1393] ـ حضرت ابوبکر بن ابی موسیٰ رحمہ اللہ اپنے باپ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک سائل، نمازوں کے اوقات پوچھنے کے لیے حاضر ہوا؟ تو آپ نے اسے زبانی کوئی جواب نہیں دیا، فجر پھوٹنے پر آپ نے فجر کی نماز کھڑی کی، جبکہ لوگ (تاریکی کی بنا پر) ایک دوسرے کو پہچان نہیں رہے تھے، پھر جب سورج ڈھل گیا تو آپ نے اسے ظہر کھڑی کرنے کا حکم دیا، کہنے والا کہہ رہا تھا، آدھا دن گزر گیا ہے۔ اور آپ اس کو ان سے زیادہ جانتے تھے، سورج ابھی بلند تھا کہ آپ نے اسے عصر کا حکم دیا اور عصر کی نماز ادا کی، پھر جب شفق غروب ہوگیا تو اسے حکم دیا اور عشاء کی نماز پڑھی، پھر اگلے دن فجر میں تاخیر کی اور کہنے والا کہہ رہا تھا سورج نکل آیا یا نکلنے کو ہے، پھر ظہر کو موخر کیا حتیٰ کہ گزشتہ کل کی عصر کے قریب وقت ہوگیا، پھر عصر کو موخر کیا، حتیٰ کہ سلام پھیرا تو کہنے والا کہہ رہا تھا، آفتاب سرخ ہوگیا، پھر مغرب کو موخر کیا حتیٰ کہ شفق غروب ہونے کے قریب ہوگیا پھر عشاء کو موخر کیا، حتیٰ کہ رات کا پہلا تہائی ہوگیا، پھر صبح ہوئی تو آپ نے سائل کو بلوایا اور فرمایا: نماز کا وقت ان دونوں وقت کے درمیان ہے۔

[1393] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: ما جاء فی المواقیت رقم (٣٩٥) والنسائی فی (المجتبی) فی المواقیت، باب: آخر وقت المغرب ١/ ٢٦٠ ـ انظر (التحفة) برقم (٩١٣٧)

[1394] ١٧٩-(...) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا وَكِيعٌ عَنْ بَدْرِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي مُوْسٰى سَمِعَهُ مِنْهُ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ سَائِلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ فَسَأَلَهُ عَنْ مَوَاقِيتِ الصَّلٰوةِ بِمِثْلِ حَدِيثِ ابْنِ نُمَيْرٍ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ قَبْلَ أَنْ يَغِيبَ الشَّفَقُ فِي الْيَوْمِ الثَّانِي

[1394] ۔حضرت ابوبکر بن ابی موسیٰ رحمہ اللہ کے اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک سائل نبی اکرم ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور آپ سے نمازوں کے اوقات کے بارے میں سوال کیا؟ پھر مذکورہ بالا روایت بیان کی، ہاں یہ کہا کہ آپ نے دوسرے دن مغرب کی نماز شفق کے غروب سے پہلے پڑھی۔

٣٣...... بَاب: اسْتِحْبَابِ الْإِبْرَادِ بِالظُّهْرِ فِي شِدَّةِ الْحَرِّ

باب ٣٣: شدید گرمی میں (جبکہ راستہ میں گرمی ہو، جماعت کے لیے جانے والوں کے لیے) ظہر ٹھنڈے وقت میں پڑھنا بہتر ہے

[1395] ١٨٠-(٦١٥) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا لَيْثٌ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ قَالَ أَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((**إِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَأَبْرِدُوا بِالصَّلٰوةِ فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ**))

[1395] ۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب گرمی شدید ہو تو نماز ٹھنڈے وقت میں پڑھو کیونکہ گرمی کی شدت، دوزخ کی بھاپ یا آتش دوزخ کے جوش سے ہے۔

مفردات الحدیث

☼ **فیح جھنم**: جہنم کی گرمی کا انتشار و پھیلاؤ اور اس کا جوش۔

فائدہ:......مولانا منظور احمد نعمانی رحمہ اللہ نے لکھا ہے: دنیا میں ہم جو کچھ دیکھتے اور محسوس کرتے ہیں اس کے کچھ تو ظاہری اسباب ہوتے ہیں جنہیں ہم خود بھی سمجھتے اور جانتے ہیں اور کچھ باطنی اسباب ہوتے ہیں، جو ہمارے احساس

[1394] تقدم تخریجه فی الحدیث السابق برقم (١٣٩٢)

[1395] اخرجه ابوداود فی (سننه) فی الصلاة باب مواقیت صلاة الظهر برقم (٤٠٢) والترمذی فی (جامعه) فی الصلاة، باب: ما جاء فی تاخیر الظهر فی شدة الحر برقم (١٥٧) والنسائی فی (المجتبی) فی المواقیت، باب: الابراد بالظهر اذا اشتد الحر برقم (١/ ٢٤٨) وابن ماجه فی (سننه) فی الصلاة، باب: الابراد بالظهر فی شدة الحر برقم (٦٧٨) انظر (التحفة) برقم (١٣٢٢٦)

وادراک کی دسترس سے باہر ہوتے ہیں۔ انبیاء علیہم السلام کبھی کبھی ان کی طرف اشارے فرماتے ہیں، اس حدیث میں جو یہ فرمایا گیا ہے کہ گرمی کی شدت آتش دوزخ کے جوش سے ہے، یہ اسی قبیل کی چیز ہے، گرمی کی شدت کا ظاہری سبب تو آفتاب ہے اور اس بات کو ہر شخص سمجھتا ہے اور کوئی بھی اس سے انکار نہیں کر سکتا، لیکن عالم باطن اور عالم غیب میں اس کا تعلق جہنم کی آگ سے بھی ہے۔ اور یہ ان حقائق میں سے ہے جو انبیاء علیہم السلام ہی کے ذریعہ معلوم ہو سکتے ہیں۔

[1396] (. .) و حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ انَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ أَنَّ ابْنَ شِهَابٍ أَخْبَرَهُ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو سَلَمَةَ وَسَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُمَا سَمِعَا عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِمِثْلِهِ سَوَاءً

[1396] امام صاحب ایک اور استاد سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

[1397] ١٨١-(. .) وحَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ وَعَمْرُو بْنُ سَوَّادٍ وَأَحْمَدُ بْنُ عِيسٰى قَالَ عَمْرٌو وَانَا وَقَالَ الْآخَرَانِ نَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو أَنَّ بُكَيْرًا حَدَّثَهُ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ وَسَلْمَانَ الْاَغَرِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ **((إِذَا كَانَ الْيَوْمُ الْحَارُّ فَأَبْرِدُوا بِالصَّلٰوةِ فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ))** قَالَ عَمْرٌو وَحَدَّثَنِي أَبُو يُونُسَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ أَبْرِدُوا عَنِ الصَّلٰوةِ فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ قَالَ عَمْرٌو وَحَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ وَأَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِنَحْوِ ذٰلِكَ

[1397]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب گرم دن ہو تو نماز کو ٹھنڈے وقت میں لے جاؤ، کیونکہ گرمی کی شدت آتش دوزخ کے جوش کے سبب سے ہے۔ عمرو نے کہا، مجھے ابو یونس نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سنائی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نماز کو ٹھنڈے وقت تک مؤخر کرو کیونکہ گرمی کی سختی جہنم کی گرمی کے انتشار کی بنا پر ہے۔

عمرو نے کہا، مجھے ابن شہاب نے ابن مسیب اور ابو سلمہ سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت اوپر کے مفہوم والی سنائی۔

[1398] ١٨٢-(. .) و حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا عَبْدُالْعَزِيزِ عَنِ الْعَلَاءِ عَنْ أَبِيهِ

[1396] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (١٣٣٥٣)

[1397] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (١٢٢٠٩)

[1398] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (١٤٠٥٨)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((إِنَّ هٰذَا الْحَرَّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَأَبْرِدُوا بِالصَّلٰوةِ))

[1398] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ گرمی، آتش دوزخ کے جوش سے ہے، اس لیے نماز ٹھنڈے وقت پر پڑھا کرو۔

[1399] ۱۸۳۔(. . .) حَدَّثَنَا ابْنُ رَافِعٍ قَالَ نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ نَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((أَبْرِدُوا عَنِ الْحَرِّ فِي الصَّلٰوةِ فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ))

[1399] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نماز کے لیے گرمی کو ٹھنڈے وقت میں لے جاؤ کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کی آگ کے جوش کی بنا پر ہے۔

[1400] ۱۸٤۔(٦١٦) حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ مُهَاجِرًا أَبَا الْحَسَنِ يُحَدِّثُ أَنَّهُ سَمِعَ زَيْدَ بْنَ وَهْبٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ أَذَّنَ مُؤَذِّنُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِالظُّهْرِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ ((أَبْرِدْ أَبْرِدْ)) أَوْ قَالَ ((انْتَظِرِ انْتَظِرْ)) وَقَالَ((إِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ فَإِذَا اشْتَدَّ الْحَرُّ فَأَبْرِدُوا عَنِ الصَّلٰوةِ)) قَالَ أَبُو ذَرٍّ حَتّٰى رَأَيْنَا فَيْءَ التُّلُولِ

[1400] ۔حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے مؤذن نے ظہر کی اذان دینا چاہی تو آپ نے فرمایا: ٹھنڈا وقت ہونے دو، ٹھنڈا وقت ہونے دو۔ یا آپ نے فرمایا: انتظار کرو، انتظار کرو۔ اور فرمایا: گرمی کی شدت جہنم کی بھاپ کے سبب سے ہے، اس لیے جب گرمی شدید ہوتو نماز ٹھنڈے وقت میں پڑھا کرو۔ ابوذر رضی اللہ عنہ کا قول ہے، حتیٰ کہ ہم نے ٹیلوں کا سایہ دیکھا۔

مفردات الحدیث ❶ **فئی**: سورج ڈھلنے کے بعد کے سایہ کوفئی کہتے ہیں۔ ❷ **تلول**: تل کی جمع ہے، مٹی یا ریت کا ٹیلہ۔

[1399] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٤٧٤٧)

[1400] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی مواقیت الصلاة باب الابراد بالظهر فی شدة الحر برقم (٥٣٥) وفی مواقیت الصلاة، رقم (٥٣٩) وفی الاذان: باب: الاذان للمسافر اذا کانوا جماعة والاقامة وکذلك یعرفه وجمع، وقول المؤذن: الصلاة فی الرحال، فی اللیلة الباردة او الممطرة برقم (٦٢٩) وفی بدء الخلق، برقم (٣٢٥٨) وابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: وقت صلاة الظهر برقم (٤٠١) والترمذی فی (جامعه) فی الصلاة، باب ما جاء فی تاخیر الظهر فی شدة الحر برقم (١٥٨) وقال هذا حدیث حسن صحیح۔ انظر (التحفة) برقم (١١٩١٤)

فائدہ:...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کا مقصد یہ ہے کہ جس موسم میں جہاں نصف النہار کے وقت سخت گرمی ہو اور گرمی کی شدت کی وجہ سے فضا جہنم بن رہی ہو تو ظہر کی نماز تاخیر کر کے ایسے وقت پڑھی جائے جب گرمی کی شدت ٹوٹ جائے اور وقت کچھ ٹھنڈا ہو جائے اور جمہور کا یہی موقف ہے، امام شافعی اس کو جماعت کے لیے دور سے آنے والوں کے لیے مانتے ہیں، اس کے مطابق امام نووی نے باب قائم کیا ہے لیکن یہ تاویل درست نہیں ہے اور ابو ذر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ابراد اتنا ہونا چاہیے کہ دیواروں کا سایہ اس قدر ہو جائے کہ اس میں آنا جانا ممکن ہو یہ مقصد نہیں ہے گرمی ختم ہو جائے اور زمین ٹھنڈی ہو جائے کیونکہ اگر یہ مقصد ہوتا تو صحابہ کرام ﷺ کو سجدہ کرنے کے لیے زمین پر کپڑا بچھانے کی ضرورت پیش نہ آتی اور صحابہ کرام کو گرمی کی شکایت کرنے کی ضرورت لاحق نہ ہوتی۔

[1401] ۱۸۵-(۶۱۷) و حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ سَوَّادٍ وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى وَاللَّفْظُ لِحَرْمَلَةَ قَالَ انَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((اشْتَكَتِ النَّارُ إِلَى رَبِّهَا فَقَالَتْ يَا رَبِّ أَكَلَ بَعْضِي بَعْضًا فَأُذِنَ لَهَا بِنَفَسَيْنِ نَفَسٍ فِي الشِّتَاءِ وَنَفَسٍ فِي الصَّيْفِ فَهُوَ أَشَدُّ مَا تَجِدُونَ مِنَ الْحَرِّ وَأَشَدُّ مَا تَجِدُونَ مِنَ الزَّمْهَرِيرِ))

[1401]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آگ نے اپنے آقا کے حضور شکایت کی اور کہا: اے میرے رب! میرے بعض حصہ نے بعض حصے کو کھا لیا تو اس کو دو سانس لینے کی اجازت دے دی گئی یا اللہ نے اجازت دے دی۔ ایک سانس سردی میں اور ایک سانس گرمی میں، گرمی اور سردی میں جو تم گرمی اور سردی کی شدت محسوس کرتے ہو وہ اسی کا نتیجہ ہے۔

مفردات الحدیث ❶ **زمهرير**: شدید سردی۔ ❷ **نفس**: سانس۔

فائدہ:...... دوزخ کو قوت ادراک وشعور اور قوت تکلم وگویائی حاصل ہے اور اللہ تعالیٰ اس کی زبان کو سمجھتا ہے اس لیے دوزخ نے شکایت زبان قال سے کی محض زبان حال سے نہیں۔ جہنم کا گرم طبقہ گرمی میں سانس لے کر گرمی میں شدت کا باطنی سبب بنتا ہے۔ اور سرد طبقہ سردی میں سانس لے کر، سردی بڑھاتا ہے اور اللہ تعالیٰ انسانوں کو سہولت وآسانی کے لیے ایسے ظاہری اسباب پیدا کرتا رہتا ہے کہ گرمی وسردی کی شدت میں کمی وبیشی وقتاً فوقتاً ہوتی رہتی ہے۔

[1402] ۱۸۶-(..) و حَدَّثَنِي إِسْحٰقُ بْنُ مُوسَى الْأَنْصَارِيُّ قَالَ نَا مَعْنٌ قَالَ نَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ يَزِيدَ مَوْلَى الْأَسْوَدِ بْنِ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ وَمُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ ثَوْبَانَ

[1401] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (۱۵۳۳۸)
[1402] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (۱۴۵۹۲)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((إِذَا كَانَ الْحَرُّ فَأَبْرِدُوا عَنِ الصَّلٰوةِ فَإِنَّ شِدَّةَ الْحَرِّ مِنْ فَيْحِ جَهَنَّمَ)) وَذَكَرَ ((أَنَّ النَّارَ اشْتَكَتْ إِلٰى رَبِّهَا فَأَذِنَ لَهَا فِي كُلِّ عَامٍ بِنَفَسَيْنِ نَفَسٍ فِي الشِّتَاءِ وَنَفَسٍ فِي الصَّيْفِ))

[1402]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب گرمی ہو تو نماز ٹھنڈے وقت میں پڑھو کیونکہ گرمی کی شدت جہنم کی بھاپ سے ہے۔ اور آپ نے بتایا، آگ نے اپنے رب کے حضور شکایت کی تو اس نے اسے سال میں دو سانس لینے کی اجازت دے دی، ایک سانس سردی میں اور ایک سانس گرمی میں۔

[1403] ۱۸۷۔(۔۔) و حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ نَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ قَالَ نَا حَيْوَةُ قَالَ حَدَّثَنِي يَزِيدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أُسَامَةَ بْنِ الْهَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((قَالَتِ النَّارُ رَبِّ أَكَلَ بَعْضِي بَعْضًا فَأْذَنْ لِي أَتَنَفَّسْ فَأَذِنَ لَهَا بِنَفَسَيْنِ نَفَسٍ فِي الشِّتَاءِ وَنَفَسٍ فِي الصَّيْفِ فَمَا وَجَدْتُمْ مِّنْ بَرْدٍ أَوْ زَمْهَرِيرٍ فَمِنْ نَّفَسِ جَهَنَّمَ وَمَا وَجَدْتُمْ مِّنْ حَرٍّ أَوْ حَرُورٍ فَمِنْ نَّفَسِ جَهَنَّمَ))

[1403]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آگ نے عرض کی، اے میرے رب! میرے بعض نے بعض کو کھا لیا تو مجھے سانس لینے کی اجازت مرحمت فرمائیے تو اللہ تعالیٰ نے اسے دو سانس لینے کی اجازت دے دی، ایک سانس سردی میں اور ایک سانس گرمی میں تو تم جو سردی یا ٹھنڈ کی شدت پاتے ہو وہ جہنم کی سانس سے ہے اور جو تم گرمی یا گرمی کی شدت پاتے ہو تو وہ جہنم کی سانس سے ہے۔

مفردات الحدیث ❶ **زمہریر**: سردی کی شدت۔ ❷ **حرور**: گرمی کی تیزی، حدت۔

فائدہ: ...... یہ گرم اور سرد سانس اپنی علاقوں کی طرف پھیلتی ہے جن کا رب النار حکم دیتا ہے اس لئے ہر جگہ اور ملک میں گرمی وسردی کا موسم یکساں نہیں ہے۔

۳۴...... بَاب: اِسْتِحْبَابِ تَقْدِيمِ الظُّهْرِ فِي أَوَّلِ الْوَقْتِ فِي غَيْرِ شِدَّةِ الْحَرِّ

باب ۳۴: گرمی کی شدت نہ ہو تو ظہر اول وقت پڑھانا بہتر ہے

[1404] ۱۸۸۔(۶۱۸) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ كِلَاهُمَا عَنْ يَحْيَى الْقَطَّانِ وَابْنِ مَهْدِيٍّ ح قَالَ ابْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ شُعْبَةَ قَالَ قَالَ نَا سِمَاكُ

[1403] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (۱۵۰۰۱)

[1404] اخرجه ابوداود فی (سننه) فی الصلاة باب: قدر القراة فی صلاة الظهر والعصر برقم (۸۰۶)

بْنُ حَرْبٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ ح قَالَ ابْنُ الْمُثَنّٰى وَحَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سِمَاكٍ

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي الظُّهْرَ إِذَا دَحَضَتِ الشَّمْسُ

[1404] ۔حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ ظہر کی نماز سورج ڈھلنے پر پڑھتے تھے۔

[1405] ١٨٩ـ(٦١٩) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا أَبُو الْأَحْوَصِ سَلَّامُ بْنُ سُلَيْمٍ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ وَهْبٍ

عَنْ خَبَّابٍ قَالَ شَكَوْنَا إِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ الصَّلٰوةَ فِي الرَّمْضَآءِ فَلَمْ يُشْكِنَا

[1405] ۔حضرت خباب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے گرمی میں نماز ادا کرنے کی شکایت کی تو آپ نے ہماری شکایت کا ازالہ نہ فرمایا۔

مفردات الحدیث ❊ الرمضا: گرم ریت۔ حر الرمضاء: گرم ریت کی تپش۔

[1406] ١٩٠ـ(..) و حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ وَعَوْنُ بْنُ سَلَّامٍ قَالَ عَوْنٌ انا وقَالَ ابْنُ يُونُسَ وَاللَّفْظُ لَهُ نَا زُهَيْرٌ قَالَ أَبُو إِسْحٰقَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ وَهْبٍ

عَنْ خَبَّابٍ قَالَ أَتَيْنَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَشَكَوْنَا إِلَيْهِ حَرَّ الرَّمْضَآءِ فَلَمْ يُشْكِنَا قَالَ زُهَيْرٌ قُلْتُ لِأَبِي إِسْحٰقَ أَفِي الظُّهْرِ قَالَ ((نَعَمْ)) قُلْتُ أَفِي تَعْجِيلِهَا قَالَ نَعَمْ

[1406] ۔حضرت خباب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر گرمی کی حدت وتیزی کی شکایت کی تو آپ نے ہماری شکایت کو دور نہ فرمایا، زہیر کہتے ہیں میں نے ابواسحاق سے پوچھا، کیا ظہر کی نماز کی شکایت کی تھی؟ اس نے کہا، ہاں۔ میں نے کہا کیا جلد نماز پڑھنے کی، اس نے کہا ہاں۔

[1407] ١٩١ـ(٦٢٠) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ نَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ عَنْ غَالِبٍ الْقَطَّانِ عَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ

← والنسائی: فی (المجتبی) فی الافتتاح، باب القراة فی الرکعتین الاولیین من صلاۃ العصر ٢/ ١٦٦ـ وابن ماجه فی (سننه) فی الصلاۃ باب وقت صلاۃ الظهر برقم (٦٧٣) انظر (التحفة) برقم (٢١٧٩)

[1405] اخرجه النسائی فی (المجتبی) فی المواقیت، باب: اول وقت الظهر ١/ ٢٤٧ـ انظر (التحفة) برقم (٣٥١٣)

[1406] تقدم تخریجه فی الحدیث السابق برقم (١٤٠٤)

[1407] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الصلاۃ، باب: السجود علی الثوب فی شدة الحر ←

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كُنَّا نُصَلِّي مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي شِدَّةِ الْحَرِّ فَإِذَا لَمْ يَسْتَطِعْ أَحَدُنَا أَنْ يُمَكِّنَ جَبْهَتَهُ مِنَ الْأَرْضِ بَسَطَ ثَوْبَهُ فَسَجَدَ عَلَيْهِ

[1407]۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم گرمی کی شدت میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھتے تھے، جب ہم میں سے کوئی اپنی پیشانی زمین پر نہ رکھ سکتا تو اپنا کپڑا پھیلا کر اس پر سجدہ کر لیتا۔

فوائد :...... ❶ حضرت خباب اور حضرت انس رضی اللہ عنہما کی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ گرمی کے موسم میں بہت زیادہ تاخیر نہیں کرتے کہ گرمی ختم ہو جائے، اس لیے خباب رضی اللہ عنہ نے کہا، آپ نے ہماری شکایت کا ازالہ نہیں فرمایا حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا، بعض سجدہ کپڑے پر کرتے تھے۔ ❷ امام شافعی اور امام مالک رحمہما اللہ پہنے ہوئے کپڑے پر سجدہ کرنا درست نہیں سمجھتے۔ امام احمد رحمہ اللہ سے جواز اور عدم جواز دونوں منقول ہیں اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک جائز ہے۔ ❸ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ ظہر کی نماز سورج ڈھلنے پر پڑھتے تھے، گویا آپ نماز اول وقت پر پڑھتے تھے، ہاں گرمیوں میں ظہر موخر کر لیتے تھے، اس لیے امام شافعی، امام مالک اور امام احمد رحمہم اللہ کے نزدیک نماز اول وقت پر پڑھنا مستحب ہے اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک مغرب کے سوا، ہر نماز تاخیر سے پڑھنا بہتر ہے۔ ❹ امام مالک، امام شافعی، امام احمد اور صاحبین (امام ابو یوسف امام محمد رحمہما اللہ) کے نزدیک ظہر کا وقت زوال آفتاب سے لے کر سایہ برابر ہونے تک ہے۔ جس کو ایک مثل کہتے ہیں، امام ابوحنیفہ کے نزدیک دو مثل تک ہے۔

۳۵...... بَاب: اسْتِحْبَابِ التَّبْكِيرِ بِالْعَصْرِ

باب ۳۵: عصر اول وقت میں پڑھنا بہتر ہے

[1408] ۱۹۲۔(۶۲۱) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا لَيْثٌ قَالَ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ قَالَ أَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ حَيَّةٌ فَيَذْهَبُ الذَّاهِبُ إِلَى الْعَوَالِي فَيَأْتِي الْعَوَالِيَ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ وَلَمْ يَذْكُرْ قُتَيْبَةُ فَيَأْتِي الْعَوَالِيَ

← برقم (۳۸۵) وفى مواقيت الصلاة، برقم (۵٤۲) وفى العمل فى الصلاة، برقم (۱۲۰۸) وابو داود فى (سننه) فى الصلاة، باب: الرجل يسجد على ثوبه برقم (٦٦٠) والترمذى فى (جامعه) فى الصلاة، باب: ما ذكر من الرخصة فى السجود على الثوب فى الحر والبرد برقم (۵۸٤) والنسائى فى (المجتبى) فى التطبيق، برقم ۲/ ۲۱٦ وابن ماجه فى (سننه) فى اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: السجود على الثياب فى الحر والبرد (۱۰۳۳) انظر (التحفة) برقم (۲۵۰)

[1408] اخرجه ابو داود فى (سننه) فى الصلاة، باب: فى وقت صلاة العصر برقم (٤۰٤) ←

[1408] ۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عصر کی نماز ایسے وقت میں پڑھتے تھے کہ سورج بلند اور زندہ ہوتا تھا، پس عوالی کی طرف جانے والا (عصر پڑھ کر) چلتا تھا تو وہ عوالی ایسے وقت میں پہنچ جاتا تھا کہ آفتاب ابھی بلند ہوتا تھا۔ اور قتیبہ رضی اللہ عنہ نے عوالی پہنچنے کا ذکر نہیں کیا۔

مفردات الحدیث ❶ **الشمس حية:** سورج زندہ ہوتا تھا، یعنی اس کی رنگت زردی یا سرخی مائل نہیں ہوتی تھی ابھی اس میں گرمی اور تپش موجود ہوتی تھی۔ ❷ **عوالی:** مدینہ کی نجد کی طرف والی آبادیاں بلند سطح پر واقع تھیں، اس لیے ان کو عوالی کہتے تھے۔ قریب ترین آبادیاں دو یا تین میل کے فاصلہ پر واقع تھیں اور دور واقع آبادیاں، چھ سے آٹھ میل کے فاصلہ پر تھیں۔

[1409] (. .) وحَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدِ الْأَيْلِيُّ قَالَ نَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي الْعَصْرَ بِمِثْلِهِ سَوَآءً

[1409] امام صاحب ایک اور استاد سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

[1410] ۱۹۳۔(. .) و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كُنَّا نُصَلِّي الْعَصْرَ ثُمَّ يَذْهَبُ الذَّاهِبُ اِلٰى قُبَآءٍ فَيَأْتِيهِمْ وَالشَّمْسُ مُرْتَفِعَةٌ

[1410] ۔حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم عصر کی نماز پڑھتے تھے، پھر قباء جانے والا جاتا اور وہاں اس وقت پہنچتا جبکہ آفتاب ابھی بلند ہوتا تھا۔

فائدہ: ......قباء: مدینہ سے تین میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔

[1411] ۱۹۴۔(. .) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنْ اِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كُنَّا نُصَلِّي الْعَصْرَ ثُمَّ يَخْرُجُ الْإِنْسَانُ اِلٰى بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ فَيَجِدُهُمْ يُصَلُّونَ الْعَصْرَ

← والنسائی فی (المجتبی) فی المواقیت، باب: تعجیل العصر (۵۰۶) وابن ماجه فی (سننه) فی الصلاة، باب: وقت صلاة العصر برقم (۶۸۲) انظر (التحفة) برقم (۱۵۲۲)

[1409] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۱۵۲۰)

[1410] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی مواقیت الصلاة، باب: استحباب التبکیر بالعصر برقم (۵۴۸) والنسائی فی (المجتبی) فی المواقیت، باب: تعجیل العصر ۱/ ۲۵۲۔ انظر (التحفة) برقم (۲۰۲)

[1411] تقدم تخریجه فی الحدیث السابق برقم (۱۴۰۹)

[1411] ۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم عصر کی نماز پڑھتے، پھر انسان، بنوعمرو بن عوف کے محلّہ کی طرف جاتا تو وہ انہیں عصر کی نماز پڑھتے ہوئے پاتا۔

بنوعمرو بن عوف کے محلّہ کا فاصلہ تین میل ہے۔ اور بنوعمرو بن عوف کے لوگ قبا میں رہتے تھے۔

فائدہ :......اس حدیث اور مذکورہ بالا روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ مسجد نبوی میں نماز عصر بہت جلد پڑھی جاتی تھی۔

[1412] ۱۹۵۔(۶۲۲) و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ حُجْرٍ قَالُوا نَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ

عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ فِي دَارِهِ بِالْبَصْرَةِ حِينَ انْصَرَفَ مِنَ الظُّهْرِ وَدَارُهُ بِجَنْبِ الْمَسْجِدِ فَلَمَّا دَخَلْنَا عَلَيْهِ قَالَ أَصَلَّيْتُمُ الْعَصْرَ فَقُلْنَا لَهُ إِنَّمَا انْصَرَفْنَا السَّاعَةَ مِنَ الظُّهْرِ قَالَ فَصَلُّوا الْعَصْرَ فَقُمْنَا فَصَلَّيْنَا فَلَمَّا انْصَرَفْنَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((تِلْكَ صَلٰوةُ الْمُنَافِقِ يَجْلِسُ يَرْقُبُ الشَّمْسَ حَتّٰى إِذَا كَانَتْ بَيْنَ قَرْنَيِ الشَّيْطَانِ قَامَ فَنَقَرَهَا أَرْبَعًا لَا يَذْكُرُ اللّٰهَ فِيهَا إِلَّا قَلِيلًا))

[1412] ۔حضرت عطاء بن عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس بصرہ میں ان کے گھر نماز ظہر سے فارغ ہو کر گیا اور ان کا گھر مسجد کے پہلو میں تھا، جب ہم ان کی خدمت میں پہنچے تو انہوں نے پوچھا، کیا تم نے عصر کی نماز پڑھ لی ہے؟ تو ہم نے ان سے عرض کیا، ہم تو ابھی ظہر کی نماز پڑھ کر آ رہے ہیں، انہوں نے کہا تو عصر پڑھ لو، ہم نے اٹھ کر عصر کی نماز پڑھ لی۔ جب ہم نماز سے فارغ ہوئے تو انہوں نے کہا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ یہ منافق والی نماز ہے کہ آدمی بیٹھا ہوا آفتاب کا انتظار کرتا رہے، یہاں تک کہ (جب وہ زرد پڑ جائے) شیطان کے دو سینگوں کے درمیان ہو جاتا ہے تو کھڑا ہو کر چار ٹھونگیں مارتا ہے اور اللہ کو بہت ہی تھوڑا یاد کرتا ہے۔

فوائد :...... ❶ عصر کی نماز بلا کسی عذر اور مجبوری کے اتنی موخر کرنا کہ آفتاب غروب ہونے کے قریب پہنچ جائے اور اس آخری اور تنگ وقت میں مرغ کی ٹھونگوں کی طرح جلدی جلدی چار رکعتیں پڑھنا، جن میں اللہ کے ذکر کی مقدار بھی بہت کم اور برائے نام ہو، ایک منافقانہ طرز عمل ہے، مومن کو ہر نماز خاص کر عصر کی نماز اپنے صحیح وقت پر انتہائی طمانیت اور تعدیل کے ساتھ پڑھنی چاہیے، جلدی جلدی رکوع اور سجدہ کرنا تو مرغ کی ٹھونگوں کی طرح اوپر

[1412] اخرجه ابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: في وقت صلاة العصر برقم (٤١٣) والترمذي في (جامعه) في الصلاة، باب: ما جاء في تعجيل العصر برقم (١٦٠) والنسائي في (المجتبى) في المواقيت، باب: التشديد في تاخير العصر ١/ ٢٥٤۔ انظر (التحفة) برقم (١١٢٢)

نیچے ہوتا ہے۔ ❷ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے دور میں بنوامیہ کے بعض گورنر عصر کی نماز بہت تاخیر سے پڑھتے تھے اور حضرت انس رضی اللہ عنہ ان کے اس طرز عمل کو غلط اور خلاف سنت سمجھتے تھے، اس لیے انہوں نے اپنے پاس آنے والوں کو نماز عصر پڑھ لینے کے لیے کہا۔ اور بعد میں انہیں یہ حدیث سنائی اور وہ خود بھی عصر کی نماز گھر پر جلد پڑھ لیتے تھے، جیسا کہ اگلی روایت میں آرہا ہے۔

[1413] ۱۹۶ ـ(٦٢٣) وحَدَّثَنَا مَنْصُورُ بْنُ أَبِي مُزَاحِمٍ قَالَ نَا عَبْدُاللهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ قَالَ سَمِعْتُ

أَبَا أُمَامَةَ بْنَ سَهْلٍ يَقُولُ صَلَّيْنَا مَعَ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ الظُّهْرَ ثُمَّ خَرَجْنَا حَتّٰى دَخَلْنَا عَلٰى أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ فَوَجَدْنَاهُ يُصَلِّي الْعَصْرَ فَقُلْتُ يَا عَمِّ مَا هٰذِهِ الصَّلٰوةُ الَّتِي صَلَّيْتَ قَالَ الْعَصْرُ وَهٰذِهِ صَلٰوةُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّتِي كُنَّا نُصَلِّي مَعَهُ

[1413]۔ حضرت ابوامامہ بن سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے ظہر کی نماز عمر بن عبدالعزیز کے ساتھ پڑھی، پھر ہم نکل کر انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ہم نے انہیں عصر کی نماز پڑھتے ہوئے پایا تو میں نے پوچھا، اے چچا! یہ آپ نے کونسی نماز پڑھی ہے؟ انہوں نے جواب دیا، عصر کی اور یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز ہے جو ہم آپ کے ساتھ پڑھا کرتے تھے۔

[1414] ۱۹۷ ـ(٦٢٤) حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ سَوَّادٍ الْعَامِرِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْمُرَادِيُّ وَأَحْمَدُ بْنُ عِيْسٰى وَأَلْفَاظُهُمْ مُتَقَارِبَةٌ قَالَ عَمْرٌو أَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ نَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ أَنَّ مُوسَى بْنَ سَعْدٍ الْأَنْصَارِيَّ حَدَّثَهُ عَنْ حَفْصِ بْنِ عُبَيْدِاللهِ

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ قَالَ صَلّٰى لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم الْعَصْرَ فَلَمَّا انْصَرَفَ أَتَاهُ رَجُلٌ مِّنْ بَنِي سَلِمَةَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّا نُرِيدُ أَنْ نَنْحَرَ جَزُورًا لَنَا وَنَحْنُ نُحِبُّ أَنْ تَحْضُرَهَا قَالَ ((نَعَمْ)) فَانْطَلَقَ وَانْطَلَقْنَا مَعَهُ فَوَجَدْنَا الْجَزُورَ لَمْ تُنْحَرْ فَنُحِرَتْ ثُمَّ قُطِّعَتْ ثُمَّ طُبِخَ مِنْهَا ثُمَّ أَكَلْنَا قَبْلَ أَنْ تَغِيبَ الشَّمْسُ

[1414]۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں عصر کی نماز پڑھائی تو جب

[1413] اخرجه البخاري في (صحيحه) في مواقيت الصلاة، باب: وقت صلاة العصر برقم (٥٤٩) والنسائي في (المجتبى) في المواقيت، باب: تعجيل العصر ١/ ٢٥٣ـ انظر (التحفة) برقم (٢٢٥)

[1414] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٥٤٦)

آپ فارغ ہوئے تو آپ کے پاس بنوسلمہ کا ایک آدمی آیا اور کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم اپنا اونٹ نحر کرنا چاہتے ہیں اور ہماری چاہت ہے، آپ اس موقع پر موجود ہوں، آپ نے فرمایا: اچھا، آپ چلے اور ہم بھی ساتھ ہو گئے تو ہم نے دیکھا کہ اونٹ ابھی نحر نہیں کیا گیا تھا تو اسے نحر کیا گیا پھر اس کا گوشت کاٹا گیا، پھر اس سے کچھ پکایا گیا، پھر ہم نے سورج غروب ہونے سے پہلے کھالیا۔

راوی کا قول ہے کہ ہمیں یہ حدیث ابن وہب نے ابن لہیعہ اور عمرو بن حارث دونوں سے سنائی۔

فائدہ :...... بنوسلمہ، مسجد نبوی سے کچھ فاصلہ پر ہے، آپ وہاں تشریف لے گئے، آپ کے جانے کے بعد اونٹ ذبح کیا گیا، پھر اس کا گوشت کاٹا گیا اس کے بعد اس کو پکا کر مغرب سے پہلے پہلے کھالیا گیا، یہ اس بات کی صریح دلیل ہے کہ آپ عصر کی نماز وقت ہوتے ہی پڑھ لیتے تھے اور وہ وقت مثل اول تھا، کیونکہ نماز پڑھ کر عوالی میں ایسے وقت پہنچنا کہ آفتاب ابھی بلند ہو، اس کے بغیر ممکن نہیں۔ اسی طرح اونٹ نحر کر کے اس کا گوشت پکا کر شام سے پہلے کھانا جلد نماز پڑے بغیر ممکن نہیں۔

[1415] ١٩٨ ـ (٦٢٥) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِهْرَانَ الرَّازِيُّ قَالَ نَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ نَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ أَبِي النَّجَاشِيِّ قَالَ سَمِعْتُ

رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ يَقُولُ كُنَّا نُصَلِّي الْعَصْرَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ تُنْحَرُ الْجَزُورُ فَتُقْسَمُ عَشَرَ قِسَمٍ ثُمَّ تُطْبَخُ فَنَأْكُلُ لَحْمًا نَضِيجًا قَبْلَ مَغِيبِ الشَّمْسِ

[1415] ۔ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز عصر پڑھتے، پھر اونٹ نحر کر کے اس کے دس حصے بنائے جاتے پھر اسے پکایا جاتا اور ہم پکایا ہوا گوشت سورج کے غروب ہونے سے پہلے کھالیتے۔

[1416] ١٩٩ ـ (. .) حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ انَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ وَشُعَيْبُ بْنُ إِسْحٰقَ الدِّمَشْقِيُّ قَالَا نَا

الْأَوْزَاعِيُّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ كُنَّا نَنْحَرُ الْجَزُورَ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بَعْدَ الْعَصْرِ وَلَمْ يَقُلْ كُنَّا نُصَلِّي مَعَهُ .

[1416] ۔ امام صاحب ایک اور استاد سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔ ہاں اتنا فرق ہے کہ اس نے کہا:

[1415] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الشركة، باب: الشركة فی الطعام النهد، والعروضی برقم (٢٤٨٥) انظر (التحفة) برقم (٣٥٧٣)

[1416] تقدم تخريجه فی الحديث السابق برقم (١٤١٤)

ہم رسول اللہ ﷺ کے عہد میں عصر کے بعد اونٹ نحر کرتے تھے۔ یہ نہیں کہا ہم نماز میں آپ ﷺ کے ساتھ ہوتے تھے۔

۳۶...... بَاب: التَّغْلِيظِ فِي تَفْوِيتِ صَلٰوةِ الْعَصْرِ

باب ۳۶: نماز عصر فوت کرنے پر تغلیظ وشدت

[1417] ۲۰۰-(۶۲۶) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((اَلَّذِي تَفُوتُهُ صَلٰوةُ الْعَصْرِ كَاَنَّمَا وُتِرَ اَهْلَهُ وَمَالَهُ))

[1417]۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص کی نماز عصر فوت ہوگئی تو گویا اس کا اہل و مال ہلاک ہوگیا۔

مفردات الحدیث ❶ **وتر اهله وماله** : اہل اور مال کے لام پر نصب اور رفع (زبر، پیش) دونوں آسکتے ہیں۔ اکثر ائمہ اہل و مال کو مفعول ثانی مانتے ہیں کیونکہ وتر کے دو مفعول آتے ہیں قرآن مجید ﴿لن يتركم اعمالكم﴾ (سورۃ حجر:۳۵) معنی ہوگا سلب کر لینا کہ اس سے اس کا اہل و مال سلب کر لیے گئے اور بقول ابن عبدالبر رحمہ اللہ سلب بھی اس طور پر کیے گئے کہ اس سے بدلہ اور انتقام لینے کی ضرورت ہے۔ اس طرح اسے دہرا غم لاحق ہے اہل اور مال سے محرومی اور بدلہ اور انتقام لینے کی صورت وحیلہ کی فکر وتلاش۔ اور اگر اہل و مال کو نائب فاعل بنا کر مرفوع پڑھیں تو معنی ہوگا اس کا اہل و مال تباہ و ہلاک ہوگیا۔ ❷ **تفوته العصر** : علماء نے عصر کے فوت ہونے کے مختلف معانی مراد لیے ہیں: (۱) عصر کا وقت نکل گیا۔ (۲) سورج کی رنگت بدل گئی۔ (۳) وقت مختار نکل گیا۔ (۴) عصر کی جماعت رہ گئی۔ عصر کی نماز کی تخصیص اس لیے ہے کہ یہ کاروبار اور خرید و فروخت میں مشغولیت کا وقت ہے اور انسان دنیوی کاروبار کو ترجیح دیتے ہوئے اس نماز سے سستی کا مظاہرہ کرتا ہے اور یہ اپنے اہل وعیال کی خاطر کرتا ہے۔ اس لیے فرمایا یہ حرکت جن کی خاطر کر رہا ہے تو یہ درحقیقت ان دونوں کی خیر و برکت سے محروم ہو رہا ہے۔

[1418] (..) و حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ قَالَا نَا سُفْيَانُ

[1417] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی مواقيت الصلاة، باب: اثم من فاتته العصر برقم (۵۵۲) واخرجه وابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: فی وقت صلاة العصر برقم (٤١٤) انظر (التحفة) برقم (۸۳٤٥)

[1418] اخرجه النسائی فی (المجتبى) فی المواقيت، باب: التشديد فی تاخير العصر ١/ ٢٥٥ وابن ماجه فی (سننه) فی الصلاة، باب: المحافظة على صلاة العصر برقم (٦٨٥) انظر (التحفة) برقم (٦٨٢٩)

عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ عَمْرٌو يَبْلُغُ بِهِ و قَالَ أَبُوبَكْرٍ رَفَعَهُ

[1418] امام صاحب اپنے دو اور استادوں سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

[1419] (۲۰۱ ـ (. .) وحَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ نَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ

عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((مَنْ فَاتَتْهُ الْعَصْرُ فَكَأَنَّمَا وُتِرَ اَهْلُهُ وَمَالُهُ))

[1419] ۔حضرت سالم بن عبداللہ رحمۃ اللہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص کی عصر کی نماز فوت ہوگئی تو گویا وہ اپنے اہل اور مال سے محروم ہوگیا۔

[1420] ۲۰۲ـ(۶۲۷) و حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ عُبَيْدَةَ عَنْ عَلِيٍّ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ الْأَحْزَابِ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَلَأَ اللّٰهُ قُبُورَهُمْ وَبُيُوتَهُمْ نَارًا كَمَا حَبَسُونَا وَشَغَلُونَا عَنِ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى حَتّٰى غَابَتِ الشَّمْسُ))

[1420] ۔حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ احزاب کے دن فرمایا اللہ تعالیٰ ان کی قبروں اور گھروں کو آگ سے بھر دے، جس طرح انہوں نے ہمیں درمیانی نماز سے (جنگ میں) مشغول کر کے روکا، حتیٰ کہ سورج غروب ہوگیا۔

[1421] (. .) و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ ح و حَدَّثَنَاه إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ انَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ جَمِيعًا عَنْ هِشَامٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ

[1419] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٦٨٩٨)

[1420] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الجهاد باب الدعاء علی المشركين بالهزيمة والزلزلة رقم (٢٩٣١) وفی المغازی: باب: غزوة الخندق برقم (٤١١١) وفی التفسير باب: ﴿حافظوا علی الصلوات والصلاة الوسطی﴾ برقم (٤٥٣٣) وفی الدعوات باب: الدعاء علی المشركين برقم (٦٣٩٦) وابو داود فی (سننه) فی الصلاة باب: فی وقت صلاة العصر برقم (٤٠٩) والترمذی فی (جامعه) فی التفسير باب: ومن سورة البقرة برقم (٢٩٨٤) والنسائی فی (المجتبی) فی الصلاة، باب: المحافظة علی صلاة العصر ١/ ٢٣٦۔ انظر (التحفة) برقم (١٠٢٣٢)

[1421] تقدم تخريجه فی الحديث السابق برقم (١٤١٩)

[1421] امام صاحب دو اور اساتذہ سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

نوٹ:...... حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت کا تعلق آنے والے باب سے ہے، پاکستانی نسخوں میں اس کو اگلے باب کے تحت ہی درج کیا گیا ہے، معلوم نہیں علامہ محمد فواد عبدالباقی کے نسخہ میں یہ فروگزشت کیسے ہوگئی۔

۳۷...... بَابُ: الدَّلِيلِ لِمَنْ قَالَ: اَلصَّلَاةُ الْوُسْطٰى هِيَ صَلَاةُ الْعَصْرِ

باب ۳۷: اس بات کی دلیل کہ صلوۃ وسطی (درمیانی نماز) سے مراد عصر کی نماز ہے

[1422] ۲۰۳۔(. . .) و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ ابْنُ الْمُثَنّٰى نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي حَسَّانَ عَنْ عَبِيدَةَ

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ الْأَحْزَابِ ((**شَغَلُونَا عَنْ صَلٰوةِ الْوُسْطٰى حَتّٰى** آبَتْ الشَّمْسُ **مَلَأَ اللّٰهُ قُبُورَهُمْ نَارًا أَوْ بُيُوتَهُمْ أَوْ بُطُونَهُمْ**)) شَكَّ شُعْبَةُ فِي الْبُيُوتِ وَالْبُطُونِ

[1422]۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ احزاب کے وقت فرمایا: انہوں نے ہمیں درمیانی نماز سے مشغول رکھا، حتیٰ کہ سورج غروب ہوگیا، اللہ تعالیٰ ان کی قبروں کو یا گھروں کو یا پیٹوں کو آگ سے بھر دے (گھروں اور پیٹوں کے بارے میں شعبہ کو شبہ لاحق ہوا)

مفردات الحدیث ✲ آبت الشمس: سورج اپنی جگہ لوٹ آیا، یعنی غروب ہوگیا۔

[1423] (. .) و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ نَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ بُيُوتَهُمْ وَقُبُورَهُمْ وَلَمْ يَشُكَّ

[1423] امام صاحب ایک اور استاد سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں جس میں بغیر شک کے بیوتھم وقبورھم (ان کے گھروں اور قبروں کو) آیا ہے۔

[1424] ۲۰۴۔(. . .) وحَدَّثَنَاهُ أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا نَا وَكِيعٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ يَحْيَى بْنِ الْجَزَّارِ عَنْ عَلِيٍّ ح و حَدَّثَنَاه عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ يَحْيٰى سَمِعَ

[1422] تقدم تخريجه برقم (١٤١٩)

[1423] تقدم تخريجه برقم (١٤١٩)

[1424] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٠٣١٥)

عَلِيًّا رضی اللہ عنہ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ الْأَحْزَابِ وَهُوَ قَاعِدٌ عَلٰى فُرْضَةٍ مِنْ فُرَضِ الْخَنْدَقِ ((شَغَلُوْنَا عَنِ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى حَتّٰى غَرَبَتِ الشَّمْسُ مَلَأَ اللّٰهُ قُبُوْرَهُمْ وَبُيُوْتَهُمْ أَوْ قَالَ قُبُوْرَهُمْ وَبُطُوْنَهُمْ نَارًا))

[1424] ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوہ احزاب کے دن، جبکہ آپ خندق کے درّوں میں سے کسی درّہ پر تشریف فرما تھے، فرمایا: انہوں نے ہمیں درمیانی نماز سے مشغول رکھا، حتیٰ کہ سورج ڈوب گیا۔ اللہ تعالیٰ ان کی قبروں اور گھروں کو (یا فرمایا ان کی قبروں اور پیٹوں کو) آگ سے بھر دے۔

[1425] ٢٠٥۔(. .) و حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالُوا نَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ صُبَيْحٍ عَنْ شُتَيْرِ بْنِ شَكَلٍ

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يَوْمَ الْأَحْزَابِ ((شَغَلُوْنَا عَنِ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى صَلٰوةِ الْعَصْرِ مَلَأَ اللّٰهُ بُيُوْتَهُمْ وَقُبُوْرَهُمْ نَارًا))ثُمَّ صَلَّاهَا بَيْنَ الْعِشَائَيْنِ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَآءِ

[1425] ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے احزاب کے دن فرمایا: انہوں نے ہمیں درمیانی نماز عصر کی نماز سے مشغول رکھا، اللہ تعالیٰ ان کے گھروں اور قبروں کو آگ سے بھر دے، پھر آپ نے اسے دونوں رات کی نمازوں مغرب اور عشاء کے درمیان پڑھا۔

[1426] ٢٠٦۔(٦٢٨) وحَدَّثَنَا عَوْنُ بْنُ سَلَّامٍ الْكُوفِيُّ قَالَ انَا مُحَمَّدُ بْنُ طَلْحَةَ الْيَامِيُّ عَنْ زُبَيْدٍ عَنْ مُرَّةَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ حَبَسَ الْمُشْرِكُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ صَلٰوةِ الْعَصْرِ حَتّٰى احْمَرَّتِ الشَّمْسُ أَوْ اصْفَرَّتْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ ((شَغَلُوْنَا عَنِ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى صَلٰوةِ الْعَصْرِ مَلَأَ اللّٰهُ أَجْوَافَهُمْ وَقُبُوْرَهُمْ نَارًا)) أَوْ قَالَ ((حَشَا اللّٰهُ أَجْوَافَهُمْ وَقُبُوْرَهُمْ نَارًا))

[1425] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٠١٢٣)

[1426] اخرجه الترمذى فى (جامعه) فى الصلاة باب: ما جاء فى صلاة الوسطى انها العصر وقد قيل انها الظهر برقم (١٨١) وفى التفسير باب: ومن سورت البقرة برقم (٢٩٨٥) مختصرا وقال هذا حديث حسن صحيح۔ وابن ماجه فى (سننه) فى الصلاة، باب: المحافظة على صلاة العصر برقم (٦٨٦) انظر (التحفة) برقم (٩٥٤٩)

[1426]۔حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مشرکوں نے رسول اللہ ﷺ کو عصر کی نماز سے مشغول رکھا، یہاں تک کہ سورج سرخ یا زرد ہوگیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: انہوں نے ہمیں درمیانی نماز، عصر کی نماز سے مشغول رکھا، اللہ تعالیٰ ان کے پیٹوں اور قبروں کو آگ سے بھر دے، یا فرمایا: مَلأَ اللّٰه کی بجائے حشا الله اجوافهم وقبورهم نارا، فرمایا۔ ملا اور حشا دونوں کا معنی بھرنا ہے، اجواف اور بطون پیٹوں کو کہتے ہیں۔

فوائد:...... ❶ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی حدیث سے نماز کے ساتھ نبی اکرم ﷺ کے شغف اور شوق کا اظہار ہوتا ہے کہ آپ کو اس کے تاخیر سے پڑھنے کا اتنا رنج اور قلق ہوا کہ آپ نے اس کا باعث بننے والے مشرکوں کے خلاف دعا کی۔ حالانکہ آپ نے طائف کی وادیوں میں پیغام توحید سنانے پر لہولہان کرنے، دل آزار باتیں کہنے اور غنڈوں اور اوباشوں کے آوازیں کسنے پر، ان کے خلاف دعا نہیں کی تھی۔ اس طرح مشرکوں کے ہر قسم کے ظلم وستم روا رکھنے پر ان کے خلاف دعا نہیں کی۔ لیکن غزوۂ خندق کے موقعہ پر نماز کا وقت نکل جانے پر آپ کا پیمانہ صبر لبریز ہوگیا، لیکن آج ہماری حالت کیا ہے؟ بلا وجہ اور بلا عذر نمازیں چھوڑ دیتے ہیں اور ہمیں احساس تک نہیں ہوتا۔ ❷ غزوۂ خندق تک نماز خوف (جنگ کی نماز) کا حکم نازل نہیں ہوا تھا، اس لیے آپ نے جنگ والی نماز نہیں پڑھی تھی۔ اور ان احادیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ الصلوۃ الوسطی کے مراد نماز عصر ہے۔

[1427] ٢٠٧-(٦٢٩) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ حَكِيمٍ

عَنْ أَبِي يُونُسَ مَوْلَى عَائِشَةَ أَنَّهُ قَالَ أَمَرَتْنِي عَائِشَةُ أَنْ أَكْتُبَ لَهَا مُصْحَفًا وَقَالَتْ إِذَا بَلَغْتَ هٰذِهِ الْآيَةَ فَآذِنِّي حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطَى فَلَمَّا بَلَغْتُهَا آذَنْتُهَا فَأَمْلَتْ عَلَيَّ حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطَى وَصَلٰوةِ الْعَصْرِ وَقُومُوا لِلّٰهِ قَانِتِينَ قالت عائشة: سمتعها من رسول الله

[1427] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: فی وقت صلاة العصر برقم (٤١٠) والترمذی فی (جامعه) فی التفسیر، باب: ومن سورت البقرة برقم (٢٩٨٢) والنسائی فی (المجتبی) فی الصلاة باب: المحافظة علی صلاة العصر برقم (٤٧١) انظر (التحفة) برقم (١٧٨٠٩)

[1427] ۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے آزاد کردہ غلام ابو یونس کی روایت ہے کہ مجھے عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے لیے قرآن مجید لکھنے کا حکم دیا اور فرمایا: جب تم اس آیت "حافظوا على الصلوات والصلاة الوسطى" (بقرہ:۲۳۸) نمازوں کی نگہداشت کرو، خاص کر درمیانی نماز کی تو مجھے اطلاع کرنا تو جب میں اس آیت پر پہنچا تو انہیں آگاہ کیا تو انہوں نے مجھے لکھوایا، حافظوا على الصلوات والصلاة الوسطى وصلاة العصر وقوموا لله قانتين، نمازوں کا اہتمام وحفاظت کرو، خاص کر درمیانی نماز یعنی نماز عصر کا اور اللہ کے حضور عاجزانہ انداز سے کھڑے ہو۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا میں نے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسے ہی سنا ہے۔

[1428] ۲۰۸۔(۶۳۰) حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ قَالَ انَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ قَالَ نَا الْفُضَيْلُ بْنُ مَرْزُوقٍ عَنْ شَقِيقِ بْنِ عُقْبَةَ

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَصَلٰوةِ الْعَصْرِ فَقَرَأْنَاهَا مَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ نَسَخَهَا اللّٰهُ فَنَزَلَتْ ((حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى)) فَقَالَ رَجُلٌ كَانَ جَالِسًا عِنْدَ شَقِيقٍ لَهُ هِيَ إِذَنْ صَلٰوةُ الْعَصْرِ فَقَالَ الْبَرَاءُ قَدْ أَخْبَرْتُكَ كَيْفَ نَزَلَتْ وَكَيْفَ نَسَخَهَا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ.

[1428] ۔حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہ آیت حافظوا على الصلوات وصلاة العصر نازل ہوئی، جب تک اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا، ہم نے اس طرح پڑھا، پھر اللہ تعالیٰ نے اس کو تبدیل کر دیا اور آیت اس طرح اتری: حافظوا على الصلوات والصلاة الوسطى تو ایک انسان جو شقیق کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے ان سے پوچھا تو پھر اس سے مراد، عصر کی نماز ہے۔ تو حضرت براء رضی اللہ عنہ نے جواب دیا، میں تمہیں بتا چکا ہوں، آیت کیسے اتری اور اللہ تعالیٰ نے کیسے اسے تبدیل کیا۔ اصل حقیقت اللہ ہی خوب جانتا ہے۔

[1429] قَالَ مُسْلِم وَرَوَاهُ الْأَشْجَعِيُّ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ شَقِيقِ بْنِ عُقْبَةَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ قَرَأْنَاهَا مَعَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم زَمَانًا بِمِثْلِ حَدِيثِ فُضَيْلِ بْنِ مَرْزُوقٍ

[1429] امام مسلم فرماتے ہیں: یہی روایت اشجعی نے سفیان ثوری کے واسطے سے اسود بن قیس کی شقیق بن عقبہ سے براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے سنائی، انہوں نے کہا، ہم ایک عرصہ تک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پڑھتے رہے، جیسا کہ فضیل بن مرزوق کی حدیث ہے۔

[1428] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۱۷٦۸)

[1429] تقدم تخريجه

فائدہ :......اس آیت مبارکہ میں صلاۃ العصر کا لفظ بطور تفسیر تھا۔ اس لیے انہوں نے (عائشہ رضی اللہ عنہا) اس کو اپنے مصحف میں لکھوایا اور نبی اکرم ﷺ نے تعلیم کے وقت اس کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بتایا، اس لیے جب مصحف امام لکھوایا گیا، جس کے مطابق دوسرے مصحف تیار ہوتے تھے تو یہ لفظ نہیں لکھا گیا، باقی رہا یہ مسئلہ کہ حدیث خبر واحد ہے اور قرآن مجید تواتر سے ثابت ہوتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس کا قرآن ہونا جس حدیث سے معلوم ہوتا ہے اسی سے اس کا منسوخ ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اب یہ قرآن ہے ہی نہیں کہ اس کے لیے تواتر شرط ہو، اس آیت کے لیے متواتر ہونا شرط ہے، جو قرآن میں موجود ہو، اس لیے جنہوں نے اس کو قرآن سمجھا تھا، انہوں نے اس تفسیر کو منسوخ بھی سمجھا اور جنہوں نے اس کو قرآن نہیں سمجھا بلکہ تفسیر سمجھا، انہوں نے اپنے ذاتی مصحف میں اپنی یادداشت کے لیے اس کو لکھا، بہرحال تمام احادیث مذکورہ سے یہ بات ثابت ہو رہی ہے کہ صلوٰۃ وسطیٰ سے مراد عصر کی نماز ہے، اس لیے یہی صحیح اور راجح قول ہے اور اس کے علاوہ اقوال درست نہیں ہیں، اگرچہ چونکہ نمازیں پانچ ہیں، اس لیے ہر نماز کو درمیان میں رکھ کر اس کو درمیانی نماز کا نام دیا جا سکتا ہے اور دیا بھی گیا ہے۔ حتیٰ کہ عطف کو مغایرت کے لیے مان کر، پانچ نمازوں کے سوا جمعہ کو بھی درمیانی نماز کا نام دیا گیا ہے اور ہر قول کے لیے کوئی نہ کوئی سبب بیان کیا گیا ہے۔

[1430] (٢٠٩-٦٣١) وحَدَّثَنِي أَبُو غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى عَنْ مُعَاذِ بْنِ هِشَامٍ قَالَ أَبُو غَسَّانَ نَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ نَا أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَوْمَ الْخَنْدَقِ جَعَلَ يَسُبُّ كُفَّارَ قُرَيْشٍ وَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ مَا كِدْتُ أَنْ أُصَلِّيَ الْعَصْرَ حَتّٰى كَادَتْ أَنْ تَغْرُبَ الشَّمْسُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((فَوَاللّٰهِ إِنْ صَلَّيْتُهَا)) فَنَزَلْنَا إِلَى بُطْحَانَ فَتَوَضَّأَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَتَوَضَّأْنَا فَصَلّٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْعَصْرَ بَعْدَ مَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ صَلّٰى بَعْدَهَا الْمَغْرِبَ

[1430] اخرجه البخاري في (صحيحه) في مواقيت الصلاة، باب: من صلى بالناس جماعة بعد ذهاب الوقت برقم (٥٩٦) وفي باب: قضاء الصلوات الاولى فالاولى برقم (٥٩٨) مختصرا وفي الاذان، باب قول الرجل ما صلينا برقم (٦٤١) وفي الخوف باب: الصلاة عند مناهضة الحصون ولقاء العدو برقم (٩٤٥) وفي المغازي، باب: غزوة الخندق وهي الاحزاب برقم (٤١١٢) والترمذي في (جامعه) في الصلاة، باب: ما جاء في الرجل تفوته الصلوات بايتهن يبدا برقم (٢١٨٠) والنسائي في (المجتبى) في السهو، باب: اذا قيل للرجل هل صليت هل يقول لا ٣/ ٨٤۔ انظر (التحفة) برقم (٣١٥٠)

[1430] ۔حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ خندق کے روز حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ قریشی کافروں کو برا بھلا کہنے لگے اور عرض کی، اے اللہ کے رسول ﷺ! اللہ کی قسم! میں عصر کی نماز نہیں پڑھ سکا حتیٰ کہ سورج غروب ہونے کو ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تو اللہ کی قسم! میں نے بھی نہیں پڑھی۔ پھر ہم وادی بطحان میں اترے، رسول اللہ ﷺ نے وضو کیا اور ہم نے بھی وضو کیا تو رسول اللہ ﷺ نے سورج کے غروب ہو جانے کے بعد عصر کی نماز پڑھی پھر اس کے بعد مغرب کی نماز ادا کی۔

[1431] (. .) و حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَبُوبَكْرٍ نَا وَقَالَ إِسْحٰقُ انَا وَكِيعٌ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْمُبَارَكِ

عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ بِمِثْلِهِ

[1431] امام صاحب اپنے دو اور اساتذہ سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

فائدہ:...... اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے، اگر عذر اور مجبوری کی بنا پر کچھ نمازیں رہ جائیں تو ان کی قضا ترتیب سے دی جائے گی۔

۳۸...... بَاب: فَضْلِ صَلٰوةِ الصُّبْحِ وَالْعَصْرِ وَالْمُحَافَظَةِ عَلَيْهِمَا

باب ۳۸: صبح اور عصر کی نماز کی فضیلت اور ان کی نگہداشت

[1432] ۲۱۰۔(۶۳۲) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((يَتَعَاقَبُونَ فِيكُمْ مَلَآئِكَةٌ بِاللَّيْلِ وَمَلَآئِكَةٌ بِالنَّهَارِ وَيَجْتَمِعُونَ فِي صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَصَلٰوةِ الْعَصْرِ ثُمَّ يَعْرُجُ الَّذِينَ بَاتُوا فِيكُمْ فَيَسْأَلُهُمْ رَبُّهُمْ وَهُوَ أَعْلَمُ بِهِمْ كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِي فَيَقُولُونَ تَرَكْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّونَ وَأَتَيْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّونَ))

[1432] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارے پاس فرشتے رات اور دن کے وقت باری، باری آتے ہیں اور فجر کی نماز اور عصر کی نماز کے وقت وہ اکٹھے ہو جاتے ہیں، پھر جنھوں نے

[1431] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٤٢٨)

[1432] اخرجه البخاري في (صحيحه) في مواقيت الصلاة، باب: فضل صلاة العصر (٥٥٥) وفي التوحيد باب قول الله تعالى: ﴿تعرج الملائكة والروح اليه﴾ برقم (٧٤٢٩) وفي باب كلام الرب مع جبريل نداء الله الملائكة برقم (٧٤٨٦) والنسائي في (المجتبى) في الصلاة، باب: فضل صلاة الجماعة ١/ ٣٤٠۔ انظر (التحفة) برقم (١٣٨٠٩)

رات گزاری ہوتی ہے وہ اوپر چلے جاتے ہیں تو ان سے ان کا رب پوچھتا ہے، حالانکہ وہ ان سے زیادہ جانتا ہے، تم میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑ کر آئے ہو؟ تو وہ جواب دیتے ہیں ہم ان کو (صبح) چھوڑ کر آئے ہیں جبکہ وہ نماز پڑھ رہے تھے اور ہم ان کے پاس (عصر کے وقت) پہنچے تھے جبکہ وہ نماز پڑھ رہے تھے۔

فائدہ:...... جمہور عرب اور اکثر نحوی، جن کے سرخیل امام النحو سیبویہ ہیں کا نظریہ ہے کہ اگر فاعل ظاہر ہو، تثنیہ ہو یا جمع تو فعل مفرد لائیں گے، اس کے ساتھ تثنیہ یا جمع کی ضمیر لانا جائز نہیں ہے لیکن بنو حارث بن کعب کے نزدیک، علامت تثنیہ اور جمع لانا جائز ہے اور یتعاقبون فیکم ملائکۃ، انہیں کے قول کے مطابق ہے، اس لیے اخفش اور اس کے ہمنوا، قرآن مجید کی آیت ''واسروا النجوی الذین ظلموا''، کو بھی اس پر محمول کرتے ہیں کہ الذین ظلموا فاعل ظاہر اور اسروا فعل جمع ہے اس کے ساتھ ضمیر جمع موجود ہے، اس طرح ملائکہ فاعل ظاہر ہے اور یتعاقبون فعل جمع ہے، لیکن سیبویہ اور اس کے ہمنوا الذین ظلموا اور ملائکۃ کو فعل سے متصل ضمیر جمع سے بدل بناتے ہیں، ان کو فاعل تسلیم نہیں کرتے۔ لیکن اگلی روایت میں الملائکۃ یتعاقبون ہے الملائکۃ مبتداء اور یتعاقبو فعل فاعل ہے ملائکۃ کی مناسبت سے ضمیر فاعل جمع لائی گئی ہے۔

مفردات الحدیث ✲ **یتعاقبون**: یکے بعد دیگرے یا باری باری آتے ہیں، ایک گروہ کی ڈیوٹی ختم ہوتی ہے اور دوسرے کی ذمہ داری شروع ہوتی ہے، دوسرے گروہ کی آمد کے بعد پہلا گروہ جاتا ہے، اس طرح فرشتوں کی ڈیوٹی صبح اور عصر کے وقت تبدیل ہو جاتی ہے تاکہ صبح کے وقت وہ اللہ کے بندوں کو نرم و گرم بستروں اور پیاری اور میٹھی نیند کو اللہ کی رضا کی خاطر چھوڑتا دیکھ لیں اور عصر کے وقت فکر معاش اور کاروبار کو چھوڑتا دیکھ لیں اور صبح وعصر کی نماز کی اس اہمیت کی بنا پر یہ بندے میں دیدار الٰہی کی صلاحیت واستعداد پیدا کرتی ہیں۔

[1433] (. .) و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ نَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((وَالْمَلَائِكَةُ يَتَعَاقَبُوْنَ فِيكُمْ)) بِمِثْلِ حَدِيثِ أَبِيْ الزِّنَادِ

[1433] حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: فرشتے تمہارے پاس یکے بعد دیگرے آتے ہیں (یعنی ملائکہ کا لفظ یتعاقبون سے پہلے ہے) آگے مذکورہ بالا روایت ہے۔

[1434] ٢١١-(٦٣٣) وحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْفَزَارِيُّ أَخْبَرَنَا اِسْمٰعِيْلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ أَبِي حَازِمٍ قَالَ

[1433] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (١٤٧٥٠)

[1434] اخرجه البخاري في (صحيحه) في مواقيت الصلاة، باب: فضل صلاة العصر (٥٥٤) ←

جَرِيرُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ وَهُوَ يَقُوْلُ كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ إِذْ نَظَرَ إِلَى الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ فَقَالَ ((أَمَا إِنَّكُمْ سَتَرَوْنَ رَبَّكُمْ كَمَا تَرَوْنَ هٰذَا الْقَمَرَ لَا تُضَامُّونَ فِي رُؤْيَتِهِ فَإِنِ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ لَّا تُغْلَبُوا عَلٰى صَلٰوةٍ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا)) يَعْنِي الْعَصْرَ وَالْفَجْرَ ثُمَّ قَرَأَ جَرِيرٌ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا

[1434] ۔حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے کہ اچانک آپ ﷺ نے چودھویں رات کے چاند کی طرف دیکھ کر فرمایا: ہاں تم یقیناً اپنے رب کو دیکھو گے، جس طرح اس چاند (ماہ کامل) کو دیکھ رہے ہو، اس کے دیکھنے میں تمہارا اژدحام (بھیڑ) نہیں ہوگا یا کسی کے ساتھ زیادتی نہیں ہوگی پس اگر تم یہ کرسکو کہ سورج نکلنے سے پہلے اور سورج کے غروب سے پہلے کی نماز کے سلسلہ میں مغلوب نہ ہو (نہ ہارو) یعنی عصر اور فجر کی نماز کی پابندی کرو، پھر جریر نے یہ آیت پڑھی، اپنے رب کی حمد کے ساتھ اس کی پاکیزگی بیان کر سورج نکلنے سے پہلے اور اس کے غروب ہونے سے پہلے۔ (طٰہٰ: ١٣٠)

مفردات الحدیث ❊ **لَا تُضَامُّون**: اگر اس لفظ کو ضم سے ماخوذ مانیں تو یہ باب تفاعل سے ہوگا اور ت پر ختم ہو گا اور معنی ہوگا جمع ہونا، اژدحام کرنا اور اگر اس کو ضیم سے (ظلم وزیادتی) سے ماخوذ مانیں تو یہ ثلاثی مجرد سے مضارع مجہول ہوگا مقصد یہ ہے کہ جس طرح چاند ماہ کامل ہو اس کے دیکھنے میں اژدحام یا دھکم پیل نہیں ہوتا، یا ظلم وزیادتی کر کے کسی کو دیکھنے سے محروم نہیں کیا جاسکتا، اس طرح ہر انسان اپنی اپنی جگہ اللہ تعالیٰ کے دیدار سے مشرف ہوگا۔

فوائد:...... ❶ اس حدیث میں دیدار الٰہی کی استعداد اور لیاقت پیدا کرنے یا دیدار سے تمتع ہونے کے لیے صرف دو نمازوں کا تذکرہ کیا گیا ہے، اس سے ایک طرف تو ان نمازوں کی فضیلت واہمیت ثابت ہوتی ہے تو دوسری طرف یہ پتہ چلتا ہے کہ ان دونوں نمازوں پر ہیشگی اور دوام باقی نمازیں ادا کرنے کا باعث اور سبب ہے، جو ان کی پابندی کرے گا، یقیناً وہ باقی نمازوں کو بھی پڑھے گا۔ ❷ اس حدیث میں اللہ تعالیٰ کے دیدار کو ماہ کامل کی رؤیت (دیکھنا) سے تشبیہ دی گئی ہے کہ جس طرح ہم اپنے سر کی آنکھوں سے اپنی اپنی جگہ بغیر کسی اژدحام اور

← وفی باب فضل صلاة الفجر (٥٧٣) وفی التفسير، باب ﴿سبح بحمد ربك قبل طلوع الشمس وقبل الغروب﴾ برقم (٤٨٥١) وفی التوحيد، باب: قول الله تعالى: ﴿وجوه يومئذ ناضرة الى ربها ناظرة﴾ برقم (٧٤٣٤) برقم (٧٤٣٥) وبرقم (٧٤٣٦)۔ وابو داود فی (سننه) فی السنة، باب: فی الروية رقم (٤٧٢٩) والترمذی فی (جامعه) فی (صفة الجنة) باب: ما جاء فی رفعة الرب تبارك و تعالى برقم (٢٥٥١) وقال: هذا حديث حسن صحيح۔ وابن ماجه فی (سننه) فی المقدمة، باب: فيما انكرت الجهمية رقم (١٧٧) انظر (التحفة) برقم (٣٢٢٣)

مشقت کے ماہ کامل کو دیکھ لیتے ہیں، اسی طرح مسلمان اپنے سر کی آنکھوں سے اپنی اپنی جگہ بغیر کسی کلفت ودقت کے اللہ کے دیدار سے لذت وفرحت حاصل کریں گے، اس طرح حدیث میں تشبیہ کا تعلق صرف دیکھنے سے ہے۔ ماہ کامل کو اللہ تعالیٰ سے تشبیہ نہیں دی گئی۔

[1435] ٢١٢ ـ (. .) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ وَأَبُوأُسَامَةَ وَوَكِيعٌ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ أَمَا ((إِنَّكُمْ سَتُعْرَضُونَ عَلٰى رَبِّكُمْ فَتَرَوْنَهُ كَمَا تَرَوْنَ هٰذَا الْقَمَرَ)) وَقَالَ ثُمَّ قَرَأَ وَلَمْ يَقُلْ جَرِيرٌ

[1435] ۔ امام صاحب ایک اور استاد سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں، اس میں ہے: ہاں تم یقیناً اپنے رب کے سامنے پیش کیے جاؤ گے تو اسے اس طرح دیکھو گے، جس طرح اس چاند کو دیکھتے ہو، پھر راوی نے قرأ کے بعد جریر کا لفظ بیان نہیں کیا۔

[1436] ٢١٣ ـ (٢٣٤) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُوكُرَيْبٍ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ جَمِيعًا عَنْ وَكِيعٍ قَالَ أَبُوكُرَيْبٍ نَا وَكِيعٌ عَنِ ابْنِ أَبِي خَالِدٍ وَمِسْعَرٍ وَالْبَخْتَرِيِّ بْنِ الْمُخْتَارِ سَمِعُوهُ مِنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عُمَارَةَ بْنِ رُؤَيْبَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((لَنْ يَلِجَ النَّارَ أَحَدٌ صَلّٰى قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا)) يَعْنِي الْفَجْرَ وَالْعَصْرَ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ مِّنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ آنْتَ سَمِعْتَ هٰذَا مِنْ رَّسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ نَعَمْ قَالَ الرَّجُلُ وَأَنَا أَشْهَدُ أَنِّي سَمِعْتُهُ مِنْ رَّسُولِ اللّٰهِ ﷺ سَمِعَتْهُ أُذُنَايَ وَوَعَاهُ قَلْبِي

[1436] ۔ ابوبکر بن عمارہ بن رویبہ رحمہ اللہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: جو سورج نکلنے سے پہلے اور اس کے غروب سے پہلے نماز پڑھتا ہے۔ وہ ہرگز آگ میں داخل نہیں ہوگا۔ یعنی جو فجر اور عصر پڑھتا ہے تو ان سے ایک بصری آدمی نے پوچھا، کیا تو نے یہ روایت رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے؟ انہوں نے کہا، ہاں تو اس آدمی نے کہا، میں شہادت دیتا ہوں میں نے بھی یہ روایت رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے، میرے کانوں نے اسے سنا اور میرے دل نے اس کو سمجھ کر یاد رکھا۔

[1435] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٤٣٢)

[1436] اخرجه ابوداود في (سننه) في الصلاة، باب: في المحافظة على وقت الصلوات برقم (٤٢٧) والنسائي في (المجتبى) في الصلاة باب: فضل صلاة العصر برقم (١/ ٢٣٥ وفي باب فضل صلاة الجماعة ١/ ٢٤١ ـ انظر (التحفة) برقم (١٠٣٧٨)

[1437] ٢١٤ـ(. .) وحَدَّثَنِي يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ قَالَ نَا يَحْيَى بْنُ أَبِي بُكَيْرٍ قَالَ نَا شَيْبَانُ عَنْ عَبْدِالْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ

عَنِ ابْنِ عُمَارَةَ بْنِ رُؤَيْبَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ **((لَا يَلِجُ النَّارَ مَنْ صَلّٰى قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا))** وَعِنْدَهُ رَجُلٌ مِّنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ فَقَالَ أَنْتَ سَمِعْتَ هٰذَا مِنَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ نَعَمْ أَشْهَدُ بِهِ عَلَيْهِ قَالَ وَأَنَا أَشْهَدُ لَقَدْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُهُ بِالْمَكَانِ الَّذِي سَمِعْتَهُ مِنْهُ

[1437]۔ حضرت ابوبکر بن عمارہ بن رویبہ رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو انسان سورج نکلنے سے پہلے اور اس کے غروب ہونے سے پہلے نماز پڑھتا ہے، وہ آگ میں داخل نہیں ہوگا۔ اوران کے پاس ایک بصرہ کا باشندہ تھا۔ تو اس نے پوچھا، کیا آپ نے نبی اکرم ﷺ سے براہ راست یہ حدیث سنی ہے؟ تو انہوں نے کہا، ہاں، میں اس پر شہادت دیتا ہوں، اس نے کہا اور میں بھی شہادت دیتا ہوں، میں نے آپ سے ایسی جگہ سے سنا، جہاں سے میں اسے سن سکتا تھا، یا اس جگہ میں نے سنا، جہاں تو نے آپ ﷺ سے سنا تھا۔

[1438] ٢١٥ـ(٦٣٥) وحَدَّثَنَا هَدَّابُ بْنُ خَالِدٍ الْأَزْدِيُّ قَالَ نَا هَمَّامُ بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنِي أَبُو جَمْرَةَ الضُّبَعِيُّ

عَنْ أَبِي بَكْرٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ **((مَنْ صَلَّى الْبَرْدَيْنِ دَخَلَ الْجَنَّةَ))**

[1438]۔ ابوبکر اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے دو ٹھنڈے وقت کی نمازیں پڑھیں، وہ جنت میں داخل ہوگا۔

مفردات الحدیث: صلی البردین: فجر اور عصر کی نمازیں ٹھنڈے وقت میں ہوتی ہیں، اس لیے ان کو بردین (ٹھنڈی دو نمازیں) سے تعبیر کر دیا گیا ہے۔

فائدہ: ...... ان حدیثوں میں صرف فجر اور عصر کی نماز کی پابندی کرنے پر دوزخ کی آگ سے محفوظ رہنے اور جنت میں داخل ہونے کی بشارت دی گئی ہے۔ تو اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ باقی نمازیں نہ بھی پڑھے تو کوئی حرج نہیں ہے، بلکہ یہ مقصد ہے کہ ان دو نمازوں کی پابندی اور اہتمام کرنے والا یقیناً باقی نمازوں کی بھی پابندی اور حفاظت کرے گا، اس لیے ان کے الگ تذکرہ کی ضرورت محسوس نہیں کی گئی۔ یا یہ ان لوگوں کے لیے جنت کی بشارتیں ہے جو اس وقت ایمان لائے جبکہ ابھی پانچ نمازیں فرض نہیں ہوئی تھیں۔

[1437] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٤٣٤)

[1438] اخرجه البخاري في (صحيحه) في مواقيت الصلاة باب: فضل صلاة الفجر برقم (٥٧٤) وبرقم (٥٧٤) تعليقا۔ انظر (التحفة) برقم (٩١٣٨)

[1439] (..) حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ نَا بِشْرُ بْنُ السَّرِيِّ قَالَ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ خِرَاشٍ قَالَ نَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ قَالَا جَمِيعًا قَالَا جَمِيعًا نَا هَمَّامٌ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَنَسَبَا أَبَا بَكْرٍ فَقَالَا ابْنُ أَبِي مُوسَى

[1439]۔ امام صاحب دو اور اساتذہ سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

٣٩...... بَاب: بَيَانِ أَنَّ أَوَّلَ وَقْتِ الْمَغْرِبِ عِنْدَ غُرُوبِ الشَّمْسِ

باب ٣٩: مغرب کا اول وقت سورج کے غروب ہونے پر ہے

[1440] ٢١٦۔(٦٣٦) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا حَاتِمٌ وَهُوَ ابْنُ إِسْمٰعِيلَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي عُبَيْدٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ

عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي الْمَغْرِبَ إِذَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ وَتَوَارَتْ بِالْحِجَابِ

[1440]۔ حضرت یزید بن ابی عبید کی سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مغرب کی نماز اس وقت پڑھتے جب سورج غروب ہو جاتا اور پردہ کی اوٹ میں چلا جاتا۔

[1441] ٢١٧۔(٦٣٧) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِهْرَانَ الرَّازِيُّ قَالَ نَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ نَا الْأَوْزَاعِيُّ حَدَّثَنِي أَبُو النَّجَاشِيِّ قَالَ سَمِعْتُ

رَافِعَ بْنَ خَدِيجٍ يَقُولُ كُنَّا نُصَلِّي الْمَغْرِبَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَيَنْصَرِفُ أَحَدُنَا وَإِنَّهُ لَيُبْصِرُ مَوَاقِعَ نَبْلِهِ

[1439] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٤٣٦)

[1440] اخرجه البخاري في (صحيحه) في مواقيت الصلاة، باب: وقت المغرب برقم (٥٦١) وابو داود في (سننه) في الصلاة باب: في وقت المغرب برقم (٤١٧) والترمذي في (جامعه) في الصلاة باب: ما جاء في وقت المغرب برقم (١٦٤) وقال: حديث مسلم بن الاكوع حديث حسن صحيح- وابن ماجه في (سننه) في الصلاة، باب: وفي صلاة المغرب (٦٨٨) انظر (التحفة) برقم (٤٥٣٥)

[1441] اخرجه البخاري في (صحيحه) في مواقيت الصلاة، باب: وقت المغرب برقم (٥٥٩) وابن ماجه في (سننه) في الصلاة: باب وقت صلاة المغرب برقم (٦٨٧) انظر (التحفة) برقم (٣٥٧٢)

[1441] ۔حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھ کر واپس پلٹتے تو ہم میں سے کوئی بھی اپنے تیر کے گرنے کی جگہ دیکھ سکتا تھا۔

[1442] (. .) وحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ قَالَ انَا شُعَيْبُ بْنُ إِسْحٰقَ الدِّمَشْقِيُّ قَالَ نَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو النَّجَاشِيِّ

حَدَّثَنِي رَافِعُ بْنُ خَدِيجٍ قَالَ كُنَّا نُصَلِّي الْمَغْرِبَ بِنَحْوِهِ

[1442] امام صاحب ایک اور استاد سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔

فائدہ:......ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مغرب کی نماز عموماً اول وقت میں ہی پڑھتے تھے بلا کسی عذر اور مجبوری کے اس میں زیادہ تاخیر روا نہیں رکھتے تھے۔

۴۰...... بَاب: وَقْتِ الْعِشَآءِ وَتَأْخِيرِهَا

باب ۴۰: عشاء کی نماز کا وقت اور اس میں تاخیر

[1443] ۲۱۸-(۶۳۸) وحَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ سَوَّادٍ الْعَامِرِيُّ وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى قَالَا نَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ أَنَّ ابْنَ شِهَابٍ أَخْبَرَهُ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ

أَعْتَمَ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَتْ أَعْتَمَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لَيْلَةً مِّنَ اللَّيَالِي بِصَلٰوةِ الْعِشَآءِ وَهِيَ الَّتِي تُدْعَى الْعَتَمَةَ فَلَمْ يَخْرُجْ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم حَتّٰى قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ نَامَ النِّسَآءُ وَالصِّبْيَانُ فَخَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ لِأَهْلِ الْمَسْجِدِ حِينَ خَرَجَ عَلَيْهِمْ ((مَا يَنْتَظِرُهَا أَحَدٌ مِّنْ أَهْلِ الْأَرْضِ غَيْرُكُمْ)) وَذٰلِكَ قَبْلَ أَنْ يَفْشُوَ الْإِسْلَامُ فِي النَّاسِ زَادَ حَرْمَلَةُ فِي رِوَايَتِهِ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَذُكِرَ لِي أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ وَمَا كَانَ لَكُمْ أَنْ تَنْزُرُوا رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَلَى الصَّلٰوةِ وَذَاكَ حِينَ صَاحَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ

[1443] ۔نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ کسی رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز، جسے عتمہ کے نام سے پکارا جاتا ہے، کے لیے آنے میں تاخیر کر دی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے نہ نکلے حتیٰ کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، (مسجد میں آنے والی) عورتیں اور بچے سو گئے ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

[1442] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (١٤٣٩)

[1443] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (١٦٧٢٥)

تشریف لائے اور نکل کر مسجد کے حاضرین سے فرمایا: اہل زمین سے تمہارے سوا اس نماز کا کوئی بھی منتظر نہیں ہے۔ یہ اس وقت کی بات ہے جبکہ ابھی لوگوں میں اسلام نہیں پھیلا تھا، حرملہ نے اپنی روایات میں ابن شہاب سے یہ اضافہ بیان کیا: مجھے بتایا گیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تمہارے لیے روانہ تھا کہ تم رسول اللہ ﷺ سے نماز کے لیے اصرار کرتے یہ اس وقت فرمایا جب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بلند آواز سے پکارا۔

[1444] (. .) و حَدَّثَنِی عَبْدُالْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ قَالَ حَدَّثَنِی أَبِی عَنْ جَدِّیْ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ قَوْلَ الزُّهْرِیِّ وَذُكِرَ لِی وَمَا بَعْدَهُ

[1444] امام صاحب ایک اور استاد سے روایت بیان کرتے ہیں لیکن اس میں سے زہری کا حرملہ والا حصہ بیان نہیں کیا۔

[1445] ۲۱۹۔(. .) حَدَّثَنِی إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَمُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ كِلَاهُمَا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ بَكْرٍ قَالَ ح و حَدَّثَنِی هَارُونُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ نَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ ح و حَدَّثَنِی حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَانَا عَبْدُالرَّزَّاقِ وَأَلْفَاظُهُمْ مُتَقَارِبَةٌ قَالُوا جَمِيعًا عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِی الْمُغِيرَةُ بْنُ حَكِيمٍ عَنْ أُمِّ كُلْثُومٍ بِنْتِ أَبِی بَكْرٍ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ أَعْتَمَ النَّبِیُّ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ حَتّٰى ذَهَبَ عَامَّةُ اللَّيْلِ وَحَتّٰى نَامَ أَهْلُ الْمَسْجِدِ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلّٰى فَقَالَ ((إِنَّهُ لَوَقْتُهَا لَوْلَا أَنْ أَشُقَّ عَلٰى أُمَّتِی)) وَفِی حَدِيثِ عَبْدِالرَّزَّاقِ لَوْلَا أَنْ يَشُقَّ عَلٰى أُمَّتِی

[1445]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک رات دیر کر دی، حتیٰ کہ رات کا کافی حصہ گزر گیا، حتیٰ کہ اہل مسجد سو گئے، آپ نے تشریف لا کر نماز پڑھائی اور فرمایا: یہی اس کا بہتر وقت ہے، اگر مجھے اپنی امت کے مشقت میں مبتلا ہونے کا ڈر نہ ہوتا اور عبدالرزاق کی حدیث میں ان اشق کی بجائے ان یشق ہے۔

مفردات الحدیث ❶ **ان تنزروا:** یہ کہ تم اصرار اور الحاح سے کام لو، آپ سے تقاضا کرو، ❷ **اعتم:** عتمہ سے ماخوذ ہے رات کے اندھیرے کو کہتے ہیں، مقصد یہ ہے کہ عام وقت سے کافی دیر کر دی۔

[1444] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی كتاب مواقيت الصلاة، باب: فضل العشاء، برقم (٥٦٦) انظر (التحفة) برقم (١٦٥٤٤)

[1445] اخرجه النسائی فی (المجتبی) فی المواقيت، باب: آخر وقت العشاء ١/ ٢٦٣۔ انظر (التحفة) برقم (١٧٩٨٤)

[1446] ۲۲۰۔(۶۳۹) وحَدَّثَنِی زُهَیرُ بْنُ حَرْبٍ وَاِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ اِسْحٰقُ أَنَا وَقَالَ زُهَيرٌ نَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ نَافِعٍ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ مَكَثْنَا ذَاتَ لَيْلَةٍ نَنْتَظِرُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ لِصَلٰوةِ الْعِشَاءِ الْآخِرَةِ فَخَرَجَ إِلَيْنَا حِينَ ذَهَبَ ثُلُثُ اللَّيْلِ أَوْ بَعْدَهُ فَلَا نَدْرِي أَشَيْءٌ شَغَلَهُ فِي أَهْلِهِ أَوْ غَيْرُ ذٰلِكَ فَقَالَ حِينَ خَرَجَ **((إِنَّكُمْ لَتَنْتَظِرُونَ صَلٰوةً مَا يَنْتَظِرُهَا أَهْلُ دِينٍ غَيْرُكُمْ وَلَوْلَا أَنْ يَثْقُلَ عَلٰى أُمَّتِي لَصَلَّيْتُ بِهِمْ هٰذِهِ السَّاعَةَ))** ثُمَّ أَمَرَ الْمُؤَذِّنَ فَأَقَامَ الصَّلٰوةَ وَصَلّٰى

[1446]۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک رات ہم عشاء کی نماز کے لیے رسول اللہ ﷺ کے انتظار میں رکے رہے تو رات کا تہائی گزرنے پر یا اس کے بعد آپ تشریف لائے ہمیں معلوم نہیں گھر کی کوئی مشغولیت تھی یا کچھ اور تھا تو آپ نے نکل کر فرمایا: بے شک تم ایک ایسی نماز کے انتظار میں ہو کہ کسی اور دین والے اس کے منتظر نہیں اور اگر مجھے یہ ڈر نہ ہوتا کہ یہ میری امت کے لیے گرانی کا سبب ہوگا تو میں انہیں اسی گھڑی نماز پڑھایا کرتا۔ پھر آپ نے موذن کو حکم دیا اس نے نماز کے لیے اقامت کہی اور آپ نے نماز پڑھائی۔

[1447] ۲۲۱۔(. . .) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ انَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ قَالَ نَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ شُغِلَ عَنْهَا لَيْلَةً فَأَخَّرَهَا حَتّٰى رَقَدْنَا فِي الْمَسْجِدِ ثُمَّ اسْتَيْقَظْنَا ثُمَّ رَقَدْنَا ثُمَّ اسْتَيْقَظْنَا ثُمَّ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ قَالَ **((لَيْسَ أَحَدٌ مِّنْ أَهْلِ الْأَرْضِ اللَّيْلَةَ يَنْتَظِرُ الصَّلٰوةَ غَيْرُكُمْ))**

[1447]۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عشاء کی نماز سے مشغول ہو گئے تو آپ نے دیر کر دی، حتیٰ کہ ہم مسجد میں سو گئے، پھر بیدار ہوئے پھر سو گئے، پھر بیدار ہوئے، پھر آپ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: آج رات تمہارے سوا اہل زمین سے کوئی اس نماز کا انتظار نہیں کر رہا۔

[1448] ۲۲۲۔(۶۴۰) وحَدَّثَنِي أَبُوبَكْرِ بْنُ نَافِعٍ الْعَبْدِيُّ قَالَ نَا بَهْزُ بْنُ أَسَدٍ الْعَمِّيُّ قَالَ نَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ

[1446] اخرجه ابوداود فی (سننه) فی الصلاة، باب: وقت العشاء الآخر برقم (۴۲۰) والنسائی فی (المجتبی) فی المواقیت، باب: آخر وقت العشاء ۱/ ۲۶۷۔ انظر (التحفة) برقم (۷۶۴۹)

[1447] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی مواقيت الصلاة، باب: النوم قبل العشاء لمن غلب برقم (۵۷۰) وابو داود فی (سننه) فی الوضوء من النوم برقم (۱۹۹) انظر (التحفة) برقم (۷۷۷۶)

[1448] اخرجه مسلم فی (صحيحه) فی اللباس والزينة باب: فی لبس الخاتم فی الخنصر من ←

عَنْ ثَابِتٍ أَنَّهُمْ سَأَلُوا أَنَسًا عَنْ خَاتَمِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ أَخَّرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ الْعِشَاءَ ذَاتَ لَيْلَةٍ إِلَى شَطْرِ اللَّيْلِ أَوْ كَادَ يَذْهَبُ شَطْرُ اللَّيْلِ ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ ((إِنَّ النَّاسَ قَدْ صَلَّوْا وَنَامُوا وَإِنَّكُمْ لَمْ تَزَالُوا فِي صَلٰوةٍ مَا انْتَظَرْتُمُ الصَّلٰوةَ)) قَالَ أَنَسٌ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى وَبِيصِ خَاتَمِهِ مِنْ فِضَّةٍ وَرَفَعَ إِصْبَعَهُ الْيُسْرٰى بِالْخِنْصِرِ

[1448] ۔حضرت ثابت رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کی مہر کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا، ایک رات رسول اللہ ﷺ نے عشاء کی نماز آدھی رات تک موخر کی، یا آدھی رات گزرنے کو تھی پھر آپ تشریف لائے اور فرمایا: لوگ نماز پڑھ کر سو چکے ہیں اور تم نماز ہی میں تصور ہوگے جب تک نماز کے انتظار میں بیٹھے رہو گے۔ حضرت انس نے بتایا، گویا کہ ابھی میں آپ کی چاندی کی انگوٹھی کی چمک دیکھ رہا ہوں اور انہوں نے بائیں ہاتھ کی چھنگلی اٹھا کر اشارہ کیا کہ انگوٹھی اس میں تھی۔

[1449] ۲۲۳۔(. . .) وحَدَّثَنِي حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ قَالَ نَا أَبُو زَيْدٍ سَعِيدُ بْنُ الرَّبِيعِ قَالَ نَا قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ قَتَادَةَ

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ نَظَرْنَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ لَيْلَةً حَتّٰى كَانَ قَرِيبٌ مِّنْ نِصْفِ اللَّيْلِ ثُمَّ جَاءَ فَصَلّٰى ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ فَكَأَنَّمَا أَنْظُرُ إِلَى وَبِيصِ خَاتَمِهِ فِي يَدِهِ مِنْ فِضَّةٍ

[1449] ۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم نے ایک رات رسول اللہ ﷺ کا انتظار کیا، حتیٰ کہ وقت آدھی رات کے قریب ہوگیا تو پھر آپ نے آ کر نماز پڑھائی، پھر آپ نے ہماری طرف توجہ فرمائی گویا کہ میں آپ کے ہاتھ میں، آپ کی چاندی کی انگوٹھی کی چمک اب بھی دیکھ رہا ہوں۔

[1450] (. . .) وحَدَّثَنِي عَبْدُاللّٰهِ بْنُ الصَّبَّاحِ الْعَطَّارُ قَالَ نَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ عَبْدِالْمَجِيدِ الْحَنَفِيُّ قَالَ نَا قُرَّةُ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَلَمْ يَذْكُرْ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ

[1450] امام صاحب ایک اور استاد سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں لیکن اس میں یہ نہیں بیان کیا کہ پھر آپ ہماری طرف متوجہ ہوئے۔

← الید برقم (٦٣) بنحوه والنسائی فی (المجتبی) فی الزینة، باب: موضع الخاتم ٨/ ١٩٤۔ انظر (التحفة) برقم (٣٣٣)

[1449] اخرجه النسائی فی (المجتبی) فی الزینة باب: صفة خاتم النبی ﷺ برقم (٨/ ١٧٤۔ انظر (التحفة) برقم (١٣٢٦)

[1450] تقدم تخریجه فی الحدیث السابق برقم (١٤٤٧)

[1451] ٢٢٤۔(٦٤١) وحَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ الْأَشْعَرِيُّ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا نَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ

عَنْ أَبِي مُوسٰى قَالَ كُنْتُ أَنَا وَأَصْحَابِي الَّذِينَ قَدِمُوا مَعِي فِي السَّفِينَةِ نُزُولًا فِي بَقِيعِ بُطْحَانَ وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِالْمَدِينَةِ فَكَانَ يَتَنَاوَبُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عِنْدَ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ كُلَّ لَيْلَةٍ نَفَرٌ مِنْهُمْ قَالَ أَبُو مُوسٰى فَوَافَقْنَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَنَا وَأَصْحَابِي وَلَهُ بَعْضُ الشُّغْلِ فِي أَمْرِهِ حَتّٰى أَعْتَمَ بِالصَّلٰوةِ حَتّٰى ابْهَارَّ اللَّيْلُ ثُمَّ خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَصَلّٰى بِهِمْ فَلَمَّا قَضٰى صَلٰوتَهُ قَالَ لِمَنْ حَضَرَهُ ((**عَلٰى رِسْلِكُمْ أُعْلِمُكُمْ وَأَبْشِرُوا أَنَّ مِنْ نِعْمَةِ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ أَنَّهُ لَيْسَ مِنَ النَّاسِ أَحَدٌ يُصَلِّي هٰذِهِ السَّاعَةَ غَيْرُكُمْ**)) أَوْ قَالَ مَا صَلّٰى هٰذِهِ السَّاعَةَ أَحَدٌ غَيْرُكُمْ لَا نَدْرِي أَيَّ الْكَلِمَتَيْنِ قَالَ قَالَ أَبُو مُوسٰى فَرَجَعْنَا فَرِحِينَ بِمَا سَمِعْنَا مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

[1451]۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں اور میرے وہ ساتھی جو کشتی میں میرے ساتھ آئے تھے، بطحان کی وسیع جگہ میں اترے ہوئے تھے اور رسول اللہ ﷺ مدینہ میں تشریف فرما تھے اور ہر رات ہماری ایک جماعت باری باری عشاء کی نماز میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتی تھی، ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بتاتے ہیں کہ میں اور میرے ساتھیوں نے رسول اللہ ﷺ کو اس حال میں پایا کہ آپ اپنے کسی کام میں مشغول تھے، حتیٰ کہ آپ نے نماز کو آدھی رات تک موخر کر دیا، پھر رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور حاضرین کو نماز پڑھائی تو جب آپ نے نماز پوری کر لی، حاضرین کو فرمایا: ذرا ٹھہرو، میں تمہیں بتاتا ہوں اور خوش ہو جاؤ، اللہ تعالیٰ کا تم پر احسان ہے، لوگوں میں سے کوئی بھی اس وقت تمہارے سوا نماز نہیں پڑھتا۔ یا آپ نے فرمایا: اس وقت تمہارے سوا کسی نے نماز نہیں پڑھی، راوی کو یاد نہیں ابوموسیٰ نے کونسا جملہ کہا تھا۔ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے بتایا، ہم رسول اللہ ﷺ کی بات سن کو خوش خوش واپس آئے، ابہار اللیل، رات آدھی گزر گئی۔

[1452] ٢٢٥۔(٦٤٢) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ أَنَا

[1451] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی مواقیت الصلاة، باب: فضل العشاء برقم (٥٦٧) انظر (التحفة) برقم (٩٠٥٨)

[1452] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی مواقیت الصلاة، باب: النوم قبل العشاء لمن غلب برقم (٥٧١) وفی التمنی، باب: ما یجوز من اللهو برقم (٧٢٣٩) والنسائی فی (المجتبی) ←

ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ قُلْتُ لِعَطَاءٍ أَيُّ حِينٍ أَحَبُّ إِلَيْكَ أَنْ أُصَلِّيَ الْعِشَاءَ الَّتِي يَقُولُهَا النَّاسُ الْعَتَمَةَ إِمَامًا وَخِلْوًا قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ أَعْتَمَ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ ذَاتَ لَيْلَةٍ الْعِشَاءَ قَالَ حَتَّى رَقَدَ نَاسٌ وَاسْتَيْقَظُوا وَرَقَدُوا وَاسْتَيْقَظُوا فَقَامَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ الصَّلٰوةَ فَقَالَ عَطَاءٌ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَخَرَجَ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ الْآنَ يَقْطُرُ رَأْسُهُ مَاءً وَّاضِعًا يَدَهُ عَلَى شِقِّ رَأْسِهِ قَالَ ((لَوْلَا أَنْ يَشُقَّ عَلَى أُمَّتِي لَأَمَرْتُهُمْ أَنْ يُّصَلُّوهَا كَذٰلِكَ)) قَالَ فَاسْتَثْبَتُّ عَطَاءً كَيْفَ وَضَعَ النَّبِيُّ ﷺ يَدَهُ عَلَى رَأْسِهِ كَمَا أَنْبَأَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ فَبَدَّدَ لِي عَطَاءٌ بَيْنَ أَصَابِعِهِ شَيْئًا مِّنْ تَبْدِيدٍ ثُمَّ وَضَعَ أَطْرَافَ أَصَابِعِهِ عَلَى قَرْنِ الرَّأْسِ ثُمَّ صَبَّهَا يُمِرُّهَا كَذٰلِكَ عَلَى الرَّأْسِ حَتَّى مَسَّتْ إِبْهَامُهُ طَرَفَ الْأُذُنِ مِمَّا يَلِي الْوَجْهَ ثُمَّ عَلَى الصُّدْغِ وَنَاحِيَةِ اللِّحْيَةِ لَا يُقَصِّرُ وَلَا يَبْطِشُ بِشَيْءٍ إِلَّا كَذٰلِكَ قُلْتُ لِعَطَاءٍ كَمْ ذُكِرَ لَكَ أَخَّرَهَا النَّبِيُّ ﷺ لَيْلَتَئِذٍ قَالَ لَا أَدْرِي قَالَ عَطَاءٌ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ أُصَلِّيَهَا إِمَامًا وَخِلْوًا مُؤَخَّرَةً كَمَا صَلَّاهَا النَّبِيُّ ﷺ لَيْلَتَئِذٍ فَإِنْ شَقَّ عَلَيْكَ ذٰلِكَ خِلْوًا أَوْ عَلَى النَّاسِ فِي الْجَمَاعَةِ وَأَنْتَ إِمَامُهُمْ فَصَلِّهَا وَسَطًا لَا مُعَجَّلَةً وَّلَا مُؤَخَّرَةً

[1452]۔ حضرت ابن جریج رحمۃ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عطاء رحمۃ اللہ سے پوچھا: آپ کے نزدیک عشاء کی نماز جس کو لوگ عتمہ کہتے ہیں، میرے لیے امامت یا انفرادی طور پر کس وقت پڑھنا محبوب ہے؟ اس نے جواب دیا، میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو یہ فرماتے ہوئے سنا: کہ ایک رات نبی ﷺ نے عشا کی نماز میں دیر کر دی، حتیٰ کہ لوگ سو گئے اور بیدار ہوئے، پھر سو گئے اور بیدار ہوئے تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر بلند آواز سے کہا، نماز پڑھائیے، عطاء نے بتایا، ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اس پر نبی اکرم ﷺ نکلے، گویا کہ میں ابھی آپ کو دیکھ رہا ہوں، آپ کے سر سے پانی گر رہا تھا اور آپ نے اپنے سر کی ایک جانب، اپنا ہاتھ رکھا ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا: اگر مجھے ڈر نہ ہوتا کہ میری امت مشقت میں مبتلا ہوگی تو میں انہیں حکم دیتا کہ وہ اس نماز کو اس وقت پڑھا کریں۔ ابن جریج کہتے ہیں، میں نے عطاء سے تحقیق کی کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے انہیں نبی اکرم ﷺ کی اپنا ہاتھ اپنے سر پر رکھنے کی کیا کیفیت بتلائی تھی؟ تو عطاء نے میرے سامنے اپنی انگلیاں تھوڑی سی کھولیں، پھر اپنی انگلیوں کے کنارے سر کے ایک جانب رکھے، پھر ان کو نیچے کیا، اس طرح ان کو سر پر پھیرا، حتیٰ کہ ان

← في المواقيت، باب: ما يستحب من تاخير العشاء ١/ ٢٦٠ وبرقم (٥٣١) انظر (التحفة) برقم (٥٩١٥)

کے انگوٹھے نے کان کے چہرے کے قریب والے کنارے کو چھوا، پھر کنپٹی اور داڑھی کے کنارے پر پہنچا، آپ نے نہ تاخیر کی اور نہ کچھ جلد بازی سے کام لیا، اس طرح کیا، میں نے عطاء سے پوچھا، آپ کو اس رات نبی اکرم ﷺ کی کس قدر تاخیر بتائی؟ اس نے کہا مجھے معلوم نہیں، عطاء نے کہا مجھے یہی پسند ہے کہ میں امام ہوں یا اکیلا، نماز تاخیر سے پڑھوں، جس طرح نبی اکرم ﷺ نے اس رات پڑھی تھی، اگر تمہارے لیے انفرادی طور پر یا لوگوں کے لیے جماعت کی صورت میں جبکہ تم امام ہو یہ دشواری کا باعث ہو تو اس کو درمیانے وقت میں پڑھو نہ جلدی کرو اور نہ تاخیر۔

مفردات الحدیث ❶ خلوا: یعنی منفرداً، اکیلے، انفرادی طور پر۔ ❷ استثبت: میں نے چھان بین سے کام لیا، تحقیق کی۔ ❸ صَبَّهَا: اسے جھکایا، نیچے کیا۔ ❹ **لا یقصر ولا یبطشُ**: نہ دیر کی اور نہ جلدی سے کام لیا، لفظی معنی نہ کوتاہی کی اور نہ گرفت کی، مقصد یہ ہے انگلیوں کو میانہ روی کے ساتھ سر پر پھیرا اور پانی نچوڑا۔

فوائد:...... ❶ ان احادیث سے امت کے لیے رسول اکرم ﷺ کی شفقت اور پیار کا اظہار ہو رہا ہے اور اس خواہش وآرزو کا پتہ چلتا ہے کہ آپ کو اپنی امت کی سہولت اور آسانی عزیز تھی، مشقت ودشواری سے محفوظ رکھنے کی کوشش فرماتے تھے، اس کے باوجود امت، اسلامی احکام وہدایات کو دشوار محسوس کرے یا ان پر عمل کرنے سے پہلوتہی کرے تو اس پر افسوس کے سوا کیا کیا جاسکتا ہے۔ ❷ تاخیر عشاء والی روایات سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اگر انسان بیٹھے بیٹھے سو جائے تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ الا یہ کہ اسے یہ محسوس ہو کہ اس کی ہوا خارج ہوگئی ہے۔ ❸ عشاء کی نماز ائمہ اربعہ کے نزدیک بالاتفاق تاخیر سے پڑھنا بہتر ہے، لیکن اس میں نمازیوں کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ اگر تاخیر نمازیوں کے لیے دقت اور دشواری کا باعث ہو تو پھر اعتدال اور توسط کی راہ کو اختیار کیا جائے گا۔ ❹ ان احادیث سے یہ استدلال کرنا کہ اللہ تعالیٰ نبی کو احکام کی حلت وحرمت اور ایجاب وتحریم کا اختیار دے کر بھیجتا ہے۔ اور نبی کا یہ منصب ہے کہ وہ جس چیز کو چاہے فرض کر دے اور جس چیز کو چاہے حرام کر دے درست نہیں ہے رسول جو کچھ فرماتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے نمائندے کی حیثیت سے فرماتا ہے، اس کا ہر حکم اللہ کی رضا کے تابع ہوتا ہے، جس کا اصول خود قرآن مجید میں: ﴿وما ینطق عن الھوی﴾ ان ھو الا وحی یوحی (النجم) کی صورت میں بیان کر دیا گیا ہے، اگر وہ خود مختار ہوتا۔ تو پھر ما کان لنبی ان یکون له اسری، الایه (الانفال) ما کان النبی والذین امنوا ان یستغفروا للمشرکین (توبه) الایة، عفا الله عنك لم اذنت (توبه) یا ایھا النبی لم تحرم ما احل الله لك، الآیة (تحریم) ان تنبیہات کی ضرورت پیش نہ آتی، پھر ان الحکم الا لله، الا له الحکم والامر کا کیا مفہوم ہوگا؟ اصل بات یہ ہے کہ رسول اللہ تعالیٰ کا پیغام رساں ہوتا ہے اور اس پیغام کی تشریح وتوضیح، اپنے قول وعمل سے اللہ تعالیٰ کی وحی جلی اور وحی خفی کی روشنی میں فرماتا ہے اگر کہیں

اجتہادی طور پر اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف کوئی کام ہو جائے تو فوراً اس کو آگاہ کر دیا جاتا ہے۔ اس لیے مآل اور انجام کے اعتبار سے اس کا ہر قول وفعل امت کے لیے بلا حیل وحجت اور بلا چون وچرا واجب الاتباع ہوتا ہے اور اس کے بارے میں دل میں کسی قسم کا انقباض روا نہیں ہو سکتا۔ شارع اصل میں اللہ تعالیٰ ہے، بندوں اور اللہ تعالیٰ کے درمیان رسول واسطہ ہے، رسول کے بغیر اللہ تعالیٰ کی مرضی اور منشاء کو جاننا ممکن نہیں ہے۔ اس لیے رسول کی اطاعت ہی اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے، رسول کی اطاعت کے بغیر اللہ تعالیٰ کی اطاعت ممکن نہیں ہے۔

[1453] ۲۲۶۔(۶۴۳) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ يَحْيٰى أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ سِمَاكٍ

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُؤَخِّرُ صَلٰوةَ الْعِشَآءِ الْآخِرَةِ

[1453]۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عشاء کی نماز تاخیر سے پڑھتے تھے۔

[1454] ۲۲۷۔(. . .) وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَأَبُوكَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ قَالَانَا أَبُوعَوَانَةَ عَنْ سِمَاكٍ

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي الصَّلَوَاتِ نَحْوًا مِّنْ صَلٰوتِكُمْ وَكَانَ يُؤَخِّرُ الْعَتَمَةَ بَعْدَ صَلٰوتِكُمْ شَيْئًا وَكَانَ يُخِفُّ الصَّلٰوةَ وَفِي رِوَايَةِ أَبِي كَامِلٍ يُخَفِّفُ

[1454]۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ انہیں اوقات میں نمازیں پڑھتے تھے، جن اوقات میں تم نماز پڑھتے ہو، البتہ عشاء کی نماز تمہاری نماز سے کچھ تاخیر سے پڑھتے تھے اور نماز میں تخفیف کرتے تھے اور ابوکامل کی روایت میں تخفیف کے بعد الصلاۃ کا لفظ نہیں ہے۔

[1455] ۲۸۔(۶۴۴) وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ زُهَيْرٌ نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ أَبِي لَبِيدٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ لَا تَغْلِبَنَّكُمْ **((الْأَعْرَابُ عَلَى اسْمِ صَلٰوتِكُمْ أَلَا إِنَّهَا الْعِشَآءُ وَهُمْ يُعْتِمُونَ بِالْإِبِلِ))**

[1453] اخرجه النسائی فی (المجتبی) باب: ما يستحب من تاخير العشاء ۱/ ۲۶۶۔ انظر (التحفة) برقم (۲۱۷۰)

[1454] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۲۱۹۸)

[1455] اخرجه ابوداود فی (سننه) فی الادب، باب: فی صلاة العتمة برقم (۴۹۸۴) والنسائی فی (المجتبی) فی المواقيت، باب: الكراهية فی ذلك ۱/ ۲۷۰۔ وابن ماجه فی (سننه) فی الصلاة، باب: النهی ان يقال: صلاة العتمة برقم (۷۰۴) انظر (التحفة) برقم (۸۵۸۲)

[1455] ۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: تمہاری نماز کے نام پر تم پر گنوار غالب نہ آ جائیں، خبردار اس کا نام عشاء ہے، وہ اونٹوں کا دودھ دوہنے کی خاطر اندھیرا کر دیتے ہیں (اور اندھیرے کی بنا پر عشاء کو عتمہ کہتے ہیں)

مفردات الحدیث ❊ **هم يعتمون بالابل:** وہ اونٹ دوہنے کی خاطر اندھیرا کرتے ہیں، عتمہ رات کی تاریکی کو کہتے ہیں۔

[1456] ۲۲۹۔(. .) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا وَكِيعٌ قَالَ نَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي لَبِيدٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا تَغْلِبَنَّكُمُ الْأَعْرَابُ عَلَى اسْمِ صَلٰوتِكُمُ الْعِشَاءِ فَإِنَّهَا فِي كِتَابِ اللّٰهِ الْعِشَاءُ وَإِنَّهَا تُعْتِمُ بِحِلَابِ الْإِبِلِ))

[1456] ۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہاری عشاء کی نماز کے نام کے سلسلہ میں تم پر بدو غالب نہ آ جائیں، کیونکہ اللہ کی کتاب میں اس کا نام عشاء ہے اور بدو اونٹوں کا دودھ دوہنے میں اندھیرا کر لیتے ہیں۔

مفردات الحدیث ❊ **حلاب:** مصدر ہے اور معنی تھن سے دودھ نکالنا۔

فائدہ:......آپ ﷺ نے عشاء کو عام طور پر عتمہ کہنے سے روکا ہے کہ اس کا غالب نام عتمہ ہو جائے، کبھی کبھار عتمہ کہنے سے منع نہیں فرمایا، اس لیے بعض مواقع پر آپ نے خود عشاء کو عتمہ کے نام سے تعبیر فرمایا ہے۔ اور عتمہ نام رکھنے کا آپ نے سبب بھی بتا دیا ہے کہ گنوار چونکہ اونٹ دوہنے میں دیر کر دیتے ہیں اور اس کام میں اندھیرا پھیل جاتا ہے۔ اس لیے وہ اس کو عتمہ کے نام سے پکارتے ہیں، تم بھی ان کے ساتھ عتمہ کہنا نہ شروع کر دینا کہ عشاء کا نام متروک یا مغلوب ہو جائے۔ قرآن مجید میں ہے ﴿من بعد صلوة العشاء﴾ (النور ۵۸)

۴۱...... بَاب: اِسْتِحْبَابِ التَّبْكِيرِ بِالصُّبْحِ فِي أَوَّلِ وَقْتِهَا وَهُوَ التَّغْلِيسُ وَبَيَانِ قَدْرِ الْقِرَائَةِ فِيهَا

باب ۴۱: نماز صبح جلد ہی اس کے اول وقت یعنی غلس (رات کی آخری تاریکی) میں پڑھنا اور اس میں قراءت کی مقدار کا بیان

[1457] ۲۳۰۔(۶۴۵) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ كُلُّهُمْ

[1456] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (۱۴۵۳)

[1457] اخرجه النسائى فى (المجتبى) فى المواقيت، باب: التغليس فى الحضر ۱/ ۲۷۱ ←

عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ عَمْرٌو حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ نِسَآءَ الْمُؤْمِنَاتِ كُنَّ يُصَلِّيْنَ الصُّبْحَ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ يَرْجِعْنَ مُتَلَفِّعَاتٍ بِمُرُوطِهِنَّ لَا يَعْرِفُهُنَّ أَحَدٌ

[1457]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ مسلمان عورتیں صبح کی نماز نبی اکرم ﷺ کے ساتھ پڑھتی تھیں، پھر اپنی چادروں میں لپٹی ہوئی واپس آتیں اور انہیں (اندھیرے کی وجہ سے) کوئی پہچان نہیں پاتا تھا۔

مفردات الحدیث ❶ **نساء المومنات:** میں اضافة الموصوف الى الصفة ہے، جو بعض (کوفی) نحویوں کے نزدیک جائز نہیں ہے اس لیے ان کو یہاں تاویل کی ضرورت پیش آتی ہے۔ وہ یہاں موصوف محذوف مانتے ہیں، یعنی نساء الا نفس المومنات یانساء الجماعات المومنات، بناتے ہیں، یا نساء کو فاضلات کے معنی لیتے ہیں یعنی فاضلات المومنات جیسے کہتے ہیں رجال القوم یعنی فضلاء القوم اور جن کے نزدیک البصری جائز ہے ان کو کسی تاویل کی ضرورت نہیں۔ ❷ **متلفعات** لپٹی ہوئیں، پہنے ہوئے۔ ❸ **مُرُوط:** مرط کی جمع ہے۔ دھاری دار چادر۔

[1458] ۲۳۱۔(..) وحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَ انا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ أَنَّ ابْنَ شِهَابٍ أَخْبَرَهُ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ لَقَدْ كَانَ نِسَآءٌ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ يَشْهَدْنَ الْفَجْرَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مُتَلَفِّعَاتٍ بِمُرُوطِهِنَّ ثُمَّ يَنْقَلِبْنَ اِلَى بُيُوتِهِنَّ وَمَا يُعْرَفْنَ مِنْ تَغْلِيسِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِالصَّلٰوةِ

[1458]۔ نبی اکرم ﷺ کی زوجہ محترمہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ کچھ مسلمان عورتیں فجر کی نماز میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک ہوتی تھیں، درآں حالیکہ وہ اپنی چادروں میں لپٹی ہوتی تھیں، پھر وہ اپنے گھروں کو لوٹتیں تو رسول اللہ ﷺ کے اندھیرے میں نماز پڑھنے کی بنا پر پہچانی نہیں جاتی تھیں۔

[1459] ۲۳۲۔(..) وحَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ وَإِسْحٰقُ بْنُ مُوسَى الْأَنْصَارِيُّ قَالَا نَا مَعْنٌ عَنْ مَالِكٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ عَمْرَةَ

← وابن ماجه فی (سننه) فی الصلاة، باب: وقت صلاة الفجر برقم (٦٦٩) انظر (التحفة) برقم (١٦٤٤٢)

[1458] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٦٧٣٤)

[1459] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الاذان، باب: انتظار الناس قيام الامام العالم برقم ←

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ إِنْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لَيُصَلِّي الصُّبْحَ فَيَنْصَرِفُ النِّسَآءُ مُتَلَفِّعَاتٍ بِمُرُوطِهِنَّ مَا يُعْرَفْنَ مِنَ الْغَلَسِ وَ قَالَ الْأَنْصَارِيُّ فِي رِوَايَتِهِ مُتَلَفِّفَاتٍ

[1459] ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بلا شبہ رسول اللہ ﷺ صبح کی نماز پڑھتے تو عورتیں اپنی چادروں میں لپٹی ہوئی گھروں کو لوٹتیں، اندھیرے کی وجہ سے پہچانی نہیں جاتی تھیں، انصاری کی روایت میں متلفعات کی جگہ متلففات ہے، چادروں میں ملفوف۔

فوائد ...... ❶ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ اس قدر اندھیرے میں نماز پڑھتے تھے کہ نماز سے فراغت کے بعد واپس جانے والی عورتوں کا پتہ نہیں چلتا تھا کہ مرد جا رہے ہیں یا عورتیں جا رہی ہیں یا ان میں یہ امتیاز نہیں ہوسکتا تھا کہ کونسی عورت جا رہی ہے حالانکہ روشنی میں عورت کی چال ڈھال اور ہیئت کذائی سے واقف کار اس کی شخصیت کو پہچان لیتے ہیں، اس لیے جمہور کے نزدیک، جس میں امام مالک، امام شافعی اور امام احمد رحمہم اللہ شامل ہیں، اندھیرے میں نماز پڑھنا بہتر ہے اور اسفروا بالصبح یا اصبحوا بالصبح، کا معنی یہ ہے کہ قراءت طویل کرو تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ پہلی رکعت میں شریک ہوسکیں، ہاں بعض مواقع پر آپ ﷺ نے ضرورت کے تحت صبح کی نماز دیر سے بھی پڑھی ہے، نیز اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ پردہ کی پابندی کرتے ہوئے عورتیں مسجد میں باجماعت نماز پڑھ سکتی ہیں۔ ❷ اسفروا بالصبح کی توضیح اصبحوا بالصبح کا لفظ کر رہا ہے کہ صبح اچھی طرح ہو جائے، صبح ہونے میں کوئی شک وشبہ نہ رہے، یعنی اذان صبح صادق کے بعد کہی جائے، صبح کاذب میں نہیں، اسفار روشنی کو کہتے ہیں، صبح روشن اس وقت ہوگی جب اچھی طرح صبح ہو جائے گی، اس لیے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ صبح کی نماز میں سورۃ بقرہ پڑھ لیتے تھے اور حضرت عمر سورہ ہود اور یوسف اور رعد پڑھ لیتے تھے اگر اس کا معنی احناف والا لیا جائے تو اس قدر طویل قراءت ممکن نہیں ہے۔

[1460] ۲۳۳-(٦٤٦) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ قَالَ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَانَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ لَمَّا قَدِمَ الْحَجَّاجُ الْمَدِينَةَ فَسَأَلْنَا

←(٨٦٧) وابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: فی وقت الصبح برقم (٤٢٣) والترمذی فی (جامعه) فی الصلاة باب: ما جاء فی التغليس بالفجر برقم (١٥٣) والنسائی فی (المجتبی) فی المواقيت باب: التغليس فی الحضر ١/ ٢٧١۔ انظر (التحفة) برقم (١٧٩٣١)

[1460] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی مواقيت الصلاة، باب: وقت المغرب برقم (٥٦٠) وفی باب وقت العشاء اذا اجتمع الناس او تاخروا برقم (٥٦٥) وابو داود فی (سننه)←

جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ فَقَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي الظُّهْرَ بِالْهَاجِرَةِ وَالْعَصْرَ وَالشَّمْسُ نَقِيَّةٌ وَالْمَغْرِبَ إِذَا وَجَبَتْ وَالْعِشَاءَ أَحْيَانًا يُؤَخِّرُهَا وَأَحْيَانًا يُعَجِّلُ كَانَ إِذَا رَآهُمْ قَدِ اجْتَمَعُوا عَجَّلَ وَإِذَا رَآهُمْ قَدْ أَبْطَأُوا أَخَّرَ وَالصُّبْحَ كَانُوا أَوْ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّيهَا بِغَلَسٍ

[1460] ۔حضرت محمد بن عمرو بن حسن بن علی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ جب حجاج مدینہ منورہ آیا (اور نمازیں تاخیر سے پڑھنے لگا) تو ہم نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ ظہر کی نماز نصف النہار (یعنی زوال ہوتے ہی) پڑھتے تھے اور عصر ایسے وقت میں پڑھتے تھے کہ سورج بالکل صاف اور روشن ہوتا تھا (اس کی گرمی اور روشنی میں کوئی فرق نہیں پڑتا تھا) اور مغرب کی نماز جب سورج غروب ہو جاتا اور عشاء کی نماز کبھی تاخیر سے پڑھتے اور کبھی جلدی پڑھ لیتے جب آپ دیکھتے کہ لوگ جمع ہو گئے ہیں تو جلدی پڑھ لیتے اور جب انہیں دیکھتے کہ انہوں نے دیر کر دی ہے تو تاخیر کر دیتے اور صبح لوگ یا آپ ﷺ اندھیرے میں پڑھتے تھے۔

فائدہ:...... اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا ظہر کی نماز کے بارے میں یہ معمول تھا کہ آپ زوال ہوتے ہی نصف النہار میں پڑھ لیا کرتے تھے، لیکن دوسری حدیثوں کی روشنی میں یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ آپ کا یہ معمول گرمی کے موسم میں نہیں تھا کیونکہ سخت گرمی کے موسم میں آپ ظہر کی نماز کچھ تاخیر سے پڑھتے تھے اور عشاء کی نماز میں آپ لوگوں کی سہولت اور ان کی آمد کا لحاظ کرتے تھے اور عصر کی نماز اس وقت پڑھ لیتے تھے جبکہ ابھی سورج کی گرمی اور روشنی میں کوئی فرق نہیں پڑا ہوتا تھا، یعنی جلدی پڑھ لیتے تھے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ آپ ﷺ عشاء کے سوا ہر نماز وقت ہوتے ہی پڑھ لیتے تھے۔

[1461] ۳۳۴۔(. .) وحَدَّثَنَاهُ عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ نَا أَبِي نَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدٍ سَمِعَ مُحَمَّدَ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ كَانَ الْحَجَّاجُ يُؤَخِّرُ الصَّلَوَاتِ فَسَأَلْنَا جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ بِمِثْلِ حَدِيثِ غُنْدَرٍ

[1461]۔حضرت محمد بن عمرو بن حسن بن علی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حجاج نمازیں تاخیر سے پڑھتا تھا تو ہم نے جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے پوچھا، آگے مذکورہ بالا روایت بیان ہے۔

← فی الصلاة، باب: فی وقت صلاة النبی ﷺ وکیف کان یصلیها برقم (۳۹۷) والنسائی فی (المجتبی) فی المواقیت، باب: تعجیل العشاء برقم (۱/ ۲۶۳۔ انظر (التحفة) برقم (۲٦٤٤)

[1461] تقدم تخریجه فی الحدیث السابق برقم (١٤٥٨)

[1462] ۲۳۵ـ(۶٤۷) عَنْ سَيَّارِ بْنِ سَلَامَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي يَسْأَلُ أَبَابَرْزَةَ عَنْ صَلٰوةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ قُلْتُ آنْتَ سَمِعْتَهُ قَالَ فَقَالَ كَأَنَّمَا أَسْمَعُكَ السَّاعَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي يَسْأَلُهُ عَنْ صَلٰوةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ كَانَ لَا يُبَالِي بَعْضَ تَأْخِيرِهَا قَالَ يَعْنِي الْعِشَآءَ اِلٰى نِصْفِ اللَّيْلِ وَلَا يُحِبُّ النَّوْمَ قَبْلَهَا وَلَا الْحَدِيثَ بَعْدَهَا قَالَ شُعْبَةُ ثُمَّ لَقِيتُهُ بَعْدُ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ وَكَانَ يُصَلِّي الظُّهْرَ حِينَ تَزُولُ الشَّمْسُ وَالْعَصْرَ يَذْهَبُ الرَّجُلُ اِلٰى أَقْصَى الْمَدِينَةِ وَالشَّمْسُ حَيَّةٌ قَالَ وَالْمَغْرِبَ لَا أَدْرِي أَيَّ حِينٍ ذَكَرَ قَالَ ثُمَّ لَقِيتُهُ بَعْدُ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ وَكَانَ يُصَلِّي الصُّبْحَ فَيَنْصَرِفُ الرَّجُلُ فَيَنْظُرُ اِلٰى وَجْهِ جَلِيسِهِ الَّذِي يَعْرِفُ فَيَعْرِفُهُ قَالَ وَكَانَ يَقْرَأُ فِيهَا بِالسِّتِّيْنَ إِلَى الْمِائَةِ

[1462]۔ سیار بن سلامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ کو حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کی نماز کے بارے میں پوچھتے ہوئے سنا، شعبہ نے پوچھا، کیا تو نے خود سنا؟ اس نے کہا: گویا کہ میں ابھی سن رہا ہوں، اس نے کہا، میں نے اپنے باپ کو ان سے رسول اللہ ﷺ کی نماز کے بارے میں سوال کرتے ہوئے سنا تو انہوں نے بتایا کہ آپ عشاء کی نماز کو آدھی رات تک موخر کرنے کی پرواہ نہیں کرتے تھے اور نماز سے پہلے سونے اور اس کے بعد بات چیت کرنے کو پسند نہیں کرتے تھے۔ شعبہ کہتے ہیں بعد میں میری ان سے پھر ملاقات ہوئی تو میں نے ان سے پوچھا تو انہوں نے (سیار نے) بتایا، آپ ظہر کی نماز سورج ڈھلنے پر پڑھتے تھے۔ اور عصر کی نماز ایسے وقت میں پڑھتے کہ انسان نماز پڑھ کر مدینہ (کی آبادی) کے آخر پر ایسے وقت میں پہنچ جاتا جبکہ سورج ابھی زندہ ہوتا تھا (یعنی اس میں روشنی اور حرارت باقی ہوتی تھی وہ زرد اور ٹھنڈا نہیں ہوا ہوتا تھا) اور انہوں نے کہا، میں نہیں جانتا۔ انہوں نے مغرب کے لیے کونسا وقت بتایا تھا۔ شعبہ کہتے ہیں میں بعد میں پھر سلامہ سے ملا اور اس سے پوچھا تو اس نے بتایا صبح کی نماز ایسے وقت میں پڑھتے کہ انسان سلام پھیر کر اپنے ساتھی کے چہرے کو دیکھتا جو اس کا آشنا ہوتا تھا۔ تو اس کو پہچان لیتا اور آپ اس میں ساٹھ سے سو آیات تک پڑھتے تھے۔

[1462] اخرجه البخاري في (صحيحه) في مواقيت الصلاة، باب: وقت الظهر عند الزوال برقم (٥٤١) وفي باب: وقت العصر برقم (٥٤٧) وفي باب: ما يكره من السمر بعد العشاء برقم (٥٩٩) وفي: الاذان، باب: القراة في الفجر برقم (٧٧١) وابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: في وقت صلاة النبي ﷺ وكيف كان يصليها برقم (٣٩٨) وفي الادب، باب: النهي على السمر بعد العشاء برقم (٤٨٤٩) والنسائي في (المجتبى) في المواقيت باب: اول وقت الظهر ١/ ٢٤٦ وفي باب كراهية النوم بعد صلاة المغرب ١/ ٢٦٢ وفي باب ما يستحب من تاخير العشاء ١/ ٢٦٥ـ وابن ماجه في (سننه) في الصلاة باب: وقت صلاة الظهر برقم (٦٧٤) مختصرا۔ انظر (التحفة) برقم (١١٦٠٥)

[1463] ٢٣٦-(. . .) حدثنا عبيد الله بن معاذ: حدثنا شعبه عن سيار بن سلامة قال سمعت......

أَبَا بَرْزَةَ يَقُوْلُ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لا يُبَالِي بَعْضَ تَأْخِيرِ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ اِلٰى نِصْفِ اللَّيْلِ وَكَانَ لا يُحِبُّ النَّوْمَ قَبْلَهَا وَلا الْحَدِيثَ بَعْدَهَا قَالَ شُعْبَةُ ثُمَّ لَقِيتُهُ مَرَّةً أُخْرٰى فَقَالَ أَوْ ثُلُثِ اللَّيْلِ

[1463]۔ امام شعبہ ابن سلامہ سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابو برزہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ رسول اللہ ﷺ بعض دفعہ عشاء کی نماز، آدھی رات تک موخر کرنے کی پرواہ نہیں کرتے تھے اور اس سے پہلے سونا اور بعد میں گفتگو کرنا پسند نہیں کرتے تھے، شعبہ کہتے ہیں پھر میں انہیں دوبارہ ملا تو انہوں نے کہا، یا تہائی رات تک موخر کرنا۔

[1464] ٢٣٧-(. .) وحدثنا ابو كريب: حدثنا سويد بن عمرو الكلبى عز حماد بن سلمه عن سيار ابن سلامة ابى المنهال قَالَ سَمِعْتُ

أَبَا بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيَّ يَقُوْلُ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُؤَخِّرُ الْعِشَآءَ اِلٰى ثُلُثِ اللَّيْلِ وَيَكْرَهُ النَّوْمَ قَبْلَهَا وَالْحَدِيثَ بَعْدَهَا وَكَانَ يَقْرَأُ فِي صَلٰوةِ الْفَجْرِ مِنَ الْمِائَةِ إِلَى السِّتِّيْنَ وَكَانَ يَنْصَرِفُ حِينَ يَعْرِفُ بَعْضُنَا وَجْهَ بَعْضٍ

[1464]۔ حضرت ابو منہال سیار بن سلامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے سنا کہ رسول اللہ ﷺ عشاء کو تہائی رات تک موخر کر دیتے تھے اور اس سے پہلے سونا اور بعد میں گفتگو کرنا، ناپسند کرتے تھے اور صبح کی نماز میں سو سے لے کر ساٹھ آیتوں تک پڑھتے تھے اور ایسے وقت میں سلام پھیرتے تھے کہ لوگ ایک دوسرے کے چہرے پہچان لیتے تھے۔

فائدہ:...... عشاء کی نماز سے پہلے اس طرح سونا کہ نماز باجماعت نکل جائے یا اس کا وقت مختار نکل جائے جائز نہیں۔ لیکن اگر انسان بیدار ہو کر جماعت کے ساتھ مل سکے یا کسی مجبوری کی بنا پر انفرادی طور پر پڑھنی ہو تو وقت مختار میں پڑھ لے تو پھر اس میں کوئی حرج نہیں ہے، اسی طرح عشاء کے بعد کسی دینی و دنیوی ضروری گفتگو میں مشغول ہو جائے اور اس کے معمولات تہجد یا کم از کم فجر کی نماز متاثر نہ ہو تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں لیکن فضول اور بلا مقصد گفتگو یا ناول اور افسانہ کا مطالعہ، ٹی وی دیکھنا، جن سے عشاء کی نماز بھی فوت ہو جاتی ہے، درست نہیں ہے۔

[1463] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (١٤٦٠)

[1464] تقدم تخريجه برقم (١٤٦٠)

۴۲...... بَاب: كَرَاهِيَةِ تَأْخِيرِ الصَّلٰوةِ عَنْ وَقْتِهَا الْمُخْتَارِ وَمَا يَفْعَلُهُ الْمَأْمُومُ إِذَا أَخَّرَهَا الْإِمَامُ

باب ٤٢: وقت مختار (بہتر پسندیدہ) سے نماز کو موخر کرنا مکروہ ہے اور اگر امام نماز موخر کرے تو مقتدی کو کیا کرنا چاہیے

[1465] ٢٣٨-(٦٤٨) حدثنا خلف بن هشام: حدثنا حماد بن زيدح: هدثنى ابو الربيع الزهرانى ابو كامل الجحدرى قال حدثنا حماد بن زيد عن ابى عمران الجونى عن عبد الله بن الصامت عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ كَيْفَ أَنْتَ إِذَا كَانَتْ عَلَيْكَ أُمَرَاءُ يُؤَخِّرُونَ الصَّلٰوةَ عَنْ وَقْتِهَا أَوْ يُمِيتُونَ الصَّلٰوةَ عَنْ وَقْتِهَا قَالَ قُلْتُ فَمَا تَأْمُرُنِي قَالَ ((صَلِّ الصَّلٰوةَ لِوَقْتِهَا فَإِنْ أَدْرَكْتَهَا مَعَهُمْ فَصَلِّ فَإِنَّهَا لَكَ نَافِلَةٌ)) وَلَمْ يَذْكُرْ خَلَفٌ عَنْ وَقْتِهَا

[1465]۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم کیا کرو گے جب تمہارے حکمران ایسے لوگ ہوں گے جو نماز کو اس کے وقت (مختار) سے تاخیر کر کے پڑھیں گے یا نماز کو اس کے وقت سے نکال کر مار ڈالیں گے؟ تو میں نے عرض کیا تو آپ ﷺ کا میرے لیے کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا: نماز اپنے وقت پر پڑھ لو اور اگر دوبارہ ان کے ساتھ نماز پاؤ تو پڑھ لو، وہ تیرے لیے نفل ہو جائے گی۔

خلف نے عن وقتھا کا لفظ بیان نہیں کیا۔

فوائد:...... ❶ نماز اپنے وقت مختار میں سکون واطمینان کے ساتھ خشوع وخضوع کو قائم رکھ پڑھنا، نماز کو زندہ رکھنا ہے یعنی نماز کی روح اور مقصد کو محفوظ رکھنا ہے اور نماز کو بلا عذر ومجبوری وقت کے ختم ہونے کے بعد یا وقت آخر میں پڑھنا یا اس میں بے پروائی اور نیم دلی کا مظاہرہ کرنا، جلدی جلدی بلا سکون واعتدال ٹھونگیں لگانا نماز کی روح اور اس کے مقصد کو ضائع کر کے اس کو مار ڈالنا ہے۔ ❷ اگر کسی امام کا یہ وطیرہ اور عادت ہو کہ وہ نماز ہمیشہ وقت مختار کے بعد یا وقت کے آخر میں یا وقت نکلنے کے بعد نماز پڑھاتا ہے تو نماز انفرادی طور پر یا جماعتی جیسے ممکن ہو پڑھ لینی چاہیے، اگر فتنہ وفساد کا خطرہ ہو تو دوبارہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھ لینی چاہیے، یہ دوسری نماز نفل ہو گی اور عام طور پر امراء یہ تاخیر، ظہر اور عصر کی نماز میں روا رکھتے تھے۔ اس لیے یہ کہنا کہ عصر کی نماز دوبارہ نہیں پڑھی جا سکتی کیونکہ عصر کے بعد نفل نہیں ہیں، درست نہیں ہے کیونکہ یہ نفل اپنی خوشی سے نہیں پڑھے جا رہے، ایک مجبوری اور

[1465] اخرجه ابو داود فى (سننه) فى الصلاة، باب: اذا اخر الامام الصلاة عن الوقت برقم (٤٣١) والترمذى فى (جامعه) فى الصلاة، باب: ما جاء فى تعجيل الصلاة اذا اخرها الامام برقم (١٧٦) وابن ماجه فى (سننه) فى اقامة الصلاة والسنة فيها باب، ما جاء فيما اذا اخروا الصلاة عن وقتها برقم (١٢٥٦) انظر (التحفة) برقم (١١٩٥٠)

ضرورت کے تحت پڑھے جا رہے ہیں، بلا سبب عصر کے بعد نفل پڑھنا جائز نہیں۔ ❸ اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ بعد والی نماز نفل ہوگی اور پہلے پڑھی ہوئی نماز فرض ہوگی۔

[1466] ۲۳۹-(. .) حدثنا یحی بن یحی: اخبرنا جعفر بن سلیمان بن ابی عمران عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الصَّامِتِ

عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((يَا أَبَا ذَرٍّ أَنَّهُ سَيَكُونُ بَعْدِي أُمَرَاءُ يُمِيتُونَ الصَّلٰوةَ فَصَلِّ الصَّلٰوةَ لِوَقْتِهَا فَإِنْ صَلَّيْتَ لِوَقْتِهَا كَانَتْ لَكَ نَافِلَةً وَإِلَّا كُنْتَ قَدْ أَحْرَزْتَ صَلٰوتَكَ))

[1466]۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ابوذر! میرے بعد ایسے حکمران آئیں گے جو نماز کو مار ڈالیں گے تو تم نماز اس کے وقت پر پڑھ لینا، پس اگر تم نے (دوبارہ ان کے ساتھ) وقت پر نماز پڑھ لی تو تمہاری نماز نفل ہو جائے گی، وگرنہ (اگر وہ وقت پر نہ پڑھیں) تم نے اپنی نماز کو بچا لیا۔

[1467] ۲۴۰-(. .) وحدثنا ابو بکر بن شیبه: حدثنا عبد الله بن ادریس عن شعبة عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الصَّامِتِ

عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ إِنَّ خَلِيلِي أَوْصَانِي أَنْ أَسْمَعَ وَأُطِيعَ وَإِنْ كَانَ عَبْدًا مُجَدَّعَ الْأَطْرَافِ وَأَنْ أُصَلِّيَ الصَّلٰوةَ لِوَقْتِهَا ((فَإِنْ أَدْرَكْتَ الْقَوْمَ وَقَدْ صَلَّوْا كُنْتَ قَدْ أَحْرَزْتَ صَلٰوتَكَ وَإِلَّا كَانَتْ لَكَ نَافِلَةً))

[1467]۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے خلیل نے مجھے سننے اور ماننے کی تلقین کی، اگرچہ حکمران کٹے ہوئے اعضاء والا ہو اور یہ کہ میں نماز وقت پر پڑھوں: پھر اگر لوگوں کو پاؤں انہوں نے نماز (وقت کے بعد پڑھی ہے) تو تم اپنی نماز کو بچا لیا، وگرنہ (اگر انہوں نے وقت کے اندر پڑھ لی) تو تیری یہ نماز نفلی ہو جائے گی۔

فائدہ:...... حکمران کیسا بھی ہو، اس کی جائز بات سننی اور ماننی چاہیے، اپنے ارادہ اور اختیار سے کسی اعضا بریدہ یا غلام کو حکمران نہیں بنایا جا سکتا، لیکن اگر وہ زبردستی اقتدار حاصل کر لے، یا خلیفہ ایسا حکمران مقرر کر دے تو اس کے جائز احکام مانیں جائیں گے۔

[1468] ۲۴۱-(. . .) وحدثنی یحی بن حبیب الحارثی: حدثنی خالد بن الحارث حدثنا

[1466] تقدم تخریجه فی الحدیث السابق برقم (۱۴۶۳)

[1467] تقدم تخریجه فی الحدیث السابق برقم (۱۴۶۳)

[1468] اخرجه النسائی فی (المجتبی) فی الامامة، باب: الصلاة مع ائمة الجور ۲/ ۷۵ وفی ←

شعبه عن بديل قال سمعت ابا العالية يحدث عن عبد الله بن الصامت

عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَضَرَبَ فَخِذِي ((كَيْفَ أَنْتَ إِذَا بَقِيتَ فِي قَوْمٍ يُؤَخِّرُونَ الصَّلٰوةَ عَنْ وَقْتِهَا)) قَالَ قَالَ مَا تَأْمُرُ قَالَ ((صَلِّ الصَّلٰوةَ لِوَقْتِهَا ثُمَّ اذْهَبْ لِحَاجَتِكَ فَإِنْ أُقِيمَتِ الصَّلٰوةُ وَأَنْتَ فِي الْمَسْجِدِ فَصَلِّ))

[1468] ۔حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے میری ران پر ہاتھ مار کر فرمایا: تمہاری کیا حالت ہوگی جب تم ایسے لوگوں میں رہ جاؤ گے جو نماز کو اس کے وقت کے بعد پڑھیں گے؟ تو انہوں نے پوچھا آپ کا کیا حکم ہے؟ آپ نے فرمایا: نماز اس کے وقت میں پڑھ لو۔ پھر اپنی ضرورت کے لیے چلے جاؤ، اگر تیری مسجد میں موجودگی میں تکبیر شروع ہو جائے تو پڑھ لو۔

[1469] ٢٤٢۔(. . .) وحدثنی زهير بن حرب: حدثنا اسماعيل بن ابراهيم عن ايوب

عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ الْبَرَّاءِ قَالَ أَخَّرَ ابْنُ زِيَادٍ الصَّلٰوةَ فَجَائَنِي عَبْدُاللّٰهِ بْنُ الصَّامِتِ فَأَلْقَيْتُ لَهُ كُرْسِيًّا فَجَلَسَ عَلَيْهِ فَذَكَرْتُ لَهُ صَنِيعَ ابْنِ زِيَادٍ فَعَضَّ عَلٰى شَفَتِهِ وَضَرَبَ فَخِذِي وَقَالَ إِنِّي سَأَلْتُ أَبَا ذَرٍّ كَمَا سَأَلْتَنِي فَضَرَبَ فَخِذِي كَمَا ضَرَبْتُ فَخِذَكَ وَقَالَ إِنِّي سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَمَا سَأَلْتَنِي فَضَرَبَ فَخِذِي كَمَا ضَرَبْتُ فَخِذَكَ وَقَالَ ((صَلِّ الصَّلٰوةَ لِوَقْتِهَا فَإِنْ أَدْرَكَتْكَ الصَّلٰوةُ مَعَهُمْ فَصَلِّ وَلَا تَقُلْ إِنِّي قَدْ صَلَّيْتُ فَلَا أُصَلِّي))

[1469] ۔حضرت ابو عالیہ براء رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ابن زیاد نے نماز میں تاخیر کر دی اور میرے پاس عبداللہ بن صامت تشریف لائے، میں نے انہیں کرسی پیش کی وہ اس پر بیٹھ گئے، میں نے انہیں ابن زیاد کی حرکت سے آگاہ کیا تو انہوں نے اپنا ہونٹ کاٹا اور میری ران پر ہاتھ مارا اور کہا، جس طرح تو نے مجھ سے پوچھا ہے، اس طرح میں نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے پوچھا تھا تو انہوں نے میری ران پر ہاتھ مارا جس طرح میں نے تیری ران پر ہاتھ مارا ہے۔ اور کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تھا، جس طرح تو نے مجھ سے پوچھا ہے تو آپ نے میری ران پر ہاتھ مارا جس طرح میں نے تمہاری ران پر ہاتھ مارا ہے اور فرمایا: نماز وقت پر پڑھو، پھر اگر ان

← باب: اعادة الصلاة بعد ذهاب وقتها مع الجماعة برقم (٨٥٨) انظر (التحفة) برقم (١١٩٤٨)

[1469] تقدم تخريجه فی الحديث السابق برقم (١٤٦٦)

کے ساتھ نماز پڑھنے کا موقعہ ملے یا ان کے پاس موجود ہوتے ہوئے نماز تمہیں پالے تو پڑھ لو اور یہ نہ کہو میں نے نماز پڑھ لی ہے۔ اس لیے میں نہیں پڑھتا۔

[1470] ٢٤٣-(...) وحَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ النَّضْرِ التَّيْمِيُّ قَالَ نَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي نَعَامَةَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الصَّامِتِ

عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ كَيْفَ أَنْتُم أَوْ قَالَ ((**كَيْفَ أَنْتَ إِذَا بَقِيتَ فِي قَوْمٍ يُؤَخِّرُوْنَ الصَّلٰوةَ عَنْ وَقْتِهَا فَصَلِّ الصَّلَاةَ لِوَقْتِهَا ثُمَّ إِنْ أُقِيمَتْ الصَّلٰوةُ فَصَلِّ مَعَهُمْ فَإِنَّهَا زِيَادَةُ خَيْرٍ**))

[1470]۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: تمہاری کیا حالت ہوگی۔ یا آپ نے فرمایا: تیری کیا حالت ہوگی جب تم ایسے لوگوں میں رہ جاؤ گے، جو نماز کو اس کے وقت سے موخر کر لیں گے تم نماز اس کے وقت پر پڑھ لینا، پھر اگر نماز کھڑی کر دی جائے تو ان کے ساتھ پڑھ لینا، کیونکہ اس میں نیکی میں اضافہ ہے۔

[1471] ٢٤٤-(...) وحَدَّثَنِي أَبُو غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ قَالَ نَا مُعَاذٌ وَهُوَ ابْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ مَطَرٍ عَنْ أَبِي الْعَالِيَةِ الْبَرَّاءِ قَالَ قُلْتُ لِعَبْدِاللّٰهِ بْنِ الصَّامِتِ نُصَلِّي يَوْمَ الْجُمُعَةِ خَلْفَ أُمَرَاءَ فَيُؤَخِّرُوْنَ الصَّلٰوةَ قَالَ فَضَرَبَ فَخِذِي ضَرْبَةً أَوْجَعَتْنِي وَقَالَ سَأَلْتُ أَبَا ذَرٍّ عَنْ ذٰلِكَ فَضَرَبَ فَخِذِي وَقَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ ((**صَلُّوا الصَّلٰوةَ لِوَقْتِهَا وَاجْعَلُوا صَلٰوتَكُمْ مَعَهُمْ نَافِلَةً قَالَ و قَالَ عَبْدُاللّٰهِ ذُكِرَ لِي أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ ضَرَبَ فَخِذَ أَبِي ذَرٍّ**))

[1471] حضرت ابو عالیہ براء رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے عبداللہ بن صامت سے پوچھا کہ ہم جمعہ کے دن، حکمرانوں کی اقتدا میں نماز پڑھتے ہیں اور وہ نماز کو موخر کر دیتے ہیں تو انہوں نے میری ران پر اس زور سے ہاتھ مارا کہ مجھے تکلیف محسوس ہوئی اور کہا میں نے اس کے بارے میں ابو ذر رضی اللہ عنہ سے پوچھا تھا تو انہوں نے میری ران پر ہاتھ مارا اور کہا میں نے یہی سوال رسول اللہ ﷺ سے کیا تھا تو آپ نے فرمایا: نماز اس کے وقت پر پڑھو اور حکمرانوں کے ساتھ اپنی نماز کو نفلی قرار دو۔ عبداللہ نے بتایا مجھے بتایا گیا کہ نبی اکرم ﷺ نے ابو ذر رضی اللہ عنہ کی ران پر ہاتھ مارا تھا۔

[1470] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (١١٩٥٧)

[1471] تقدم تخريجه في: المساجد ومواضع، باب: كراهية تاخير الصلاة عن وقتها المختار وما يفعله الماموم اذا اخرها الامام برقم (١٤٦٦)

فائدہ:...... ان تمام روایات سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ نماز عصر جلدی پڑھنی چاہیے، اگر امام وقت تاخیر کرے تو نماز اپنے وقت پر پڑھ لینی چاہیے اور جماعت کے ساتھ دوبارہ نماز پڑھنی پڑے تو اس کو دوبارہ پڑھ لینا چاہیے لیکن اس کی خاطر وقت پر نماز پڑھنے کو ترک نہیں کرنا چاہیے یا دوبارہ باجماعت پڑھنے سے گریز کے لیے پہلی نماز کو بہانہ نہیں بنانا چاہیے، نہ اس بات کو بہانہ بنانا چاہیے کہ عصر کے بعد نفل نہیں ہوتے کیونکہ سبب اور ضرورت کی بنا پر عصر کے بعد نفل نماز پڑھنا جائز ہے جیسا کہ ان روایات سے ثابت ہو رہا ہے۔

۴۳...... بَاب: فَضْلِ صَلٰوةِ الْجَمَاعَةِ وَبَيَانِ التَّشْدِيدِ فِي التَّخَلُّفِ عَنْهَا وانها فرض كفاية

باب ۴۳: نماز باجماعت کی فضیلت اور اس سے پیچھے رہنے پر شدت اور یہ کہ وہ فرض کفایہ ہے

[1472] ۲۴۵-(۶۴۹) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ ((قَالَ صَلٰوةُ الْجَمَاعَةِ أَفْضَلُ مِنْ صَلٰوةِ أَحَدِكُمْ وَحْدَهُ بِخَمْسَةٍ وَّعِشْرِينَ جُزْئًا))

[1472]۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ باجماعت نماز پڑھنا، تمہارے اکیلے نماز پڑھنے سے پچیس گنا افضل ہے۔

[1473] ۲۴۶-(. . .) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا عَبْدُالاَعْلٰى عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ ((تَفْضُلُ صَلَاةٌ فِي الْجَمِيعِ عَلٰى صَلٰوةِ الرَّجُلِ وَحْدَهُ خَمْسًا وَعِشْرِينَ دَرَجَةً قَالَ وَتَجْتَمِعُ مَلَائِكَةُ اللَّيْلِ وَمَلَائِكَةُ النَّهَارِ فِي صَلٰوةِ الْفَجْرِ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ اقْرَئُوا إِنْ شِئْتُمْ وَقُرْآنَ الْفَجْرِ إِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا))

[1473]۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''باجماعت نماز پڑھنا انسان کے اکیلے نماز پڑھنے سے پچیس درجہ بہتر ہے۔ اور فرمایا: رات کے فرشتے اور دن کے فرشتے فجر کی نماز میں جمع ہوتے

[1472] اخرجه الترمذى فى (جامعه) فى باب: ما جاء فى فضل الجماعة برقم (۲۱۶) والنسائى فى (المجتبى) فى الامامة، باب: فضل الجماعة ۲/ ۱۰۳۔ انظر (التحفة) برقم (۱۳۲۳۹)

[1473] اخرجه البخارى فى (صحيحه) فى التفسير، باب: (ان قرآن الفجر كان مشهودا) برقم (۴۷۱۷) انظر (التحفة) برقم (۱۳۲۷۴)

ہیں۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا، (اس کی تائید میں) اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھ لو۔ فجر کی قراءت، بلا شبہ فجر کی قراءت حاضری کا وقت ہے۔

[1474] (. .) وحدثني أبوبكر بن إسحق قال نا أبو اليمان قال انا شعيب عن الزهري قال أخبرني سعيد وأبو سلمة أن

أبا هريرة قال سمعت النبي ﷺ يقول بمثل حديث عبد الأعلى عن معمر إلا أنه قال ((بخمس وعشرين جزئا))

[1474] حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا آگے مذکورہ بالا روایت ہے، صرف اتنا فرق ہے کہ اس میں درجہ کا لفظ تھا اور اس میں جزاء کا لفظ ہے۔

[1475] ٢٤٧۔(. .) وحدثنا عبدالله بن مسلمة بن قعنب قال نا أفلح عن أبي بكر بن محمد بن عمرو بن حزم عن سلمان الاغر

عن أبي هريرة قال قال رسول الله ﷺ ((صلوة الجماعة تعدل خمسا وعشرين من صلوة الفذ))

[1475] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: باجماعت نماز پڑھنا، اکیلے کی پچیس نمازوں کے برابر ہے۔

مفردات الحدیث الفذ: وحدہ یعنی اکیلے اور منفرد کے معنی میں ہے۔

[1476] ٢٤٨۔(. .) حدثني هارون بن عبدالله ومحمد بن حاتم قالانا حجاج بن محمد قال قال ابن جريج أخبرني عمر بن عطاء بن أبي الخوار أنه بينا هو جالس مع نافع بن جبير بن مطعم إذ مر بهم أبو عبدالله ختن زيد بن زبان مولى الجهنيين فدعاه نافع فقال سمعت

أبا هريرة يقول قال رسول الله ﷺ ((صلوة مع الإمام أفضل من خمس وعشرين صلوة يصليها وحده))

[1476] ۔حضرت عمر بن عطاء بن ابی خوار رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نافع بن جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا

[1474] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الاذان، باب: فضل صلاة الفجر في جماعة برقم (٦٤٨) انظر (التحفة) برقم (١٣١٤٧)

[1475] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٣٤٦٦)

[1476] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٣٤٦٦)

ہوا تھا کہ اس اثنا میں ہمارے پاس سے جہنیوں کے آزاد کردہ غلام زید بن زبان کا بہنوئی ابوعبداللہ رضی اللہ عنہ گزرا تو اسے نافع رضی اللہ عنہ نے بلایا تو اس نے کہا، میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: امام کے ساتھ نماز پڑھنا، اکیلے نماز پڑھنے سے پچیس گنا افضل ہے۔

[1477] ٢٤٩ ـ (٦٥٠) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((صَلٰوةُ الْجَمَاعَةِ أَفْضَلُ مِنْ صَلٰوةِ الْفَذِّ بِسَبْعٍ وَعِشْرِينَ دَرَجَةً))

[1477] ۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: باجماعت نماز ادا کرنا اکیلے نماز پڑھنے سے ستائیس گنا افضل ہے۔

فائدہ:...... جس طرح ہماری اس مادی دنیا میں چیزوں کے خواص اور اثرات میں درجوں کا تفاوت ہے اور اس فرق و امتیاز کی بنا پر چیزوں کی قدر و قیمت اور افادیت میں فرق پڑتا ہے، اس طرح ہمارے اعمال میں بھی درجوں کا فرق ہے اور یہ علم صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہے اور اللہ تعالیٰ کے بتانے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اس کا انکشاف ہوتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نماز باجماعت کی فضیلت اکیلے نماز پڑھنے کے مقابلہ میں پچیس یا ستائیس گنا زیادہ ہے یعنی بعض اوقات پچیس گنا ثواب زیادہ ہوتا ہے اور بعض دفعہ ستائیس گنا، اس فرق کی وجہ نماز میں آنے والے کا خلوص، خضوع وخشوع یا بعد مسافت ہے، یا آنے والے کی مشغولیت اور مشقت ہے کہ اس نے جماعت کے حصول کے لیے کس قسم کا کام چھوڑا ہے اور اس کے لیے کس قدر تکلیف اٹھانی پڑی ہے، یا بلند قراءت والی نمازوں کا ثواب ستائیس گنا اور آہستہ قراءت والی کا پچیس گنا۔ یا جن نمازوں میں فرشتوں کا اجتماع ہوتا ہے۔ ان کا ثواب ستائیس گنا اور باقی کا پچیس گنا۔

[1478] ٢٥٠ ـ (. .) وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَا نَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((صَلٰوةُ الرَّجُلِ فِي الْجَمَاعَةِ تَزِيدُ عَلٰى صَلٰوتِهِ وَحْدَهُ سَبْعًا وَعِشْرِينَ دَرَجَةً))

[1477] اخرجه البخارى فى (صحيحه) فى الاذان، باب: فضل صلاة الجماعة رقم (٦٤٥) والنسائى فى (المجتبى) فى الامامة، باب: فضل الجماعة ٢/ ١٠٣ ـ انظر (التحفة) برقم (٨٣٦٧)

[1478] اخرجه ابن ماجه فى (سننه) فى المساجد والجماعات، باب: فضل الصلاة فى جماعة رقم (٧٨٩) انظر (التحفة) برقم (٨١٨٤)

[1478] ۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آدمی کی جماعت کے ساتھ نماز، اس کے اکیلے نماز پڑھنے سے ستائیس گنا بہتر ہے۔

[1479] (. .) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا أَبُوأُسَامَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ ح وحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ ((**بِضْعًا وَّعِشْرِينَ**)) و قَالَ أَبُوبَكْرٍ فِي رِوَايَتِهِ ((**سَبْعًا وَعِشْرِينَ دَرَجَةً**))

[1479] امام صاحب اپنے دو اساتذہ سے مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔ ابن نمیر نے اپنے باپ سے بضع وعشرين کہا اور ابوبکر بن ابی شیبہ نے اپنی روایت میں بضعا کی بجائے سبعا اور کہا یعنی بضع کی تعیین کر دی کہ اس سے مراد سات ہے۔

[1480] (. .) وحَدَّثَنَاهُ ابْنُ رَافِعٍ قَالَ نَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ قَالَ انَا الضَّحَّاكُ عَنْ نَّافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((**بِضْعًا وَّعِشْرِينَ**))

[1480] امام صاحب مذکورہ بالا روایت ایک اور استاد سے ان الفاظ میں نقل کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بضعا وعشرین بیس سے کچھ زائد فرمایا۔

[1481] ٢٥١ـ(٦٥١)وحَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ قَالَ نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَدَ نَاسًا فِي بَعْضِ الصَّلَوَاتِ فَقَالَ ((**لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ رَجُلًا يُّصَلِّيْ بِالنَّاسِ ثُمَّ أُخَالِفَ إِلٰى رِجَالٍ يَّتَخَلَّفُوْنَ**)) عَنْهَا فَآمُرَ بِهِمْ فَيُحَرِّقُوْا عَلَيْهِمْ بِحُزَمِ الْحَطَبِ ((**بُيُوتَهُمْ وَلَوْ عَلِمَ أَحَدُهُمْ أَنَّهُ يَجِدُ عَظْمًا سَمِينًا لَشَهِدَهَا يَعْنِي صَلٰوةَ الْعِشَاءِ**))

[1481] ۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ لوگوں کو کسی نماز میں گم پایا تو فرمایا: میں نے ارادہ کیا کہ کسی آدمی کو لوگوں کی امامت کروانے کا حکم دوں، پھر میں ان لوگوں کی طرف جاؤں جو نماز سے پیچھے رہتے ہیں اور ان کے بارے میں حکم دوں کہ ان کو ان کے گھروں سمیت لکڑیوں کے گٹھوں سے جلا دیا جائے اور ان میں سے کسی کو اگر یقین ہو کہ نماز میں حاضری سے اسے گوشت سے بھرپور ہڈی ملے گی تو وہ اس میں حاضر ہو جائے گا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد عشاء کی نماز ہے۔

[1479] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٧٦٩٧)

[1480] تقدم

[1481] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٣٧٠٤)

مفردات الحدیث ❶ اخالف الی رجال: ان لوگوں کی طرف جاؤں۔ ❷ عظمًا سمینًا: موٹی تازی ہڈی۔

[1482] ۲۵۲۔(. .) حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ نَا أَبِي قَالَ نَا الْأَعْمَشُ ح و حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ وَاللَّفْظُ لَهُمَا قَالَا نَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِنَّ أَثْقَلَ صَلٰوةٍ عَلَى الْمُنَافِقِينَ صَلٰوةُ الْعِشَآءِ وَصَلٰوةُ الْفَجْرِ وَلَوْ يَعْلَمُونَ مَا فِيهِمَا لَأَتَوْهُمَا وَلَوْ حَبْوًا وَلَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ بِالصَّلٰوةِ فَتُقَامَ ثُمَّ آمُرَ رَجُلًا فَيُصَلِّي بِالنَّاسِ ثُمَّ أَنْطَلِقَ مَعِي بِرِجَالٍ مَعَهُمْ حُزَمٌ مِنْ حَطَبٍ إِلٰى قَوْمٍ لَا يَشْهَدُونَ الصَّلٰوةَ فَأُحَرِّقَ عَلَيْهِمْ بُيُوتَهُمْ بِالنَّارِ))

[1482] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: منافقوں کے لیے سب سے بھاری اور دشوار نماز، عشاء اور فجر کی نماز ہے اگر ان لوگوں کو ان کی خیر و برکت اور ثواب کا یقین ہو جائے تو ان کے لیے ضرور آئیں اگرچہ انہیں گھٹنوں کے بل چل کر آنا پڑے اور میں نے ارادہ کیا، میں نماز کھڑی کرنے کا حکم دوں، پھر کسی آدمی کو کہوں وہ لوگوں کو جماعت کرائے، پھر میں کچھ مردوں کو ساتھ لے کر جاؤں جن کے پاس لکڑیوں کے گٹھے ہوں تو ان لوگوں کو جو نماز میں حاضر نہیں ہوتے ان کے گھروں سمیت جلا دوں۔

[1483] ۲۵۳۔(. .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ نَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا

أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ فِتْيَانِي أَنْ يَسْتَعِدُّوا لِي بِحُزَمٍ مِنْ حَطَبٍ ثُمَّ آمُرَ رَجُلًا يُصَلِّي بِالنَّاسِ ثُمَّ تُحَرَّقُ بُيُوتٌ عَلٰى مَنْ فِيهَا))

[1483] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے ارادہ کیا کہ اپنے جوانوں کو حکم دوں کہ وہ میرے لیے لکڑی کے گٹھے تیار کریں، پھر کسی آدمی کو لوگوں کو نماز پڑھانے کا حکم دوں، پھر گھروں کو ان میں موجود لوگوں سمیت جلا دوں۔

[1482] طريق ابن نمير تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (١٢٤١٩) وطريق ابوبكر بن ابى شيبة اخرجه ابن ماجه فى (سننه) فى المساجد والجماعات باب: صلاة العشاء والفجر فى جماعة برقم (٧٩٧) انظر (التحفة) برقم (١٢٥٢١)

[1483] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (١٤٧٥٤)

[1484] (. .) وحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَأَبُو كُرَيْبٍ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ وَكِيعٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ بُرْقَانَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْاَصَمِّ

عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْاَصَمِّ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِنَحْوِهِ

[1484] یزید بن اصم نے بھی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نبی اکرم ﷺ کی مذکورہ بالا حدیث کی ہم معنی حدیث بیان کی ہے۔

[1485] ۲۵٤ ـ (٦٥٢) وحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ يُونُسَ قَالَ نَا زُهَيْرٌ قَالَ نَا أَبُو إِسْحٰقَ عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ سَمِعَهُ مِنْهُ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لِقَوْمٍ يَتَخَلَّفُونَ عَنِ الْجُمُعَةِ ((لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ رَجُلًا يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ ثُمَّ أُحَرِّقَ عَلٰى رِجَالٍ يَتَخَلَّفُونَ عَنِ الْجُمُعَةِ بُيُوتَهُمْ))

[1485] ۔حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کے بارے میں جو جمعہ سے پیچھے رہ جاتے ہیں۔فرمایا: میں نے ارادہ کیا کہ کسی آدمی کو لوگوں کو جماعت کرانے کا حکم دوں، پھر ان لوگوں کو جو جمعہ سے پیچھے رہتے ہیں، ان کے گھروں سمیت جلا دوں۔

فوائد:...... ❶ احادیث مذکورہ بالا سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کے بارے میں جو بلا سبب اور عذر نماز میں حاضر نہیں ہوتے، فرمایا: یہ مفاد پرست لوگ ہیں کیونکہ آپ ﷺ کے دور میں صرف منافق ہی عشاء اور فجر کی نمازوں میں خصوصی طور پر شریک نہیں ہوتے تھے، کیونکہ اس دور میں نماز میں روشنی کا انتظام نہ ہونے کی بنا پر اندھیرے میں ہوتی تھیں اور ان کا پوشیدہ رہ جانا ممکن تھا۔ ان کے نفاق کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: اگر ان کو ان نمازوں کی خیر و برکت اور اجر وثواب کا یقینی ہو یا ان کو اس بات کا علم ہو کہ ان کو گوشت سے بھرپور ہڈی ملے گی تو یہ نماز میں مشقت اور دشواری برداشت کرتے ہوئے گھٹنوں کے بل چل کر آئیں۔

❷ جو لوگ جماعت میں حاضر نہیں ہوتے تھے، آپ ﷺ نے ان کے بارے میں پختہ ارادہ فرمایا کہ ان سمیت ان کے گھروں کو آگ سے جلا دیں، لیکن پھر آپ ﷺ نے اپنے ارادہ پر صرف اس لیے عمل نہ کیا کہ گھروں میں عورتیں اور بچے بھی ہوتے ہیں اور ان کے لیے جماعت ضروری نہیں ہے اور نہ یہ مسجد میں آنے کے پابند ہیں۔ ❸ وہ روایات جن سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ منفرد کو ایک درجہ ثواب ملتا ہے، ان سے ثابت ہوتا ہے

[1484] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: فی التشديد فی ترك الجماعة برقم (٥٤٩) والترمذی فی (جامعه) فی الصلاة، باب: ما جاء فيمن يسمع النداء فلا يجيب برقم (٢١٧) وقال حديث ابی هريرة حديث حسن صحيح۔ انظر (التحفة) برقم (١٤٨١٩)

[1485] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٩٥١٢)

بلا عذر اور بلا سبب جماعت ترک کرنے والے کی نماز تو ہو جائے گی، لیکن وہ گناہ گار ہوگا، اس کو نماز دہرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ ❹ جماعت کے فرض عین ہونے کی بارے میں اختلاف ہے، حنفیوں، مالکیوں اور شافعیوں کی اکثریت، نماز باجماعت کو سنت موکدہ قرار دیتی ہے، لیکن ان حضرات میں سے کچھ لوگ جماعت کو فرض کفایہ قرار دیتے ہیں کہ اگر کچھ لوگ اس فرض کو ادا کرلیں تو باقی کے ذمہ سے یہ ساقط ہو جائے گا، اس وجہ سے احناف اور شوافع کے نزدیک اگر کسی بستی کے سارے باشندے باجماعت نماز نہ پڑھیں تو ان سے جنگ کی جائے گی۔ حنابلہ اور محدثین کے نزدیک باجماعت نماز پڑھنا فرض عین ہے یعنی ہر شخص کی انفرادی اور شخصی ذمہ داری ہے کہ وہ جمعہ اور جماعت میں شریک ہو۔

ظاہریوں اور امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے نزدیک نماز کی صحت و درستگی کے لیے جماعت شرط ہے، جو جماعت میں شریک نہیں ہوتا اس کی نماز نہیں ہوتی۔ احادیث کا تقاضا یہی ہے کہ انسان کو جماعت میں شریک ہونا چاہیے، بلا سبب اور بلا عذر جماعت سے محروم ہونا، نفاق عملی کی نشانی ہے، خیر و برکت اور اجر و ثواب سے محرومی ہے اور اس کو عادت اور وطیرہ بنالینے کی صورت میں خطرہ ہے کہ شاید ایسے انسان کی نماز ہی نہ ہو۔

٤٤...... بَابُ: يَجِبُ إِتْيَانُ الْمَسْجِدِ عَلَى مَنْ سَمِعَ النِّدَاءَ

باب ٤٤: اذان سننے والے کے لیے (جماعت کے لیے) مسجد میں آنا ضروری ہے

[1486] ٢٥٥-(٦٥٣) وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَسُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ وَيَعْقُوبُ الدَّوْرَقِيُّ كُلُّهُمْ عَنْ مَرْوَانَ الْفَزَارِيِّ قَالَ قُتَيْبَةُ نَا الْفَزَارِيُّ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ الْاَصَمِّ قَالَ نَا يَزِيدُ بْنُ الْاَصَمِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ أَتَى النَّبِيَّ ﷺ رَجُلٌ أَعْمٰى فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّهُ لَيْسَ لِي قَائِدٌ يَقُودُنِي إِلَى الْمَسْجِدِ فَسَأَلَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ أَنْ يُرَخِّصَ لَهُ فَيُصَلِّيْ فِي بَيْتِهٖ فَرَخَّصَ لَهُ فَلَمَّا وَلّٰى دَعَاهُ فَقَالَ ((هَلْ تَسْمَعُ النِّدَآءَ بِالصَّلٰوةِ)) قَالَ نَعَمْ قَالَ ((فَأَجِبْ))

[1486]۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں ایک نابینا آدمی حاضر ہوا اور عرض کیا، اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے مسجد میں لانے والا کوئی آدمی نہیں ہے تو اس نے رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی۔ کہ اسے اپنے گھر میں نماز پڑھنے کی اجازت مرحمت فرمائیں تو آپ ﷺ نے اس کو اجازت دے دی جب اس نے پشت پھیر لی تو آپ نے اسے بلایا اور فرمایا: کیا تم نماز کے لیے بلاوا سنتے ہو؟ اس نے عرض کیا، جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: تو اسے قبول کرو، یعنی نماز کے لیے آؤ۔

[1486] اخرجه النسائي في (المجتبى) وفي الامامة، باب: المحافظة على الصلوات حيث ينادى بهن ٢/ ٦٣ و ٦٤۔ انظر (التحفة) برقم (١٤٨٢٢)

فائدہ :...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کا تقاضا اور مفاد یہی ہے کہ اس انسان کو نماز باجماعت کا اہتمام کرنا چاہیے جو مسجد میں آ سکتا ہے۔ اگرچہ اسے نابینا آدمی کی طرح محنت ومشقت برداشت کر کے آنا پڑے، اگر جماعت چھوڑنے کی رخصت مل سکتی تو نابینا انسان جس کو لانے والا بھی موجود نہ ہو اس کا سب سے زیادہ حقدار تھا اور آپ ﷺ نے اس کو بھی اجازت نہیں دی۔

۴۵...... بَابُ: صَلَاةِ الْجَمَاعَةِ مِنْ سُنَنِ الْهُدَى

باب ٤٥: جماعت کے لیے حاضر ہونا ہی ہدایت کی راہ ہے

[1487] ۲۵۶-(٦٥٤) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ الْعَبْدِيُّ قَالَ نَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ أَبِي زَائِدَةَ قَالَ نَا عَبْدُالْمَلِكِ بْنُ عُمَيْرٍ

عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ قَالَ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ لَقَدْ رَأَيْتُنَا وَمَا يَتَخَلَّفُ عَنِ الصَّلٰوةِ إِلَّا مُنَافِقٌ قَدْ عُلِمَ نِفَاقُهُ أَوْ مَرِيضٌ إِنْ كَانَ الْمَرِيضُ لَيَمْشِي بَيْنَ رَجُلَيْنِ حَتّٰى يَأْتِيَ الصَّلٰوةَ وَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَلَّمَنَا سُنَنَ الْهُدٰى وَإِنَّ مِنْ سُنَنِ الْهُدَى الصَّلٰوةَ فِي الْمَسْجِدِ الَّذِي يُؤَذَّنُ فِيهِ

[1487]۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، میں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دیکھا کہ نماز سے کسی ایسے شخص کے سوا کوئی پیچھے نہ رہتا جو منافق ہوتا تھا اور اس کے نفاق کا سب کو پتہ تھا، یا بیمار ہوتا تھا، ایسا بیمار بھی نماز کے لیے آتا تھا جو دو آدمیوں کے سہارے چل سکتا تھا، رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ہدایت کے طریقوں کی تعلیم دی اور ہدایت کے طریقوں میں سے یہ بھی ہے کہ نماز ایسی مسجد میں آ کر پڑھی جائے جس میں اذان دی جاتی ہے۔

[1488] ۲۵۷-(. . .) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ عَنْ أَبِي الْعُمَيْسِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْأَقْمَرِ عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَلْقَى اللّٰهَ غَدًا مُسْلِمًا فَلْيُحَافِظْ عَلٰى هٰؤُلَاءِ الصَّلَوَاتِ حَيْثُ يُنَادٰى بِهِنَّ فَإِنَّ اللّٰهَ شَرَعَ لِنَبِيِّكُمْ ﷺ سُنَنَ الْهُدٰى وَإِنَّهُنَّ مِنْ سُنَنِ الْهُدٰى وَلَوْ أَنَّكُمْ صَلَّيْتُمْ فِي بُيُوتِكُمْ كَمَا يُصَلِّي هٰذَا الْمُتَخَلِّفُ فِي بَيْتِهِ لَتَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ

[1487] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۹۵۰۰)

[1488] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب التشدید فی ترك الجماعة برقم (۵۵۰) والنسائی فی (المجتبی) فی الامامة، باب: المحافظة علی الصلوات حیث ینادی بهن ۲/ ۱۰۸ و ۱۰۹۔ انظر (التحفة) برقم (۹۵۰۲)

وَلَوْ تَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ لَضَلَلْتُمْ وَمَا مِنْ رَجُلٍ يَتَطَهَّرُ فَيُحْسِنُ الطُّهُورَ ثُمَّ يَعْمِدُ إِلَى مَسْجِدٍ مِنْ هٰذِهِ الْمَسَاجِدِ إِلَّا كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ بِكُلِّ خَطْوَةٍ يَخْطُوهَا حَسَنَةً وَيَرْفَعُهُ بِهَا دَرَجَةً وَيَحُطُّ عَنْهُ بِهَا سَيِّئَةً وَلَقَدْ رَأَيْتُنَا وَمَا يَتَخَلَّفُ عَنْهَا إِلَّا مُنَافِقٌ مَعْلُومُ النِّفَاقِ وَلَقَدْ كَانَ الرَّجُلُ يُؤْتَى بِهِ يُهَادَى بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ حَتَّى يُقَامَ فِي الصَّفِّ

[1488]۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا، جس انسان کو یہ بات پسند ہو کہ کل قیامت کے دن، اس کی اللہ تعالیٰ سے ملاقات مسلمان ہونے کی صورت میں ہو، وہ ان نمازوں کی پابندی (اہتمام) ان جگہوں میں کرے جہاں ان کے لیے بلایا جاتا ہے۔ یعنی نماز باجماعت ادا کرے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی کے لیے ہدایت کے طریقے مقرر کر دیئے ہیں اور نمازوں کا اہتمام ہدایت کے طریقوں میں سے ہے، یعنی ہدایت کا راہ عمل یہی ہے اور اگر تم نماز گھروں میں پڑھو گے جیسا کہ یہ جماعت سے پیچھے رہنے والا اپنے گھر میں پڑھتا ہے تو تم اپنے نبی کی راہ چھوڑ دو گے اور اگر تم اپنے نبی کے راستہ کو چھوڑ دو گے تو گمراہ ہو جاؤ گے جو آدمی بھی پاکیزگی حاصل کرتا ہے اور اچھی طرح وضو کرتا ہے، پھر ان مسجدوں میں سے کسی مسجد کا رخ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے ہر قدم کے بدلہ ایک نیکی لکھتا ہے اور ایک درجہ بلند فرماتا ہے۔ اور اس کا ایک گناہ مٹا دیتا ہے۔ اور میں نے اپنے ساتھیوں کو پایا کہ ہم میں سے کوئی ایک بھی جماعت سے پیچھے نہ رہتا تھا، سوائے ایسے منافق کے جس کا نفاق سب کو معلوم تھا ایک آدمی کو دو آدمیوں کے سہارے لا کر صف میں کھڑا کیا جاتا تھا۔

فوائد:...... ❶ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد زریں میں تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جماعت کا اہتمام کرتے تھے، کوئی بھی صحیح مسلمان جماعت سے پیچھے رہنے کا تصور نہیں کرتا تھا حتیٰ کہ بیمار ہونے کی صورت میں اگر انسان دو آدمیوں کے سہارے چل کر مسجد پہنچ سکتا تھا تو وہ اس کا بھی انتظام کرتے تھے اور بیماری کو بہانہ بنا کر بیماری کی شدت میں بھی جماعت سے پیچھے نہیں رہتے تھے۔ صرف ایسے لوگ ہی پیچھے رہتے تھے جن کا نفاق معروف و مشہور تھا، یا وہ ایسے بیمار ہوتے کہ دو آدمیوں کے سہارے پر چل کر بھی نہیں آ سکتے تھے، اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ کو نابینا ہونے کے باوجود جماعت سے پیچھے رہنے کی اجازت نہیں دی تھی۔ ❷ بقول عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جماعت کا اہتمام کرنا، مسلمان کی علامت و شناخت ہے اور ہدایت کا راستہ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا لائحہ عمل ہے، جماعت کو نظر انداز کرنا ہدایت اور نبی کے راستہ کو چھوڑ کر گمراہی کا راستہ اختیار کرنا ہے۔ ❸ جماعت کی حاضری کی خاطر مسجد میں جانے والے کو ہر قدم کے بدلہ ایک نیکی ملتی ہے، ایک برائی مٹتی ہے اور اس کا ایک درجہ بلند ہوتا ہے اور جماعت سے پیچھے رہنے والا ان تینوں خیرات و برکات سے محروم رہتا ہے۔ ❹ جماعت سے پیچھے رہنا منافق کی علامت ہے اور ایک مسلمان کو ہر حالت میں اس دھبہ سے محفوظ رہنے کی کوشش کرنی چاہیے اگر

ایک نابینا آدمی کو گھر میں نماز پڑھنے کی اجازت نہیں ہے تو آنکھوں والا کس طرح گھر میں نماز پڑھ سکتا ہے۔

٤٦...... بَابُ: النَّهْيِ عَنِ الْخُرُوجِ مِنَ الْمَسْجِدِ إِذَا أَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ

باب ٤٦: اذان کے بعد مسجد سے نکل کر جانا جائز نہیں

[1489] ٢٥٨ـ(٦٥٥) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا أَبُوالْأَحْوَصِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ الْمُهَاجِرِ عَنْ أَبِي الشَّعْثَاءِ قَالَ كُنَّا قُعُودًا فِي الْمَسْجِدِ مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ فَأَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ فَقَامَ رَجُلٌ مِّنَ الْمَسْجِدِ يَمْشِي فَأَتْبَعَهُ أَبُوهُرَيْرَةَ بَصَرَهُ حَتّٰى خَرَجَ مِنَ الْمَسْجِدِ فَقَالَ أَبُوهُرَيْرَةَ أَمَّا هٰذَا فَقَدْ عَصٰى أَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

[1489]۔ ابو شعثاء بتاتے ہیں کہ ہم مسجد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ موذن نے اذن دے دی تو ایک آدمی مسجد سے اٹھ کر چلنے لگا، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس پر اپنی نظریں جما دیں حتیٰ کہ وہ مسجد سے نکل گیا تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا اس آدمی نے ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی ہے۔

فائدہ:...... جب انسان مسجد میں موجود ہو تو بلا کسی ضرورت اور بغیر کسی عذر کے جماعت چھوڑ کر نہیں جانا چاہے، ہاں اگر کسی نے دوسری جگہ جماعت کرانی ہے یا مسجد میں پانی نہیں ہے اور اسے پیشاب و پاخانہ کی حاجت ہے یا وضو کر کے واپس آنے کی نیت ہے تو پھر وہ مسجد سے نکل سکتا ہے۔

[1490] ٢٥٩ـ(. .) وحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ الْمَكِّيُّ قَالَ نَا سُفْيَانُ هُوَ ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَشْعَثَ بْنِ أَبِي الشَّعْثَاءِ الْمُحَارِبِيِّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ وَرَاٰى رَجُلًا يَّجْتَازُ الْمَسْجِدَ خَارِجًا بَعْدَ الْأَذَانِ فَقَالَ أَمَّا هٰذَا فَقَدْ عَصٰى أَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

[1490] اشعث بن ابی الشعثاء: اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا جبکہ انہوں نے ایک آدمی کو اذان کے بعد مسجد سے باہر نکلتے دیکھا تو انہوں نے یہ کہا۔ رہا یہ تو اس نے ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی ہے۔

[1489] اخرجه ابو داود فى (سننه) فى الصلاة، باب: الخروج من المسجد بعد الاذان برقم (٥٣٦) والترمذى فى (جامعه) فى الصلاة، باب: ما جاء فى كراهية الخروج من المسجد بعد الاذان رقم (٢٠٤) والنسائى فى (المجتبى) فى الاذان، باب: التشديد فى الخروج من المسجد بعد الاذان ٢/ ٢٩ـ وابن ماجه فى (سننه) فى الاذان والسنة بها، باب: اذا اذن وانت فى المسجد فلا تخرج برقم (٧٣٣) انظر (التحفة) برقم (١٣٤٧٧)

[1490] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (١٤٨٧)

مفردات الحديث ❊ **يجتاز**: وہ گزرتا ہے، راستہ عبور کرتا ہے۔

۴۷...... بَابُ: فَضْلِ صَلَاةِ الْعِشَاءِ وَالصُّبْحِ فِيْ جَمَاعَةٍ

باب ۴۷: عشاء اور صبح کی نماز باجماعت ادا کرنے کی فضیلت

[1491] ٢٦٠ـ(٦٥٦)حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ انَا الْمُغِيرَةُ بْنُ سَلَمَةَ الْمَخْزُومِيُّ قَالَ انَا عَبْدُالْوَاحِدِ وَهُوَ ابْنُ زِيَادٍ قَالَ نَا عُثْمَانُ بْنُ حَكِيمٍ قَالَ نَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي عَمْرَةَ قَالَ دَخَلَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ الْمَسْجِدَ بَعْدَ صَلٰوةِ الْمَغْرِبِ فَقَعَدَ وَحْدَهُ فَقَعَدْتُ إِلَيْهِ فَقَالَ يَا ابْنَ أَخِي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((**مَنْ صَلَّى الْعِشَآءَ فِي جَمَاعَةٍ فَكَأَنَّمَا قَامَ نِصْفَ اللَّيْلِ وَمَنْ صَلَّى الصُّبْحَ فِي جَمَاعَةٍ فَكَأَنَّمَا صَلَّى اللَّيْلَ كُلَّهُ**))

[1491] ۔عبدالرحمٰن بن ابی عمرہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ شام کی نماز کے بعد مسجد میں تشریف لائے اور اکیلے بیٹھ گئے، میں بھی ان کے پاس بیٹھ گیا، انہوں نے فرمایا: اے بھتیجے! میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: جس نے عشاء کی نماز باجماعت ادا کی تو گویا اس نے آدھی رات تک قیام کیا اور جس نے صبح کی نماز بھی جماعت کے ساتھ پڑھی تو گویا اس نے ساری رات نوافل پڑھے۔

[1492] (. .) وحَدَّثَنِيهِ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ الْأَسَدِيُّ ح وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ جَمِيعًا عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي سَهْلٍ عُثْمَانَ بْنِ حَكِيمٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

[1492] یہی روایت ابوسہل عثمان بن حکیم سے ایک دوسرا راوی بھی اسی طرح نقل کرتا ہے۔

فائدہ:......عشاء اور صبح کی دونوں نمازوں کو جماعت سے ادا کرنا، اس قدر اجر وثواب اور خیر و برکت کا باعث ہے کہ انسان اپنا اکثر حصہ آرام اور نیند میں گزارنے کے باوجود پوری رات کی عبادت کا یا ڈیڑھ رات کی عبادت کا ثواب پالیتا ہے۔

[1491] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: فی فضل صلاة الجماعة برقم (٥٥٥) والترمذی فی (جامعه) فی الصلاة، باب: ما جاء فی فضل العشاء والفجر فی جماعة برقم (٢٢١) وقال: حديث عثمان حديث حسن صحيح۔ انظر (التحفة) برقم (٩٨٢٣)

[1492] تقدم تخريجه فی الحديث السابق برقم (١٤٨٩)

[1493] ٢٦١-(٦٥٧) وحَدَّثَنِي نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ قَالَ نَا بِشْرٌ يَعْنِي ابْنَ مُفَضَّلٍ عَنْ خَالِدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ سِيرِينَ قَالَ سَمِعْتُ جُنْدَبَ بْنَ عَبْدِاللهِ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ مَنْ صَلَّى الصُّبْحَ فَهُوَ فِي ذِمَّةِ اللهِ ((فَلا يَطْلُبَنَّكُمُ اللهُ مِنْ ذِمَّتِهِ بِشَيْءٍ فَيُدْرِكَهُ فَيَكُبَّهُ فِي نَارِ جَهَنَّمَ))

[1493] حضرت جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے صبح کی نماز پڑھی، وہ اللہ تعالیٰ کی امان یا ذمہ داری میں ہے تو اللہ تعالیٰ تم سے اپنی پناہ میں آنے والے کے بارے میں مطالبہ نہ کرے، (اگر کسی نے اس کی پناہ میں آنے والے کو ستایا اور اس نے اس کا مواخذہ کیا) تو وہ اس کو پکڑ کر جہنم میں اوندھے منہ ڈال دے گا۔

مفردات الحدیث ① **فی ذمة اللہ**: وہ اللہ کی امان اور پناہ میں ہے یا اس کی ضمانت اور ذمہ داری میں ہے۔ ② **من یطلبه من ذمته بشیء**: اگر کسی نے اس کی پناہ اور ذمہ داری کو کچھ نقصان پہنچایا پناہ میں آنے والے کو کچھ تکلیف پہنچا کر اس کی امان میں دخل اندازی کی۔ ③ **یُدْرِکه**: وہ اس کو پکڑ لے گا، وہ مواخذہ سے بچ نہیں سکے گا۔

[1494] ٢٦٢-(..) وحَدَّثَنِيهِ يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ قَالَ نَا إِسْمٰعِيلُ عَنْ خَالِدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ سِيرِينَ قَالَ سَمِعْتُ جُنْدَبًا الْقَسْرِيَّ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ ((مَنْ صَلَّى صَلٰوةَ الصُّبْحِ فَهُوَ فِي ذِمَّةِ اللهِ فَلا يَطْلُبَنَّكُمُ اللهُ مِنْ ذِمَّتِهِ بِشَيْءٍ فَإِنَّهُ مَنْ يَطْلُبْهُ مِنْ ذِمَّتِهِ بِشَيْءٍ يُدْرِكْهُ ثُمَّ يَكُبَّهُ عَلٰى وَجْهِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ))

[1494] حضرت جندب قسری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے صبح کی نماز پڑھ لی تو وہ اللہ کے حفظ و امان میں ہے تو اللہ تعالیٰ اپنی امان ذمہ داری میں آنے والے کے بارے میں کچھ بالکل نا کرے کیونکہ وہ جس سے اپنی امان کے بارے میں کچھ مطالبہ کرے گا وہ اسے پکڑ لے گا پھر اسے اوندھے منہ جہنم کی آگ میں ڈال دے گا۔

فائدہ ...... جندب قسری سے مراد جندب بن عکرمہ ہی ہے جو بجلی ہے شاید ان کا قسری قبیلہ سے تعلق ہو یا پڑوس ہو۔

[1493] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (٣٢٥٢)

[1494] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (٣٢٥٢)

[1495] (. .) و حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ جُنْدَبِ بْنِ سُفْيَانَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِهٰذَا وَلَمْ يَذْكُرْ ((فَيَكُبَّهُ فِي نَارِ جَهَنَّمَ))

[1495] یہی روایت حسن بصری جندب رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں لیکن آخری فقرہ یکبہ فی نار جھنم، اس کو جہنم میں اوندھے منہ پھینک دے گا۔ بیان نہیں کرتے۔

فوائد: ...... ❶ جندب بن سفیان بھی جندب بن عبد اللہ بجلی ہے اور سفیان اس کا دادا ہے کبھی نسبت باپ کی طرف کی گئی اور کبھی دادا کی۔ ❷ صبح کی نماز کا اہتمام اور پابندی کرنا تمام نمازوں کی پابندی اور انسان کے ایمان واخلاص کی دلیل ہے، اس لیے صبح کی نماز کی پابندی کرنے والا اللہ تعالیٰ کے تحفظ (پناہ) میں آ جاتا ہے اور اس کو کسی قسم کا نقصان اور اذیت پہنچانے والا، اس کے تحفظ اور ذمہ داری کو توڑ کر اللہ تعالیٰ کے غیض وغضب کا نشانہ بنتا ہے اور اپنے کیے کے وبال سے نہیں بچ سکتا۔ گویا کہ نمازوں کی حفاظت ونگہداشت، انسان کے تحفظ اور نگہداشت کی ضمانت ہے اور نمازوں کا ترک، اپنے آپ کو تحفظ اور نگہداشت سے محروم کرنا ہے اور آج کل کی بدامنی، دہشت گردی، غنڈہ گردی اور دنگا وفساد میں مسلمانوں کے تارک نماز ہونے کا بہت زیادہ دخل ہے کوئی نمازی اللہ تعالیٰ کی امان اور پناہ کو توڑنے کی جرأت نہیں کر سکتا۔

۴۸...... بَابُ: الرُّخْصَةِ فِي التَّخَلُّفِ عَنِ الْجَمَاعَةِ بِعُذْرٍ

باب ۴۸: عذر کی صورت میں نماز سے پیچھے رہ جانے کی اجازت

[1496] ۲۶۳-(۳۳) حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى التُّجِيبِيُّ قَالَ انَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ مَحْمُودَ بْنَ الرَّبِيعِ الْأَنْصَارِيَّ حَدَّثَهُ

أَنَّ عِتْبَانَ بْنَ مَالِكٍ وَهُوَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ مِمَّنْ شَهِدَ بَدْرًا مِنَ الْأَنْصَارِ أَنَّهُ أَتَى رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي قَدْ أَنْكَرْتُ بَصَرِي وَأَنَا أُصَلِّي لِقَوْمِي وَإِذَا كَانَتِ الْأَمْطَارُ سَالَ الْوَادِي الَّذِي بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ وَلَمْ أَسْتَطِعْ أَنْ آتِيَ مَسْجِدَهُمْ فَأُصَلِّيَ لَهُمْ وَدِدْتُ أَنَّكَ يَارَسُولَ اللّٰهِ تَأْتِي فَتُصَلِّيَ فِي مُصَلًّى أَتَّخِذُهُ مُصَلًّى قَالَ

[1495] اخرجه الترمذی فی (جامعه) فی الصلاة، باب: ما جاء فی فضل العشاء والفجر فی جماعة برقم (۲۲۲) انظر (التحفة) برقم (۳۲۵۵)

[1496] تقدم تخریجه فی الایمان، باب: الدلیل علی ان من مات علی التوحید دخل الجنة قطعا برقم (۱۴۸) و برقم (۱۴۹)

فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((سَأَفْعَلُ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ)) قَالَ عِتْبَانُ فَغَدَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَأَبُوبَكْرٍ الصِّدِّيقُ حِينَ ارْتَفَعَ النَّهَارُ فَاسْتَأْذَنَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَأَذِنْتُ لَهُ فَلَمْ يَجْلِسْ حَتّٰى دَخَلَ الْبَيْتَ ثُمَّ قَالَ ((أَيْنَ تُحِبُّ أَنْ أُصَلِّيَ مِنْ بَيْتِكَ)) قَالَ فَأَشَرْتُ إِلٰى نَاحِيَةٍ مِنَ الْبَيْتِ فَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَكَبَّرَ فَقُمْنَا وَرَاءَهُ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ قَالَ وَحَبَسْنَاهُ عَلٰى خَزِيرٍ صَنَعْنَاهُ لَهُ قَالَ فَثَابَ رِجَالٌ مِّنْ أَهْلِ الدَّارِ حَوْلَنَا حَتّٰى اجْتَمَعَ فِي الْبَيْتِ رِجَالٌ ذَوُو عَدَدٍ فَقَالَ قَائِلٌ مِنْهُمْ أَيْنَ مَالِكُ بْنُ الدُّخْشُنِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ ذٰلِكَ مُنَافِقٌ لَا يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا تَقُلْ لَهُ ذٰلِكَ أَلَا تَرَاهُ قَدْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ يُرِيدُ بِذٰلِكَ وَجْهَ اللّٰهِ)) قَالَ قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ فَإِنَّمَا نَرٰى وَجْهَهُ وَنَصِيحَتَهُ لِلْمُنَافِقِينَ قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((فَإِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَرَّمَ عَلَى النَّارِ مَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ يَبْتَغِي بِذٰلِكَ وَجْهَ اللّٰهِ)) قَالَ ابْنُ شِهَابٍ ثُمَّ سَأَلْتُ الْحُصَيْنَ بْنَ مُحَمَّدٍ الْأَنْصَارِيَّ وَهُوَ أَحَدُ بَنِي سَالِمٍ وَهُوَ مِنْ سَرَاتِهِمْ عَنْ حَدِيثِ مَحْمُودِ بْنِ الرَّبِيعِ فَصَدَّقَهُ بِذٰلِكَ

[1496]۔ حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ جو ان صحابہ کرام میں سے ہیں جو انصار سے جنگ بدر میں شریک ہوئے تھے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا، اے اللہ کے رسول ﷺ! میری نظر کمزور ہوگئی ہے اور میں اپنی قوم کو نماز پڑھاتا ہوں اور جب بارشیں ہوتی ہیں تو میرے اور ان کے درمیان والا نالہ بہنے لگتا ہے، جس کی وجہ سے میں ان کی مسجد میں نہیں پہنچ سکتا کہ میں انہیں نماز پڑھاؤں اور میں چاہتا ہوں۔ اے رسول اللہ ﷺ! آپ (میرے گھر) تشریف لائیں اور کسی جگہ نماز ادا فرمائیں تاکہ میں اس جگہ کو نماز گاہ بنا لوں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں ان شاء اللہ آؤں گا اور یہ کام کروں گا عتبان بتاتے ہیں کہ جب دن کافی بلند ہوگیا تو آپ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی معیت میں تشریف لائے، رسول اللہ ﷺ نے (اندر آنے کی) اجازت طلب فرمائی، میں نے اجازت دے دی۔ آپ گھر داخل ہو کر بیٹھے نہیں، پھر فرمایا: تم اپنے گھر میں کس جگہ میرے نماز پڑھنے کو پسند کرتے ہو؟ میں نے گھر کے ایک کونہ کی طرف اشارہ کیا تو رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہو کر تکبیر تحریمہ کہی اور ہم آپ کے پیچھے کھڑے ہوگئے تو آپ نے دو رکعتیں ادا کیں، پھر سلام پھیر دیا، ہم نے آپ کے لیے جو قیمہ کی آمیزش سے مالیدہ تیار کیا تھا اس کے لیے آپ کو روک لیا، عتبان بیان کرتے ہیں (آپ کی آمد کا سن کر) ہمارے محلّہ کے ہمارے گرد و نواح کے لوگ جمع ہوگئے حتیٰ کہ ہمارے گھر میں کافی

تعداد میں لوگ اکٹھے ہوگئے تو ان میں سے کسی نے پوچھا، مالک بن دخشن کہاں ہے؟ تو ان میں سے کسی نے کہا، وہ تو منافق ہے، اللہ اور اس کے رسول سے محبت نہیں رکھتا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس کے بارے میں یہ بات نہ کہو، کیا تمہیں معلوم نہیں اس نے اللہ کے چہرے کیلیے لا الہ الا اللہ کا اقرار کیا ہے؟ تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہا، اللہ اور اس کے رسول ہی بہتر جانتے ہیں، ہم تو اس کا رخ اور اس کی خیر خواہی منافقوں کے لیے دیکھتے ہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے ایسے شخص کے لیے آگ کو حرام قرار دیا ہے، جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کی خاطر لا الہ الا اللہ کا اقرار کرے۔ ابن شہاب کہتے ہیں میں نے بعد میں حصین بن محمد انصاری سے جو بنوسالم کے سرداروں میں سے ہیں، محمود بن ربیع کی اس حدیث کے بارے میں پوچھا تو اس نے محمود کی تصدیق کی۔

مفردات الحدیث ❶ **خزیرہ**: گوشت کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کرکے اس کو کھلے پانی میں پکانا اور پکنے کے بعد چولہے پر ہی گوشت پر آٹا چھڑک دینا۔ ❷ **ثاب رجال من اهل الدار**، محلہ کے بہت سارے لوگ جمع ہوگئے یہاں دار سے مراد محلہ ہے، احاطہ یا حویلی نہیں۔ ❸ **سراتهم**، سرات سری کی جمع ہے، سردار۔

فوائد:...... ❶ کسی صاحب علم وفضل شخصیت کو خیر وبرکت کے لیے گھر بلانا جائز ہے تاکہ اس سے کسی نیک کام کا افتتاح کروایا جائے۔ ❷ کسی متقی اور پرہیزگار شخصیت سے مسجد کا افتتاح کروانا اور اس سے نماز پڑھوانا جائز ہے، اسی طرح ضرورت کے لیے گھر میں نماز کے لیے جگہ مخصوص کرانا اور اس میں قابل احترام شخصیت سے نماز پڑھانے کی اپیل کرنا اور بعد میں خود اس جگہ نماز پڑھنا درست ہے۔ ❸ اگر کوئی انسان کسی بزرگ اور محترم شخصیت کو کسی نیک مقصد کی خاطر گھر میں بلائے تو اس کو اس کی دعوت کو قبول کرکے اس کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیے اور ایسے موقع پر کھانے کا اہتمام کرنا بھی درست ہے۔ ❹ وعدہ کو پورا کرنے کی نیت سے ان شاء اللہ کہنا چاہیے، اس کو فرار کا بہانا نہیں بنانا چاہیے۔ ❺ اگر کسی بزرگ اور قابل احترام شخصیت کو بلایا جائے تو وہ اپنے ساتھ اپنے رفیق کو لے جا سکتا ہے۔ ❻ اگر کسی شخص کو گھر بلایا جائے تو وہ بلا اجازت گھر میں داخل نہیں ہوسکتا۔ اس کو اندر داخل ہونے کے لیے اجازت لینی ہوگی۔ ❼ کسی شخص کو جس مقصد کے لیے بلایا جائے، اسے سب سے پہلے اس کو پورا کرنا چاہیے۔ ❽ کبھی کبھار نفل باجماعت ادا کیے جا سکتے ہیں اور ان کی کم از کم تعداد دو ہے۔ ❾ اگر کسی جگہ کوئی بزرگ شخصیت آئے تو اس کی خدمت اور اس سے فیض (دینی مسائل) حاصل کرنے کے لیے وہاں کے لوگوں کو جمع ہونا چاہیے۔ ❿ اگر کوئی انسان کسی مجبوری اور عذر کی بنا پر مسجد میں حاضر نہ ہوسکتا ہو۔ تو اس کے لیے گھر پر نماز پڑھنا جائز ہے۔ ⓫ کسی قرینہ کی بنا پر کسی پر نقد وتبصرہ کرنا یہ الزام تراشی اور جرم نہیں ہے۔ لیکن اگر سننے والے کے سامنے اس سے بہتر قرینہ اور علامت اس کے خلاف موجود ہو تو اس کو نقد اور تبصرہ کرنے والے کی اصلاح کرنی چاہیے کہ تمہارا قیافہ درست نہیں ہے۔ ⓬ منافقوں سے میل جول رکھنا، جبکہ انسان خود ان

سے متاثر نہ ہو اور ان کی حرکات کو درست نہ سمجھتا ہو جائز ہے۔ ⑬ لا الٰہ الا اللہ دین کو قبول کرنے کا عنوان ہے۔ اور اس بات کا عہد کرنا ہے کہ میں مکمل دین کو قبول کرتا ہوں اور اس پر عمل پیرا ہونے کا عہد کرتا ہوں۔ ⑭ صدق دل سے دین کو قبول کرنا اور اس پر عمل پیرا ہونے کا جذبہ خالص رکھنا، جنت میں جانے کی ضمانت ہے۔ ⑮ اس حدیث سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ آپ لوگوں کے دلوں کے حالات سے آگاہ تھے، کیونکہ آپ نے، ابن دخشن کو منافق کہنے والے کو مخاطب کر کے فرمایا تھا: الا تـراه، کیا تم اس کو دیکھتے نہیں ہو کہ اس نے لا الٰہ الا اللہ کا اقرار، اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے کیا ہے تو کیا وہ انسان اس کے دل کے حالات سے آگاہی حاصل کر سکتا تھا، کسی کے اعمال وافعال اور سیرت وکردار کو دیکھ کر۔ اس کے بارے میں فیصلہ کیا جا سکتا ہے، قرآن مجید میں آپ کو مخاطب کر کے فرمایا گیا ہے: ﴿فَلَعَرَفْتَهُمْ بسيمهم ولتعرفنهم فی لحن القول﴾ آپ ان کو علامت سے پہچان لیں گے اور آپ ان کو ان کے بات کرنے کے ڈھنگ اور اسلوب سے جان لیں گے۔ دلوں کے حالات کے بارے میں تو فرمایا گیا: لَا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ، (التوبہ) آپ ان کو نہیں جانتے ہم ہی ان کو جانتے ہیں۔ ⑯ نابینا انسان امام بن سکتا ہے۔

[1497] ٢٦٤-(..) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ كِلَاهُمَا عَنْ عَبْدِالرَّزَّاقِ قَالَ أَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي

مَحْمُودُ بْنُ رَبِيعٍ عَنْ عِتْبَانَ بْنِ مَالِكٍ قَالَ أَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِمَعْنٰى حَدِيثِ يُونُسَ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ فَقَالَ رَجُلٌ أَيْنَ مَالِكُ بْنُ الدُّخْشُنِ أَوِ الدُّخَيْشِنِ وَزَادَ فِي الْحَدِيثِ قَالَ مَحْمُودٌ فَحَدَّثْتُ بِهٰذَا الْحَدِيثِ نَفَرًا فِيهِمْ أَبُو أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيُّ فَقَالَ مَا أَظُنُّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَا قُلْتَ قَالَ فَحَلَفْتُ إِنْ رَجَعْتُ إِلٰى عِتْبَانَ أَنْ أَسْأَلَهُ قَالَ فَرَجَعْتُ إِلَيْهِ فَوَجَدْتُهُ شَيْخًا كَبِيرًا قَدْ ذَهَبَ بَصَرُهُ وَهُوَ إِمَامُ قَوْمِهِ فَجَلَسْتُ إِلٰى جَنْبِهِ فَسَأَلْتُهُ عَنْ هٰذَا الْحَدِيثِ فَحَدَّثَنِيهِ كَمَا حَدَّثَنِيهِ أَوَّلَ مَرَّةٍ قَالَ الزُّهْرِيُّ ثُمَّ نَزَلَتْ بَعْدَ ذٰلِكَ فَرَائِضُ وَأُمُورٌ نَرٰى أَنَّ الْأَمْرَ انْتَهٰى إِلَيْهَا فَمَنِ اسْتَطَاعَ أَنْ لَا يَغْتَرَّ فَلَا يَغْتَرَّ

[1497]۔ ایک دوسری سند سے امام صاحب مذکورہ بالا حدیث بیان کرتے ہیں، اس میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ ایک آدمی نے کہا، مالک بن دخشن یا دخیشن کہاں ہے؟ اور یہ اضافہ ہے، محمود کہتے ہیں میں نے یہ حدیث چند

[1497] تقدم تخريجه في الايمان، باب الدليل على ان من مات على التوحيد دخل الجنة قطعا برقم (١٤٨) و برقم (١٤٩)

لوگوں کو (جن میں ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے سنائی۔ تو انہوں نے کہا، میں نہیں سمجھتا کہ جو بات تم بیان کرتے ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہو۔ تو میں نے دل میں قسم اٹھائی کہ اگر میں عتبان کو دوبارہ ملوں گا تو ان سے یہ حدیث پوچھوں گا، میں ان کے پاس دوبارہ آیا تو وہ بہت بوڑھے ہو چکے تھے، ان کی بینائی ختم ہو چکی تھی لیکن وہ اپنی قوم کے امام تھے تو میں ان کے پہلو میں بیٹھ گیا اور ان سے اس حدیث کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے مجھے پہلے کی طرح سارا واقعہ سنایا۔ زہری کہتے ہیں اس واقعہ کے بعد بہت سے احکام نازل ہوئے اور بہت سی چیزیں فرض ہوئیں، ہمارے خیال میں ان کے بعد دین مکمل ہو گیا، لہٰذا جو انسان عتبان رضی اللہ عنہ کی حدیث کے ظاہری مفہوم سے دھوکا نہ کھانا چاہتا ہو وہ ہماری وضاحت سے دھوکا کھانے سے بچ جائے۔

فائدہ:...... امام زہری کا مقصد یہ ہے کہ عتبان رضی اللہ عنہ کی حدیث کا تعلق ابتدائے اسلام سے ہے، جبکہ ابھی دین کے بہت سے فرائض اور احکام نازل نہیں ہوئے تھے۔ اس لیے کوئی انسان اس دھوکا میں مبتلا نہ ہو کہ محض کلمہ کے اقرار سے انسان آگ سے بچ جائے گا اور حضرت ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے بھی یہی مفہوم لے کر (کہ محض کلمہ نجات کا باعث ہے) اس کا فرمان نبوی ہونے سے انکار کیا، لیکن ہمارے بیان کردہ مفہوم کے مطابق، اس حدیث میں کوئی اشکال نہیں ہے اور اس کی پوری وضاحت کتاب الایمان میں گزر چکی ہے۔

[1498] ٢٦٥-(. .) و حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ انَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ

عَنْ مَحْمُودِ بْنِ الرَّبِيعِ قَالَ إِنِّي لَأَعْقِلُ مَجَّةً مَجَّهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ مِنْ دَلْوٍ فِي دَارِنَا قَالَ مَحْمُودٌ فَحَدَّثَنِي عِتْبَانُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ بَصَرِي قَدْ سَاءَ وَسَاقَ الْحَدِيثَ إِلٰى قَوْلِهٖ فَصَلّٰى بِنَا رَكْعَتَيْنِ وَحَبَسْنَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى جَشِيشَةٍ صَنَعْنَاهَا لَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ مَا بَعْدَهُ مِنْ زِيَادَةِ يُونُسَ وَمَعْمَرٍ

[1498]۔ حضرت محمود بن ربیع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے اس کلی کی سمجھ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے گھر میں ایک ڈول سے (پانی لے کر) کی تھی، محمود کہتے ہیں کہ مجھے عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میری نظر میں خرابی پیدا ہو گئی ہے اور دو رکعات نماز پڑھانے تک واقعہ سنایا اور یہ کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے جو کھانا تیار کیا تھا، اس کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو روک لیا، اس کے بعد یونس اور معمر نے جو اضافہ کیا، وہ بیان نہیں کیا۔

[1498] تقدم تخريجه في الايمان، باب: الدليل على ان من مات على التوحيد دخل الجنة قطعا برقم (١٤٨) و برقم (١٤٩)

مفردات الحدیث ✲ جشیشة: باریک آٹا ہنڈیاں میں پکا کر اس پر گوشت یا کھجوریں بکھیرنا۔

۴۹...... بَاب: جَوَازِ الْجَمَاعَةِ فِي النَّافِلَةِ وَالصَّلٰوةِ عَلٰى حَصِيرٍ وَخُمْرَةٍ وَثَوْبٍ وَغَيْرِهَا مِنَ الطَّاهِرَاتِ

باب ۴۹: نفل نماز باجماعت پڑھانا اور پاک چٹائی، بوریئے اور کپڑے وغیرہ پر نماز پڑھنا جائز ہے

[1499] ۲۶۶-(۶۵۸) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنْ إِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ
عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ جَدَّتَهُ مُلَيْكَةَ دَعَتْ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ لِطَعَامٍ صَنَعَتْهُ فَأَكَلَ مِنْهُ ثُمَّ قَالَ ((قُومُوا فَأُصَلِّيَ لَكُمْ)) قَالَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ فَقُمْتُ إِلٰى حَصِيرٍ لَنَا قَدْ اسْوَدَّ مِنْ طُولِ مَا لُبِسَ فَنَضَحْتُهُ بِمَاءٍ فَقَامَ عَلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَصَفَفْتُ أَنَا وَالْيَتِيمُ وَرَاءَهُ وَالْعَجُوزُ مِنْ وَرَائِنَا فَصَلّٰى لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ انْصَرَفَ

[1499]۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ان کی دادی ملیکہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کو آپ کے لیے تیار کردہ کھانے کے لیے بلایا، آپ ﷺ نے اس سے کھایا پھر فرمایا: اٹھو! میں تمہیں نماز پڑھا دوں۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں تو میں اپنی ایک چٹائی کی طرف گیا جو کثرت استعمال سے سیاہ ہو چکی تھی، اس کو پانی سے دھویا، پھر اس چٹائی پر رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو گئے اور میں نے ایک یتیم بچے کے ساتھ آپ کے پیچھے صف بنا لی اور بڑھیا ہمارے پیچھے کھڑی ہو گئی تو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں دو رکعتیں پڑھائیں، پھر تشریف لے گئے۔

مفردات الحدیث ✲ **من طول ما لبس**: کثرت استعمال کی بنا پر یہاں لباس استعمال کے معنی میں ہے، یعنی کافی دیر سے وہ چٹائی بچھی ہوئی تھی، اس لیے گرد و غبار پڑنے سے سیاہ ہو چکی تھی۔

[1499] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الصلاة، باب: الصلاة على الحصير برقم (۳۸۰) وفي الاذان: باب: وضوء الصبيان برقم (۸۶۰) وابو داود في (سننه) في الصلاة، باب اذا كانوا ثلاثة كيف يقومون (۶۱۲) واخرجه الترمذي في (جامعه) في الصلاة، باب: ما جاء في الرجل يصلي ومعه الرجال والنساء برقم (۲۳۴) والنسائي في (المجتبى) في الامامة۔ اذا كانوا ثلاثة وامراة برقم (۸۰۰) انظر (التحفة) برقم (۱۹۷)

فوائد: ...... ❶ کسی صاحب علم وفضل کے لیے کھانا تیار کرنا اور اس کے لیے اس کو اپنے گھر بلانا درست ہے۔ ❷ کسی مقصد کے لیے نماز کے اوقات کے سوا بغیر گھر والوں کے مطالبہ کے ان کے گھر میں نفل نماز باجماعت ادا کرنا درست ہے اور گھر میں بچوں اور عورتوں کو نماز کا طریقہ سکھانے کے لیے جماعت کرانا صحیح ہے۔ ❸ اگر امام کے ساتھ دو مقتدی ہوں تو وہ پیچھے کھڑے ہوں گے اور عورت بچوں کی صف میں بھی کھڑی نہیں ہوسکتی۔ ❹ زمین پر کوئی پاک چیز بچھا کر اس پر نماز پڑھی جاسکتی ہے، مٹی پر نماز پڑھنا لازم نہیں ہے۔

[1500] ٢٦٧-(٦٥٩) وحَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ وَأَبُو الرَّبِيعِ كِلَاهُمَا عَنْ عَبْدِالْوَارِثِ قَالَ شَيْبَانُ نَا عَبْدُالْوَارِثِ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَحْسَنَ النَّاسِ خُلُقًا فَرُبَّمَا تَحْضُرُ الصَّلٰوةُ وَهُوَ فِي بَيْتِنَا فَيَأْمُرُ بِالْبِسَاطِ الَّذِي تَحْتَهُ فَيُكْنَسُ ثُمَّ يُنْضَحُ ثُمَّ يَؤُمُّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَنَقُومُ خَلْفَهُ فَيُصَلِّي بِنَا وَكَانَ بِسَاطُهُمْ مِنْ جَرِيدِ النَّخْلِ

[1500]۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سب لوگوں سے اعلیٰ وعمدہ اخلاق سے متصف تھے، بسا اوقات آپ ہمارے گھر میں تشریف فرما ہوتے اور (نفلی) نماز کا وقت ہو جاتا تو آپ جس چٹائی پر بیٹھے ہوتے اس کو صاف کرنے کا حکم دیتے، پھر اس کو دھویا جاتا، پھر رسول اللہ ﷺ امامت کرواتے، ہم آپ کے پیچھے کھڑے ہو جاتے تو آپ ہمیں نماز پڑھا دیتے اور ان کا بچھونا (چٹائی) کھجور کے پتوں کا تھا۔

مفردات الحدیث ❶ يُكْنَسُ، كنس سے ہے، صاف کرنا، جھاڑنا۔ ❷ يُنْضَحُ، نَضْحٌ سے ہے، دھونا۔

فائدہ: ...... آپ ﷺ اپنے ساتھیوں کے ساتھ گھل مل کر رہتے تھے، تکلف اور تصنع سے کام نہیں لیتے، گھر میں عام استعمال ہونے والی چٹائی پر بیٹھ جاتے اور نماز کے وقت اس کو صاف کروا کر اس پر نماز پڑھ لیتے اور یہ نفلی نماز ہوتی تھی، فرض نماز آپ مسجد میں پڑھاتے تھے۔

[1500] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الادب، باب: الانبساط الی الناس برقم (٦١٢٩) وفی باب الكنية للصبی وقبل ان يولد الرجل برقم (٦٢٠٣) ومسلم فی (صحیحه) فی الاداب: باب: استحباب تحنيك المولود عند ولادته وحمله الی صالح يحنكه وجواز تسميته يوم ولادته واستحباب التسمية بعبد الله وابراهيم وسائر اسماء الانبياء عليهم السلام برقم (٥٥٨٧) وفی الفضائل، باب: كان رسول الله ﷺ احسن الناس خلقا برقم (٥٩٧١) والترمذی فی (جامعه) فی الصلاة، باب: ما جاء فی الصلاة علی البسط برقم (٣٣٣) ←

[1501] ٢٦٨-(٦٦٠) حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ قَالَ نَا سُلَيْمَانُ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ دَخَلَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَيْنَا وَمَا هُوَ إِلَّا أَنَا وَأُمِّي وَأُمُّ حَرَامٍ خَالَتِي فَقَالَ ((قُومُوا فَلِأُصَلِّيَ)) بِكُمْ فِي غَيْرِ وَقْتِ صَلٰوةٍ فَصَلّٰى بِنَا فَقَالَ رَجُلٌ لِثَابِتٍ أَيْنَ جَعَلَ أَنَسًا مِنْهُ قَالَ جَعَلَهُ عَلٰى يَمِينِهِ ثُمَّ دَعَا لَنَا أَهْلَ الْبَيْتِ بِكُلِّ خَيْرٍ مِنْ خَيْرِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ فَقَالَتْ أُمِّي يَا رَسُولَ اللّٰهِ خُوَيْدِمُكَ ادْعُ اللّٰهَ لَهُ قَالَ فَدَعَا لِي بِكُلِّ خَيْرٍ وَكَانَ فِي آخِرِ مَا دَعَا لِي بِهِ أَنْ قَالَ ((اَللّٰهُمَّ أَكْثِرْ مَالَهُ وَوَلَدَهُ وَبَارِكْ لَهُ فِيهِ))

[1501]۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے ہاں تشریف لائے اور (گھر میں) صرف میں، میری والدہ اور میری خالہ ام حرام موجود تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا: اٹھو، میں تمہیں نماز پڑھادوں، حالانکہ یہ کسی (فرض) نماز کا وقت نہ تھا، ایک آدمی نے (انس کے شاگرد) ثابت سے پوچھا، آپ نے انس کو کہاں کھڑا کیا تھا؟ تو انہوں نے جواب دیا، آپ نے انس کو اپنے دائیں کھڑا کیا تھا، انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ پھر آپ نے ہمارے لیے یعنی ہمارے گھرانے کے لیے دنیا اور آخرت کی ہر قسم کی بھلائی کی دعا فرمائی تو میری ماں نے عرض کی، اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ کا چھوٹا اور پیارا خادم (انس) اس کے حق میں دعا فرمائیں، آپ نے میرے لیے ہر قسم کی خیر کی دعا فرمائی اور میرے لیے دعا کرتے ہوئے آخر میں دعا کی: اے اللہ! اس کو مال اور اولاد کثرت سے عنایت فرما اور اس میں اس کے لیے برکت ودیعت فرما۔

فوائد: ...... ❶ **اللہ تعالیٰ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حق میں آپ کی دعا قبول فرمائی، آپ کے سو سے اوپر بچے (بیٹے، پوتے اور پوتیاں وغیرہ) تھے اور آپ کا (انس) باغ ہر سال دو دفعہ پھل دیتا تھا اور آپ کو ہر قسم کی فراوانی اور خوشحالی میسر تھی۔ ❷ اگر امام کے ساتھ نماز پڑھنے والا صرف ایک ہو تو وہ امام کے دائیں طرف کھڑا ہوگا۔**

[1502] ٢٦٩-(..) وحَدَّثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ نَا أَبِي قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الْمُخْتَارِ سَمِعَ مُوسَى بْنَ أَنَسٍ يُحَدِّثُ

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ صَلّٰى بِهِ وَبِأُمِّهِ أَوْ خَالَتِهِ قَالَ فَأَقَامَنِي عَنْ يَمِينِهِ وَأَقَامَ الْمَرْأَةَ خَلْفَنَا

← وقال: حديث انس حديث حسن صحيح وفي البر والصلة، باب: ما جاء في المزاح برقم (١٩٨٩) مختصرا وابن ماجه في (سننه) في الادب باب: المزاح برقم (٣٧٢٠) انظر (التحفة) برقم (١٦٩٢)

[1501] اخرجه مسلم في (صحيحه) في فضائل الصحابة، برقم (٦٣٨٣) والنسائي في (المجتبى) في الامامة، باب: اذا كانوا رجلين وامراتين ٢/ ٨٦۔ انظر (التحفة) برقم (٤٠٩)

[1502] اخرجه ابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: الرجلين يوم احدهما صاحبه كيف

[1502]۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے اس کی والدہ اور اس کی خالہ کو نماز پڑھائی، آپ نے مجھے اپنے دائیں طرف کھڑا کیا اور عورتوں کو ہمارے پیچھے کھڑا کیا۔

فائدہ:...... عورتوں کی صف الگ ہوگی وہ مردوں یا بچوں کی صف میں شریک نہیں ہوں گی۔

[1503] (..) وحَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ح و حَدَّثَنِيهِ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ يَعْنِي ابْنَ مَهْدِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ

[1503] امام مسلم نے مذکورہ بالا روایت دوسرے اساتذہ کے واسطے سے بھی بیان کی ہے۔

[1504] ٢٧٠-(٥١٣) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ قَالَ انَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ ح و حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا عَبَّادُ بْنُ الْعَوَّامِ كِلَاهُمَا عَنِ الشَّيْبَانِيِّ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ شَدَّادٍ قَالَ حَدَّثَتْنِي عَنْ مَيْمُونَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي وَأَنَا حِذَآئَهُ وَرُبَّمَا أَصَابَنِي ثَوْبُهُ إِذَا سَجَدَ وَكَانَ يُصَلِّي عَلَى خُمْرَةٍ

[1504]۔ رسول اللہ ﷺ کی زوجہ محترمہ میمونہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، رسول اللہ ﷺ میرے برابر کھڑے ہو کر نماز پڑھتے اور بعض اوقات سجدہ کرتے وقت آپ کا کپڑا مجھے لگ جاتا تھا اور آپ بوریئے (چھوٹی چٹائی) پر نماز پڑھتے تھے۔

فائدہ:...... انسان اپنی بیوی کے برابر کھڑے ہو کر (گھر میں) نماز پڑھ سکتا ہے۔

[1505] ٢٧١-(٦٦١) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُوكُرَيْبٍ قَالَا نَا أَبُو مُعَاوِيَةَ ح و حَدَّثَنِي

يقومان برقم (٦٠٩) والنسائی فی (المجتبى) فی الامامة، باب: اذا كانوا رجلين وامراتين ٢/ ٨٦۔ وابن ماجه فی (سننه) فی اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: الاثنان جماعة برقم (٩٧٥) انظر (التحفة) برقم (١٦٠٩)

[1503] تقدم تخريجه فی الحديث السابق برقم (١٥٠٠)

[1504] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الحيض، باب: (٣٠) برقم (٣٣٣) وفی الصلاة باب: اذا اصاب ثوب المصلی امراته اذا سجد برقم (٣٧٩) وفی باب: اذا صلى الى فراش منه حائض برقم (٥١٨) وابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: الصلاة على الخمرة برقم (٦٥٦) وابن ماجه فی (سننه) فی اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: الصلاة على الخمرة برقم (١٠٢٨) مختصرا۔ انظر (التحفة) برقم (١٨٠٦٠)

[1505] اخرجه الترمذی فی (جامعه) فی الصلاة، باب: ما جاء فی الصلاة على الحصير برقم ←

سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ جَمِيعًا عَنِ الْأَعْمَشِ ح و حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ انَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ قَالَ نَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ نَا

أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَوَجَدَهُ يُصَلِّي عَلَى حَصِيرٍ يَسْجُدُ عَلَيْهِ

[1505] ۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو دیکھا آپ چٹائی پر نماز پڑھ رہے ہیں اور اس پر سجدہ کرتے ہیں۔

فائدہ: ......نماز میں پیشانی زمین پر لگانا ضروری نہیں ہے، حضرت عمر بن عبدالعزیز تواضع اور عجز وفروتنی کے اظہار کی خاطر، زمین پر نماز پڑھنے کا حکم دیتے تھے۔

۵۰...... بَاب: فَضْلِ صَلٰوةِ الْجَمَاعَةِ وَانْتِظَارِ الصَّلٰوةِ

باب ۵۰: باجماعت نماز پڑھنے کی فضیلت اور اس کے لیے نماز کا انتظار کرنا

[1506] ۲۷۲-(۶۴۹) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ جَمِيعًا عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ قَالَ أَبُو كُرَيْبٍ نَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((صَلٰوةُ الرَّجُلِ فِي جَمَاعَةٍ تَزِيدُ عَلَى صَلٰوتِهِ فِي بَيْتِهِ وَصَلٰوتِهِ فِي سُوقِهِ بِضْعًا وَعِشْرِينَ دَرَجَةً وَذٰلِكَ أَنَّ أَحَدَهُمْ إِذَا تَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوءَ ثُمَّ أَتَى الْمَسْجِدَ لَا يَنْهَزُهُ إِلَّا الصَّلٰوةُ لَا يُرِيدُ إِلَّا الصَّلٰوةَ فَلَمْ يَخْطُ خَطْوَةً إِلَّا رُفِعَ لَهُ بِهَا دَرَجَةٌ وَحُطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِيئَةٌ حَتّٰى يَدْخُلَ الْمَسْجِدَ فَإِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ كَانَ فِي الصَّلٰوةِ مَا كَانَتِ الصَّلٰوةُ هِيَ تَحْبِسُهُ وَالْمَلَائِكَةُ يُصَلُّونَ عَلٰى أَحَدِكُمْ مَا دَامَ فِي مَجْلِسِهِ الَّذِي صَلّٰى فِيهِ يَقُولُونَ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ اَللّٰهُمَّ تُبْ عَلَيْهِ مَا لَمْ يُؤْذِ فِيهِ مَا لَمْ يُحْدِثْ فِيهِ))

← (۳۳۲) وحديث ابي سعيد حديث حسن- وابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: الصلاة على الخمرة برقم (۱۰۲۹) وفي: باب الصلاة في الثوب الواحد برقم (۱۰۴۸) انظر (التحفة) برقم (۳۹۸۲)

[1506] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الصلاة، باب: الصلاة في مسجد السوق برقم (۴۷۷) وابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: ما جاء في فضل المشي الى الصلاة برقم (۵۵۹) وابن ماجه في (سننه) في المساجد والجماعات، باب: فضل الصلاة في جماعة برقم (۷۸۶) انظر (التحفة) برقم (۱۲۵۰۲)

[1506] ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آدمی کا جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا اس کے اکیلے گھر میں یا اکیلے بازار میں نماز پڑھنے سے بیس سے زائد درجہ ثواب کا باعث ہے کیونکہ جب کوئی نمازی وضو کرتا ہے اور اچھی طرح وضو کرتا ہے، پھر وہ مسجد میں آتا ہے اور صرف نماز ہی کی خاطر اٹھتا ہے۔ صرف نماز ہی کا ارادہ کرتا ہے تو وہ جو قدم بھی اٹھاتا ہے، اس کے بدلہ میں اس کا ایک درجہ بلند ہوتا ہے اور ایک گناہ اس کے سبب مٹا دیا جاتا ہے، حتیٰ کہ وہ اس طرح مسجد میں داخل ہو جاتا ہے، پھر جب وہ مسجد میں داخل ہو جاتا ہے تو جب تک نماز اس کو روکے رکھتی ہے (نماز کا انتظار کرتا ہے) وہ نماز میں سمجھا جاتا ہے اور تم میں سے کوئی ایک جب تک اپنے نماز پڑھنے والی جگہ میں رہتا ہے فرشتے اس کے حق میں یہ دعا کرتے رہتے ہیں، وہ کہتے ہیں: اے اللہ! اس پر رحم فرما، اے اللہ اس کو بخشش دے، اے اللہ! اس پر نظر رحمت فرما، اس کی توبہ قبول فرما جب تک وہ تکلیف نہیں پہنچاتا۔ جب تک کوئی نیا کام نہیں کرتا۔

مفردات الحدیث ❶ **لَا يَنْهَزُهُ**: اس کو نماز کے سوا کوئی چیز نہیں اٹھاتی، آگے لا یرید الا الصلوة، اس کی تفسیر و توضیح ہے کہ وہ صرف نماز ہی کا ارادہ کرتا ہے۔ ❷ **خُطْوَة**: پیش کے ساتھ، قدم۔ ❸ **خَطْوَة** زبر کے ساتھ، ایک قدم اٹھانا۔ ❹ **مالم یوذ** کی تفسیر ہے **مالم یحدث**، یعنی ہوا خارج کر کے حاضرین (فرشتوں، انسانوں) کو اذیت و تکلیف پہنچایا، یا اس (مسجد) میں خلاف شریعت کسی حرکت کا ارتکاب کرنا۔

فائدہ:...... یہ حدیث پیچھے گزر چکی ہے اور وہاں اس کے فوائد گزر چکے ہیں، مقصد یہ ہے کہ دور کی مسافت سے آنے والے نمازی کو قدم زیادہ اٹھانے پڑتے ہیں، اس لیے اس کو اجر و ثواب بھی زیادہ ملتا ہے اور انسان جب تک مسجد میں نماز کے انتظار میں بیٹھتا ہے وہ نماز کے حکم میں ہوتا ہے اور فرشتوں کی دعاؤں کا حقدار ٹھہرتا ہے، اس لیے اس کو مسجد میں ادب و احترام اور وقار کے ساتھ بیٹھنا چاہیے اور کوئی ایسی حرکت نہیں کرنی چاہیے جو دوسروں کے لیے تکلیف دہ ہو۔

[1507] (. .) حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَمْرٍو الْأَشْعَثِيُّ قَالَ انَا عَبْثَرٌ ح و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَكَّارِ بْنِ الرَّيَّانِ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ زَكَرِيَّاءَ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ كُلُّهُمْ عَنِ الْأَعْمَشِ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ بِمِثْلِ مَعْنَاهُ

[1507] امام صاحب نے اپنے دوسرے اساتذہ سے بھی، اعمش کی سند ہی سے اس کے ہم معنی روایت نقل کی ہے۔

[1508] ٢٧٣ـ(. .) وحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ نَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيِّ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ

[1507] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٢٣٣٤) وبرقم (١٢٤٠١) وبرقم (١٢٤١٥)

[1508] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٤٤٣٧)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِنَّ الْمَلَائِكَةَ تُصَلِّي عَلَى أَحَدِكُمْ مَا دَامَ فِي مَجْلِسِهِ تَقُولُ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ اللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ مَا لَمْ يُحْدِثْ وَأَحَدُكُمْ فِي صَلٰوةٍ مَا كَانَتِ الصَّلٰوةُ تَحْبِسُهُ))

[1508] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی ایک جب تک نماز پڑھنے کی جگہ بیٹھا رہتا ہے، فرشتے اس کے حق میں یوں دعا کرتے ہیں: اے اللہ! اس کو بخش دے، اے اللہ! اس پر رحم فرما جب تک وہ بے وضو نہیں ہوتا اور جب تک تم میں سے کوئی شخص نماز کی خاطر رکا ہوا ہے وہ نماز ہی میں ہوتا ہے۔

[1509] ۲۷۴۔(۔ ۔) و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ نَا بَهْزٌ قَالَ نَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَبِي رَافِعٍ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((لَا يَزَالُ الْعَبْدُ فِي صَلٰوةٍ مَا كَانَ فِي مُصَلَّاهُ يَنْتَظِرُ الصَّلٰوةَ وَتَقُولُ الْمَلَائِكَةُ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ اللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ حَتّٰى يَنْصَرِفَ أَوْ يُحْدِثَ قُلْتُ مَا يُحْدِثُ قَالَ يَفْسُو أَوْ يَضْرِطُ))

[1509] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بندہ نماز ہی میں ہوتا ہے جب تک وہ نماز کے انتظار میں نماز گاہ میں رہتا ہے اور فرشتے دعا کرتے ہیں: اے اللہ! اسے معاف فرما، اے اللہ! اس پر رحمت فرما، حتیٰ کہ وہ چلا جائے یا وضو توڑ دے۔ ابو رافع کہتے ہیں، میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا: یُحْدِثُ کا مطلب کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا، آہستہ یا بلند آواز سے ہوا خارج کردے۔

[1510] ۲۷۵۔(۔ ۔) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((لَا يَزَالُ أَحَدُكُمْ فِي صَلٰوةٍ مَا دَامَتِ الصَّلٰوةُ تَحْبِسُهُ لَا يَمْنَعُهُ أَنْ يَنْقَلِبَ إِلٰى أَهْلِهِ إِلَّا الصَّلٰوةُ))

[1510] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے ہر ایک نماز میں ہوتا ہے جب تک نماز اسے روکے رکھتی ہے، گھر کی طرف پلٹنے سے نماز ہی رکاوٹ بنی ہے۔

[1509] اخرجه ابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: في فضل القعود في المسجد برقم (٤٧١) انظر (التحفة) برقم (١٤٦٥١)

[1510] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الاذان، باب: من جلس في المسجد ينتظر الصلاة وفضل المساجد برقم (٦٥٩) وابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: في فضل القعود في المسجد برقم (٤٧٠) انظر (التحفة) برقم (١٣٨٠٧)

[1511] ٢٧٦-(..) حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَ انَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ ح و حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْمُرَادِيُّ قَالَ نَا عَبْدُاللهِ بْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ هُرْمُزَ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ **((أَحَدُكُمْ مَا قَعَدَ يَنْتَظِرُ الصَّلٰوةَ فِي صَلٰوةٍ مَا لَمْ يُحْدِثْ تَدْعُو لَهُ الْمَلَائِكَةُ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ))**

[1511] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم جب تک نماز کے انتظار میں بیٹھے ہو نماز ہی میں ہو جب تک وضو نہ ٹوٹے، فرشتے اس کے لیے دعا کرتے ہیں: اے اللہ! اسے معاف فرما، اے اللہ! اس پر رحم فرما۔

[1512] (..) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ نَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ

عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِنَحْوِ هٰذَا

[1512] امام مسلم دوسری سند سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس کے ہم معنی روایت نقل کرتے ہیں۔

۵۱...... بَابُ: فَضْلِ كَثْرَةِ الْخُطَاءِ إِلَى الْمَسَاجِدِ

باب ۵۱: مسجدوں کی طرف جانے کے لیے زیادہ قدم اٹھانے کی فضیلت

[1513] ٢٧٧-(٦٦٢) حَدَّثَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ بَرَّادٍ الْأَشْعَرِيُّ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا نَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ بُرَيْدٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ

عَنْ أَبِي مُوسٰى قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ **((إِنَّ أَعْظَمَ النَّاسِ أَجْرًا فِي الصَّلٰوةِ أَبْعَدُهُمْ إِلَيْهَا مَمْشًى فَأَبْعَدُهُمْ وَالَّذِي يَنْتَظِرُ الصَّلٰوةَ حَتّٰى يُصَلِّيَهَا مَعَ الْإِمَامِ أَعْظَمُ أَجْرًا مِنَ الَّذِي يُصَلِّيهَا ثُمَّ يَنَامُ وَفِي رِوَايَةِ أَبِي كُرَيْبٍ حَتّٰى يُصَلِّيَهَا مَعَ الْإِمَامِ فِي جَمَاعَةٍ))**

[1513] ۔حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نماز کا سب لوگوں سے زیادہ ثواب اس نمازی کو ملتا ہے جو اس کے لیے سب سے دور سے چل کر آتا ہے، اس کے بعد جو اس کے بعد دور سے چل کر آتا ہے اور جو آدمی امام کے ساتھ نماز پڑھنے کے لیے نماز کا انتظار کرتا ہے، اس کو اس سے زیادہ ثواب ملتا ہے، جو نماز پڑھ کر سو جاتا ہے۔ ابو کریب کی روایت میں مع الامام کے بعد فی جماعۃ کے الفاظ ہیں۔

[1511] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (١٣٩٦١)

[1512] اخرجه الترمذي في (جامعه) في الصلاة، باب: ما جاء في القعود في المسجد وانتظار الصلاة من المفضل برقم (٣٣٠) انظر (التحفة) برقم (١٤٧٢٣)

[1513] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الاذان، برقم (٦٥١) انظر (التحفة) برقم (٩٠٦٣)

[1514] ۲۷۸-(٦٦٣) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ انَا عَبْثَرٌ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ

عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ كَانَ رَجُلٌ لَا أَعْلَمُ رَجُلًا أَبْعَدَ مِنَ الْمَسْجِدِ مِنْهُ وَكَانَ لَا تُخْطِئُهُ صَلوٰةٌ قَالَ فَقِيلَ لَهُ أَوْ قُلْتُ لَهُ لَوْ اشْتَرَيْتَ حِمَارًا تَرْكَبُهُ فِي الظَّلْمَاءِ وَفِي الرَّمْضَاءِ قَالَ مَا يَسُرُّنِي أَنَّ مَنْزِلِي إِلَى جَنْبِ الْمَسْجِدِ إِنِّي أُرِيدُ أَنْ يُكْتَبَ لِي مَمْشَايَ إِلَى الْمَسْجِدِ وَرُجُوعِي إِذَا رَجَعْتُ إِلَى أَهْلِي فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((قَدْ جَمَعَ اللّٰهُ لَكَ ذٰلِكَ كُلَّهُ))

[1514]۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، ایک آدمی تھا، میرے علم میں مسجد سے اس سے زیادہ کسی کا فاصلہ نہ تھا۔ اور اس کی کوئی نماز (باجماعت) قضاء نہیں ہوتی تھی تو اسے کسی نے کہا یا میں نے کہا۔ اے کاش آپ تاریکی اور گرمی میں آسانی کے لیے سواری کے لیے گدھا خرید لیں تو اس نے کہا: مجھے یہ بات پسند نہیں ہے کہ میرا گھر مسجد کے پڑوس میں ہو، میں چاہتا ہوں میرا مسجد تک چل کر جانا اور جب میں گھر لوٹوں تو میرا لوٹنا لکھا جائے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ نے تیرے لیے جمع کر دیا ہے۔

فائدہ:...... انسان کا رات کی تاریکی میں اور گرمیوں کی شدت میں گھر سے مسجد تک جانا آنا لکھا جاتا ہے۔ اور ان چیزوں (گرمی، تاریکی، آمد و رفت) کا انسان کو اجر و ثواب ملتا ہے، اس لیے مسجد سے مسافت کے بعد اور دوری سے ڈر کر یا اس کو بہانا بنا کر گھر میں نماز پڑھ لینا درست نہیں ہے، نماز کے لیے جس قدر مشقت برداشت کرے گا یا دور سے آئے گا، اتنا ہی اجر و ثواب میں اضافہ ہوگا۔

[1515] (..) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِالْاَعْلٰى قَالَ نَا الْمُعْتَمِرُ ح و حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ انَا جَرِيرٌ كِلَاهُمَا

عَنِ التَّيْمِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ بِنَحْوِهِ

[1515] امام صاحب ایک دوسری سند سے اس کے ہم معنی روایت بیان کرتے ہیں۔

[1514] اخرجه ابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: ما جاء في فضل المشي الى الصلاة برقم (٥٥٧) وابن ماجه في (سننه) في المساجد والجماعات، باب: الابعد فالابعد من المسجد اعظم اجرا برقم (٧٨٣) انظر (التحفة) برقم (٦٤)

[1515] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٥١٢)

[1516] (. .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ قَالَ نَا عَبَّادُ بْنُ عَبَّادٍ قَالَ نَا عَاصِمٌ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ

عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ كَانَ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ بَيْتُهُ أَقْصٰى بَيْتٍ فِي الْمَدِينَةِ فَكَانَ لَا تُخْطِئُهُ الصَّلٰوةُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فَتَوَجَّعْنَا لَهُ فَقُلْتُ لَهُ يَا فُلَانُ لَوْ أَنَّكَ اشْتَرَيْتَ حِمَارًا يَقِيكَ مِنَ الرَّمْضَاءِ وَيَقِيكَ مِنْ هَوَامِّ الْأَرْضِ قَالَ أَمَ وَاللّٰهِ مَا أُحِبُّ أَنَّ بَيْتِي مُطَنَّبٌ بِبَيْتِ مُحَمَّدٍ ﷺ قَالَ فَحَمَلْتُ بِهِ حِمْلًا حَتّٰى أَتَيْتُ نَبِيَّ اللّٰهِ ﷺ فَأَخْبَرْتُهُ قَالَ فَدَعَاهُ فَقَالَ لَهُ مِثْلَ ذٰلِكَ وَذَكَرَ لَهُ أَنَّهُ يَرْجُو فِي أَثَرِهِ الْأَجْرَ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ ((إِنَّ لَكَ مَا احْتَسَبْتَ))

[1516] حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، ایک انصاری آدمی تھا، اس کا گھر مدینہ میں سب سے زیادہ دور گھر تھا اور اس کی کوئی نماز رسول اللہ ﷺ کی اقتداء میں پڑھنے سے نہیں رہتی تھی، ہم نے اس کے لیے درد محسوس کیا (اس کی تکلیف کا ہمیں احساس ہوا) تو میں نے اسے کہا، اے فلاں! ایک کاش، آپ ایک گدھا خرید لیں، جو آپ کو گرمی اور زمین کے زہریلے کیڑوں سے بچائے، اس نے کہا، ہاں اللہ کی قسم! مجھے یہ پسند نہیں ہے کہ میرا گھر طنابوں (رسیوں) کے ذریعہ محمد ﷺ کے گھر سے بندھا ہوا ہوتا تو مجھے اس کی یہ بات بہت ناگوار محسوس ہوئی حتیٰ کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں آ کر آپ کو اس کی خبر دی، آپ نے اسے بلوایا تو اس نے آپ کو بھی اس قسم کا جواب دیا اور آپ کو بتایا، میں اپنے آنے جانے پر ثواب کی امید رکھتا ہوں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تجھے وہ اجر ملے گا، جس کی تم نے نیت کی۔

مفردات الحدیث ❶ هوام، هامة کی جمع ہے۔ زہریلے کیڑے مکوڑوں کو کہتے ہیں۔ ❷ مُطَنَّب، طَنَب سے ماخوذ ہے۔ خیمے کو رسیوں سے باندھنا۔ مقصد ہے کہ میرا گھر آپ ﷺ کے گھر سے متصل ہوتا۔ ❸ حَمَلْتُ بِهٖ حِمْلًا: میں نے سینہ پر بوجھ اٹھایا، مقصد یہ ہے کہ اس کے یہ الفاظ میرے لیے بہت ناگواری کا باعث بنے۔ ❹ فی اِثْرِہٖ اس چال اور آمد و رفت کے سبب۔

فائدہ :...... انصاری صحابی کا مقصد یہ تھا، میرا گھر مسجد سے دور ہے، مجھے آنے جانے میں مشقت برداشت کرنی پڑتی ہے اور میں یہ مشقت محض اس امید پر برداشت کرتا ہوں کہ مجھے اس کا اجر ملے گا، میں اپنے اجر و ثواب سے کسی صورت میں محروم نہیں ہونا چاہتا، یہ نہیں کہ وہ نبی اکرم ﷺ کے قرب و جوار کو پسند نہیں کرتا تھا۔

[1516] تقدم تخريجه برقم (١٥١٢)

[1517] (. .) وحَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَمْرٍو الْأَشْعَثِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عُمَرَ كِلَاهُمَا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ ح و حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَزْهَرَ الْوَاسِطِيُّ قَالَ نَا وَكِيعٌ قَالَ نَا أَبِي كُلُّهُمْ عَنْ عَاصِمٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ

[1517] امام صاحب اپنے دوسرے اساتذہ سے بھی عاصم کی مذکورہ سند سے اس کے ہم معنی روایت بیان کرتے ہیں۔

[1518] ۲۸۹-(٦٦٤) وحَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ قَالَ نَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ قَالَ نَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ إِسْحٰقَ قَالَ نَا أَبُو الزُّبَيْرِ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ كَانَتْ دِيَارُنَا نَائِيَةً عَنِ الْمَسْجِدِ فَأَرَدْنَا أَنْ نَبِيعَ بُيُوتَنَا فَنَقْتَرِبَ مِنَ الْمَسْجِدِ فَنَهَانَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ **((إِنَّ لَكُمْ بِكُلِّ خُطْوَةٍ دَرَجَةً))**

[1518] ۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہمارے گھر مسجد سے دور واقع تھے تو ہم نے چاہا، ہم اپنے گھروں کو فروخت کر کے مسجد کے قریب گھر خرید لیں، رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اس سے روک دیا اور فرمایا: تمہیں ہر قدم کے بدلہ میں ایک درجہ ملے گا۔

[1519] ۲۸۰-(٦٦٥) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ نَا عَبْدُالصَّمَدِ بْنُ عَبْدِالْوَارِثِ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ قَالَ حَدَّثَنِي الْجُرَيْرِيُّ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ خَلَتِ الْبِقَاعُ حَوْلَ الْمَسْجِدِ فَأَرَادَ بَنُو سَلِمَةَ أَنْ يَنْتَقِلُوا إِلَى قُرْبِ الْمَسْجِدِ فَبَلَغَ ذٰلِكَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لَهُمْ **((إِنَّهُ بَلَغَنِي أَنَّكُمْ تُرِيدُونَ أَنْ تَنْتَقِلُوا قُرْبَ الْمَسْجِدِ قَالُوا نَعَمْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَدْ أَرَدْنَا ذٰلِكَ فَقَالَ يَا بَنِي سَلِمَةَ دِيَارَكُمْ تُكْتَبْ آثَارُكُمْ دِيَارَكُمْ تُكْتَبْ آثَارُكُمْ))**

[1519] ۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، مسجد کے گرد کچھ جگہیں خالی ہوئیں تو بنو سلمہ کے لوگوں نے چاہا مسجد کے قریب منتقل ہو جائیں، رسول اللہ ﷺ کو بھی اس کا پتہ چل گیا تو آپ ﷺ نے انہیں فرمایا: مجھے اطلاع ملی ہے کہ تم مسجد کے قریب منتقل ہونا چاہتے ہو۔ انہوں نے عرض کیا، جی ہاں! اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم نے اس کا ارادہ کیا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے بنو سلمہ! اپنے گھروں میں رہو، تمہارے نقش قدم لکھے جاتے ہیں، اپنے گھروں میں ہی رہو، تمہارے قدموں کے نشانات لکھے جاتے ہیں۔

[1517] تقدم تخريجه برقم (١٥١٢)

[1518] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (٢٧١١)

[1519] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (٣١٠٤)

[1520] ۲۸۱۔(. .) حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ النَّضْرِ التَّيْمِيُّ قَالَ نَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ كَهْمَسًا يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ أَرَادَ بَنُو سَلِمَةَ أَنْ يَتَحَوَّلُوا إِلَى قُرْبِ الْمَسْجِدِ قَالَ وَالْبِقَاعُ خَالِيَةٌ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ ((يَا بَنِي سَلِمَةَ دِيَارَكُمْ تُكْتَبْ آثَارُكُمْ)) فَقَالُوا مَا كَانَ يَسُرُّنَا أَنَّا كُنَّا تَحَوَّلْنَا

[1520]۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بنو سلمہ کے لوگوں نے مسجد کے قریب آ جانے کا ارادہ کیا، کیونکہ مسجد کے قریب جگہیں خالی تھیں، نبی اکرم ﷺ کو بھی اس کی خبر مل گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے بنو سلمہ! اپنے گھروں میں رہو، تمہارے نقش قدم لکھے جاتے ہیں۔ تو انہوں نے کہا، ہمیں پسند نہیں ہے کہ ہم منتقل ہو چکے ہوتے۔

مفردات الحدیث ❶ بقاع، بقعة کی جمع ہے، قطعہ زمین، زمین کا ٹکڑا۔ ❷ آثار، اثر کی جمع ہے، پاؤں کا نشان۔

فائدہ:...... مسجد کے قریب، صرف اس غرض کے تحت جگہ لینا کہ زیادہ دور سے چل کر نہ آنا پڑے، درست نہیں ہے کیونکہ انسان جس قدر مسجد سے دور ہوگا، اس قدر اس کو اہتمام زیادہ کرنا پڑے گا، نماز کے لیے زیادہ فکرمندی، زیادہ مشقت اور دور کی مسافت زیادہ وقت کی طالب ہوگی تو یہ ہر چیز اجر وثواب اور فضیلت کا باعث ہوگی۔ اگر اس کا سبب کوئی اور چیز ہو مثلاً مسجد کے قریب ہونے کی وجہ سے بچے مسجد میں پڑھ سکیں گے، بوڑھے اور مریض کے لیے بھی جماعت کے لیے مسجد میں جانا آسان ہوگا، ہمارے لیے تکبیر تحریمہ میں شرکت آسان ہوگی تو اس نیت کے تحت مسجد کے قریب آنا درست ہے۔

۵۲...... بَابُ: الْمَشْيِ إِلَى الصَّلَاةِ تُمْحَى بِهِ الْخَطَايَا وَتُرْفَعُ بِهِ الدَّرَجَاتُ

باب ۵۲: مسجد میں نماز کے لیے چل کر آنے سے گناہ مٹتے ہیں اور درجات بلند ہوتے ہیں

[1521] ۲۸۲۔(۶۶۶) حَدَّثَنِي إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ انا زَكَرِيَّاءُ بْنُ عَدِيٍّ قَالَ انا عُبَيْدُ اللّٰهِ يَعْنِي ابْنَ عَمْرٍو عَنْ زَيْدِ بْنِ أَبِي أُنَيْسَةَ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ الْأَشْجَعِيِّ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَنْ تَطَهَّرَ فِي بَيْتِهِ ثُمَّ مَشٰى إِلٰى بَيْتٍ مِنْ

[1520] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۳۱۰۴)

[1521] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۱۳۴۱۵)

بُيُوتِ اللّٰهِ لِيَقْضِيَ فَرِيضَةً مِّنْ فَرَائِضِ اللّٰهِ كَانَتْ خَطْوَتَاهُ إِحْدَاهُمَا تَحُطُّ خَطِيئَةً وَالْأُخْرَى تَرْفَعُ دَرَجَةً))

[1521] ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے گھر میں وضو کیا پھر اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر کی طرف چل کر گیا، تاکہ اللہ کے فرضوں میں سے کسی فریضہ کو ادا کرے تو اس کے دو قدموں میں سے ایک قدم سے گناہ اتریں گے اور دوسرے سے درجہ بلند ہوگا۔

[1522] ۲۸۳ ۔(۶۶۷) وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا لَيْثٌ ح وَقَالَ قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا بَكْرٌ يَعْنِي ابْنَ مُضَرَ كِلَاهُمَا عَنِ ابْنِ الْهَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ وَفِي حَدِيثِ بَكْرٍ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُولُ ((أَرَأَيْتُمْ لَوْ أَنَّ نَهْرًا بِبَابِ أَحَدِكُمْ يَغْتَسِلُ مِنْهُ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسَ مَرَّاتٍ هَلْ يَبْقَى مِنْ دَرَنِهِ شَيْءٌ)) قَالُوا لَا يَبْقَى مِنْ دَرَنِهِ شَيْءٌ قَالَ ((فَذٰلِكَ مَثَلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ يَمْحُو اللّٰهُ بِهِنَّ الْخَطَايَا))

[1522] ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم میں سے کسی کے گھر کے سامنے نہر ہو، جس سے وہ ہر روز پانچ دفعہ نہاتا ہو، کیا اس کے جسم پر کوئی میل کچیل رہ جائے گی؟ صحابہ نے عرض کی، اس پر کوئی میل کچیل نہیں رہے گی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پانچ نمازوں کی تمثیل ایسی ہی ہے، اللہ تعالیٰ ان سے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔

فائدہ:...... **نماز پڑھنے سے انسان کے صغیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں، کیونکہ چھوٹے گناہوں کے اثرات ظاہر بدن پر ہوتے ہیں، اس لیے ان کا ازالہ آسان ہوتا ہے، جس طرح جسم کی میل اگر انسان کے مساموں میں داخل نہ ہو، یا کپڑے میں میل جذب نہ ہو تو اس کا دھونا آسان ہوتا ہے لیکن اگر جسم پر لگنے والی میل، اس کے اندر سرایت کر جائے تو اس کو محض صابون سے صاف کرنا بھی آسان نہیں ہوتا، کبیرہ گناہوں کے اثرات انسان کے دل کو متاثر کرتے ہیں۔ اس لیے وہ توبہ یا اللہ تعالیٰ کی خصوصی رحمت کے بغیر معاف نہیں ہوتے۔**

[1522] اخرجه البخاري في (صحيحه) في مواقيت الصلاة، باب: الصلوات الخمس كفارة برقم (٥٢٨) والترمذي في (جامعه) في الامثال، باب: فضل الصلوات الخمس برقم (٢٨٦٨) والنسائي في (المجتبى) في الصلاة، باب: فضل الصلوات الخمس ١/ ٢٣٠ و ٢٣١ ۔ انظر (التحفة) برقم (١٤٩٩٨)

[1523] ٢٨٤-(٦٦٨) وحَدَّثَنَا أَبُوبكرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا نَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ

عَنْ جَابِرٍ وَهُوَ ابْنُ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَثَلُ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ كَمَثَلِ نَهْرٍ جَارٍ غَمْرٍ عَلٰى بَابِ أَحَدِكُمْ يَغْتَسِلُ مِنْهُ كُلَّ يَوْمٍ خَمْسَ مَرَّاتٍ قَالَ قَالَ الْحَسَنُ وَمَا يُبْقِي ذٰلِكَ مِنَ الدَّرَنِ))

[1523]۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پانچ نمازوں کی تمثیل گہری نہر کی مانند ہے، جو کسی انسان کے دروازے پر بہہ رہی ہو، وہ اس سے روزانہ پانچ دفعہ نہاتا ہو۔

حسن بصری نے کہا، یہ غسل اس کے جسم پر میل کچیل چھوڑے گا؟

مفردات الحدیث ❶ غمر: زیادہ پانی یا گہرا پانی۔ ❷ دَرَنْ بدن پر لگنے والی میل کچیل۔

[1524] ٢٨٥-(٦٦٩) حَدَّثَنَا أَبُوبكرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا نَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ انا مُحَمَّدُ بْنُ مُطَرِّفٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ ((مَنْ غَدَا إِلَى الْمَسْجِدِ أَوْ رَاحَ أَعَدَّ اللّٰهُ لَهُ فِي الْجَنَّةِ نُزُلًا كُلَّمَا غَدَا أَوْ رَاحَ))

[1524]۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو انسان (نماز کے لیے) مسجد میں آتا جاتا ہے، اس کے ہر آنے جانے پر اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں ضیافت تیار فرماتا ہے۔

فائدہ:...... نماز کی پابندی اور اہتمام انسان کے لیے جنت میں ضیافت و دعوت کا سبب بنتا ہے اور مہمان والی تکریم و تعظیم کا سبب بنتا ہے۔ غدا رواح کا معنی مطلقاً آنا جانا ہے، صرف صبح و شام آنا جانا مراد نہیں ہے۔

۵۳...... بَاب: فَضْلِ الْجُلُوسِ فِي مُصَلَّاهُ بَعْدَ الصُّبْحِ وَفَضْلِ الْمَسَاجِدِ

باب ۵۳: صبح کی نماز کے بعد، اپنی نماز گاہ میں بیٹھنے کی فضیلت اور مسجدوں کی فضیلت

[1525] ٢٨٦-(٦٧٠) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ يُونُسَ قَالَ نَا زُهَيْرٌ قَالَ نَا سِمَاكٌ ح و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ نَا أَبُو خَيْثَمَةَ

[1523] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (٢٣١٩)

[1524] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الاذان، باب: فضل من غدا الى المسجد ومن راح برقم (٦٦٢) انظر (التحفة) برقم (١٤٢١٧)

[1525] اخرجه مسلم في (صحيحه) في الفضائل، باب: تبسمه ﷺ وحسن عشرته برقم ←

عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ قَالَ قُلْتُ لِجَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ أَكُنْتَ تُجَالِسُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ نَعَمْ كَثِيرًا كَانَ لا يَقُومُ مِنْ مُصَلَّاهُ الَّذِي يُصَلِّي فِيهِ الصُّبْحَ أَوِ الْغَدَاةَ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ فَإِذَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ قَامَ وَكَانُوا يَتَحَدَّثُونَ فَيَأْخُذُونَ فِي أَمْرِ الْجَاهِلِيَّةِ فَيَضْحَكُونَ وَيَتَبَسَّمُ

[1525] ۔سماک بن حرب بیان کرتے ہیں، میں نے جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا آپ رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھا کرتے تھے؟ اس نے کہا، ہاں، بکثرت (بہت) آپ جس جگہ صبح کی نماز پڑھتے تھے، سورج نکلنے تک اس جگہ تشریف رکھتے جب سورج نکل آتا تو پھر آپ اٹھتے اور صحابہ کرام ﷺ باہمی گفتگو کرتے، جاہلیت کے دور کی باتیں شروع ہو جاتیں تو وہ ہنستے اور آپ بھی مسکراتے۔

فائدہ:...... صبح کی نماز کے بعد سورج نکلنے تک مسجد میں ذکر واذکار اور تلاوت کے لیے بیٹھے رہنا اجر وثواب کا باعث ہے۔ اور پند وموعظت یا عبرت پذیری کے لیے اسلام سے قبل کے واقعات یا دوسرے تاریخی واقعات سننا اور سنانا جائز ہے۔ اور مسجد کے تقدس واحترام کو ملحوظ رکھتے ہوئے ضرورت کے وقت اس میں ہنسنا اور مسکرانا بھی جائز ہے۔

[1526] ۲۸۷۔(. . .) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ قَالَ أَبُوبَكْرٍ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ عَنْ زَكَرِيَّاءَ كِلَاهُمَا عَنْ سِمَاكٍ

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا صَلَّى الْفَجْرَ جَلَسَ فِي مُصَلَّاهُ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ حَسَنًا

[1526] ۔حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز فجر پڑھنے کے بعد سورج کے اچھی طرح نکلنے تک اپنے مصلی پر ہی تشریف فرما رہتے تھے۔

(۵۹۸۹) وابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: الضحی برقم (۱۲۹۴) والنسائی فی (المجتبی) فی السهو، باب: قعود الامام فی الصلاة بعد التسلیم برقم ۳/ ۸۰ و ۸۱۔ انظر (التحفة) برقم (۲۱۵۵)

[1526] طریق وکیع عن سفیان اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الادب، باب: فی الرجل یجلس متربعا برقم (۴۸۵۰) وطریق سماك عن جابر بن سمرة تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۲۱۵۳)

[1527] (. .) و حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَانَا أَبُوالْأَحْوَصِ قَالَ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَانَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ كِلَاهُمَا

عَنْ سِمَاكٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَلَمْ يَقُولَا حَسَنًا

[1527] امام مسلم نے مذکورہ بالا روایت اپنے دوسرے اساتذہ سے بیان کی ہے لیکن اس میں (حَسَنًا) اچھی طرح نکلنے کے الفاظ نہیں ہیں۔

[1528] ۲۸۸۔(۶۷۱) وحَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مَعْرُوفٍ وَإِسْحٰقُ بْنُ مُوسَى الْأَنْصَارِيُّ قَالَانَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي ذُبَابٍ فِي رِوَايَةِ هَارُونَ وَفِي حَدِيثِ الْأَنْصَارِيِّ حَدَّثَنِي الْحَارِثُ

عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ مِهْرَانَ مَوْلَى أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ **((أَحَبُّ الْبِلَادِ إِلَى اللّٰهِ مَسَاجِدُهَا وَأَبْغَضُ الْبِلَادِ إِلَى اللّٰهِ أَسْوَاقُهَا))**

[1528]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کو تمام جگہوں سے پسند جگہ مسجدیں ہیں اور سب سے زیادہ ناپسند جگہیں بازار ہیں۔

فائدہ:...... اللہ تعالیٰ کو ایسے مقامات پسند ہیں، جہاں لوگ اس کی یاد میں مصروف ہوں، ذکر واذکار کریں، تسبیح وتحمید اور تہلیل وتکبیر میں مشغول ہوں، کتاب وسنت کی تعلیم وتدریس یا پڑھنے میں لگے ہوں اور یہ کام سب سے زیادہ مساجد میں ہوتے ہیں، اس لیے مساجد سب جگہوں سے پسندیدہ ہیں، اس کے برعکس بازار عموماً ذکر الٰہی سے خالی ہوتے ہیں۔ ہر وقت شور وشغب برپا رہتا ہے، کھلے عام جھوٹ، جھوٹی قسمیں، دھوکا، جعل سازی، آمیزش، ناجائز کاروبار عروج پر ہوتے ہیں، احکام شریعت کی کھلے عام مخالفت ہوتی ہے، اس لیے یہ جگہیں اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں ہیں۔

۵۴...... بَاب: مَنْ أَحَقُّ بِالْإِمَامَةِ

باب ٥٤: امامت کا حقدار کون ہے؟

[1529] ۲۸۹۔(۶۷۲) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا أَبُوعَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ

عَنْ أَبِي سَعِيدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ **((إِذَا كَانُوا ثَلَاثَةً فَلْيَؤُمَّهُمْ أَحَدُهُمْ وَأَحَقُّهُمْ بِالْإِمَامَةِ أَقْرَؤُهُمْ))**

[1527] طريق قتيبة اخرجه الترمذى فى (جامعه) فى الصلاة، برقم (٥٨٥) والنسائى فى (المجتبى) فى السهو، باب: قعود الامام فى مصلاه بعد التسليم ٣/ ٨٠۔ انظر (التحفة) برقم (٢١٦٨) وطريق ابن المثنى انفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٢١٨٦)

[1528] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٣٦٢٢)

[1529] اخرجه النسائى فى (المجتبى) فى الامامة، باب: اجتماع القوم فى موضع هم فيه

[1529] ۔حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تین نمازی ہوں تو ان میں سے ایک امام بنے اور ان میں امامت کا حقدار وہ ہے جو قرآن مجید کی خوب تلاوت کرتا ہے۔

فائدہ :...... اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ امامت کا حقدار وہ انسان ہے جسے قرآن مجید کے ساتھ خاص شغف و تعلق ہو اور وہ اس کی کثرت کے ساتھ تلاوت کرتا ہو، لیکن اس میں اختلاف ہے کہ کیا قراءت سے مراد محض حفظ قرآن اور اس کی کثرت کے ساتھ تلاوت ہے یا اس سے مراد حفظ قرآن کے ساتھ اس کا علم وفہم بھی ہے، امام احمد کے نزدیک محض قاری مقدم ہے اور باقی ائمہ کے نزدیک قرآن کا علم وفہم رکھنے والا عالم مقدم ہے، اگر قاری عالم بھی ہو تو اس کے مقدم ہونے میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

[1530] (. .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ ح و حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ ح وحَدَّثَنِي أَبُو غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ قَالَ نَا مُعَاذٌ وَهُوَ ابْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِي أَبِي كُلُّهُمْ

عَنْ قَتَادَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

[1530] امام مسلم نے دوسرے اساتذہ سے بھی قتادہ کی مذکورہ بالا روایت بیان کی ہے۔

[1531] (. .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ نَا سَالِمُ بْنُ نُوحٍ ح و حَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ عِيسٰى قَالَ نَا ابْنُ الْمُبَارَكِ جَمِيعًا

عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ أَبِينَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم بِمِثْلِهِ

[1531] امام مسلم نے اور اساتذہ سے یہی روایت بیان کی ہے۔

[1532] ۲۹۰۔(۶۷۳) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ كِلَاهُمَا عَنْ أَبِي خَالِدٍ قَالَ نَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِسْمٰعِيلَ بْنِ رَجَاءٍ عَنْ أَوْسِ بْنِ ضَمْعَجٍ

← سواء ۲/ ۷۷ وفی باب: الجماعة اذا كانوا ثلاثا (۸۳۹) انظر (التحفة) برقم (۴۳۷۲)

[1530] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (۱۵۲۷)

[1531] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۴۳۳۴)

[1532] اخرجه ابو داود في (سننه) في الصلاة باب: من احق بالامامة برقم (۵۸۲) و برقم (۵۸۳) وبرقم (۵۸۴) والترمذي في (جامعه) في الصلاة ما جاء من احق بالامامة برقم (۲۳۵) والنسائي في (المجتبى) في الامامة، باب: من احق بالامامة ۲/ ۷۶ وفي باب: اجتماع القوم وفيهم الوالي ۲/ ۷۷ مختصرا۔ ابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها باب: من احق بالامامة برقم (۹۸۰) انظر (التحفة) برقم (۹۹۷۶)

عَنْ أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((يَؤُمُّ الْقَوْمَ أَقْرَؤُهُمْ لِكِتَابِ اللّٰهِ فَإِنْ كَانُوا فِي الْقِرَائَةِ سَوَآءً فَأَعْلَمُهُمْ بِالسُّنَّةِ فَإِنْ كَانُوا فِي السُّنَّةِ سَوَآءً فَأَقْدَمُهُمْ هِجْرَةً فَإِنْ كَانُوا فِي الْهِجْرَةِ سَوَآءً فَأَقْدَمُهُمْ سِلْمًا وَلَا يَؤُمَّنَّ الرَّجُلُ الرَّجُلَ فِي سُلْطَانِهِ وَلَا يَقْعُدْ فِي بَيْتِهِ عَلَى تَكْرِمَتِهِ إِلَّا بِإِذْنِهِ)) قَالَ الْأَشَجُّ فِي رِوَايَتِهِ مَكَانَ سِلْمًا سِنًّا

[1532]۔ حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگوں کی امامت وہ شخص کرے جو ان میں سب سے زیادہ اللہ کی کتاب پڑھنے والا ہو اور اگر اس میں سب یکساں ہوں تو ان میں جو سب سے زیادہ سنت کا علم رکھتا ہو، پس اگر سنت میں بھی سب برابر ہوں تو وہ جس نے سب سے پہلے ہجرت کی ہو اور اگر ہجرت میں بھی سب برابر ہوں تو وہ امامت کروائے سب سے پہلے مسلمان ہوا ہو اور کوئی آدمی دوسرے آدمی کے اقتدار کی جگہ میں امامت نہ کرائے اور نہ ہی اس کے گھر میں، اس کی اجازت کے بغیر اس کی مخصوص جگہ پر بیٹھے۔ اشج نے اپنی روایت میں سِلما کی جگہ سِنا کہا یعنی عمر میں زیادہ ہو۔

مفردات الحدیث ❶ سِلْم: اسلام لانا، مسلمان ہونا۔ سلطان سیادت وحکومت۔ ❷ تکرمته: اس کی عزت وتکریم کی جگہ، کسی کی مسند۔ یعنی مستقل امام کی اجازت کے بغیر اس کی جگہ پر امامت نہیں کروائی جا سکتی اور کسی کے گھر اس کی مخصوص جگہ پر اس کی اجازت کے بغیر بیٹھا نہیں جا سکتا۔

فائدہ:...... عہد نبوی میں فضیلت کا مدار، دین وتقویٰ تھا۔ اس لیے سب سے پہلا معیار فضیلت قرآن مجید کے ساتھ شغف وتعلق تھا۔ نماز کی امامت کے لیے زیادہ اہل اور موزوں وہ شخص ہے، جو کتاب اللہ کے ساتھ شغف وربط میں دوسروں سے فائق ہو، فضیلت کا دوسرا معیار سنت کا علم ہے اور ظاہر ہے اگر اقرأ سے مراد، کتاب اللہ کا علم رکھنے والا ہو تو پھر جو سنت کا زیادہ علم رکھتا ہوگا وہی قرآن کا زیادہ علم رکھتا ہوگا کیونکہ سنت ہی قرآن کی شارح اور مفسر ہے اور نبی اکرم ﷺ سے جو قرآن پڑھتے تھے، آپ ﷺ ان کو اس کے حقائق ومعارف اور اس پر عمل کا طریقہ بھی بتاتے تھے، آپ ﷺ کے دور میں تیسرا معیار فضیلت ہجرت میں مقدم ہونا تھا۔ اب یہ چیز باقی نہیں رہی اس لیے علماء نے اس کی جگہ صلاح وتقویٰ میں فوقیت و برتری کو تیسرا معیار قرار دیا ہے۔ ترجیح کا چوتھا معیار آپ نے اس میں پہلے اسلام لانے کو قرار دیا ہے اور اگلی حدیث میں عمر میں بزرگی کو معیار قرار دیا ہے یعنی اس کو مسلمان ہوئے زیادہ عرصہ ہو چکا ہو۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ جماعت میں جو شخص سب سے بہتر اور افضل ہو اس کو امام بنایا جائے، آج کل اس اہم ہدایت سے تغافل برتا جا رہا ہے، اس لیے امت میں بہت سی خرابیوں نے راہ بنا لی ہے اور امت کا شیرازہ بکھر گیا۔

[1533] (. .) حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ نَا أَبُو مُعَاوِيَةَ ح و حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ قَالَ انا جَرِيرٌ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ ح و حَدَّثَنَا الْأَشَجُّ قَالَ نَا ابْنُ فُضَيْلٍ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ نَا سُفْيَانُ كُلُّهُمْ عَنِ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

[1533] امام مسلم نے اپنے بہت سے دوسرے اساتذہ سے بھی مذکورہ بالا روایت کو بیان کیا ہے۔

[1534] ۲۹۱۔(. .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَ ابْنُ الْمُثَنّٰى نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ إِسْمٰعِيلَ بْنِ رَجَاءٍ قَالَ سَمِعْتُ أَوْسَ بْنَ ضَمْعَجٍ يَقُولُ سَمِعْتُ أَبَا مَسْعُودٍ يَقُولُ قَالَ لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ **((يَؤُمُّ الْقَوْمَ أَقْرَؤُهُمْ لِكِتَابِ اللّٰهِ وَأَقْدَمُهُمْ قِرَاءَةً فَإِنْ كَانَتْ قِرَائَتُهُمْ سَوَاءً فَلْيَؤُمَّهُمْ أَقْدَمُهُمْ هِجْرَةً فَإِنْ كَانُوا فِي الْهِجْرَةِ سَوَاءً فَلْيَؤُمَّهُمْ أَكْبَرُهُمْ سِنًّا وَلَا تَؤُمَّنَّ الرَّجُلَ فِي أَهْلِهِ وَلَا فِي سُلْطَانِهِ وَلَا تَجْلِسْ عَلٰى تَكْرِمَتِهِ فِي بَيْتِهِ إِلَّا أَنْ يَأْذَنَ لَكَ أَوْ بِإِذْنِهِ))**

[1534]۔ ابومسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں فرمایا: لوگوں کی امامت وہ شخص کرائے جو ان میں سب سے زیادہ کتاب اللہ کا پڑھنے والا ہو اور قراءت میں سب سے آگے ہو اگر وہ قراءت میں برابر ہوں تو ان کا امام وہ شخص بنے جو ہجرت میں سب سے آگے ہو، اگر ہجرت میں مساوی ہوں تو ان کی امامت وہ شخص کرے جو ان میں عمر میں بڑا ہو۔ اور کسی آدمی کی اس کے گھر میں اور اس کے اقتدار میں امامت نہ کرو اور نہ اس کے گھر میں اس کی عزت وتکریم کی جگہ پر بیٹھو، الا یہ کہ وہ تمہیں اجازت دے دے یا اس کی اجازت سے ہو۔

[1535] ۲۹۲۔(۶۷۴) وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا إِسْمٰعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ نَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ قَالَ أَتَيْنَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَنَحْنُ شَبَبَةٌ مُتَقَارِبُونَ فَأَقَمْنَا عِنْدَهُ عِشْرِينَ لَيْلَةً وَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ رَحِيمًا رَقِيقًا فَظَنَّ أَنَّا قَدِ اشْتَقْنَا أَهْلَنَا

[1533] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٥٣٠)

[1534] تقدم تخريجه برقم (١٥٣٠)

[1535] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الاذان، باب: الاذان للمسافر اذا كانوا جماعة والاقامة وكذلك بعرفة وجمع برقم (٦٣٠) (٦٣١) وفی باب من قال: لیوذن فی السفر مؤذن واحد برقم (٦٢٨) وفی باب: اثنان فما فوقهما جماعة برقم (٦٥٨) وفی باب: اذا استووا فی القراة فلیومهم اكبرهم برقم (٦٨٥) وفی باب: المكث بین السجدتین برقم (٨١٩) وفی ←

فَسَأَلَنَا عَنْ مَنْ تَرَكْنَا مِنْ أَهْلِنَا فَأَخْبَرْنَاهُ فَقَالَ ((ارْجِعُوا إِلَى أَهْلِيكُمْ فَأَقِيمُوا فِيهِمْ وَعَلِّمُوهُمْ وَمُرُوهُمْ فَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَلْيُؤَذِّنْ لَكُمْ أَحَدُكُمْ ثُمَّ لِيَؤُمَّكُمْ أَكْبَرُكُمْ))

[1535]۔ حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ہم عمر نوجوان، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیس دن ٹھہرے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہت مہربان اور نرم دل تھے تو آپ نے خیال کیا کہ ہم اپنے گھر والوں کو چاہنے لگے ہیں، یعنی ہم گھر جانا چاہتے ہیں تو آپ نے ہم سے پوچھا، ہم کن گھر والوں کو چھوڑ کر آئے ہیں؟ تو ہم نے آپ کو بتا دیا، آپ نے فرمایا: اپنے خاندان کے پاس لوٹ جاؤ اور انہیں میں ٹھہرو، انہیں تعلیم دو اور انہیں حکم دو جب نماز کا وقت ہو جائے تو تم میں سے ایک اذان کہے پھر تم میں سے جو بڑا ہو وہ تمہارا امام بنے۔

فائدہ:...... حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ چونکہ تقریباً ہم عمر ساتھیوں کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حصول تعلیم کے لیے حاضر ہوئے تھے اور سب نے برابر تعلیم حاصل کی، اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وجہ ترجیح عمر میں بزرگی کو قرار دیا۔

[1536] (. .) وحَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ وَخَلَفُ بْنُ هِشَامٍ قَالَا نَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ

[1536] امام مسلم نے یہی روایت ایک دوسرے استاد سے بیان کی ہے۔

[1537] وَحَدَّثَنَاهُ ابْنُ أَبِي عُمَرَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالْوَهَّابِ عَنْ أَيُّوبَ قَالَ: قَالَ لِي أَبُو قِلَابَةَ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ الْحُوَيْرِثِ أَبِي سُلَيْمَانَ قَالَ أَتَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ فِي نَاسٍ وَنَحْنُ شَبَبَةٌ مُتَقَارِبُونَ وَاقْتَصَّا جَمِيعًا الْحَدِيثَ بِنَحْوِ حَدِيثِ ابْنِ عُلَيَّةَ

← الجهاد، باب: سفر الاثنين برقم (٢٨٤٨) وفي الادب، باب: رحمة الناس والبهائم برقم (٦٠٠٨) وفي اخبار الآحاد باب: ما جاء في اجازة الخبر الواحد الصدوق في الاذان والصوم والفرائض والاحاكم برقم (٧٢٤٦) وابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: من احق بالامامة برقم (٥٨٩) والترمذي في (جامعه) في الصلاة، برقم (٢٠٥) والنسائي في (المجتبى) في الاذان، باب: اذان المنفردين في السفر ٢/ ٨ و ٩ وفي الامامة، باب: تقدم ذوي السن رقم ٢/ ٧٧ وفي الاذان، باب: اجتزاء المرء باذان غيره في الحضر ٢/ ٩ و ٢/ ٢١ وابن ماجه في (سننه) في اقامة والسنة فيها، برقم (٩٧٩) انظر (التحفة) برقم (١١١٨٣)

[1536] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٥٣٣)

[1537] تقدم تخريجه برقم (١٥٣٣)

[1537] حضرت ابوسلیمان مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں کچھ لوگوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ہم لوگ تقریباً ہم عمر نوجوان تھے، پھر مذکورہ روایت کے ہم معنی روایت بیان کی۔

[1538] ۲۹۳۔(. .) وحَدَّثَنِي إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ قَالَ انا عَبْدُالْوَهَّابِ الثَّقَفِيُّ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ

عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ أَنَا وَصَاحِبٌ لِي فَلَمَّا أَرَدْنَا الْإِقْفَالَ مِنْ عِنْدِهِ قَالَ لَنَا ((إِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَأَذِّنَا ثُمَّ أَقِيمَا وَلْيَؤُمَّكُمَا أَكْبَرُكُمَا))

[1538]۔ حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اور میرا دوست نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو جب ہم نے آپ ﷺ کے ہاں سے واپس جانے کا ارادہ کیا، آپ نے ہمیں فرمایا: جب نماز کا وقت ہو جائے تو اذان کا انتظام کرنا، پھر اقامت کہنا اور جو تم میں سے بڑا ہے وہ امامت کرائے۔

فائدہ:...... سفر میں بھی اذان اور جماعت کا اہتمام کرنا چاہیے، موذن کے لیے بہتر اور افضل ہونا شرط نہیں ہے، امامت کا حقدار افضل اور بہتر ہی ہے۔ آتے وقت سب ساتھی اکٹھے آئے، جاتے وقت سب سے آخر میں آپ ﷺ کو الوداع کہنے والے یہ دونوں ساتھی تھے، اس لیے آپ نے ان کی خصوصی ہدایات دیں۔

[1539] (. .) وحَدَّثَنَاه أَبُوسَعِيدٍ الْأَشَجُّ قَالَ نَا حَفْصٌ يَعْنِي ابْنَ غِيَاثٍ قَالَ نَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَزَادَ قَالَ الْحَذَّاءُ وَكَانَا مُتَقَارِبَيْنِ فِي الْقِرَاءَةِ

[1539] امام مسلم ایک دوسرے استاد سے یہی روایت بیان کرتے ہیں جس کے آخر میں ہے۔ خالد حذاء نے کہا، یہ دونوں قراءت میں برابر تھے۔

۵۵...... بَاب: اسْتِحْبَابِ الْقُنُوتِ فِي جَمِيعِ الصَّلٰوةِ إِذَا نَزَلَتْ بِالْمُسْلِمِينَ نَازِلَةٌ

باب ۵۵: جب مسلمان کسی مصیبت میں مبتلا ہوں تو تمام نمازوں میں دعائے قنوت پڑھنا بہتر ہے

[1540] ۲۹۴۔(۶۷۵) حَدَّثَنِي أَبُوالطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى قَالَا أَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ بْنُ يَزِيدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَأَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّهُمَا سَمِعَا

[1538] تقدم تخريجه برقم (۱۵۳۳)

[1539] تقدم تخريجه برقم (۱۵۳۳)

[1540] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۱۳۳۵۶)

أَبَـا هُرَيْرَةَ يَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَـقُولُ حِينَ يَفْرُغُ مِنْ صَلٰوةِ الْفَجْرِ مِنَ الْقِرَائَةِ وَيُكَبِّرُ وَيَرْفَعُ رَأْسَهُ ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ ثُمَّ يَقُولُ وَهُوَ قَائِمٌ اَللّٰهُمَّ أَنْجِ الْوَلِيدَ بْنَ الْوَلِيدِ وَسَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ وَعَيَّاشَ بْنَ أَبِي رَبِيعَةَ وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اَللّٰهُمَّ اشْدُدْ وَطْأَتَكَ عَلٰى مُضَرَ وَاجْعَلْهَا عَلَيْهِمْ كَسِنِي يُوسُفَ اَللّٰهُمَّ الْعَنْ لِحْيَانَ وَرِعْلًا وَذَكْوَانَ وَعُـصَيَّةَ عَـصَتِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ)) ثُـمَّ بَـلَـغَنَا اَنَّهُ تَرَكَ ذٰلِكَ لَمَّا أُنْزِلَ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذِّبَهُمْ فَإِنَّهُمْ ظَالِمُونَ

[1540]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جس وقت صبح کی نماز کی قراءت سے فارغ ہوکر اللہ اکبر کہتے اور (رکوع سے) سر اٹھاتے تو فرماتے: سمع الله لمن حمده، ربنا ولك الحمد، اللہ تعالیٰ کی جس نے حمد کی، اس نے اس کو سن لیا، اے ہمارے رب! حمد کا حقدار تو ہی ہے۔ پھر کھڑے کھڑے دعا کرتے: اے اللہ! ولید بن ولید، سلمہ بن ہشام، عیاش بن ابی ربیعہ اور کمزور سمجھے جانے والے مومنوں کو نجات دے۔ اے اللہ! مضریوں کو سخت طریقہ سے روند ڈال اور یہ پکڑ یوسف علیہ السلام کے دور کی خشک سالی کی صورت میں ہو۔ اے اللہ! لحیان، رعل، ذکوان اور عصیہ جس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کی پر لعنت فرما۔ پھر ہم کو خبر پہنچی کہ جب یہ آیت اتری آپ ﷺ کو اس معاملہ میں کوئی اختیار نہیں ہے، اللہ چاہے تو ان کی توبہ قبول کر لے، چاہے تو ان کو عذاب دے، کیونکہ وہ ظالم ہیں۔ (آل عمران: ۱۲۸) تو آپ ﷺ نے یہ دعا چھوڑ دی۔

فائدہ:...... جب مسلمان کسی مصیبت کا شکار ہوں، مثلاً دشمن کا خوف ہو، خشک سالی ہو، کوئی وباء پھیل جائے تو تمام نمازوں میں قنوت نازلہ کرنا بہتر ہے، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد رحمہم اللہ کا یہی موقف ہے۔ لیکن امام ابوحنیفہ اور صاحبین کے نزدیک، قنوت نازلہ نمازوں میں منسوخ ہے۔ علامہ ابن ہمام نے قنوت نازلہ کو شریعت مستمرہ قرار دیا ہے کیونکہ یہ خلفائے راشدین سے ثابت ہے اور بئر معونہ میں شہید ہونے والے ستر قاریوں کے لیے آپ ﷺ نے ایک ماہ تک دعا فرمائی اور پھر چھوڑ دی کیونکہ مقصد پورا ہوگیا تھا، اس لیے قنوت نازلہ کا تعلق ضرورت سے ہے، اگر مسلمان خوف زدہ ہوں، مصیبت سے دوچار ہوں تو دعا کی جائے گی، ورنہ نہیں۔

نوٹ:...... ﴿ليس لك من الامر شيء﴾ الآیہ: سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ مختار کل یا مختار مطلق نہیں ہیں۔ علامہ سعیدی نے اس کا جواب دینے کی کوشش کی ہے لیکن جواب کی بجائے غیر شعوری طور پر اس بات کو تسلیم کر لیا ہے۔ علامہ آلوسی حنفی کی عبارت نقل کر کے ترجمہ لکھتے ہیں: آپ ﷺ ان کو توبہ کے لیے مجبور کرنے پر قادر نہیں نہ توبہ سے روکنے پر، عذاب دینے پر قادر ہیں نہ معاف کرنے پر، یہ تمام امور اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہیں۔

علامہ اسماعیل حقی کی عبارت نقل کر کے ترجمہ لکھتے ہیں: آیت کا معنی یہ ہے کہ کفار کے معاملات کا اللہ تعالیٰ علی الاطلاق مالک ہے خواہ انہیں ہلاک کر دے یا سزا دے، اسلام لانے پر ان کی توبہ قبول کرے یا اسلام نہ لانے پر ان کو عذاب اخروی دے۔ آپ ﷺ ان معاملات کے مالک نہیں ہیں۔ (شرح صحیح مسلم: ۲/ ۳۲۹)

[1541] (. .) وحَدَّثَنَاهُ أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ قَالَا نَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ إِلَى قَوْلِهِ ((وَاجْعَلْهَا عَلَيْهِمْ كَسِنِي يُوسُفَ وَلَمْ يَذْكُرْ مَا بَعْدَهُ))

[1541] امام مسلم یہی روایت دوسری سند سے بیان کرتے ہیں لیکن اس میں اللھم العن لحیان ورعلا سے آخر تک کا حصہ بیان نہیں کرتے۔

[1542] ۲۹۵۔(. .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِهْرَانَ الرَّازِيُّ قَالَ نَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ نَا الْأَوْزَاعِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ

عَنْ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَهُمْ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَنَتَ بَعْدَ الرَّكْعَةِ فِي صَلٰوةٍ شَهْرًا إِذَا قَالَ ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ يَقُولُ فِي قُنُوتِهِ اَللّٰهُمَّ أَنْجِ الْوَلِيدَ بْنَ الْوَلِيدِ اَللّٰهُمَّ نَجِّ سَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ اَللّٰهُمَّ نَجِّ عَيَّاشَ بْنَ أَبِي رَبِيعَةَ اَللّٰهُمَّ نَجِّ الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ اَللّٰهُمَّ اشْدُدْ وَطْأَتَكَ عَلٰى مُضَرَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا عَلَيْهِمْ سِنِينَ كَسِنِي يُوسُفَ)) قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ ثُمَّ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ تَرَكَ الدُّعَاءَ بَعْدُ فَقُلْتُ أُرَى رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَدْ تَرَكَ الدُّعَاءَ لَهُمْ قَالَ فَقِيلَ وَمَا تُرَاهُمْ قَدْ قَدِمُوا

[1542]۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز میں رکوع کے بعد ایک ماہ تک قنوت کیا جب آپ سمع اللہ لمن حمدہ کہہ لیتے تو یہ دعائے قنوت پڑھتے۔ اے اللہ! ولید بن ولید کو نجات دے، اے اللہ! سلمہ بن ہشام کو نجات دے، اے اللہ! عیاش بن ابی ربیعہ کو نجات دے۔ اے اللہ! کمزور مسلمانوں

[1541] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الادب، باب: تسمیة الولید برقم (٦٢٠٠) وابن ماجه فی (سننه) فی اقامة الصلاة والسنة فیها، باب: ما جاء فی القنوت فی صلاة الفجر برقم (١٢٤٤) انظر (التحفة) برقم (١٣١٣٢)

[1542] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: القنوت فی الصلوات برقم (١٤٤٢) انظر (التحفة) برقم (١٥٣٨٧)

کو نجات دے، اے اللہ! مضریوں کو بڑی شدت سے روند ڈال۔ اے اللہ! ان پر یوسف علیہ السلام کے دور کا قحط مسلط کر دے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، پھر میں نے بعد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے ان لوگوں کے حق میں دعا کرنا چھوڑ دیا ہے تو مجھے بتایا گیا کہ تم دیکھ نہیں رہے ہو کہ یہ لوگ آ چکے ہیں۔

مفردات الحدیث: ❶ وطائك: وطاء پامالی کرنا، روندنا، مقصد یہ ہے ان کا مواخذہ فرما۔ ❷ سنین، سنة کی جمع ہے یہ لفظ قحط سالی کے لیے استعمال ہوتا ہے، مقصد یہ ہے کہ ان کو قحط سالی سے دو چار فرما۔ ❸ تقدموا: وہ آ چکے ہیں، بعض حضرات نے اس کا ترجمہ مـــاتوا کیا ہے، جو درست نہیں ہے کیونکہ سلمہ بن ہشام ۱۴ ہجری میں فوت ہوئے ہیں اور عیاش بن ابی ربیعہ ۱۵ ہجری میں، صرف ولید بن ولید آپ کی خدمت میں پہنچتے ہی وفات پا گئے تھے۔

فائدہ: ...... اس حدیث سے ثابت ہوا کہ مسلمان قیدیوں کی خلاصی اور نجات کے لیے نماز میں دعا کی جا سکتی ہے۔ ولید بن ولید، خالد بن ولید کے بھائی ہیں۔ سلمہ بن ہشام، ابو جہل کا بھائی ہے اور عیاش بن ابی ربیعہ بھی ابو جہل کا ماں کی طرف سے بھائی ہے۔ یہ تینوں مشرکین مکہ کی قید میں تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کے نتیجہ میں مشرکوں کی قید سے چھوٹ کر بھاگ آئے اور ان کی آمد کے بعد آپ نے دعا چھوڑ دی، اس لیے دعا چھوڑنے سے اس کا منسوخ ہونا کیسے ثابت ہوا، یہ تو مقصد پورا ہونے کی بنا پر ترک کر دی گئی تھی۔

[1543] (. .) وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا حُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ نَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَمَا هُوَ يُصَلِّي الْعِشَاءَ إِذْ قَالَ ((سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ)) ثُمَّ قَالَ قَبْلَ أَنْ يَسْجُدَ ((اَللّٰهُمَّ نَجِّ عَيَّاشَ بْنَ أَبِي رَبِيعَةَ)) ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ الْأَوْزَاعِيِّ اِلٰى قَوْلِهٖ ((كَسِنِي يُوسُفَ)) وَلَمْ يَذْكُرْ مَا بَعْدَهُ

[1543] حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کی نماز پڑھا رہے تھے کہ آپ نے سمع الله لمن حمده کہا، پھر سجدہ کرنے سے پہلے یہ دعا کی: اے اللہ! عیاش بن ابی ربیعہ کو نجات دے، پھر مذکورہ بالا روایت بیان کی، لیکن اس میں قال ابو ہریرہ ثم رایت الخ والا حصہ نقل نہیں کیا۔

[1544] ٢٩٦ـ(٦٧٦) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ نَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ نَا أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ أَنَّهُ سَمِعَ

[1543] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی التفسير، سورت النساء، باب: (فاولئك عسى الله ان يعفو عنهم وكان الله عفوا غفورا) برقم (٤٥٩٨) انظر (التحفة) برقم (١٥٣٧٠)

[1544] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الاذان، باب: (١٢٦) برقم (٧٩٧) وابو داود فی ←

أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ وَاللّٰهِ لَأُقَرِّبَنَّ بِكُمْ صَلٰوةَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَكَانَ أَبُو هُرَيْرَةَ يَقْنُتُ فِي الظُّهْرِ وَالْعِشَآءِ الْآخِرَةِ وَصَلٰوةِ الصُّبْحِ وَيَدْعُو لِلْمُؤْمِنِينَ وَيَلْعَنُ الْكُفَّارَ

[1544] ۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم! میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کی نماز کے قریب قریب نماز پڑھاؤں گا، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ظہر، عشاء اور صبح کی نماز میں قنوت کرتے تھے، مومنوں کے حق میں دعا کرتے اور کافروں پر لعنت بھیجتے۔

[1545] ٢٩٧ ۔(٦٧٧) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنْ إِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ دَعَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَلَى الَّذِينَ قَتَلُوا أَصْحَابَ بِئْرِ مَعُونَةَ ثَلَاثِينَ صَبَاحًا يَدْعُو عَلٰى رِعْلٍ وَذَكْوَانَ وَلِحْيَانَ وَعُصَيَّةَ عَصَتِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ قَالَ أَنَسٌ أَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي الَّذِينَ قُتِلُوا بِبِئْرِ مَعُونَةَ قُرْآنًا قَرَأْنَاهُ حَتّٰى نُسِخَ بَعْدُ أَنْ بَلِّغُوا قَوْمَنَا أَنْ قَدْ لَقِينَا رَبَّنَا فَرَضِيَ عَنَّا وَرَضِينَا عَنْهُ

[1545] ۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے تیس دن ان لوگوں کے خلاف دعا کی، جنہوں نے بئر معونہ کے لوگوں کو قتل (شہید) کر دیا تھا، آپ رعل، ذکوان، لحیان اور عصیہ کے لوگ جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی، کے خلاف دعا کرتے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بئر معونہ کے واقعہ میں شہید ہونے والے لوگوں کے بارے میں یہ آیت اتاری: ہماری قوم تک یہ پیغام پہنچا دو کہ ہم اپنے رب سے جا ملے، وہ ہم سے خوش ہوا اور ہم اس سے راضی ہیں۔ ہم نے اس آیت کی تلاوت کی، بعد میں یہ آیت منسوخ ہوگئی۔

فائدہ:...... صفر ۴ ہجری میں ابو براء عامر بن مالک جو ملاعب الاسنہ کے نام سے معروف تھا اور اپنی قوم کا سردار تھا۔ علاقہ نجد سے۔ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ نے اسے اسلام کی دعوت دی، مگر اس نے نہ اسے

← (سننه) في الصلاة: القنوت في الصلوات برقم (١٤٤٠) والنسائي في (المجتبى) في التطبيق، باب: القنوت في صلاة الظهر ٢/ ٢٠٢۔ انظر (التحفة) برقم (١٥٤٢١)

[1545] اخرجه البخاري في (صحيحه) في المغازي، باب: غزوة الرجيع ورعل وذكوان وبئر معونة وحديث عضل والقارة وعاصم بن ثابت وخبيب واصحابه برقم (٤٠٩٥) وفي الجهاد، باب: فضل قول الله تعالى: ﴿ولا تحسبن الذين قتلوا في سبيل الله امواتا بل احياء عند ربهم يرزقون۔ الى قوله۔ وان الله لا يضيع اجر المومنين﴾ برقم (٢٨١٤) انظر (التحفة) برقم (٢٠٨)

قبول کیا نہ رد اور آپ کو بڑے مخلصانہ انداز میں یہ مشورہ دیا کہ آپ اپنے کچھ ساتھیوں کو میرے علاقہ میں بھیجیں امید ہے لوگ اسلام قبول کر لیں گے اور آپ کے لوگ میری پناہ میں ہوں گے، آپ نے تعلیم و تبلیغ کے لیے ستر قاری بھیجے تا کہ وہ معلم اور داعی کا فریضہ سرانجام دیں، آپ نے ان کا امیر منذر بن عمرو کو مقرر فرمایا، آپ نے ابو براء کے بھتیجے عامر بن طفیل کے نام خط دیا تھا جب یہ وفد بئر معونہ نامی جگہ پر پہنچا تو وہاں سے حرام بن ملحان رسول اللہ ﷺ کا خط لے کر عامر بن طفیل کی طرف روانہ ہوئے، اس نے خط دیکھے بغیر ہی اپنے آدمی کو اشارہ کر کے ان کو قتل کروا دیا، پھر اپنی قوم بنو عامر کو کہا کہ مدینہ سے آنے والے لوگوں پر حملہ کرو، لیکن انہوں نے اپنے سردار ابو براء کے عہد کو توڑنا گوارا نہ کیا، تب اس نے بنو سلیم کی شاخوں یعنی رعل، ذکوان، لحیان اور عصیہ کو اس کام پر آمادہ کیا، ان لوگوں نے مسلمان قاریوں کو شہید کر دیا، صرف دو آدمی زندہ بچے، آپ کو اس واقعہ کی اطلاع ملی تو آپ کو بے حد دکھ ہوا اور آپ نے ان قبائل کے خلاف ایک ماہ تک قنوت نازلہ فرمائی۔

ان شہداء کی خواہش پر اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو اس واقعہ کی اطلاع دی اور ان کا پیغام پہنچا دیا، جس کو وقتی طور پر پڑھا گیا، پھر وہ منسوخ ہو گیا، منسوخ شدہ آیات چونکہ اب قرآن میں نہیں ہیں، اس لیے وہ تواتر سے ثابت نہیں ہیں۔

نوٹ:...... اس واقعہ بئر معونہ سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کو علم غیب نہ تھا، وگرنہ آپ ابو براء کے کہنے پر ستر منتخب افراد کو اس کے علاقہ میں نہ بھیجتے، لیکن علامہ سعیدی اس کا انتہائی مضحکہ خیز جواب دیتے ہیں کہ آپ کو ان کی شہادت کا علم تھا، آپ نے اہل نجد کے مطالبہ تبلیغ پر انہیں نجد بھیج دیا تا کہ کل قیامت کے دن وہ یہ نہ کہہ سکیں کہ ہم نے تو قبول اسلام کے لیے تیرے نبی سے مبلغ مانگے تھے، اس نے نہیں بھیجے۔ (شرح صحیح مسلم: ۲/۳۳۲)

حالانکہ اوپر یہ لکھا ہے کہ آپ نے ابو براء کے کہنے پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھیجا تھا اور اس نے ان کی حفاظت کی ضمانت دی تھی، اس کی ضمانت پر بھیجا تھا۔ پھر اگر آپ کو معلوم تھا تو آپ نے اس قدر رنج و ملال کا اظہار کیوں فرمایا اور ایک ماہ تک ان کے خلاف دعا کیوں فرمائی، حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو روک دیا، مزید برآں یہ لوگ اہل نجد تک تو پہنچے ہی نہیں۔ بئر معونہ تو مکہ اور عسفان کے درمیان ہذیل کا علاقہ ہے، عامر بن طفیل نے تو ان کو راستہ میں ہی روک لیا تھا۔

[1546] ۲۹۸-(...) وحَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَانَا إِسْمٰعِيلُ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ قُلْتُ لِأَنَسٍ هَلْ قَنَتَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي صَلٰوةِ الصُّبْحِ قَالَ نَعَمْ بَعْدَ الرُّكُوعِ يَسِيرًا

[1546] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الوتر، باب: القنوت قبل الركوع وبعده برقم ←

[1546]۔ امام محمد بن سیرین بیان کرتے ہیں میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز میں قنوت کی ہے؟ انہوں نے جواب دیا، ہاں، کچھ عرصہ رکوع کے بعد۔

[1547] ۲۹۹۔(. . .) وحَدَّثَنِي عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ وَأَبُو كُرَيْبٍ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى وَاللَّفْظُ لِابْنِ مُعَاذٍ قَالَ حَدَّثَنِي الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَنَتَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم شَهْرًا بَعْدَ الرُّكُوعِ فِي صَلٰوةِ الصُّبْحِ يَدْعُو عَلٰى رِعْلٍ وَذَكْوَانَ وَيَقُولُ ((عُصَيَّةُ عَصَتِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ))

[1547]۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کی نماز میں رکوع کے بعد ایک مہینہ قنوت کی، بنو عصیہ کے خلاف دعا کی۔

[1548] ۳۰۰۔(. . .) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ نَا بَهْزُ بْنُ أَسَدٍ قَالَ نَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ انَا أَنَسُ بْنُ سِيرِينَ

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَنَتَ شَهْرًا بَعْدَ الرُّكُوعِ فِي صَلٰوةِ الْفَجْرِ يَدْعُو عَلٰى بَنِي عُصَيَّةَ

[1548]۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ماہ صبح کی نماز میں رکوع کے بعد دعائے قنوت کی ہے۔ رعل اور ذکوان کے خلاف دعا کی اور فرمایا: ''عصیہ نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی ہے۔''

[1549] ۳۰۱۔(. . .) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا نَا أَبُو مُعَاوِيَةَ

← (۱۰۰۱) وابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: القنوت فی الصلوات برقم (۱۴۴۴) والنسائی فی (المجتبی) فی التطبیق، باب: القنوت فی صلاة الصبح ۲/ ۲۰۰ و ۲۰۱ وابن ماجه فی (سننه) فی اقامة الصلاة والسنة فیها باب: ما جاء فی القنوت قبل الركوع وبعده برقم (۱۱۸۴) انظر (التحفة) برقم (۱۴۵۳)

[1547] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الوتر، باب: القنوت قبل الركوع وبعده برقم (۱۰۰۳) وفی المغازی، باب: غزوة الرجیع ورعل وذكوان وبئر معونة برقم (۴۰۹۴) والنسائی فی (المجتبی) فی التطبیق، باب: القنوت بعد الركوع ۲/ ۲۰۰۔ انظر (التحفة) برقم (۱۶۵۰)

[1548] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: القنوت فی الصلوات برقم (۱۴۴۵) مختصرا وتحفة الاشراف (۲۳۵)

[1549] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الوتر، باب: القنوت قبل الركوع وبعده برقم (۱۰۰۲) ←

عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ سَأَلْتُهُ عَنِ الْقُنُوتِ قَبْلَ الرُّكُوعِ أَوْ بَعْدَ الرُّكُوعِ فَقَالَ قَبْلَ الرُّكُوعِ قَالَ قُلْتُ فَإِنَّ نَاسًا يَزْعُمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَنَتَ بَعْدَ الرُّكُوعِ فَقَالَ إِنَّمَا قَنَتَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ شَهْرًا يَدْعُو عَلَى أُنَاسٍ قَتَلُوا أُنَاسًا مِّنْ أَصْحَابِهِ يُقَالُ لَهُمُ الْقُرَّآءُ

[1549] ۔ عاصم بیان کرتے ہیں، میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے قنوت کے بارے میں سوال کیا کہ وہ رکوع سے پہلے ہے یا رکوع کے بعد ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا، رکوع سے پہلے ہے تو میں نے کہا، کچھ لوگ خیال کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے قنوت رکوع کے بعد کی ہے؟ تو انہوں نے کہا، رسول اللہ ﷺ نے (رکوع کے بعد) ایک مہینہ قنوت کیا، ان لوگوں کے خلاف دعا کی، جنہوں نے آپ ﷺ کے کچھ ساتھیوں کو جنہیں قراء کہا جاتا تھا، قتل کر دیا تھا۔

فائدہ :...... حضرت انس رضی اللہ عنہ کے جواب سے معلوم ہوتا ہے آپ قنوت ہمیشہ رکوع کے بعد نہیں کرتے تھے، آپ نے رکوع سے پہلے بھی قنوت کی ہے۔ امام شافعی اور امام احمد رحمہ اللہ رکوع کے بعد دعائے قنوت کرنے کے قائل ہیں۔ صحیح روایات کی روشنی میں قنوت نازلہ، رکوع کے بعد بلند آواز سے ہے۔ اس میں ہاتھ اٹھائے جائیں گے اور مقتدی آمین کہیں گے۔ وتر میں قنوت امام احمد کے نزدیک رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں ہے لیکن نسائی اور ابن ماجہ کی روایت ہے کہ آپ وتر میں رکوع سے پہلے قنوت کرتے تھے۔ ابن حبان کی روایت میں ہے کہ آپ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو وتر میں رکوع کے بعد قنوت سکھایا۔

[1550] ۳۰۲۔(. .) حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ نَا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُولُ مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ وَجَدَ عَلَى سَرِيَّةٍ مَا وَجَدَ عَلَى السَّبْعِينَ الَّذِينَ أُصِيبُوا يَوْمَ بِئْرِ مَعُونَةَ كَانُوا يُدْعَوْنَ الْقُرَّآءَ فَمَكَثَ شَهْرًا يَدْعُو عَلَى قَتَلَتِهِمْ

[1550] ۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کسی جماعت (کی شہادت) پر اس قدر غمزدہ نہیں دیکھا، جس قدر آپ غمگین ان ستر آدمیوں پر ہوئے تھے جو بئر معونہ کے واقعہ میں شہید ہو گئے۔ ان کو قراء کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ آپ ایک مہینہ تک ان کے قاتلین کے خلاف دعا کرتے رہے۔

← وفي الجنائز باب: من جلس عند المصيبة يعرف فيه الحزن برقم (۱۳۰۰) وفي: الجزية والموادعة، باب: دعاء الامام على من نكث عهدا برقم (۳۱۷۰) وفي المغازي باب: غزوة الرجيع ورعل وذكوان وبئر معونة وحديث عضل والقارة و عاصم بن ثابت وخبيب واصحابه برقم (٤٠٩٦) وفي الدعوات، باب: الدعاء على المشركين برقم (٦٣٩٤) مختصرا۔ انظر (التحفة) برقم (۹۳۱)

[1550] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٥٤٧)

[1551] (..) وحَدَّثَنَا أَبُوكُرَيْبٍ قَالَ نَا حَفْصٌ وَابْنُ فُضَيْلٍ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَر قال مَرْوَانُ كُلُّهُمْ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ بِهٰذَا الْحَدِيثِ يَزِيدُ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ

[1551] یہ روایت امام صاحب دوسرے اساتذہ سے بھی بیان کرتے ہیں جس میں وہ ایک دوسرے پر کچھ اضافہ کرتے ہیں۔

[1552] ٣٠٣-(..) وحَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ قَالَ نَا الْأَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ قَالَ انَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَنَتَ شَهْرًا يَلْعَنُ رِعْلًا وَذَكْوَانَ وَعُصَيَّةَ عَصَوْا اللّٰهَ وَرَسُولَهُ

[1552]۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک ماہ قنوت کی، رعل اور ذکوان اور عصیہ جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی ان پر لعنت بھیجتے تھے۔

[1553] (..) وحَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ قَالَ نَا الْأَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ قَالَ انَا شُعْبَةُ عَنْ مُوسَى بْنِ أَنَسٍ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِنَحْوِهِ

[1553] امام صاحب نے مذکورہ بالا روایت کے ہم معنی روایت دوسری سند سے بیان کی ہے۔

[1554] ٣٠٤-(..) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ نَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ قَالَ نَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَنَتَ شَهْرًا يَدْعُو عَلَى أَحْيَاءٍ مِنْ أَحْيَاءِ الْعَرَبِ ثُمَّ تَرَكَهُ

[1554]۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عرب کے کچھ قبائل کے خلاف ایک ماہ دعائے قنوت کی، پھر اسے چھوڑ دیا۔

مفردات الحدیث ✵ اَحْیَاءٌ: حی کی جمع ہے، قبیلہ کو کہتے ہیں۔

[1551] تقدم تخريجه برقم (١٥٤٧)

[1552] اخرجه النسائي في (المجتبى) في التطبيق باب: اللعن في القنوت ٢/ ٢٠٣۔ انظر (التحفة) برقم (١٢٧٣)

[1553] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٦١٥)

[1554] اخرجه البخاري في (صحيحه) في المغازي، باب: غزوة الرجيع ورعل وذكوان وبئر معونة وحديث عضل والقارة وعاصم بن ثابت وخبيب واصحابه برقم (٤٠٨٩) والنسائي في (المجتبى) في التطبيق، باب: اللعن في القنوت برقم (١٠٧٦) وفي باب: ترك القنوت برقم (١٠٧٨) وابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها باب: ما جاء في القنوت في صلاة الفجر برقم (١٢٤٣) انظر (التحفة) برقم (١٣٥٤)

[1555] ٣٠٥ـ(٦٧٨) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ أَبِي لَيْلٰى قَالَ نَا

الْبَرَآءُ بْنُ عَازِبٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَقْنُتُ فِي الصُّبْحِ وَالْمَغْرِبِ

[1555] ۔حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ صبح اور مغرب کی نماز میں دعائے قنوت کرتے تھے۔

[1556] ٣٠٦ـ(..) وحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ نَا أَبِي قَالَ نَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى

عَنِ الْبَرَآءِ قَالَ قَنَتَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي الْفَجْرِ وَالْمَغْرِبِ

[1556] ۔حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فجر اور مغرب میں دعائے قنوت کی۔

[1557] ٣٠٧ـ(٦٧٩) حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ سَرْحٍ الْمِصْرِيُّ قَالَ نَا ابْنُ وَهْبٍ عَنِ اللَّيْثِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ أَبِي أَنَسٍ عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ عَلِيٍّ

عَنْ خُفَافِ بْنِ إِيمَاءٍ الْغِفَارِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي صَلٰوةٍ ((اَللّٰهُمَّ الْعَنْ بَنِي لِحْيَانَ وَرِعْلًا وَذَكْوَانَ وَعُصَيَّةَ عَصَوُا اللّٰهَ وَرَسُولَهُ غِفَارُ غَفَرَ اللّٰهُ لَهَا وَأَسْلَمُ سَالَمَهَا اللّٰهُ))

[1557] ۔حضرت خفاف بن ایماء غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نماز میں یہ دعا کی: ''اے اللہ! بنولحیان، رعل، ذکوان اور عصیہ جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی ہے، لعنت بھیج، غفار کو اللہ تعالیٰ معاف فرمائے اور اسلم کو سلامت رکھے۔''

[1558] ٣٠٨ـ(..) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ حُجْرٍ قَالَ ابْنُ أَيُّوبَ نَا إِسْمٰعِيلُ قَالَ أَخْبَرَنِي مُحَمَّدٌ وَهُوَ ابْنُ عَمْرٍو عَنْ خَالِدِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ حَرْمَلَةَ

[1555] اخرجه ابو داود فى (سننه) فى الصلاة باب: القنوت فى الصلوات برقم (١٤٤١) والترمذى فى (جامعه) فى الصلاة، باب: ما جاء فى القنوت فى صلاة الفجر برقم (٤٠١) والنسائى فى (المجتبى) فى التطبيق، باب: القنوت فى صلاة المغرب برقم ٢/ ٢٠٢ـ انظر (التحفة) برقم (١٧٨٢)

[1556] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (١٥٥٣)

[1557] اخرجه مسلم فى (صحيحه) فى (فضائل الصحابة) باب: دعاء النبى ﷺ بغفار واسلم برقم (٦٣٨١) انظر (التحفة) برقم (٣٥٣٦)

[1558] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (١٥٥٥)

عَنِ الْحَارِثِ بْنِ خُفَافٍ اَنَّهٗ قَالَ قَالَ خُفَافُ بْنُ إِيمَاءٍ رَكَعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهٗ فَقَالَ ((غِفَارُ غَفَرَ اللّٰهُ لَهَا وَأَسْلَمُ سَالَمَهَا اللّٰهُ وَعُصَيَّةُ عَصَتِ اللّٰهَ وَرَسُولَهٗ اَللّٰهُمَّ الْعَنْ بَنِي لِحْيَانَ وَالْعَنْ رِعْلًا وَذَكْوَانَ)) ثُمَّ وَقَعَ سَاجِدًا قَالَ خُفَافٌ فَجُعِلَتْ لَعْنَةُ الْكَفَرَةِ مِنْ أَجْلِ ذٰلِكَ

[1558] ۔خفاف بن ایماء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے رکوع کیا۔ پھر اس سے اپنا سر اٹھایا اور کہا: ''غفار کو اللہ معاف فرمائے، اسلم کو محفوظ رکھے۔عصیہ نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی، اے اللہ! بنولحیان پر لعنت بھیج اور رعل اور ذکوان پر لعنت نازل کر۔ پھر آپ نے سجدہ کیا۔خفاف نے کہا: اس بنا پر کافروں پر لعنت بھیجی جاتی ہے۔

[1559] (. .) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ قَالَ نَا اِسْمٰعِيلُ قَالَ وَأَخْبَرَنِيهِ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ حَرْمَلَةَ عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ عَلِيِّ بْنِ الْأَسْقَعِ

عَنْ خُفَافِ بْنِ إِيمَاءٍ بِمِثْلِهٖ إِلَّا اَنَّهٗ لَمْ يَقُلْ فَجُعِلَتْ لَعْنَةُ الْكَفَرَةِ مِنْ أَجْلِ ذٰلِكَ

[1559] امام صاحب ایک دوسری سند سے خفاف بن ایماء رضی اللہ عنہ کی مذکورہ روایت بیان کرتے ہیں لیکن اس میں خفاف کا یہ قول نہیں بیان کیا کہ اس وجہ سے کافروں پر لعنت بھیجی جاتی ہے۔

فائدہ:......اس باب کی روایات سے صبح کی نماز میں ہمیشہ قنوت کرنا ثابت نہیں ہوتا۔لیکن پاک و ہند کے نسخوں میں امام نووی نے اس باب میں ان الفاظ کا اضافہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگنا اور صبح کی نماز میں قنوت کا ہمیشہ کرنا مستحب ہونا اور اس کا موقع و محل آخری رکعت میں رکوع کے بعد سر اٹھانے کے بعد ہے اور اس کا بلند پڑھنا بہتر ہے۔امام شافعی کا یہی موقف ہے۔امام مالک کے نزدیک صبح کی نماز میں قنوت سنت ہے۔امام احمد اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک قنوت نہیں ہے۔صحیح بات یہ ہے کہ قنوت کا مدار مسلمانوں کی ضرورت و حاجت پر ہے۔اگر مصیبت شدید ہو یا خطرہ زیادہ ہو اکثر یا سب نمازوں میں قنوت نازلہ پڑھی جائے گی۔اگر خطرہ اور مصیبت کم ہو تو ایک یا دو نمازوں میں قنوت کرلیں گے۔

٥٦...... بَاب: قَضَآءِ الصَّلٰوةِ الْفَائِتَةِ وَاسْتِحْبَابِ تَعْجِيلِ قَضَآئِهَا

باب ٥٦: فوت شدہ نمازوں کی قضائی اور قضائی میں جلدی کرنا بہتر ہے

[1560] ٣٠٩۔(٦٨٠) حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى التُّجِيبِيُّ قَالَ انَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ

[1559] تقدم تخريجه برقم (١٥٥٥)

[1560] اخرجه ابوداود فی (سننه) فی الصلاة، باب: من نام عن صلاة او نسيها برقم (٤٣٥) ←

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ حِينَ قَفَلَ مِنْ غَزْوَةِ خَيْبَرَ سَارَ لَيْلَهُ حَتّٰى إِذَا أَدْرَكَهُ الْكَرٰى عَرَّسَ وَقَالَ لِبِلَالٍ ((اكْلَأْ لَنَا اللَّيْلَ)) فَصَلّٰى بِلَالٌ مَا قُدِّرَ لَهُ وَنَامَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَأَصْحَابُهُ فَلَمَّا تَقَارَبَ الْفَجْرُ اسْتَنَدَ بِلَالٌ إِلٰى رَاحِلَتِهِ مُوَاجِهَ الْفَجْرِ فَغَلَبَتْ بِلَالًا عَيْنَاهُ وَهُوَ مُسْتَنِدٌ إِلٰى رَاحِلَتِهِ فَلَمْ يَسْتَيْقِظْ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَلَا بِلَالٌ وَلَا أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِهِ حَتّٰى ضَرَبَتْهُمُ الشَّمْسُ فَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ أَوَّلَهُمْ اسْتِيقَاظًا فَفَزِعَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ ((أَيْ بِلَالُ)) فَقَالَ بِلَالٌ أَخَذَ بِنَفْسِي الَّذِي أَخَذَ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللّٰهِ بِنَفْسِكَ قَالَ اقْتَادُوا فَاقْتَادُوا رَوَاحِلَهُمْ شَيْئًا ثُمَّ تَوَضَّأَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَأَمَرَ بِلَالًا فَأَقَامَ الصَّلٰوةَ فَصَلّٰى بِهِمُ الصُّبْحَ فَلَمَّا قَضَى الصَّلٰوةَ قَالَ ((مَنْ نَسِيَ الصَّلٰوةَ فَلْيُصَلِّهَا إِذَا ذَكَرَهَا فَإِنَّ اللّٰهَ قَالَ أَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِي)) قَالَ يُونُسُ وَكَانَ ابْنُ شِهَابٍ يَقْرَؤُهَا لِلذِّكْرٰى

[1560] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب غزوۂ خیبر سے واپس لوٹے۔ایک رات چلتے رہے حتیٰ کہ آپ پر نیند غالب آ گئی تو آپ نے پڑاؤ کیا اور بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''تم آج رات ہماری حفاظت کرو'' حضرت بلال رضی اللہ عنہ جب تک اللہ کو منظور رہا نفل پڑھتے رہے۔رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھی سو گئے۔جب صبح کا وقت قریب آ گیا تو بلال رضی اللہ عنہ فجر کے پھوٹنے کی (جگہ) کی طرف رخ کر کے اپنی سواری کو ٹیک لگا کر بیٹھ گئے تو بلال رضی اللہ عنہ پر اس کی آنکھیں غالب آ گئیں کیونکہ وہ سواری کو ٹیک لگائے ہوئے تھے تو رسول اللہ ﷺ، بلال اور آپ کے ساتھیوں میں سے کوئی بھی بیدار نہ ہوا حتیٰ کہ ان پر دھوپ پڑنے لگی۔سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ بیدار ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے گھبرا کر فرمایا: اے بلال! بلال نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ! میرے ماں باپ آپ پر قربان۔میری روح کو اس ذات نے پکڑ لیا، جس نے آپ کی روح کو قبضہ میں کر لیا۔آپ نے فرمایا: ''کوچ کرو'' تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنی سواریوں کو تھوڑا سا چلایا۔پھر رسول اللہ ﷺ نے وضو کیا اور بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا۔انہوں نے نماز کا اہتمام کیا (اذان اور اقامت کہی) آپ نے انہیں نماز پڑھائی۔نماز پڑھنے کے بعد فرمایا: جو نماز بھول جائے، وہ یاد آتے ہی اسے پڑھ لے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے''میری یاد کے لیے نماز پڑھئے'' (طٰہٰ:۱۴) ابن شہاب، ذکری (میری یاد کے لیے) کے بجائے للذکری (یاد آنے پر) پڑھتے تھے)

← برقم (٤٣٦) و ابن ماجه في سنة في الصلاة باب من نام عن الصلاة اونسيها برقم (٦٩٦)، التحفة (١٣٣٤٦)

فائدہ :...... حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے بڑے پُر اعتماد ہو کر یہ دعویٰ کیا تھا کہ آپ سو جائیں، میں آپ کو بیدار کروں گا۔ معلوم ہوتا ہے ان شاء اللہ نہیں کہا۔ اس لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں کی طرح، ان پر بھی نیند نے غلبہ پالیا اور جب دھوپ سے آپ سب سے پہلے بیدار ہوئے تو آپ کو نماز کے قضاء ہونے پر افسوس ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال رضی اللہ عنہ سے پوچھا تم نے یہ کیا کیا؟ انہوں نے معذرت کی کہ میں نے عمداً ایسے نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ کو ایسے ہی منظور تھا تو آپ نے اس غفلت کا باعث بننے والی زمین کو چھوڑنے کا حکم دیا اور آگے چل کر سب سے پہلے نماز کا اہتمام فرمایا۔ اسی لیے قضا شدہ نماز کو جتنا جلدی ممکن ہو پڑھنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ حتیٰ الوسع ایسی جگہوں سے پرہیز کرنا چاہیے جو انسان کو دینی امور سے غافل کر دیتی ہیں۔

[1561] ٣١٠۔(. . .) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ وَيَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ كِلَاهُمَا عَنْ يَحْيٰى قَالَ ابْنُ حَاتِمٍ نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا يَزِيدُ بْنُ كَيْسَانَ قَالَ نَا أَبُو حَازِمٍ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ عَرَّسْنَا مَعَ نَبِيِّ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَلَمْ نَسْتَيْقِظْ حَتَّى طَلَعَتِ الشَّمْسُ فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم ((لِيَأْخُذْ كُلُّ رَجُلٍ بِرَأْسِ رَاحِلَتِهِ فَإِنَّ هٰذَا مَنْزِلٌ حَضَرَنَا فِيهِ الشَّيْطَانُ)) قَالَ فَفَعَلْنَا ثُمَّ دَعَا بِالْمَاءِ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ سَجَدَ سَجْدَتَيْنِ وَقَالَ يَعْقُوبُ ثُمَّ صَلّٰى سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ أُقِيمَتِ الصَّلٰوةُ فَصَلَّى الْغَدَاةَ

[1561]۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رات کے آخری حصہ میں پڑاؤ کیا اور ہم سورج نکلنے تک بیدار نہ ہو سکے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر انسان اپنی سواری کا سر پکڑ لے یعنی لگام یا مہار پکڑ کر چل پڑے۔ کیونکہ یہ ایسی جگہ ہے جس میں ہمارے ساتھ شیطان آ گیا ہے۔ ہم نے آپ کے حکم پر عمل کیا۔ پھر آپ نے پانی منگوایا۔ پھر آپ نے وضو کر کے دو رکعتیں (سنت) پڑھیں۔ پھر جماعت کھڑی کی گئی (اقامت کہی گئی) اور آپ نے صبح کی نماز پڑھائی۔

فوائد :...... ❶ اگر مشترکہ طور پر نماز فوت ہو جائے تو وقت ملتے ہی اس کے لیے اہتمام کیا جائے گا۔ اذان کہہ کر سنتیں پڑھی جائیں گی۔ پھر اقامت کہہ کر جماعت کروائی جائے گی۔ اگر نمازیں ایک سے زائد فوت ہو جائیں تو پہلی نماز کے لیے اذان اور اقامت دونوں ہیں۔ بعد والی نمازوں کے لیے اختیار ہے۔ ہر ایک کے لیے اذان اور اقامت کہہ لیں یا صرف اقامت پر اکتفا کر لیں۔ امام ابو حنیفہ اور امام احمد ہر نماز کے لیے اذان کے قائل ہیں۔ امام مالک اور امام شافعی آخری قول میں اذان کے قائل نہیں۔ ❷ امام مالک، امام شافعی اور امام

[1561] اخرجه النسائي في (المجتبى) في المواقيت، باب: كيف يقضي الفائت من الصلاة ١/ ٢٩٨۔ انظر (التحفة) برقم (١٣٤٤٤)

احمد رحمہ اللہ کے نزدیک سنتوں کی قضائی بہتر ہے۔ سنتیں نماز کے ساتھ رہ گئی ہوں یا صرف سنتیں باقی ہوں اور احناف کے نزدیک اگر صرف سنتیں رہ گئی ہوں تو ان کی قضا نہیں ہے۔ فرضوں کے ساتھ قضاء ہے۔

[1562] ٣١١-(٦٨١) وحَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ قَالَ نَا سُلَيْمَانُ يَعْنِي ابْنَ الْمُغِيرَةِ قَالَ نَا ثَابِتٌ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ رَبَاحٍ

عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ خَطَبَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ ((إِنَّكُمْ تَسِيرُونَ عَشِيَّتَكُمْ وَلَيْلَتَكُمْ وَتَأْتُونَ الْمَاءَ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ غَدًا)) فَانْطَلَقَ النَّاسُ لَا يَلْوِي أَحَدٌ عَلَى أَحَدٍ قَالَ أَبُو قَتَادَةَ فَبَيْنَمَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَسِيرُ حَتَّى ابْهَارَّ اللَّيْلُ وَأَنَا إِلَى جَنْبِهِ قَالَ فَنَعَسَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَمَالَ عَنْ رَاحِلَتِهِ فَأَتَيْتُهُ فَدَعَمْتُهُ مِنْ غَيْرِ أَنْ أُوقِظَهُ حَتَّى اعْتَدَلَ عَلَى رَاحِلَتِهِ قَالَ ثُمَّ سَارَ حَتَّى تَهَوَّرَ اللَّيْلُ مَالَ عَنْ رَاحِلَتِهِ قَالَ فَدَعَمْتُهُ مِنْ غَيْرِ أَنْ أُوقِظَهُ حَتَّى اعْتَدَلَ عَلَى رَاحِلَتِهِ قَالَ ثُمَّ سَارَ حَتَّى إِذَا كَانَ مِنْ آخِرِ السَّحَرِ مَالَ مَيْلَةً هِيَ أَشَدُّ مِنَ الْمَيْلَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ حَتَّى كَادَ يَنْجَفِلُ فَأَتَيْتُهُ فَدَعَمْتُهُ فَرَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ ((مَنْ هٰذَا)) قُلْتُ أَبُو قَتَادَةَ قَالَ ((مَتٰى كَانَ هٰذَا مَسِيرَكَ مِنِّي)) قُلْتُ مَا زَالَ هٰذَا مَسِيرِي مُنْذُ اللَّيْلَةِ قَالَ ((حَفِظَكَ اللّٰهُ بِمَا حَفِظْتَ بِهِ نَبِيَّهُ)) ثُمَّ قَالَ ((هَلْ تَرَانَا نَخْفٰى عَلَى النَّاسِ)) ثُمَّ قَالَ ((هَلْ تَرٰى مِنْ أَحَدٍ)) قُلْتُ هٰذَا رَاكِبٌ ثُمَّ قُلْتُ هٰذَا رَاكِبٌ آخَرُ حَتَّى اجْتَمَعْنَا فَكُنَّا سَبْعَةَ رَكْبٍ قَالَ فَمَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ عَنِ الطَّرِيقِ فَوَضَعَ رَأْسَهُ ثُمَّ قَالَ احْفَظُوا عَلَيْنَا صَلٰوتَنَا فَكَانَ أَوَّلَ مَنِ اسْتَيْقَظَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَالشَّمْسُ فِي ظَهْرِهِ قَالَ فَقُمْنَا فَزِعِينَ ثُمَّ قَالَ ارْكَبُوا فَرَكِبْنَا فَسِرْنَا حَتَّى إِذَا ارْتَفَعَتِ الشَّمْسُ نَزَلَ ثُمَّ دَعَا بِمِيضَأَةٍ كَانَتْ مَعِي فِيهَا شَيْءٌ مِنْ مَاءٍ قَالَ فَتَوَضَّأَ مِنْهَا وُضُوءًا دُونَ وُضُوءٍ قَالَ وَبَقِيَ فِيهَا شَيْءٌ مِنْ مَاءٍ ثُمَّ قَالَ لِأَبِي قَتَادَةَ ((احْفَظْ عَلَيْنَا مِيضَأَتَكَ فَسَيَكُونُ لَهَا نَبَأٌ)) ثُمَّ أَذَّنَ بِلَالٌ بِالصَّلٰوةِ فَصَلّٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ صَلَّى الْغَدَاةَ فَصَنَعَ كَمَا كَانَ يَصْنَعُ كُلَّ يَوْمٍ قَالَ وَرَكِبَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَرَكِبْنَا مَعَهُ قَالَ فَجَعَلَ بَعْضُنَا يَهْمِسُ إِلٰى بَعْضٍ مَا كَفَّارَةُ مَا صَنَعْنَا بِتَفْرِيطِنَا فِي صَلٰوتِنَا ثُمَّ قَالَ ((أَمَا لَكُمْ فِيَّ أُسْوَةٌ)) ثُمَّ قَالَ ((أَمَا إِنَّهُ لَيْسَ فِي النَّوْمِ تَفْرِيطٌ إِنَّمَا التَّفْرِيطُ عَلٰى مَنْ لَمْ يُصَلِّ الصَّلٰوةَ حَتّٰى يَجِيءَ وَقْتُ

[1562] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٢٠٩٠)

الصَّلٰوةِ الْأُخْرٰى فَمَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ فَلْيُصَلِّهَا حِينَ يَنْتَبِهُ لَهَا فَإِذَا كَانَ الْغَدُ فَلْيُصَلِّهَا عِنْدَ وَقْتِهَا)) ثُمَّ قَالَ ((مَا تَرَوْنَ النَّاسَ صَنَعُوا قَالَ)) ثُمَّ قَالَ ((أَصْبَحَ النَّاسُ فَقَدُوا نَبِيَّهُمْ فَقَالَ أَبُوبَكْرٍ وَعُمَرُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بَعْدَكُمْ لَمْ يَكُنْ لِيُخَلِّفَكُمْ وَقَالَ النَّاسُ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَ أَيْدِيكُمْ فَإِنْ يُطِيعُوا أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ يَرْشُدُوا)) قَالَ فَانْتَهَيْنَا إِلَى النَّاسِ حِينَ امْتَدَّ النَّهَارُ وَحَمِيَ كُلُّ شَيْءٍ وَهُمْ يَقُولُونَ يَارَسُولَ اللّٰهِ هَلَكْنَا عَطِشْنَا فَقَالَ ((لَا هُلْكَ عَلَيْكُمْ)) ثُمَّ قَالَ ((أَطْلِقُوا لِي غُمَرِي)) قَالَ وَدَعَا بِالْمِيضَأَةِ فَجَعَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَصُبُّ وَأَبُو قَتَادَةَ يَسْقِيهِمْ فَلَمْ يَعْدُ أَنْ رَأَى النَّاسُ مَاءً فِي الْمِيضَأَةِ تَكَابُّوا عَلَيْهَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((أَحْسِنُوا الْمَلَأَ كُلُّكُمْ سَيَرْوَى)) قَالَ فَفَعَلُوا فَجَعَلَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَصُبُّ وَأَسْقِيهِمْ حَتّٰى مَا بَقِيَ غَيْرِي وَغَيْرُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ثُمَّ صَبَّ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ لِي اشْرَبْ فَقُلْتُ لَا أَشْرَبُ حَتّٰى تَشْرَبَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ ((إِنَّ سَاقِيَ الْقَوْمِ آخِرُهُمْ شُرْبًا)) قَالَ فَشَرِبْتُ وَشَرِبَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فَأَتَى النَّاسُ الْمَاءَ جَامِّينَ رِوَاءً قَالَ فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ رَبَاحٍ إِنِّي لَأُحَدِّثُ هٰذَا الْحَدِيثَ فِي مَسْجِدِ الْجَامِعِ إِذْ قَالَ عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ انْظُرْ أَيُّهَا الْفَتٰى كَيْفَ تُحَدِّثُ فَإِنِّي أَحَدُ الرَّكْبِ تِلْكَ اللَّيْلَةَ قَالَ قُلْتُ فَأَنْتَ أَعْلَمُ بِالْحَدِيثِ فَقَالَ مِمَّنْ أَنْتَ قُلْتُ مِنَ الْأَنْصَارِ قَالَ حَدِّثْ فَأَنْتُمْ أَعْلَمُ بِحَدِيثِكُمْ قَالَ فَحَدَّثْتُ الْقَوْمَ فَقَالَ عِمْرَانُ لَقَدْ شَهِدْتُ تِلْكَ اللَّيْلَةَ وَمَا شَعَرْتُ أَنَّ أَحَدًا حَفِظَهُ كَمَا حَفِظْتُهُ

[1562]۔ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطاب فرمایا اور کہا: ”تم آج زوال سے لے کر رات بھر چلو گے اور کل صبح ان شاء اللہ پانی پر پہنچو گے“ تو لوگ چل پڑے کوئی کسی دوسرے کی طرف متوجہ نہیں ہو رہا تھا۔ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ چلتے رہے۔ میں بھی ساتھ تھا حتیٰ کہ آدھی رات گزر گئی۔ رسول اللہ ﷺ کو اونگھ آ گئی اور اپنی سواری پر ایک طرف جھکے، میں نے آگے بڑھ کر آپ کو جگائے بغیر سہارا دیا حتیٰ کہ آپ اپنی سواری پر سیدھے ہو گئے۔ پھر آپ چلتے رہے حتیٰ کہ رات کا اکثر حصہ گزر گیا تو آپ اپنی سواری پر ایک طرف جھک گئے۔ پھر میں نے آپ کو جگائے بغیر سہارا دیا۔ حتیٰ کہ آپ سواری پر سیدھے بیٹھ گئے۔ پھر چلتے رہے یہاں تک کہ رات کا آخری حصہ آ پہنچا تو آپ پہلی دو بار سے زیادہ جھک گئے۔ قریب تھا کہ آپ گر جائیں تو میں نے آپ کے پاس آ کر آپ کو سہارا دیا۔ آپ نے سر اٹھا کر پوچھا: ”یہ کون ہے؟“

میں نے کہا ابوقتادہ ہوں، آپ نے پوچھا تم کب سے میرے ساتھ اس طرح چل رہے ہو؟ میں نے عرض کیا۔ رات بھر سے آپ کے ساتھ اس طرح چل رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا: اللہ تیری حفاظت فرمائے، کیونکہ تم نے اس کے نبی کی حفاظت کی ہے۔ پھر آپ نے فرمایا: کیا تمہارے خیال میں ہم لوگوں سے اوجھل ہو سکتے ہیں؟ پھر فرمایا: ''کیا تمہیں کوئی نظر آ رہا ہے؟'' میں نے کہا یہ سوار ہے۔ پھر میں نے کہا: یہ دوسرا سوار ہے، حتیٰ کہ سات سوار جمع ہوگئے۔ رسول اللہ ﷺ راستہ سے ایک طرف ہٹ گئے اور اپنا سر زمین پر رکھ لیا۔ یعنی سونے لگے۔ پھر آپ نے فرمایا: تم لوگ ہماری نماز کی حفاظت کرنا۔ پھر سب سے پہلے رسول اللہ ﷺ بیدار ہوئے جبکہ سورج آپ کی پشت پر آ چکا تھا اور ہم بھی گھبرا کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ پھر آپ نے فرمایا: ''سوار ہو جاؤ'' تو ہم سوار ہو کر چل پڑے۔ حتیٰ کہ سورج بلند ہو گیا تو آپ سواری سے اترے۔ پھر آپ نے وضوء کا برتن طلب کیا جو میرے پاس تھا، اس میں تھوڑا سا پانی تھا تو آپ نے اس سے تخفیف کے ساتھ وضوء کیا یعنی کم مرتبہ اعضاء دھوئے کہ کم پانی استعمال کیا اور برتن میں تھوڑا سا پانی بچ گیا۔ پھر آپ ﷺ نے ابوقتادہ سے فرمایا: ''ہمارے لیے اپنے برتن کو محفوظ رکھنا، جلد یہ کہ ایک بڑی خیر کا سبب ہوگا۔'' پھر بلال رضی اللہ عنہ نے اذان کہی۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے دو رکعتیں ادا کیں۔ پھر صبح کی نماز پڑھائی، اس کو اسی طرح پڑھایا جس طرح روزانہ پڑھاتے تھے۔ پھر رسول اللہ ﷺ سوار ہو گئے اور ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ سوار ہو گئے اور ہم ایک دوسرے سے سرگوشی کرنے لگے کہ نماز کے بارے میں جو ہم نے کوتاہی کی ہے اس کا کفارہ کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: ''کیا میں تمہارے لیے نمونہ نہیں ہوں؟'' پھر آپ نے فرمایا: ہاں سو جانے کی صورت میں کوتاہی نہیں ہے، کوتاہی تو اس صورت میں ہے کہ انسان نماز نہ پڑھے (حالانکہ پڑھ سکتا ہے) یہاں تک کہ دوسری نماز کا وقت ہو جائے۔ جس کو یہ صورت (کہ سویا رہے) پیش آ جائے تو وہ بیدار ہونے پر نماز پڑھ لے اور اگلے دن نماز اپنے وقت پر پڑھے (عمداً مؤخر نہ کرے) پھر آپ نے پوچھا: ''تمہارے خیال میں لوگوں نے کیا کیا؟'' پھر فرمایا: لوگوں نے صبح کے وقت اپنے نبی کو اپنے اندر نہیں پایا تو ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما نے کہا رسول اللہ ﷺ تمہارے پیچھے ہیں وہ تمہیں اپنے پیچھے نہیں چھوڑ سکتے اور دوسرے لوگوں نے کہا: رسول اللہ ﷺ تمہارے آگے ہیں۔ پس اگر لوگ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کی اطاعت کریں گے تو ہدایت پائیں گے (یعنی ان کی بات مان لیں گے تو میرے انتظار میں رکے رہیں گے کیونکہ میں تو پیچھے ہوں) پھر ہم لوگوں کے پاس اس وقت پہنچے جب دن کافی چڑھ آیا اور ہر چیز گرم ہو گئی اور لوگ کہہ رہے تھے کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم پیاسے مر گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم ہلاک نہیں ہوگے'' پھر آپ نے فرمایا: ''میرا چھوٹا پیالہ لاؤ'' اور آپ نے وضو کا برتن منگوایا۔ رسول اللہ ﷺ پانی ڈالنے لگے اور ابوقتادہ رضی اللہ عنہ پلا

رہے تھے جوں ہی لوگوں نے برتن میں معمول سا پانی دیکھا تو اس پر ٹوٹ پڑے (ہر ایک کی خواہش تھی کہ میں پانی سے محروم نہ رہوں) تو رسول مکرم ﷺ نے فرمایا: ''اچھا اخلاق اختیار کرو، سب سیراب ہو جاؤ گے'' تو لوگوں نے آپ ﷺ کی بات پر عمل کیا۔ رسول اللہ ﷺ پانی انڈیلنے لگے اور میں انہیں پلانے لگا۔ حتیٰ کہ میرے اور رسول اللہ ﷺ کے سوا کوئی باقی نہ رہا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے پانی ڈالا اور مجھے فرمایا: ''پیو'' تو میں نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول ﷺ! جب تک آپ ﷺ نہیں پی لیں گے میں نہیں پیوں گا۔ آپ نے فرمایا: لوگوں کو پانی پلانے والا آخر میں پیتا ہے تو میں نے پی لیا اور رسول اللہ ﷺ نے بھی پی لیا۔ پھر سب لوگ سیراب ہو کر آرام کے ساتھ پانی تک پہنچ گئے۔ ثابت کہتے ہیں، عبداللہ بن رباح نے بتایا میں جامع مسجد میں یہ حدیث بیان کر رہا تھا کہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے نوجوان! سوچ لو، کیسے بیان کر رہے ہو کیونکہ اس رات کے سواروں میں سے ایک میں بھی ہوں تو میں نے کہا تو آپ رضی اللہ عنہ واقعہ بہتر جانتے ہیں۔ انہوں نے پوچھا: تم کس خاندان سے ہو؟ میں نے کہا: انصار سے ہوں۔ انہوں نے کہا۔ بیان کرو تم اپنے واقعات کو بہتر جانتے ہو تو میں نے لوگوں کو پورا واقعہ سنایا۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے کہا میں بھی اس رات موجود تھا اور میں نہیں سمجھتا کسی نے اس واقعہ کو اس طرح یاد رکھا ہے جیسا تو نے یاد رکھا ہے۔

مفردات الحدیث ❶ **لَا يَلْوِي أَحَدٌ عَلٰى أَحَدٍ**: کوئی ایک دوسرے کی طرف مڑ کر نہیں دیکھتا تھا، سب سیدھے رخ چل رہے تھے۔ ❷ **ابھار اللیل**: تھوڑا اللیل۔ رات آدھی گزر گئی۔ ❸ **نَعَس**: آپ کو اونگھ آ گئی۔ ❹ **دَعَمْتُهُ**: میں نے آپ کو سہارا دیا، تاکہ آپ سیدھے ہو جائیں۔ ❺ **تھور اللیل**: رات کا اکثر حصہ گزر گیا۔ ❻ **تھور النباء** سے ماخوذ ہے، عمارت گرنے لگی۔ ❼ **ینجفل**: گرنے لگی۔ **بما حفظت** میں سببیہ ہے اور ما مصدریہ ہے۔ یعنی **بسبب** ❽ **حفظك**: تیرے حفاظت کرنے کے سبب، تیری حفاظت کی بنا پر۔ ❾ **رَكْبٌ**، **راکب** کی جمع ہے۔ سوار، **میضأة**: لوٹا، وضو کرنے کا برتن۔ ❿ **وضو. دون وضوء**: عام وضو سے ہلکا۔ عام وضوء سے کم پانی استعمال کیا۔ ⓫ **يَهْمِسُ الى بعضٍ**: ایک دوسرے سے آہستگی کے ساتھ گفتگو کرنا۔ ⓬ **اسوة**: نمونہ، ماڈل۔ ⓭ **لیس فی النوم تفریط**: سوئے سوئے غیر اختیاری طور پر نماز فوت ہو جائے تو یہ تقصیر اور کوتاہی نہیں ہے۔ ⓮ **ما ترون الناس صنعوا: ثم قال**: مقصد یہ ہے کہ جب آپ نے سورج نکلنے کے بعد، ان پیچھے رہ جانے والے ساتھیوں کو صبح کی نماز پڑھا دی تو ان سے پوچھا تمہارے خیال میں دوسرے ساتھیوں کا ہمارے بارے میں کیا خیال ہے کہ ہم کہاں ہیں؟

فوائد: ...... ❶ حضور اکرم ﷺ نے سفر کے سلسلہ میں تمام ساتھیوں کو اعتماد میں لیا اور ان کو صورت حال سے

پوری طرح آگاہ فرمایا تا کہ وہ ذہنی طور پر تیار ہو جائیں اور اس سفر میں بہت سے معجزات ظہور پذیر ہوئے اور آپ ﷺ نے آئندہ پیش آنے والے واقعات سے بھی آگاہ فرمایا لیکن اس کا یہ معنی نہیں ہے کہ آپ کو ایسی قوت حاصل تھی جس چیز سے آپ غیب کو جان لیتے تھے۔ رسول اللہ تعالیٰ کی نگرانی اور حفاظت میں ہوتا ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت و مصلحت کے تحت جس سے آگاہ کرنا چاہتا ہے آگاہ فرما دیتا ہے اور جس کو مخفی رکھنا چاہتا ہے۔ اپنی حکمت کے تحت پوشیدہ رکھتا ہے۔ آپ کو صبح کے وقت سے آگاہ نہیں فرمایا۔ آپ نے نماز کے اہتمام کی خاطر ڈیوٹی مقرر کی تھی۔ محافظ بھی سو گئے، لیکن آپ نے اس واقعہ سے آگاہ نہیں فرمایا کہ یہ واقعہ بھی پیش آئے گا اور نہ ہی آپ ﷺ کو اپنی اونگھ اور ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کے بار بار سہارا دینے کا پتہ چلا۔ ❷ آپ ﷺ نیند کی مجبوری کے تحت ساتھیوں سے الگ ہو کر لیٹ گئے اور ساتھیوں کو نماز کے بارے میں تاکید فرمائی۔ لیکن سب نیند کے ہاتھوں مجبور ہو کر سو گئے۔ سورج کے کافی بلند ہونے کے بعد آپ بیدار ہوئے، لیکن آپ نے ساتھیوں کو سرزنش اور توبیخ نہیں فرمائی۔ بلکہ ساتھی جب اس سلسلہ میں پریشان ہوئے کہ اس کوتاہی کا کفارہ کیا ہوگا تو ان کو حوصلہ دیا۔ ❸ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ رہے۔ آپ کی حفاظت کی تو آپ نے اس کی اس خدمت کا اعتراف فرمایا اور اس کو دعائے خیر دی۔ ❹ آپ ﷺ نے فوت شدہ نماز کو پورے اہتمام کے ساتھ باجماعت ادا فرمایا اور غفلت والی جگہ کو چھوڑ کر نماز ادا کی اور ساتھیوں کو بتا دیا۔ اگر غیر شعوری اور غیر ارادی طور پر سونے کی وجہ سے نماز کا وقت نکل جائے تو انسان معذور تصور ہوگا، گناہ گار نہیں ہوگا۔ ہاں اس کو نیند سے بیدار ہونے کے بعد نماز پڑھ لینی چاہیے اور آئندہ نماز اپنے وقت پر پڑھے۔ تاخیر کو عادت نہ بنا لے۔ یہ مقصد نہیں کہ اگلے دن، دوبارہ وقت پر اس نماز کا اعادہ کرے جان بوجھ کر نماز میں تاخیر کرنا درست نہیں ہے۔ ❺ آپ ﷺ نے وضوء کے برتن سے تخفیف کے ساتھ وضوء کیا اور اس میں کچھ پانی رہنے دیا اور ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کو بتا دیا کہ اس برتن کی حفاظت کرنا۔ یہ ایک عجیب خبر کا باعث بنے گا اور ایسے ہی ہوا کہ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پیاس سے ہلاکت کی شکایت کی تو آپ نے فرمایا حوصلہ کرو۔ کسی قسم کی ہلاکت سے دوچار نہیں ہوگے۔ اس معمولی پانی میں اتنی برکت ہوئی کہ سب ساتھی اس سے سیراب ہو گئے اور جب سینکڑوں ساتھی معمولی پانی دیکھ کر ایک دوسرے سے پہلے پانی لینے کی کوشش کرنے لگے تو آپ نے فرمایا آرام و سکون سے پانی لو۔ تم سب سیراب اور آسودہ ہو جاؤ گے اور ایسا ہی ہوا کہ سکون و اطمینان سے اپنی اپنی باری پر پانی لے کر تمام لوگ سیراب ہو گئے۔ ❻ آپ ﷺ نے اپنے ساتھیوں سے پیچھے رہ کر نماز پڑھی تو نماز پڑھنے کے بعد دوسرے ساتھیوں میں ہونے والی گفتگو سے آگاہ فرمایا اور

یہ بھی بتا دیا ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما نے صحیح بات کی ہے اگر لوگ ان کی بات مان کر ہمارا انتظار کریں گے تو یہی فیصلہ صحیح ہوگا اور ہم ان تک پہنچ جائیں گے۔ 7 آپ ﷺ چونکہ لوگوں کو پانی پلا رہے تھے اس لیے آپ ﷺ نے سب سے آخر میں پانی نوش فرمایا اور اس بات کی عملی تعلیم دی کہ ساقی القوم آخرهم شربا پانی پلانے والا سب سے آخر میں پیتا ہے۔ 8 حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے جس سفر کا واقعہ بیان کیا ہے، اگرچہ اس میں بھی عمران بن حصین رضی اللہ عنہ موجود تھے لیکن جو واقعہ انہوں نے خود بیان کیا ہے وہ اس سے الگ واقعہ ہے۔ لیکن یہ ممکن ہے دونوں واقعات ایک ہی سفر میں پیش آئے ہوں۔ ایک واقعہ میں آپ کے ساتھ صرف سات ساتھی تھے اور دوسرے واقعہ میں سب ساتھی ساتھ تھے جیسا کہ اگلی حدیث میں آ رہا ہے۔ 9 حضور اکرم ﷺ نے پہلے ہی بتا دیا تھا کہ تم زوال کے بعد سے لے کر رات بھر چلنے کے بعد پانی پر پہنچو گے۔ ایسے ہی ہوا جب لوگ پانی میں برکت کے بعد سیراب ہو کر آسودہ حالت میں چل پڑے تو پانی پر پہنچ گئے اسی طرح آپ ﷺ نے سفر میں جتنی پیشین گوئیاں فرمائی تھیں پوری ہو گئیں۔

[1563] ٣١٢-(٦٨٢) و حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ صَخْرٍ الدَّارِمِيُّ قَالَ نَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِالْمَجِيدِ قَالَ نَا سَلْمُ بْنُ زَرِيرٍ الْعُطَارِدِيُّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا رَجَاءٍ الْعُطَارِدِيَّ

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ نَبِيِّ اللَّهِ ﷺ فِي مَسِيرٍ لَهُ فَأَدْلَجْنَا لَيْلَتَنَا حَتَّى إِذَا كَانَ فِي وَجْهِ الصُّبْحِ عَرَّسْنَا فَغَلَبَتْنَا أَعْيُنُنَا حَتَّى بَزَغَتِ الشَّمْسُ قَالَ فَكَانَ أَوَّلَ مَنِ اسْتَيْقَظَ مِنَّا أَبُوبَكْرٍ وَكُنَّا لَا نُوقِظُ نَبِيَّ اللَّهِ ﷺ مِنْ مَنَامِهِ إِذَا نَامَ حَتَّى يَسْتَيْقِظَ ثُمَّ اسْتَيْقَظَ عُمَرُ فَقَامَ عِنْدَ نَبِيِّ اللَّهِ ﷺ فَجَعَلَ يُكَبِّرُ وَيَرْفَعُ صَوْتَهُ بِالتَّكْبِيرِ حَتَّى اسْتَيْقَظَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَلَمَّا رَفَعَ رَأْسَهُ وَرَأَى الشَّمْسَ قَدْ بَزَغَتْ قَالَ ((ارْتَحِلُوا)) فَسَارَ بِنَا حَتَّى إِذَا ابْيَضَّتِ الشَّمْسُ نَزَلَ فَصَلَّى بِنَا الْغَدَاةَ فَاعْتَزَلَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ لَمْ يُصَلِّ مَعَنَا فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَا ((فُلَانُ مَا مَنَعَكَ أَنْ تُصَلِّيَ مَعَنَا)) قَالَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ أَصَابَتْنِي جَنَابَةٌ فَأَمَرَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فَتَيَمَّمَ بِالصَّعِيدِ فَصَلَّى ثُمَّ عَجَّلَنِي فِي رَكْبٍ بَيْنَ يَدَيْهِ نَطْلُبُ الْمَاءَ وَقَدْ عَطِشْنَا عَطَشًا شَدِيدًا فَبَيْنَمَا نَحْنُ

[1563] اخرجه البخاري في (صحيحه) في المناقب، باب: علامات النبوة في الاسلام رقم (٣٥٧١) انظر (التحفة) برقم (١٠٨٧٥)

نَسِيرُ إِذَا نَحْنُ بِامْرَأَةٍ سَادِلَةٍ رِجْلَيْهَا بَيْنَ مَزَادَتَيْنِ فَقُلْنَا لَهَا أَيْنَ الْمَاءُ قَالَتْ أَيْهَاهُ أَيْهَاهُ لَا مَاءَ لَكُمْ قُلْنَا فَكَمْ بَيْنَ أَهْلِكِ وَبَيْنَ الْمَاءِ قَالَتْ مَسِيرَةُ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ قُلْنَا انْطَلِقِي إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَتْ وَمَا رَسُولُ اللّٰهِ فَلَمْ نُمَلِّكْهَا مِنْ أَمْرِهَا شَيْئًا حَتّٰى انْطَلَقْنَا بِهَا فَاسْتَقْبَلْنَا بِهَا رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَسَأَلَهَا فَأَخْبَرَتْهُ مِثْلَ الَّذِي أَخْبَرَتْنَا وَأَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا مُوتِمَةٌ لَهَا صِبْيَانٌ أَيْتَامٌ فَأَمَرَ بِرَاوِيَتِهَا فَأُنِيخَتْ فَمَجَّ فِي الْعَزْلَاوَيْنِ الْعُلْيَاوَيْنِ ثُمَّ بَعَثَ بِرَاوِيَتِهَا فَشَرِبْنَا وَنَحْنُ أَرْبَعُونَ رَجُلًا عِطَاشٌ حَتّٰى رَوِينَا وَمَلَأْنَا كُلَّ قِرْبَةٍ مَعَنَا وَإِدَاوَةٍ وَغَسَّلْنَا صَاحِبَنَا غَيْرَ أَنَّا لَمْ نَسْقِ بَعِيرًا وَهِيَ تَكَادُ تَنْضَرِجُ مِنَ الْمَاءِ يَعْنِي الْمَزَادَتَيْنِ ثُمَّ قَالَ ((**هَاتُوا مَا كَانَ عِنْدَكُمْ**)) فَجَمَعْنَا لَهَا مِنْ كِسَرٍ وَتَمْرٍ وَصَرَّ لَهَا صُرَّةً فَقَالَ لَهَا ((**اذْهَبِي فَأَطْعِمِي هٰذَا عِيَالَكِ وَاعْلَمِي أَنَّا لَمْ نَرْزَأْ مِنْ مَائِكِ**)) فَلَمَّا أَتَتْ أَهْلَهَا قَالَتْ لَقَدْ لَقِيتُ أَسْحَرَ الْبَشَرِ أَوْ إِنَّهُ لَنَبِيٌّ كَمَا زَعَمَ كَانَ مِنْ أَمْرِهِ ذَيْتَ وَذَيْتَ فَهَدَى اللّٰهُ ذَاكَ الصِّرْمَ بِتِلْكَ الْمَرْأَةِ فَأَسْلَمَتْ وَأَسْلَمُوا

[1563]۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک سفر میں، میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تھا کہ ہم رات بھر چلتے رہے حتیٰ کہ صبح کا وقت ہوگیا تو ہم نے پڑاؤ کیا اور ہم پر نیند نے غلبہ پالیا، حتیٰ کہ سورج نکل آیا۔ ہم میں سب سے پہلے ابوبکر رضی اللہ عنہ بیدار ہوئے۔ ہماری عادت تھی کہ جب نبی اکرم ﷺ سو جاتے تو ہم آپ کو نیند سے جگاتے نہیں تھے، حتیٰ کہ آپ خود ہی بیدار ہو جاتے، پھر (ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد) عمر رضی اللہ عنہ بیدار ہوگئے تو وہ نبی اکرم ﷺ کے پاس کھڑے ہو کر اللہ اکبر کہنے لگے اور تکبیر بھی بلند آواز سے کہتے حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ بیدار ہوگئے۔ جب آپ ﷺ نے سر مبارک اٹھایا اور سورج کو دیکھا کہ وہ نکل چکا ہے تو فرمایا ''کوچ کرو'' ہمارے ساتھ آپ بھی چلتے رہے، حتیٰ کہ سورج سفید ہوگیا (یعنی سرخی ختم ہوگئی دھوپ پھیل گئی) آپ ﷺ نے سواری سے اتر کر صبح کی نماز پڑھائی۔ ایک آدمی لوگوں سے الگ رہا۔ اس نے ہمارے ساتھ نماز نہ پڑھی تو رسول اللہ ﷺ نے جب سلام پھیرا تو اس سے پوچھا: ''اے فلاں! تم نے ہمارے ساتھ نماز کیوں نہیں پڑھی؟'' اس نے جواب دیا: اے اللہ کے نبی! مجھے جنابت لاحق ہوگئی تھی (جنابت کی بنا پر جماعت میں شریک نہیں ہوا) آپ نے اسے تیمم کا حکم دیا اور اس نے مٹی سے تیمم کیا اور نماز پڑھ لی۔ پھر آپ نے چند ساتھیوں کے ساتھ مجھے آگے پانی کی

تلاش میں دوڑایا۔ کیونکہ ہمیں سخت پیاس لگ چکی تھی۔ ہم جا رہے تھے کہ اچانک ہمیں ایک عورت ملی جو دو مشکوں کے درمیان پاؤں لٹکائے ہوئے تھی تو ہم نے اس سے پوچھا: پانی کہاں ہے؟ اس نے کہا: دور بہت ہی دور۔ تم پانی حاصل نہیں کرسکتے۔ ہم نے پوچھا: تیرے گھر والوں سے پانی کتنی دور ہے؟ اس نے کہا ایک دن، رات کا فاصلہ ہے۔ ہم نے کہا رسول اللہ ﷺ کے پاس چلو۔ اس نے کہا: رسول اللہ ﷺ کیا ہوتا ہے؟ ہم نے اس کا معاملہ اس کے اختیار میں نہ رہنے دیا اور اس کو لے کر چل کر پڑے اور ہم اس کو رسول اللہ ﷺ کے سامنے لے آئے۔ آپ نے اس سے پوچھا: اس نے آپ کو وہی کچھ بتایا جو ہمیں بتا چکی تھی اور اس نے آپ کو یہ بھی بتایا وہ تیموں والی ہے۔ اس کے کئی یتیم بچے ہیں۔ آپ نے اس کے پانی والے اونٹ کے بارے میں حکم دیا۔ اسے بٹھایا گیا۔ آپ نے اس کی مشکوں کے اوپر والے دہانوں میں کلی کی پھر اس کے اونٹ کو اٹھا دیا گیا تو ہم نے پانی پیا جبکہ ہم چالیس پیاسے آدمی تھے۔ ہم سیراب ہوگئے اور ہمارے پاس جو مشکیزہ اور برتن تھا اس کو ہم نے بھر لیا اور آپ ﷺ نے ساتھی کو غسل کروایا۔ ہاں ہم نے کسی اونٹ کو پانی نہیں پلایا اور اس کی مشکیں پھٹنے کو تھیں یعنی اس کی مشکیں پہلے سے بھی زیادہ بھر گئیں۔ پھر آپ نے فرمایا: جو کچھ تمہارے پاس ہے لاؤ ہم نے اس کے لیے روٹی کے ٹکڑے اور کھجوریں جمع کیں اور آپ نے انہیں ایک تھیلی میں باندھ دیا اور اسے فرمایا: جاؤ، اسے اپنے بچوں کو کھلاؤ اور جان لو ہم نے تیرے پانی کو کچھ کم نہیں کیا۔ جب وہ اپنے گھر والوں کے پاس آئی تو کہنے لگی آج میں سب انسانوں سے بڑے جادوگر کو مل چکی ہوں یا وہ نبی ہے جیسا کہ اس کا دعویٰ ہے، اس نے یہ کام دکھائے تو اللہ تعالیٰ نے اس عورت کی وجہ ان بستی والوں کو ہدایت دی۔ وہ مسلمان ہوئی اور بستی والے بھی مسلمان ہوگئے۔

مفردات الحدیث: ❶ **اَدْلَجْنَا**: ہم تقریباً رات بھر چلتے رہے۔ ❷ **بَزَغَتِ الشَّمْسُ**: سورج نکل آیا۔ ❸ **سادلة**: لٹکائے ہوئے۔ ❹ **مزادتین**: مزادة، بڑی مشک، مزادتین وہ مشکیں جو اونٹ کے اوپر لادی جاتی ہیں۔ **ایهاه ایهاه**: بہت دور جہاں پہنچنے کی جلد امید نہ ہو۔ ❺ **فلم نملكها من امرها شيئاً**: ہم نے اس کو اپنی مرضی نہ کرنے دی۔ ❻ **موتمة**: یتیم بچوں والی جن کا باپ فوت ہو چکا ہے۔ ❼ **راوية**: پانی ڈھونے والے اونٹ۔ ❽ **عزلاوين**: عزلاء کی تثنیہ ہے، پانی نکالنے والا منہ کبھی مشکیزے کے نچلے کی بجائے اوپر والے منہ کو بھی کہہ دیتے ہیں، جس سے پانی ڈالا جاتا ہے۔ اس لیے یہاں اس کی صفت علیا لائی گئی ہے۔ ❾ **تنضرح من الماء**: پانی کی زیادتی سے پھٹنا۔ ❿ **كِسَرٌ**: کسرة کی جمع ہے، ٹکڑے۔ ⓫ **صرلها صرة**: اس کے لیے تھیلی باندھی۔ ⓬ **صرة**: تھیلی۔ ⓭ **لَمْ نَرْزَأْ**: ہم نے کچھ کم نہیں کیا۔ ⓮ **ذَيْتَ، ذَيْتَ**: کیت وکیت یا

كذا وكذا کے ہم معنی ہے۔ یعنی یہ کام کیے یا اس اس طرح کیا۔ 15 صرم: گھروں کا اجتماع، جماعت اور گروہ۔

فوائد :...... 1 حضور اکرم ﷺ بشر تھے، بشری تقاضا کی بنا پر ہی نیند نے آپ پر غلبہ پایا اور آپ نے نیند سے مجبور ہو کر رات کے آخری حصہ میں آرام کے لیے پڑاؤ کیا اور نماز کے لیے آپ نے یہ انتظام کیا کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی ڈیوٹی لگائی کہ وہ جاگ کر صبح کا انتظار کریں اور جب فجر طلوع ہو تو ساتھیوں کو جگا دیں لیکن سفر کی تھکاوٹ کی وجہ سے وہ بھی سو گئے حتیٰ کہ سورج نکل آیا۔ 2 صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور اکرم ﷺ کو ادب و احترام کی بنا پر جگاتے نہیں تھے اور یہ بات بھی ملحوظ ہوتی تھی کہ ممکن ہے آپ پر نیند کی حالت میں وحی کا نزول ہو رہا ہو اور آپ کو بیدار کرنا اس میں خلل اندازی کا سبب بنے اور سورج کے بلند ہونے کی صورت میں جب آپ کو بیدار کرنے کی ضرورت لاحق ہوئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس مقصد کے لیے بلند آواز سے اللہ اکبر کہنا شروع کیا۔ آپ کو براہ راست بیدار نہیں کیا۔ اس سے معلوم ہوا کسی بزرگ اور واجب اور احترام شخصیت کو نماز کے لیے بیدار کرنا بے ادبی یا گستاخی نہیں ہے۔ 3 نیند کی وجہ سے اگر نماز قضا ہو جائے تو باعث افسوس تو ہے لیکن گناہ اور جرم نہیں ہے۔ 4 جو شخص مسلمانوں کے ساتھ جماعت میں شریک نہ ہو۔ اس سے اس کا سبب معلوم کرنا چاہیے۔ اگر اس کا عذر شرعی ہو تو اسے قبول کر لینا چاہیے۔ جیسا کہ جنبی صحابی نے عدم واقفیت کی بنا پر تیمم نہ کیا۔ اس لیے نماز میں شریک نہ ہوا تو آپ نے اس سے اس کا سبب پوچھا، بتانے پر اس کو مسئلہ سمجھا دیا جس سے ثابت ہوا اگر پانی نہ ملے تو جنبی تیمم کر کے نماز پڑھ لے گا اور بعد میں جب پانی مل جائے گا تو غسل کر لے گا۔ 5 ضرورت کے تحت اجنبی عورت سے بات چیت کرنا جائز ہے اور کافر کی چیز سے بھی فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے اور کافر کے ساتھ احسان بھی کیا جا سکتا ہے۔ 6 پیاس کی ضرورت غسل جنابت پر مقدم ہے۔ پانی پینے کی ضرورت سے زائد ہو تو اس سے غسل کیا جائے گا۔ 7 اس واقعہ میں بھی آپ کے اس معجزہ کا ظہور ہوا کہ آپ نے مشکیزہ کا منہ کھول کر اس میں کلی فرمائی، اس مشکیزہ سے چالیس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے وضوء کیا۔ پانی پیا اور اپنے پانی کے تمام برتن بھر لیے، جنبی صحابی کو غسل کروایا، بعض مشکیزہ کے پانی میں کسی قسم کی کمی نہ ہوئی بلکہ وہ پہلے سے زیادہ بھرا معلوم ہوتا تھا۔ 8 نیند کی حالت میں دل اگرچہ بیدار ہوتا تھا، لیکن آنکھیں سو جاتی تھیں۔ اس لیے آپ ﷺ کو فجر کے طلوع ہونے اور سورج کے نکلنے کا پتہ نہ چل سکا کیونکہ سورج کا تعلق دیکھنے سے ہے جو آنکھوں کا فعل ہے، دل کا نہیں۔ 9 جب آپ ﷺ کی صبح کی نماز فوت ہو گئی تو آپ نے صبح کی نماز سے پہلے صبح کی سنتیں پڑھیں، جس سے معلوم ہوا کہ قضاء شدہ نماز کے ساتھ، اس کی سنتیں پڑھنا بہتر ہے۔ امام مالک، امام شافعی اور امام احمد رحمہم اللہ کا یہی موقف ہے احناف کے نزدیک سنتوں کی قضائی نہیں ہے، بعض احناف کا خیال ہے اگر نماز کے

ساتھ سنتیں قضا ہو جائیں تو پھر ان کی قضائی ہے، اگر صرف سنتیں رہ جائیں تو قضائی نہیں ہے۔ ⑩ امام ابوحنیفہ اور امام احمد کے نزدیک قضاء ہونے والی نماز کے لیے اذان کہی جائے گی اور امام مالک اور امام شافعی کے قول جدید کے مطابق تکبیر کہہ لینا ہی کافی ہے۔

[1564] (. . .) حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ قَالَ انَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ قَالَ نَا عَوْفُ بْنُ أَبِي جَمِيلَةَ الْأَعْرَابِيُّ عَنْ أَبِي رَجَاءٍ الْعُطَارِدِيِّ

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ الْحُصَيْنِ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي سَفَرٍ فَسَرَيْنَا لَيْلَةً حَتّٰى إِذَا كَانَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ قُبَيْلَ الصُّبْحِ وَقَعْنَا تِلْكَ الْوَقْعَةَ الَّتِي لَا وَقْعَةَ عِنْدَ الْمُسَافِرِ أَحْلٰى مِنْهَا فَمَا أَيْقَظَنَا إِلَّا حَرُّ الشَّمْسِ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِنَحْوِ حَدِيثِ سَلْمِ بْنِ زَرِيرٍ وَزَادَ وَنَقَصَ وَقَالَ فِي الْحَدِيثِ فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَرَاٰى مَا أَصَابَ النَّاسَ وَكَانَ أَجْوَفَ جَلِيدًا فَكَبَّرَ وَرَفَعَ صَوْتَهُ بِالتَّكْبِيرِ حَتّٰى اسْتَيْقَظَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لِشِدَّةِ صَوْتِهِ بِالتَّكْبِيرِ فَلَمَّا اسْتَيْقَظَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ شَكَوْا إِلَيْهِ الَّذِي أَصَابَهُمْ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((لَا ضَيْرَ ارْتَحِلُوا)) وَاقْتَصَّ الْحَدِيثَ

[1564] حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے تو ہم رات بھر چلتے رہے۔ حتیٰ کہ رات کا آخری وقت یعنی صبح کے قریب کا وقت ہو گیا تو ہم اس طرح لیٹ گئے کہ مسافر کو اس سے زیادہ لذیذ لیٹنا نہیں ملتا۔ پھر ہمیں سورج کی گرمی ہی نے بیدار کیا۔ آگے کچھ کمی و بیشی کے ساتھ اسلم بن زریر کی مذکورہ بالا روایت کی طرح بیان کیا اور اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ جب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیدار ہوئے اور انہوں نے لوگوں کی پریشان کن حالت دیکھی اور وہ بلند آواز اور زور آور تھے تو انہوں نے اللہ اکبر کہنا شروع کیا اور تکبیر کو بلند آواز سے کہا حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ ان کی بلند آواز سے بیدار ہو گئے۔ جب رسول اللہ ﷺ بیدار ہو گئے تو لوگوں نے آپ سے اپنی پریشانی کا تذکرہ کیا تو آپ نے فرمایا: کوئی نقصان نہیں، کوچ کرو اور حدیث کو آخر تک بیان کیا۔

مفردات الحدیث

① أَجْوَف: بلند آواز، آواز جس کے جوف (پیٹ) سے نکلے۔ ② جلید: قوی، طاقتور اور مضبوط۔ ③ لا ضیر: یعنی نیند کے سبب نماز کا لیٹ ہو جانا۔ باعث نقصان نہیں ہے۔ اس لیے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔

[1564] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٥٦١)

[1565] ٣١٣-(٦٨٣) حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ: أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ رَبَاحٍ

عَنْ أَبِي قَتَادَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا كَانَ فِي سَفَرٍ فَعَرَّسَ بِلَيْلٍ اضْطَجَعَ عَلَى يَمِينِهِ وَإِذَا عَرَّسَ قُبَيْلَ الصُّبْحِ نَصَبَ ذِرَاعَهُ وَوَضَعَ رَأْسَهُ عَلَى كَفِّهِ۔

[1565]۔حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ سفر میں ہوتے اور رات کو پڑاؤ کرتے تو اپنے دائیں پہلو پر لیٹتے اور جب صبح کے قریب پڑاؤ کرتے تو اپنا بازو زمین پر رکھ لیتے اور اپنا سر اپنی ہتھیلی پر رکھ لیتے۔

فائدہ:......اگر انسان صبح کے قریب آرام کرنے کی ضرورت محسوس کرے تو اس انداز سے لیٹنے سے گریز کرے کہ نیند گہری آ جائے، بلکہ اس طرح بیٹھ کر کچھ آرام کرے کہ نماز کے لیے بیدار ہونا آسان ہو۔

[1566] ٣١٤-(٦٨٣) حَدَّثَنَا هَدَّابُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ نَا هَمَّامٌ قَالَ نَا قَتَادَةُ

عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ مَنْ نَسِيَ صَلٰوةً فَلْيُصَلِّهَا إِذَا ذَكَرَهَا ((لَا كَفَّارَةَ لَهَا إِلَّا ذٰلِكَ)) قَالَ قَتَادَةُ وَأَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِي

[1566]۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص کوئی نماز پڑھنا بھول جائے تو جب یاد آ جائے اس وقت اسے پڑھ لے۔ اس کا یہی کفارہ ہے اور قتادہ رضی اللہ عنہ نے آیت پڑھی ﴿اقم الصلوٰۃ لذکری﴾ میری یاد کے لیے نماز پڑھو۔

[1567] (. . .) وحَدَّثَنَاهُ يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى وَسَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ جَمِيعًا عَنْ أَبِي عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ

عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ وَلَمْ يَذْكُرْ ((لَا كَفَّارَةَ لَهَا إِلَّا ذٰلِكَ))

[1565] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٢٠٨٧)

[1566] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی مواقیت الصلاة، باب: من نسی صلاة فلیصل اذا ذكرها ولا یعید الا تلك الصلاة برقم (٥٩٧) انظر (التحفة) برقم (١٣٩٩)

[1567] اخرجه الترمذی فی (جامعه) فی الصلاة، باب: ما جاء فی الرجل ینسی الصلاة برقم (١٧٨) والنسائی فی (المجتبی) فی المواقیت، باب: فیمن نسی صلاة ١/ ٢٩٣۔ وابن ماجه فی (سننه) فی الصلاة، باب: من نام عن الصلاة او نسیها برقم (٦٩٦) انظر (التحفة) برقم (١٤٣٠)

[1567] حضرت انس رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ کی مذکورہ بالا روایت بیان کی اور اس میں یہ ٹکڑا نقل نہیں کیا کہ اس کا کفارہ یہی ہے۔

[1568] ۳۱۵۔(. . .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ نَا عَبْدُالاَعْلٰى قَالَ نَا سَعِيدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَـنْ أَنَـسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ نَبِيُّ اللّٰهِ ﷺ ((مَـنْ نَسِـيَ صَـلٰوةً أَوْ نَامَ عَنْهَا فَكَفَّارَتُهَا أَنْ يُّصَلِّيَهَا إِذَا ذَكَرَهَا))

[1568]۔انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو کوئی نماز پڑھنا بھول گیا یا اس سے سویا رہا تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ یاد آتے ہی پڑھ لے۔''

[1569] ۳۱۶۔(. . .) وحَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيِّ الْجَهْضَمِيُّ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ نَا الْمُثَنّٰى عَنْ قَتَادَةَ عَـنْ أَنَـسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِذَا رَقَـدَ أَحَـدُكُمْ عَنِ الصَّلٰوةِ أَوْ غَفَلَ عَنْهَا فَلْيُصَلِّهَا إِذَا ذَكَرَهَا فَإِنَّ اللّٰهَ يَقُولُ أَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ))

[1569]۔انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی نماز سے سویا رہے یا اس سے غافل ہو جائے تو اسے یاد آنے پر پڑھ لے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''میری یاد کے لیے نماز پڑھو۔''

فائدہ:......حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان جس وقت بھی نیند سے بیدار ہو یا بھول جانے کی صورت میں جب نماز یاد آ جائے وہ نماز پڑھ لے گا۔ ہاں بلا سبب اور عمداً اوقات مکروہ میں نماز پڑھنا درست نہیں ہے۔ امام مالک، امام شافعی اور امام احمد رحمہ اللہ کا یہی مسلک ہے کہ اوقات مکروہ میں نماز کی قضائی دی جا سکتی ہے۔ احناف کے نزدیک ان اوقات میں نماز کی قضائی دینا بھی درست نہیں ہے۔

[1568] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۱۱۸۹)

[1569] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۱۳۲۹)
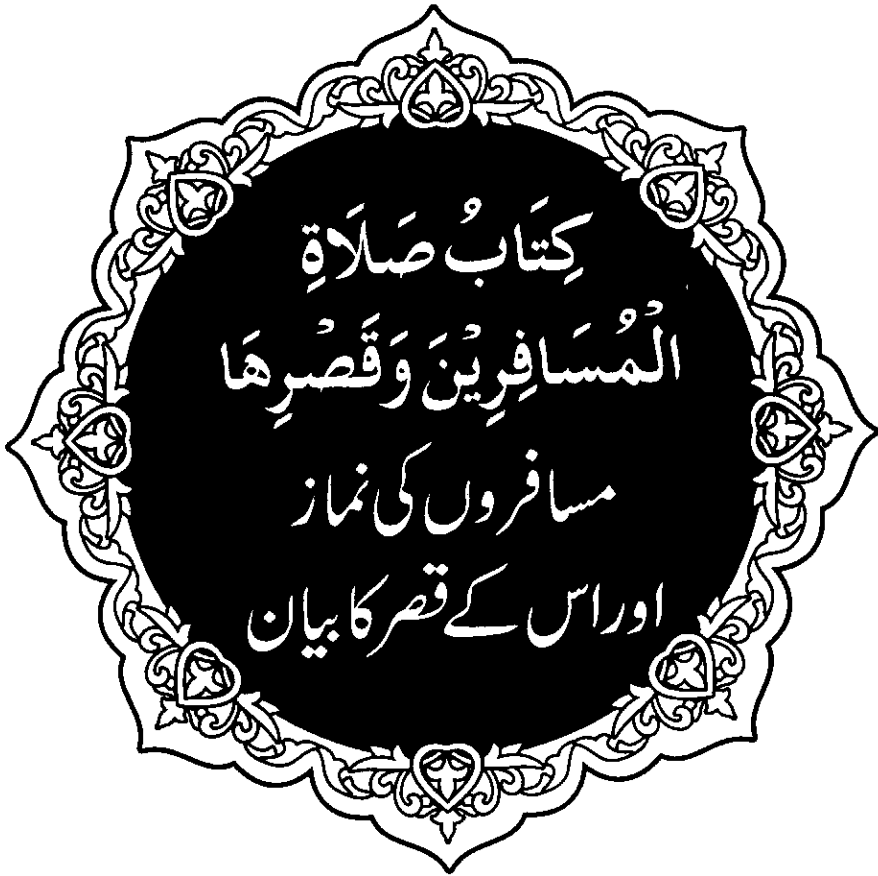
حدیث نمبر 1570 سے 1731 تک

(بقیہ احادیث اگلی جلد میں)

٦...... كِتَابُ صَلَاةِ الْمُسَافِرِينَ وَقَصْرِهَا

٦ . مسافروں کی نماز اور اس کے قصر کا بیان

ا...... بَاب صَلٰوةِ الْمُسَافِرِينَ وَقَصْرِهَا

باب ۱: سفر پر نکلنے والوں کی نماز اور اس کا قصر کرنا

[1570] ١ ـ (٦٨٥) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ

عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا قَالَتْ فُرِضَتِ الصَّلٰوةُ رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ فَأُقِرَّتْ صَلٰوةُ السَّفَرِ وَزِيدَ فِي صَلَاةِ الْحَضَرِ

[1570] ۔ رسول اللہ ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ سفر اور حضر (اقامت) میں نماز دو دو رکعت فرض کی گئی تھی، پھر سفر میں نماز پہلی حالت پر برقرار رکھی گئی اور حضر کی نماز میں اضافہ کر دیا گیا۔

[1571] ٢ ـ (. . .) وحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَا نَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ

عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ فَرَضَ اللّٰهُ الصَّلٰوةَ حِينَ فَرَضَهَا رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ أَتَمَّهَا فِي الْحَضَرِ فَأُقِرَّتْ صَلٰوةُ السَّفَرِ عَلَى الْفَرِيضَةِ الْأُولٰى

[1571] ۔ نبی اکرم ﷺ کی بیوی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے نماز فرض کی تو اسے دو رکعت فرض قرار دیا۔ پھر حضر کی صورت میں اسے پورا کر دیا اور سفر میں نماز کو پہلی فرضیت پر قائم رکھا گیا۔

[1570] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الصلاة، باب: کیف فرضت الصلوات فی الاسراء برقم (٣٥٥) وابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: صلاة المسافر برقم (١١٩٨) والنسائی فی (المجتبى) فی الصلاة، باب: کیف فرضت الصلاة ١/ ٢٢٥ ـ انظر (التحفة) برقم (١٦٣٤٨)

[1571] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٦٧٢٩)

[1572] ٣-(...) وحَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ قَالَ انَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ الصَّلٰوةَ أَوَّلَ مَا فُرِضَتْ رَكْعَتَيْنِ فَأُقِرَّتْ صَلٰوةُ السَّفَرِ وَأُتِمَّتْ صَلٰوةُ الْحَضَرِ قَالَ الزُّهْرِيُّ فَقُلْتُ لِعُرْوَةَ مَا بَالُ عَائِشَةَ تُتِمُّ فِي السَّفَرِ قَالَ إِنَّهَا تَأَوَّلَتْ كَمَا تَأَوَّلَ عُثْمَانُ رضی اللہ عنہ

[1572]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں آغاز میں نماز دو رکعت فرض کی گئی۔ پھر سفر کی نماز برقرار رکھی گئی اور حضر کی نماز پوری کر دی گئی۔ امام زہری کہتے ہیں میں نے عروہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سفر میں نماز پوری کیوں پڑھتی ہیں؟ اس نے کہا: عثمان رضی اللہ عنہ کی طرح وہ بھی تاویل کرتی ہیں۔

فوائد:...... ❶ نماز ہجرت سے پہلے مکہ مکرمہ میں فرض ہوئی ہے، مغرب کی نماز کے سوا باقی چاروں نمازیں دو دو رکعت تھیں، مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کے بعد، مغرب اور فجر کے سوا نمازوں میں دو دو رکعت کا اضافہ کر دیا گیا، فجر میں قرأت طویل ہوتی ہے، اس لیے اس میں اضافہ نہیں کیا گیا اور مغرب کا انداز پہلے ہی جداگانہ تھا۔ ❷ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نماز پوری کیوں پڑھتے تھے؟ اس کے سبب اور وجہ یا تاویل میں اختلاف ہے۔ حافظ ابن حجر کا خیال ہے دوران سفر نماز میں قصر کرتے تھے اور جب کہیں پڑاؤ کر لیتے تو نماز پوری پڑھتے تھے۔ بعض حضرات کا خیال ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں اسلام دور تک پھیل گیا اور بعض ایسے لوگ بھی حج کرنے کے لیے آتے تھے جو دینی مسائل پوری طرح نہیں سمجھتے تھے، اس لیے انہوں نے اپنی خلافت کا آدھا دور گزرنے کے بعد منیٰ میں نماز پوری پڑھنی شروع کر دی تھی تاکہ لوگ کسی غلط فہمی میں مبتلا نہ ہو جائیں۔

بعض حضرات کا خیال ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں جب منیٰ میں لوگوں نے رہائش کے لیے مکانات بنا لیے اور اس نے ایک بستی کی شکل اختیار کر لی تو انہوں نے نماز پوری پڑھنی شروع کر دی۔ بعض حضرات کا خیال ہے انہوں نے منیٰ میں شادی کر لی تھی اور انسان جہاں شادی کر لے وہاں نماز پوری پڑھے گا۔ امام ابوحنیفہ، امام مالک اور امام احمد رحمہم اللہ کا نظریہ بھی یہی ہے۔ اس لیے بقول امام ابن قیم رحمہ اللہ یہی جواب بہتر ہے اگرچہ اور بھی اسباب بیان کیے گئے ہیں۔ ❸ سفر میں نماز کے قصر اور روزہ کے افطار کرنے کی رخصت ہے، اس لیے صحیح یہی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عثمان اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا قصر کو فرض نہیں سمجھتے تھے، جس طرح کے سنن دار قطنی میں روایت ہے جس کو انہوں نے صحیح قرار دیا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا، اے اللہ کے

[1572] اخرجه البخاري في (صحيحه) في تقصير الصلاة، باب: يقصر اذا خرج من موضعه برقم (١٠٩٠) والنسائي في (المجتبى) في الصلاة، باب: كيف فرضت الصلاة ٣/ ٧٨- انظر (التحفة) برقم (١٦٤٣٩)

رسول ﷺ آپ نے نماز قصر پڑھی ہے اور میں نے نماز پوری پڑھی ہے۔ آپ نے روزہ رکھا ہے اور میں نے افطار کیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا "احسنت یا عائشة" اے عائشہ رضی اللہ عنہا تو نے اچھا کیا ہے۔ 4 امام مالک، امام شافعی اور امام احمد رحمہ اللہ کے نزدیک نماز میں قصر کرنا افضل اور پورا پڑھنا جائز ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے نزدیک قصر فرض ہے اکیلے کے لیے پوری نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔ ہاں امام کی اقتدا میں جائز ہے۔ حالانکہ احناف کا اصول ہے کہ راوی کے فہم کو روایت پر ترجیح ہوگی اور یہاں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا عمل یہی ہے کہ وہ نماز پوری پڑھتی تھیں۔ اسی لیے احناف کو نماز پوری پڑھنی چاہیے۔

[1573] ٤ ـ (٦٨٦) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَاِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ اِسْحٰقُ انَا وَقَالَ الْآخَرُونَ نَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ إِدْرِيسَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ أَبِي عَمَّارٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بَابَيْهِ

عَنْ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ قَالَ قُلْتُ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلٰوةِ إِنْ خِفْتُمْ أَنْ يَّفْتِنَكُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا فَقَدْ أَمِنَ النَّاسُ فَقَالَ عَجِبْتُ مِمَّا عَجِبْتَ مِنْهُ فَسَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ ((صَدَقَةٌ تَصَدَّقَ اللّٰهُ بِهَا عَلَيْكُمْ فَاقْبَلُوا صَدَقَتَهُ))

[1573] ـ حضرت یعلیٰ بن امیہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''اگر تمہیں کافروں کی طرف سے فتنہ کا اندیشہ ہو تو تم پر کوئی حرج نہیں ہے کہ نماز میں قصر کرلو'' (النساء: ١٠١) اب تو لوگ بے خوف ہوگئے ہیں (پھر قصر کیوں کرتے ہیں) تو انہوں نے جواب دیا مجھے بھی اس بات پر تعجب ہوا تھا، جس پر تم تعجب کر رہے ہو تو میں نے اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''یہ اللہ تعالیٰ کا صدقہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے تم پر کیا ہے تو اس کے صدقہ کو قبول کرو۔''

فائدہ:...... اس حدیث سے معلوم ہوا نماز قصر کا اصل سبب دشمن سے جنگ کا اندیشہ تھا، لیکن اللہ تعالیٰ نے امت پر احسان کرتے ہوئے اس کو عام کردیا کہ اگرچہ سفر میں کسی قسم کا خوف وخطرہ نہ ہو تو تب بھی قصر کرسکتے ہو اس لیے "لیس علیکم جناح" اور صدقہ کا لفظ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ فرض نہیں ہے لیکن یہ چونکہ اللہ کا فضل و احسان ہے، اس لیے اس کا تقاضا یہی ہے کہ انسان انفرادی اور شخصی طور پر نماز قصر پڑھے ہاں اگر مقیم امام کے پیچھے نماز پڑھے تو پوری پڑھ لے۔

[1573] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: صلاة المسافر برقم (١١٩٩) وبرقم (١٢٠٠) والترمذی فی (جامعه) فی التفسیر، باب ومن سورت النساء برقم (٣٠٣٤) والنسائی فی (المجتبى) فی تقصیر الصلاة فی السفر، باب (١) ٣/ ١٢٠۔ وابن ماجه فی (سننه) فی اقامة الصلاة والسنة فیها، باب: تقصیر الصلاة فی السفر برقم (١٠٦٥) انظر (التحفة) برقم (١٠٦٥٩)

[1574] (. . .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ قَالَ نَا يَحْيَى عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِاللهِ بْنِ أَبِي عَمَّارٍ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ بَابَيْهِ

عَنْ يَعْلَى بْنِ أُمَيَّةَ قَالَ قُلْتُ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ بِمِثْلِ حَدِيثِ ابْنِ إِدْرِيسَ

[1574] حضرت یعلیٰ بن امیہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے سوال کیا تو انہوں نے مذکورہ بالا جواب دیا۔

[1575] ٥-(٦٨٧) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَسَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَأَبُو الرَّبِيعِ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ يَحْيَى أَنَا وَقَالَ الْآخَرُونَ نَا أَبُوعَوَانَةَ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ الْأَخْنَسِ عَنْ مُجَاهِدٍ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ فَرَضَ اللهُ الصَّلٰوةَ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّكُمْ ﷺ فِي الْحَضَرِ أَرْبَعًا وَّفِي السَّفَرِ رَكْعَتَيْنِ وَفِي الْخَوْفِ رَكْعَةً

[1575]۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی ﷺ کے واسطہ سے اس کی زبان سے، حضر میں چار، سفر میں دو اور خوف (جنگ) میں ایک رکعت نماز فرض کی ہے۔

فائدہ :...... سفر میں ظہر، عصر اور عشاء میں قصر ہے یعنی صرف دو رکعت نماز فرض ہے۔ مغرب اور فجر کی نماز میں سفر اور حضر میں کوئی فرق نہیں ہے۔ جنگ میں اگر جنگ سفر میں ہو تو ائمہ اربعہ اور جمہور امت کے نزدیک نماز قصر ہے۔ جنگی حالات کی بنا پر کیفیت میں فرق ہوسکتا ہے۔ تفصیل نماز خوف میں آئے گی۔

[1576] ٦-(. . .) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ جَمِيعًا عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ عَمْرٌو نَا قَاسِمُ بْنُ مَالِكٍ الْمُزَنِيُّ قَالَ نَا أَيُّوبُ بْنُ عَائِذٍ الطَّائِيُّ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ الْأَخْنَسِ عَنْ مُجَاهِدٍ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ إِنَّ اللهَ فَرَضَ الصَّلٰوةَ عَلَى لِسَانِ نَبِيِّكُمْ ﷺ عَلَى الْمُسَافِرِ رَكْعَتَيْنِ وَعَلَى الْمُقِيمِ أَرْبَعًا وَفِي الْخَوْفِ رَكْعَةً

[1574] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٥٧١)

[1575] اخرجه ابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: من قال: يصلي بكل طائفة ركعة ولا يقضون برقم (١٢٤٧) والنسائي في (المجتبى) في الصلاة، باب: كيف فرضت الصلاة ١/ ٢٢٦ وفي تقصير الصلاة في السفر باب (١) ٣/ ١١٨ و ٣/ ١١٩ وفي صلاة الخوف ٣/ ١٦٩ وابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: تقصير الصلاة في السفر برقم (١٠٦٨) مختصرا۔ انظر (التحفة) برقم (٦٣٨٠)

[1576] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٥٧٣)

[1576] ۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی اکرم ﷺ کی زبان پر مسافر پر دو رکعتیں، مقیم پر چار اور جنگ میں ایک رکعت فرض کی ہے۔

فائدہ: ......جمہور امت کے نزدیک مجاہد، ایک رکعت امام کے ساتھ پڑھے گا اور ایک رکعت اکیلا پڑھے گا اور یہاں مراد امام کے ساتھ والی رکعت ہے لیکن حسن بصری، ضحاک اور امام اسحاق رحمہ اللہ کے نزدیک خوف میں ایک ہی رکعت فرض ہے۔

[1577] ٧-(٦٨٨) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ

عَنْ مُوسَى بْنِ سَلَمَةَ الْهُذَلِيِّ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ كَيْفَ أُصَلِّيْ إِذَا كُنْتُ بِمَكَّةَ إِذَا لَمْ أُصَلِّ مَعَ الْإِمَامِ فَقَالَ رَكْعَتَيْنِ سُنَّةَ أَبِي الْقَاسِمِ ﷺ

[1577] ۔موسیٰ بن سلمہ ہذلی بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا جب میں مکہ میں ہوں اور امام کے ساتھ نماز نہ پڑھوں تو پھر کیسے نماز پڑھوں؟ تو انہوں نے جواب دیا۔ ابوالقاسم ﷺ کی سنت دو رکعت ہے۔

[1578] (. . .) وحَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ مِنْهَالٍ الضَّرِيرُ قَالَ نَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ نَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ ح و قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ نَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ نَا أَبِي جَمِيعًا

عَنْ قَتَادَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ

[1578] امام صاحب نے قتادہ رضی اللہ عنہ کی مذکورہ سند سے دوسرے اساتذہ سے بھی اس قسم کی حدیث بیان کی ہے۔

[1579] ٨-(٦٨٩) عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ قَالَ نَا عِيسَى بْنُ حَفْصِ بْنِ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ صَحِبْتُ ابْنَ عُمَرَ فِي طَرِيقِ مَكَّةَ قَالَ فَصَلّٰى لَنَا الظُّهْرَ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ أَقْبَلَ وَأَقْبَلْنَا مَعَهُ حَتّٰى جَاءَ رَحْلَهُ وَجَلَسَ وَجَلَسْنَا مَعَهُ فَحَانَتْ مِنْهُ الْتِفَاتَةٌ نَحْوَ حَيْثُ صَلّٰى فَرَاٰى نَاسًا قِيَامًا فَقَالَ مَا يَصْنَعُ هٰؤُلَاءِ قُلْتُ يُسَبِّحُونَ قَالَ لَوْ كُنْتُ مُسَبِّحًا لَأَتْمَمْتُ صَلٰوتِي يَا ابْنَ أَخِي إِنِّي صَحِبْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فِي السَّفَرِ فَلَمْ يَزِدْ عَلٰى رَكْعَتَيْنِ حَتّٰى قَبَضَهُ اللّٰهُ وَصَحِبْتُ أَبَا بَكْرٍ فَلَمْ يَزِدْ عَلٰى رَكْعَتَيْنِ حَتّٰى قَبَضَهُ اللّٰهُ وَصَحِبْتُ عُمَرَ فَلَمْ يَزِدْ عَلٰى رَكْعَتَيْنِ حَتّٰى قَبَضَهُ اللّٰهُ ثُمَّ

[1577] اخرجه النسائى فى (المجتبى) فى تقصير الصلاة فى السفر، باب: الصلاة بمكة برقم ٣/ ١١٩ وبرقم (٣/ ١١٩ـ انظر (التحفة) برقم (٦٥٠٤)

[1578] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (١٥٧٥)

[1579] اخرجه البخارى فى (صحيحه) فى تقصير الصلاة، باب: من لم يتطوع فى السفر دبر ←

صَحِبْتُ عُثْمَانَ فَلَمْ يَزِدْ عَلٰى رَكْعَتَيْنِ حَتّٰى قَبَضَهُ اللّٰهُ وَقَدْ قَالَ اللّٰهُ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

[1579]۔ حفص بن عاصم بیان کرتے ہیں کہ میں نے مکہ کے راستہ میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ سفر کیا۔ انہوں نے ہمیں ظہر کی نماز دو رکعت پڑھائی، پھر وہ اور ہم اپنی قیام گاہ کی طرف بڑھے اور ہم ان کے ساتھ بیٹھ گئے۔ اچانک انہوں نے اس جگہ کی طرف نظر دوڑائی جہاں انہوں نے نماز پڑھائی تھی تو لوگوں کو دیکھا کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں تو انہوں نے پوچھا: یہ لوگ کیا کر رہے ہیں؟ میں نے کہا سنتیں پڑھ رہے ہیں۔ انہوں نے کہا: اگر مجھے سنتیں پڑھنی ہوتیں تو میں نماز پوری پڑھتا (قصر نہ کرتا) اے میرے بھتیجے! میں سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعت سے زائد نماز نہیں پڑھی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح قبض کر لی اور میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ رہا تو انہوں نے بھی دو رکعت سے زائد نماز نہیں پڑھی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں قبضہ میں لے لیا اور میں عمر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ رہا تو انہوں نے دو رکعت سے زیادہ نہ پڑھیں، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو وفات دی اور میں عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہا انہوں نے بھی دو سے زیادہ رکعتیں نہیں پڑھیں یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم سے وفات پا گئے اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''تمہارے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہترین نمونہ ہیں۔''

فوائد: ...... ❶ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین، نماز کے ساتھ، سفر میں سنن مؤکدہ نہیں پڑھتے تھے، لیکن صبح کی سنتیں پڑھتے تھے اسی طرح وتر بھی پڑھتے تھے اور عام نوافل بھی سواری پر بیٹھے بیٹھے پڑھتے تھے۔ اس لیے امام مالک، شافعی اور امام احمد رحمہم اللہ کے نزدیک سنن مؤکدہ کا حکم نوافل والا ہوگا۔ ان کو نفل کی حیثیت سے پڑھ لیا جائے گا۔ حافظ ابن قیم نے حسن بصری سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی، سفر میں فرض نماز سے پہلے اور بعد میں نفل پڑھا کرتے تھے۔ (زاد المعاد، طبع احیاء التراث الاسلامی، ج، ص ۴۵۶) ❷ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ منیٰ کے سوا تمام مقامات پر سفر میں نماز قصر پڑھتے تھے۔ اس لیے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے سفر میں آخر عمر تک دو رکعت سے زائد فرض نہیں پڑھے۔ ❸ احناف کے نزدیک مسافر اثنائے سفر میں سنت مؤکدہ نہ پڑھے اور حالت قیام میں پڑھ لے۔

[1580] ۹-(. . .) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا يَزِيدُ يَعْنِي ابْنَ زُرَيْعٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ مُحَمَّدٍ

الصلاة وقبلها برقم (۱۱۰۱) وبرقم (۱۱۰۲) وابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: التطوع فی السفر برقم (۱۲۲۳) والنسائی فی (المجتبی) فی تقصير الصلاة فی السفر، باب: ترك التطوع فی السفر ۳/ ۱۲۳ وابن ماجه فی (سننه) فی اقامة الصلاة والسنة فيها باب: التطوع فی السفر برقم (۱۰۷۱) انظر (التحفة) برقم (۶۶۹۳)

[1580] تقدم تخريجه فی الحديث السابق برقم (۱۵۷۷)

عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ قَالَ مَرِضْتُ مَرَضًا فَجَاءَ ابْنُ عُمَرَ يَعُودُنِي قَالَ وَسَأَلْتُهُ عَنِ السُّبْحَةِ فِي السَّفَرِ فَقَالَ صَحِبْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فِي السَّفَرِ فَمَا رَأَيْتُهُ يُسَبِّحُ وَلَوْ كُنْتُ مُسَبِّحًا لَأَتْمَمْتُ وَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالَى لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

[1580]۔حفص بن عاصم بیان کرتے ہیں، میں ایک بیماری میں مبتلا ہوا تو ابن عمر رضی اللہ عنہما میری عیادت کے لیے آئے تو میں نے ان سے سفر میں سنتیں پڑھنے کے بارے میں سوال کیا؟ تو انہوں نے کہا: میں سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ رہا ہوں تو میں نے آپ ﷺ کو سنتیں پڑھتے نہیں دیکھا اور اگر مجھے سنتیں پڑھنی ہوتیں تو میں نماز ہی پوری پڑھتا اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''رسول اللہ ﷺ تمہارے لیے بہترین نمونہ ہیں۔''

فائدہ:...... **حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا مقصد یہ ہے کہ سفر کی بنا پر مسافر کی سہولت اور آسانی کی خاطر فرض نماز میں تخفیف کردی گئی ہے تو سنن راتبہ کی پابندی کیوں ضروری ٹھہری؟ اگر مسافر کے لیے تخفیف وسہولت مطلوب نہ ہوتی تو نماز پوری پڑھنا ہی بہتر ٹھہرتا۔**

[1581] ١٠-(٦٩٠) حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ هِشَامٍ وَأَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالُوا نَا حَمَّادٌ وَهُوَ ابْنُ زَيْدٍ ح وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَيَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَا نَا إِسْمٰعِيلُ كِلَاهُمَا عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ

عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ صَلَّى الظُّهْرَ بِالْمَدِينَةِ أَرْبَعًا وَصَلَّى الْعَصْرَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ

[1581]۔حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں ظہر کی چار رکعتیں پڑھائیں اور ذوالحلیفہ میں عصر کی دو رکعتیں پڑھائیں۔

[1581] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الحج، باب: من بات بذي الحليفة حتى اصبح برقم (١٥٤٧) وفي باب: رفع الصوت بالاهلال برقم (١٥٤٨) وفي باب التحميد والتسبيح والتكبير قبل الاحلال عند الركوب على الدابة برقم (١٥٥١) وفي باب من نحر هديه بيده برقم (١٧١٢) وفي باب نحر البدن قائما برقم (١٧١٤) وبرقم (١٧١٥) وفي الجهاد، باب: الخروج بعد الظهر برقم (٢٩٥١) وفي باب الارتداف، في الغزو والحج برقم (٢٩٨٦) وابو داود في (سننه) في المناسك باب: في الاقران برقم (١٧٩٦) وفي الضحايا، باب: ما يستحب من الضحايا برقم (٢٧٩٣) والنسائي في (المجتبى) في الصلاة، باب: صلاة العصر في السفر ١/ ٢٣٧ـ انظر (التحفة) برقم (٩٤٧)

[1582] ۱۱۔(. . .) حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ نَا سُفْيَانُ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ مَيْسَرَةَ سَمِعَا

أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ الظُّهْرَ بِالْمَدِينَةِ أَرْبَعًا وَ صَلَّيْتُ مَعَهُ الْعَصْرَ بِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ

[1582]۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مدینہ میں ظہر کی چار رکعات پڑھیں اور میں نے آپ ﷺ کے ساتھ ذوالحلیفہ میں عصر کی دو رکعتیں پڑھیں۔

[1583] ۱۲۔(۲۹۱) وحَدَّثَنَاهُ أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ كِلَاهُمَا عَنْ غُنْدَرٍ قَالَ أَبُوبَكْرٍ نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ

عَنْ يَحْيَى بْنِ يَزِيدَ الْهُنَائِيِّ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ عَنْ قَصْرِ الصَّلٰوةِ فَقَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا خَرَجَ مَسِيرَةَ ثَلَاثَةِ أَمْيَالٍ أَوْ ثَلَاثَةِ فَرَاسِخَ شُعْبَةُ الشَّاكُّ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ

[1583]۔ یحییٰ بن یزید ہنائی بیان کرتے ہیں کہ میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے نماز قصر کرنے کے بارے میں پوچھا؟ تو انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ جب تین میل یا تین فرسخ کی مسافت پر نکلتے (اس کے بارے میں شعبہ کو شک ہے) تو دو رکعت نماز پڑھتے۔

فوائد:...... ❶ حضور اکرم ﷺ نے چار قسم کے سفر فرمائے ہیں (۱) عام طور پر آپ ﷺ نے سفر جہاد کی خاطر کیا ہے۔ (۲) سفر ہجرت (۳) سفر عمرۃ (۴) سفر حج اور یہ چاروں سفر طویل تھے، آپ ﷺ کا کوئی سفر بھی ایسا نہیں ہے جو صرف نو یا دس میل تک کا ہو۔ ❷ امام مالک کے نزدیک مسافتِ قصر ایک دن کی مسافت ہے جو عام طور پر چوبیس میل بنتے ہیں۔ امام شافعی اور امام احمد کے نزدیک مسافت قصر دو دن کی مسافت ہے۔ جیسے امام نووی اور امام ابن قدامہ نے چار برد (یعنی اڑتالیس میل قرار دیا ہے کیونکہ ایک برید میں چار فرسخ ہوتے ہیں اور

[1582] اخرجه البخاري في (صحيحه) في تقصير الصلاة، باب: يقصر اذا خرج من موضعه برقم (١٠٨٩) وفي الحج، باب: من بات بذي الحليفة حتى اصبح برقم (١٥٤٦) وابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: متى يقصر المسافر برقم (١٢٠٢) وفي المناسك، باب: في وقت الاحرام برقم (١٧٧٣) والترمذي في (جامعه) في الصلاة، باب: ما جاء في التقصير في السفر برقم (٥٤٦) والنسائي في (المجتبى) في الصلاة، باب: عدد صلاة الظهر في الحضر ١/ ٢٣٥۔ انظر (التحفة) برقم (١٦٦)

[1583] اخرجه ابوداود في (سننه) في الصلاة، باب: متى يقصر المسافر برقم (١٢٠١) انظر (التحفة) برقم (١٦٧١)

ایک فرسخ میں تین میل ہوتے ہیں۔ امام ابوحنیفہ کے نزدیک مسافت قصر تین دن کی مسافت ہے۔ لیکن احناف عام طور پر میلوں میں اس کو اڑتالیس میل قرار دیتے ہیں۔ اس طرح ان تینوں اماموں کے نزدیک اگر اڑتالیس میل تک سفر کرنا ہو تو پھر انسان قصر کر سکتا ہے لیکن یہ تحدید اور تعیین کسی صحیح اور مرفوع حدیث سے ثابت نہیں ہے۔ آپ ﷺ سے مطلق سفر میں بلا تحدید و تعیین قصر ثابت ہے۔ اس لیے عرف عام میں جتنی مسافت کو سفر سمجھا جاتا ہے اس میں انسان نماز قصر کر سکتا ہے۔ مسافت کے تعین کی ضرورت نہیں ہے۔ انسان جب اپنے آپ کو مسافر سمجھے اور اس کا ضمیر مطمئن ہو کہ واقعی مسافر ہوں تو وہ قصر نماز پڑھے۔ ③ انسان جب گھر سے سفر پر روانہ ہو جائے اور آبادی سے نکل جائے تو نماز کا وقت ہو جانے پر وہ قصر نماز پڑھے گا۔ حجۃ الوداع کے موقعہ پر جو آپ ﷺ کا آخری سفر ہے۔ آپ نے ظہر کی نماز مدینہ میں پوری پڑھی اور عصر کی نماز ذوالحلیفہ میں قصر کی صورت میں ادا کی اور ذوالحلیفہ مدینہ منورہ سے تقریباً چھ میل کے فاصلہ پر ہے۔ بعض حضرات نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے جواب سے قصر کی مسافت تین فرسخ یعنی نو میل قرار دی ہے۔ حالانکہ حضور اکرم ﷺ کا کوئی سفر بھی اتنی کم مسافت کا ثابت نہیں ہے۔

[1584] ١٣-(٦٩٢) حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ مَهْدِيٍّ قَالَ زُهَيْرٌ نَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ خُمَيْرٍ عَنْ حَبِيبِ بْنِ عُبَيْدٍ

عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ شُرَحْبِيلَ بْنِ السِّمْطِ إِلٰى قَرْيَةٍ عَلٰى رَأْسِ سَبْعَةَ عَشَرَ أَوْ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ مِيلًا فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ فَقُلْتُ لَهُ فَقَالَ رَأَيْتُ عُمَرَ صَلّٰى بِذِي الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ فَقُلْتُ لَهُ فَقَالَ إِنَّمَا أَفْعَلُ كَمَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَفْعَلُ

[1584]۔ جبیر بن نفیر بیان کرتے ہیں کہ میں شرحبیل بن سمط کی معیت میں ایک بستی میں گیا جو سترہ یا اٹھارہ میل کے فاصلہ پر تھی تو انہوں نے نماز دو رکعت ادا کی تو میں نے ان سے پوچھا، انہوں نے جواب دیا۔ میں نے عمر رضی اللہ عنہ کو ذوالحلیفہ میں دو رکعت پڑھتے دیکھا تو میں نے ان سے پوچھا۔ انہوں نے جواب دیا: میں ویسے ہی کرتا ہوں جیسا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کرتے دیکھا ہے۔

فائدہ :...... یہ بات اوپر گزر چکی ہے کہ ذوالحلیفہ رسول اللہ ﷺ کا منتہائے سفر نہیں تھا کہ آپ اس سے آگے نہ گئے ہوں۔ دوران سفر مختلف اوقات میں آپ نے وہاں عارضی طور پر قیام فرمایا اور نماز قصر ادا کی کیونکہ آپ مسافر تھے اور مسافر آتے جاتے وقت آبادی سے باہر قصر کر سکتا ہے۔

[1584] اخرجه النسائى فى (المجتبى) فى تقصير الصلاة فى السفر باب: (١) برقم (١٤٣٦) انظر (التحفة) برقم (١٠٤٦٢)

[1585] ١٤-(. . .) وحَدَّثَنِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ عَنِ ابْنِ السِّمْطِ وَلَمْ يُسَمِّ شُرَحْبِيلَ وَقَالَ إِنَّهُ أَتٰى أَرْضًا يُقَالُ لَهَا دُومِينَ مِنْ حِمْصَ عَلٰى رَأْسِ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ مِيلًا

[1585]۔ دوسری سند میں ہے کہ ابن سمط حمص کی دومین نامی جگہ پر پہنچے، جو اٹھارہ میل کے فاصلہ پر تھی (اور وہاں نماز قصر پڑھی)

[1586] ١٥-(٦٩٣) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ قَالَ أنَا هُشَيْمٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي إِسْحٰقَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مِنَ الْمَدِينَةِ إِلٰى مَكَّةَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ حَتّٰى رَجَعَ قُلْتُ كَمْ أَقَامَ بِمَكَّةَ قَالَ عَشْرًا

[1586]۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مدینہ سے مکہ جانے کے لیے نکلے تو آپ ﷺ دو دو رکعت نماز پڑھتے رہے یہاں تک کہ واپس مدینہ پہنچ گئے۔ راوی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا: آپ مکہ کتنا عرصہ ٹھہرے؟ انہوں نے جواب دیا: دس دن۔

فائدہ:...... اس حدیث میں حجۃ الوداع کے سفر کی طرف اشارہ ہے، آپ چار ذوالحجہ کو مکہ مکرمہ پہنچے تھے۔ پھر آٹھ ذوالحجہ کو صبح کے بعد منیٰ چلے گئے اور نو ذوالحجہ کو صبح کی نماز کے بعد عرفات چلے گئے۔ دس ذوالحجہ کی رات مزدلفہ میں گزاری اور سورج نکلنے سے پہلے منیٰ کی طرف واپس آ گئے اور تیرہ ذوالحجہ تک منیٰ میں رہے اور چودہ ذوالحجہ کو فجر سے پہلے مدینہ منورہ کی طرف سفر اختیار کر لیا۔ اس طرح آپ نے مکہ مکرمہ اور اس کے گرد ونواح میں دس دن گزارے، خاص طور پر مکہ میں آپ نے بیس نمازیں ادا کیں۔ اس لیے امام مالک، امام شافعی اور امام احمد کے نزدیک قصر بیس نماز تک ہے۔ اگر اس سے زائد عرصہ قیام کرنا ہو تو شروع ہی سے نماز پوری پڑھنی ہو گی اور احناف نے فتح مکہ کے ایام سے استدلال کرتے ہوئے مدت سفر پندرہ دن مقرر کی ہے حالانکہ یہ ایام جنگ تھے جن میں انسان اقامت کی نیت نہیں کرتا۔ علامہ غلام رسول صاحب کہتے ہیں: یہ روایات ہمیں تب مضر ہوتیں جب

[1585] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٥٨٢)

[1586] اخرجه البخاري في (صحيحه) في تقصير الصلاة، باب: ما جاء في تقصير الصلاة برقم (١٠٨١) وفي المغازي، باب: مقام النبي ﷺ بمكة زمن الفتح برقم (٤٢٩٧) وابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: متى يتم المسافر برقم (١٢٣٣) والترمذي في (جامعه) في الصلاة، باب: ما جاء في كم تقصر الصلاة برقم (٥٤٨) والنسائي في (المجتبى) في تقصير الصلاة في السفر باب (١) ٣/ ١١٨- وابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها باب: كم يقصر الصلاة المسافر اذا اقام ببلدة برقم (١٠٧٧)- انظر (التحفة) برقم (١٦٥٢)

ان میں یہ تصریح ہوتی کہ آپ ﷺ نے پندرہ، سترہ یا انیس دن قیام کی نیت کی ہوتی اور پھر آپ قصر کرتے رہتے کیونکہ اگر پندرہ دن قیام کی نیت نہ ہو۔ پھر قیام پندرہ دن سے زائد ہو جائے پھر بھی قصر پڑھی جاتی ہے۔ (ج۲،ص ۳۷۸) احناف کے پاس پندرہ دن کے لیے بطور دلیل کوئی مرفوع حدیث نہیں ہے۔ علامہ غلام رسول نے صرف حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا فعل پیش کیا ہے اور ان سے اس سلسلہ میں مختلف افعال منقول ہیں۔

[1587] (. . .) وحَدَّثَنَاهُ قُتَيْبَةُ قَالَ نَا أَبُو عَوَانَةَ ح و حَدَّثَنَاه أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ نَا ابْنُ عُلَيَّةَ جَمِيعًا عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي إِسْحٰقَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِ حَدِيثِ هُشَيْمٍ

[1587] یہی حدیث حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک دوسری سند سے بھی مروی ہے۔

[1588] (. . .) وحَدَّثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ نَا أَبِي قَالَ نَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي إِسْحٰقَ قَالَ سَمِعْتُ

يَحْيَى بْنُ أَبِي إِسْحٰقَ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ خَرَجْنَا مِنَ الْمَدِينَةِ إِلَى الْحَجِّ ثُمَّ ذَكَرَ مِثْلَهُ

[1588] حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم حج کے لیے مدینہ سے چلے، پھر مذکورہ بالا روایت بیان فرمائی۔

[1589] (. . .) وحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ نَا أَبِي ح و حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ نَا أَبُو أُسَامَةَ جَمِيعًا عَنِ الثَّوْرِيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي إِسْحٰقَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ وَلَمْ يَذْكُرِ الْحَجَّ

[1589] یہی روایت ایک اور سند سے منقول ہے لیکن اس میں حج کا تذکرہ نہیں ہے۔

٢...... بَابُ: قَصْرِ الصَّلَاةِ بِمِنًى

باب ٢: منیٰ میں نماز قصر پڑھنا

[1590] ١٦-(٦٨٤) وحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ نَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرٌو وَهُوَ ابْنُ الْحَارِثِ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ

[1587] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٥٨٤)

[1588] تقدم تخريجه برقم (١٥٨٤)

[1589] تقدم تخريجه برقم (١٥٨٤)

[1590] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٦٨٩٩)

عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّهٗ صَلّٰى صَلٰوةَ الْمُسَافِرِ بِمِنًى وَغَيْرِهٖ رَكْعَتَيْنِ وَأَبُوبَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ رَكْعَتَيْنِ صَدْرًا مِّنْ خِلَافَتِهٖ ثُمَّ أَتَمَّهَا أَرْبَعًا

[1590] ۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے منیٰ اور دوسری جگہ یعنی اس کے نواح میں مسافر والی نماز پڑھی۔ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما نے بھی اور عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے ابتدائی سالوں میں دو رکعت نماز پڑھی بعد میں پوری چار پڑھنے لگے۔

[1591] (. . .) وحَدَّثَنَاهُ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ ح و حَدَّثَنَاه إِسْحٰقُ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا أَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ انا مَعْمَرٌ جَمِيعًا عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ قَالَ بِمِنًى وَلَمْ يَقُلْ وَغَيْرِهٖ

[1591] ایک دوسری سند سے بھی یہی روایت منقول ہے لیکن اس میں منیٰ کے ساتھ دوسری جگہ کا ذکر نہیں ہے۔

[1592] ۱۷۔(. . .) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا أَبُوأُسَامَةَ قَالَ نَا عُبَيْدُاللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ صَلّٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بِمِنًى رَكْعَتَيْنِ وَأَبُوبَكْرٍ بَعْدَهٗ وَعُمَرُ بَعْدَ أَبِي بَكْرٍ وَعُثْمَانُ صَدْرًا مِّنْ خِلَافَتِهٖ ثُمَّ إِنَّ عُثْمَانَ صَلّٰى بَعْدُ أَرْبَعًا فَكَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا صَلّٰى مَعَ الْإِمَامِ صَلّٰى أَرْبَعًا وَإِذَا صَلَّاهَا وَحْدَهٗ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ

[1592] ۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے منیٰ میں دو رکعت نماز پڑھی۔ آپ ﷺ کے بعد ابوبکر نے اور ابوبکر کے بعد عمر نے اور عثمان نے اپنی خلافت کے ابتدائی سالوں میں اور بعد میں عثمان رضی اللہ عنہ چار رکعت پڑھنے لگے۔ اس لیے ابن عمر رضی اللہ عنہما جب امام کے ساتھ نماز پڑھتے تو چار رکعات پڑھتے اور جب اکیلے پڑھتے تو دو رکعتیں پڑھتے۔

[1593] (. . .) وحَدَّثَنَاهُ ابْنُ الْمُثَنّٰى وَعُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَانَا يَحْيٰى وَهُوَ الْقَطَّانُ ح و حَدَّثَنَاه أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ نَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ ح و حَدَّثَنَاه ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ نَا عُقْبَةُ بْنُ خَالِدٍ كُلُّهُمْ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهٗ

[1593] امام صاحب نے دوسرے اساتذہ سے بھی اس قسم کی روایت نقل کی ہے۔

[1591] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (٦٨٧١) و برقم (٦٩٥٣)

[1592] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (٧٨٥٠)

[1593] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (٨١٣٣)

[1594] ۱۸۔(. . .) وحدثنا عبيد الله بن معاذ قال نا أبي قال نا شعبة عن خبيب بن عبدالرحمن سمع حفص بن عاصم

عن ابن عمر قال صلى النبي ﷺ بمنى صلوة المسافر وأبوبكر وعمر وعثمان ثماني سنين أو قال ست سنين قال حفص وكان ابن عمر يصلي بمنى ركعتين ثم يأتي فراشه فقلت أي عم لو صليت بعدها ركعتين قال لو فعلت لأتممت الصلوة

[1594] ۔ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ابو بکر رضی اللہ عنہ، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہ نے آٹھ یا چھ سال منیٰ میں مسافر والی نماز پڑھی۔ حفص بیان کرتے ہیں ابن عمر رضی اللہ عنہما منیٰ میں دو رکعت نماز پڑھتے تھے۔ پھر اپنے بستر پر آ جاتے تھے۔ میں نے کہا: اے چچا! کاش آپ فرض نماز کے بعد دو سنتیں بھی پڑھ لیا کریں تو انہوں نے کہا: اگر میں ایسے کرتا تو نماز پوری پڑھ لیتا۔

فائدہ:...... **ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ صرف منیٰ میں چار رکعات پڑھنے لگے تھے۔ باقی مقامات پر دو رکعت ہی پڑھتے تھے۔**

[1595] (. . .) وحدثناه يحيى بن حبيب قال نا خالد يعني ابن الحارث ح و قال نا ابن المثنى قال حدثني عبدالصمد قالا نا

شعبة بهذا الإسناد ولم يقولا في الحديث بمنى ولكن قالا صلى في السفر

[1595] شعبہ کے شاگرد اور اوپر والی سند سے بیان کرتے ہیں لیکن انہوں نے یہ نہیں کہا منیٰ بلکہ دونوں نے کہا سفر میں نماز پڑھی۔

[1596] ۱۹۔(۶۹۵)حدثنا قتيبة بن سعيد قال نا عبدالواحد عن الأعمش قال نا إبراهيم قال سمعت

عن عبدالرحمن بن يزيد يقول صلى بنا عثمان بمنى أربع ركعات فقيل ذلك لعبدالله بن مسعود فاسترجع ثم قال صليت مع رسول الله ﷺ بمنى ركعتين وصليت مع أبي بكر الصديق بمنى ركعتين وصليت مع عمر بن الخطاب بمنى ركعتين فليت حظي من أربع ركعات ركعتان متقبلتان

[1594] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٦٦٩٥)

[1595] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٦٦٩٥)

[1596] اخرجه البخاري في (صحيحه) في تقصير الصلاة، باب: الصلاة بمنى برقم (١٠٨٤) وابو داود في (سننه) في المناسك باب: الصلاة بمنى برقم (١٩٦٠) والنسائي في (المجتبى) في تقصير الصلاة في السفر باب: (١) ٣/ ١١٩ و ٣/ ١١٩ و ١٢٠۔ انظر (التحفة) برقم (٩٣٨٣)

[1596]۔ عبد الرحمٰن بن یزید بیان کرتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ہمیں منیٰ میں چار رکعات پڑھائیں تو اس کا تذکرہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس کیا گیا تو انہوں نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔ پھر بتایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ منیٰ میں دو رکعت نماز پڑھی اور میں نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ منیٰ میں دو رکعت نماز پڑھی اور میں نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ منیٰ میں دو رکعت نماز پڑھی۔ کاش چار رکعات میں میرا حصہ اگر شرف قبولیت حاصل کرنے والی رکعتیں ہوں۔

فائدہ:...... چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما منیٰ میں نماز قصر پڑھتے تھے۔ اس لیے عبد اللہ بن عمر اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما یہی چاہتے تھے کہ عثمان رضی اللہ عنہ بھی منیٰ میں دو رکعت نماز ہی پڑھیں۔ لیکن اس رائے اور فکر کے باوجود وہ عثمان رضی اللہ عنہ کی مخالفت کر کے انتشار اور افتراق پیدا کرنے سے پرہیز کرتے تھے اور ان کی اقتدا میں پوری نماز پڑھتے تھے اور اکیلے نماز قصر پڑھتے تھے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے انتشار اور افتراق ایک ناپسندیدہ حرکت ہے، اس سے بچنے کی خاطر ایک ایسی بات قبول کی جا سکتی ہے جو مرجوح ہو نیز آپ کے قول اور فعل کی موجودگی میں کسی بڑے سے بڑے انسان کا قول و فعل بھی حجت نہیں ہے اگرچہ اس پر بے جا تنقید و تبصرہ نہیں کیا جائے گا۔

[1597] (. . .) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا نَا أَبُو مُعَاوِيَةَ ح و حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا جَرِيرٌ ح و حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ وَابْنُ خَشْرَمٍ قَالَا نَا عِيسٰى كُلُّهُمْ عَنِ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ

[1597] امام مسلم نے دوسرے اساتذہ سے بھی اسی مفہوم کی حامل حدیث بیان کی۔

[1598] ٢٠۔(٦٩٦) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى وَقُتَيْبَةُ قَالَ يَحْيٰى أَنَا و قَالَ قُتَيْبَةُ نَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ

عَنْ حَارِثَةَ بْنِ وَهْبٍ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم بِمِنًى آمَنَ مَا كَانَ النَّاسُ وَأَكْثَرَهُ رَكْعَتَيْنِ

[1598]۔ حضرت حارثہ بن وہب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ منیٰ میں انتہائی پُر امن حالات میں کثیر تعداد کے ساتھ دو رکعت نماز پڑھی۔

[1597] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٥٩٤)

[1598] اخرجه البخاري في (صحيحه) في تقصير الصلاة، باب: الصلاة بمنى برقم (١٠٨٣) وفي الحج، باب: الصلاة بمنى برقم (١٦٥٦) وابو داود في (سننه) في المناسك، باب: القصر لاهل مكة برقم (١٩٦٥) والترمذي في (جامعه) في الحج، باب: ما جاء في تقصير الصلاة بمنى

[1599] ٢١-(. .) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ يُونُسَ قَالَ نَا زُهَيْرٌ قَالَ نَا أَبُوإِسْحٰقَ حَدَّثَنِي حَارِثَةُ بْنُ وَهْبٍ الْخُزَاعِيِّ قَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِمِنًى وَالنَّاسُ أَكْثَرُ مَا كَانُوا فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ قَالَ مُسْلِم حَارِثَةُ بْنُ وَهْبٍ الْخُزَاعِيُّ هُوَ أَخُو عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ لِأُمِّهِ

[1599]۔ حارثہ بن وہب خزاعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے حجۃ الوداع میں رسول اللہ ﷺ کی اقتدا میں لوگوں کی بہت زیادہ تعداد کی موجودگی میں منیٰ میں دو رکعت نماز پڑھی۔ امام مسلم فرماتے ہیں حارثہ بن وہب خزاعی رضی اللہ عنہ، ماں کی طرف سے عبید اللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما کے بھائی ہیں۔

۳...... بَاب :الصَّلٰوةِ فِي الرِّحَالِ فِي الْمَطَرِ

باب ۳: بارش میں گھروں میں نماز پڑھنا

[1600] ٢٢-(٦٩٧) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ أَذَّنَ بِالصَّلٰوةِ فِي لَيْلَةٍ ذَاتِ بَرْدٍ وَرِيحٍ فَقَالَ أَلَا صَلُّوا فِي الرِّحَالِ ثُمَّ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَأْمُرُ الْمُؤَذِّنَ إِذَا كَانَتْ لَيْلَةٌ بَارِدَةٌ ذَاتُ مَطَرٍ يَقُولُ أَلَا صَلُّوا فِي الرِّحَالِ

[1600]۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک سرد اور ہوادار رات میں اذان دی اور کہا "الا صلوا فی الرحال" خبردار! گھروں میں نماز پڑھ لو۔ پھر بتایا کہ رسول اللہ ﷺ جب رات سرد اور بارش والی ہوتی تو مؤذن کو حکم دیتے کہ وہ کہہ دے "الا صلوا فی الرحال" سنو نماز گھروں میں پڑھ لو۔

[1601] ٢٣-(. .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَ نَا أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ حَدَّثَنِي

← برقم (٨٨٢) والنسائي في (المجتبى) في تقصير الصلاة في السفر، باب: الصلاة بمنى ٣/ ١١٩ و ٣/ ١٢٠ ـ انظر (التحفة) برقم (٣٢٨٤)

[1599] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٥٩٦)

[1600] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الاذان، باب: الرخصة في المطر والعلة ان يصلى في رحله برقم (٦٦٦) وابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: التخلف في الجماعة في الليلة الباردة او الليلة المطيرة برقم (١٠٦٣) والنسائي في (المجتبى) في الاذان، باب: الاذان في التخلف عن سجود الجماعة في الليلة المطيرة برقم ٢/ ١٥ ـ انظر (التحفة) برقم (٨٣٤٢)

[1601] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٧٩٧٤)

ابْنُ عُمَرَ أَنَّهُ نَادٰى بِالصَّلٰوةِ فِي لَيْلَةٍ ذَاتِ بَرْدٍ وَرِيحٍ وَمَطَرٍ فَقَالَ فِي آخِرِ نِدَآئِهٖ أَلَا صَلُّوا فِي رِحَالِكُمْ أَلَا صَلُّوا فِي الرِّحَالِ ثُمَّ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَأْمُرُ الْمُؤَذِّنَ إِذَا كَانَتْ لَيْلَةٌ بَارِدَةٌ أَوْ ذَاتُ مَطَرٍ فِي السَّفَرِ أَنْ يَقُولَ أَلَا صَلُّوا فِي رِحَالِكُمْ

[1601]۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک سردی، ہوا اور بارش والی رات میں اذان دی اور اذان کے آخر میں کہا۔خبردار اپنے گھروں میں نماز پڑھ لو۔سنو! گھروں میں نماز پڑھو۔ پھر بتایا کہ جب سفر میں رات سرد ہوتی یا بارش ہو رہی ہوتی تو رسول اللہ ﷺ مؤذن کو یہ کہنے کا حکم دیتے: "الا صلوا فی رحالکم."

[1602] ٢٤۔(. . .) وحَدَّثَنَاهُ أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا أَبُوأُسَامَةَ قَالَ نَا عُبَيْدُاللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ نَادٰى بِالصَّلٰوةِ بِضَجْنَانَ ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِهٖ وَقَالَ أَلَا صَلُّوا فِي رِحَالِكُمْ وَلَمْ يُعِدْ ثَانِيَةً أَلَا صَلُّوا فِي الرِّحَالِ مِنْ قَوْلِ ابْنِ عُمَرَ

[1602]۔نافع بیان کرتے ہیں ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ضجنان پہاڑ پر اذان کہی پھر اوپر والی بات بیان کی اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا "الا صلوا فی رحالکم" اس میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کے دوبارہ "الا صلوا فی الرحال" کہنے کا ذکر نہیں ہے۔

فوائد: ...... ❶ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ بارش کے عذر اور مجبوری کی بنا پر اگر مسجد میں پہنچنا مشکل ہو تو نماز گھروں میں پڑھنا جائز ہے۔ایسی صورت میں نماز باجماعت ضروری نہیں ہے۔ ❷ ابن عمر رضی اللہ عنہما پہلے اذان عام دنوں کے مطابق دیتے تھے تاکہ جو لوگ مسجد میں آسکتے ہوں آجائیں اور اذان کے آخر میں رخصت کے کلمات کہہ دیتے تھے تاکہ جو کمزور بوڑھے اور مریض ہیں انہیں مسجد میں نہ آنے کی اجازت مل جائے۔اس لیے بعض علماء کا خیال ہے کہ یہ کلمات اذان کے آخر میں کہنا بہتر ہے۔

[1603] ٢٥۔(٦٩٨) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ انَا أَبُوخَيْثَمَةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ ح و حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ نَا زُهَيْرٌ قَالَ نَا أَبُوالزُّبَيْرِ

عَنْ جَابِرٍ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي سَفَرٍ فَمُطِرْنَا فَقَالَ ((لِيُصَلِّ مَنْ شَآءَ مِنْكُمْ فِي رَحْلِهٖ))

[1603]۔حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک سفر میں ہم رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ نکلے اور بارش ہوگئی تو آپ ﷺ نے فرمایا تم میں سے جس کا دل چاہے، نماز اپنی قیام گاہ میں پڑھ لے۔"

[1602] اخرجه ابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: التخلف عن الجماعة في الليلة الباردة او الليلة المطيرة برقم (١٠٦٢) انظر (التحفة) برقم (٧٨٣٤)

[1603] اخرجه ابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: التخلف عن الجماعة في الليلة الباردة←

[1604] ٢٦-(٦٩٩) وحَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ قَالَ نَا إِسْمٰعِيلُ عَنْ عَبْدِالْحَمِيدِ صَاحِبِ الزِّيَادِيِّ
عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ لِمُؤَذِّنِهِ فِي يَوْمٍ مَطِيرٍ إِذَا قُلْتَ أَشْهَدُ أَنْ لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ فَلَا تَقُلْ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ قُلْ صَلُّوا فِي بُيُوتِكُمْ قَالَ فَكَأَنَّ النَّاسَ اسْتَنْكَرُوا ذَاكَ فَقَالَ أَتَعْجَبُونَ مِنْ ذَا قَدْ فَعَلَ ذَا مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنِّي إِنَّ الْجُمُعَةَ عَزْمَةٌ وَإِنِّي كَرِهْتُ أَنْ أُخْرِجَكُمْ فَتَمْشُوا فِي الطِّينِ وَالدَّحْض

[1604]۔عبداللہ بن حارث بیان کرتے ہیں کہ ایک بارش والے دن، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اپنے مؤذن سے فرمایا جب تم اشهد ان لا اله الا الله ، اشهد ان محمدا رسول الله کہو تو حی علی الصلاة نہ کہنا، صلوا فی بیوتکم کہنا، لوگوں نے گویا کہ اس کو ایک نیا کام خیال کیا تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا، کیا تم اس پر تعجب کر رہے ہو؟ یہ کام انہوں نے کیا جو مجھ سے بہتر تھے، جمعہ پڑھنا لازم ہے۔ اور مجھے برا معلوم ہوا کہ میں تمہیں تنگی میں مبتلا کروں اور تم کیچڑ اور پھسلن میں چل کر آؤ۔

مفردات الحدیث ❋ دَحَضٌ، زَلَلٌ، زَلَقٌ اور رَدْغٌ سب کلمات ہم معنی ہیں کیچڑ اور گارے کو کہتے ہیں جس میں انسان پھسلتا ہے۔

فوائد :...... ❶ صلوا فی بیوتکم اور صلوا فی رحالکم یا صلوا فی الرحال ، ان سب کلمات کا مقصد مسجد میں حاضر ہونے سے رخصت دینا منظور ہے، کیونکہ بقول ابن عباس رضی اللہ عنہما اگر یہ کلمات نہ کہے جائیں تو مسجد میں آنا پڑے گا اور یہ چیز کمزوروں، بوڑھوں اور مریضوں کے لیے مشقت اور اذیت کا باعث ہوگی۔ ❷ کلمات رخصت، حی علی الصلاة اور حی علی الفلاح کی جگہ بھی کہے جاسکتے ہیں، ان کو اذان کے آخر میں کہنا ضروری نہیں ہے۔ ❸ کیچڑ اور گارے کی صورت میں جب جمعہ کے لیے مسجد میں آنا کسی کے لیے تکلیف اور مشقت کا باعث ہو تو وہ جمعہ چھوڑ سکتا ہے اور اس کی جگہ نماز ظہر گھر میں پڑھ لے گا، اسلام انسانوں کی سہولت اور آسانی کو ملحوظ رکھتا ہے اور مشقت و تکلیف کے اوقات میں تخفیف اور سہولت پیدا کرتا ہے۔

← او الليلة المطيرة برقم (١٠٦٥) والترمذي في (جامعه) في الصلاة، باب: ما جاء في اذا كان المطر فالصلاة في الرجال برقم (٤٠٩) انظر (التحفة) برقم (٢٧١٦)

[1604] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الاذان، باب: الكلام في الاذان برقم (٦١٦) وابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: التخلف عن الجماعة في الليلة الباردة او الليلة المطيرة برقم (١٠٦٦) وابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها باب: الجماعة في الليلة المطيرة برقم (٩٣٩) انظر (التحفة) برقم (٥٧٨٣)

[1605] ٢٧۔(. . .) وحَدَّثَنِيهِ أَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ قَالَ نَا حَمَّادٌ يَعْنِي ابْنَ زَيْدٍ

عَنْ عَبْدِالْحَمِيدِ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَاللهِ بْنَ الْحَارِثِ قَالَ خَطَبَنَا عَبْدُاللهِ بْنُ عَبَّاسٍ فِي يَوْمٍ ذِي رَدْغٍ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِمَعْنَى حَدِيثِ ابْنِ عُلَيَّةَ وَلَمْ يَذْكُرِ الْجُمُعَةَ وَقَالَ قَدْ فَعَلَهُ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنِّي يَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ و قَالَ أَبُو كَامِلٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ الْحَارِثِ بِنَحْوِهِ

[1605] ۔عبداللہ بن حارث بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کیچڑ اور گارے والے دن ہمیں خطاب فرمایا، اوپر والی حدیث کے ہم معنی روایت سنائی لیکن جمعہ کا نام نہیں لیا اور کہا یہ کام اس شخصیت نے کیا ہے جو مجھ سے بہتر ہے، یعنی نبی اکرم ﷺ نے یہ کام کیا ہے۔حماد نے یہ روایت عبدالحمید کی بجائے عاصم سے بھی روایت کی ہے۔

[1606] (. .) وحَدَّثَنِيهِ أَبُو الرَّبِيعِ الْعَتَكِيُّ هُوَ الزَّهْرَانِيُّ قَالَ نَا حَمَّادٌ يَعْنِي ابْنَ زَيْدٍ قَالَ نَا أَيُّوبُ وَعَاصِمٌ الْأَحْوَلُ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَلَمْ يَذْكُرْ فِي حَدِيثِهِ يَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ

[1606] امام مسلم نے یہ روایت اپنے دوسرے استاد سے بھی بیان کی ہے۔لیکن اس میں یعنی النبی ﷺ کے الفاظ نہیں ہیں۔

[1607] ٢٨۔(. . .) وحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ انَا ابْنُ شُمَيْلٍ قَالَ انَا شُعْبَةُ قَالَ نَا عَبْدُالْحَمِيدِ صَاحِبُ الزِّيَادِيِّ قَالَ سَمِعْتُ

عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ أَذَّنَ مُؤَذِّنُ ابْنِ عَبَّاسٍ يَوْمَ جُمُعَةٍ فِي يَوْمٍ مَطِيرٍ فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ ابْنِ عُلَيَّةَ وَقَالَ وَكَرِهْتُ أَنْ تَمْشُوا فِي الدَّحْضِ وَالزَّلَلِ

[1607] ۔عبداللہ بن حارث بیان کرتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کے مؤذن (جمعہ کے دن جب بارش ہو رہی تھی) اذان دی، آگے ابن علیہ (اسماعیل) کی طرح حدیث بیان کی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا، میں نے اس بات کو ناپسند کیا کہ تم کیچڑ اور پھسلن میں چل کر آؤ۔

[1608] ٢٩۔(. . .) وحَدَّثَنَاهُ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ نَا سَعِيدُ بْنُ عَامِرٍ عَنْ شُعْبَةَ ح و حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ

[1605] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٦٠٢)

[1606] تقدم تخريجه برقم (١٦٠٢)

[1607] تقدم تخريجه برقم (١٦٠٢)

[1608] تقدم تخريجه برقم (١٦٠٢)

حُمَيْدٍ أَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ أَنَا مَعْمَرٌ كِلَاهُمَا عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ أَمَرَ مُؤَذِّنَهُ فِي حَدِيثِ مَعْمَرٍ فِي يَوْمِ جُمُعَةٍ فِي يَوْمِ مَطِيرٍ بِنَحْوِ حَدِيثِهِمْ وَذَكَرَ فِي حَدِيثِ مَعْمَرٍ فَعَلَهُ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنِّي يَعْنِي النَّبِيَّ ﷺ

[1608]۔عبداللہ بن حارث بیان کرتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اپنے مؤذن کو حکم دیا، جیسا کہ معمر کی روایت میں ہے، جمعہ کے دن، بارش کے روز جیسا کہ دوسروں کی روایت میں ہے اور معمر کی حدیث میں ہے یہ کام اس شخص نے کیا ہے جو مجھ سے بہتر ہے یعنی نبی اکرم ﷺ نے کیا ہے۔

[1609] ۳۰۔(...) وحَدَّثَنَاهُ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ انَا أَحْمَدُ بْنُ إِسْحٰقَ الْحَضْرَمِيُّ قَالَ نَا وُهَيْبٌ قَالَ نَا أَيُّوبُ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ وُهَيْبٌ لَمْ يَسْمَعْهُ مِنْهُ قَالَ أَمَرَ ابْنُ عَبَّاسٍ مُؤَذِّنَهُ فِي يَوْمِ جُمُعَةٍ فِي يَوْمٍ مَطِيرٍ بِنَحْوِ حَدِيثِهِمْ

[1609]۔عبداللہ بن حارث بیان کرتے ہیں اور بقول وہیب، ایوب نے یہ حدیث عبداللہ بن حارث سے نہیں سنی۔ (اور بقول ابن حجر رحمہ اللہ سنی ہے) ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جمعہ کے دن، بارش کے روز اپنے مؤذن کو حکم دیا جیسا کہ دوسرے راویوں نے بیان کیا ہے۔

فائدہ :......امام بخاری رحمہ اللہ نے بارش کی اذان سے یہ مسئلہ مستنبط کیا ہے کہ ضرورت کے تحت اذان میں گفتگو کرنا جائز ہے۔

۴...... بَاب : جَوَازِ صَلٰوةِ النَّافِلَةِ عَلَى الدَّابَّةِ فِي السَّفَرِ حَيْثُ تَوَجَّهَتْ

باب ٤: سفر میں نفل نماز سواری پر پڑھنا چاہے اس کا رخ کسی بھی طرف ہو، جائز ہے

[1610] ۳۱۔(۷۰۰)حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَ نَا أَبِي قَالَ نَا عُبَيْدُاللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي سُبْحَتَهُ حَيْثُمَا تَوَجَّهَتْ بِهِ نَاقَتُهُ

[1610]۔عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی نفلی نماز اپنی اونٹنی پر پڑھتے تھے خواہ اس کا رخ کسی طرف ہوتا۔

[1611] ۳۲۔(...) وحَدَّثَنَاهُ أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ أَبُوخَالِدِ الْأَحْمَرُ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ

[1609] تقدم تخريجه برقم (١٦٠٢)

[1610] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (٧٩٧٥)

[1611] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (٧٩١١)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُصَلِّيْ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ حَيْثُ تَوَجَّهَتْ بِهٖ

[1611]۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نفل نماز اپنی سواری پر پڑھتے تھے، اس کا رخ جدھر بھی ہوتا۔

[1612] ٣٣۔(. . .) وحَدَّثَنِي عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيرِيُّ قَالَ نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ عَبْدِالْمَلِكِ بْنِ أَبِي سُلَيْمَانَ قَالَ نَا سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ وَهُوَ مُقْبِلٌ مِنْ مَكَّةَ إِلَى الْمَدِينَةِ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ حَيْثُ كَانَ وَجْهُهٗ قَالَ وَفِيهِ نَزَلَتْ فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ

[1612]۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھتے تھے جبکہ آپ ﷺ مکہ سے مدینہ کی طرف آ رہے ہوتے اپنی سواری پر، جدھر بھی اس کا رخ ہوتا اور اس کے بارے میں یہ آیت اتری (تم جدھر بھی منہ کرو، اللہ کی ذات ادھر ہی ہے۔)

فائدہ:...... نفلی نماز ہر قسم کی سواری پر پڑھی جا سکتی ہے، اس میں ائمہ اربعہ کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے اور قرآنی آیت سے بھی اس کا ثبوت ملتا ہے، ہاں شروع میں اگر سواری کا رخ قبلہ کی طرف ہو سکے تو بہتر ہے، بعد میں اس کا رخ چاہے کسی طرف بھی ہو جائے اور آیت مبارکہ ﴿فاينما تولوا فثم وجه الله﴾ کا تعلق سفر میں نفلی نماز سے ہے کہ انسان سفر میں سواری پر نفل نماز پڑھ سکتا ہے۔ سواری سے اترنے کی ضرورت نہیں ہے۔

[1613] ٣٤۔(. . .) وحَدَّثَنَاهُ أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ نَا ابْنُ الْمُبَارَكِ وَابْنُ أَبِي زَائِدَةَ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ نَا أَبِي كُلُّهُمْ

عَنْ عَبْدِالْمَلِكِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهٗ وَفِي حَدِيثِ ابْنِ مُبَارَكٍ وَابْنِ أَبِي زَائِدَةَ ثُمَّ تَلَا ابْنُ عُمَرَ فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ وَقَالَ فِي هٰذَا نَزَلَتْ

[1613]۔ امام مسلم اپنے مختلف اساتذہ سے عبدالملک کی سند سے یہی روایت نقل کرتے ہیں اور ان میں ابن مبارک اور ابن ابی زائدہ کی روایت میں ہے کہ پھر ابن عمر رضی اللہ عنہما نے پڑھا: ﴿فاينما تولوا فثم وجه الله﴾ اور کہا یہ اسی مسئلہ کے بارے میں اتری ہے۔

[1614] ٣٥۔(. . .) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيَى الْمَازِنِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ

[1612] اخرجه الترمذى فى (جامعه) فى التفسير، باب: ومن سورت البقرة برقم (٢٩٥٨) انظر (التحفة) برقم (٧٠٥٧)

[1613] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (١٦١٠)

[1614] اخرجه ابو داود فى (سننه) فى الصلاة، باب التطوع على الراحلة والوتر برقم ←

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّيْ عَلٰى حِمَارٍ وَهُوَ مُوَجِّهٌ إِلٰى خَيْبَرَ

[1614]۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو گدھے پر نماز پڑھتے دیکھا جبکہ آپ ﷺ کا رخ خیبر کی طرف تھا۔

[1615] ٣٦۔(. . .) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عُمَرَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ

عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّهُ قَالَ كُنْتُ أَسِيرُ مَعَ ابْنِ عُمَرَ بِطَرِيقِ مَكَّةَ قَالَ سَعِيدٌ فَلَمَّا خَشِيتُ الصُّبْحَ نَزَلْتُ فَأَوْتَرْتُ ثُمَّ أَدْرَكْتُهُ فَقَالَ لِي ابْنُ عُمَرَ أَيْنَ كُنْتَ فَقُلْتُ لَهُ خَشِيتُ الْفَجْرَ فَنَزَلْتُ فَأَوْتَرْتُ فَقَالَ عَبْدُاللّٰهِ أَلَيْسَ لَكَ فِي رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أُسْوَةٌ فَقُلْتُ بَلٰى وَاللّٰهِ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُوتِرُ عَلَى الْبَعِيرِ

[1615]۔ سعید بن یسار بیان کرتے ہیں کہ میں مکہ کے راستہ میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ جا رہا تھا۔ پھر جب مجھے صبح ہو جانے کا اندیشہ محسوس ہوا میں نے سواری سے اتر کر وتر پڑھے پھر میں ان سے جا ملا۔ تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے مجھ سے پوچھا، تم کہاں رہ گئے تھے؟ تو میں نے ان سے کہا، مجھے فجر ہو جانے کا خطرہ پیدا ہوا۔ اس لیے میں نے اتر کر وتر پڑھے تو عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا۔ کیا تیرے لیے رسول اللہ ﷺ کا عملی نمونہ نہیں ہے؟ تو میں نے کہا، کیوں نہیں، اللہ کی قسم۔ انہوں نے کہا، بلاشبہ رسول اللہ ﷺ اونٹ پر وتر پڑھتے تھے۔

فائدہ:...... وتر کا حکم نفل نماز والا ہے، اس لیے سفر میں وتر بھی سواری پر پڑھے جا سکتے ہیں، ان کے لیے سواری سے اترنے کی ضرورت نہیں ہے۔

[1616] ٣٧۔(. .) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ

←(١٢٢٦) والنسائی فی (المجتبی) فی المساجد، باب: الصلاۃ علی حار ٢/ ٦٠ تحفۃ الاشراف برقم (٧٠٨٦)

[1615] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الوتر، باب: الوتر علی الدابة برقم (٩٩٩) والترمذی فی (جامعه) فی الصلاۃ، باب: ما جاء فی الرتر علی الراحلة برقم (٤٧٢) والنسائی فی (المجتبی) فی قیام اللیل باب: الوتر علی الراحلة ٣/ ٢٣٢ مختصرا۔ وابن ماجه فی (سننه) فی اقامة الصلاۃ والسنة فیها، باب: ما جاء فی الوتر علی الراحلة برقم (١٢٠٠) انظر (التحفة) برقم (٧٠٨٥)

[1616] اخرجه النسائی فی (المجتبی) فی الصلاۃ، باب: الحال التی یجوز فیها استقبال غیر ←

عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّى عَلٰى رَاحِلَتِهٖ حَيْثُمَا تَوَجَّهَتْ بِهٖ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ دِينَارٍ كَانَ ابْنُ عُمَرَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ

[1616]۔ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز اپنی سواری پر پڑھتے تھے۔اس کا رخ جدھر بھی ہوتا۔عبداللہ بن دینار کہتے ہیں،ابن عمر رضی اللہ عنہما بھی ایسا ہی کرتے تھے۔

فائدہ:......ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت میں جہاں مطلق نماز کا تذکرہ ہے اس سے مراد نفلی نماز ہے۔کیونکہ ان کے بیٹے سالم کی روایت میں تصریح موجود ہے کہ آپ ﷺ فرض نماز سواری پر نہیں پڑھتے تھے۔

[1617] ۳۸۔(...) وحَدَّثَنِى عِيسَى بْنُ حَمَّادٍ الْمِصْرِىُّ قَالَ انَا اللَّيْثُ حَدَّثَنِى ابْنُ الْهَادِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُوتِرُ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ

[1617]۔عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ وتر اپنی سواری پر پڑھتے تھے۔

[1618] ۳۹۔(...) وحَدَّثَنِى حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ انَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِى يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُسَبِّحُ عَلَى الرَّاحِلَةِ قِبَلَ اَىِّ وَجْهٍ تَوَجَّهَ وَيُوتِرُ عَلَيْهَا غَيْرَ اَنَّهٗ لَا يُصَلِّىْ عَلَيْهَا الْمَكْتُوبَةَ

[1618]۔سالم بن عبداللہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نفل اپنی سواری پر پڑھتے ان کا رخ جدھر بھی ہوتا اور وتر بھی اس پر پڑھتے،ہاں اتنی بات ہے آپ ﷺ فرض اس پر نہیں پڑھتے تھے۔

فائدہ:......آپ کے دور میں سواریاں ایسی تھیں کہ انسان جہاں اور جب چاہتا ان سے اتر سکتا تھا۔اب عام طور پر ایسے واقعات عام ہیں کہ انسان اپنی مرضی سے سواری کو نہیں روک سکتا۔مثلاً بس،ریل گاڑی اور ہوائی جہاز۔اگر سواری انسان کی ذاتی ہو یا اس کو روکنا ممکن ہو تو نماز فرض سواری سے اتر کر پڑھنی چاہیے۔لیکن اگر سواری اپنی

← القبلة ۱/ ۲۴۳ و ۲۴۴۔ وفى القبلة، باب: الحال التى يجوز عليها استقبال غير القبلة ۲/ ۶۱۔ انظر (التحفة) برقم (۷۲۳۸)

[1617] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۷۲۶۳)

[1618] اخرجه البخارى فى (صحيحه) فى تقصير الصلاة، باب: ينزل للمكتوبة برقم (۱۰۹۸) وابو داود فى (سننه) فى الصلاة، باب: التطوع على الراحلة والوتر برقم (۱۲۲۴) والنسائى فى (المجتبى) فى الصلاة، باب: الحال التى يجوز فيها استقبال غير القبلة ۱/ ۲۴۳ و ۲۴۴۔ وفى القبلة، باب: الحال التى يجوز عليها استقبال غير القبلة ۲/ ۶۱۔ انظر (التحفة) برقم (۶۹۷۸)

نہ ہو یا سواری سے نماز کے وقت اترنا ممکن نہ ہو، پھر اگر دو نمازوں میں جمع تقدیم یا جمع تاخیر ممکن ہو تو اس پر عمل کر لینا چاہیے، لیکن اگر ریل یا ہوائی جہاز کا سفر ہو اور جمع ممکن نہ ہو تو پھر چونکہ ائمہ اربعہ کے نزدیک بالاتفاق کشتی پر نماز جائز ہے۔ اس لیے ریل اور ہوائی جہاز میں فرض نماز پڑھی جا سکتی ہے، لیکن قبلہ رخ ہونا ضروری ہے، ہاں اگر کھڑے ہو کر نماز پڑھنا ممکن نہ ہو تو پھر بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز ہوگا۔ اگر کھڑے ہونا ممکن ہو تو پھر بیٹھنا جائز نہیں ہے۔ اور اس کے لیے علماء نے سنن ترمذی کی روایت سے بھی استدلال کیا ہے کہ آپ ﷺ ایک سفر میں تھے، نماز کا وقت ہو گیا۔ آسمان سے بارش ہو رہی تھی اور زمین پر کیچڑ تھا۔ تو اذان اور اقامت سواری پر کہی گئی اور آپ نے سواری پر ہی امامت کروائی۔ اس وجہ سے امام ابوحنیفہ، امام احمد اور امام مالک کے ایک قول کی رو سے ضرورت اور مجبوری کی بنا پر سواری پر فرض نماز جائز ہے۔ اسی طرح جنگی ضرورت کے تحت سواری پر فرض نماز جائز ہے۔ اس لیے اگر ریل گاڑی یا ہوائی جہاز سے اتر کر نماز پڑھنا ممکن نہ ہو تو بحری جہاز کی طرح ان پر بھی نماز پڑھ لی جائے گی۔

[1619] ٤٠-(٧٠١) وحَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ سَوَّادٍ وَحَرْمَلَةُ قَالَا نَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَامِرِ بْنِ رَبِيعَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَاهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ رَاٰى رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي السُّبْحَةَ بِاللَّيْلِ فِي السَّفَرِ عَلٰى ظَهْرِ رَاحِلَتِهٖ حَيْثُ تَوَجَّهَتْ

[1619]۔ حضرت عبداللہ بن عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ سفر میں رات کو سواری پر نفل پڑھتے تھے اس کا رخ جدھر بھی ہوتا۔

[1620] ٤١-(٧٠٢) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ نَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ نَا هَمَّامٌ قَالَ نَا أَنَسُ بْنُ سِيرِينَ قَالَ تَلَقَّيْنَا أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ حِينَ قَدِمَ الشَّامَ فَتَلَقَّيْنَاهُ بِعَيْنِ التَّمْرِ فَرَاَيْتُهُ يُصَلِّي عَلٰى حِمَارٍ وَوَجْهُهُ ذٰلِكَ الْجَانِبَ وَأَوْمَأَ هَمَّامٌ عَنْ يَسَارِ الْقِبْلَةِ فَقُلْتُ لَهُ رَأَيْتُكَ تُصَلِّي لِغَيْرِ الْقِبْلَةِ قَالَ لَوْلَا أَنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَفْعَلُهُ لَمْ أَفْعَلْهُ

[1620]۔ انس بن سیرین بیان کرتے ہیں کہ جب انس بن مالک رضی اللہ عنہ شام سے آئے تو ہم نے آپ کا استقبال کیا، ہم آپ سے عین التمر مقام پر ملے تو میں نے انہیں دیکھا، وہ گدھے پر نماز پڑھ رہے تھے اور ان کا

[1619] اخرجه البخاري في (صحيحه) في تقصير الصلاة، باب: صلاة التطوع على الدواب وحيثما توجهت به برقم (١٠٩٣) انظر (التحفة) برقم (٥٠٣٣)

[1620] اخرجه البخاري في (صحيحه) في تقصير الصلاة باب: صلاة التطوع على الحمار برقم (١١٠٠) انظر (التحفة) برقم (٢٣٢)

رخ اس طرف تھا (ہمام نے قبلہ کی بائیں طرف اشارہ کیا) تو میں نے ان سے پوچھا، میں نے آپ کو غیر قبلہ کی طرف نماز پڑھتے دیکھا ہے۔ انہوں نے کہا، اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسا کرتے نہ دیکھا ہوتا تو میں یہ کام نہ کرتا۔

٥...... بَاب: جَوَازِ الْجَمْعِ بَيْنَ الصَّلٰوتَيْنِ فِي السَّفَرِ

باب ٥: سفر میں دو نمازیں جمع کرنا جائز ہے

[1621] ٤٢-(٧٠٣) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا عَجِلَ بِهِ السَّيْرُ جَمَعَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَآءِ

[1621]۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو جب تیز چلنے کی ضرورت ہوتی تو مغرب اور عشاء کی نماز جمع کر لیتے۔

[1622] ٤٣-(. . .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ نَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنِي

نَافِعٌ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ إِذَا جَدَّ بِهِ السَّيْرُ جَمَعَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَآءِ بَعْدَ أَنْ يَغِيبَ الشَّفَقُ وَيَقُولُ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا جَدَّ بِهِ السَّيْرُ جَمَعَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَآءِ

[1622]۔ نافع بیان کرتے ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما جب انہیں تیز رفتاری کی ضرورت ہوتی تو شفق (سورج کی سرخی) کے غروب ہونے کے بعد (عشاء کے وقت میں) مغرب اور عشاء کو جمع کر کے پڑھتے تھے اور بتاتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کو جب تیز چلنا مطلوب ہوتا تو مغرب اور عشاء کی نماز جمع کر لیتے تھے۔

[1623] ٤٤-(. . .) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَأَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ كُلُّهُمْ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ عَمْرٌو نَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ

عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَجْمَعُ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَآءِ إِذَا جَدَّ بِهِ السَّيْرُ

[1623]۔ سالم اپنے باپ (ابن عمر رضی اللہ عنہما) سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا جب ان کو تیز چلنا مقصود ہوتا تو مغرب اور عشاء کو جمع کر لیتے تھے۔

[1621] اخرجه النسائي في (المجتبى) في المواقيت، باب: الحال التي يجمع فيها بين الصلاتين برقم (٥٩٧) انظر (التحفة) برقم (٨٣٨٣)

[1622] تفرد به مسلم- انظر (التحفة) برقم (٨٢٠٧)

[1623] اخرجه البخاري في (صحيحه) في تقصير الصلاة، باب: الجمع في السفر بين المغرب والعشاء برقم (١١٠٦) والنسائي في (المجتبى) في المواقيت، باب: الحال التي يجمع فيها بين الصلاتين برقم ١/ ٢٩٠- انظر (التحفة) برقم (٦٨٢٢)

[1624] ٤٥-(. . .) وحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ نَا ابْنَ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي

سَالِمُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ أَنَّ أَبَاهُ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ إِذَا أَعْجَلَهُ السَّيْرُ فِي السَّفَرِ يُؤَخِّرُ صَلٰوةَ الْمَغْرِبِ حَتّٰى يَجْمَعَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ

[1624]۔ سالم بن عبداللہ بیان کرتے ہیں مجھے میرے باپ نے بتایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا جب آپ ﷺ کو سفر میں تیز چلنے کی ضرورت ہوتی تو مغرب کی نماز کو مؤخر کر دیتے حتیٰ کہ اسے اور عشاء کی نماز کو جمع کر لیتے۔

فائدہ:...... جب انسان سفر میں ہو اور کسی ضرورت یا سبب کے تحت اسے سفر کو جلد از جلد طے کرنے کی ضرورت ہو تو وہ نماز کے لیے تین طریقے اختیار کر سکتا ہے۔ (۱) جمع تقدیم، دو نمازوں، ظہر اور عصر کو ظہر کے وقت میں پڑھ لے اور مغرب وعشاء کو مغرب کے وقت میں پڑھ لے۔ (۲) جمع تاخیر، دو نمازوں یعنی ظہر اور عصر کو عصر کے وقت میں پڑھ لے اور مغرب وعشاء کو عشاء کے وقت میں پڑھ لے۔ (۳) ظہر وعصر کو اس طرح پڑھے کہ ظہر کو اس کے آخری وقت میں لے جائے کہ اس سے فراغت کے بعد عصر کا وقت ہو جائے تو اس طرح ظہر آخری وقت میں پڑھی گئی ہے اور عصر وقت کے شروع میں پڑھ لی گئی۔ لیکن دونوں نمازوں کو اپنے اپنے وقت میں پڑھا گیا، مغرب اور عشاء کے لیے بھی یہی طریقہ اختیار کیا گیا ہے کہ مغرب اپنے آخری وقت میں عشاء اپنے وقت کے شروع میں پڑھ لی جائے گی۔ احادیث سے سفر میں پہلے دونوں طریقے ثابت ہیں۔ اور ان دونوں صورتوں میں جمع حقیقی ہوتی ہے یعنی ایک نماز دوسری کے وقت میں پڑھی گئی ہے اور ائمہ ثلاثہ امام شافعی، امام احمد اور امام مالک رحمہم اللہ اس کے قائل ہیں، لیکن احناف کے نزدیک پہلا طریقہ صرف عرفات میں ظہر اور عصر کے ساتھ خاص ہے کہ عصر کی نماز ظہر کے وقت میں پڑھی جائے گی اور دوسرا طریقہ مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کے ساتھ خاص ہے کہ مغرب، عشاء کے وقت میں پڑھی جائے گی، ان دو مقامات کے سوا حقیقی جمع جائز نہیں ہے۔ اور جمع حقیقی پر دلالت کرنے والی احادیث کی وہ بلاوجہ تاویل کرتے ہیں۔

[1625] ٤٦-(٧٠٤) وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا الْمُفَضَّلُ يَعْنِي ابْنَ فَضَالَةَ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ

[1624] اخرجه البخاري في (صحيحه) في تقصير الصلاة باب: يصلي المغرب ثلاثا في السفر برقم (١٩٠١) انظر (التحفة) برقم (٦٩٩٥)

[1625] اخرجه البخاري في (صحيحه) في تقصير الصلاة باب: ما يوخر الظهر الى العصر اذا ←

عَـنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا ارْتَحَلَ قَبْلَ أَنْ تَزِيغَ الشَّمْسُ أَخَّرَ الظُّهْرَ إِلَى وَقْتِ الْعَصْرِ ثُمَّ نَزَلَ فَجَمَعَ بَيْنَهُمَا فَإِنْ زَاغَتِ الشَّمْسُ قَبْلَ أَنْ يَرْتَحِلَ صَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ رَكِبَ

[1625] ۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب سورج ڈھلنے سے پہلے کوچ کر لیتے تو ظہر کو عصر کے وقت تک مؤخر فرماتے پھر (سواری سے) اتر کر دونوں کو جمع کر لیتے، پس اگر سورج آپ ﷺ کے کوچ کرنے سے پہلے ڈھل جاتا تو ظہر پڑھ کر سوار ہو جاتے۔

فائدہ :......اگر تیز رفتاری کی ضرورت نہ ہوتی تو آپ ﷺ ظہر پڑھ کر سفر پر روانہ ہو جاتے اور عصر اپنے وقت میں پڑھتے۔ اگر تیزی مطلوب ہوتی تو پھر زوالِ آفتاب کے بعد ظہر کے ساتھ ہی عصر پڑھ لیتے، جیسا کہ غزوۂ تبوک کے سفر میں آپ ﷺ نے کیا تھا۔

[1626] ٤٧ـ(. .) وحَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ نَا شَبَابَةُ بْنُ سَوَّارٍ الْمَدَايِنِيُّ قَالَ نَا لَيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ عُقَيْلِ بْنِ خَالِدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ

عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَجْمَعَ بَيْنَ الصَّلٰوتَيْنِ فِي السَّفَرِ أَخَّرَ الظُّهْرَ حَتّٰى يَدْخُلَ أَوَّلُ وَقْتِ الْعَصْرِ ثُمَّ يَجْمَعُ بَيْنَهُمَا

[1626] ۔حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سفر میں جب دو نمازوں کو جمع کرنا چاہتے تو ظہر کو مؤخر کرتے حتیٰ کہ عصر کا اوّل وقت ہو جاتا، پھر آپ دونوں نمازوں کو جمع کر لیتے۔

[1627] ٤٨ـ(. . .) وحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَعَمْرُو بْنُ سَوَّادٍ قَالَا نَا ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنِي جَابِرُ بْنُ إِسْمٰعِيلَ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ

عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ إِذَا عَجِلَ عَلَيْهِ السَّفَرُ يُؤَخِّرُ الظُّهْرَ إِلَى أَوَّلِ وَقْتِ الْعَصْرِ فَيَجْمَعُ بَيْنَهُمَا وَيُؤَخِّرُ الْمَغْرِبَ حَتّٰى يَجْمَعَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ الْعِشَاءِ حِينَ يَغِيبُ الشَّفَقُ

← ارتحل قبل ان تزيغ الشمس برقم (١١١١) وفي باب: اذا ارتحل بعد ما زاغت الشمس صلى الظهر ثم ركب برقم (١١١٢) وابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: الجمع بين الصلاتين برقم (١٢١٨) وبرقم (١٢١٩) والنسائي في (المجتبى) في المواقيت، باب: الوقت الذي يجمع فيه المسافر بين المغرب والعشاء ١/ ٢٨٤ و ٢٨٧ بنحوه۔ انظر (التحفة) برقم (١٥١٥)

[1626] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٦٢٣)

[1627] تقدم تخريجه برقم (١٦٢٣)

[1627] ۔حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر میں جلدی ہوتی ظہر کو عصر کے اول وقت تک مؤخر کرتے اور دونوں کو جمع کر لیتے اور مغرب کو مؤخر کرتے اور جب شفق غروب ہو جاتا تو اسے اور عشاء کو جمع کر لیتے۔

٦...... بَابُ: الْجَمْعِ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ فِي الْحَضَرِ

باب ٦: حضر میں دو نمازیں جمع کرنا

[1628] ٤٩-(٧٠٥) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ صَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ جَمِيعًا وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ جَمِيعًا فِي غَيْرِ خَوْفٍ وَّلَا سَفَرٍ

[1628] ۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خوف اور سفر کے بغیر ظہر اور عصر کو جمع کیا اور مغرب اور عشاء کو جمع کیا۔

[1629] ٥٠-(..) وحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ وَعَوْنُ بْنُ سَلَّامٍ جَمِيعًا عَنْ زُهَيْرٍ قَالَ ابْنُ يُونُسَ نَا زُهَيْرٌ قَالَ نَا أَبُو الزُّبَيْرِ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ صَلَّى رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ جَمِيعًا بِالْمَدِينَةِ فِي غَيْرِ خَوْفٍ وَّلَا سَفَرٍ قَالَ أَبُو الزُّبَيْرِ فَسَأَلْتُ سَعِيدًا لِمَ فَعَلَ ذٰلِكَ فَقَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ كَمَا سَأَلْتَنِي فَقَالَ أَرَادَ أَنْ لَّا يُحْرِجَ أَحَدًا مِّنْ أُمَّتِهِ

[1629] ۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں خوف اور سفر کے بغیر ظہر اور عصر کو جمع کیا۔ ابوزبیر کہتے ہیں میں نے (ابن عباس رضی اللہ عنہما کے شاگرد) سعید سے پوچھا، آپ نے ایسا کیوں کیا تھا؟ انہوں نے جواب دیا، جیسے تو نے مجھ سے یہ سوال کیا ہے۔ میں نے ابن عباس سے سوال کیا تھا تو انہوں نے کہا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہا کہ اپنی امت کے کسی فرد کو تنگی اور دشواری میں نہ ڈالیں۔

فائدہ:...... بعض حضرات نے اس جمع کو مطر (بارش) پر محمول کیا ہے، لیکن یہ بات درست نہیں ہے کیونکہ آگے تصریح آ رہی ہے کہ یہ کام بارش کے دن نہیں کیا، یعنی سفر، خوف اور بارش تینوں میں سے کوئی ایک عذر بھی نہ تھا،

[1628] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: الجمع بین الصلاتین برقم (١٢١٠) والنسائی فی (المجتبی) فی المواقیت، باب: الجمع بین الصلاتین فی الحضر ١/ ٢٩٠۔ انظر (التحفة) برقم (٥٦٠٨)

[1629] تقدم تخریجه فی الحدیث السابق برقم (١٦٢٦)

لیکن نسائی کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ جمع صوری تھی کہ اخر الظهر وعجل العصر، علامہ البانی نے ان الفاظ کو مدرج قرار دیا ہے۔ نیز اخر الظهر سے ظاہر یہی ہوتا ہے کہ ظہر کو عصر تک مؤخر کیا اور عصر میں جلدی کی کہ دونوں کو عصر کے اوّل وقت میں پڑھ لیا، اخر الظهر کا یہ معنی کرنا کہ ظہر اپنے آخری وقت میں پڑھی اس کا کوئی قرینہ نہیں ہے لیکن ابن عباس رضی اللہ عنہما کے شاگرد ابوشعثاء اور اس کے شاگرد عمرو بن دینار نے بھی یہی تاویل کی ہے اور ان کے انداز اور اسلوب سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس کو جمع صوری پر محمول کرتے تھے، سفر اور حضر کا امتیاز اور فرق بھی یہی چاہتا ہے کہ حضر میں شاذ ونادر طور پر جمع صوری جائز ہے۔ جمع حقیقی درست نہیں ہے اگرچہ بعض محدثین نے کبھی کبھار کسی مقصد کے تحت حضر میں جمع حقیقی کی بھی اجازت دی ہے، مثلاً دونوں نمازوں کے لیے الگ الگ وضو کرنے میں وقت ہے یا کسی جگہ وعظ ونصیحت کی مجلس قائم ہے، درمیان میں وقفہ کرنا درست نہیں ہے، جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے وعظ کے موقع پر ایسے کیا تھا، اس کو عادت بنانا درست نہیں ہے۔

[1630] ٥١-(..) وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ الْحَارِثِيُّ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ: حَدَّثَنَا قُرَّةُ: حَدَّثَنَا أَبُو الزُّبَيْرِ:

عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ جَمَعَ بَيْنَ الصَّلٰوةِ فِي سَفْرَةٍ سَافَرَهَا فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ فَجَمَعَ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ قَالَ سَعِيدٌ فَقُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ مَا حَمَلَهُ عَلٰى ذٰلِكَ قَالَ أَرَادَ أَنْ لَا يُحْرِجَ أُمَّتَهُ

[1630]۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک سفر جو غزوۂ تبوک کے لیے کیا تھا دو نمازوں کو جمع کیا، ظہر اور عصر کو اکٹھا پڑھا اور مغرب وعشاء کو اکٹھا پڑھا۔ (ابن عباس رضی اللہ عنہما کے شاگرد) سعید کہتے ہیں، میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا، آپ نے ایسا کیوں کیا تھا؟ انہوں نے کہا، آپ نے چاہا اپنی امت کو حرج اور تنگی میں نہ ڈالیں۔

[1631] ٥٢-(٧٠٦) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ يُونُسَ قَالَ نَا زُهَيْرٌ قَالَ نَا أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ عَامِرٍ

عَنْ مُعَاذٍ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ فَكَانَ يُصَلِّي الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ جَمِيعًا وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ جَمِيعًا

[1630] تقدم تخريجه برقم (١٦٢٦)

[1631] اخرجه ابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: الجمع بين الصلاتين برقم (١٢٠٦) وبرقم (١٢٠٨) والنسائي في (المجتبى) في المواقيت، باب: الوقت الذي يجمع فيه المسافر بين الظهر والعصر ١/ ٢٨٥ وابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها باب: الجمع ←

[1631] ۔ ابوطفیل عامر، معاذ رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ ہم غزوۂ تبوک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نکلے تو آپ ظہر اور عصر اکٹھی پڑھتے تھے اور مغرب اور عشاء کو جمع کرتے تھے۔

[1632] ٥٣۔(..) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ قَالَ نَا خَالِدٌ يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ قَالَ نَا قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ نَا أَبُو الزُّبَيْرِ قَالَ نَا عَامِرُ بْنُ وَاثِلَةَ أَبُو الطُّفَيْلِ قَالَ نَا

مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ قَالَ جَمَعَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَبَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ قَالَ فَقُلْتُ مَا حَمَلَهُ عَلٰى ذٰلِكَ قَالَ فَقَالَ أَرَادَ أَنْ لَا يُحْرِجَ أُمَّتَهُ

[1632] ۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ تبوک میں ظہر اور عصر اور مغرب اور عشاء کو جمع کیا (معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے شاگرد) کہتے ہیں میں نے پوچھا آپ نے ایسا کس مقصد کے لیے کیا؟ تو انہوں نے کہا، آپ نے چاہا امت کو دشواری نہ ہو۔

[1633] ٥٤۔(٧٠٥) وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا نَا أَبُو مُعَاوِيَةَ ح و حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ وَأَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ وَاللَّفْظُ لِأَبِي كُرَيْبٍ قَالَا نَا وَكِيعٌ كِلَاهُمَا عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ حَبِيبِ بْنِ أَبِي ثَابِتٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَمَعَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِالْمَدِينَةِ فِي غَيْرِ خَوْفٍ وَلَا مَطَرٍ فِي حَدِيثِ وَكِيعٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ لِمَ فَعَلَ ذٰلِكَ قَالَ كَيْ لَا يُحْرِجَ أُمَّتَهُ وَفِي حَدِيثِ أَبِي مُعَاوِيَةَ قِيلَ لِابْنِ عَبَّاسٍ مَا أَرَادَ إِلٰى ذٰلِكَ قَالَ أَرَادَ أَنْ لَا يُحْرِجَ أُمَّتَهُ

[1633] ۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں بلاخوف وخطر اور بلا بارش ظہر وعصر اور مغرب وعشاء کو جمع کیا، وکیع کی روایت میں ہے سعید نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا، آپ نے ایسا کیوں کیا؟ انہوں نے کہا، تاکہ اپنی امت کو دشواری میں مبتلا نہ کریں اور ابومعاویہ کی حدیث میں ہے، ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کیا چاہا؟ انہوں نے کہا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہا آپ کی امت کو دشواری نہ ہو۔

← بيين الصلاتين في السفر برقم (١٠٧٠) انظر (التحفة) برقم (١١٣٢٠)

[1632] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٦٢٩)

[1633] اخرجه ابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: الجمع بين الصلاتين برقم (١٢١١) والترمذي في (جامعه) في الصلاة، باب: ما جاء في الجمع بين الصلاتين في الحضر برقم (١٨٧) والنسائي في (المجتبى) في المواقيت، باب: الجمع بين الصلاتين في الحضر ١/ ٢٩٠۔ انظر (التحفة) برقم (٥٤٧٤)

[1634] ٥٥-(...) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ ثَمَانِيًا جَمِيعًا وَسَبْعًا جَمِيعًا قُلْتُ يَا أَبَا الشَّعْثَاءِ أَظُنُّهُ أَخَّرَ الظُّهْرَ وَعَجَّلَ الْعَصْرَ وَأَخَّرَ الْمَغْرِبَ وَعَجَّلَ الْعِشَاءَ قَالَ وَأَنَا أَظُنُّ ذَاكَ

[1634]۔ جابر بن زید ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ آٹھ رکعات (ظہر وعصر) اکٹھی پڑھیں اور سات رکعات (مغرب وعشاء) اکٹھی پڑھیں، عمرو کہتے ہیں میں نے ابوشعثاء (جابر بن زید) سے پوچھا کہ میرا خیال ہے آپ ﷺ نے ظہر میں تاخیر کی اور عصر جلدی پڑھی، مغرب کو مؤخر کیا اور عشاء میں تعجیل (جلدی کی، انہوں نے کہا، میرا خیال بھی یہی ہے۔) امام بخاری نے بھی یہی باب باندھا ہے۔ اخر الظهر وعجل العصر

فائدہ:...... ائمہ ثلاثہ امام مالک، امام شافعی اور امام احمد رحمہم اللہ نے اس کو جمع تاخیر پر محمول کیا ہے کہ آپ نے پہلی نماز کو دوسری نماز کے آغاز تک مؤخر کر کے دونوں کو دوسری نماز کے وقت میں پڑھا۔ اور احناف اس کو جمع صوری پر محمول کیا ہے کہ دونوں نمازوں کو اپنے اپنے وقت میں پڑھا ہے۔ ہاں پہلی نماز اپنے آخری وقت میں اور دوسری اپنے ابتدائی وقت میں پڑھی گئی ہے، اسی طرح دونوں کو جمع کیا ہے، لیکن پڑھا اپنے اپنے وقت میں ہے۔ ظاہر بات ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جمع کرنے کی جو علت اور سبب بیان کیا ہے یہ صورت اس کے منافی ہے۔ کیوں کہ بالکل آخری اور ابتدائی وقت کو ملحوظ رکھنا آسان کام نہیں ہے اور جمع تاخیر کی مذکورہ بالا روایات کے بھی یہ تاویل منافی ہے۔ جبکہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اس جمع کو آپ ﷺ کا طریقہ اور عادت قرار دے رہے ہیں جیسا کہ آگے روایت میں آ رہا ہے، گویا اس طرح سفر اور حضر کی نمازوں میں جمع کی صورت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے نزدیک ایک ہی ہے۔ اگرچہ آپ ﷺ نے حضر میں یہ کام صرف ایک دفعہ ہی کیا ہے۔

[1635] ٥٦-(..) وحَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ قَالَ نَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ

[1634] اخرجه البخاري في (صحيحه) في مواقيت الصلاة، باب: تاخير الظهر الى العصر رقم (٥٤٣) وفي باب: وقت المغرب برقم (٥٦٢) وفي التهجد، باب: من لم يتطوع بعد المكتوبة برقم (١١٧٤) وابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: الجمع بين الصلاتين برقم (١٢١٤) والنسائي في (المجتبى) في المواقيت، باب: الوقت الذي يجمع معه المقيم ١/ ٢٨٦ وفي باب: الجمع بين الصلاتين في الحضر ١/ ٢٩٠۔ انظر (التحفة) برقم (٥٣٧٧)
[1635] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٦٣٢)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ صَلَّى بِالْمَدِينَةِ سَبْعًا وَثَمَانِيًا الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ

[1635]۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں سات رکعات اور آٹھ رکعات نماز پڑھی یعنی ظہر اور عصر، مغرب اور عشاء اکٹھی پڑھیں۔

[1636] ۵۷۔(. . .) وحَدَّثَنِي أَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ قَالَ نَا حَمَّادٌ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ الْخِرِّيْتِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ خَطَبَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ يَوْمًا بَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى غَرَبَتِ الشَّمْسُ وَبَدَتِ النُّجُومُ وَجَعَلَ النَّاسُ يَقُولُونَ الصَّلٰوةَ الصَّلٰوةَ قَالَ فَجَآئَهُ رَجُلٌ مِّنْ بَنِي تَمِيمٍ لَا يَفْتُرُ وَلَا يَنْثَنِي الصَّلٰوةَ الصَّلٰوةَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَتُعَلِّمُنِي بِالسُّنَّةِ لَا أُمَّ لَكَ ثُمَّ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ جَمَعَ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَالْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ قَالَ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ شَقِيقٍ فَحَاكَ فِي صَدْرِي مِنْ ذٰلِكَ شَيْءٌ فَأَتَيْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ فَسَأَلْتُهُ فَصَدَّقَ مَقَالَتَهُ

[1636]۔ عبداللہ بن شقیق بیان کرتے ہیں کہ ایک دن ابن عباس رضی اللہ عنہما نے عصر کے بعد خطاب شروع کیا، حتی کہ سورج غروب ہوگیا اور ستارے نمودار ہوگئے اور لوگ کہنے لگے۔ نماز، نماز۔ پھر ان کے پاس بنو تمیم کا ایک آدمی آیا جو نہ سست پڑھتا تھا اور نہ باز آرہا تھا، نماز، نماز کہے جا رہا تھا۔ تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا، بڑے تعجب اور حیرت کی بات ہےکیا تو مجھے سنت سے سکھا رہا ہے، پھر کہا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ ﷺ نے ظہر اور عصر اور مغرب اور عشاء کو جمع کیا، عبداللہ بن شقیق کہتے ہیں تو اس سے میرے دل میں خلش اور کھٹکا پیدا ہوا۔ تو میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے پوچھا تو انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول کی تصدیق کی۔

فائدہ :...... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اس واقعہ سے یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ انہوں نے دونوں نمازوں کو ایک نماز کے وقت میں پڑھا اور اس کو سفر والی نماز کی طرح پڑھا۔ اس لیے اگلی روایت میں یہ الفاظ آئے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں دو نمازوں کو جمع کیا کرتے تھے اور مرفوع روایات میں جمع حقیقی کی صراحت موجود ہے اور جمع صوری تو درحقیقت جمع ہے ہی نہیں۔ اس میں تو نماز اپنے اپنے وقت میں پڑھی گئی ہے۔ بخاری اور مسلم کی روایات میں صرف جمع تاخیر کا تذکرہ ہوا ہے، کسی روایت میں جمع تقدیم کا ذکر موجود نہیں ہے۔ اس لیے جمع تقدیم کی روایات کی صحت کے بارے میں اختلاف واقع ہوا ہے، بعض صحیح قرار دیتے ہیں اور بعض ضعیف۔

[1636] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۵۷۹۰)

[1637] ۵۸-(. .) وحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ نَا وَكِيعٌ قَالَ نَا عِمْرَانُ بْنُ حُدَيْرٍ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ شَقِيقٍ الْعُقَيْلِيِّ قَالَ قَالَ رَجُلٌ لِابْنِ عَبَّاسٍ الصَّلٰوةَ فَسَكَتَ ثُمَّ قَالَ الصَّلٰوةَ فَسَكَتَ ثُمَّ قَالَ الصَّلَاةَ فَسَكَتَ ثُمَّ قَالَ لَا أُمَّ لَكَ اَتُعَلِّمُنَا بِالصَّلٰوةِ وَكُنَّا نَجْمَعُ بَيْنَ الصَّلٰوتَيْنِ عَلٰى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

[1637] ۔ایک شخص نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا، نماز پڑھو، آپ رضی اللہ عنہما خاموش رہے، اس نے پھر کہا، نماز پڑھو، وہ پھر بھی چپ رہے۔ اس نے پھر کہا، نماز تو آپ رضی اللہ عنہما چپ رہے۔ پھر کہنے لگے، تجھ پر حیرت ہے تو کیا ہمیں نماز کی تعلیم دیتا ہے۔ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں دو نمازیں جمع کرلیا کرتے تھے۔

مفردات الحدیث

❊ **لا ام لك**: تیری ماں نہیں ہے یا تو اپنی ماں کو نہیں جانتا، یہ کلمہ کسی کی تردید اور مذمت کے وقت استعمال کرتے ہیں کہ تیرا یہ کام افسوس ناک ہے۔

فائدہ:...... احناف نے ایک نماز کے وقت میں دوسری نماز پڑھنے کے عدم جواز کی دلیل، آیت مبارکہ ﴿ان الصلوة كانت على المومنين كتابا موقوتا﴾ (نساء۱۰۳) کہ نماز مسلمانوں پر اوقات مقررہ میں فرض ہے، پیش کرتے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس آیت کا وہی مفہوم معتبر ہے جو اس کے شارح اور مبین نے جس پر قرآن اتارا گیا ہے اور وہ معلم قرآن ہے، نے بھی بیان کیا ہے۔ نیز اس آیت مبارکہ کا تعلق عام حالات سے ہے۔ اس لیے آیت کے اس ٹکڑا سے پہلے یہ الفاظ ہیں فاذا اطمأننتم فاقيموا الصلوة جب تمہیں اطمینان اور سکون حاصل ہو تو پھر نماز کا اہتمام کرو، مزید برآں، مزدلفہ اور عرفات میں دو نمازوں کا ایک نماز کے وقت میں پڑھنا تو احناف کے نزدیک بھی جائز ہے کیا وہ اس آیت کے منافی نہیں ہے۔

۷...... بَاب: جَوَازِ الِانْصِرَافِ مِنَ الصَّلٰوةِ عَنِ الْيَمِينِ وَالشِّمَالِ

باب ۷: نماز سے فراغت کے بعد دائیں اور بائیں دونوں طرف پھرنا جائز ہے

[1638] ۵۹-(۷۰۷) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا أَبُومُعَاوِيَةَ وَوَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عُمَارَةَ عَنِ الْأَسْوَدِ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ لَا يَجْعَلَنَّ أَحَدُكُمْ لِلشَّيْطَانِ مِنْ نَفْسِهِ جُزْئًا لَا يَرٰى إِلَّا أَنَّ حَقًّا عَلَيْهِ أَنْ لَا يَنْصَرِفَ إِلَّا عَنْ يَمِينِهِ أَكْثَرُ مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَنْصَرِفُ عَنْ شِمَالِهِ

[1637] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۵۷۹۰)

[1638] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الاذان، باب: الانفتال والانصراف عن اليمين والشمال برقم (۸۵۲) وابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: كيف الانصراف من الصلاة ←

[1638] ۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ تم میں سے کوئی اپنی ذات سے شیطان کو حصہ نہ دے، یہ نہ خیال کرے کہ اس پر لازم ہے کہ وہ نماز سے دائیں طرف ہی مڑے، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اکثر دیکھا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بائیں طرف پھرتے تھے۔

فائدہ:......شریعت جس چیز کو لازم اور واجب قرار نہیں دیتی، اس کو اپنی طرف سے واجب ٹھہرنا، اپنے میں سے شیطان کو حصہ دینا ہے، اس لیے اس حدیث سے بقول علامہ سعیدی یہ قاعدہ مستنبط ہوا کہ شریعت نے جس عبادت کا جو حکم بیان کیا ہے، اس سے تجاوز نہیں کرنا چاہیے، جو شخص اس حکم سے تجاوز کرتا ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت بدل کرنئی شریعت بنا رہا ہے، ہمارے خیال میں اس سے بڑھ کر اور گمراہی نہیں ہے شرح صحیح مسلم (ج:۲،ص: ۴۱۸) لیکن اب سوال یہ ہے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے فوت شدہ مسلمانوں کو ایصال ثواب کے لیے تیسرے، دسویں اور چالیسویں دن قرآن پاک کی تلاوت کرنا اور صدقہ کرنا ثابت نہیں ہے تو کیا اس کا امر مستحب قرار دینا شریعت سازی نہیں ہے جب کہ صورت حال یہ ہے۔ تیجا، ساتواں اور دسواں وغیرہ نہ کرنے والی کو ملامت کی جاتی ہے اور یہ واجب ٹھہرانے کی علامت ہے۔ علامہ سعیدی لکھتے ہیں: واجب اور مستحب میں یہ فرق ہے کہ واجب کے تارک کو نہ کرنے پر ٹوکا جاتا ہے اور اسے ملامت کی جاتی ہے کہ تم نے یہ کام کیوں نہیں کیا اور مستحب کے تارک کو ملامت نہیں کی جاتی نہ ہی نہ کرنے پر ٹوکا جاتا ہے اگر کوئی شخص کسی مستحب کام کے نہ کرنے پر ٹوک رہا ہے تو دوسرے لفظوں میں وہ اس مستحب کو واجب بنا رہا ہے العیاذ باللہ شرح صحیح مسلم الرواح: ۴۱۸/۲۔ پہلے تو تیجے، ساتویں وغیرہ کی اپنی طرف سے تعیین کرلی جب کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہے اور پھر یہ کام نہ کرنے والے کو طعن وتشنیع کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ تو کیا یہ اس کو لازم اور واجب قرار دینا نہیں ہے جو گمراہی میں بدعت سیئہ ہے۔

[1639] (. . .) حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ انَا جَرِيرٌ وَعِيسَى بْنُ يُونُسَ ح و حَدَّثَنَاه عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ قَالَ انَا عِيسٰى جَمِيعًا عَنِ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهٗ

[1639] امام صاحب اعمش ہی کے واسطہ سے دوسرے اساتذہ سے بھی یہ روایت بیان کرتے ہیں۔

[1640] ٦٠ـ(٧٩٨) وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا أَبُو عَوَانَةَ

← برقم (١٠٤٢) والنسائی فی (المجتبی) فی السهو، باب: الانصراف من الصلاة ٣/ ٨١ وابن ماجه فی (سننه) فی اقامة الصلاة والسنة فيها باب: الانصراف من الصلاة برقم (٩٣٠) انظر (التحفة) برقم (٩١٧٧)

[1639] تقدم تخريجه فی الحديث السابق برقم (١٦٣٦)

[1640] اخرجه النسائی فی (المجتبی) فی السهو باب: الانصراف من الصلاة ٣/ ٨١۔ انظر (التحفة) برقم (٢٢٧)

عَنِ السُّدِّيِّ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسًا كَيْفَ أَنْصَرِفُ إِذَا صَلَّيْتُ عَنْ يَمِينِي أَوْ عَنْ يَسَارِي قَالَ أَمَّا أَنَا فَأَكْثَرُ مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَنْصَرِفُ عَنْ يَمِينِهِ

[1640] سدی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ جب میں نماز پڑھ لوں تو کیسے پھروں؟ اپنے دائیں یا اپنے بائیں؟ انہوں نے کہا میں نے تو زیادہ تر رسول اللہ ﷺ کو دائیں طرف پھرتے دیکھا ہے۔

[1641] ٦١-(. .) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَانَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ السُّدِّيِّ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَنْصَرِفُ عَنْ يَمِينِهِ

[1641]۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی دائیں طرف پھرا کرتے تھے۔

فائدہ:...... حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بقول حضور اکرم ﷺ عام طور پر بائیں طرف پھرا کرتے تھے اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کے نزدیک آپ ﷺ عموماً دائیں طرف مڑا کرتے تھے۔ اس طرح ہر ایک نے اپنا اپنا مشاہدہ بیان کیا ہے اور آپ ﷺ واقعتاً دونوں طرف پھرا کرتے تھے۔ اور دونوں طرح جائز اور سنت ہے اس لیے کسی ایک طرف کو لازم ٹھہرانا اور اس کی پابندی کرنا درست نہیں ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ دائیں طرف کے بہتر ہونے کی وجہ سے انسان زیادہ دائیں طرف سے پھرے لیکن چونکہ آپ نے اس کی تعیین نہیں کی، اس لیے اسی کو متعین کر لینا شریعت سازی ہے جو جائز نہیں ہے۔

٨...... بَاب: اسْتِحْبَابِ يَمِينِ الْإِمَامِ

باب ٨: امام کی دائیں طرف (کھڑا ہونا) مستحب (پسندیدہ) ہے

[1642] ٦٢-(٧٠٩) وحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ أَنَا ابْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنْ مِسْعَرٍ عَنْ ثَابِتِ بْنِ عُبَيْدٍ عَنِ ابْنِ الْبَرَاءِ

عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا خَلْفَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ أَحْبَبْنَا أَنْ نَكُونَ عَنْ يَمِينِهِ يُقْبِلُ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ قَالَ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ ((رَبِّ قِنِي عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ أَوْ تَجْمَعُ عِبَادَكَ))

[1641] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٦٣٨)

[1642] اخرجه ابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: الامام ينحرف بعد التسليم برقم (٦١٥) والنسائي في (المجتبى) في الامامة، باب: المكان الذي يستحب من الصف ٢/ ٩٤۔ وابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها باب: فضل الصف برقم (١٠٠٦) بنحوه۔ انظر (التحفة) برقم (١٧٨٩)

[1642] ۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا میں نماز پڑھتے تو ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دائیں طرف ہونا پسند کرتے۔ آپ رخ ہماری طرف کرتے تھے (یعنی دائیں مڑتے تھے) براء رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا (اے میرے رب! جس دن تو اپنے بندوں کو اٹھائے گا یا جمع کرے گا، مجھے اپنے عذاب سے بچانا۔)

[1643] (. . .) وحَدَّثَنَاهُ أَبُو كُرَيْبٍ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا نَا وَكِيعٌ

عَنْ مِسْعَرٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَلَمْ يَذْكُرْ يُقْبِلُ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ

[1643] امام صاحب نے یہی حدیث دوسری سند سے بیان کی ہے۔ جس میں یقبل علینا بوجھہ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم رخ ہماری طرف کرتے) کے الفاظ نہیں ہیں۔

۹...... بَاب: كَرَاهِيَةِ الشُّرُوعِ فِيْ نَافِلَةٍ بَعْدَ شُرُوعِ الْمُؤَذِّنِ فِيْ إِقَامَةِ الصَّلٰوةِ سَوَآءٌ السُّنَّةُ الرَّاتِبَةُ كَسُنَّةِ الصُّبْحِ وَالظُّهْرِ وَغَيْرِهِمَا وَسَوَآءٌ عَلِمَ أَنَّهُ يُدْرِكُ الرَّكْعَةَ مَعَ الْإِمَامِ أَمْ لَا

باب ۹: مؤذن کی اقامت شروع کر لینے کے بعد نفل نماز کا آغاز کرنا درست نہیں ہے

وہ نفل سنت راتبہ جیسے صبح اور ظہر دوسری نمازوں کی سنتیں اور چاہے مقتدی کو یہ علم (یقین) ہو کہ وہ امام کے ساتھ (پہلی) رکعات پالے گا یا یہ علم نہ ہو

[1644] ٦٣۔(٧١٠) وحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ وَرْقَاءَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَسَارٍ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ ((إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلٰوةُ فَلَا صَلٰوةَ إِلَّا الْمَكْتُوبَةُ))

[1644] ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب نماز کے لیے اقامت شروع ہوجائے تو فرض نماز کے سوا، کوئی نماز نہ پڑھی جائے۔''

[1643] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٦٤٠)

[1644] اخرجه ابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: اذا ادرك الامام ولم يصل ركعتي الفجر برقم (١٢٦٦) والترمذي في (جامعه) ى في الصلاة، باب: ما جاء اذا اقيمت الصلاة فلا صلاة الا المكتوبة برقم (٤٢١) والنسائي في (المجتبى) في الامامة، باب: ما يكره من الصلاة عند الاقامة ٢/ ١١٦ و ٢/ ١١٧۔ وابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: ما جاء اذا اقيمت الصلاة، فلا صلاة الا المكتوبة برقم (١١٥١) انظر (التحفة) برقم (١٤٢٢٨)

[1645] (. .) وَحَدَّثَنِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ وَّابْنُ رَافِعٍ قَالَا: حَدَّثَنَا شَبَابَةُ: حَدَّثَنِي وَرْقَاءُ، بِهٰذَا الْإِسْنَادِ.

[1645] امام صاحب نے دوسرے استاد سے بھی یہ روایت بیان کی ہے۔

[1646] ٦٤-(. . .) وحَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ حَبِيبِ الْحَارِثِيُّ قَالَ نَا رَوْحٌ قَالَ نَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ إِسْحٰقَ قَالَ نَا عَمْرُو بْنُ دِينَارٍ قَالَ سَمِعْتُ عَطَآءَ بْنَ يَسَارٍ يَقُولُ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ ((إِذَا أُقِيمَتِ الصَّلٰوةُ فَلَا صَلٰوةَ إِلَّا الْمَكْتُوبَةُ))

[1646]۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جب نماز کے لیے اقامت کہی جائے تو فرض نماز کے سوا کوئی نماز نہیں ہے۔''

[1647] (. .) وحَدَّثَنَاهُ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ انَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ انَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ إِسْحٰقَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

[1647] امام صاحب نے دوسرے استاد سے بھی یہی روایت بیان کی ہے۔

[1648] (. . .) وحَدَّثَنَا حَسَنٌ الْحُلْوَانِيُّ قَالَ نَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ انَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ

عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ قَالَ حَمَّادٌ ثُمَّ لَقِيتُ عَمْرًا فَحَدَّثَنِي بِهِ وَلَمْ يَرْفَعْهُ

[1648] امام صاحب ایک دوسرے استاد حماد بن زید کی سند سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ روایت بیان کرتے ہیں، حماد کہتے ہیں پھر میں اپنے استاد کے استاد عمرو سے ملا اس نے مجھے یہ حدیث سنائی، لیکن اس نے اس حدیث کی نسبت رسول اللہ ﷺ کی طرف نہیں کی (یعنی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول قرار دیا۔)

[1649] ٦٥-(٧١١) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ الْقَعْنَبِيُّ قَالَ نَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ

[1645] تقدم

[1646] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٦٤٢)

[1647] تقدم تخريجه برقم (١٦٤٢)

[1648] تقدم تخريجه برقم (١٦٤٢)

[1649] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الاذان، باب: اذا اقيمت الصلاة فلا صلاة الا المكتوبة برقم (٦٦٣) والنسائي في (المجتبى) في الامامة، ما يكره من الصلاة عند الاقامة ٢/ ١١٧ وابن ماجه في (سننه) في: اقامة الصلاة والسنة فيها باب: ما جاء في اذا اقيمت الصلاة ←

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ مَالِكٍ ابْنِ بُحَيْنَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ مَرَّ بِرَجُلٍ يُصَلِّي وَقَدْ أُقِيمَتْ صَلٰوةُ الصُّبْحِ فَكَلَّمَهُ بِشَيْءٍ لَا نَدْرِي مَا هُوَ فَلَمَّا انْصَرَفْنَا أَحَطْنَا نَقُولُ مَاذَا قَالَ لَكَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ قَالَ لِي ((يُوشِكُ أَنْ يُّصَلِّيَ أَحَدُكُمُ الصُّبْحَ أَرْبَعًا)) قَالَ الْقَعْنَبِيُّ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَالِكٍ ابْنُ بُحَيْنَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ أَبُو الْحُسَيْنِ مُسْلِمٌ وَقَوْلُهُ عَنْ أَبِيهِ فِي هٰذَا الْحَدِيثِ خَطَأٌ

[1649] ۔حضرت عبداللہ بن مالک رضی اللہ عنہ جو بحینہ کے بیٹے ہیں، بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک شخص کے پاس سے گزرے جو نماز پڑھ رہا تھا جبکہ صبح کی نماز کے لیے اقامت کہی جا رہی تھی تو آپ ﷺ نے اس سے کچھ گفتگو فرمائی، جس کو ہم جان نہ سکے جب ہم نماز سے فارغ ہوئے تو ہم نے اس کو گھیر لیا، ہم پوچھ رہے تھے کہ تجھے رسول اللہ ﷺ نے کیا کہا؟ اس نے بتایا، آپ نے مجھے فرمایا: ''اب تم میں سے کوئی صبح کی چار رکعات پڑھنے لگے گا'' قعنبی نے کہا، عبداللہ بن مالک ابن بحینہ رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔ امام ابوالحسین مسلم کہتے ہیں قعنبی کا اس حدیث میں عن ابیہ (باپ کے واسطہ سے) کہنا لغزش ہے۔ امام مسلم کا مقصد یہ ہے کہ مالک، عبداللہ کا باپ ہے اور بحینہ، عبداللہ کی ماں ہے اور قعنبی نے بحینہ کو مالک کا باپ سمجھ لیا ہے۔

[1650] ٦٦۔(. . .) حدثنا قتيبه بن سعيد ابو عوانة عن سعد بن ابراهيم عن حفص بن عاصم عن ابن بحينة

عَنِ ابْنِ بُحَيْنَةَ قَالَ أُقِيمَتْ صَلٰوةُ الصُّبْحِ فَرَأٰى رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ رَجُلًا يُصَلِّي وَالْمُؤَذِّنُ يُقِيمُ فَقَالَ ((أَتُصَلِّي الصُّبْحَ أَرْبَعًا))

[1650] ۔ابن بحینہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ صبح کی نماز کھڑی ہوگئی تو رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو نماز پڑھتے دیکھا جبکہ مؤذن اقامت کہہ رہا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تو صبح کی چار رکعات پڑھے گا؟

[1651] ٦٧۔(٧١٢) حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ قَالَ نَا حَمَّادٌ يَعْنِي ابْنَ زَيْدٍ ح وَحَدَّثَنِي حَامِدُ بْنُ عُمَرَ الْبَكْرَاوِيُّ قَالَ نَا عَبْدُالْوَاحِدِ يَعْنِي ابْنَ زِيَادٍ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ نَا أَبُو مُعَاوِيَةَ كُلُّهُمْ

← فلا صلاة الا المكتوبة برقم (١١٥٣) انظر (التحفة) برقم (٩١٥٥)

[1650] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (١٦٤٦)

[1651] اخرجه ابو داود فى (سننه) فى الصلاة، باب: اذا ادرك الامام ولم يصل ركعتى الفجر رقم (١٢٦٥) والنسائى فى (المجتبى) فى الامامة، باب: فيمن يصلى ركعتى الفجر والامام فى الصلاة ٢/ ١١٧ وابن ماجه فى (سننه) فى اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: ما جاء فى اذا اقيمت الصلاة فلا صلاة الا المكتوبة برقم (١٥٥٢) انظر (التحفة) برقم (٥٣١٩)

عَنْ عَاصِمٍ ح وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ الْفَزَارِيُّ عَنْ عَاصِمٍ الْأَحْوَلِ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ سَرْجِسَ قَالَ دَخَلَ رَجُلٌ الْمَسْجِدَ وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي صَلٰوةِ الْغَدَاةِ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ فِي جَانِبِ الْمَسْجِدِ ثُمَّ دَخَلَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَلَمَّا سَلَّمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((يَا فُلَانُ بِأَيِّ الصَّلٰوتَيْنِ اعْتَدَدْتَ أَبِصَلٰوتِكَ وَحْدَكَ أَمْ بِصَلٰوتِكَ مَعَنَا))

[1651]۔ امام صاحب اپنے مختلف اساتذہ کے واسطہ سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ ایک آدمی مسجد میں آیا جبکہ رسول اللہ ﷺ صبح کی نماز پڑھا رہے تھے تو اس نے مسجد کے ایک کونے میں دو رکعتیں پڑھیں، پھر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز میں شریک ہو گیا جب رسول اللہ ﷺ نے سلام پھیرا تو فرمایا: ''اے شخص! تو نے دو نمازوں میں کون سی نماز کو فرض قرار دیا ہے؟ کیا اس نماز کو جو تو نے اکیلے پڑھی ہے یا اپنی اس نماز کو جو ہمارے ساتھ پڑھی ہے؟''

فائدہ:...... اس باب میں آنے والی حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ جب مؤذن نماز کے لیے اقامت شروع کر دے تو اس کے بعد کوئی نماز نہیں پڑھی جا سکتی، سوائے اس نماز کے جو امام کی اقتدا میں ادا کرنی ہے، اقامت کے شروع ہونے کے بعد نفل یا سنت کا آغاز کرنا جمہور کے نزدیک جائز نہیں ہے۔ اور جو نماز وہ پہلے پڑھ رہا ہے تو اگر وہ آخری رکعت کے رکوع سے گزر چکا ہے تو اس کو مکمل کر لے، وگرنہ چھوڑ دے، کیونکہ عبداللہ بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ صبح کی سنتیں پڑھنے والا، نماز شروع کر چکا تھا۔ پھر اقامت ہو گئی تو آپ ﷺ نے اسے نماز پڑھتے دیکھا تو فرمایا کیا تم صبح کی چار رکعات پڑھو گے؟ تو گویا اس نے اقامت کے بعد ابھی دونوں رکعتیں پڑھنی تھیں، لیکن احناف کے نزدیک چونکہ صبح کی سنتوں کی بہت تاکید کی گئی ہے اس لیے اگر وہ دوسری رکعت میں امام کے ساتھ شامل ہو سکتا ہو تو وہ اقامت کے بعد فجر کی سنتیں پڑھ سکتا ہے۔ لیکن عبداللہ بن سرجس رضی اللہ عنہ کی روایت میں صراحتاً اقامت کے بعد صبح کی سنتیں مسجد میں پڑھنے کی ممانعت موجود ہے۔ اس لیے علامہ سعیدی لکھتے ہیں: (بظاہر اس حدیث سے امام شافعی کی تائید ہوتی ہے کیونکہ فجر کی سنتوں کی تاکید بھی رسول اللہ ﷺ نے کی ہے اور خود رسول اللہ ﷺ نے ہی اقامت فجر کے وقت سنتیں پڑھنے پر ناراضگی کا اظہار فرمایا ہے۔ اس لیے اتباع حدیث کا تقاضا یہ ہے کہ اقامت فجر کے وقت سنت پڑھنا شروع نہ کرے (کیونکہ جن کے حکم سے سنتیں پڑھی جاتی ہیں وہ خود منع فرما رہے ہیں) اور اگر سنتیں پہلے سے شروع کی ہوئی ہیں تو جلد از جلد ختم کر کے جماعت میں شامل ہو جائے، علامہ دشتانی لکھتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس شخص کو مارتے تھے جو اقامت فجر کے وقت سنتیں پڑھتا تھا کیونکہ سرکار نے اس سے منع کیا ہے۔ (صحیح مسلم، ج:۲، ص:۴۲۱)

مزید لکھتے ہیں: یہ انتہائی غلط طریقہ مروج ہے کہ مسجد میں فجر کی جماعت کھڑی ہوتی ہے اور لوگ جماعت کی صفوں

سے متصل کھڑے ہو کر سنتیں پڑھنا شروع کر دیتے ہیں۔اس میں ایک خرابی یہ ہے کہ امام بآواز بلند قرآن پڑھ رہا ہے جس کا سننا فرض ہے اور سنتوں میں مشغول شخص اس فرض کو ترک کر رہا ہے۔دوسری خرابی یہ ہے کہ سنتوں میں مشغول شخص بظاہر فرض اور جماعت سے اعراض کر رہا ہے اور تیسری خرابی یہ ہے کہ اس کا یہ عمل اس باب کی احادیث کی مخالفت کو مستلزم ہے۔(ج:۲،ص:۴۲۱)

١٠...... بَابُ: مَا يَقُوْلُ إِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ

باب ۱۰: مسجد میں داخل ہوتے وقت کون سی دعا پڑھے گا

[1652] ٦٨-(٧١٣) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ انَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ عَبْدِالْمَلِكِ بْنِ سَعِيدٍ

عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ أَوْ عَنْ أَبِي أُسَيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيَقُلْ اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَإِذَا خَرَجَ فَلْيَقُلْ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ))

قَالَ مُسْلِم سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ يَحْيٰى يَقُولُ كَتَبْتُ هٰذَا الْحَدِيثَ مِنْ كِتَابِ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ قَالَ بَلَغَنِي أَنَّ يَحْيَى الْحِمَّانِيَّ يَقُوْلُ وَأَبُو أُسَيْدٍ

[1652]۔حضرت ابوحمید رضی اللہ عنہ یا ابواسید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''جب تم میں سے کوئی شخص مسجد میں داخل ہو تو کہے اللهم افتح لی ابواب رحمتك . اے اللہ میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے اور جب مسجد سے نکلے تو کہے اللهم انی اسئلك من فضلك . اے اللہ! میں تجھ سے تیرے فضل کا سوال کرتا ہوں۔'' امام مسلم فرماتے ہیں میں نے یحیی بن یحیی سے سنا وہ کہہ رہے تھے میں نے یہ حدیث سلیمان بن بلال کی کتاب سے لکھی اور مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ یحیی الحمانی اور ابواسید کہتے تھے یعنی او کی بجائے و کہتے تھے گویا یہ دونوں سے مروی ہے۔

[1653] (. . .) وحَدَّثَنَا حَامِدُ بْنُ عُمَرَ الْبَكْرَاوِيُّ نَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ قَالَ نَا عُمَارَةُ بْنُ غَزِيَّةَ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ عَبْدِالْمَلِكِ بْنِ سَعِيدِ بْنِ سُوَيْدٍ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ أَوْ عَنْ أَبِي أُسَيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ

[1652] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: فیما یقوله الرجل عند دخوله المسجد برقم (٤٦٥) والنسائی فی (المجتبی) فی المساجد، باب: القول عند دخول المسجد وعند الخروج منه برقم ٣/ ٥٣ وابن ماجه فی (سننه) فی المساجد والجماعات، باب: الدعاء عند دخول المسجد برقم (٧٧٢) انظر (التحفة) برقم (١١١٩٦)

[1653] تقدم تخریجه فی الحدیث السابق برقم (١٦٤٩)

[1653] امام مسلم اپنے دوسرے استاد سے بھی یہی روایت نقل کرتے ہیں۔

فائدہ :...... رسول اللہ ﷺ نے مسجد میں داخلہ کے وقت بابِ رحمت کھولنے کی دعا پڑھنے کی تلقین فرمائی ہے کیونکہ رحمت کا لفظ عام طور پر قرآن وحدیث میں اخروی اور دینی وروحانی انعامات واحسانات کے لیے استعمال ہوا ہے اور مسجد دینی وروحانی اور اخروی نعمتوں کے حصول کی جگہ ہے اور مسجد سے نکلتے وقت اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل وکرم یعنی رزق، مال ودولت میں برکت کی درخواست کرنے کی تعلیم دی ہے، کیونکہ فضل کا لفظ رزق مال ودولت کی داد ودہش اور ان میں فراوانی کے لیے استعمال ہوا ہے اور نماز جمعہ کے پڑھنے کے بعد، اللہ تعالیٰ کا حکم ہے: ﴿وابتغوا من فضل الله﴾ زمین میں پھیل جاؤ اور اللہ تعالیٰ کا فضل تلاش کرو۔ تو گویا مسجد سے باہر کی دنیا کے لیے یہی مناسب ہے کہ انسان حصولِ رزق کی تگ ودو میں مصروف ہو جائے، اصل مقصد یہ ہے کہ انسان مسجد میں ہو یا مسجد سے باہر کہیں بھی اور کسی وقت بھی بندہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے غافل نہ ہو ہر جگہ اسی کی سائلانہ توجہ اللہ تعالیٰ کی طرف ہو۔

۱۱...... بَاب :اِسْتِحْبَابِ تَحِيَّةِ الْمَسْجِدِ بِرَكْعَتَيْنِ وَكَرَاهَةِ الْجُلُوسِ قَبْلَ صَلٰوتِهِمَا وَأَنَّهَا مَشْرُوعَةٌ فِي جَمِيعِ الْأَوْقَاتِ

باب ۱۱: دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھنا مستحب ہے اور یہ رکعتیں پڑھے بغیر بیٹھنا مکروہ ہے اور یہ شرعاً تمام اوقات میں پڑھی جا سکتی ہیں

[1654] ٦٩-(٧١٤) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَانَا مَالِكٌ ح و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمٍ الزُّرَقِيِّ عَنْ أَبِيْ قَتَادَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يَّجْلِسَ

[1654] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الصلاة، باب: اذا دخل المسجد فلیرکع رکعتین برقم (٤٤٤) وفی التهجد باب: ما جاء فی التطوع من منی برقم (١١٦٣) وابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: ما جاء فی الصلاة عند دخول المسجد رقم (٤٦٧) وبرقم (٤٦٨) والترمذی فی (جامعه) فی الصلاة باب: ما جاء فی اذا دخل احدکم المسجد فلیرکع رکعتین رقم (٣١٦) والنسائی فی (المجتبی) فی المساجد، باب: الامر بالصلاة قبل الجلوس فیه برقم ٢/ ٥٣ مختصراً۔ وابن ماجه فی (سننه) فی اقامة الصلاة والسنة فیها، باب: من دخل المسجد فلا یجلس حتی یرکع برقم (١٠١٣) انظر (التحفة) برقم (١٢١٢٣)

[1654] ۔ امام صاحب مختلف اساتذہ سے ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کی روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی ایک مسجد میں داخل ہو تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھے۔''

[1655] ۷۰۔(..) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ عَنْ زَآئِدَةَ قَالَ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ يَحْيَى الْأَنْصَارِيُّ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ عَنْ عَمْرِو بْنِ سُلَيْمِ بْنِ خَلْدَةَ الْأَنْصَارِيِّ

عَنْ أَبِي قَتَادَةَ صَاحِبِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ وَرَسُولُ اللّٰهِ ﷺ جَالِسٌ بَيْنَ ظَهْرَانَيِ النَّاسِ قَالَ فَجَلَسْتُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَا مَنَعَكَ أَنْ تَرْكَعَ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ تَجْلِسَ)) قَالَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ رَأَيْتُكَ جَالِسًا وَالنَّاسُ جُلُوسٌ قَالَ ((فَإِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلَا يَجْلِسْ حَتّٰى يَرْكَعَ رَكْعَتَيْنِ))

[1655] ۔ رسول اللہ ﷺ کے ساتھی ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں مسجد میں اس حال میں داخل ہوا کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں کے درمیان تشریف فرما تھے تو میں بھی بیٹھ گیا، اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بیٹھنے سے پہلے تمہیں دو رکعت نماز پڑھنے سے کس چیز نے روکا ہے؟ تو میں نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول ﷺ! میں نے آپ کو اور لوگوں کو بیٹھتے ہوئے دیکھا (اس لیے میں بھی بیٹھ گیا) آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی ایک مسجد میں آئے تو دو رکعات نماز پڑھے بغیر نہ بیٹھے۔''

فائدہ: ...... مسجد کو اللہ تعالیٰ سے خصوصی نسبت ہے، جس کی بنا پر اسے بیت اللہ (اللہ کا گھر) کا نام دیا جاتا ہے۔ اس لیے اس کے حقوق اور اس میں واخلہ کے آداب اور اس کی تعظیم و تکریم کا یہ بھی تقاضا ہے کہ انسان اس میں بیٹھنے سے پہلے دو رکعت ادا کرے، یہ گویا بارگاہ الٰہی کی سلامی ہے۔ اس لیے اس کو تحیة المسجد کا نام دیا جاتا ہے، جمہور ائمہ کے نزدیک چونکہ یہ عمل مسجد کے ادب و تعظیم کے تقاضا سے ہے اس لیے استحبابی عمل ہے۔ لیکن ظاہریہ کے نزدیک یہ فرض ہے۔ واضح رہے کہ مسجد میں داخل ہونے کے بعد فرض، سنت یا نفل نماز پڑھ لینے سے تحیة المسجد کا حق ادا ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اس سے مقصود مسجد کی تعظیم و تکریم ہے جو حاصل ہو گئی ہے۔ ۲۔ اوقات نہی میں سببی نماز پڑھنے کے بارے میں اختلاف ہے، امام ابوحنیفہ، امام مالک اور ایک قول کی رو سے امام احمد اوقات نھیمیں کسی نماز کو سببی ہو یا غیر سببی جائز نہیں سمجھتے۔ لیکن امام شافعی اور ایک قول کی رو سے جسے حافظ ابن تیمیہ نے اختیار کیا ہے امام احمد، سببی نماز کو اوقات نھیمیں جائز قرار دیتے ہیں، کیونکہ اذا دخل احدکم المسجد عام ہے اور نھی کا تعلق مطلق نماز سے ہے یعنی جس کا سبب نہ ہو۔ اس لیے صبح اور عصر کی نماز امام کے ساتھ دوبارہ پڑھنا جائز ہے۔ عصر کے بعد نماز جنازہ پڑھنا اور طواف کی رکعات پڑھنا جائز ہے، جس سے ثابت ہوتا ہے اوقات نھی میں

[1655] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٦٥١)

سبھی نماز پڑھنا صحیح ہے، لیکن بلاضرورت سبب پیدا نہیں کرنا چاہیے۔

۳۔ مسجد میں داخلہ کے آداب وحقوق میں سے یہ بھی ہے کہ انسان باوضو ہو کر داخل ہوتا کہ بیٹھنے سے پہلے تحیة المسجد پڑھ سکے۔ اور تحیة المسجد بیٹھنے سے پہلے اگر بھول کر بیٹھ جائے تو کھڑا ہو کر پڑھ لے۔

۴۔ جب سورج طلوع ہو رہا ہو یا زوال ہو رہا ہو یا سورج غروب ہو رہا ہو تو پھر طلوع اور غروب اور استوا کا انتظار کرنا چاہیے کیونکہ ان اوقات کے بارے میں خصوصی طور پر نہی وارد ہے۔

۵۔ مسجد حرام کا تحیہ طواف ہے، اگر کسی وجہ سے یہ ممکن نہ ہو تو پھر کم از کم دو رکعتیں ہی پڑھ لے۔

[1656] ۷۱۔(۷۱۵) حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ جَوَّاسٍ الْحَنَفِيُّ أَبُو عَاصِمٍ قَالَ نَا عُبَيْدُاللهِ الْأَشْجَعِيُّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مُحَارِبِ بْنِ دِثَارٍ

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللهِ قَالَ كَانَ لِي عَلَى النَّبِيِّ ﷺ دَيْنٌ فَقَضَانِي وَزَادَنِي وَدَخَلْتُ عَلَيْهِ الْمَسْجِدَ فَقَالَ لِي ((صَلِّ رَكْعَتَيْنِ))

[1656]۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، میرا نبی اکرم ﷺ کے ذمہ قرض تھا۔ آپ ﷺ نے اسے ادا کیا اور مجھے رقم زائد دی اور میں آپ ﷺ کے پاس مسجد میں گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''دو رکعت نماز ادا کرو۔''

فائدہ:...... آپ ﷺ کا مختلف صحابہ کرام کو تحیة المسجد پڑھنے کا حکم دینا، اس بات کی دلیل ہے کہ حتی الوسع اس عمل کو چھوڑنا نہیں چاہیے۔

۱۲...... بَاب: اِسْتِحْبَابِ الرَّكْعَتَيْنِ فِي الْمَسْجِدِ لِمَنْ قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ أَوَّلَ قُدُومِهِ

باب ۱۲: سفر سے واپس آنے والے کے لیے سفر سے آتے ہی مسجد میں دو رکعت نماز پڑھنا مستحب ہے

[1657] ۷۲۔(. . .) حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللهِ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ نَا أَبِي قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَارِبٍ سَمِعَ

[1656] اخرجه البخاری فی (صحیحه) فی الصلاة، باب: الصلاة اذا قدم من السفر برقم (٤٤٣) وفی الاستقراض باب: حسن القضاء برقم (٢٣٩٤) وفی الهبة، باب: الهبة المقبوضة وغیر المقبوضة والمقسومة وغیر المقسومة برقم (٣٦٠٣) وبرقم (٢٦٠٤) وفی الجهاد، برقم (٣٠٨٧) وفی باب: الطعام عند القدوم برقم (٣٠٨٩) وبرقم (٣٠٩٠) ومسلم فی (صحیحه) فی المساقاة، باب: بیع البعیر واستثناء رکوبه برقم (٤٠٨١) وبرقم (٤٠٨٢) وفی صلاة المسافرین وقصرها باب: استحباب الرکعتین فی المسجد لمن قدم من السفر اول قدومه برقم (١٦٥٤) وابو داود فی (سننه) فی البیوع والاجارات، رقم (٣٣٤٧) والنسائی فی (المجتبی) فی البیوع، باب الزیادة فی الوزن ٧/ ٢٨٣ و ٧/ ٢٨٤۔ انظر (التحفة) برقم (٢٥٧٨)

[1657] تقدم تخریجه فی الحدیث السابق برقم (١٦٥٣)

جَابِرَ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ يَقُوْلُ اشْتَرَى مِنِّي رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِعِيرٌ فَلَمَّا قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ أَمَرَنِي أَنْ آتِيَ الْمَسْجِدَ ((فَاُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ))

[1657]۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے ایک اونٹ خریدا جب آپ ﷺ مدینہ پہنچے تو آپ ﷺ نے مجھے مسجد میں آنے کا حکم دیا اور یہ کہ میں دو رکعت نماز پڑھوں۔

[1658] ۷۳۔(. . .) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ نَا عَبْدُالْوَهَّابِ يَعْنِي الثَّقَفِيَّ قَالَ نَا عُبَيْدُاللّٰهِ عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي غَزَاةٍ فَأَبْطَأَ بِي جَمَلِي وَأَعْيَا ثُمَّ قَدِمَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ قَبْلِي وَقَدِمْتُ بِالْغَدَاةِ فَجِئْتُ الْمَسْجِدَ فَوَجَدْتُهُ عَلَى بَابِ الْمَسْجِدِ قَالَ ((آلْآنَ حِينَ قَدِمْتَ)) قُلْتُ نَعَمْ قَالَ ((فَدَعْ جَمَلَكَ وَادْخُلْ فَصَلِّ رَكْعَتَيْنِ)) قَالَ فَدَخَلْتُ فَصَلَّيْتُ ثُمَّ رَجَعْتُ

[1658]۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک غزوہ میں، میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلا، میرا اونٹ آہستہ آہستہ چلنے لگا اور تھک گیا۔ پھر رسول اللہ (مدینہ میں) مجھ سے پہلے آ گئے اور میں اگلے دن صبح آیا (کیونکہ وہ مدینہ سے باہر اپنے گھر ٹھہر گئے تھے) تو میں مسجد میں آیا اور میں آپ کو مسجد کے دروازہ پر ملا، آپ نے پوچھا: ''تم اب پہنچے ہو؟'' میں نے کہا، جی ہاں، آپ نے فرمایا: ''اپنا اونٹ چھوڑ و اور مسجد میں داخل ہو کر دو رکعت نماز پڑھو۔'' میں نے مسجد میں داخل ہو کر دو رکعت نماز پڑھی اور پھر واپس چلا آیا۔

[1659] ۷٤۔(۷۱۲) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ نَا الضَّحَّاكُ يَعْنِي أَبَا عَاصِمٍ ح و حَدَّثَنِي

[1658] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی البيوع، باب: شراء الدواب والحمير برقم (۲۰۹۷) وفی الشروط، باب اذا اشترط البائع ظهر الدابة الى مكان مسمى جاز برقم (۲۷۱۸) تعليقا۔ ومسلم فی (صحيحه) فی النكاح، باب: استحباب نكاح البكر برقم (۳۶۲۶) انظر (التحفة) برقم (۳۱۲۷)

[1659] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی الجهاد، باب: الصلاة اذا قدم من سفر برقم (۳۰۸۸) وابو داود فی (سننه) فی الجهاد، باب: اعطاء البشير برقم (۲۷۷۳) وبرقم (۲۷۸۱) والنسائی فی (المجتبى) فی المساجد، باب: الرخصة فی الجلوس فيه والخروج منه بغير صلاة ۲/ ۵۳ انظر (التحفة) برقم (۱۱۱۳۲)

مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ نَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَا جَمِيعًا اَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ كَعْبٍ أَخْبَرَهُ عَنْ أَبِيهِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ كَعْبٍ وَعَنْ عَمِّهِ عُبَيْدِاللّٰهِ بْنِ كَعْبٍ عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ لَا يَقْدَمُ مِنْ سَفَرٍ إِلَّا نَهَارًا فِي الضُّحٰى فَإِذَا قَدِمَ بَدَأَ بِالْمَسْجِدِ فَصَلّٰى فِيهِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ جَلَسَ فِيهِ

[1659]۔حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سفر سے دن کو چاشت کے وقت ہی واپس لوٹتے تھے تو جب آپ واپس آتے، مسجد سے آغاز فرماتے اس میں دو رکعت نماز ادا کرتے پھر وہیں تشریف رکھتے (تاکہ گھر والوں کو آپ کی آمد کا علم ہو سکے۔)

فوائد:...... ❶ ان احادیث سے معلوم ہوا سفر سے واپسی کے بعد اپنے گھر جانے سے پہلے اللہ کے گھر میں حاضر ہونا چاہیے، تاکہ اپنے گھر والوں کی ملاقات سے پہلے اللہ تعالیٰ کے حضور ہدیہ عبودیت پیش کیا جا سکے۔ ❷ اگر کوئی انسان لوگوں کی عقیدت و محبت کا مرکز ہو اور لوگ اس کی ملاقات و زیارت کے مشتاق ہوں تو اسے چاہیے کہ وہ سفر سے واپسی پر تحیۃ المسجد ادا کرنے کے بعد کچھ دیر کے لیے مسجد میں بیٹھ جائے تاکہ لوگ آسانی کے ساتھ اس سے ملاقات کی سعادت حاصل کر سکیں۔ ❸ سفر سے گھر واپسی ایسے وقت میں ہونی چاہیے جو ان کے علم میں ہو اور ان کے لیے دقت و کلفت کا باعث نہ ہو اس لیے آپ سفر سے واپسی میں آخری منزل عموماً مدینہ طیبہ کے قریب ہی کرتے تھے جس کی وجہ سے مدینہ طیبہ میں یہ اطلاع ہو جاتی تھی کہ آپ کل صبح تشریف لانے والے ہیں۔ پھر آپ اس منزل سے صبح جلد ہی روانہ ہو کر چاشت کے وقت مدینہ منورہ پہنچ جاتے اور سب سے پہلے مسجد میں تشریف لاتے تاکہ گھر والوں کو آمد کا علم ہو جائے۔

۱۳...... بَابُ: اِسْتِحْبَابِ صَلٰوةِ الضُّحٰى، وَأَنَّ أَقَلَّهَا رَكْعَتَانِ، وَأَكْمَلَهَا ثَمَانِ رَكَعَاتٍ، وَأَوْسَطُهَا أَرْبَعُ رَكَعَاتٍ أَوْسِتٌّ، وَالْحَثِّ عَلَى الْمُحَافَظَةِ عَلَيْهَا

باب ۱۳: نمازِ چاشت پسندیدہ عمل ہے جو کم از کم دو رکعت، مکمل آٹھ رکعات اور درمیانی صورت چار یا چھ رکعات ہیں اور آپ نے اس کی محافظت و پابندی کی ترغیب دی ہے

[1660] ۷۵۔(۷۱۷) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ اَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ سَعِيدِ الْجُرَيْرِيِّ

[1660] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: صلاة الضحى برقم (١٢٩٢) والنسائی فی (المجتبی) فی الصيام، باب: ذكر اختلاف الفاظ الناقلين لخبر عائشة فيه ٤/ ١٥٢۔ انظر (التحفة) برقم (١٦٢١١)

عَـنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ هَلْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي الضُّحٰى قَالَتْ لَا إِلَّا أَنْ يَجِيءَ مِنْ مَغِيبِهِ

[1660]۔ عبداللہ بن شقیق بیان کرتے ہیں کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا، کیا نبی اکرم ﷺ چاشت کی نماز پڑھتے تھے؟ انہوں نے کہا، نہیں، الا یہ کہ سفر سے واپس آئیں۔

فائدہ:...... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نمازِ چاشت کے بارے میں مختلف روایات ہیں، معلوم ہوتا ہے: آپ نماز چاشت پر مواظبت اور ہیشگی نہیں فرماتے تھے، اس لیے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: میں نے آپ کو (گھر میں) میں کبھی چاشت کی نماز پڑھتے نہیں دیکھا۔ دوسروں سے سن کر آپ کے چاشت کی نماز پڑھنے کا تذکرہ فرمایا اور سفر سے واپسی کی صورت میں پڑھنے کا اعتراف کیا۔

[1661] ٧٦۔(. . .) وحَدَّثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ قَالَ نَا أَبِي قَالَ نَا كَهْمَسُ بْنُ الْحَسَنِ الْقَيْسِيُّ عَـنْ عَبْـدِاللّٰهِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ أَكَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُـصَلِّي الضُّحٰى قَالَتْ لَا إِلَّا أَنْ يَجِيءَ مِنْ مَغِيبِهِ

[1661]۔ امام صاحب دوسرے استاد کے واسطہ سے نقل کرتے ہیں کہ عبداللہ بن شقیق بیان کرتے ہیں، میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا، کیا نبی اکرم ﷺ چاشت کی نماز پڑھتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا، نہیں، الا یہ کہ سفر سے واپس آئیں۔

[1662] ٧٧۔(٧١٨) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَـنْ عَـائِشَةَ أَنَّهَا قَالَتْ مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يُـصَلِّي سُبْحَةَ الضُّحٰى قَطُّ وَإِنِّي لَأُسَبِّـحُهَا وَإِنْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ لَيَـدَعُ الْعَمَلَ وَهُوَ يُحِبُّ أَنْ يَعْمَلَ بِهِ خَشْيَةَ أَنْ يَعْمَلَ بِهِ النَّاسُ فَيُفْرَضَ عَلَيْهِمْ

[1662]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، میں نے کبھی رسول اللہ ﷺ کو چاشت کے نفل پڑھتے نہیں دیکھا اور میں چاشت کی نماز پڑھتی ہوں، کیونکہ رسول اللہ ﷺ کسی کام کو کرنا پسند فرماتے تھے، لیکن اس ڈر سے اسے

[1661] اخرجه النسائي في (المجتبى) في الصيام، باب: ذكر اختلاف الفاظ الناقلين لخبر عائشة فيه ٤/ ١٥٢۔ انظر (التحفة) برقم (١٦٢١٧)

[1662] اخرجه البخاري في (صحيحه) في التهجد، باب: تحريض النبي ﷺ على صلاة الليل والنوافل من غير ايجاب برقم (١١٢٨) وابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: الضحى برقم (١٢٩٣) انظر (التحفة) برقم (١٦٥٩٠)

نہیں کرتے تھے کہ لوگ بھی (آپ ﷺ کو دیکھ کر) وہ کام کریں گے اور وہ (ان کی دلچسپی کی بنا پر) ان پر فرض قرار دے دیا جائے گا۔

فائدہ :...... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے مشاہدہ اور رؤیت کی نفی کی ہے۔ مطلقاً چاشت پڑھنے کا انکار نہیں کیا۔ اس لیے آپ کے نہ پڑھنے کی توجیہ ایسی کی ہے، جس کے دوام وہمیشگی اور دوسروں کے سامنے پڑھنے کی نفی ہوتی ہے۔ اس لیے ایک گروہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس روایت کی بنا پر اور بعض دوسری روایات کی بنا پر چاشت کی نماز نہ پڑھنے کو ترجیح دی ہے اور دوسرے گروہ نے آپ کے پڑھنے کی روایات کی بنا پر پڑھنے کو ترجیح دی ہے اور تیسری جماعت نے کبھی کبھار پڑھنے کو ترجیح دی اور حافظ ابن قیم نے کسی سبب کی بنا پر پڑھنے کو ترجیح دی ہے۔ مثلاً سفر سے واپسی، فتح وکامیابی کا حصول، کسی کی زیارت وملاقات کرنے کی صورت میں، اس وقت مسجد میں جانے کی بنا پر شکرانہ کے طور پر یا جو کسی دن ضرورت کی بنا پر رات کو تہجد نہ پڑھ سکا تو وہ پڑھ لے۔

[1663] ٧٨-(٧١٩) حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ قَالَ نَا عَبْدُالْوَارِثِ قَالَ نَا يَزِيدُ يَعْنِي الرِّشْكَ حَدَّثَتْنِي مُعَاذَةُ أَنَّهُ سَأَلَتْ عَائِشَةَ رضي الله عنها كَمْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي صَلٰوةَ الضُّحٰى قَالَتْ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ وَيَزِيدُ مَا شَآءَ

[1663]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے معاذہ نے سوال کیا کہ رسول اللہ ﷺ چاشت کی نماز کتنی رکعات پڑھتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا چار رکعات اور جس قدر زیادہ پڑھنا چاہتے پڑھ لیتے۔

[1664] (. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَانَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ يَزِيدَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ وَقَالَ يَزِيدُ مَا شَآءَ اللّٰهُ

[1664] مصنف نے یہی روایت دوسری سند سے بیان کی ہے، اس میں ماشاء کی بجائے ماشاء اللہ ہے۔

[1665] ٧٩-(. . .) وحَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ حَبِيبِ الْحَارِثِيُّ قَالَ نَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ عَنْ سَعِيدٍ قَالَ نَا قَتَادَةُ أَنَّ مُعَاذَةَ الْعَدَوِيَّةَ حَدَّثَتْهُمْ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي الضُّحٰى أَرْبَعًا وَيَزِيدُ مَا شَآءَ اللّٰهُ

[1665]۔ ایک اور سند ہے کہ معاذہ عدویہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ چاشت کی نماز چار رکعات پڑھتے تھے اور جس قدر اللہ تعالیٰ زیادہ چاہتا پڑھ لیتے۔

[1663] اخرجه ابن ماجه في (سننه) في اقامة الصلاة والسنة فيها باب: ما جاء في صلاة الضحى برقم (١٣٨١) انظر (التحفة) برقم (١٧٩٦٧)

[1664] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٦٦٠)

[1665] تقدم تخريجه برقم (١٦٦٠)

[1666] (. . .) وحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَابْنُ بَشَّارٍ جَمِيعًا عَنْ مُعَاذِ بْنِ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

[1666] ایک اور سند سے یہی روایت بیان کی گئی ہے۔

فائدہ :......اپنے مشاہدہ کے اعتبار سے حضرت عائشہ ؓ نے آپ ﷺ کے چاشت کی نماز پڑھنے کی نفی کی ہے کہ میں نے آپ کو پڑھتے نہیں دیکھا اور یہاں دوسروں کے بتانے پر یا سفر سے واپسی پر پڑھنے کا تذکرہ کیا ہے۔

[1667] ۸۰۔(۳۳۶) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ

عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي لَيْلٰى قَالَ مَا أَخْبَرَنِي أَحَدٌ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ ﷺ يُصَلِّي الضُّحٰى إِلَّا أُمُّ هَانِئٍ فَإِنَّهَا حَدَّثَتْ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ دَخَلَ بَيْتَهَا يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ فَصَلّٰى ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ مَا رَأَيْتُهُ صَلّٰى صَلٰوةً قَطُّ أَخَفَّ مِنْهَا غَيْرَ أَنَّهُ كَانَ يُتِمُّ الرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ وَلَمْ يَذْكُرِ ابْنُ بَشَّارٍ فِي حَدِيثِهِ قَوْلَهُ قَطُّ

[1667] ۔عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ بیان کرتے ہیں کہ مجھے ام ہانی ؓ کے سوا کسی نے نہیں بتایا کہ اس نے نبی اکرم ﷺ کو چاشت کی نماز پڑھتے دیکھا۔ ام ہانی نے بتایا کہ فتح مکہ کے دن نبی اکرم ﷺ اس کے گھر تشریف لائے اور آپ نے آٹھ رکعات پڑھیں۔ میں نے آپ کو کبھی اس سے ہلکی یا خفیف نماز پڑھتے نہیں دیکھا۔ ہاں آپ رکوع و سجود مکمل طریقہ سے کرتے تھے۔ ابن بشار نے اپنی روایت میں قط کا لفظ بیان نہیں کیا۔

[1668] ۸۱۔(. . .) وحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى وَمُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْمُرَادِيُّ قَالَا أَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ

عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ أَنَّ أَبَاهُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ الْحَارِثِ بْنِ نَوْفَلٍ قَالَ سَأَلْتُ وَحَرَصْتُ عَلٰى أَنْ أَجِدَ أَحَدًا مِنَ النَّاسِ يُخْبِرُنِي أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ سَبَّحَ سُبْحَةَ الضُّحٰى فَلَمْ أَجِدْ أَحَدًا يُحَدِّثُنِي ذٰلِكَ غَيْرَ أَنَّ أُمَّ هَانِئٍ بِنْتَ أَبِيطَالِبٍ أَخْبَرَتْنِي أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ

[1666] تقدم تخريجه برقم (١٦٦٠)

[1667] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی تقصير الصلاة، باب: من تطوع فی السفر فی غير دبر الصلوات وقبلها برقم (١١٠٣) وفی التهجد، باب: صلاة الضحی فی السفر برقم (١١٧٦) وفی المغازی، برقم (٤٢٩٢) وابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: صلاة الضحی برقم (١٢٩١) والترمذی فی (جامعه) فی الصلاة، باب: برقم (٤٧٤) انظر (التحفة) برقم (١٨٠٠٧)

[1668] اخرجه ابن ماجه فی (سننه) فی الطهارة وسننها، باب: ما جاء فی الاستتار عند الغسل ←

اَتَى بَعْدَ مَا ارْتَفَعَ النَّهَارُ يَوْمَ الْفَتْحِ فَأُتِيَ بِثَوْبٍ فَسُتِرَ عَلَيْهِ فَاغْتَسَلَ ثُمَّ قَامَ فَرَكَعَ ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ لَا أَدْرِي أَقِيَامُهُ فِيهَا أَطْوَلُ أَمْ رُكُوعُهُ أَمْ سُجُودُهُ كُلُّ ذٰلِكَ مِنْهُ مُتَقَارِبٌ قَالَتْ فَلَمْ أَرَهُ سَبَّحَهَا قَبْلُ وَلَا بَعْدُ قَالَ الْمُرَادِيُّ عَنْ يُونُسَ وَلَمْ يَقُلْ أَخْبَرَنِي

[1668] ۔عبداللہ بن حارث بیان کرتے ہیں میں نے پوچھا اور میری یہ آرزو اور خواہش تھی کہ مجھے کوئی ایسا شخص مل جائے جو مجھے بتائے کہ رسول اللہ ﷺ نے چاشت کی نماز پڑھی ہے تو مجھے ام ہانی کے سوا کوئی نہ ملا جو مجھے یہ بتاتا۔ ام ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا نے مجھے خبر دی کہ فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ دن بلند ہونے کے بعد آئے تو کپڑا لا کر آپ کو پردہ مہیا کیا گیا تو آپ نے غسل فرمایا۔ پھر آپ اٹھے اور آٹھ رکعات پڑھیں، میں نہیں جانتی کہ ان میں آپ کا قیام طویل تھا یا آپ کا رکوع یا آپ کا سجدہ یہ سب ارکان قریب قریب تھے اور ام ہانی نے بتایا میں نے اس سے پہلے اور اس کے بعد آپ کو چاشت کی نماز پڑھتے نہیں دیکھا۔

راوی نے اپنی روایت میں اخبرنی یونس کی جگہ عن یونس کہا۔

فائدہ:...... یہ ان لوگوں کی دلیل ہے جو کہتے ہیں کہ ام ہانی کے گھر آپ ﷺ نے فتح کے شکرانہ کے طور پر چاشت کی نماز پڑھی تھی۔

[1669] ۸۲۔(...) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ أَبِي النَّضْرِ أَنَّ أَبَا مُرَّةَ مَوْلَى عَنْ أُمِّ هَانِيءٍ بِنْتِ أَبِي طَالِبٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أُمَّ هَانِيءٍ بِنْتَ أَبِي طَالِبٍ تَقُولُ ذَهَبْتُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ عَامَ الْفَتْحِ فَوَجَدْتُهُ يَغْتَسِلُ وَفَاطِمَةُ ابْنَتُهُ تَسْتُرُهُ بِثَوْبٍ قَالَتْ فَسَلَّمْتُ فَقَالَ ((مَنْ هٰذِهِ)) قُلْتُ أُمُّ هَانِيءٍ بِنْتُ أَبِي طَالِبٍ قَالَ ((مَرْحَبًا بِأُمِّ هَانِيءٍ)) فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ غُسْلِهِ قَامَ فَصَلَّى ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ مُلْتَحِفًا فِي ثَوْبٍ وَّاحِدٍ فَلَمَّا

← برقم (٦١٤) وفي اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: ما جاء في صلاة الضحى برقم (١٣١٩) انظر (التحفة) برقم (١٨٠٣)

[1669] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الغسل، باب: التستر في الغسل عن الناس برقم (٢٨٠) وفي الصلاة، برقم (٣٥٧) وفي الجزية والموادعة، باب: امان النساء وجوارهن برقم (٣١٧١) وفي الادب، باب: ما جاء في زعموا برقم (٦١٥٨) والترمذي في (جامعه) في السير، برقم (١٥٧٩) وفي الاستئذان باب: ما جاء في مرحبا برقم (٢٧٣٤) والنسائي في (المجتبى) في الطهارة، باب: ذكر الاستتار عند الاغتسال برقم ١/ ١٢٦ وابن ماجه في (سننه) في الطهارة وسننها، باب: المنديل بعد الوضوء وبعد الغسل برقم (٤٦٥) انظر (التحفة) برقم (١٨٠١٨)

انْصَرَفَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ زَعَمَ ابْنُ أُمِّي عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ أَنَّهُ قَاتِلٌ رَجُلًا أَجَرْتُهُ فُلَانُ ابْنُ هُبَيْرَةَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((قَدْ أَجَرْنَا مَنْ أَجَرْتِ يَا أُمَّ هَانِيءٍ)) قَالَتْ أُمُّ هَانِيءٍ وَذٰلِكَ ضُحًى

[1669] ۔ حضرت ام ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں فتح مکہ کے سال رسول اللہ ﷺ کی طرف گئی تو میں نے آپ کو نہاتے ہوئے پایا اور آپ کی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ کو کپڑے سے پردہ کیے ہوئے تھی۔ میں جا کر سلام عرض کیا۔ آپ نے پوچھا: یہ کون ہے؟ میں نے کہا ام ہانی بنت ابی طالب ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ام ہانی کو خوش آمدید'' تو جب آپ نہانے سے فارغ ہوئے تو اٹھے اور آٹھ رکعات نماز پڑھی۔ آپ ایک کپڑے میں لپٹے ہوئے تھے جب آپ نماز سے فارغ ہو گئے تو میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! میرا ماں جایا بھائی علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ایک ایسے آدمی کو قتل کرنا چاہتا ہے جسے میں پناہ دے چکی ہوں جو فلاں سے اور ہبیرۃ کا بیٹا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ام ہانی جس کو تو نے پناہ دی ہم نے بھی پناہ دی، ام ہانی رضی اللہ عنہا نے بتایا یہ چاشت کا وقت تھا۔

فوائد:...... ❶ اس حدیث سے معلوم ہوا باپردہ نہانے والے شخص کو سلام کہنا اور اس سے ضروری گفتگو کرنا جائز ہے۔ جب کہ وہ کپڑا باندھے ہوئے، کیونکہ آپ بیٹی کے سامنے برہنہ نہیں ہو سکتے تھے۔ ❷ اگر کسی انسان کو عورت پناہ دے دے تو وہ نافذ العمل ہو گی۔ اس کی پناہ کو توڑنا درست نہیں ہے۔ امام شافعی اور جمہور کا یہی موقف ہے۔ امام ابوحنیفہ اور امام مالک کے نزدیک عورت کی دی ہوئی پناہ امام (امیر) کی صواب دید پر موقوف ہے۔ وہ برقرار رکھے یا توڑ دے اس کی مرضی ہے۔

[1670] ۸۲۔(. . .) وحَدَّثَنِي حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا وُهَيْبُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي مُرَّةَ مَوْلَى عَقِيلٍ

عَنْ أُمِّ هَانِيءٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ صَلَّى فِي بَيْتِهَا عَامَ الْفَتْحِ ثَمَانِيَ رَكَعَاتٍ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ قَدْ خَالَفَ بَيْنَ طَرَفَيْهِ

[1670] ۔ حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ فتح مکہ کے سال رسول اللہ ﷺ نے اس کے گھر میں ایک کپڑے میں، جس کے دونوں جانب آپس میں مخالف جانب ڈالے گئے تھے آٹھ رکعات نماز پڑھی۔

[1671] ۸۴۔(۷۲۰) حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْمَاءَ الضُّبَعِيُّ قَالَ نَا مَهْدِيٌّ وَهُوَ ابْنُ مَيْمُونٍ

[1670] تقدم تخرجه ى الحديث السابق برقم (١٦٦٦)

[1671] اخرجه ابو داود فى (سننه) فى الصلاة، باب: صلاة الضحى برقم (١٢٨٥) وبرقم ←

قَالَ نَا وَاصِلٌ مَوْلَى أَبِي عُيَيْنَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ عُقَيْلٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ الدُّؤَلِيِّ عَنْ أَبِي ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ ((يُصْبِحُ عَلَى كُلِّ سُلَامَى مِنْ أَحَدِكُمْ صَدَقَةٌ فَكُلُّ تَسْبِيحَةٍ صَدَقَةٌ وَكُلُّ تَحْمِيدَةٍ صَدَقَةٌ وَكُلُّ تَهْلِيلَةٍ صَدَقَةٌ وَكُلُّ تَكْبِيرَةٍ صَدَقَةٌ وَأَمْرٌ بِالْمَعْرُوفِ صَدَقَةٌ وَنَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ وَيُجْزِءُ مِنْ ذٰلِكَ رَكْعَتَانِ يَرْكَعُهُمَا مِنَ الضُّحٰى))

[1671] ۔حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے ہر شخص کے جوڑ جوڑ (ہر جوڑ) پر صبح کو صدقہ ہے۔ پس ایک دفعہ سبحان اللہ کہنا صدقہ ہے اور الحمدللہ کہنا بھی صدقہ ہے اور لا الہ الا اللہ کہنا صدقہ ہے اور اللہ اکبر کہنا بھی صدقہ ہے، کسی کو نیکی کی تلقین کرنا صدقہ ہے اور کسی کو برائی سے روکنا بھی صدقہ ہے اور ان تمام امور کی جگہ دو رکعت نماز جو انسان چاشت کے وقت پڑھتا ہے کفایت کرتی ہیں۔

فائدہ:......صبح کو انسان جب اس حالت میں اٹھتا ہے کہ اس کا ہر عضو اور اس کا ہر جوڑ صحیح سلامت ہے تو اس پر اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے جو اس کا تقاضا کرتا ہے کہ انسان ہر جوڑ کی طرف سے شکرانہ کے طور پر صدقہ کرے اور ہر نیکی اور اجر و ثواب کا کام صدقہ بن سکتا ہے اور اگر انسان ہر روز صبح کو چاشت کی دو رکعت نماز پڑھ لے تو ہر جوڑ کی طرف سے شکرانہ ادا ہو جاتا ہے کیونکہ نماز ایک ایسی عبادت ہے جس میں انسان کا ہر عضو اور ہر جوڑ حصہ لیتا ہے۔ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ ہر بالغ انسان کو ہر دن، صبح کم از کم دو رکعات اپنی صحت و سلامتی کے شکرانہ کے طور پر پڑھ لینی چاہئیں تاکہ اللہ تعالیٰ اس کی صحت و سلامتی کو برقرار رکھے اور اس کا ہر عضو اور ہر جوڑ شر و فساد اور توڑ پھوڑ سے محفوظ رہے۔

[1672] ٨٥۔(١٧٢٩) حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ قَالَ نَا عَبْدُالْوَارِثِ قَالَ نَا أَبُو التَّيَّاحِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُوعُثْمَانَ النَّهْدِيُّ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ أَوْصَانِي خَلِيلِي ﷺ بِثَلَاثٍ بِصِيَامِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ وَرَكْعَتَيِ الضُّحٰى وَأَنْ أُوتِرَ قَبْلَ أَنْ أَرْقُدَ

[1672] ۔حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے میرے خلیل ﷺ نے تین چیزوں کی تلقین فرمائی ہر ماہ تین روزے رکھوں، چاشت کی دو رکعتیں پڑھوں اور سونے سے پہلے وتر پڑھ لوں۔

← (١٢٨٦) وفي الادب، باب: في اماطة الاذى عن الطريق برقم (٥٢٤٣) وبرقم (٥٢٤٤) انظر (التحفة) برقم (١١٩٢٨)

[1672] اخرجه البخاري في (صحيحه) في التهجد، باب: صلاة الضحى في الحضر برقم (١١٧٨) وفي الصوم، باب: صيام البيض برقم (١٩٨١) والنسائي في (المجتبى) في قيام الليل، باب: الحث على الوتر قبل النوم ٣/ ٢٢٩ و ٣/ ٢٢٩۔ انظر (التحفة) برقم (١٣٦١٨)

فائدہ:...... بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رات کو احادیث کے یاد کرنے میں مشغول رہتے تھے دن کو بھی احادیث کے سماع کے سلسلہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہتے تھے، اس لیے ان کے لیے ان حالات میں رات کا قیام مشکل تھا۔ اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو تین چیزوں کی وصیت کی۔ جس سے معلوم ہوا طلبہ علم کا یہ کم ازکم تربیتی کورس ہے کہ وہ ان تین باتوں کی پابندی کریں، اگر ان سے زائد امر کی پابندی کرلیں تو یہ اور بہتر ہوگا۔

[1673] (. . . .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ عَبَّاسٍ الْجُرَيْرِيِّ وَأَبِي شِمْرٍ الضُّبَعِيِّ قَالَا سَمِعْنَا أَبَا عُثْمَانَ النَّهْدِيَّ يُحَدِّثُ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم بِمِثْلِهِ

[1673] امام صاحب نے اپنے دوسرے اساتذہ سے بھی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ روایت بیان کی ہے۔

[1674] (. . .) وحَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ مَعْبَدٍ قَالَ نَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ قَالَ نَا عَبْدُالْعَزِيزِ بْنُ مُخْتَارٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ الدَّانَاجِ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو رَافِعٍ الصَّائِغُ قَالَ سَمِعْتُ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ أَوْصَانِي خَلِيلِي أَبُو الْقَاسِمِ صلی اللہ علیہ وسلم بِثَلَاثٍ فَذَكَرَ مِثْلَ حَدِيثِ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ

[1674] ایک اور سند میں ہے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے میرے خلیل ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین باتوں کی وصیت فرمائی۔

[1675] ٨٦۔(٧٢٢) وحَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَا نَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ حُنَيْنٍ

عَنْ أَبِي مُرَّةَ مَوْلٰى أُمِّ هَانِيءٍ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ أَوْصَانِي حَبِيبِي صلی اللہ علیہ وسلم بِثَلَاثٍ لَنْ أَدَعَهُنَّ مَا عِشْتُ بِصِيَامِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ وَصَلٰوةِ الضُّحٰى وَبِأَنْ لَا أَنَامَ حَتّٰى أُوتِرَ

[1675]۔ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے حبیب (محبوب) صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تین باتوں کی تلقین فرمائی ہے۔ میں زندگی بھر ان کو ترک نہیں کروں گا ہر ماہ تین روزے، چاشت کی نماز اور سونے سے پہلے وتر پڑھنا۔

نوٹ:...... جس طرح عشاء کے بعد سے لے کر طلوع فجر تک کے طویل وقفہ میں لوگوں کی راحت وسکون اور نیند کی

[1673] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٦٦٩)

[1674] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٤٦٦٦)

[1675] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٠٩٧٤)

خاطر کوئی نماز فرض نہیں کی گئی لیکن اس وقفہ کے دوران تہجد کی کچھ رکعتیں پڑھنے اٹھنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ اسی طرح فجر سے لے کر نماز ظہر تک طویل وقفہ میں لوگوں کی معاشی ضرورتوں کی رعایت رکھتے ہوئے کوئی نماز فرض نہیں کی گئی۔ لیکن اس وقفہ میں نفل اور استحباب کے طور پر صلوٰۃ الضحیٰ کے نام سے چند رکعتیں پڑھنے کی ترغیب دی گئی ہے اگر یہ رکعتیں طلوع آفتاب کے تھوڑی دیر بعد پڑھی جائیں تو انہیں اشراق کا نام دیا جاتا ہے اور دن اچھی طرح چڑھنے کے بعد پڑھی جائیں تو انہیں چاشت کہا جاتا ہے جو کم از کم دو ہیں اور اس سے زائد صحیح احادیث کی رو سے آٹھ رکعات تک ہیں چونکہ آپ ﷺ نے اس نماز پر ہمیشگی اور دوام نہیں فرمایا۔ اس لیے بعض لوگوں کو اس کا علم نہ ہوسکا اور انہوں نے انکار کیا، حتیٰ کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کے مسجد میں پڑھنے کو بدعت قرار دیا۔ لیکن جمہور اس نماز کے مستحب ہونے کا قائل ہے۔

۱۴...... بَاب: اسْتِحْبَابِ رَكْعَتَيْ سُنَّةِ الْفَجْرِ وَالْحَثِّ عَلَيْهِمَا وَتَخْفِيفِهِمَا وَالْمُحَافَظَةِ عَلَيْهِما، وَبَيَانِ مَا يُسْتَحَبُّ أَنْ يَقْرَأَ فِيهِمَا

باب ۱۴: فجر کی دوسنتوں کا مستحب ہونا، ان کی ترغیب دینا ان کو مختصر پڑھنا اور ان کی پابندی کرنا اور ان میں کیا پڑھنا پسندیدہ ہے

[1676] ۸۷۔(۷۲۳) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ حَفْصَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ إِذَا سَكَتَ الْمُؤَذِّنُ مِنَ الْأَذَانِ لِصَلٰوةِ الصُّبْحِ وَبَدَا الصُّبْحُ رَكَعَ رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ تُقَامَ الصَّلٰوةُ

[1676]۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب مؤذن صبح کی اذان کہہ کر خاموش ہوجاتا ہے اور صبح نمودار ہوجاتی تو رسول اللہ ﷺ نماز کی اقامت سے پہلے دو ہلکی رکعتیں پڑھتے۔

[1677] (. . .) و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ رُمْحٍ عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ ح

[1676] اخرجه البخاري فى (صحيحه) فى الاذان، باب: الاذان بعد الفجر برقم (٦١٨) وفى التجهد، باب: التطوع بعد المكتوبة برقم (١١٧٣) وفى باب الركعتان قبل الظهر برقم (١١٨١) والترمذى فى (جامعه) فى الصلاة، باب: ماجاء انه يصليهما فى البيت برقم (٤٣٣) والنسائى فى (المجتبى) فى المواقيت، باب: الصلاة بعد طلوع الفجر ١/ ٢٨٣ وفى: قيام الليل وتطوع النهار، باب: وقت ركعتى الفجر ٣/ ٢٥٢ وفى باب: وقت ركعتى الفجر وذكر الاختلاف على نافع برقم ٣/ ٢٥٥۔ وابن ماجه فى (سننه) فى اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: ما جاء فى الركعتين قبل الفجر برقم (١١٤٥) انظر (التحفة) برقم (١٥٨٠١)

[1677] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (١٦٧٣)

وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَعُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَا نَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ ح و حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا إِسْمٰعِيلُ عَنْ أَيُّوبَ كُلُّهُمْ عَنْ نَافِعٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ كَمَا قَالَ مَالِكٌ

[1677] امام صاحب اپنے دوسرے اساتذہ سے نافع کی سند سے ہی یہی روایت امام مالک کی طرح بیان کرتے ہیں۔

[1678] ۸۸۔(. . .) وحَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الْحَكَمِ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ زَيْدِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ سَمِعْتُ نَافِعًا يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ

عَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ لَا يُصَلِّي إِلَّا رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ

[1678]۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ طلوعِ فجر کے بعد رسول اللہ ﷺ دو ہلکی رکعتوں کے سوا کوئی نماز نہیں پڑھتے تھے۔

[1679] وحَدَّثَنَاهُ إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ انَا النَّضْرُ قَالَ نَا شُعْبَةُ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ

[1679] امام صاحب اپنے ایک اور استاد سے یہ روایت نقل کرتے ہیں۔

[1680] ۸۹۔(. . .) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ قَالَ نَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ أَخْبَرَتْنِي حَفْصَةُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا أَضَاءَ لَهُ الْفَجْرُ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ

[1680]۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب فجر روشن ہو جاتی تو نبی اکرم ﷺ دو رکعت نماز پڑھتے تھے۔

فائدہ:...... جب فجر طلوع ہو جائے تو اذان کے بعد نماز سے پہلے صرف فجر کی دو سنت پڑھی جاتی ہیں۔ بلا سبب اور کوئی نماز نہیں پڑھی جا سکتی۔ ہاں اگر کسی کی عشاء کی نماز رہ گئی ہو یا وتر رہ گئے ہوں تو ان کو پڑھا جا سکتا ہے۔

[1681] ۹۰۔(۷۲٤) حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ قَالَ نَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ نَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ إِذَا سَمِعَ الْأَذَانَ وَيُخَفِّفُهُمَا

[1681]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اذان سننے کے بعد فجر کی دو رکعت تخفیف کے ساتھ پڑھتے تھے۔

[1682] (. . .) وحَدَّثَنِيهِ عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ نَا عَلِيٌّ يَعْنِي ابْنَ مُسْهِرٍ ح و حَدَّثَنَاه أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ

[1678] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٦٧٣)

[1679] تقدم تخريجه برقم (١٦٧٣)

[1680] تقدم تخريجه برقم (١٦٧٣)

[1681] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٦٨٤١)

[1682] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٦٩٩١) وبرقم (١٧١١٨) وبرقم (١٧٢٦٨)

انَا أَبُو أُسَامَةَ ح و حَدَّثَنَاه أَبُوبَكْرٍ وَأَبُو كُرَيْبٍ وَابْنُ نُمَيْرٍ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ نُمَيْرٍ ح و حَدَّثَنَاه عَمْرٌو النَّاقِدُ قَالَ نَا وَكِيعٌ كُلُّهُمْ

عَنْ هِشَامٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَفِي حَدِيثِ أَبِي أُسَامَةَ إِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ

[1682] امام صاحب نے اپنے دوسرے اساتذہ سے بھی ہشام کی سند سے یہی روایت نقل کی ہے لیکن ابواسامہ نے اذا سمع الاذان۔ کے بجائے اذا طلع الفجر نقل کیا ہے، جب فجر طلوع ہو جائے۔

[1683] ۹۱-(. . .) وحَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ نَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ هِشَامٍ عَنْ يَحْيٰى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ نَبِيَّ اللهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ بَيْنَ النِّدَاءِ وَالْإِقَامَةِ مِنْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ

[1683] ۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ صبح کی نماز کی اذان اور اقامت کے دوران دو رکعت پڑھتے تھے۔

[1684] ۹۲-(. . .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ نَا عَبْدُالْوَهَّابِ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيٰى بْنَ سَعِيدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ أَنَّهُ سَمِعَ عَمْرَةَ تُحَدِّثُ

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّهَا كَانَتْ تَقُولُ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يُصَلِّي رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ فَيُخَفِّفُ حَتّٰى إِنِّي أَقُولُ هَلْ قَرَأَ فِيهِمَا بِأُمِّ الْقُرْآنِ

[1684] ۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ صبح کی دو رکعت سنت اس قدر ہلکی پڑھتے تھے کہ میں دل میں کہتی تھی کیا آپ ﷺ نے ان میں فاتحہ پڑھی ہے؟

فائدہ:...... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ صبح کی سنتوں کو اختصار و تخفیف (ہلکی) کے ساتھ ادا کرتے تھے اور ان میں تلاوت زیادہ نہیں فرماتے تاکہ صبح کی فرض نماز میں قرأت طویل کی جاسکے۔

[1683] اخرجه البخاري في (صحيحه) في الاذان، باب: الاذان بعد الفجر برقم (٦١٩) انظر (التحفة) برقم (١٧٧٨٣)

[1684] اخرجه البخاري في (صحيحه) في التهجد، باب: ما يقراء في ركعتي الفجر برقم (١١٧١) وابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: في تخفيفهما برقم (١٢٥٥) انظر (التحفة) برقم (١٧٩١٣)

[1685] ٩٣-(. . .) حَدَّثَنَا عُبَيْدُاللهِ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ نَا أَبِي قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ الْأَنْصَارِيِّ سَمِعَ عَمْرَةَ بِنْتَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ إِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ أَقُولُ هَلْ يَقْرَأُ فِيهِمَا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ

[1685]۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ جب فجر طلوع ہو جاتی تو رسول اللہ ﷺ دو رکعت ادا کرتے میں دل میں سوچتی کیا آپ ﷺ نے ان میں فاتحہ پڑھی ہے؟ یعنی ہلکی اور کم قراءت کرتے تھے۔

[1686] ٩٤-(. . .) وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَطَاءٌ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يَكُنْ عَلٰى شَيْءٍ مِنَ النَّوَافِلِ أَشَدَّ مُعَاهَدَةً مِنْهُ عَلٰى رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الصُّبْحِ

[1686]۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ جس کی قدر اہتمام و پابندی صبح کی نماز سے پہلے کی دو رکعت کا کرتے تھے اور کسی نفل کا اس قدر اہتمام نہیں فرماتے تھے۔

[1687] ٩٥-(. . .) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ جَمِيعًا عَنْ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ قَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ نَا حَفْصٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فِي شَيْءٍ مِنَ النَّوَافِلِ أَسْرَعَ مِنْهُ إِلَى الرَّكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ

[1687]۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ کو کسی نفل کے لیے بھی اس قدر سرعت و جلدی کرتے نہیں دیکھا، جس قدر سرعت آپ فجر کی نماز سے پہلے کی دو رکعتوں کے لیے کرتے تھے۔

فائدہ:......صبح کی سنتوں کے لیے جلدی کرنا، ان کے اہتمام اور محافظت سے کنایہ ہے اور اس طرف اشارہ ہے کہ آپ ﷺ اس بات کا التزام فرماتے تھے کہ ان کو صبح کی نماز سے پہلے ہی پڑھا جائے۔نماز فجر کے بعد ان کی

[1685] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٦٨١)

[1686] اخرجه البخاري في (صحيحه) في التهجد باب: تعاهد ركعتي الفجر ومن ضحاهما تطوعا برقم (١١٦٩) وابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: ركعتي الفجر برقم (١٢٥٤) انظر (التحفة) برقم (١٦٣٢١)

[1687] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٦٨٣)

قضائی کی ضرورت نہ پیش آئے۔ لیکن آج ہم ان سنتوں کا اس قدر اہتمام نہیں کرتے تھے اس لیے بہت سے لوگ نماز فجر کے بعد ان کو پڑھتے ہیں جو ان کا اصل وقت نہیں ہے۔

[1688] ٩٦-(٧٢٥) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ الْغُبَرِيُّ قَالَ نَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَارَةَ بْنِ اَوْفَى عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ

عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ رَكْعَتَا الْفَجْرِ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا

[1688]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ''فجر کی دو رکعت (سنت) دنیا اور جو کچھ اس میں ہے سے بہتر ہیں۔''

فائدہ:...... اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آخرت میں فجر کی دو رکعت سنت کا اہتمام اور پابندی اس قدر اجر و ثواب کا باعث ہے کہ دنیا اور دنیا میں جو کچھ ہے۔ اس سب سے زیادہ قیمتی اور مفید ہے کیونکہ دنیا و مافیہا سب عارضی اور فانی ہیں اور آخرت کا اجر و ثواب باقی اور غیر فانی ہے۔

[1689] ٩٧-(...) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ قَالَ نَا مُعْتَمِرٌ قَالَ قَالَ أَبِي نَا قَتَادَةُ عَنْ زُرَارَةَ عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ

عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهُ قَالَ فِي شَأْنِ الرَّكْعَتَيْنِ عِنْدَ طُلُوعِ الْفَجْرِ ((لَهُمَا أَحَبُّ إِلَيَّ مِنَ الدُّنْيَا جَمِيعًا))

[1689]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے طلوع فجر کے وقت کی دو رکعت کے بارے میں فرمایا: وہ دونوں مجھے پوری دنیا کے مقابلہ میں زیادہ پسند ہیں۔

[1690] ٩٨-(٧٢٦) حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَا نَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ عَنْ يَزِيدَ هُوَ ابْنُ كَيْسَانَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَرَأَ فِي رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ قُلْ يَاأَيُّهَا الْكَافِرُونَ وَقُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ

[1688] اخرجه الترمذى فى (جامعه) فى الصلاة، باب: ما جاء فى ركعتى الفجر من الفضل برقم (٤١٦) والنسائى فى (المجتبى) فى قيام الليل، باب: المحافظة على الركعتين قبل الفجر برقم (١٧٥٨) انظر (التحفة) برقم (١٦١٠٦)

[1689] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (١٦٨٥)

[1690] اخرجه ابو داود فى (سننه) فى الصلاة، باب: فى تخفيفهما برقم (١٢٥٦) والنسائى فى (المجتبى) فى الافتتاح، باب القرأة فى ركعتى الفجر ﴿قل يا ايها الكافرون﴾ و ﴿وقل هو ←

[1690] ۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فجر کی دو رکعت سنت میں قل یا ایھا الکافرون اور قل هو الله احد پڑھیں۔

[1691] ۹۹۔(۷۲۷) وحدثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا الْفَزَارِيُّ يَعْنِي مَرْوَانَ بْنَ مُعَاوِيَةَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ حَكِيمٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ يَسَارٍ

أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ فِي الْأُولَى مِنْهُمَا قُولُوا آمَنَّا بِاللهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا الْآيَةَ الَّتِي فِي الْبَقَرَةِ وَفِي الْآخِرَةِ مِنْهُمَا آمَنَّا بِاللهِ وَاشْهَدْ بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

[1691] ۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فجر کی دو رکعت سنت میں، پہلی رکعت میں قولوا آمنا بالله وما انزل الینا الایة بقرہ کی آیت (۱۳۶) اور دوسری رکعت میں آل عمران کی آیت نمبر ۵۲ آمنا بالله واشهد بانا مسلمون پڑھتے تھے۔

[1692] ۱۰۰۔(...) وحدثنا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ حَكِيمٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَقْرَأُ فِي رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ قُولُوا آمَنَّا بِاللهِ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْنَا وَالَّتِي فِي آلِ عِمْرَانَ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ (آل عمران:٦٤)

[1692] ۔حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فجر کی دو سنتوں میں قولوا آمنا بالله وما انزل الینا اور آل عمران کی آیت ۶۴ تعالوا الی کلمة سواء بیننا وبینکم پڑھتے تھے۔

[1693] (...) وحدثني عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ قَالَ انا عِيسَى بْنُ يُونُسَ

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ حَكِيمٍ فِي هَذَا الْإِسْنَادِ بِمِثْلِ حَدِيثِ مَرْوَانَ الْفَزَارِيِّ

← الله احد﴾ ۲/ ۱۵٦۔ وابن ماجه فی (سننه) فی اقامة الصلاة والسنة فیها، باب: ما جاء فیما یقرا فی الرکعتین قبل الفجر برقم (۱۱٤۸) انظر (التحفة) برقم (۱۳٤۳۸)

[1691] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: فی تخفیفهما برقم (۱۲۵۹) والنسائی فی (المجتبی) فی الافتتاح، باب القرأة فی رکعتی الفجر برقم (۹٤۳) انظر (التحفة) برقم (۵٦٦۹)

[1692] تقدم تخریجه فی الحدیث السابق برقم (۱٦۸۸)

[1693] تقدم تخریجه برقم (۱٦۸۸)

[1693] یہی حدیث امام صاحب نے ایک دوسرے استاد سے بیان کی ہے۔

فائدہ :...... ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ فجر کی سنتوں کی دوسری رکعت میں کبھی آل عمران کی آیت نمبر ۵۲ پڑھتے تھے اور کبھی آیت نمبر ۶۴ لیکن پہلی رکعت میں البقرہ کی آیت ۱۳۶ پڑھتے تھے اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے قل یاایھا الکافرون اور قل ھو اللّٰہ احد پڑھنا ثابت ہے اس طرح یہ تین قسم کی قرأت ثابت ہوتی ہے ان میں سے جس کو بھی پڑھ لیا جائے بہتر ہے۔

۱۵...... بَاب: فَضْلِ السُّنَنِ الرَّاتِبَةِ قَبْلَ الْفَرَائِضِ وَبَعْدَهُنَّ وَبَيَانِ عَدَدِهِنَّ

باب ۱۵: فرضوں سے پہلے اور بعد والی سنن راتبہ کی فضیلت اور ان کی تعداد

[1694] ۱۰۱-(۷۲۸) حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالَ نَا أَبُو خَالِدٍ يَعْنِي سُلَيْمَانَ بْنَ حَيَّانَ عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ سَالِمٍ

عَنْ عَمْرِو بْنِ أَوْسٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَنْبَسَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ فِي مَرَضِهِ الَّذِي مَاتَ فِيهِ بِحَدِيثٍ يَتَسَارُّ إِلَيْهِ قَالَ سَمِعْتُ أُمَّ حَبِيبَةَ تَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((مَنْ صَلَّى اثْنَتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً فِي يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ بُنِيَ لَهُ بِهِنَّ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ)) قَالَتْ أُمُّ حَبِيبَةَ فَمَا تَرَكْتُهُنَّ مُنْذُ سَمِعْتُهُنَّ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ وَقَالَ عَنْبَسَةُ فَمَا تَرَكْتُهُنَّ مُنْذُ سَمِعْتُهُنَّ مِنْ أُمِّ حَبِيبَةَ وَقَالَ عَمْرُو بْنُ أَوْسٍ مَا تَرَكْتُهُنَّ مُنْذُ سَمِعْتُهُنَّ مِنْ عَنْبَسَةَ وَقَالَ النُّعْمَانُ بْنُ سَالِمٍ مَا تَرَكْتُهُنَّ مُنْذُ سَمِعْتُهُنَّ مِنْ عَمْرِو بْنِ أَوْسٍ

[1694] ۔عمرو بن اوس رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے عنبسہ بن ابی سفیان نے اپنی مرض الموت میں حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے ایک خوش کن حدیث سنائی، کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے دن، رات میں بارہ رکعت ادا کیں، اس کے لیے جنت میں گھر بنایا جائے گا۔'' ام المؤمنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان سنا ہے میں نے ان رکعات کو نہیں چھوڑا اور عنبسہ کہتے ہیں، جب سے میں نے ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے یہ حدیث سنی ہے، میں نے ان رکعات کو ترک نہیں کیا اور عمرو بن اوس کا بیان ہے کہ جب سے میں نے عنبسہ سے یہ روایت سنی ہے، میں نے ان رکعات کو ترک نہیں کیا، اور نعمان بن سالم کا قول ہے، جب سے میں نے عمرو بن اوس سے یہ حدیث سنی ہے، میں نے ان رکعات کو نہیں چھوڑا۔

[1694] اخرجه ابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: تفريع ابواب التطوع وركعات السنة برقم (۱۲۵۰) انظر (التحفة) برقم (۱۵۸۶۰)

فوائد :...... ❶ دن، رات میں پانچ فرض نمازیں اسلام کا رکن رکین اور لازمہ ایمان ہیں، جن کے بغیر ایمان کا قیام و بقا ممکن نہیں، لیکن ان کے علاوہ ان ہی کے آگے اور پیچھے کچھ رکعات پڑھنے کی ترغیب و تعلیم بھی رسول اللہ ﷺ نے دی ہے، ان میں سے جن کے لیے آپ ﷺ نے تاکیدی الفاظ فرمائے ہیں اور دوسروں کو ترغیب و تشویق دلانے کے ساتھ ساتھ آپ نے عملاً ان کا خوب اہتمام فرمایا ہے تو ان کو سنن راتبہ یا سنن موکدہ کا نام دیا جاتا ہے اور اگر آپ نے ان کی ترغیب نہیں دی یا زیادہ اہتمام نہیں کیا تو ان کو سنن غیر موکدہ یا نفل سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ ❷ ائمہ اربعہ کا اس امر پر اتفاق ہے کہ دن، رات میں بارہ رکعات یعنی دو رکعت فجر سے پہلے، چار رکعات ظہر سے پہلے اور دو رکعت ظہر کے بعد، دو رکعت مغرب کے بعد اور دو رکعت عشاء کے بعد، سنن موکدہ ہیں اور ان کے سوا رکعات جن کا ذکر مختلف احادیث میں موجود ہے۔ وہ سنن غیر موکدہ اور نوافل ہیں، جو انسان کے لیے اجر و ثواب کے حصول اور درجات و مراتب میں رفعت و بلندی کا باعث ہیں۔ ❸ فرضوں سے پہلے پڑھی جانے والی سنن موکدہ اور نوافل کا بظاہر مقصد یا حکمت و مصلحت یہ معلوم ہوتی ہے کہ فرض نماز جو اللہ تعالیٰ کے دربار عالیہ میں سرگوشی اور حضوری ہے اور مسجد میں اجتماعی طور پر ادا کی جاتی ہے، اس میں مشغول ہونے سے پہلے انفرادی طور پر چند رکعات پڑھ کر دل کو دنیا کے مشاغل اور مصروفیات سے پھیر کر اللہ کے دربار سے کچھ آشنا اور مانوس کرلیا جائے تاکہ فرضوں کی ادائیگی میں پوری یکسوئی اور دلجمعی سے اللہ تعالیٰ سے راز و نیاز ہو سکے اور دل دنیا کے مشاغل میں ہی نہ الجھا رہے۔ ❹ فرضوں کے بعد پڑھے جانے والی سنن راتبہ یا نوافل کی بظاہر یہی حکمت اور مصلحت معلوم ہوتی ہے کہ فرض نماز کی ادائیگی میں جو کمی اور کوتاہی رہ گئی ہے اس کا کچھ ازالہ اور تدارک ہو جائے۔ ❺ ہمارے اسلاف کرام کی یہ عادت مبارکہ تھی کہ جب ان کے سامنے کوئی تاکیدی یا ترغیبی فرمان نبوی ﷺ آتا تو حتی الوسع اس کی پابندی اور اہتمام کرتے تھے، اس کے بارے میں کسی قسم کے تغافل یا تساہل اور سستی کا مظاہرہ نہیں کرتے تھے۔

[1695] ۱۰۲-(. . .) حَدَّثَنِي أَبُو غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ قَالَ نَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ قَالَ نَا دَاوُدُ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ سَالِمٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ ((مَنْ صَلّٰى فِي يَوْمٍ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ سَجْدَةً تَطَوُّعًا بُنِيَ لَهُ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ))

[1695]۔ امام مسلم نے اپنے دوسرے استاد سے نعمان بن سالم کی سند ہی سے بیان کیا، کہ جس نے ایک دن میں بارہ رکعت نوافل پڑھے اس کے لیے جنت میں گھر بنایا جائے گا۔

مفردات الحدیث ✲ يَتَسَارُّ الیه: معروف اور مجہول دونوں طرح پڑھا گیا ہے، اور یہ سرور سے ماخوذ ہے۔ یعنی حسرت اور خوشی کا سبب، باعث بننے والی اور یہاں سجدة، رکعت کے معنی میں ہے۔

[1695] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٦٩١)

[1696] ١٠٣ ـ(. . .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ سَالِمٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ أَوْسٍ، عَنْ عَنْبَسَهَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ

عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُولُ ((مَا مِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ يُصَلِّي لِلّٰهِ كُلَّ يَوْمٍ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً تَطَوُّعًا غَيْرَ فَرِيضَةٍ إِلَّا بَنَى اللّٰهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ)) أَوْ إِلَّا بُنِيَ لَهُ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ قَالَتْ أُمُّ حَبِيبَةَ فَمَا بَرِحْتُ أُصَلِّيهِنَّ بَعْدُ و قَالَ عَمْرٌو مَا بَرِحْتُ أُصَلِّيهِنَّ بَعْدُ و قَالَ النُّعْمَانُ مِثْلَ ذٰلِكَ

[1696] ـ نبی اکرم ﷺ کی زوجہ محترمہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو مسلمان بندہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ہر دن فرضوں کے سوا خوشی سے بارہ رکعات پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بناتا ہے یا اس کے لیے جنت میں گھر بنایا جائے گا۔'' ام حبیبہ کہتی ہیں، اس دن سے میں ہمیشہ یہ رکعات پڑھ رہی ہوں، عمرو کہتے ہیں، اس وقت سے میں بھی ہمیشہ پڑھ رہا ہوں، نعمان کا بھی یہی قول ہے۔

[1697] (. . .) وحَدَّثَنِي عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ بِشْرٍ وَعَبْدُاللّٰهِ بْنُ هَاشِمٍ الْعَبْدِيُّ قَالَا نَا بَهْزٌ قَالَ نَا شُعْبَةُ قَالَ النُّعْمَانُ بْنُ سَالِمٍ أَخْبَرَنِي قَالَ سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ أَوْسٍ يُحَدِّثُ عَنْ عَنْبَسَةَ

عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ ((مَا مِنْ عَبْدٍ مُّسْلِمٍ تَوَضَّأَ فَأَسْبَغَ الْوُضُوءَ ثُمَّ صَلَّى لِلّٰهِ كُلَّ يَوْمٍ)) فَذَكَرَ بِمِثْلِهِ

[1697] ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو مسلمان بندہ بھی وضو کرتا ہے اور اچھی طرح کامل وضو کرتا ہے،، پھر ہر دن اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے...... آگے مذکورہ حدیث بیان کی۔

[1698] ١٠٤ ـ(٧٢٩) وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَعُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَا نَا يَحْيٰى وَهُوَ ابْنُ سَعِيدٍ عَنْ عُبَيْدِاللّٰهِ قَالَ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ ح و حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ نَا عُبَيْدُاللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ

[1696] تقدم تخريجه برقم (١٦٩١)

[1697] تقدم تخريجه برقم (١٦٩١)

[1698] طريق زهير بن حرب اخرجه البخاري في (صحيحه) في التهجد، باب: التطوع بعد المكتوبة برقم (١١٧٢) انظر (التحفة) برقم (٨١٦٤) وطريق ابي بكر بن ابي شيبة تفرد به مسلم في (صحيحه) انظر (التحفة) برم (٧٨٤٩)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَبْلَ الظُّهْرِ سَجْدَتَيْنِ وَبَعْدَهَا سَجْدَتَيْنِ وَبَعْدَ الْمَغْرِبِ سَجْدَتَيْنِ وَبَعْدَ الْعِشَاءِ سَجْدَتَيْنِ وَبَعْدَ الْجُمُعَةِ سَجْدَتَيْنِ فَأَمَّا الْمَغْرِبُ وَالْعِشَاءُ وَالْجُمُعَةُ فَصَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ فِي بَيْتِهِ

[1698] ۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دو رکعت ظہر سے پہلے اور دو رکعت ظہر کے بعد اور دو رکعت مغرب کے بعد اور دو رکعت عشاء کے بعد پڑھیں، اور دو رکعت جمعہ کے بعد پڑھیں، رہی مغرب، عشاء اور جمعہ کی سنتیں تو یہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آپ کے گھر میں پڑھیں۔

فوائد :...... ❶ ظہر سے پہلے عام طور پر آپ چار رکعات پڑھتے تھے اور بعض دفعہ آپ نے دو رکعت بھی پڑھی ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ آپ ظہر سے پہلے چار رکعت نہیں چھوڑتے تھے، دوسری روایت میں ہے، اگر آپ کی ظہر سے پہلے چار رکعات رہ جاتیں تو آپ ظہر کے بعد کی دو رکعت کے بعد چار رکعات پڑھتے تھے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ سنتوں کی قضائی دیتے تھے اور ظہر کے بعد بھی آپ نے چار رکعات پڑھنے کی ترغیب دی ہے، جیسا کہ ام حبیبہ کی سنن اربعہ میں صحیح روایت ہے کہ جو کوئی ظہر سے پہلے چار رکعات اور ظہر کے بعد چار رکعات کی پابندی کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کو دوزخ کی آگ پر حرام کر دے گا۔ ❷ آپ سنن اور نوافل گھر میں پڑھتے تھے اور اس کی ترغیب دیتے تھے خاص کر مغرب، عشاء، فجر اور جمعہ کی سنتیں آپ گھر پر ادا فرماتے تھے۔

١٦...... بَاب: جَوَازِ النَّافِلَةِ قَائِمًا وَقَاعِدًا وَفِعْلِ بَعْضِ الرَّكْعَةِ قَائِمًا وَبَعْضِهَا قَاعِدًا

باب ١٦: نفل نماز کھڑے ہو کر اور بیٹھ کر پڑھنا اور رکعت کی کچھ قراءت بیٹھ کر اور کچھ کھڑے ہو کر کرنا جائز ہے

[1699] ١٠٥ ـ (٧٣٠) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ نَا هُشَيْمٌ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ صَلٰوةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ عَنْ تَطَوُّعِهِ فَقَالَتْ كَانَ يُصَلِّي فِي بَيْتِي قَبْلَ الظُّهْرِ أَرْبَعًا ثُمَّ يَخْرُجُ فَيُصَلِّي بِالنَّاسِ ثُمَّ يَدْخُلُ فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ وَكَانَ يُصَلِّي بِالنَّاسِ الْمَغْرِبَ ثُمَّ يَدْخُلُ فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ وَيُصَلِّي

[1699] اخرجه ابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: تفريع ابواب التطوع وركعات السبحة برقم (١٢٥١) والترمذي في (جامعه) في الصلاة، باب: ما جاء في الرجل يتطوع جالسا برقم (٣٧٥) وفي باب ما جاء في الركعتين بعد العشاء برقم (٤٣٦) مختصراً۔ انظر (التحفة) برقم (١٦٢٠٧)

بِالنَّاسِ الْعِشَآءَ وَيَدْخُلُ بَيْتِي فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ وَكَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ تِسْعَ رَكَعَاتٍ فِيهِنَّ الْوِتْرُ وَكَانَ يُصَلِّي لَيْلًا طَوِيلًا قَائِمًا وَلَيْلًا طَوِيلًا قَاعِدًا وَكَانَ إِذَا قَرَأَ وَهُوَ قَائِمٌ رَكَعَ وَسَجَدَ وَهُوَ قَائِمٌ وَإِذَا قَرَأَ قَاعِدًا رَكَعَ وَسَجَدَ وَهُوَ قَاعِدٌ وَكَانَ إِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ

[1699]۔عبداللہ بن شقیق بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نفل نماز کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ آپ میرے گھر میں ظہر سے پہلے چار رکعات پڑھتے، پھر گھر سے نکلتے اور لوگوں کو نماز پڑھاتے، پھر گھر واپس آتے اور دو رکعت ادا فرماتے، اور آپ لوگوں کو مغرب کی نماز پڑھاتے پھر گھر آتے اور دو رکعت نماز پڑھتے اور لوگوں کو عشاء کی نماز پڑھاتے اور میرے گھر آتے اور دو رکعت پڑھتے اور رات کو وتر سمیت نو رکعات پڑھتے، اور رات کو کافی دیر تک کھڑے نماز پڑھتے اور کافی دیر تک بیٹھے نماز ادا کرتے، اور جب کھڑے ہو کر قرأت کرتے تو رکوع اور سجدہ بھی کھڑے ہو کر کرتے اور جب بیٹھ کر قرأت کرتے تو رکوع اور سجدہ بھی بیٹھے بیٹھے کر لیتے اور طلوع فجر کے بعد دو رکعت پڑھتے۔

فائدہ:......بعض دفعہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رات کی نماز گیارہ رکعت سے کم پڑھتے تھے، اسی طرح بعض دفعہ آپ نماز میں طویل قرأت کھڑے ہو کر کرتے اور اس کے بعد رکوع اور سجدہ کرتے اور بعض دفعہ آپ نماز میں طویل قرأت بیٹھے بیٹھے کرتے، پھر رکوع کے لیے اٹھتے نہیں تھے بلکہ بیٹھے بیٹھے رکوع اور سجدہ کر لیتے اور بعض دفعہ آپ قرأت کا کافی حصہ بیٹھے بیٹھے پڑھتے اور پھر آخر میں تیس یا چالیس آیات کھڑے ہو کر پڑھتے پھر اس کے بعد رکوع اور سجود کرتے، یہ آخری عمر کا فعل ہے، جیسا کہ آگے آ رہا ہے۔

[1700] ۱۰۶، ۱۰۷۔(. . .) حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا حَمَّادٌ عَنْ بُدَيْلٍ وَأَيُّوبَ عَنْ عَبْدِاللهِ بْنِ شَقِيقٍ

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم يُصَلِّي لَيْلًا طَوِيلًا فَإِذَا صَلَّى قَائِمًا رَكَعَ قَائِمًا وَإِذَا صَلَّى قَاعِدًا رَكَعَ قَاعِدًا

[1700]۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کافی دیر تک نماز پڑھتے رہتے، جب کھڑے ہو کر نماز پڑھتے تو رکوع بھی کھڑے ہو کر کرتے اور جب بیٹھ کر نماز پڑھتے تو بیٹھ کر رکوع کرتے۔

[1700] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: فی صلاة القاعد برقم (٩٥٥) والنسائی فی (المجتبی) فی قیام اللیل، باب: کیف یفعل اذا افتتح الصلاة قائما وذکر اختلاف الناقلین عن عائشة فی ذلك ٣/ ٢١٩ و ٢٢٠۔ انظر (التحفة) برقم (١٦٢٠١)

[1701] ۱۰۸۔(. . .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ بُدَيْلٍ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ كُنْتُ شَاكِيًا بِفَارِسَ فَكُنْتُ أُصَلِّي قَاعِدًا فَسَأَلْتُ عَنْ ذٰلِكَ عَائِشَةَ فَقَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي لَيْلًا طَوِيلًا قَائِمًا فَذَكَرَ الْحَدِيثَ

[1701]۔عبداللہ بن شقیق بیان کرتے ہیں کہ میں فارس میں بیمار تھا اور بیٹھ کر نماز پڑھتا تھا، میں نے اس کے بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا تو انہوں نے جواب دیا، رسول اللہ ﷺ کافی دیر تک کھڑے ہو کر نماز پڑھتے تھے، اور حدیث مکمل بیان کی۔

فائدہ:...... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا رسول اللہ ﷺ کا فعل بیان کرنے سے یہ مقصد تھا کہ ضرورت اور مجبوری کی صورت میں بیٹھ کر نماز پڑھی جا سکتی ہے، اگر بیٹھ کر نماز نہ ہوتی تو آپ بیٹھ کر نماز نہ پڑھتے، جمہور ائمہ کے نزدیک سنن ونوافل بیٹھ کر پڑھنا جائز ہیں، اگر کوئی شخص قیام کی قدرت نہیں رکھتا یا کسی عذر یا مجبوری کی بنا پر سنن ونوافل بیٹھ کر پڑھتا ہے تو اس کے اجر وثواب میں کمی نہیں ہو گی اور اگر قدرت کے باوجود بیٹھ کر پڑھتا ہے تو اس کو آدھا ثواب ملے گا، فرض نماز قدرت کے باوجود بیٹھ کر پڑھے گا تو نماز نہیں ہو گی کیونکہ قیام فرض ہے، کسی عذر اور مجبوری کے سوا اس کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔

[1702] ۱۰۹۔(. . .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ نَا شُعْبَةُ عَنْ بُدَيْلٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ شَقِيقٍ الْعُقَيْلِيِّ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ صَلٰوةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِاللَّيْلِ فَقَالَتْ كَانَ يُصَلِّي لَيْلًا طَوِيلًا قَائِمًا وَلَيْلًا طَوِيلًا قَاعِدًا وَكَانَ إِذَا قَرَأَ قَائِمًا رَكَعَ قَائِمًا وَإِذَا قَرَأَ قَاعِدًا رَكَعَ قَاعِدًا

[1702]۔عبداللہ بن شقیق عقیلی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کی رات کی نماز کے بارے میں سوال کیا؟ تو انہوں نے جواب دیا، آپ رات کافی دیر تک کھڑے ہو کر نماز پڑھتے اور رات کا کافی حصہ بیٹھ کر نماز پڑھتے اور جب آپ کھڑے ہو کر قراءت کرتے تو رکوع بھی کھڑے ہو کر کرتے اور جب بیٹھ کر قراءت کرتے تو رکوع بھی بیٹھ کر کرتے۔

[1703] ۱۱۰۔(. . .) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ شَقِيقٍ الْعُقَيْلِيِّ قَالَ سَأَلْنَا عَائِشَةَ عَنْ صَلٰوةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ

[1701] تقدم تخريجه فى الحديث السابق برقم (١٦٩٧)

[1702] اخرجه ابن ماجه فى (سننه) فى اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: فى صلاة النافلة قاعدا برقم (١٢٢٨) انظر (التحفة) برقم (١٦٢٠٥)

[1703] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٦٢٢٢)

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُكْثِرُ الصَّلٰوةَ قَآئِمًا وَقَاعِدًا فَإِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ قَآئِمًا رَكَعَ قَائِمًا وَإِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ قَاعِدًا رَكَعَ قَاعِدًا

[1703] ۔عبداللہ بن شقیق عقیلی بیان کرتے ہیں کہ ہم نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کی نماز کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا، آپ کافی دیر تک کھڑے ہو کر اور کافی دیر تک بیٹھ کر نماز پڑھتے تھے تو جب آپ کھڑے ہو کر نماز شروع کرتے تو رکوع کھڑے ہو کر کرتے اور جب بیٹھ کر نماز کا آغاز کرتے تو رکوع بیٹھ کر کرتے۔

[1704] ١١١ ـ(٧٣١) وحَدَّثَنِي أَبُوالرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ قَالَ نَا حَمَّادٌ يَعْنِي ابْنَ زَيْدٍ قَالَ ح و حَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ الرَّبِيعِ قَالَ نَا مَهْدِيُّ بْنُ مَيْمُونٍ ح و حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا وَكِيعٌ ح و حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ نَا ابْنُ نُمَيْرٍ جَمِيعًا عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ ح و حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ قَالَ نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقْرَأُ فِي شَيْءٍ مِّنْ صَلٰوةِ اللَّيْلِ جَالِسًا حَتّٰى إِذَا كَبِرَ قَرَأَ جَالِسًا حَتّٰى إِذَا بَقِيَ عَلَيْهِ مِنَ السُّورَةِ ثَلَاثُونَ أَوْ أَرْبَعُونَ آيَةً قَامَ فَقَرَأَهُنَّ ثُمَّ رَكَعَ

[1704] ۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رات کی کسی نماز میں رسول اللہ ﷺ کو بیٹھ کر قرأت کرتے نہیں دیکھا، حتی کہ جب عمر رسیدہ (بوڑھے) ہو گئے تو بیٹھ کر قرأت کرنے لگے، یہاں تک کہ جب (طویل) سورت کی تیس یا چالیس آیات رہ جاتیں تو انہیں کھڑے ہو کر پڑھتے پھر رکوع کرتے۔

[1705] ١١٢ ـ(. . .) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ يَزِيدَ وَأَبِي النَّضْرِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ

[1704] طريق ابن الربيع الزهانى وطريق حسن بن الربيع وطريق ابى بكر بن ابى شيبة وطريق ابى كريب تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٦٨٦٧) وبرقم (١٧٠١٣) وبرقم (١٧٢٥٠) وبرقم (١٧٢٧٧) وطريق زهير بن حرب اخرجه البخارى فى (صحيحه) فى التهجد، باب: قيام النبى ﷺ بالليل فى رمضان وغيره برقم (١١٤٨) انظر (التحفة) برقم (١٧٣٠٨)

[1705] اخرجه البخارى فى (صحيحه) فى تقصير الصلاة، باب: اذا صلى قاعدا ثم صح او وجد خفة تمم ما بقى برقم (١١١٩) وابو داود فى (سننه) فى الصلاة، باب: فى صلاة القاعد برقم (٩٥٤) والترمذى فى (جامعه) فى الصلاة، باب: ما جاء فى الرجل يتطوع جالسا برقم (٣٧٤) والنسائى فى (المجتبى) فى قيام الليل، باب: كيف يفعل اذا افتتح الصلاة قائما وذكر اختلاف الناقلين عن عائشة فى ذلك ٣/ ٢٢٠۔ انظر (التحفة) برقم (١٧٧٠٩)

عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّي جَالِسًا فَيَقْرَأُ وَهُوَ جَالِسٌ فَإِذَا بَقِيَ مِنْ قِرَاءَتِهِ قَدْرُ مَا يَكُونُ ثَلَاثِينَ أَوْ أَرْبَعِينَ آيَةً قَامَ فَقَرَأَ وَهُوَ قَائِمٌ ثُمَّ رَكَعَ ثُمَّ سَجَدَ ثُمَّ يَفْعَلُ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ مِثْلَ ذٰلِكَ

[1705] ۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بیٹھ کر نماز پڑھتے اور بیٹھے بیٹھے قرأت کرتے جب آپ کی قرأت سے تیس یا چالیس آیات باقی رہ جاتیں تو آپ کھڑے ہو کر قرأت فرماتے، پھر رکوع کرتے پھر سجدہ کرتے، پھر دوسری رکعت میں بھی اسی طرح کرتے۔

فائدہ :......حضور اکرم ﷺ کا معمول تھا کہ آپ تہجد میں طویل قرأت فرماتے تھے، جب تک آپ عمر رسیدہ نہیں ہوئے اور جسم مبارک بھاری نہیں ہوا تھا تب تک آپ قرأت کھڑے ہو کر فرماتے رہے جب طبیعت میں عمر رسیدگی کے آثار نمایاں ہو گئے، جسم بوجھل ہو گیا تو طویل قرأت کھڑے کھڑے مشکل ہو گئی تو آپ نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ کچھ رکعات کھڑے ہو کر پڑھ لیتے اور کچھ بیٹھ کر اور بعض دفعہ ایسے بھی کیا کہ قرأت کھڑے ہو کر شروع کرنے کی بجائے بیٹھ کر شروع کی اور آخر میں کھڑے ہو گئے۔ اس لیے یہ جائز ہے کہ انسان بیٹھ کر نماز شروع کرے اور پھر کھڑا ہو جائے یا کھڑے ہو کر نماز شروع کرے اور پھر بیٹھ جائے، ظاہر ہے اس کی ضرورت اس صورت میں پیش آئے گی جب قرأت طویل کرنی ہو۔

[1706] ۱۱۳۔(. . .) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَبُوبَكْرٍ نَا إِسْمٰعِيلُ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ أَبِي هِشَامٍ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَمْرَةَ

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَقْرَأُ وَهُوَ قَاعِدٌ فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَّرْكَعَ قَامَ قَدْرَ مَا يَقْرَأُ إِنْسَانٌ أَرْبَعِينَ آيَةً

[1706] ۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بیٹھ کر قرأت فرماتے تو جب رکوع کرنا چاہتے تو اتنی دیر کے لیے کھڑے ہو جاتے جس میں انسان چالیس آیات پڑھ لیتا ہے۔

[1707] ۱۱٤۔(. . .) وحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ قَالَ نَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ

[1706] اخرجه النسائی فی (المجتبی) فی قیام اللیل، باب: کیف یفعل اذا افتتح الصلاة قائما وذکر اختلاف الناقلین عن عائشة فی ذلك برقم (١٦٤٩) وابن ماجه فی (سننه) فی اقامة الصلاة والسنة فیها، باب: فی صلاة النافلة قاعدا برقم (١٢٢٦) انظر (التحفة) برقم (١٧٩٥٠)

[1707] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٧٤١٠)

عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَقَّاصٍ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ كَيْفَ كَانَ يَصْنَعُ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي الرَّكْعَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ قَالَتْ كَانَ يَقْرَأُ فِيهِمَا فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَّرْكَعَ قَامَ فَرَكَعَ

[1707] ۔علقمہ بن وقاص بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا، رسول اللہ ﷺ بیٹھ کر دو رکعت کیسے پڑھتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا، آپ قرأت کرتے رہتے تو جب رکوع کرنے کا ارادہ کرتے کھڑے ہو جاتے اور رکوع کرتے۔

فائدہ:...... بیٹھ کر قرأت کرنے کے بعد کھڑے ہو کر رکوع کرنے کی صورت وہی ہے، جو اوپر گزر چکی ہے۔

[1708] ١١٥ ـ(٧٣٢) وحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ انَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ سَعِيدِ الْجُرَيْرِيِّ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ هَلْ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي وَهُوَ قَاعِدٌ قَالَتْ نَعَمْ بَعْدَ مَا حَطَمَهُ النَّاسُ

[1708] ۔عبداللہ بن شقیق بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا، کیا رسول اللہ ﷺ بیٹھ کر نماز پڑھ لیتے تھے؟ انہوں نے کہا، ہاں، جب لوگوں (کے معاملات کی فکر مندی اور دیکھ بھال) نے آپ کو کمزور کر دیا۔

مفردات الحدیث ✲ حَطَمَهُ النَّاسُ: عربی محاورہ ہے حطم فلاناً اهلُهُ: گھر والوں نے اسے توڑ پھوڑ ڈالا یعنی ان کے معاملات کی فکر میں وہ کمزور ہو گیا۔

مقصد یہ ہے کہ لوگوں کے امور و حالات کے فکر و اہتمام نے آپ کو کمزور کر دیا، جسمانی اعضاء کمزور ہو گئے اور آپ بڑھاپے سے دوچار ہو گئے۔

[1709] (. . .) وحَدَّثَنَا عُبَيْدُاللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ نَا أَبِي قَالَ نَا كَهْمَسٌ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ شَقِيقٍ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ فَذَكَرَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ بِمِثْلِهِ

[1709] امام صاحب نے اپنے دوسرے استاد سے بھی مذکورہ بالا روایت بیان کی ہے۔

[1710] ١١٦ ـ(. . .) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ وَهَارُونُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ قَالَا نَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ

[1708] اخرجه النسائي في (المجتبى) في قيام الليل، باب: صلاة القاعد في النافلة وذكر الاختلاف على ابي اسحاق في ذلك ٣/ ٢٢٣ـ انظر (التحفة) برقم (١٦٢١٤)

[1709] تفرد به مسلم ـ انظر (التحفة) برقم (١٦٢١٩)

[1710] اخرجه النسائي في (المجتبى) في قيام الليل، باب: صلاة القاعد في النافلة وذكر الاختلاف على ابي اسحاق في ذلك برقم ٣/ ٢٢٢ـ انظر (التحفة) برقم (١٧٧٣٤)

قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عُثْمَانُ بْنُ أَبِي سُلَيْمَانَ أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِالرَّحْمٰنِ أَخْبَرَهُ
عَنْ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يَمُتْ حَتّٰى كَانَ كَثِيرٌ مِنْ صَلٰوتِهِ وَهُوَ جَالِسٌ

[1710] ۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن کو بتایا کہ نبی اکرم ﷺ وفات سے پہلے نماز کا بہت سا حصہ بیٹھ کر پڑھنے لگے یا بہت سی نماز بیٹھ کر پڑھتے تھے۔

[1711] ١١٧۔(. . .) وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ وَحَسَنٌ الْحُلْوَانِيُّ كِلَاهُمَا عَنْ زَيْدٍ قَالَ حَسَنٌ نَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ حَدَّثَنِي الضَّحَّاكُ بْنُ عُثْمَانَ حَدَّثَنِي عَبْدُاللّٰهِ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ
عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا بَدَّنَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ وَثَقُلَ كَانَ أَكْثَرُ صَلٰوتِهِ جَالِسًا

[1711] ۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، جب رسول اللہ ﷺ عمر رسیدہ ہو گئے یا آپ کا بدن بھاری اور بوجھل ہو گیا تو آپ زیادہ نماز بیٹھ کر پڑھتے تھے۔

مفردات الحدیث ❊ بدن: اگر اس لفظ کو باب تفعیل سے بنائیں اور دال مشدد پڑھیں تو معنی ہوگا عمر رسیدہ ہو گئے، اور اگر اس کو شَرُف کے باب سے بنائیں اور دال مخفف پر پیش پڑھیں تو معنی ہوگا بھاری بھر کم ہو گئے۔

[1712] ١١٨۔(٧٣٣) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ عَنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ أَبِي وَدَاعَةَ السَّهْمِيِّ
عَنْ حَفْصَةَ أَنَّهَا قَالَتْ مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ صَلّٰى فِي سُبْحَتِهِ قَاعِدًا حَتّٰى كَانَ قَبْلَ وَفَاتِهِ بِعَامٍ فَكَانَ يُصَلِّي فِي سُبْحَتِهِ قَاعِدًا وَكَانَ يَقْرَأُ بِالسُّورَةِ فَيُرَتِّلُهَا حَتّٰى تَكُونَ أَطْوَلَ مِنْ أَطْوَلَ مِنْهَا

[1712] ۔حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے کبھی رسول اللہ ﷺ کو نفلی نماز بیٹھ کر پڑھتے نہیں دیکھا، حتی کہ وفات سے ایک سال پہلے تو آپ نفلی نماز بیٹھ کر پڑھنے لگے کہ آپ سورہ پڑھتے اور اسے ٹھہر ٹھہر کر پڑھتے حتی کہ وہ اپنے سے طویل سورت سے بھی لمبی ہو جاتی۔

مفردات الحدیث ❊ يُرَتِّلُها: اس کو آہستہ آہستہ، ٹھہر ٹھہر کر پڑھتے۔

[1713] (. . .) وحَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ قَالَا أَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ ح و

[1711] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٦٣٥٦)

[1712] اخرجه الترمذي في (جامعه) في الصلاة، باب: ما جاء في الرجل يتطوع جالسا برقم (٣٧٣) والنسائي في (المجتبى) في قيام الليل، باب: صلاة القاعد في النافلة وذكر الاختلاف على ابي اسحاق في ذلك برقم (١٦٥٧) انظر (التحفة) برقم (١٥٨١٢)

[1713] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٧٠٩)

حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا أَنَا عَبْدُالرَّزَّاقِ قَالَ أَنَا مَعْمَرٌ جَمِيعًا عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ غَيْرَ أَنَّهُمَا قَالَا بِعَامٍ وَّاحِدٍ أَوِ اثْنَيْنِ

[1714] امام صاحب دوسرے اساتذہ سے بھی مذکورہ بالا روایت بیان کرتے ہیں۔ اس میں یہ ہے جب ایک یا دو سال رہ گئے۔

[1714] ١١٩۔(٧٣٤) وحَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا عُبَيْدُاللهِ بْنُ مُوْسٰى عَنْ حَسَنِ بْنِ صَالِحٍ عَنْ سِمَاكٍ قَالَ أَخْبَرَنِي جَابِرُ بْنُ سَمُرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ لَمْ يَمُتْ حَتّٰى صَلّٰى قَاعِدًا

[1714]۔ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کا انتقال نہیں ہوا حتی کہ آپ بیٹھ کر نماز پڑھنے لگے۔

[1715] ١٢٠۔(٧٣٥) وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ هِلَالِ بْنِ يَسَافٍ عَنْ أَبِي يَحْيٰى عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ حُدِّثْتُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ ((صَلٰوةُ الرَّجُلِ قَاعِدًا نِصْفُ الصَّلٰوةِ)) قَالَ فَأَتَيْتُهُ فَوَجَدْتُهُ يُصَلِّي جَالِسًا فَوَضَعْتُ يَدِي عَلٰى رَأْسِهِ فَقَالَ مَا لَكَ يَا عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو قُلْتُ حُدِّثْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَنَّكَ قُلْتَ ((صَلٰوةُ الرَّجُلِ قَاعِدًا عَلٰى نِصْفِ الصَّلٰوةِ)) وَأَنْتَ تُصَلِّي قَاعِدًا قَالَ ((أَجَلْ وَلٰكِنِّي لَسْتُ كَأَحَدٍ مِّنْكُمْ))

[1715]۔ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں مجھے بتایا گیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے، ''آدمی کی بیٹھ کر نماز آدھی نماز ہے۔'' تو میں آپ کے پاس آیا اور میں نے آپ کو بیٹھ کر نماز پڑھتے پایا تو میں نے اپنا ہاتھ آپ کے سر مبارک پر رکھ دیا تو آپ نے پوچھا، اے عبداللہ بن عمرو، تمہیں کیا ہوا ہے؟ میں نے کہا، اے اللہ کے رسول! مجھے بتایا گیا ہے کہ آپ نے فرمایا ہے: ''آدمی کی بیٹھ کر نماز آدھی نماز کے برابر ہے۔'' یعنی بیٹھ کر نماز پڑھنے کی صورت میں آدھا اجر ملتا ہے، اور آپ نے بیٹھ کر نماز پڑھی ہے، آپ نے فرمایا: ''ہاں، لیکن میں تمہاری طرح نہیں ہوں۔''

[1714] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (٢١٤٥)

[1715] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الصلاة، فی صلاة القاعد برقم (٩٥٠) والنسائی فی (المجتبی) فی قیام اللیل، باب: فضل صلاة القائم علی صلاة القاعد ٣/ ٢٢٣۔ انظر (التحفة) برقم (٨٩٣٧)

[1716] (. . .) وحَدَّثَنَاهُ أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ جَمِيعًا عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى قَالَ نَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا سُفْيَانُ كِلَاهُمَا عَنْ مَنْصُورٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَفِي رِوَايَةِ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي يَحْيَى الْأَعْرَجِ

[1716] مصنف نے یہی حدیث دوسرے اساتذہ سے بیان کی ہے۔

فوائد:...... ❶ انسان کس قدر عظمت و بزرگی کا مالک ہو اور اس سے لوگوں کو کیسی ہی عقیدت و محبت ہو اگر اس کے قول وفعل میں توافق نہ ہو بلکہ تضاد ہو تو دیکھنے والا اس کی بنا پر حیرت و استعجاب میں مبتلا ہو جاتا ہے، اور یہی چاہتا ہے کہ اس کے قول وفعل میں یکسانیت ہونی چاہیے تضاد نہیں۔ اور آج ہمارے قول وفعل کا تضاد ایک معمول بن چکا ہے، جس کی بنا پر ہمارے قول کا اثر ختم ہو گیا ہے، اور امت تباہی کا شکار ہو گئی ہے۔ ❷ رسول اللہ ﷺ کو یہ امتیاز اور خصوصیت حاصل ہے کہ آپ اگر قدرت کے باوجود بیٹھ کر نماز پڑھتے تو آپ کو پورا ثواب ملتا، لیکن آپ نے عموماً ضعف اور کمزوری کی بنا پر ہی بیٹھ کر نماز پڑھی ہے، جیسا کہ حضرت عائشہ وحفصہ رضی اللہ عنہما کی روایات سے یہ بات کھل کر سامنے آ چکی ہے۔

١٧...... بَاب: صَلٰوةِ اللَّيْلِ وَعَدَدِ رَكَعَاتِ النَّبِيِّ ﷺ فِي اللَّيْلِ وَأَنَّ الْوِتْرَ رَكْعَةٌ صَلَاةٌ صَحِيحَةٌ

باب ١٧: رات کی نماز اور رسول اللہ ﷺ کی رات کی نماز کی رکعات کی تعداد، اور وتر ایک رکعت ہے اور ایک رکعت نماز پڑھنا صحیح ہے

[1717] ١٢١ ـ (٧٣٦) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّيْ بِاللَّيْلِ اِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً يُوتِرُ مِنْهَا بِوَاحِدَةٍ فَإِذَا فَرَغَ مِنْهَا اضْطَجَعَ عَلٰى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ حَتّٰى يَأْتِيَهُ الْمُؤَذِّنُ فَيُصَلِّيْ رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ

[1716] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (١٧١٢)

[1717] اخرجه ابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: في صلاة الليل برقم (١٣٣٦) والترمذي في (جامعه) في الصلاة، باب: ما جاء في وصف صلاة النبي ﷺ بالليل برقم (٤٤٠) وبرقم (٤٤١) والنسائي في (المجتبى) في قيام الليل وتطوع النهار، باب: كيف الوتر بواحدة برقم (١٦٩٥) وفي باب كيف الوتر باحدى من عشرة ركعة ٣/ ٢٤٣ـ انظر (التحفة) برقم ١٦٥٩٣ـ

[1717] ۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو گیارہ رکعات پڑھتے تھے ان میں سے ایک وتر ہوتا تھا، آپ جب اس سے فارغ ہو جاتے تو دائیں پہلو پر لیٹ جاتے، یہاں تک کہ آپ کے پاس مؤذن آ جاتا تو آپ دو ہلکی رکعتیں پڑھتے۔

[1718] ۱۲۲۔(. . .) وحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ نَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ

عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يُصَلِّي فِيمَا بَيْنَ أَنْ يَّفْرُغَ مِنْ صَلٰوةِ الْعِشَاءِ وَهِيَ الَّتِي يَدْعُو النَّاسُ الْعَتَمَةَ إِلَى الْفَجْرِ اِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً يُسَلِّمُ بَيْنَ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ وَيُوتِرُ بِوَاحِدَةٍ فَإِذَا سَكَتَ الْمُؤَذِّنُ مِنْ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَتَبَيَّنَ لَهُ الْفَجْرُ وَجَاءَهُ الْمُؤَذِّنُ قَامَ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ خَفِيفَتَيْنِ ثُمَّ اضْطَجَعَ عَلٰى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ حَتّٰى يَأْتِيَهُ الْمُؤَذِّنُ لِلْإِقَامَةِ

[1718] ۔نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عشاء کی نماز جس کو لوگ عتمہ کہتے ہیں سے فراغت سے لے کر فجر تک گیارہ رکعات پڑھتے تھے، ہر دو رکعت پر سلام پھیرتے اور ایک وتر پڑھتے، جب مؤذن صبح کی نماز کی اذان کہہ کر خاموش ہو جاتا اور آپ کے سامنے صبح روشن ہو جاتی اور آپ کے پاس مؤذن آ جاتا تو آپ اٹھ کر دو ہلکی رکعات پڑھتے پھر اپنے دائیں پہلو پر لیٹ جاتے، حتی کہ مؤذن آپ کے پاس اقامت کی اطلاع کے لیے آ جاتا۔ان تین امور میں واترتیب کے لیے نہیں ہے۔ترتیب اسی طرح ہے اذاتبین الفجر جب فجر روشن ہوجاتی وجاءۃ موذن اس کے لیے موذن آ جاتا ونسکت الموذن اور موذن اذان سے فارغ ہو جاتا پھر آپ دو رکعت پڑھتے۔

فائدہ:......حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رات کو دو دو رکعات پر سلام پھیرتے تھے اور آخر میں جا کر ایک رکعت الگ پڑھ لیتے تھے، اس طرح رات کی نماز وتر (طاق) ہو جاتی تھی۔ اور وتر سے فراغت کے بعد لیٹ جاتے تھے، بعض دفعہ وتر سے فراغت کی بجائے سنت فجر کے بعد لیٹ جاتے، اور مؤذن کی اقامت کی اطلاع تک لیٹے رہتے۔سنن ابو داؤد اور ترمذی میں حضرت ابو ہریرہ کی روایت ہے آپ نے فرمایا: اذا صلی احد کم رکعتی الفجر فلیضطجع علی الیمینہ جب تم میں سے کوئی فجر کی دو رکعت پڑھے تو وہ اپنے دائیں لیٹ جائے۔

[1718] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: فی صلاة اللیل برقم (۱۳۳۷) والنسائی فی (المجتبی) فی الاذان، باب: ایذان الموذنین الائمة بالصلاة برقم ۲/ ۳۰ وفی السهو، ←

[1719] (. . .) وحَدَّثَنِيهِ حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ انَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ
عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَسَاقَ حَرْمَلَةُ الْحَدِيثَ بِمِثْلِهِ غَيْرَ أَنَّهُ لَمْ يَذْكُرْ وَتَبَيَّنَ لَهُ الْفَجْرُ وَجَاءَهُ الْمُؤَذِّنُ وَلَمْ يَذْكُرِ الْإِقَامَةَ وَسَائِرُ الْحَدِيثِ بِمِثْلِ حَدِيثِ عَمْرٍو سَوَآءً

[1719] امام صاحب اپنے دوسرے استاد سے زہری کی اس سند سے روایت بیان کرتے ہیں، لیکن اس میں صبح کے روشن ہو جانے کا تذکرہ نہیں ہے، اس طرح مؤذن کی آمد کا اور ہے، اقامت کا ذکر نہیں ہے۔ باقی حدیث اوپر کی طرح ہے۔

[1720] ۱۲۳۔(۷۳۷) وحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا نَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ ح و حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ نَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ
عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً يُوتِرُ مِنْ ذٰلِكَ بِخَمْسٍ لَا يَجْلِسُ فِي شَيْءٍ إِلَّا فِي آخِرِهَا

[1720]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رات کو تیرہ رکعات پڑھتے تھے، اس میں پانچ وتر ہوتے تھے، جن میں آپ صرف آخری رکعت میں (تشہد کے لیے) بیٹھتے تھے۔

فائدہ:...... حضور اکرم ﷺ سے رات کی نماز کی مختلف صورتیں ثابت ہیں، آپ کا عام معمول یہی تھا کہ آپ وتر سمیت گیارہ رکعت پڑھتے تھے، لیکن بعض دفعہ مصروفیت، مرض، نیند یا تکلیف کے سبب اس میں کمی بیشی کی ہے۔ آخری عمر میں سن رسیدہ ہونے کی بنا پر بھی آپ نے کمی کی ہے، اس لیے آپ سے سات، نو، گیارہ، تیرہ رکعات ثابت ہیں، حافظ ابن قیم رحمہ اللہ سے آپ کی رات کی نماز کی آٹھ شکلیں بیان فرمائی ہیں۔
وتر آپ نے کبھی آخر میں ایک ہی پڑھا ہے۔ امام مالک، امام شافعی اور امام احمد کے نزدیک بہتر طریقہ یہی ہے کہ آخر میں ایک ہی وتر پڑھا جائے، اور آپ نے ایک سلام سے درمیان میں بیٹھے بغیر تین وتر بھی پڑھے ہیں، اور پانچ بھی جن میں آپ صرف پانچویں رکعت پر بیٹھے ہیں، سات وتر بھی پڑھے ہیں، جن میں آپ چھٹی رکعت پر بیٹھے لیکن سلام ساتویں رکعت پر بیٹھ کر پھیرتے، اس طرح نو وتر پڑھے ہیں، آٹھویں رکعت پر بیٹھ کر سلام نوویں رکعت پر پھیرا ہے، یہ ساری ہی صورتیں جائز ہیں، احناف کے نزدیک وتر کی صرف ایک صورت ہے کہ وتر تین

← السجود بعد الفراغ من الصلاة ٣/ ٦٥۔ انظر (التحفة) برقم (١٦٥٧٣)
[1719] اخرجه النسائی فی (المجتبی) فی السهو باب: السجود بعد الفراغ من الصلاة ٣/ ٦٥۔ انظر (التحفة) برقم (١٦٧٠٤)
[1720] اخرجه الترمذی فی (جامعه) فی الصلاة، باب: ما جاء فی الوتر بخمس برقم (٤٥٩) انظر (التحفة) برقم (١٦٩٨١)

ہیں، اور ان کو مغرب کی طرح دو تشہدوں سے پڑھا جائے گا، حالانکہ صحیح ابن حبان کی روایت میں جس کو امام حاکم، امام ذہبی اور امام بیہقی نے صحیح قرار دیا ہے اس صورت سے منع کیا گیا ہے۔

[1721] (. .) و حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ نَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ ح و حَدَّثَنَاه أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ نَا وَكِيعٌ وَأَبُو أُسَامَةَ كُلُّهُمْ عَنْ هِشَامٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ

[1721] امام صاحب نے اپنے دوسرے اساتذہ سے بھی یہی روایت بیان کی ہے۔

[1722] ١٢٤۔(. . .) وحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ نَا لَيْثٌ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ عُرْوَةَ

عَنْ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّيْ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً بِرَكْعَتَيْ الْفَجْرِ

[1722]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فجر کی دو رکعت سنت سمیت تیرہ رکعات پڑھا کرتے تھے۔

[1723] ١٢٥۔(٧٣٨) حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ قَرَأْتُ عَلٰى مَالِكٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ

عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ اَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ كَيْفَ كَانَتْ صَلٰوةُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فِي رَمَضَانَ قَالَتْ مَا كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يَزِيدُ فِي رَمَضَانَ وَلَا فِي غَيْرِهِ عَلٰى إِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً يُصَلِّيْ أَرْبَعًا فَلَا تَسْأَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّيْ أَرْبَعًا فَلَا تَسْأَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَطُولِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّيْ ثَلَاثًا فَقَالَتْ عَائِشَةُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَتَنَامُ قَبْلَ أَنْ تُوتِرَ فَقَالَ يَا ((عَائِشَةُ إِنَّ عَيْنَيَّ تَنَامَانِ وَلَا يَنَامُ قَلْبِي))

[1721] طريق ابی بكر بن ابی شيبة اخرجه ابن ماجه فی (سننه) فی اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: ما جاء فی كم يصلی بالليل برقم (١٣٥٩) انظر (التحفة) برقم (١٧٠٥٢) وطريق ابی كريب تفرد به مسلم۔ انظر التحفة برقم (١٦٨٤٢) وبرقم (١٧٢٧١)

[1722] اخرجه ابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: فی صلاة الليل برقم (١٣٦٠) انظر (التحفة) برقم (١٦٣٧١)

[1723] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی التهجد، باب: قيام النبی ﷺ بالليل فی رمضان وغيره برقم (١١٤٧) وفی صلاة التراويح باب فضل من قام رمضان برقم (٢٠١٣) وفی المناقب، باب: كان النبی ﷺ تنام عينه ولا ينام قلبه برقم (٣٥٦٩) وابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: فی صلاة الليل برقم (١٣٤١) والترمذی فی (جامعه) فی الصلاة، باب: ما جاء ←

[1723] ۔حضرت ابوسلمہ بن عبد الرحمٰن نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ رمضان میں نماز کیسے پڑھتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا، رمضان اور اس کے علاوہ مہینوں میں آپ گیارہ رکعات سے زائد نہیں پڑھتے، چار رکعات پڑھتے، ان کے حسن اور طوالت کے بارے میں مت پوچھیے پھر چار رکعات پڑھتے، ان کے حسن اور طوالت کے بارے میں نہ پوچھیے، پھر تین رکعات پڑھتے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں، میں نے پوچھا، اے اللہ کے رسول! کیا آپ وتر پڑھنے سے پہلے سو جاتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: ''اے عائشہ! میری آنکھیں سوتی ہیں اور میرا دل بیدار رہتا ہے۔''

فائدہ :......آپ رات کی نماز میں قیام بہت ہی لمبا فرماتے تھے، اس لیے عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، ان کے حسن و طول کے بارے میں سوال کی ضرورت نہیں ہے۔ اس بنا پر آپ چار رکعات پڑھنے کے بعد کچھ وقفہ فرماتے، پھر چار رکعات کے بعد وقفہ فرماتے اور پھر آخر میں تین رکعات پڑھتے، لیکن ان کے پڑھنے کی کیفیت وہی تھی، جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی پہلی روایت میں گزر چکی ہے کہ آپ رات کی نماز دو دو رکعت کر کے پڑھتے تھے۔ اور آخر میں ایک وتر پڑھتے تھے۔

[1724] ۱۲۶۔(. . .) وحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ نَا ابْنُ أَبِي عَدِيّ قَالَ نَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي عَائِشَةَ عَنْ صَلٰوةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ كَانَ يُصَلِّي ثَلاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً يُصَلِّي ثَمَانَ رَكَعَاتٍ ثُمَّ يُوتِرُ ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ فَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَرْكَعَ قَامَ فَرَكَعَ ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ بَيْنَ النِّدَاءِ وَالْإِقَامَةِ مِنْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ

[1724] ۔ابوسلمہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کی نماز کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے بتایا، آپ تیرہ رکعت پڑھتے تھے، آٹھ رکعات پڑھتے، پھر وتر ادا فرماتے، پھر بیٹھ کر دو رکعت پڑھتے اور جب رکوع کرنا چاہتے اٹھ کھڑے ہوتے اور رکوع کرتے، پھر اذان اور صبح کی نماز کی اقامت کے درمیان دو رکعت پڑھتے۔

فائدہ :......اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ بعض دفعہ وتروں سے فراغت کے بعد بھی دو رکعت پڑھ لیتے تھے، جو وتروں کا تتمہ اور تکملہ تھیں، مستقل نماز نہ تھی۔

→ في وصف صلاة النبي ﷺ برقم (٤٣٩) والنسائي في (المجتبى) في قيام الليل وتطوع النهار برقم ٣/ ٢٣٤۔ انظر (التحفة) برقم (١٧٧١٩)

[1724] اخرجه ابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: في صلاة الليل برقم (١٣٤٠) والنسائي في (المجتبى) في قيام الليل وتطوع النهار، باب: اباحة الصلاة بين الوتر وبين ركعتي الفجر →

[1725] (. . .) وحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ نَا حُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ نَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ ح و حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ بِشْرٍ الْحَرِيرِيُّ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ يَعْنِي ابْنَ سَلَّامٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ قَالَ أَخْبَرَنِي

أَبُو سَلَمَةَ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ عَنْ صَلٰوةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ بِمِثْلِهِ غَيرَ أَنَّ فِي حَدِيثِهِمَا تِسْعَ رَكَعَاتٍ قَائِمًا يُوتِرُ مِنْهُنَّ

[1725] ابوسلمہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کی نماز کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے جواب دیا، آپ کھڑے ہو کر وتر سمیت نو رکعات پڑھتے تھے۔

[1726] ۱۲۷۔(. .) وحَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ قَالَ نَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِي لَبِيدٍ سَمِعَ أَبَا سَلَمَةَ قَالَ أَتَيْتُ عَائِشَةَ فَقُلْتُ أَيْ أُمَّهْ أَخْبِرِينِي عَنْ صَلٰوةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ كَانَتْ صَلٰوتُهُ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ وَغَيْرِهِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً بِاللَّيْلِ مِنْهَا رَكْعَتَا الْفَجْرِ

[1726]۔ ابوسلمہ بیان کرتے ہیں، میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا، اے امی، مجھے رسول اللہ ﷺ کی نماز کے بارے میں بتایئے تو انہوں نے کہا، آپ کی نماز رات کو رمضان اور غیر رمضان میں فجر کی سنتوں سمیت تیرہ رکعات تھیں۔

[1727] ۱۲۸۔(. . .) حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ نَا أَبِي قَالَ نَا حَنْظَلَةُ

عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقُولُ كَانَتْ صَلٰوةُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ مِنَ اللَّيْلِ عَشَرَ رَكَعَاتٍ وَيُوتِرُ بِسَجْدَةٍ وَيَرْكَعُ رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ فَتِلْكَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً

[1727]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رات کو دس رکعات پڑھتے اور ایک وتر پڑھتے اور دو رکعت سنت فجر پڑھتے، یہ تیرہ رکعات ہوئیں۔

← برقم ۳/ ۲۵۱ وفي باب: وقت ركعتي الفجر وذكر الاختلاف على نافع برقم ۳/ ۲۵٦ و ۳/ ۲۵٦ بنحوه۔ انظر (التحفة) برقم (۱۷۷۸۱)

[1725] تقدم تخريجه في الحديث السابق برقم (۱۷۲۱)

[1726] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (۱۷۷۳۰)

[1727] اخرجه البخاري في (صحيحه) في التهجد، باب: كيف صلاة النبي ﷺ وكم كان النبي ﷺ يصلي من الليل برقم (۱۱٤۰) وابو داود في (سننه) في الصلاة، باب: في صلاة الليل برقم (۱۳۳٤) انظر (التحفة) برقم (۱۷٤٤۸)

فائدہ :......ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رمضان اور غیر رمضان میں آپ کا معمول یکساں تھا، جو عام طور پر وتر سمیت گیارہ رکعات تھا، ان میں کمی وبیشی کسی سبب یا عذر کی بنا پر ہوئی ہے۔

[1728] ١٢٩-(٧٣٩) وحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ قَالَ نَا زُهَيْرٌ قَالَ نَا أَبُوإِسْحٰقَ ح و حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى قَالَ انَا أَبُو خَيْثَمَةَ

عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ قَالَ سَأَلْتُ الْأَسْوَدَ بْنَ يَزِيدَ عَمَّا حَدَّثَتْهُ عَائِشَةُ عَنْ صَلٰوةِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ قَالَتْ كَانَ يَنَامُ أَوَّلَ اللَّيْلِ وَيُحْيِ آخِرَهُ ثُمَّ إِنْ كَانَتْ لَهُ حَاجَةٌ إِلَى أَهْلِهِ قَضٰى حَاجَتَهُ ثُمَّ يَنَامُ فَإِذَا كَانَ عِنْدَ النِّدَاءِ الْأَوَّلِ قَالَتْ وَثَبَ وَلَا وَاللّٰهِ مَا قَالَتْ قَامَ فَأَفَاضَ عَلَيْهِ الْمَاءَ وَلَا وَاللّٰهِ مَا قَالَتْ اغْتَسَلَ وَأَنَا أَعْلَمُ مَا تُرِيدُ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ جُنُبًا تَوَضَّأَ وُضُوءَ الرَّجُلِ لِلصَّلٰوةِ ثُمَّ صَلَّى الرَّكْعَتَيْنِ

[1728]۔ ابو اسحاق کہتے ہیں، میں نے اسود بن یزید سے اس حدیث کے بارے میں پوچھا، جو اسے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کی نماز کے بارے میں بیان کی تھی عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ رات کے پہلے حصہ میں سو جاتے اور آخری حصہ میں بیدار ہو جاتے، پھر اگر بیوی سے کوئی ضرورت ہوتی تو اپنی ضرورت پوری کرتے پھر سو جاتے، جب پہلی اذان کا وقت ہوتا تو (بستر سے) اچھل پڑتے، اللہ کی قسم عائشہ نے وَثَبَ (کودنا، اچھلنا) کہا، قَامَ (اٹھنا) نہیں کیا، پھر اپنے اوپر پانی بہاتے، اللہ کی قسم عائشہ نے غسل نہیں کہا، افاض علیه الماء کہا۔

میں آپ کی مراد کو خوب سمجھتا تھا۔ اگر آپ جنبی نہ ہوتے تو انسان کے نماز کے لیے وضو کی طرح وضو فرماتے پھر دو رکعت (سنت فجر) پڑھتے۔

فائدہ :......اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کبھی رات کو جلد اٹھ کر، رات کی نماز سے فارغ ہو کر، بیوی سے تعلقات قائم کرنے کے بعد سو جاتے اور صبح کی اذان کے بعد جلدی بیدار ہو کر غسل فرما کر فجر کی سنتیں پڑھتے، صبح کی سنتیں ہر صورت نماز فجر سے پہلے پڑھتے۔

[1729] ١٣٠-(٧٤٠) حَدَّثَنَا أَبُوبَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا نَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ قَالَ نَا عَمَّارُ بْنُ رُزَيْقٍ

[1728] اخرجه النسائی فی (المجتبی) فی قیام اللیل وتطوع النهار، باب: الاختلاف علی عائشة فی احیاء اللیل برقم (١٦٣٩) مختصراً۔ انظر (التحفة) برقم (١٦٠٢٠)

[1729] تفرد به مسلم۔ انظر (التحفة) برقم (١٦٠٣١)

عَنْ أَبِي إِسْحٰقَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ حَتّٰى يَكُونَ آخِرَ صَلٰوتِهِ الْوِتْرُ

[1729]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رات کو نماز پڑھتے اور نماز کے آخر میں وتر ہوتا۔

فائدہ:...... عام طور پر آپ کی رات کی نماز کا اختتام وتر پر ہوتا تھا، لیکن کبھی کبھار وتر کے بعد دو رکعت بیٹھ کر پڑھ لیتے۔

[1730] ۱۳۱۔(۷۴۱) حَدَّثَنِي هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ قَالَ نَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَشْعَثَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ عَمَلِ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ كَانَ يُحِبُّ الدَّائِمَ قَالَ قُلْتُ أَيَّ حِينٍ كَانَ يُصَلِّي فَقَالَتْ كَانَ إِذَا سَمِعَ الصَّارِخَ قَامَ فَصَلّٰى

[1730]۔ مسروق بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ کے عمل کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے جواب دیا، آپ عمل پر دوام ہمیشگی کو پسند فرماتے تھے، میں نے پوچھا، آپ کس وقت نماز پڑھتے تھے؟ تو کہا، جب مرغ اذان دیتا تو آپ اٹھ کر نماز پڑھتے۔

فائدہ:...... آپ کبھی آدھی رات کو، کبھی آدھی رات سے کچھ پہلے یا کچھ وقت بعد میں اٹھتے اور کبھی مرغ کی اذان پر اٹھتے اور وہ مرغ اذان آدھی رات کے بعد دیتا ہے۔

[1731] ۱۳۲۔(۷۴۲) حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ قَالَ انَا ابْنُ بِشْرٍ عَنْ مِسْعَرٍ عَنْ سَعْدٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا أَلْفَى رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ السَّحَرُ الْأَعْلٰى فِي بَيْتِي أَوْ عِنْدِي إِلَّا نَائِمًا

[1731]۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے ہمیشہ آپ کو رات کے آخری حصہ میں اپنے گھر میں یا اپنے پاس سوئے ہوئے پایا (یعنی رسول اللہ ﷺ کو رات کے آخری حصہ میں، میرے گھر میں یا میرے پاس سوئے ہوئے پایا۔)

مفردات الحدیث ❶ **ما الفیٰ**: نہیں پایا۔ ❷ **السحر الاعلی**: رات کا آخری حصہ، صبح کے قریب کا وقت۔

فائدہ:...... حضور اکرم ﷺ جب رات کی نماز سے صبح سے پہلے فارغ ہو جاتے تو لیٹ جاتے تھے، اور بعض دفعہ سو بھی جاتے تھے۔

[1730] اخرجه البخاری فی (صحيحه) فی التهجد، باب: من نام عند السمر برقم (۱۱۳۲) وفی الرقاق، باب القصد والمداومة على العمل برقم (٦٤٦١) وابو داود فی (سننه) فی الصلاة، باب: وقت قيام النبی ﷺ من الليل برقم (۱۳۱۸) وابن ماجه فی (سننه) فی اقامة الصلاة والسنة فيها، باب: ما جاء فی الضجعة بعد الوتر وبعد ركعتی الفجر برقم (۱۱۹۷) انظر (التحفة) برقم (۱۷۷۱۵)

[1731] تقدم